

سُنَنُ ابْنِ ابِي دَاوُدَ (الْأَوْثَقُ)

www.KitaboSunnat.com

کتاب الطهارة (جلد اول) کتاب صلاۃ السفر

تالیف

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بحرانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و فوائد

فیضانِ اہل عمارت سرفراز قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی اسی رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی، تصحیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشد حمایت کا عالمی ادارہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

*** تنبیہ ***

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

© مکتبہ دارالسلام، ۱۴۲۷ھ

فہرستہ مکتبہ الملک فہد الوطنیہ أثناء النشر

السجستانی، ابوداود سلیمان الاشعث الازدی

ستن ابوداود باللغة الاردیة / ابوداود سلیمان الاشعث الازدی السجستانی - الرياض، ۱۴۲۷ھ

ص: ۸۷۵ مقاس: ۱۷×۲۴ سم

ردمك: ۳-۷-۹۷۱۴-۹۹۶۰

۱- الحدیث - سنن أ. العنوان

دیوی: ۲۳۵،۴ ۱۴۲۷/۲۴۵۷

رقم الإيداع: ۱۴۲۷/۲۴۵۷

ردمك: ۳-۷-۹۷۱۴-۹۹۶۰

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الزوفی: 11416 سوی عرب فون: 4033962-403432-1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.dar-us-salam.com

● طریقہ کار - علیا - الزیفی فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ● اللز - الزیفی فون: 4735220 فیکس: 4735221

● سوئم فون: 1 2860422 00966 ● جتہ فون: 2 6879254 00966 فیکس: 6336270

● مدینہ منورہ موبائل: 503417155 00966 فیکس: 8151121 ● خمیس مشیط فون: 7 2207055 00966 موبائل: 0500710328

● الخیر فون: 3 8692900 00966 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 6 5632623 00971 امریکہ ● ہوشن فون: 713 7220419 001

فیکس: 5632624 7220431

لندن فون: 208 539 4885 0044 ● نیویارک فون: 718 6255925 001

فیکس: 208 5394889 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شو روم)

● 36 - لوزال، سیکرٹریٹ شاپ، لاہور

فون: 7110081-711023-7232400-7240024-42 0092 فیکس: 7354072

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

● غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

● ٹون مارکیٹ آقبال ٹاؤن، لاہور فون: 7846714

کراچی شو روم (D.C.H.S) Z-110,111 سین طارق روڈ کراچی

فون: 4393936-21-0092 فیکس: 4393937

Email: darussalamkhi@darussalampk.com

● اسلام آباد شو روم F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

جلد اول

سُننُ ابوداؤد (أردو)

کتاب الطہارۃ ————— کتاب صلوة السفر

تالیف

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و فوائد

فیضانِ ابوعمار عسرافارق سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی و تصحیح و اضافہ

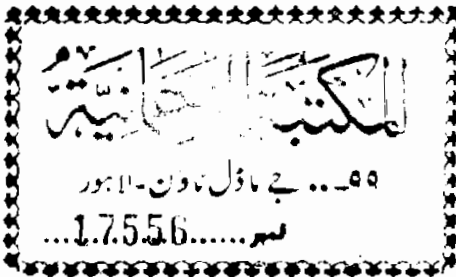
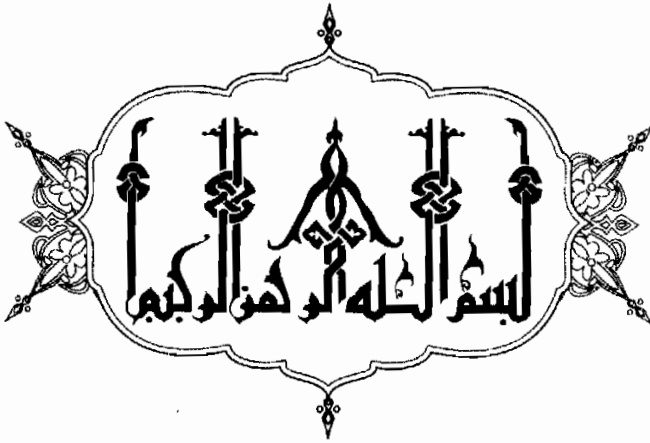
حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شامیہ • لاہور
اسلام آباد • کراچی • لندن • ہوسٹن • نیویارک





بارگاہ الہی میں اظہارِ شکر اور ایک عاجزانہ التجا

الہ العالمین! خدمتِ حدیث کی اس توفیق پر جس سے تو نے ہمیں نوازا، ہماری جبینِ نیاز تیری بارگاہِ عالی میں جھکی ہوئی ہے، ہمارے قلوبِ جذباتِ تشکر سے مملو ہیں اور زبان پر تیری حمد و ثنا کے ترانے جاری ہیں۔
یا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك ولعظيم سلطانك.

بارِ الہا! ہماری التجا ہے کہ جس طرح تو نے اپنے حقیر بندوں کو اس عظیم خدمت کے شرف سے مشرف فرمایا ہے، اسی طرح اسے دنیا اور آخرت میں قبولیت کا اعزاز بھی عطا فرما۔
اللهم تقبل منا كما تقبل من عبادك الصالحين.

دنیا میں اس طرح کہ احادیث کی ان مترجم کتابوں کو لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کا باعث بنا اور آخرت میں ہماری اس سعی بے بضاعت کو ہماری نجات کا، نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا اور اپنی رحمت و مغفرت کا ذریعہ بنا۔ آمین یا رب العالمین۔

اس دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد

(مدیر و رفقاء ادارہ)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نَضَّ اللَّهُ أَمْرًا

سَمِعَ أَيُّهَا النَّبِيُّ فَيُفِضُ مَرَاتِمَهُ

صَدَقَ حَبِيبُ اللَّهِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے ہم سے
کوئی حدیث سنی، پھر اسے یاد کر کے لوگوں تک پہنچا دیا

(سنن ابوداؤد، العلم، حدیث: ۳۶۶)

الَا اِنِّي اُوتِيْتُ

الْحِكْمَانَ مِثْلَهُ

الَا اِنِّي اُوتِيْتُ

الْقُرْآنَ مِثْلَهُ

اچھی طرح سن لو! مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ
اس کی مثل (سنت) بھی، خیردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے
اور اس کے ساتھ اس کی مثل (سنت) بھی۔ (مسند احمد ۴/۱۳۱)

فہرست مضامین (جلد اول)

31 عرض ناشر
37 عرض مترجم
41 مترجم کا شخصی تعارف
43 مقدمہ
59 مقدمہ التحقیق (سنن ابوداؤد تحقیق و تخریج احادیث کا اسلوب)
64 حالات زندگی امام ابوداؤد <small>رضی اللہ عنہ</small>
69 سنن ابوداؤد اور اس کی امتیازی خصوصیات
77 اصطلاحات محدثین
88 سنن ابوداؤد سے استفادے کا طریقہ



91	طہارت کے مسائل	۱- کتاب الطہارۃ
	باب: قضائے حاجت (پیشاب پانانے) کیلئے لوگوں سے علیحدہ اور دور ہونے کا بیان	۱- بَابُ التَّخْلِیِّ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ
93		
94	باب: پیشاب کے لیے (نرم) جگہ تلاش کرنا	۲- بَابُ الرَّجُلِ یَسْوَأُ لِبَوْلِهِ
95	باب: آدمی بیت الخلاء میں داخل ہونا چاہے تو کیا پڑھے؟	۳- بَابُ مَا یَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ
97	باب: قضائے حاجت کے وقت قبل رخ ہونا مکروہ ہے	۴- بَابُ كَرَاهِيَةِ اسْتِئْذَانِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ
100	باب: اس مسئلے میں رخصت کا بیان	۵- بَابُ الرُّحْصَةِ فِي ذَلِكَ
101	باب: قضائے حاجت کے وقت کپڑا اتارنے کا ادب	۶- بَابُ كَيْفِ التَّكْشُفِ عِنْدَ الْحَاجَةِ
102	باب: قضائے حاجت کے دوران بات چیت مکروہ ہے	۷- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ عِنْدَ الْخَلَاءِ
103	باب: پیشاب کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا؟	۸- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَرُدُّ السَّلَامَ وَهُوَ يَبُولُ؟
104	باب: طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا	۹- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ
	باب: ایسی اگٹھی جس میں اللہ کا ذکر کندہ ہو	۱۰- بَابُ الْخَاتَمِ يَكُونُ فِيهِ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى يَدْخُلُ بِهِ الْخَلَاءَ
105	بیت الخلاء میں لے جانا	

- 105 باب: پیشاب سے خوب اچھی طرح پاک ہونے کا بیان
- 109 باب: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا
- 110 باب: انسان رات کو کسی برتن میں پیشاب کرے اور پھر اسے اپنے پاس پڑا رہنے دے
- 110 باب: وہ مقامات جہاں پیشاب کرنا منع ہے
- 111 باب: غسل خانے میں پیشاب کا مسئلہ
- 112 باب: بل میں پیشاب کی ممانعت
- 113 باب: بیت الخلاء سے نکل کر انسان کیا پڑھے؟
- 113 باب: استنجاء میں شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونے کی ممانعت
- 116 باب: قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا
- 117 باب: وہ چیزیں جن سے استنجاء منع ہے
- 119 باب: ڈھیلوں کے ساتھ استنجاء کرنا
- 120 باب: استنجاء کا بیان
- 120 باب: پانی سے استنجاء کرنا
- 121 باب: استنجاء کے بعد آدمی اپنا ہاتھ زمین پر رگڑے
- 122 باب: مسواک کا بیان
- 124 باب: مسواک کیسے کی جائے؟
- 125 باب: انسان کسی دوسرے کی مسواک استعمال...؟
- 125 باب: مسواک دھونے کا بیان
- 126 باب: مسواک اعمالِ فطرت میں سے ہے
- 128 باب: رات کو اٹھنے والے کیلئے مسواک کا بیان
- 130 باب: وضو کی فرضیت
- 132 باب: جو انسان یا وضو ہوتے ہوئے یا وضو کرے
- 132 باب: پانی کو کیا چیز نجس کرتی ہے؟
- 134 باب: بضاغہ کے کنویں کا ذکر
- ۱۱- بَابُ الْإِسْتِيزَاءِ مِنَ الْبَوْلِ
- ۱۲- بَابُ الْبَوْلِ قَائِمًا
- ۱۳- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَبُولُ بِاللَّيْلِ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ يَضَعُهُ عِنْدَهُ
- ۱۴- بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الْبَوْلِ فِيهَا
- ۱۵- بَابُ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُسْتَحَمِّ
- ۱۶- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْحَجْرِ
- ۱۷- مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ
- ۱۸- بَابُ كَرَاهِيَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ فِي الْإِسْتِيزَاءِ
- ۱۹- بَابُ الْإِسْتِيزَاءِ فِي الْخَلَاءِ
- ۲۰- بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ أَنْ يُسْتَنْجَى بِهِ
- ۲۱- بَابُ الْإِسْتِيزَاءِ بِالْأَحْجَارِ
- ۲۲- بَابُ فِي الْإِسْتِيزَاءِ
- ۲۳- بَابُ فِي الْإِسْتِيزَاءِ بِالْمَاءِ
- ۲۴- بَابُ الرَّجُلِ يَذُلُّكَ يَدُهُ بِالْأَرْضِ إِذَا اسْتَنْجَى
- ۲۵- بَابُ السَّوَاكِ
- ۲۶- بَابُ كَيْفَ يُسْتَاكُ
- ۲۷- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَسْتَاكُ بِسِوَاكٍ غَيْرِهِ
- ۲۸- بَابُ غَسَلِ السَّوَاكِ
- ۲۹- بَابُ السَّوَاكِ مِنَ الْفِطْرَةِ
- ۳۰- بَابُ السَّوَاكِ لِمَنْ قَامَ بِاللَّيْلِ
- ۳۱- بَابُ قَرْضِ الْوُضُوءِ
- ۳۲- بَابُ الرَّجُلِ يُجَدِّدُ الْوُضُوءَ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ
- ۳۳- بَابُ مَا يُنَجِّسُ الْمَاءَ
- ۳۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْتِ بُضَاغَةَ



- ۱۳۶ باب: (جنسی کا استعمال) پانی ”جنسی“ نہیں ہوتا ۳۵- بَابُ الْمَاءِ لَا يَجْنُبُ
- ۱۳۷ باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا؟ ۳۶- بَابُ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ
- ۱۳۷ باب: کتے کے جوٹھے پانی سے وضو کرنا.....؟ ۳۷- بَابُ الْوُضُوءِ بِسُورِ الْكَلْبِ
- ۱۳۹ باب: مٹی کے جوٹھے کا بیان ۳۸- بَابُ سُورِ الْهَرَّةِ
- باب: عورت کے (استعمال سے) بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا ۳۹- بَابُ الْوُضُوءِ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ
- ۱۴۱ باب: عورت کے مستعمل پانی سے وضو کی ممانعت کا ذکر ۴۰- بَابُ النَّهْيِ عَنِ ذَلِكَ
- ۱۴۳ باب: سمندر کے پانی سے وضو ۴۱- بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ
- ۱۴۴ باب: کھجور اور مٹھی کے شربت (نمیز) سے وضو کرنا...؟ ۴۲- بَابُ الْوُضُوءِ بِالتَّيِّدِ
- باب: پیشاب پانچا نہ کی حاجت ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ۴۳- بَابُ أَيْضَلِي الرَّجُلِ وَهُوَ خَافِيٌّ؟
- ۱۴۹ باب: وضو کے لیے کس قدر پانی کافی ہے؟ ۴۴- بَابُ مَا يُجْزَى مِنْ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ
- ۱۵۱ باب: وضو میں اسراف منع ہے ۴۵- بَابُ الْإِسْرَافِ فِي الْوُضُوءِ
- ۱۵۲ باب: وضو مکمل کرنے کا بیان ۴۶- بَابُ فِي إِسْتِنَاحِ الْوُضُوءِ
- ۱۵۲ باب: پیتل کے برتن سے وضو ۴۷- بَابُ الْوُضُوءِ فِي آيَةِ الصُّفْرِ
- ۱۵۳ باب: وضو شروع کرتے ہوئے ”بسم اللہ“ کہنا ۴۸- بَابُ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوءِ
- باب: جو شخص اپنے ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال دے؟ ۴۹- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ يَدُهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا
- ۱۵۶ باب: نبی ﷺ کے وضو کا بیان ۵۱- بَابُ صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ
- ۱۷۱ باب: اعضا کو تین تین بار دھونے کا بیان ۵۲- بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا
- ۱۷۲ باب: دو دو بار اعضائے وضو دھونا ۵۳- بَابُ الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ
- ۱۷۳ باب: اعضائے وضو کا ایک ایک بار دھونا ۵۴- بَابُ الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً
- ۱۷۴ باب: کھلی اور ناک میں پانی لینے میں فرق کرنا ۵۵- بَابُ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَافِ
- ۱۷۴ باب: ناک جھاڑنے کا بیان ۵۶- بَابُ فِي الْإِسْتِنْشَافِ
- ۱۷۷ باب: ڈاڑھی میں خلال کرنے کا بیان ۵۷- بَابُ تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ



178	باب: پگڑی پر مسح کرنے کا بیان	۵۸- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ
179	باب: پاؤں دھونے کا بیان	۵۹- بَابُ غَسْلِ الرَّجُلِ
179	باب: موزوں پر مسح کرنے کا بیان	۶۰- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
185	باب: مسح کے لیے مدت کا بیان	۶۱- بَابُ التَّوَقُّفِ فِي الْمَسْحِ
187	باب: جرابوں پر مسح کرنا	۶۲- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجُورَتَيْنِ
189	باب:	--- بَابٌ ---
190	باب: مسح کیسے ہو؟	۶۳- بَابُ كَيْفَ الْمَسْحِ
192	باب: چھیننے مارنے کا بیان	۶۴- بَابُ فِي الْإِنْتِصَاحِ
193	باب: وضو کے بعد آدی کیا پڑھے؟	۶۵- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَوَضَّأَ
195	باب: ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنا؟	--- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوَضُوءٍ وَاحِدٍ
196	باب: وضو میں تسلسل قائم نہ رہے تو.....؟	۶۶- بَابُ تَفْرِيقِ الْوُضُوءِ
197	باب: اگر بے وضو ہونے میں شک ہو تو.....؟	۶۷- بَابُ إِذَا شَكَّ فِي الْحَدِيثِ
198	باب: بوسہ لینے سے وضو کا مسئلہ.....؟	۶۸- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ
200	باب: شرمگاہ کو چھونے سے وضو	۶۹- بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ
201	باب: اس میں رخصت کا بیان	۷۰- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
202	باب: اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو	۷۱- بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ
203	باب: کچے گوشت کو ہاتھ لگانے سے وضو.....	۷۲- بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ اللَّحْمِ النَّيِّءِ وَغَسْلِهِ
204	باب: مردار کو ہاتھ لگانے سے وضو نہ کرنا	۷۳- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْمَيْتَةِ
204	باب: آگ پر کچی چیز کے استعمال سے وضو نہ کرنا	۷۴- بَابُ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ وَمَا مَسَّ النَّارُ
208	باب: مذکورہ مسئلے میں تشدید کا بیان	۷۵- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ
209	باب: دودھ پی کر وضو کرنے کا مسئلہ	۷۶- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ اللَّبَنِ
209	باب: اس سے کلی نہ کرنے کی رخصت	۷۷- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
209	باب: خون نکلنے سے وضو کا مسئلہ.....؟	۷۸- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الدَّمِ
211	باب: نیند سے وضو	۷۹- بَابُ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ
215	باب: اگر کوئی لنگدی کو روند کر آئے تو.....؟	۸۰- بَابُ فِي الرَّجُلِ يَطَأُ الْأَدَى بِرِجْلِهِ



- باب: جو شخص نماز کے دوران میں بے وضو ہو جائے؟ 216
- باب: ہڈی کا مسئلہ 216
- باب: (مباشرت کے موقع پر) اگر جذبات ٹھنڈے ہو جائیں.....؟ 221
- باب: جنبی (اگر غسل کرنے سے پہلے) اپنی بیوی کے پاس دوبارہ آئے تو.....؟ 223
- باب: جو دوبارہ مجامعت کرنا چاہے تو وضو کرے! 223
- باب: جنبی اگر سونا چاہے تو.....؟ 224
- باب: جنبی اگر کچھ کھانا چاہے.....؟ 225
- باب: جو یہ کہتا ہے کہ جنبی وضو کرے! 226
- باب: جنبی غسل مؤخر کر سکتا ہے! 227
- باب: جنبی آدی کا قرآن پڑھنا.....؟ 229
- باب: جنبی کا مصافحہ کرنا 230
- باب: جنبی کا مسجد میں داخل ہونا 231
- باب: جنبی آدی لوگوں کو بیہوشی سے نماز پڑھائے 232
- باب: نیند سے بیداری پر انسان اپنے جسم یا کپڑوں پر نمی محسوس کرے تو.....؟ 235
- باب: عورت (خواب میں) وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو.....؟ 236
- باب: پانی کی مقدار جو غسل کیلئے کافی ہو سکتی ہے 237
- باب: غسل جنابت کا بیان 239
- باب: غسل کے بعد وضو کرنا 245
- باب: کیا عورت غسل میں اپنے سر کے بال کھولے؟ 246
- باب: جنبی آدی کا غسل کرتے ہوئے ٹھٹھی سے سر دھونا 248
- باب: وہ پانی جو مرد اور عورت کے مابین بہے.....؟ 248

- ۸۱- بَابٌ فِيمَنْ يُحَدِّثُ فِي الصَّلَاةِ
- ۸۲- بَابٌ فِي الْمَذْيِ
- ۸۳- بَابٌ فِي الْإِكْتِسَالِ
- ۸۴- بَابٌ فِي الْجُنْبِ يَتَوَدُّ
- ۸۵- بَابٌ فِي الْوُضُوءِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَوَدَّ
- ۸۶- بَابُ الْجُنْبِ يَتَامُ
- ۸۷- بَابُ الْجُنْبِ يَأْكُلُ
- ۸۸- بَابٌ مَنْ قَالَ: الْجُنْبُ يَتَوَضَّأُ
- ۸۹- بَابُ الْجُنْبِ يُؤَخِّرُ الْغُسْلَ
- ۹۰- بَابٌ فِي الْجُنْبِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ
- ۹۱- بَابٌ فِي الْجُنْبِ يُصَافِحُ
- ۹۲- بَابٌ فِي الْجُنْبِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ
- ۹۳- بَابٌ فِي الْجُنْبِ يُصَلِّي بِالْقَوْمِ وَهُوَ نَاسٍ
- ۹۴- بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَّةَ فِي مَتْنِهِ
- ۹۵- بَابُ الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ
- ۹۶- بَابٌ مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي يُجْزِي بِهِ الْغُسْلَ
- ۹۷- بَابٌ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ
- ۹۸- بَابُ الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ
- ۹۹- بَابُ الْمَرْأَةِ هَلْ تَنْقُضُ شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ؟
- ۱۰۰- بَابٌ فِي الْجُنْبِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخُطْمِيِّ
- ۱۰۱- بَابٌ فِيمَا تَفِيضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ

- 102- بَابُ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَمُجَامَعَتِهَا
باب: حائضہ عورت سے مل کر کھانا اور (گھر میں)
249 اس سے میل جول رکھنا
- 103- بَابُ الْحَائِضِ تُنَاوِلُ مِنَ الْمَسْجِدِ
باب: حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اٹھائے...
251
- 104- بَابُ فِي الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ
باب: حائضہ ایام حیض کی نمازوں کی قضاء نہ کرے
252
- 105- بَابُ فِي إِثْبَانِ الْحَائِضِ
باب: حائضہ سے مجامعت کا مسئلہ
253
- 106- بَابُ فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنْهَا مَا دُونَ الْجَمَاعِ
باب: شوہر اپنی اہلیہ سے (ایام حیض میں) جماع کے
255 علاوہ سب کچھ کر سکتا ہے
- 107- بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تُسْتَحَاضُ وَمَنْ قَالَ تَدْعُ
باب: مستحاضہ کا بیان اور یہ کہ (غیر میترہ) اپنے حیض
258 کے دنوں کے برابر نماز چھوڑ دیا کرے
- 108- بَابُ مَنْ رَوَى أَنَّ الْحَيْضَةَ إِذَا أَذْبَرَتْ لَا
باب: جب حیض ختم ہو جائے تو پھر نماز نہ چھوڑے
264 تَدْعُ الصَّلَاةَ
- 109- بَابُ إِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةَ تَدْعُ الصَّلَاةَ
باب: (مستحاضہ کو) جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے
265
- 110- بَابُ مَا رَوَى أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ
باب: وہ روایات جن میں ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے
271 لیے غسل کرے
- 111- بَابُ مَنْ قَالَ تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَتَغْتَسِلُ
باب: ان حضرات کے دلائل جو قائل ہیں کہ مستحاضہ
275 نمازیں جمع کرے اور ہر نماز...
- 112- بَابُ مَنْ قَالَ تَغْتَسِلُ مِنْ طَهْرٍ إِلَى طَهْرٍ
باب: ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ
277 طہر سے طہر تک ایک ہی غسل کرے
- 113- بَابُ مَنْ قَالَ تَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ
باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ
280 طہر سے طہر تک ایک غسل کرے
- 114- بَابُ مَنْ قَالَ تَغْتَسِلُ بَيْنَ الْأَيَّامِ
(مستحاضہ) ہر روز ایک بار غسل کرے....
282
- 115- بَابُ مَنْ قَالَ تَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ
باب: ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ ان
282 ایام میں (موقع بموقع) غسل کرتی رہے

283	ہر نماز کے لیے وضو کرے	۱۱۶- بَابٌ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الْوُضُوءَ إِلَّا عِنْدَ الْحَدَثِ
	باب: ان لوگوں کی دلیل جو (مستحاضہ کو علاوہ خون	
284	کے) کسی حدت کے لائق ہونے...	
	باب: عورت اگر طہر کے بعد پیلا (زررد) یا میلا پانی	۱۱۷- بَابٌ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْكَذْرَةَ بَعْدَ
284	محسوس کرے؟	الطَّهْرِ
	باب: مستحاضہ سے اس کا شوہر مجامعت کر سکتا ہے	۱۱۸- بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ يَعْشَاهَا زَوْجُهَا
285		
286	باب: ایام نفاس کے احکام و مسائل	۱۱۹- بَابٌ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ النَّسَاءِ
	باب: غسل حیض کے احکام و مسائل	۱۲۰- بَابُ الْإِغْتِسَالِ مِنَ الْحَيْضِ
287		
290	باب: تیمم کے احکام و مسائل	۱۲۱- بَابُ التَّيْمُمِ
	باب: متیم کے لیے تیمم کا بیان	۱۲۲- بَابُ التَّيْمُمِ فِي الْحَضَرِ
298		
300	باب: جنبی کے لیے تیمم کا بیان	۱۲۳- بَابُ الْجُنْبِ يَتَيَّمُّ
	باب: کیا جنبی کو سردی کا ڈر ہو تو تیمم کر لے؟	۱۲۴- بَابٌ إِذَا خَافَ الْجُنْبُ الْبَرْدَ أَيَّتَمَّمُ؟
303		
304	باب: بچک زدہ (یا زخمی) کے لیے تیمم کا بیان	۱۲۵- بَابُ الْمَجْدُورِ يَتَيَّمُّ
	باب: تیمم والے کو نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل	۱۲۶- بَابُ الْمُتَيَّمِ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ مَا يُصَلِّي فِي
306	جائے اور نماز کا وقت ابھی باقی ہو تو.....؟	الْوَقْتِ
	باب: جمعہ کے لیے غسل کا بیان	۱۲۷- بَابٌ فِي الْغُسْلِ لِلْجُمُعَةِ
307		
314	باب: جمعہ کے روز غسل نہ کرنے کی رخصت کا بیان	۱۲۸- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
	باب: نو مسلم کے لیے غسل کا حکم	۱۲۹- بَابُ الرَّجُلِ يُسَلِّمُ فَيُؤَمَّرُ بِالْغُسْلِ
316		
	باب: عورت اپنے ایام حیض میں استعمال ہونے	۱۳۰- بَابُ الْمَرْأَةِ تَغْتَسِلُ نَوْبَهَا الَّذِي تَلْبَسُهُ فِي حَيْضِهَا
317	والے کپڑے کو دھوئے	
	باب: جس کپڑے میں انسان اپنی اہلیہ سے صحبت	۱۳۱- بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ فِيهِ
321	کرے اس میں نماز پڑھنا.....؟	
	باب: عورتوں کے کپڑوں میں نماز	۱۳۲- بَابُ الصَّلَاةِ فِي شُعْرِ النِّسَاءِ
321		
322	باب: اس میں رخصت کا بیان	۱۳۳- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
	باب: کپڑے کو اگر مٹی لگ جائے تو.....؟	۱۳۴- بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ
323		



سنن ابو داود..... فہرست مضامین (جلد اول)

- 135- بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ يُصِيبُ النَّوْبَ
باب: بچہ اگر کپڑے پر پیشاب کر دے تو.....؟ 325
- 136- بَابُ الْأَرْضِ يُصِيبُهَا النَّوْلُ
باب: زمین پر پیشاب پڑے تو.....؟ 328
- 137- بَابُ فِي طُهُورِ الْأَرْضِ إِذَا بَيْسَتْ
باب: یہ بیان کہ زمین کا خشک ہو جانا اس کی پاکی ہے 329
- بَابُ الْأَذَى يُصِيبُ الذَّنْبَلُ
باب: (اگر راہ چلتے ہوئے) پلو میں نجاست لگ جائے تو.....؟ 330
- بَابُ الْأَذَى يُصِيبُ النَّعْلَ
باب: جوتے کو نجاست لگ جائے تو.....؟ 331
- 138- بَابُ الْإِعَادَةِ مِنَ النَّجَاسَةِ تَكُونُ فِي النَّوْبِ
باب: نجاست لگے کپڑے کی وجہ سے نماز کے اعادہ کا مسئلہ 332
- 139- بَابُ الْبُرَاقِ يُصِيبُ النَّوْبَ
باب: کپڑے کو تھوک لگ جائے تو.....؟ 333
- 2- كِتَابُ الصَّلَاةِ
2- نماز کے احکام و مسائل 335
- 1- بَابُ فَرَضِ الصَّلَاةِ
باب: نماز کی فرضیت کا بیان 337
- 2- بَابُ فِي الْمَوَاقِبِ
باب: اوقات نماز کے احکام و مسائل 339
- 3- بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيهَا
باب: نبی ﷺ کی نمازوں کے اوقات اور آپ کا طریقہ نماز 344
- 4- بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ
باب: ظہر کی نماز کا وقت 345
- 5- بَابُ وَقْتِ العَصْرِ
باب: نماز عصر کا وقت 348
- 6- بَابُ وَقْتِ المَغْرِبِ
باب: نماز مغرب کا وقت 354
- 7- بَابُ وَقْتِ العِشَاءِ الْأَخِيرَةِ
باب: نماز عشاء کا وقت 356
- 8- بَابُ وَقْتِ الصُّبْحِ
باب: نماز فجر کا وقت 358
- 9- بَابُ المَحَافِظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ
باب: نمازوں (کے وقت) کی پابندی کا بیان 359
- 10- بَابُ إِذَا أَخَّرَ الإمامُ الصَّلَاةَ عَنِ الوَقْتِ
باب: جب امام نماز کو وقت سے مؤخر کرے 364
- 11- بَابُ فِي مَنْ نَامَ عَنِ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا
باب: جو شخص نماز کے وقت میں سوتا رہ جائے یا نماز (پڑھنا) بھول جائے؟ 367
- 12- بَابُ فِي بِنَاءِ المَسَاجِدِ
باب: تعمیر مساجد کا بیان 376
- 13- بَابُ اتِّخَاذِ المَسَاجِدِ فِي الدُّورِ
باب: محلوں میں مساجد بنانے کا بیان 381



- 382 باب: مساجد میں روشنی کا اہتمام کرنا ۱۴- بَابُ فِي الشَّرْحِ فِي الْمَسْجِدِ
- 383 باب: مسجد میں کنکر یاں بچھانا ۱۵- بَابُ فِي حَصَى الْمَسْجِدِ
- 384 باب: مسجد میں جھاڑ دینے کا بیان ۱۶- بَابُ كُنْسِ الْمَسْجِدِ
- 385 باب: مسجد میں عورتوں کا مردوں سے علیحدہ رہنا ۱۷- بَابُ اغْتِرَالِ النِّسَاءِ فِي الْمَسْجِدِ عَنِ الرَّجَالِ
- 386 باب: مسجد میں داخل ہونے کی دعا ۱۸- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدَ
- 387 باب: مسجد میں داخل ہونے پر نماز کا بیان ۱۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ
- 388 باب: مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت ۲۰- بَابُ فَضْلِ الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ
- 390 باب: مسجد میں گم شدہ چیزوں کے اعلان کی کراہت ۲۱- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ اِنْشَادِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ
- 390 باب: مسجد میں تھوکنے کی کراہت ۲۲- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُرَاقِ فِي الْمَسْجِدِ
- 396 باب: کسی مشرک کا مسجد میں داخل ہونا ۲۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُشْرِكِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ
- 398 باب: وہ مقامات جہاں نماز جائز نہیں ۲۴- بَابُ فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِي لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ
- 400 باب: اونٹوں کے بازوؤں میں نماز پڑھنے کی ممانعت ۲۵- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْاَيْلِ
- 401 باب: بچے کو کس عمر میں نماز کا حکم دیا جائے؟ ۲۶- بَابُ مَتَى يُؤَمَّرُ الْعُلَامُ بِالصَّلَاةِ
- 403 باب: اذان کی ابتدا ۲۷- بَابُ بَدْءِ الْاَذَانِ
- 405 باب: اذان کیسے دی جائے؟ ۲۸- بَابُ كَيْفَ الْاَذَانُ
- 420 باب: اقامت کا بیان ۲۹- بَابُ فِي الْاِقَامَةِ
- باب: یہ مسئلہ کہ ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت (کھیر کہے) ۳۰- بَابُ الرَّجُلِ يُؤَدِّنُ وَيُقِيمُ آخَرَ
- 421 ۳۱- بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْاَذَانِ
- 423 باب: بلند آواز سے اذان کہنا ۳۲- بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْمُؤَدِّنِ مِنْ تَعَاهُدِ الْوَقْتِ
- باب: مؤذن کے لیے واجب ہے کہ وقت کی پابندی کرے
- 424 ۳۳- بَابُ الْاَذَانِ فَوْقَ الْمَنَارَةِ
- باب: مینار پر اذان کہنا
- 425 ۳۴- بَابُ الْمُؤَدِّنِ يَسْتَدِيرُ فِي اَذَانِهِ
- باب: مؤذن اذان کہتے ہوئے گھومے
- 426 ۳۵- بَابُ فِي الدُّعَاءِ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ
- باب: اذان اور اقامت کے درمیان دعا کی اہمیت
- 427 ۳۶- بَابُ مَا يَقُولُ اِذَا سَمِعَ الْمُؤَدِّنَ
- باب: مؤذن کو سنے تو کیا کہے؟



- 431 باب: اقامت سے تو کیا کہے؟ --- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْإِقَامَةَ
- 432 باب: اذان کے بعد دعا ۳۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْأَذَانِ
- 433 باب: مغرب کی اذان کے وقت دعا ۳۸- بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ
- 433 باب: اذان پر اجرت لینا؟ ۳۹- بَابُ أَخْذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّأْدِينِ
- 434 باب: قبل از وقت اذان کہہ دی جائے تو؟ ۴۰- بَابُ فِي الْأَذَانِ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ
- 436 باب: نابینے شخص کا اذان کہنا ۴۱- بَابُ الْأَذَانِ لِلْأَعْمَى
- 436 باب: اذان کے بعد مسجد سے نکلتا ۴۲- بَابُ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ
- 437 باب: مؤذن امام کا انتظار کرے ۴۳- بَابُ فِي الْمُؤَذِّنِ يَنْتَظِرُ الْإِمَامَ
- 437 باب: تحویب کا مسئلہ ۴۴- بَابُ فِي التَّحْوِيلِ
- باب: اگر اقامت کے بعد امام نہ پہنچا ہو تو مقتدی ۴۵- بَابُ فِي الصَّلَاةِ تَقَامُ وَلَمْ يَأْتِ الْإِمَامُ
- 438 حضرات بیٹھ کر اس کا انتظار کریں يَنْتَظِرُونَهُ فِعْوَدًا
- 442 باب: جماعت چھوڑنے پر انکار شدید ۴۶- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ
- 446 باب: باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت ۴۷- بَابُ فِي فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ
- 448 باب: نماز کے لیے پیدل چل کر جانے کی فضیلت ۴۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ
- باب: اندھیرے میں نماز کے لیے پیدل جانے ۴۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ فِي الظُّلْمِ
- 451 کی فضیلت
- 451 باب: نماز کے لیے جانے کا ادب ۵۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْهَدْيِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ
- باب: جو شخص نماز کی غرض سے آیا مگر دیکھا کہ نماز ہو ۵۱- بَابُ فِي مَنْ خَرَجَ يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَسَبِقَ بِهَا
- 453 چکی ہے؟
- 454 باب: عورتوں کا مساجد میں جانا ۵۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ
- 456 باب: اس مسئلہ میں تشدید کا بیان ۵۲- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ
- 457 باب: نماز کے لیے دوڑ کر آنا ۵۱- بَابُ السَّعْيِ إِلَى الصَّلَاةِ
- 460 باب: مسجد میں دو بار جماعت کا ہونا ۵۴- بَابُ فِي الْجَمْعِ فِي الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ
- باب: جو شخص اپنی منزل میں نماز پڑھ کر آیا ہو پھر ۵۵- بَابُ فِيمَنْ صَلَّى فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أَذْرَكَ الْجَمَاعَةَ
- 460 جماعت کو پائے تو ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھے يُصَلِّي مَعَهُمْ

- ۵۷- بَابُ إِذَا صَلَّى فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ أَدْرَكَ جَمَاعَةً يُعِيدُ
باب: جب کسی آدمی نے جماعت سے نماز پڑھ لی
ہو پھر دوسری جماعت پائے تو.....
- ۵۸- بَابُ جُمَاعِ الْإِمَامَةِ وَفَضْلِهَا
باب: امامت کی فضیلت
- ۵۹- بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَاغِ عَنِ الْإِمَامَةِ
باب: امامت کا بار ایک دوسرے پر ڈالنے کی کراہیت
- ۶۰- بَابُ مَنْ أَحَقَّ بِالْإِمَامَةِ؟
باب: امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟
- ۶۱- بَابُ إِمَامَةِ النِّسَاءِ
باب: عورتوں کی امامت کا مسئلہ
- ۶۲- بَابُ الرَّجُلِ يَوْمَ الْقَوْمِ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ
باب: اس آدمی کا امامت کرانا جسے لوگ ناپسند
کرتے ہوں
- ۶۳- بَابُ إِمَامَةِ النَّبْرِ وَالْفَاجِرِ
باب: صالح اور فاجر کی امامت
- ۶۴- بَابُ إِمَامَةِ الْأَعْمَى
باب: نابینے کی امامت
- ۶۵- بَابُ إِمَامَةِ الزَّائِرِ
باب: زائر (مہمان) کی امامت
- ۶۶- بَابُ الْإِمَامِ يَقُومُ مَكَانًا أَرْفَعَ مِنْ مَكَانِ الْقَوْمِ
باب: امام کا مقتدیوں سے بلند مقام پر کھڑا ہونا
- ۶۷- بَابُ إِمَامَةٍ مَنْ صَلَّى يَقُومُ وَقَدْ صَلَّى تِلْكَ الصَّلَاةَ
باب: جو کوئی کسی قوم کو نماز پڑھائے حالانکہ خود وہی
نماز پڑھ چکا ہو
- ۶۸- بَابُ الْإِمَامِ يُصَلِّي مِنْ قُعُودٍ
باب: امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے
- ۶۹- بَابُ الرَّجُلَيْنِ يَوْمَ أَحَدُهُمَا صَاحِبُهُ كَيْفَ يَقُومَانِ
باب: جب دو آدمی ہوں، ایک امام ہو تو کیسے
کھڑے ہوں؟
- ۷۰- بَابُ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً كَيْفَ يَقُومُونَ
باب: اگر تین افراد ہوں تو کیسے کھڑے ہوں؟
- ۷۱- بَابُ الْإِمَامِ يَنْحَرِفُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ
باب: امام سلام کے بعد قبلے کی طرف سے پھر جائے
- ۷۲- بَابُ الْإِمَامِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ
باب: امام کا اپنی جگہ (اپنے مصلے) پر سنت یا نفل ادا کرنا
- ۷۳- بَابُ الْإِمَامِ يُحَدِّثُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ
آخِرِ رَكْعَةٍ
باب: امام نے آخری رکعت کے بعد سے سر اٹھایا
- ۷۴- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْمَأْمُومُ مِنَ اتِّبَاعِ الْإِمَامِ
باب: مقتدی کو امام کی (پوری طرح) پیروی
کرنے کا حکم
- ۷۵- بَابُ التَّشْدِيدِ فِيمَنْ يَرْفَعُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْ يَضَعُ قَبْلَهُ
باب: امام سے پہلے سر اٹھانے یا رکھنے پر وعید

سنن ابو داود نہرست مضامین (جلد اول)

- 488 باب: امام سے پہلے اٹھ کر جانے کا مسئلہ ۷۶- بَابُ يَمْنَنُ بِنَصْرِفٍ قَبْلَ الْإِمَامِ
- 489 باب: کتنے کپڑوں میں نماز پڑھی جائے؟ ۷۷- بَابُ جُمَاعِ أَثْوَابٍ مَا يُصَلِّي فِيهِ
- 491 باب: کوئی اپنے بند کے پلوؤں کو اپنی گردن میں گرہ دے کر نماز پڑھے؟ ۷۸- بَابُ الرَّجُلِ يَعْقُدُ الثَّوْبَ فِي فَهَاهُ ثُمَّ يُصَلِّي
- 491 باب: انسان ایسے کپڑے میں نماز پڑھے کہ اس کا کچھ حصہ دوسرے پر ہو؟ ۷۹- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَى غَيْرِهِ
- 492 باب: انسان ایک قمیص میں نماز پڑھے ۸۰- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ
- 493 باب: جب کپڑا تنگ ہو تو اس کا بند بندہ لے لے ۸۱- بَابُ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَمِيمًا يَنْزُرُ بِهِ
- 495 باب: نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لگانا ۸۲- بَابُ الْإِسْبَالِ فِي الصَّلَاةِ
- 497 باب: عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟ ۸۳- بَابُ فِي كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ
- 498 باب: عورت کا اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنا ۸۴- بَابُ الْمَرْأَةِ تُصَلِّي بِغَيْرِ حِمَارٍ
- 500 باب: نماز میں "سدل" کرنا ۸۵- بَابُ السِّدْلِ فِي الصَّلَاةِ
- 501 باب: عورتوں کے زیر استعمال کپڑوں میں نماز ۸۶- بَابُ الصَّلَاةِ فِي شَعْرِ النِّسَاءِ
- 501 باب: کوئی مرد اپنے بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھے؟ ۸۷- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي عَاقِصًا شَعْرَهُ
- 503 باب: جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا مسئلہ ۸۸- بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّعْلِ
- 506 باب: نمازی اپنے جوتے اتارے تو کہاں رکھے؟ ۸۹- بَابُ الْمُصَلِّي إِذَا خَلَعَ ثَعْلِيهِ أَيْنَ يَضَعُهُمَا
- 507 باب: چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا ۹۰- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ
- 507 باب: بڑی چٹائی پر نماز پڑھنا ۹۱- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ
- 509 باب: انسان اپنے کپڑے پر سجدہ کرے ۹۲- بَابُ الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلَى ثَوْبِهِ

تشریح أبواب الصُّفوف صف بندی کے احکام و مسائل

- 510 باب: صفیں سیدھی کرنے کا مسئلہ ۹۳- بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ
- 516 باب: ستونوں کے درمیان صفیں بنانے کا مسئلہ ۹۴- بَابُ الصُّفُوفِ بَيْنَ السَّوَارِي
- 517 باب: امام کے قریب کون کھڑا ہو اور پیچھے رہنے کی کراہت ۹۵- بَابُ مَنْ يَسْتَجِبُ أَنْ يَلِيَّ الْإِمَامَ فِي الصَّفِّ وَكَرَاهِيَّةُ التَّأَخَّرِ
- 519 باب: بچے صف میں کہاں کھڑے ہوں؟ ۹۶- بَابُ مَقَامِ الصِّبْيَانِ مِنَ الصَّفِّ



باب: عورتوں کی صف کا بیان اور یہ کہ وہ پہلی صف سے پیچھے ہو	باب: امام کے کھڑے ہونے کی جگہ	باب: جو شخص صف کے پیچھے اکیلا ہی نماز پڑھے	باب: جو شخص صف میں لٹے سے پہلے ہی رکوع کر لے
520	521	522	523
97- بَابُ صَفِّ النِّسَاءِ وَالتَّأَخُّرِ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ	98- بَابُ مَقَامِ الْإِمَامِ مِنَ الصَّفِّ	99- بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحْدَهُ حَلَفَ الصَّفِّ	100- بَابُ الرَّجُلِ يَرْكَعُ دُونَ الصَّفِّ

524	تفريع أبواب الشتره	سترے کے احکام و مسائل
-----	--------------------	-----------------------

باب: کون سی چیز سترہ ہو سکتی ہے؟	باب: اگر سترہ کیلئے لٹھی نہ لٹے تو خط کھینچنے کا مسئلہ	باب: سواری کو سترہ بنا کر نماز پڑھنا	باب: کسی ستون وغیرہ کو سترہ بنائے تو اسے کس انداز میں اپنے سامنے رکھے؟	باب: باتوں میں مشغول یا سونے والوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا	باب: سترے کے قریب کھڑے ہونے کا بیان	باب: نمازی کو یہ حکم کہ اپنے آگے سے گزرنے والے کو روکے	باب: نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت
524	526	528	528	529	530	531	533
101- بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي	102- بَابُ الْحَطِّ إِذَا لَمْ يَجِدْ عَصَا	103- بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ	104- بَابُ إِذَا صَلَّى إِلَى سَارِيَةٍ أَوْ نَحْوِهَا أَيْنَ يَجْعَلُهَا مِنْهُ	105- بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْمُتَحَدِّثِينَ وَالنِّبَامِ	106- بَابُ الدُّنُوِّ مِنَ الشُّرَّةِ	107- بَابُ مَا يُؤَمِّرُ الْمُصَلِّي أَنْ يَذْرَأَ عَنِ الْمَمَرِّ بَيْنَ يَدَيْهِ	108- بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي



533	تفريع أبواب ما يقطع الصلاة وما لا يقطعها	ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نماز نہیں ٹوٹی
-----	--	---

باب: کس چیز (کے گزرنے) سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟	باب: امام کا سترہ اس کے پیچھے والوں کا بھی سترہ ہوتا ہے	باب: ان کے دلائل جو قائل ہیں کہ عورت کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹی	باب: ان کے دلائل جو کہتے ہیں کہ گدھے کے
533	537	538	
109- بَابُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ	110- بَابُ شُرَّةِ الْإِمَامِ شُرَّةٌ مَنْ خَلْفَهُ	111- بَابُ مَنْ قَالَ الْمَرْأَةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ	112- بَابُ مَنْ قَالَ الْحِمَارُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ

540	گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹی	113- بَابُ مَنْ قَالَ الْكَلْبُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ
542	باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے کہ نماز کا قاطع نہیں سمجھتے	114- بَابُ مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ
543	باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی	
نماز شروع کرنے کے احکام و مسائل		أَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاخِ الصَّلَاةِ
544	باب: نماز میں رفع الیدین کا بیان (یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا)	115, 116- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ
549	باب: نماز کے افتتاح کا بیان	116, 115- بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ
560	باب: دو رکعتوں کے بعد تیسری کے لیے اٹھنے پر رفع الیدین	--- بَابُ مَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ الثَّلَاثِينَ
563	باب: جس نے رکوع کے وقت رفع الیدین کرنے کا ذکر نہیں کیا	117, 116- بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرَّكُوعِ
667	باب: نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا	118, 117- بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْبُسْرَى فِي الصَّلَاةِ
670	باب: نماز شروع کرتے ہوئے کون سی دعا پڑھی جائے	119, 118- بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ
581	باب: افتتاح نماز میں [سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ] والی دعا پڑھنا	119, 120- بَابُ مَنْ رَأَى الْإِسْتِفْتَاخَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
583	باب: افتتاح نماز کے موقع پر کہنے کا بیان	120, 121- بَابُ السَّكَنَةِ عِنْدَ الْإِفْتِتَاحِ
586	باب: ان حضرات کے دلائل جو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کو اونچی آواز سے نہیں پڑھتے	121, 122- بَابُ مَنْ لَمْ يَرَأِ الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
589	باب: بسم اللہ جہری پڑھنے والوں کے دلائل	--- بَابُ مَنْ جَهَرَ بِهَا
591	باب: کسی عارض کی وجہ سے نماز کو ہلکا (مختصر) کر دینا	122, 123- بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ لِلْأَمْرِ يَخْدُتْ
592	باب: نماز مختصر (ہلکی) پڑھانی چاہیے	123, 124- بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ



595	باب: نماز کے ثواب میں کمی کا بیان	--- بَابُ مَا جَاءَ فِي نُقْصَانِ الصَّلَاةِ
596	باب: نماز ظہر میں قراءت کا بیان	۱۲۴، ۱۲۵- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ
599	باب: آخری دو رکعتوں کو ہلکا رکھنے کا بیان	۱۲۵، ۱۲۶- بَابُ تَخْفِيفِ الْأَخْرَتَيْنِ
600	باب: نماز ظہر اور عصر میں قراءت کی مقدار	۱۲۶، ۱۲۷- بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
602	باب: مغرب میں قراءت کی مقدار	۱۲۷، ۱۲۸- بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ
603	باب: ان حضرات کی دلیل جو مغرب میں تخفیف کے قائل ہیں	۱۲۸، ۱۲۹- بَابُ مَنْ رَأَى التَّخْفِيفَ فِيهَا
605	باب: دو رکعتوں میں ایک ہی سورت کا تکرار	۱۲۹، ۱۳۰- بَابُ الرَّجُلِ يُعِيدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي الرَّكْعَتَيْنِ
605	باب: فجر میں قراءت کا بیان	۱۳۰، ۱۳۱- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ
606	باب: جو کوئی اپنی نماز میں سورہ فاتحہ کی قراءت چھوڑ دے	۱۳۱، ۱۳۲- بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
612	باب: ان حضرات کے دلائل جو سری نمازوں میں قراءت کے قائل ہیں	۱۳۲، ۱۳۳- بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرْ
616	باب: ان پڑھ اور تجھی آدمی کو کس قدر قراءت کا فائدہ ہو سکتی ہے؟	۱۳۴، ۱۳۵- بَابُ مَا يُجْزِيءُ الْأُمِّيَّ وَالْأَعْجَمِيَّ مِنَ الْقِرَاءَةِ
619	باب: نماز میں تکبیرات کہنے کا بیان	۱۳۵، ۱۳۶- بَابُ تَمَامِ التَّكْبِيرِ
622	باب: (سجدوں کیلئے جھکتے ہوئے) گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے کیوں کر رکھے؟	۱۳۶، ۱۳۷- بَابُ كَيْفَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ
624	باب: طاق رکعت (پہلی اور تیسری) سے اٹھنے کا طریقہ	۱۳۷، ۱۳۸- بَابُ التُّهُؤِصِ فِي الْفَرْدِ
625	باب: دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کرنا (ایڑیوں پر بیٹھنا)	۱۳۸، ۱۳۹- بَابُ الْإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
625	باب: رکوع سے سر اٹھانے تو کیا ہے؟	۱۳۹، ۱۴۰- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ
628	باب: دو سجدوں کے درمیان کی دعا	۱۴۰، ۱۴۱- بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

باب: عورتیں جب امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھیں تو سجدے سے کب سر اٹھائیں؟	بابُ رَفَعَ النَّسَاءَ إِذَا كُنَّ مَعَ الْإِمَامِ رُؤُوسَهُنَّ مِنَ السُّجُودَةِ	۱۴۱، ۱۴۲-
۶۲۹	باب: رکوع کے بعد کے قیام اور سجدوں کے درمیان کے قعدہ کو طویل کرنے کا بیان	بابُ طَوَّلِ الْقِيَامِ مِنَ الرَّكُوعِ وَبَيْنَ السُّجُودَاتِ
۶۳۰	باب: اس آدمی کی نماز جو رکوع اور سجدے میں اپنی کمر برابر نہ کرے؟	بابُ صَلَاةٍ مَنْ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ
۶۳۲	باب: نبی ﷺ کا فرمان: ہر وہ (فرض) نماز جسے نمازی نے پورا نہ کیا ہو اسے اس کے نوافل سے پورا کیا جائے گا	بابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُتِمُّهَا صَاحِبُهَا تَمَّتْ مِنْ تَطَوُّعِهِ
۶۳۹	باب: رکوع و سجود کے احکام اور ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا	بابُ تَفْرِيعِ أَيْوَابِ الرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَوَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرَّكْبَتَيْنِ
۶۴۱	باب: رکوع اور سجدے میں آدمی کیا پڑھے؟	بابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ
۶۴۲	باب: رکوع اور سجدے میں دعا کرنے کا بیان	بابُ الدُّعَاءِ فِي الرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ
۶۴۵	باب: نماز میں دعا کرنا	بابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ
۶۴۸	باب: رکوع اور سجدے کی مقدار	بابُ مِقْدَارِ الرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ
۶۵۱	باب: آدمی جب امام کو سجدے میں پائے تو کیسے کرے؟	بابُ الرَّجُلِ يُدْرِكُ الْإِمَامَ سَاجِدًا كَيْفَ يَصْنَعُ؟
۶۵۵	باب: سجدے کے اعضاء کا بیان	بابُ أَعْضَاءِ السُّجُودِ
۶۵۶	باب: سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھنا	بابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ وَالْجَبْهَةِ
۶۵۷	باب: سجدہ کیسے کیا جائے؟	بابُ صِفَةِ السُّجُودِ
۶۵۹	باب: ضرورت کے لیے اس میں رخصت کا بیان	بابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ لِلضَّرُورَةِ
۶۵۹	باب: پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا اور اتقاء کرنا	بابُ التَّحْضُرِ وَالْإِقْعَاءِ
۶۶۰	باب: نماز میں رونا	بابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ
باب: نماز کے دوران میں دوسرے اور خیالات کی کراہت	بابُ كَرَاهِيَةِ الْوَسْوَاسَةِ وَحَدِيثِ النَّفْسِ فِي الصَّلَاةِ	۱۵۷، ۱۵۸-
۶۶۱		



662	باب: امام کو نماز میں لقمہ دینا	۱۵۸، ۱۵۹- بَابُ الْفُتْحِ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ
663	باب: امام کو لقمہ دینے کی ممانعت کا مسئلہ	۱۵۹، ۱۶۰- بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّلْقِينِ
664	باب: نماز میں ادھر ادھر دیکھنا	۱۶۰، ۱۶۱- بَابُ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ
664	باب: ناک پر سجدہ کرنا	۱۶۱، ۱۶۲- بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ
665	باب: نماز میں نظر اٹھانے کا مسئلہ	۱۶۲، ۱۶۳- بَابُ النَّظْرِ فِي الصَّلَاةِ
667	باب: نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی رخصت	۱۶۳، ۱۶۴- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
667	باب: نماز میں عمل (حرکات وغیرہ جو مباح ہیں)	۱۶۴، ۱۶۵- بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ
671	باب: نماز کے دوران میں سلام کا جواب دینا	۱۶۵، ۱۶۶- بَابُ رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ
675	باب: نماز میں چھینک کا جواب دینا	۱۶۶، ۱۶۷- بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ فِي الصَّلَاةِ
678	باب: امام کے پیچھے آمین کہنا	۱۶۷، ۱۶۸- بَابُ التَّأْمِينِ وَرَاءَ الْإِمَامِ
682	باب: نماز میں تالی بجانا	۱۶۸، ۱۶۹- بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ
685	باب: نماز میں اشارہ کرنا	۱۶۹، ۱۷۰- بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ
685	باب: نماز میں ننگریاں چھوننا یا درست کرنا	۱۷۰، ۱۷۱- بَابُ مَسْحِ الْحَصَا فِي الصَّلَاةِ
686	باب: پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا	۱۷۱، ۱۷۲- بَابُ الرَّجْلِ يُصَلِّي مُخْتَصِرًا
687	باب: نماز میں لٹائی کا سہارا لینا	۱۷۲، ۱۷۳- بَابُ الرَّجْلِ يَعْتَمِدُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَصَا
688	باب: نماز میں گفتگو منع ہے	۱۷۳، ۱۷۴- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ
688	باب: جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے	۱۷۴، ۱۷۵- بَابُ فِي صَلَاةِ الْقَاعِدِ
692	باب: تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت	۱۷۵، ۱۷۶- بَابُ كَيْفَ الْجُلُوسِ فِي التَّشْهِيدِ
694	باب: چوتھی رکعت میں تورک کا بیان (یعنی سرین پر بیٹھنا)	۱۷۶، ۱۷۷- بَابُ مَنْ ذَكَرَ التَّوَكُّعَ فِي الرَّابِعَةِ
697	باب: تشہد کا بیان	۱۷۷، ۱۷۸- بَابُ التَّشْهِيدِ
705	باب: تشہد کے بعد نبی ﷺ کے لیے درود کا بیان	۱۷۸، ۱۷۹- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشْهِيدِ
709	باب: تشہد کے بعد کیا پڑھے؟	--- بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّشْهِيدِ
711	باب: تشہد خاموشی سے پڑھنا	۱۷۹، ۱۸۰- بَابُ إِخْفَاءِ التَّشْهِيدِ
711	باب: تشہد میں (الگ سے) اشارہ کرنا	۱۸۰، ۱۸۱- بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشْهِيدِ



714	باب: نماز میں ہاتھ کا سہارا لینے کی کراہت	۱۸۲، ۱۸۱ - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ
716	باب: درمیانی تشہد کو مختصر رکھنا	۱۸۳، ۱۸۱ - بَابُ فِي تَخْفِيفِ الْقُعُودِ
716	باب: سلام کا بیان	۱۸۴، ۱۸۲ - بَابُ فِي السَّلَامِ
720	باب: امام کو سلام کا جواب دینا	۱۸۵، ۱۸۱ - بَابُ الرَّدِّ عَلَى الْاِمَامِ
720	باب: نماز کے بعد (بآواز بلند) تکبیر کہنا	--- بَابُ التَّكْبِيرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ
721	باب: سلام کو لمبا کیے بغیر کہنا	۱۸۶، ۱۸۲ - بَابُ حَذْفِ السَّلَامِ
722	باب: جب نماز کے دوران میں بے وضو ہو جائے تو نماز دہرائے	۱۸۷، ۱۸۳ - بَابُ اِذَا اُخْذَتْ فِي صَلَاتِهِ يَسْتَقْبِلُ
723	باب: جس جگہ آدمی نے فرض پڑھے ہوں وہیں نفل ادا کرنا کیسا ہے؟	۱۸۸، ۱۸۱ - بَابُ فِي الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْتُوبَةَ
724	باب: سجدہ سہو کے احکام و مسائل	۱۸۹، ۱۸۷ - بَابُ السَّهْوِ فِي السَّجْدَتَيْنِ
731	باب: جب پانچ رکعتیں پڑھ جائے؟	۱۹۰، ۱۸۱ - بَابُ اِذَا صَلَّى خَمْسًا
734	باب: جب دو یا تین رکعات میں ٹک ہو تو شک کو چھوڑ دے	۱۹۱، ۱۹ - بَابُ اِذَا شَكَّ فِي الثَّانِيَةِ وَالثَّلَاثِ مَنْ قَالَ يُلْقِي الشُّكَّ
737	باب: ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ ظن غالب پر ہٹا کرے	۱۹۲، ۱۹ - بَابُ مَنْ قَالَ يَتِمُّ عَلَى اَكْثَرِ ظَنِّهِ
739	باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ سلام کے بعد سجدے کرے	۱۹۳، ۱۹۱ - بَابُ مَنْ قَالَ بَعْدَ التَّسْلِيمِ
740	باب: جو شخص دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ پڑھے؟	۱۹۴، ۱۹۱ - بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ وَلَمْ يَتَّهَّدْ
741	باب: جو شخص بیٹھے ہوئے تشہد پڑھنا بھول جائے؟	۱۹۵، ۱۹ - بَابُ مَنْ نَسِيَ اَنْ يَتَّهَّدَ وَهُوَ جَالِسٌ
743	باب: سجدہ سہو میں تشہد اور سلام کا بیان	۱۹۶، ۱۹ - بَابُ سَجْدَتِي السَّهْوِ فِيهِمَا تَشَهُدٌ وَتَسْلِيمٌ
	باب: نماز کے بعد عورتیں مردوں سے پہلے واپس ہوں	۱۹۷، ۱۹۱ - بَابُ اَنْصِرَافِ النِّسَاءِ قَبْلَ الرَّجَالِ



744	باب: نماز کے بعد کس طرح اپنا رخ پھیرے؟	مِنَ الصَّلَاةِ
744	باب: گھر میں نفل پڑھنے کا بیان	۱۹۸، ۱۹۷- بَابُ كَيْفِ الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ
745	باب: جو شخص قبلے کے علاوہ کسی اور طرف کو نماز پڑھے اور اسے بعد میں علم ہو	۱۹۸، ۱۹۹- بَابُ صَلَاةِ الرَّجُلِ التَّطَوُّعِ فِي بَيْتِهِ ۱۹۹، ۲۰۰- بَابُ مَنْ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ عَلِمَ
746	باب: جمعے کے دن اور اس کی رات کی فضیلت	۲۰۰، ۲۰۱- بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ
747	باب: قبولیت کی گھڑی جمعہ کے روز کس وقت ہے؟	۲۰۱، ۲۰۲- بَابُ الْإِجَابَةِ آيَةَ سَاعَةِ هِيَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ
750	باب: جمعے کی فضیلت کا بیان	۲۰۲، ۲۰۳- بَابُ فَضْلِ الْجُمُعَةِ
751	باب: جمعہ چھوڑ دینے کی وعید	۲۰۳، ۲۰۴- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ
753	باب: جمعہ چھوڑنے کا کفارہ	۲۰۴، ۲۰۵- بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَهَا
753	باب: جمعہ کس پر واجب ہے؟	۲۰۵، ۲۰۶- بَابُ مَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ
754	باب: بارش والے دن جمعہ	۲۰۶، ۲۰۷- بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْيَوْمِ الْمَطِيرِ
756	باب: سردی یا بارش کی رات میں جماعت سے پیچھے رہنا؟	۲۰۷، ۲۰۸- بَابُ التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي الْيَلَّةِ الْبَارِدَةِ أَوِ اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ
757	باب: غلام اور عورت کے لیے جمعہ	۲۰۸، ۲۰۹- بَابُ الْجُمُعَةِ لِلْمَمْلُوكِ وَالْمَرْأَةِ
760	باب: بستیوں میں جمعہ قائم کرنا	۲۰۹، ۲۱۰- بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى
761	باب: عید اور جمعہ اکٹھے آجائیں تو؟	۲۱۰، ۲۱۱- بَابُ إِذَا وَاقَعَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عِيدٍ
762	باب: جمعہ کے روز فجر کی نماز میں قراءت؟	۲۱۱، ۲۱۲- بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
764	باب: جمعہ کے لیے خاص لباس کا اہتمام	۲۱۲، ۲۱۳- بَابُ اللُّبْسِ لِلْجُمُعَةِ
765	باب: جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کے بیٹھنا	۲۱۳، ۲۱۴- بَابُ التَّحْلِيّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ
767	باب: منع ہے	
768	باب: (خلبے کے لیے) منبر استعمال کرنا	۲۱۴، ۲۱۵- بَابُ اتِّخَاذِ الْمِنْبَرِ



770	باب: منبر نبوی کی جگہ	۲۱۶، ۲۱۷ - بَابُ مَوْضِعِ الْمِنْبَرِ
770	باب: جمعہ کے روز زوال سے پہلے نماز	۲۱۷، ۲۱۸ - بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الزَّوَالِ
771	باب: جمعہ پڑھنے کا وقت	۲۱۸ - بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ
772	باب: جمعہ کے روز اذان	۲۱۷، ۲۱۹ - بَابُ النَّدَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
774	باب: امام خطبے کے دوران میں کسی سے بات کرے	۲۱۸، ۲۲۰ - بَابُ الْإِمَامِ يُكَلِّمُ الرَّجُلَ فِي حُطْبَتِهِ
775	باب: منبر پر آنے کے بعد بیٹھ جانا	۲۱۹، ۲۲۱ - بَابُ الْجُلُوسِ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ
776	باب: کھڑے ہو کر خطبہ دینا	۲۲۰، ۲۲۲ - بَابُ الْحُطْبَةِ فَأَيْمًا
777	باب: خطیب کا خطبے میں کمان سے سہارا لینا	۲۲۱، ۲۲۳ - بَابُ الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ
782	باب: (دوران خطبہ) منبر پر ہاتھ اٹھانا	۲۲۲، ۲۲۴ - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ
783	باب: خطبہ مختصر ہونا چاہیے	۲۲۳، ۲۲۵ - بَابُ إِقْصَارِ الْحُطْبِ
783	باب: وعظ و خطبہ میں امام کے قریب ہونا	۲۲۴، ۲۲۶ - بَابُ الدُّنُوِّ مِنَ الْإِمَامِ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ
784	باب: امام کسی عارضے کے باعث خطبے کا تسلسل توڑ دے تو جائز ہے	۲۲۵، ۲۲۷ - بَابُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الْحُطْبَةَ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ
785	باب: خطبے کے دوران میں احتیاء (منوع ہے)	۲۲۶، ۲۲۸ - بَابُ الْإِحْتِيَاءِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ
786	باب: خطبے کے دوران میں بات چیت	۲۲۷، ۲۲۹ - بَابُ الْكَلَامِ وَالْإِمَامِ يَخْطُبُ
787	باب: جس کا وضو ٹوٹ جائے وہ امام کو کیوں گرجر دے کر جائے	۲۲۸، ۲۳۰ - بَابُ اسْتِثْنَاءِ الْمُحْدِثِ لِلْإِمَامِ
788	باب: جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو.....	۲۲۹، ۲۳۱ - بَابُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ
789	باب: جمعہ کے روز (اثنائے خطبہ میں) لوگوں کی گردنیں پھلانگنا منع ہے	۲۳۰، ۲۳۲ - بَابُ تَخْطِي رِقَابِ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
790	باب: خطبے کے دوران میں کسی کو اونگھ آنے لگے تو؟	۲۳۱، ۲۳۳ - بَابُ الرَّجُلِ يَتَعَسَّرُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ
791	باب: منبر سے اترنے کے بعد امام کسی سے کوئی بات کرے	۲۳۲، ۲۳۴ - بَابُ الْإِمَامِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ
791	باب: جس شخص کو جمعے کی ایک رکعت مل جائے	۲۳۳، ۲۳۵ - بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً
792	باب: نماز جمعہ میں قراءت	۲۳۴، ۲۳۶ - بَابُ مَا يَقْرَأُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ



سنن ابو داود فہرست مضامین (جلد اول)

794	باب: امام اور مقتدی کے درمیان دیوار حائل ہو تو اقتداء کا حکم؟	۲۳۵، ۲۳۷- باب الرَّجُلِ يَأْتُمُ بِالْإِمَامِ وَيَبْتَهِمَا جِدَارًا
794	باب: جمع کے بعد نماز کا بیان	۲۳۶، ۲۳۸- بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ
798	باب: دو خطبوں کے درمیان میں بیٹھنا	۲۱۹، ۲۲۱- بَابُ فِي الْقُعُودِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ
798	باب: نماز عیدین کے احکام و مسائل	۲۳۹- بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ
799	باب: عید کے لیے جانے کا وقت	۲۳۷، ۲۴۰- بَابُ وَقْتِ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ
799	باب: عورتوں کا عید کے لیے جانا	۲۳۸، ۲۴۱- بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدِ
801	باب: عید کے روز خطبہ	۲۳۹، ۲۴۲- بَابُ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ
804	باب: خطبہ میں کمان کا سہارا لینا	۲۴۰، ۲۴۳- بَابُ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ
804	باب: عید میں اذان نہیں	۲۴۱، ۲۴۴- بَابُ نَزْلِكَ الْأَذَانِ فِي الْعِيدِ
806	باب: نماز عید میں تکبیرات کا بیان	۲۴۲، ۲۴۵- بَابُ التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ
808	باب: عیدین میں قراءت	۲۴۳، ۲۴۶- بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ
808	باب: خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا	۲۴۴، ۲۴۷- بَابُ الْجُلُوسِ لِلْخُطْبَةِ
809	باب: عید گاہ کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا	۲۴۵، ۲۴۸- بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَرَجْعُ فِي طَرِيقٍ
810	باب: اگر عید کے روز عید نہ پڑھی جاسکے تو امام اگلے دن پڑھائے	۲۴۶، ۲۴۹- بَابُ إِذَا لَمْ يَخْرُجِ الْإِمَامُ لِلْعِيدِ مِنْ يَوْمِهِ يَخْرُجُ مِنَ الْعِيدِ
811	باب: نماز عید کے بعد نماز پڑھنا؟	۲۴۷، ۲۵۰- بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدِ
811	باب: بارش کی وجہ سے مسجد میں عید پڑھنا	۲۴۸، ۲۵۱- بَابُ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِيدَ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ يَوْمَ مَطَرٍ
813	3- نماز استسقاء کے احکام و مسائل	3- كِتَابُ صَلَاةِ الْاسْتِسْقَاءِ
815	باب: نماز استسقاء اور اس کے ضمنی مسائل	1- بَابُ جُمَاعِ أَبْوَابِ صَلَاةِ الْاسْتِسْقَاءِ وَتَفْرِيعِهَا
817	باب: استسقاء میں کس وقت اپنی چادر چلی جائے	-- بَابُ فِي أَيِّ وَقْتٍ يُحَوَّلُ رِدَاءُهُ إِذَا اسْتَسْقَى
818	باب: استسقاء میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا	2- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْاسْتِسْقَاءِ
826	باب: نماز کسوف کا بیان	3- بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

سنن ابو داود فہرست مضامین (جلد اول)

827	باب: نماز کسوف میں چار رکوع کرنے کا بیان	۴- بَابُ مَنْ قَالَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ
833	باب: نماز کسوف میں قراءت کا بیان	۵- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ
834	باب: نماز کسوف کے لیے اعلان	۶- بَابُ يُنَادِي فِيهَا بِالصَّلَاةِ
835	باب: سورج گہن کے موقع پر صدقہ کرنا	۷- بَابُ الصَّدَقَةِ فِيهَا
835	باب: اس موقع پر غلام آزاد کرنا	۸- بَابُ الْعِتْقِ فِيهَا
	باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (کسوف	۹- بَابُ مَنْ قَالَ يَزْكُمُ رَكَعَتَيْنِ
835	میں معروف نماز کی طرح) دور کھتیں پڑھے	
	باب: تاریکی چھا جانے یا اس طرح کے دیگر حوادث	۱۰- بَابُ الصَّلَاةِ عِنْدَ الظُّلْمَةِ وَنَحْوِهَا
837	کے موقع پر نماز پڑھنا	
	باب: جب کوئی بڑا واقعہ یا حادثہ پیش آئے تو سجدہ	۱۱- بَابُ السُّجُودِ عِنْدَ الْآيَاتِ
838	کرنا چاہیے	

4- نماز سفر کے احکام و مسائل

۴- کتاب صلاة السفر

841	باب: مسافر کی نماز کا بیان	۱- بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ
842	باب: مسافر کب قصر کرے؟	۱- بَابُ مَتَى يَقْصُرُ الْمُسَافِرُ
843	باب: سفر میں نماز کے لیے اذان کہنا	۲- بَابُ الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ
	باب: مسافر کو نماز کے وقت میں شک ہو اور وہ امام	۳- بَابُ الْمُسَافِرِ يُصَلِّي وَهُوَ يَشْكُ فِي الْوَقْتِ
844	کے ساتھ) نماز پڑھے تو؟	
845	باب: دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان	۴- بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ
853	باب: سفر میں نماز کی قراءت مختصر کرنا	۵- بَابُ قِصْرِ قِرَاءَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ
854	باب: سفر میں نوازل پڑھنا	۶- بَابُ التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ
855	باب: سواری پر نفل اور وتر پڑھنا	۶- بَابُ التَّطَوُّعِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَالْوَتْرِ
857	باب: عذر کی وجہ سے سواری پر فرض پڑھنا	۷- بَابُ الْفَرِيضَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ مِنْ عُدْرٍ
857	باب: مسافر کتنے دن تک قصر کرے؟	۱- بَابُ مَتَى يَتِمُّ الْمُسَافِرُ
861	باب: دشمن کے علاقے میں بھڑے تو قصر کرے	۱- بَابُ إِذَا أَقَامَ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ يَقْصُرُ
861	باب: نماز خوف کے احکام و مسائل	۱۰- بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ



سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد اول)

- ۱۳- بَابٌ مَنْ قَالَ يَقُومُ صَفًّا مَعَ الْإِمَامِ وَصَفًّا
وَجَاهُ الْعُدُوِّ
باب: (نماز خوف کی ایک اور کیفیت) ایک صف امام کے ساتھ ہو اور دوسری دشمن کے سامنے
- 864
- ۱۴- بَابٌ مَنْ قَالَ إِذَا صَلَّى رَكْعَةً
باب: (ایک اور کیفیت) امام (دونوں گروہوں کو ایک) ایک رکعت پڑھائے
- 865
- ۱۵- بَابٌ مَنْ قَالَ يُكَبِّرُونَ جَمِيعًا
باب: (ایک اور کیفیت) سب اکٹھے تکبیر (تحریر) کہیں
- 866
- ۱۶- بَابٌ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُ كُلُّ صَفٍّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً
باب: (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے اور...
- 870
- ۱۷- بَابٌ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ، فَيَقُومُ الَّذِينَ خَلْفَهُ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً ثُمَّ يَجِيءُ الْآخَرُونَ إِلَى مَقَامِ هَؤُلَاءِ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً
باب: (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے تو لوگ اس کے پیچھے ہوں وہ کھڑے ہو کر اپنی (دوسری) رکعت پڑھ لیں، پھر دوسرے ان کی جگہ پر آ جائیں
- 870
- ۱۸- بَابٌ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَلَا يَقْضُونَ
باب: (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھائے اور وہ (بعد میں خود) کوئی...
- 872
- ۱۹- بَابٌ مَنْ قَالَ يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ
باب: (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو دو دو رکعتیں پڑھائے
- 873
- ۲۰- بَابٌ صَلَاةِ الطَّالِبِ
باب: دشمن کو ڈھونڈنے نکلے تو نماز کس طرح پڑھے؟.....
- 874



عرض ناشر

انسانیت کی ہدایت اور صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے ایک بندہ مسلم کے سامنے صرف دو مستند حوالے اور راستے ہیں؛ جن کا مقصد اور منزل ایک ہے۔ ان میں سے ایک طریق قرآن حکیم کی آیات پینات سے ملتا ہے جب کہ اس سے ہم آہنگ اور ہم رنگ ایک دوسرا جادہ شریعت ہے جسے ہم سنت یا حدیث کہتے ہیں۔ قرآن ہو یا سنت ان دونوں کا مقصد و مطلوب اور مقام ایک ہی ہے۔ دونوں کی نوعیت اور دونوں کا لزوم ایک دوسرے کے لیے تکمیلی شان پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اپنی اصولی اور اجمالی تعلیمات کی تشریح و تفسیر اور توضیح و تصریح کے لیے خود سنت اور اسوۂ حسنہ کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کے احکام و نصوص کے لیے اگر ذخیرہ سنت اور سرمایہ احادیث موجود نہ ہو تو دین و شریعت کا ماخذ اول خود چستان بن جائے گا۔ پیش نظر رہے کہ سنت اور احادیث میں جو تشریحی اور توضیحی سرمایہ ہے یہ کسی ایک شخص کی ذاتی اور ذہنی اختراعات نہیں بلکہ نبی صادق و مصدوق ﷺ کو یہ علم بھی اللہ تعالیٰ سے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے سے میسر آتا تھا۔ یہی باعث ہے کہ قرآن مجید کو وحی متلو اور حدیث کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

انسان نے آج تک علم و فن کی تاریخ میں جتنے علمی تحقیقی اور فنی کارنامے سرانجام دیے ہیں ان میں علم حدیث ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتا ہے۔ قرآن مجید کی طرح تو بہت سی الہامی کتابوں اور صحائف کا ذکر ملتا ہے مگر علم حدیث کی مانند کسی دوسرے علم کا وجود دکھائی نہیں دیتا؛ حتیٰ کہ علم الحدیث کی وضاحت و تشریح کے لیے جو دوسرے علوم و فنون ایجاد ہوئے ان کی طرح کسی دوسرے علم و فن کا نمونہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ علم حدیث کی ضرورت و اہمیت اور جمع و ترتیب کے لیے خود قرآن مجید میں واضح اشارات اور ترغیبات موجود ہیں۔ احادیث کے حصول کے لیے محدثین نے جس قدر محنت و مشقت کی ہے اور اس کی صحت و استناد کے لیے جو سائنٹیفک اسلوب اختیار کیا ہے اور پھر اس کی تدوین کے لیے جس نوع کی ریاضت کی ہے یہ سب امور باہم مل کر اس علم کو اسلامی علوم کا افتخار بنا دیتے ہیں۔ محدثین کے اس جذب و شوق کے نتیجے میں صحاح ستہ کا عظیم ذخیرہ امت کی

سنن ابو داود عرض ناشر

ہدایت کے لیے مرتب ہوا صحاح ستہ کے علاوہ مؤطا، الصحيح، المصنف، الجامع، السنن، المسند، المستدرک، المستخرج اور المعجم کے عناوین کے تحت احادیث کا سرمایہ جمع کیا گیا۔ محدثین نے امت کی دینی ضرورتوں کے تحت ان کے بہت سے انتخابات بھی شائع کیے جن میں مشارق الأنوار، جامع الأصول، الترغیب والترہیب، شرح السنۃ، ریاض الصالحین، عمدۃ الأحکام، منتقى الأخبار، مشکوٰۃ المصابیح، مجمع الزوائد، زاد المعاد، بلوغ المرام، کنز العمال، الجامع الصغير، تیسیر الوصول، عقود الجواهر، التاج الجامع، اور اللؤلؤ والمرجان وغیرہ معروف ہیں۔

عربی زبان میں ”حدیث“ کا لفظ بہت سے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ لغوی طور پر یہ لفظ گفتگو، نئی بات، قابل ذکر واقعہ، نئی چیز یا کلام کے معنی میں مستعمل ہے، مگر جب حدیث کا لفظ ایک اصطلاح کے بطور استعمال ہوتو اس سے مراد رسول کریم ﷺ کے اقوال و افعال اور اعمال و احوال ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور رسالت سے متعلق راویوں (صحابہ کرام اور ان کے فیض یافتگان) کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے، وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو دیگر اصطلاحات میں سنت، خبر اور اثر بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام ذخیرہ حدیث قولی، فعلی یا تقریری نوعیت سے تعلق رکھتا ہے۔ البتہ بعض حضرات نے آپ کے شمائل (خصائل و عادات) کو بھی گنجینہ حدیث میں شامل رکھا ہے۔

ذخیرہ حدیث کی وسعت، قطعیت، حجت، صداقت اور عالمگیریت ایک امر مسلم ہے۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے آغاز ہی سے قلم و قراطس اور تحریر و نگارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ ﴿الذی علم بالقلم﴾ (العلق) اور ﴿ن وَالقلم وما یسطرون﴾ (القلم) کی آیات کے حوالے سے عہد رسالت میں کتابت کے فن کو فروغ ملا۔ عرب و حجاز کے لوگ جو استحضار (حفظ و ضبط) کو اپنا شرف و افتخار سمجھتے تھے اب ان کے ہاں تحریر و تسوید کا پہلو بھی سامنے آیا۔ قرآن مجید کے پچاس سے زائد کاتبوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ مگر احادیث کی روایت و کتابت کا عہد یہ عہد ایک وسیع نظام دکھائی دیتا ہے۔ خود عہد رسالت میں جن امور کو باقاعدہ لکھا جا رہا تھا، ان میں قرآن مجید کے علاوہ اسلامی ریاست کے سرکاری مراسلے، مکتوبات نبوی، دستور مملکت، خطبات نبوی، معاہدات، ہبہ نامے، امان نامے، مردم شماری، غلاموں کی آزادی کے پروانے، مختلف علاقوں اور صوبوں کے گورنروں اور عمال کے نام سرکاری ہدایات، بیت المال میں آمد و خرچ کی تفصیلات اور متعدد صحابہ کا ذخیرہ احادیث جو آپ کے افعال کی روایت یا



گفتگو کی سماعت پر مشتمل ہوتا تھا..... یہ مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تحریری ذخیرہ آپ کے زمانہ نبوت سے متعلق ہے جسے ایک شرعی مسئولیت اور کمال ضبط و احتیاط سے لکھا جاتا رہا تھا اور عہد صحابہ میں احادیث کے ذخیرے کو جس توجہ اور ذمے داری کے ساتھ لکھا گیا اس کی مستند تفصیلات ہمارے سامنے موجود ہیں۔

نبی ﷺ نے متعدد مواقع پر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کی کہ وہ علم کو قید کتابت میں لائیں۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر یمن کے ابوشاہ کی درخواست پر اسے لکھوایا گیا۔ یوں آپ ﷺ نے جب دین و شریعت کی تعلیمات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کی دعوت دی تو شاہدین نے عالم الغیاب میں رہنے والوں تک نبی ﷺ کی سنت اور احادیث کو تحریر و تقریر کے ذریعے سے منتقل کیا۔

عہد نبوی اور دور صحابہ کی ان روایات کو جب بعد کے طبقات و ادوار میں جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی تو اس کے حوالے سے روایت و درایت، جرح و تعدیل اور مصطلحات حدیث کا ایک ایسا علم وجود میں آیا جس نے اس ذخیرہ حدیث کی حفاظت، ثقاہت، وضاحت اور استناد میں ایک سائنٹیفک اسلوب اختیار کیا۔ ان علوم الحدیث میں اسماء الرجال تو تاریخ عالم کا سب سے امتیازی علم اور فن ہے جس پر ”الإصابة فی تمییز الصحابہ“ کو ایڈٹ کرتے ہوئے جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ لکھے:

”دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں۔“

ہمیں اعتراف ہے کہ دشمنان اسلام منافقین اور بعض دجالہ نے احادیث کو اپنی جانب سے وضع کر کے پھیلانے کی کوشش کی۔ اس موقع پر محدثین نے جس ایمانی غیرت، مشاہداتی قوت، علمی ادراک، تاریخی ذوق اور سائنسی شعور کے ساتھ ان وضاعین کا مقابلہ کیا اور ذخیرہ حدیث سے ان وضاعین کی روایات کو صاف نکال باہر کیا اور اس موضوع پر اپنے منہج کی سائنسی بنیادوں کو جس وضاحت و صراحت سے بیان کیا یہ تاریخ علوم انسانی کا سب سے بڑا افتخار ہے۔ محدثین نے قیامت تک کی نسلوں کے لیے ذخیرہ حدیث کے متن کو محفوظ کر دیا۔ یوں ایک طرف روایت و کتابت کے ذریعے سے اور دوسری طرف مسنون شخصی اعمال کے ذریعے سے یہ ذخیرہ سنت، گنجینہ سیرت اور سرمایہ علم و معرفت جمع اور محفوظ ہو رہا تھا۔ اس طریق اور منہج کی تفصیلات سے علوم الحدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں مگر ہم یہاں اپنے قارئین کے لیے ایک تاریخی دلچسپی کو بیان کرتے ہیں:

عباسی عہد میں ہارون الرشید نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا، اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ ان چار ہزار احادیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں؟ جن میں میں نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے، حالانکہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا۔ اس پر ہارون نے کہا:

”أین أنت یا عدو اللہ من أبی إسحاق الفزاری و عبد اللہ بن مبارک ینخلانہا“
فیخر جانہا حرفاً حرفاً“

”اے اللہ کے دشمن! تم ابو اسحاق فزاری اور عبد اللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جاؤ گے؟ جو ان کو چھلنی کی طرح چھان کر ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے۔“

علم حدیث کی حفاظت، قطعیت، حجیت، اور دفاع میں محدثین نے جو بے مثال اور تاریخی خدمات انجام دی ہیں، اس کے تذکارِ جلیل کا یہ موقع نہیں مگر یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ اس امت کی ہدایت کے لیے قرآن کے بعد اس چشمہ صافی کو محدثین عظام رضی اللہ عنہم کی علمی اور تحقیقی کاوشوں نے استناد اور اعتماد عطا کر دیا۔ روایت و درایت، جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے علوم و فنون کی روشنی میں جب تمام ذخیرہ حدیث کی تفتیحات و تصریحات سامنے آ گئیں تو پھر ان کی روشنی میں تدوین حدیث کا عظیم الشان مرحلہ سامنے آیا جس کی ضوفشانوں میں کتب ستہ کے علاوہ مصنفات، جوامع، سنن، مسانید، معاجم، مستدرکات اور مستخرجات کا عظیم ذخیرہ محدثین عظام رضی اللہ عنہم کی جلیل القدر محنت و ریاضت اور عقیدت و مسؤلیت کے نتیجے میں امت کے ہاتھ آیا۔ جس کے ہزاروں مخطوطات عہد بہ عہد شروع و حواشی اور تحقیق و تخریج کے ساتھ مرتب ہوئے جو آج بھی عالمی کتب خانوں میں ارباب تحقیق کی توجہات کا مرکز ہیں۔ مگر ان میں صحاح ستہ کی کتب گلستان حدیث میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

میرے لیے یہ سعادت کی بات ہے کہ میرا خاندانی تعلق علمائے کرام اور کاہنان کتاب و سنت سے ہے۔ مدت العمر سے مجھے اسلام کے ایمانی اور روحانی مرکز حجاز میں قیام کے مواقع حاصل ہیں۔ میں اپنی اس خوش نصیبی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ چند سال قبل ”دارالسلام“ کے نام سے ہم نے جس مرکز علم و تحقیق اور ادارہ طبع و اشاعت کی بنا ڈالی تھی، اس نے اسلامی موضوعات کے مختلف عنوانات پر سینکڑوں کتابیں دنیا کی متعدد زبانوں میں شائع کی ہیں۔ ان کتب نے اپنے تحقیقی مزاج، اسلام کے مصادرِ اصلیہ اور طبعی ذوق کے باعث



قبولیت عامہ کا درجہ حاصل کیا ہے، مگر ایک مدت سے میرے دل میں اس بات کی آرزو تھی کہ صحاح ستہ کا جدید اور نگلقتہ اردو زبان میں ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جس میں ہر حدیث کے نتائج و فوائد بھی درج کیے جائیں اور ان تمام ممکنہ مقامات پر جہاں کسی عصری اور زامانی موضوع پر کوئی حدیث بیان کی گئی ہو تو اس پر ایک تفصیلی اور تحقیقی شذرہ اس اسلوب سے لکھا جائے کہ دورِ جدید میں شبہات کی دلدل میں گھرا ہوا ذہنِ کامل اطمینان اور مکمل یقین حاصل کر سکے۔ کتب ستہ کے ان تراجم و فوائد پر ایک مدت سے خاموشی کے ساتھ برصغیر کے اہل علم اور محققین بڑی دل جمعی اور طمانیت کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ واللہ الحمد کہ صحیحین کے بعد سنن اربعہ میں سے ایک جزو اعظم سنن ابی داود پر کام مکمل ہو گیا ہے۔

اس کتاب کے فاضل مترجم مولانا ابوعمار عمر فاروق سعیدی فاضل مدینہ یونیورسٹی، شیخ الحدیث و مدیر التعليم جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی رحمۃ اللہ علیہ ہیں؛ جنہوں نے بڑی عمدگی کے ساتھ اس کا ترجمہ مکمل کیا اور اکثر و بیشتر احادیث کے فوائد و مسائل بھی تحریر کیے۔ اس مجموعے کی جملہ احادیث کی تخریج عظیم محقق حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے جس کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض رفقائے ادارہ مولانا سلیم اللہ زمان اور حافظ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت جاں فشانی اور ذمہ داری سے نبھائے۔ ترجمہ کی متن کے ساتھ مراجعت اور تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کی ذمہ داری مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار اور حافظ محمد آصف اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ادا کی۔ علاوہ ازیں فوائد و مسائل میں تحقیقی اور علمی اضافے بھی کیے نیز ثانی الذکر نے جدید اسلوب کے مطابق کتابیات کی ابتدا میں کتاب میں مذکور مسائل کا خلاصہ علمی و تحقیقی انداز میں بھی تحریر کیا ہے تاکہ قارئین جملہ مسائل کو ایک ہی جگہ ملاحظہ کر سکیں۔

ادارے کے سینئر ایسرج سہ کالر محترم پروفیسر محمد یحییٰ جلاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جدید عصری مسائل کے حل اور ان کے شرعی انطباق میں خصوصی طور پر علمی و تحقیقی شذرے تحریر فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں مفسر و مترجم اور مصنف کتب کثیرہ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ مدیر شعبہ تحقیق و تصنیف دارالسلام لاہور نے دن رات کی ان تھک محنت سے اس پر نظر ثانی کی اور علمی و تحقیقی فوائد و مسائل کا اضافہ کیا۔ آخری مرحلہ میں مرکز علمی دارالسلام ریاض میں قاری محمد اقبال عبدالعزیز اور ان کے ساتھیوں نے دقت نظر سے پوری کتاب کا مراجعہ کیا اور حسب ضرورت اصلاحات کا اہتمام کیا۔ فجزاھم اللہ أحسن الجزاء فی الدنيا والآخرة۔ سنن ابو داود کی

سنن ابو داود

تیاری کے فنی مراحل کمپوزنگ، ڈیزائننگ وغیرہ میں محمد عامر رضوان، اخلاص الحق ساجد، شیخ محمد یعقوب اور عبد الجبار غازی نے اسے خوب سے خوب تر بنانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام جملہ احباب کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

ان جملہ احباب کی شبانہ روز محنت کے باعث سنن ابی داود کا یہ ترجمہ ان شاء اللہ العزیز اُردو خواں حضرات، علمائے دین، قانون دانوں، اساتذہ، طلبہ اور عامۃ المسلمین میں قبولیت حاصل کرے گا۔ اس سلسلے میں برادر عزیز حافظ عبد العظیم اسد نے جس مسلسل محنت اور اس منصوبے کے لیے جس انہماک اور ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ قارئین محترم سے درخواست ہے کہ وہ کتب ستہ کے بقیہ جاری شدہ منصوبے کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اسے جلد از جلد مکمل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

خادم کتاب و سنت

عبد المالک مجاہد

مدیر: دار السلام، الریاض۔ لاہور

ربیع الاول 1427ھ / اپریل 2006ء



عرض مترجم

قرآن مجید فرقانِ حمید اللہ عزوجل کی آخری کتاب اور دین اسلام کی اساس ہے۔ حدیث نبوی اس کی شرح و تفسیر اور بیان ہے۔ اس کا پڑھنا پڑھانا فرض کفایہ اور انتہائی سعادت اور برکت کا کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث نبویہ کی محبت اور ان کے حفظ و ضبط کا شوق، درس، تدریس اور اشاعت کا اہتمام امت مسلمہ کے اندر روزِ ازل سے موجزن رہا ہے۔ اور یہ ایک نہ ختم ہونے والا جذبہ ہے جو اسلام کے دین فطرت ہونے اور اس کی حقانیت کی زبردست دلیل ہے۔ اللہ عزوجل کی حکمت عجیبہ ہے کہ ہر ہر دور میں انتہائی قابل اعتماد مقبول خلائق اور نابغہ روزگار قسم کے علماء اور شخصیات پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے دین کی دعوت و تبلیغ اور شریعت اسلامیہ کی نگہبانی کے لیے حفاظت حدیث کے مشکل ترین عمل کو اپنے جیتے جی ایک محبوب ترین دل پسند مشغلہ بنائے رکھا۔ دنیائے دُوں کی کوئی کشش، سفر و حضر کی کوئی مشقت اور اپنے پرانے کی کوئی الفت انہیں اپنے اس محبوب مشغلے سے باز نہ رکھ سکی۔ تقبل اللہ جہودہم و جزاہم عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد زریں کے بعد دورِ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام سے لے کر اب تک یہ علم بطور ایک فن انتہائی تروتازہ اور شاداب ہے؛ دنیا کا کوئی گوشہ ایسے افراد سے خالی نہیں رہا ہے جہاں اس علم نبوت کی آبیاری نہ ہو رہی ہو۔ کم یا زیادہ، ہر جگہ ایسے لوگ موجود ہیں اور حدیث کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔ اللہ کریم ان کی مساعی قبول فرمائے۔

ان سعادت مندوں میں ادارہ دار السلام کے کارپردازان بالخصوص اس کے مدیر محترم جناب عبدالملک مجاہد صاحب رضی اللہ عنہ کی فکری و عملی جولان گاہ انتہائی مبارک اور قابلِ داد ہے کہ اشاعت اسلام کے لیے اپنی تمام تر مساعی بروئے کار لارہے ہیں۔ قرآن مجید، کتب سنہ اور دیگر دو اہم حدیث کے متون و تراجم بنی نوع انسان تک پہنچانے کا عزم کیے ہوئے ہیں اور بڑی حد تک اسے عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ اللہ عزوجل قبول فرمائے؛ استقامت دے اور نظر بد سے محفوظ رکھے۔

سنن ابو داود عرض مترجم

”سنن ابوداود“ شریعت اسلامی اور احادیث نبویہ کا وہ عظیم الشان دیوان ہے جسے امت مسلمہ کے علماء و عوام میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس میں فقہائے امت اور مفتیانِ شرع متین کیلئے وہ تمام حدیثی دلائل جمع کر دیے گئے ہیں جو فقہائے اسلام نے اختیار کیے ہیں اور ان کا مستدل رہے ہیں۔ ضرورت تھی کہ اس عظیم کتاب کا ایک عمدہ اور آسان ترجمہ مع فوائد و مسائل ایک نئے قالب میں اُردو خواں طبقہ کے سامنے پیش کیا جائے جو ان کی روحانی غذا کا کام دے۔ اس سے پہلے مولانا نواب وحید الزمان خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ جو ایک عرصے سے متداول اور معروف چلا آ رہا ہے، اپنی زبان کی قدامت کی بنا پر بعض طبیعتوں کیلئے گراں اور نامانوس محسوس کیا جاتا تھا اور نواب صاحب مرحوم نے فوائد حدیث بھی خاص خاص مقامات ہی پر درج فرمائے تھے۔

چنانچہ اس غرض کے لیے احباب ادارہ بالخصوص حافظ عبدالعظیم آسہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کرام نے راقم عرف فاروق السعدی سے ملاقات کر کے اس کا رخیہ حصہ لینے کی دعوت دی، جو میں نے اپنی سعادت جاننے ہوئے قبول کر لی۔ یہ کام محض سعادت ہی نہیں بلکہ انتہائی بھاری بوجھ اور بڑی سخت ذمہ داری کا تھا جسے رحمت باری کے بعد ان مخلصین کی حوصلہ افزائی اور دعاؤں کے طفیل کسی قدر ادا کرنے کے قابل ہوا ہوں..... اگر قبول افتدز ہے عز و شرف!

اس عمل میں بنیادی نکات یہ تھے کہ ① ترجمہ سلیس اُردو زبان میں ہو۔ ② عربی متن کے قریب تر ہو۔ ③ صحیح احادیث کے آخر میں اختصار سے فوائد و مسائل کی نشاندہی کی جائے۔ ④ اور فقہی قیل و قال سے بچتے ہوئے براہ راست ارشادات نبویہ سے سیراب و مستغیر ہونے میں اپنے قارئین کی مدد کی جائے..... چنانچہ یہ ”بضاعتہ مزاجا“ (حقیر سی پونجی) پیش خدمت ہے، اس میں جو خیر و خوبی ہے وہ سراسر اللہ عز و جل کا فضل و کرم ہے اور پھر اپنے فاضل اجلہ اساتذہ کرام کی تفہیمات ہیں اور اپنے سلف صالحین کی خوشہ چینی۔ اور جو خطا و قصور ہے میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں۔ اللہ عز و جل ہر قسم کی کج فکری یا غلط کیشی سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ اہل نظر اگر کسی خطا و زلل سے آگاہ ہوں تو مطلع فرما کر شکر یہ کا موقع دیں تاکہ اصلاح کر لی جائے۔

میں ”دار السلام“ کے ادارہ تحقیقات اور برادرانِ مراجمین کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے بیاضات کو انتہائی خوبی و کمال سے پُر کیا ہے اور کمزوریوں کی اصلاح کر دی ہے۔ جَزَاهُمْ اللّٰهُ خَيْرًا وَّ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ.



سنن ابو داود عرض مترجم

* ترجمہ و فوائد کے مراجع: یہ علم سراسر علم منقول ہے۔ اس میں اجتہاد و صنعت کا کہیں کوئی دخل نہیں سوائے اس کے کہ الفاظ و تراکیب اور ترتیب مضامین میں کوئی جدت ہو یا پھر مختلف الاحادیث میں جمع و تطبیق یا ترجیح کی کوئی نئی صورت اللہ عزوجل کسی کے دل میں ڈال دے اور پھر یہ سب باتیں بھی ہمارے سلف رضی اللہ عنہم کی تراث میں موجود ہیں۔ اس وراثت کا مطالعہ کر لینا اور اسے سمجھ لینا اور ہضم کر لینا ہی بڑی بات ہے۔ بہر حال اس کام میں درج ذیل اہم مراجع میرے پیش نظر رہے ہیں اور اپنے عزیز طلبہ کو بھی انہیں مرکز توجہ بنانے کی نصیحت کرتا ہوں:

⊗ ترجمہ قرآن مجید مع تفسیر احسن البیان ⊗ عون المعبود ⊗ بذل المحمود ⊗ معالم السنن
 ⊗ تہذیب السنن لابن القيم ⊗ التلخیص الحبیر ⊗ فتح الباری ⊗ شرح نووی ⊗ نیل الأوطار
 ⊗ سبیل السلام ⊗ تیسیر العلام ⊗ التعليقات السلفية علی النسائی ⊗ مرعاة المفاتیح
 ⊗ فتاویٰ ابن تیمیہ ⊗ زاد المعاد ابن القيم ⊗ فقه السنہ (سید سابق) محدث عصر علامہ محمد ناصر
 الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات بالخصوص ⊗ صحیح سنن ابی داود ⊗ ضعیف سنن ابی داود اور
 ⊗ ارواء الغلیل وغیرہ۔ اور لغت میں ⊗ النہایۃ فی غریب الحدیث (ابن الاثیر) ⊗ المنجد اور
 ⊗ مصباح اللغات۔ مترجم اول جناب علامہ نواب وحید الزمان خان رحمۃ اللہ علیہ کی عمدہ تعبیرات اور مضامین کے
 اقتباسات بھی حسب مواقع درج کیے گئے ہیں۔

اللہ عزوجل ہمارے سلف صالحین اور اساتذہ کرام کو اعلیٰ علیین میں بلند ترین مقام دے کہ ان کے فضائل و
 خیرات سے خوش چینی کر کے ہی ہم کچھ بیان کرنے یا لکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ رحمہم اللہ رحمة واسعة۔
 جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کا وسیع علمی ماحول، اس کا جامع مکتبہ اور جامع الفاروق ماڈل کالونی کراچی کا
 ایک بے سکون زاویہ میرے لیے اس کا خیر کی تسوید و تکمیل میں انتہائی مدد و معاون رہا ہے کہ میں یہ تحفہ علم و حکمت
 اپنے قدردانوں کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہوا۔ اور گھر میں امّ عمار صاحبہ (عطیہ دختر حکیم فیض عالم
 صاحب مرحوم) کا شکر یہ میرے ذمے ہے کہ اس نے اپنی بیماری تک کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے میری غیر حاضری
 کو قبول اور برداشت کیا اور میرے لیے حتی الامکان راحت کا سامان پیدا کیا کہ میں یہ ایک ملّی فریضہ انجام دے
 سکا ہوں۔ المختصر



سنن ابو داود عرض مترجم

غرض نقشے ست کز ما یاد ماند کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دلے روزے برحمت کند در حق این مسکین دعائے

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم و تُب علينا إنك أنت التواب الرحيم
و صلى الله على النبي محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

ناچیز طالب العلم:

ابوعمار عمر فاروق السعیدی

نزہیل جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

شعبان ۱۴۲۶ھ - ستمبر 2005ء



مترجم کا شخصی تعارف

- نام : عمر فاروق بن الشیخ عبدالعزیز السعدی السلفی بن دین محمد
- ولادت : 1371 ہجری برطانیق 1951ء
- وطن : قصبہ منکیرہ، ضلع بہلکر، پنجاب، پاکستان
- شہادت : الشهادة العاليه : دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیر والا ضلع ملتان 1973ء
- شهادة الفراغ : دارالحدیث رحمانیہ سوگربازار کراچی 1974ء
- الشهادة العاليه : الجامعة السلفية، فیصل آباد 1976ء
- الشهادة العاليه : کلیۃ الحدیث الشریف الجامعة الاسلامیہ مدینہ منورہ 1981ء
- الشهادة العاليه : وفاق المدارس السلفیہ پاکستان 1984ء
- اجازة الروایہ : حضرت الشیخ المحدث سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ، جلال پور پیر والا
- حضرت الشیخ المحدث عبدالغفار حسن رحمۃ اللہ علیہ، مدینہ منورہ
- حضرت الشیخ المحدث حافظ عبدالمتان عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، گوجرانوالا
- حضرت الشیخ المحدث حافظ ثناء اللہ عیسیٰ خان المدنی رحمۃ اللہ علیہ، لاہور
- علاوہ ازیں حضرت الشیخ مولانا حاکم علی رحمۃ اللہ علیہ، کراچی اور حضرت الوالد الشیخ عبدالعزیز السعدی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سماع حدیث اور انکے سامنے قراءت کا شرف حاصل ہے۔ والحمد لله على ذلك.
- عصری شہادت : ❊ میٹرک: 1966ء ❊ ایف اے: 1972ء ❊ فاضل عربی: 1973ء
- تدریسی خدمات : الجامعة السلفية، فیصل آباد 1981ء سے 1985ء تک، ان میں ابتدائی دو سال بطور مبعوث از جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ
- اعمال اداریہ : مدیر الامتحانات جامعہ ابی بکر الاسلامیہ، 1990ء سے 1999ء تک

مترجم کا شخصی تعارف

سنن ابو داود

مدیر التعلیم و عمید کلاسیۃ الحدیث الشریف، جامعۃ ابی بکر الاسلامیہ 2000ء

علمی خدمات : ❁ ”الامام ثناء اللہ الامرتسری‘ حیاتہ و خدماتہ‘ کلاسیۃ الحدیث الشریف مدینہ منورہ میں آخری سال کا مقالہ

❁ ”جائزہ اور ناجائز تبرک“ ترجمہ: التبرک المشروع وغير المشروع، د/ علی بن نفع العلیانی.

❁ ”علوم الحدیث“ ترجمہ: علوم الحدیث، الشیخ محمد علی قطب.

❁ ”تیسیر اصول حدیث“ ترجمہ: تیسیر مصطلح الحدیث، د/ محمود الطحان رحمۃ اللہ علیہ.

❁ ”حج نبوی کا آنکھوں دیکھا حال“ ترجمہ: کیف حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو تراب الظاہری.

❁ ”فضائل اعمال“ ترجمہ: کفایۃ التعبد و تحفۃ التزہد، حافظ عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ.

❁ تہذیب و تلخیص ”الخطب فی ذکرا الصحاح الستہ“ نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ.

❁ ”اسلام کا نظام طلاق“ ترجمہ: نظام الطلاق فی الاسلام، علامہ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ.

❁ ”تجویب احادیث بلوغ المرام“ یعنی احادیث کی ذیلی عنوان بندی

❁ ”سنن ابوداؤد۔ ترجمہ و فوائد“ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک



مقدمہ

قرآن کریم اور حدیث رسول دونوں شریعت کے بنیادی ماخذ اور حجت ہیں

اِدْلَہ شرعیہ اور مصادر شریعت کے تذکرے میں قرآن کریم کے بعد حدیث رسول کا نمبر آتا ہے، یعنی قرآن کریم کے بعد شریعت اسلامیہ کا یہ دوسرا ماخذ ہے۔ حدیث کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات پر ہوتا ہے۔ تقریر سے مراد ایسے امور ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیے گئے لیکن آپ نے اس پر کوئی تکلیف نہیں فرمائی بلکہ خاموش رہ کر اس پر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرما دیا۔ ان تینوں قسم کے علوم نبوت کے لیے بالعموم چار الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ① خبر ② اثر ③ حدیث ④ سنت۔

خبر: ویسے تو ہر واقعے کی اطلاع اور حکایت کو خبر کہا جاتا ہے مگر نبی ﷺ کے ارشادات کے لیے بھی ائمہ کرام اور محدثین عظام نے اس کا استعمال کیا ہے اور اس وقت یہ لفظ حدیث کے مترادف اور اخبار الرسول کے ہم معنی ہوگا۔
اثر: کسی چیز کے بقیہ اور نشان کو اثر کہتے ہیں اور نقل کو بھی اثر کہا جاتا ہے۔ اسی لیے صحابہ و تابعین سے منقول مسائل کو آثار کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آثار کا لفظ مطلقاً بولا جائے گا تو اس سے مراد آثار صحابہ ہی ہوں گے۔ لیکن جب اس کی اضافت 'الرسول' کی طرف ہوگی یعنی "آثار الرسول" کہا جائے گا تو اخبار الرسول کی طرح آثار الرسول بھی احادیث الرسول ہی کے ہم معنی ہوگا۔

حدیث: اس کے معنی گفتگو کے ہیں اور اس سے مراد وہ گفتگو اور ارشادات ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے۔

سنت: عادت اور طریقے کو سنت کہتے ہیں اور اس سے مراد عادات و اطوار رسول ﷺ ہیں اس لیے جب سنت نبوی یا سنت رسول کہیں گے تو اس سے مراد نبی ﷺ ہی کے عادات و اطوار ہوں گے۔

اوّل الذکر دو لفظوں (خبر اور اثر) کے مقابلے میں ثانی الذکر الفاظ (حدیث اور سنت) کا استعمال علوم نبوت کے لیے عام ہے اور اس میں اتنا خصوص پیدا ہو گیا ہے کہ جب بھی حدیث یا سنت کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد نبی ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات ہی مراد ہوتے ہیں۔ اس مفہوم کے علاوہ کسی اور طرف ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے حدیث اور سنت کے مفہوم میں بھی فرق کیا ہے کہ سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اعمال و عادات ہیں اور حدیث سے مراد اقوال۔ اور بعض لوگوں نے اس سے بھی تجاوز کر کے یہ کہا کہ آپ کے اعمال و عادات عرب کے ماحول کی پیداوار تھیں اس لیے ان کا اتباع ضروری نہیں، صرف آپ کے اقوال قابل اتباع ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں نے اس کے برعکس یہ کہا کہ آپ کے اقوال پر عمل ضروری نہیں جسے وہ حدیث سے تعبیر کرتے ہیں۔ تاہم آپ کے اعمال مستزہ (دائمی اعمال) قابل عمل ہیں اسے وہ سنت کہتے ہیں۔ لیکن یہ سب باتیں صحیح نہیں۔ محدثین نے سنت اور حدیث کے مفہوم کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ وہ سنت اور حدیث دونوں کو مترادف اور ہم معنی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح سنت سے صرف عادات و اطوار مراد لے کر ان کی شرعی حیثیت سے انکار بھی غلط ہے اور انکار حدیث کا ایک چور دروازہ۔ اور اسی طرح صرف اعمال مستزہ کو قابل عمل کہنا احادیث کے ایک بہت بڑے ذخیرے کا انکار ہے اور منکرین حدیث کی بہ انداز دیگر ہم نوائی۔



بہر حال حدیث اور سنت رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات کو کہا جاتا ہے اور یہ بھی قرآن کریم کی طرح دین کا ماخذ شریعت کا مصدر اور مستقل بالذات قابل استناد ہے۔ چنانچہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[إِعْلَمُ أَنَّ قِدَا تَفَقَّ مَنْ يُعْتَدُّ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ السُّنَّةَ الْمُطَهَّرَةَ مُسْتَقِلَّةٌ بِتَشْرِيعِ الْأَحْكَامِ وَأَنَّهَا كَالْقُرْآنِ فِي تَحْلِيلِ الْحَلَالِ وَتَحْرِيمِ الْحَرَامِ] (ارشاد الفحول، ص: ۳۳)

”معلوم ہونا چاہیے کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنت مطہرہ تشریح احکام میں مستقل حیثیت کی حامل ہے اور کسی چیز کو حلال قرار دینے یا حرام کرنے میں اس کا درجہ قرآن کریم ہی کی طرح ہے۔“

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

[إِنَّ بُبُوتَ حُجَّةِ السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ وَاسْتِقْلَالِهَا بِتَشْرِيعِ الْأَحْكَامِ ضَرُورَةٌ دِينِيَّةٌ وَلَا تُخَالِفُ فِي ذَلِكَ إِلَّا مَنْ لَا حَظَّ لَهُ فِي دِينِ الْأَسْلَامِ] (حوالہ مذکور)

”سنت مطہرہ کی حیثیت کا ثبوت اور تشریح احکام میں اس کی مستقل حیثیت ایک اہم دینی ضرورت ہے اور

اس کا مخالف وہی شخص ہے جس کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔“
سنت کا مستقل حجت شرعی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیث سے جو حکم ثابت ہو وہ مسلمان کے لیے قابل اطاعت ہے چاہے اس کی صراحت قرآن میں ہو یا نہ ہو۔ آپ کے صرف وہی فرمودات قابل اطاعت نہیں ہوں گے جن کی صراحت قرآن کریم میں آگئی ہے، جیسا کہ گمراہ فرقوں نے کہا ہے اور اس کے لیے ایک حدیث بھی گھڑی کہ ”میری بات کو قرآن پر پیش کرو جو اس کے موافق ہو اسے قبول کر لو اور جو اس کے مخالف ہو اسے رد کرو۔“^① بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ہر فرمان پر عمل کرنا ضروری ہے بشرطیکہ وہ صحیح سند سے ثابت ہو۔

اس لیے کسی بھی حدیث رسول کو ظاہر قرآن کے خلاف باور کرا کے اسے رد کرنا اہل اسلام کا شیوہ نہیں۔ یہ طریقہ صرف اہل زلیغ اور اہل اہواء کا ہے جنہوں نے موافقت قرآن کے خوش نما عنوان سے بے شمار احادیث رسول کو ٹھکرا دیا۔ چنانچہ امام ابن عبدالبر (التوتنی ۳۶۳ ہجری) لکھتے ہیں:

[وَقَدْ أَمَرَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِطَاعَتِهِ وَاتِّبَاعِهِ أَمْرًا مُطْلَقًا مُحْمَلًا وَلَمْ يَقْيِدْ بِشَيْءٍ ءِ وَ لَمْ يَقُلْ مَا وَافَقَ كِتَابَ اللَّهِ كَمَا قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الزَّيْغِ] (جامع بيان العلم و فضله ۱۹۰/۲)

”اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اطاعت کا مطلقاً حکم فرمایا ہے اور اسے کسی چیز سے مقید (مشروط) نہیں کیا ہے اور اللہ نے یہ بھی نہیں کہا کہ نبی ﷺ کی بات تم اس وقت مانو جب وہ اللہ کی کتاب کے موافق ہو جس طرح کہ بعض اہل زلیغ کہتے ہیں۔“

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[إِنَّ قَوْلَ مَنْ قَالَ: تُعْرَضُ السُّنَّةُ عَلَى الْقُرْآنِ فَإِنَّ وَافَقَتْ ظَاهِرَهُ وَ إِلَّا اسْتَعْمَلْنَا ظَاهِرَ الْقُرْآنِ وَ تَرَكَنَا الْحَدِيثَ، جَهْلٌ] (اختلاف الحديث في هامش كتاب ”الام“ ۳۵/۷، دار الشروق، بيروت)

یعنی ”قبولیت حدیث کو موافقت قرآن سے مشروط کرنا جہالت (قرآن و حدیث سے بے خبری) ہے۔“

اور امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [وَالسُّنَّةُ مَعَ الْقُرْآنِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ:]

① امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فَقَالَ بَحْبِيُّ بْنُ مَعِينٍ: إِنَّهُ مَوْضُوعٌ وَ ضَعَعَهُ الزَّنَادِقَةُ (ارشاد الفحول، ص: ۳۳)

”امام بحیبی بن معین کہتے ہیں کہ قرآن پر حدیث کو پیش کرنے والی روایت موضوع ہے جسے بے دینوں نے گھڑا ہے۔“

أَحَدَهَا: أَنْ تَكُونَ مُوَافِقَةً لَهُ مِنْ كُلِّ وَجْهِ، فَيَكُونُ تَوَارُدُ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ عَلَى الْحُكْمِ الْوَاحِدِ مِنْ بَابِ تَوَارُدِ الْأَدِلَّةِ وَتَظَاهُرِهَا۔ الثَّانِي: أَنْ تَكُونَ بَيِّنًا لِمَا أُرِيدَ بِالْقُرْآنِ وَتَفْسِيرًا لَهُ۔ الثَّلَاثُ: أَنْ تَكُونَ مُوجِبَةً لِحُكْمِ سَكَّتِ الْقُرْآنُ عَنْ إِجَابِهِ أَوْ مُحَرِّمَةً لِمَا سَكَّتِ عَنْ تَحْرِيمِهِ، وَلَا تَخْرُجُ عَنْ هَذِهِ الْأَقْسَامِ، فَلَا تُعَارِضُ الْقُرْآنَ بِوَجْهِ مَا۔ فَمَا كَانَ مِنْهَا زَائِدًا عَلَى الْقُرْآنِ فَهُوَ تَشْرِيعٌ مُبْتَدَأٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ تَجِبُ طَاعَتُهُ فِيهِ، وَلَا تَحِلُّ مَعْصِيَتُهُ، وَلَيْسَ هَذَا تَقْدِيمًا لَهَا عَلَى كِتَابِ اللَّهِ بَلْ امْتِثَالٌ لِمَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ مِنْ طَاعَةِ رَسُولِهِ وَلَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُطَاعُ فِي هَذَا الْقِسْمِ لَمْ يَكُنْ لِطَاعَتِهِ مَعْنَى، وَسَقَطَتْ طَاعَتُهُ الْمُخْتَصَّةُ بِهِ وَإِنَّهُ إِذَا لَمْ تَجِبْ طَاعَتُهُ إِلَّا فِيمَا وَافَقَ الْقُرْآنُ، لَا فِيمَا زَادَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ طَاعَةٌ خَاصَّةٌ تَخْتَصُّ بِهِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [النساء: ٨٠] (اعلام الموقعين '٣١٢/٢ بتحقيق عبدالرحمن الوكيل)

یعنی ”حدیثی احکام کی تین صورتیں ہیں:



- ❁ ایک تو وہ جو من کل الوجوہ قرآن کے موافق ہیں۔
- ❁ دوسرے وہ جو قرآن کی تفسیر اور بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔
- ❁ تیسرے وہ جن سے کسی چیز کا وجوب یا اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے حالانکہ قرآن میں اس کے وجوب یا حرمت کی صراحت نہیں۔

احادیث کی یہ تینوں قسمیں قرآن سے معارض نہیں ہیں۔ جو حدیثی احکام زائد علی القرآن ہیں وہ نبی ﷺ کی تشریحی حیثیت کو واضح کرتے ہیں یعنی ان کی تشریح و تقنین (قانون سازی) آپ ﷺ کی طرف سے ہوئی ہے جس میں آپ کی اطاعت واجب اور نافرمانی حرام ہے۔ اور اسے تقدیم علی کتاب اللہ بھی نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ اللہ کے اس حکم کی فرماں برداری ہے جس میں اس نے اپنے نبی ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اگر اس (تیسری) قسم میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت نہ کی جائے اور یہ کہا جائے کہ آپ کی اطاعت صرف انہی باتوں میں کی جائے گی جو قرآن کے موافق ہوں گی تو آپ کی اطاعت کا حکم بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے اور آپ کی وہ خاص اطاعت ہی ساقط ہو جاتی ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾۔“

حدیث کی اس تیسری قسم (زائد علی القرآن) ہی کی بابت نبی ﷺ نے بھی اپنی امت کو تیشی انداز میں فرمایا تھا:

[أَلَا إِنِّي أُوتِيْتُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلَهُ مَعَهُ] (سنن ابی داود، السنۃ، باب لزوم السنۃ، حدیث :

۳۶۰۳ و مسند احمد: ۱۳۱/۳)

”خبردار، مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا ہے اور اس کی مثل (یعنی سنت) بھی۔“

اور آپ کا یہی وہ منصب ہے جو قرآن کریم کی اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴)

”اے پیغمبر! ہم نے آپ کی طرف قرآن اس لیے اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اس کی تشریح و تبیین کر کے

بتلائیں۔“

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس منصب کے مطابق توضیح و تشریح کی اور اس کے اجمالات کی تفصیل بیان فرمائی، جیسے نماز کی تعداد اور رکعات، اس کے اوقات اور نماز کی وضع و ہیئت، زکوٰۃ کا نصاب، اس کی شرح، اس کی ادائیگی کا وقت اور دیگر تفصیلات۔ قرآن کریم کے بیان کردہ اجمالات کی یہ تفسیر و توضیح نبوی امت مسلمہ میں حجت سمجھی گئی اور قرآن کریم کی طرح اسے واجب الاطاعت تسلیم کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ نماز و زکوٰۃ کی یہ شکلیں عہد نبوی سے آج تک مسلم و متواتر چلی آرہی ہیں۔ اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

قرآن کریم کے اجمال کی تفصیل و تفسیر جس طرح نبی ﷺ کا منصب ہے بالکل اسی طرح عموماً قرآنی کی تخصیص اور اطلاقات (مطلق) کی تنقید بھی تبیین قرآنی کا ایک حصہ ہے اور قرآن کے عموم و اطلاق کی آپ نے تخصیص و تنقید بھی فرمائی ہے۔ اور اسے بھی امت مسلمہ نے متفقہ طور پر قبول کیا ہے، اسے زائد علی القرآن کہہ کر رد نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ آج کل بعض گمراہ اذہان اس طرح کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

حدیث رسول کے متعلق معاندین کا تعجب انگیز رویہ

اسلام کی ابتدائی دو صدیوں کے بعد معتزلہ نے بعض احادیث کا انکار کیا، لیکن اس سے ان کا مقصود اپنے گمراہ گن عقائد کا اثبات تھا، اسی طرح گزشتہ ایک ڈیڑھ صدی پہلے نیچر پرستوں نے احادیث کی حجت شرعیہ میں مین میکھ نکالی، اس سے بھی ان کا مقصود اپنی نیچر پرستی کا اثبات اور معجزات قرآنی کی من مانی تاویلات تھا۔ نیچر پرستوں کا یہی گروہ اب مستشرقین کی ”تحقیقات نادرہ“ سے متاثر، ساحران مغرب کے افسوں سے مسحور اور شاہد تہذیب کی عشوہ طرازیوں سے مرعوب ہو کر ایک منظم طریقے سے قوم رسول ہاشمی کو ان کی تہذیب و معاشرت سے

محروم کرنا اور اسلامی اقدار و روایات سے بیگانہ کر کے تہذیب جدید کے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے۔ چنانچہ مغربی نو مسلم فاضل علامہ محمد اسد مرحوم لکھتے ہیں:

”آج جب کہ اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب کا اثر و نفوذ بہت بڑھ چکا ہے ہم ان لوگوں کے تعجب انگیز رویے میں جن کو ”روشن خیال مسلمان“ کہا جاتا ہے ایک اور سبب پاتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور زندگی میں مغربی تہذیب کو اختیار کرنا ناممکن ہے۔ پھر موجودہ مسلمان نسل اس کے لیے تیار ہے کہ ہر مغربی چیز کو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور باہر سے آنے والے ہر تمدن کی اس لیے پرستش کرے کہ وہ باہر سے آیا ہے اور طاقتور اور چمک دار ہے۔ مادی اعتبار سے یہ افرنگ پرستی ہی اس بات کا سب سے بڑا سبب ہے کہ آج احادیث رسول اللہ ﷺ اور سنت کا پورا نظام رواج نہیں پا رہا ہے۔ سنت نبوی ان تمام سیاسی افکار کی کھلی اور سخت تردید کرتی ہے جن پر مغربی تمدن کی عمارت کھڑی ہے۔



اس لیے وہ لوگ جن کی نگاہوں کو مغربی تہذیب و تمدن خیرہ کر چکا ہے وہ اس مشکل سے اپنے کو اس طرح نکالتے ہیں کہ حدیث و سنت کا بالکل یہ کہہ کر انکار کر دیں کہ سنت نبوی کا اتباع مسلمانوں پر ضروری نہیں؛ کیونکہ اس کی بنیاد ان احادیث پر ہے جو قابل اعتبار نہیں ہیں اور اس مختصر عدالتی فیصلے کے بعد قرآن کریم کی تعلیمات کی تحریف کرنا اور مغربی تہذیب و تمدن کی روح سے انہیں ہم آہنگ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔“ (اسلام ایٹ وی کر اس روڈز بحوالہ ”اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل و حفاظت میں حدیث کا بنیادی کردار“ ص: ۳۲، طبع ہند لکھنؤ)

یہی علامہ محمد اسد سنت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سنت نبوی ﷺ ہی وہ آہنی ڈھانچہ ہے جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔ اگر آپ کسی عمارت کا ڈھانچہ ہٹادیں تو کیا آپ کو اس پر تعجب ہوگا کہ عمارت اس طرح ٹوٹ جائے جس طرح کاغذ کا گھر وندا۔“
 ”یہ اعلیٰ مقام جو اسلام کو اس حیثیت سے حاصل ہے کہ وہ ایک اخلاقی، عملی، انفرادی اور اجتماعی نظام ہے اس طریقے سے (یعنی حدیث اور اتباع سنت کی ضرورت کے انکار سے) ٹوٹ کر اور بکھر کر رہ جائے گا۔“ (حوالہ مذکور)

ایسے مدعیان اسلام کی بابت جو اتباع رسول سے گریزاں اور حجیت احادیث کے منکر ہیں، علامہ فرماتے ہیں:

”ایسے لوگوں کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی محل میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کنجی کو استعمال کرنا نہیں چاہتا جس کے بغیر دروازے کا کھلنا ممکن ہی نہیں۔“

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز، بحوالہ ”معارف“، اعظم گڑھ، دسمبر ۱۹۳۳ء، ص: ۳۲۱)

چند قابل غور و فکر پہلو

1- اللہ کا نازل کردہ دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔ ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹/۳) ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران: ۸۵/۳) اس دین کو اللہ تعالیٰ نے یا اللہ کے رسول نے ”مذہب“ میں تقسیم نہیں فرمایا، بلکہ اس ایک دین ہی کو مل کر مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا اور جد اجدا ہونے سے منع فرمایا ہے۔ ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: ۱۰۳/۳) اور اپنے رسول کے ذریعے سے بھی اعلان کروایا۔ ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ (الانعام: ۱۵۳/۶)

”یہ میرا سیدھا راستہ ہے، تم اسی کی پیروی کرو اور کئی راستوں کے پیچھے مت لگو، وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے پلٹا دیں گے۔“

2- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر تفرق سے روکا ہے، جس کا مطلب فرقوں اور گروہوں میں بٹ جانا ہے۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ نے بھی ایک ہی راستے پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے اور دوسرے تمام راستوں کو غلط قرار دیا ہے۔ اس اعتبار سے حق کا راستہ ایک ہی ہو سکتا ہے نہ کہ متعدد۔ عقل و نقل کے اعتبار سے متعدد راستے یہ یک وقت کس طرح ”حق“ ہو سکتے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے ﴿فَمَاذَا بَعُدَ الْحَقُّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾ (یونس: ۳۲/۱۰) ”حق ایک ہی ہے باقی سب گمراہی۔“

3- یہ دین اسلام یا صراط مستقیم کیا ہے؟ اور کہاں ہے؟ یہ بنیادی طور پر دو چیزوں پر مشتمل ہے: ایک قرآن مجید اور دوسری حدیث رسول مقبول ﷺ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

[تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ] (موطأ امام

مالک، کتاب القدر، حدیث: ۳)

”میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، تم جب تک ان دونوں کو تھامے رہو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے نبی کی سنت۔“

4- یہ دین سابقہ دینوں کی طرح غیر محفوظ نہیں رہا۔ لیکن چونکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہی دین راہ نجات ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا اور فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹/۱۵)

”ہم ہی نے اس ”الذکر“ کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

﴿الذکر﴾ سے مراد قرآن مجید ہے جو محفوظ ہے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہی ہو سکے گا۔ اور چونکہ حدیث رسول کے بغیر اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ناممکن تھا، اس لیے اس کی حفاظت کے منہوم میں حدیث کی حفاظت بھی شامل ہے۔ چنانچہ حدیث کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے محدثین کا گروہ پیدا فرمایا جس نے بے مثال کاوش و محنت سے حدیث کی حفاظت کا عظیم الشان کام سرانجام دیا۔

اس لیے اس دین کے مآخذ صرف اور صرف قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ہیں البتہ ان کو سمجھنے کے لیے صحابہ کرام کے منج اور سلف صالحین کی تعبیر و تشریح سے استفادہ ضروری ہے۔

5- ائمہ کرام میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان کی بات حرف آخر ہے بلکہ اس کے برعکس انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ اسی لیے انہوں نے اس امر کی بھی تاکید کی ہے کہ ان کے قول کے مقابلے میں صحیح حدیث آ جائے تو ہماری بات کو چھوڑ دینا اور حدیث پر عمل کرنا۔ علاوہ ازیں خود ان کا بھی کئی باتوں میں رجوع ثابت ہے۔ اور بعض مسائل میں ان کے شاگردوں کی بھی یہ صراحت موجود ہے کہ یہ حدیث ہمارے استاد اور امام کے سامنے نہیں تھی اس لیے انہوں نے اس کے برعکس رائے اختیار کی، اگر انہیں یہ حدیث مل جاتی تو وہ یقیناً اپنی رائے سے رجوع کر لیتے۔ ائمہ کے دور میں احادیث کی جمع و تدوین اور ان کی جانچ پرکھ کا وہ کام نہیں ہوا تھا جو کتب ستہ اور دیگر کتابوں کے مؤلفین نے کیا، چونکہ ان کے سامنے احادیث کے یہ مجموعے نہیں تھے اس لیے وہ تو اپنی اجتہادی خطا پر معذور بلکہ مآجور ہی ہوں گے۔ لیکن احادیث صحیحہ کے مجموعے مرتب و مدوّن ہو جانے کے بعد حدیث کے مقابلے میں کسی فقہی رائے پر اصرار کرنے کا اور مختلف انداز سے حدیثوں کو مسترد



کرنے کا کیا جواز ہے؟

6- ان ائمہ کے شاگردانِ رشید نے بہت سے مسائل میں دلیل کی بنیاد پر اپنے ائمہ اور اساتذہ سے اختلاف کیا ہے۔ اور اس اختلاف کے باعث کسی نے انہیں قابلِ مذمت نہیں گردانا بلکہ یہ اختلاف ان کی حق گوئی اور علمی قابلیت پر ہی محمول کیا گیا۔ چنانچہ آج بھی اگر دلیل شرعی کی بنا پر کوئی عالم دین ائمہ کرام کی بعض آراء سے اختلاف کرتا ہے تو وہ حق بجانب ہے اور اس کے اس نقطہ نظر کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیے۔

چند گزر ارشادات سنن اربعہ کے حوالے سے

سنن اربعہ سے مراد سنن ابو داود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ”صحاح ستہ“ کی اصطلاح معروف اور زبان زد عام و خاص ہے۔ اور اس سے حدیث کی چھ کتابیں مراد ہوتی ہیں۔ چار مذکورہ سنن اربعہ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ ان آخری دو کتابوں کو الگ ”صحیحین“ کہا جاتا ہے۔ ان آخر الذکر دونوں کتابوں کی بابت تو اہل سنت کے ہاں یہ بات مسلمہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں ان میں کوئی بھی روایت سند کے اعتبار سے ضعیف نہیں ہے اسی لیے شاہ ولی اللہ محدث نے ان دونوں کتابوں کی بابت کہا ہے:

[اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانہما متواتران الیٰ مصنفیہما وانہ کل من یہون امرہما فہو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین] (حجة اللہ البالغة: 133/1 طبع المكتبة السلفية لاہور)

”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بابت محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں جتنی بھی متصل مرفوع احادیث ہیں وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور وہ اپنے مصنفین تک متواتر ہیں، نیز یہ کہ جو شخص بھی ان دونوں (مجموعہ ہائے حدیث) کی شان گھٹاتا ہے، وہ بدعتی ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کا پیروکار ہے۔“

البتہ سنن اربعہ کی بابت سب تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں کچھ حصہ ضعیف احادیث کا بھی ہے انہیں ”صحیحین“ کے ساتھ ملا کر جو ”صحاح ستہ“ (حدیث کی چھ صحیح کتابیں) کہا جاتا ہے، اسکی وجہ ان میں صحاح کی تعداد کا زیادہ ہونا اور ضعف کا کم ہونا ہے۔ گویا انہیں بہ حیثیت مجموعی صحیح قرار دیا گیا ہے، نہ کہ اس اعتبار سے کہ وہ

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی طرح من حیث الکل صحیح ہیں۔ تاہم ”صحاح ستہ“ کی اصطلاح سے عوام میں یہ تاثر ضرور پھیلا کہ یہ چھ کی چھ کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں اور علماء سے تعلق رکھنے والا ایک بہت بڑا طبقہ بھی جو فن نقد حدیث اور اسماء الرجال سے بالعموم نا آشنا ہے، کسی حدیث کا سنن اربعہ میں سے کسی کے اندر ہونے کو صحت کے لیے کافی سمجھتا ہے۔ بالخصوص بحث و جدال میں اس اصطلاح سے خوب فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور ان کتابوں کا حوالہ دے کر ان کی ضعیف احادیث کو بھی صحیح باور کرایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں خود علماء کی اکثریت کے لیے بھی یہ معلوم کرنا کہ ان میں صحیح کون سی ہے اور ضعیف کون سی، نہایت مشکل امر تھا، کیونکہ اصول حدیث اور اسماء الرجال میں دسترس کے بغیر یہ فیصلہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ اور علوم حدیث میں اس قسم کی مہارت اور عبور رکھنے والے علماء نہایت اقل قلیل ہوتے ہیں۔

یہ صورت حال عرصہ دراز سے یوں ہی چلی آ رہی تھی کہ اس دور میں محدث عصر اور عظیم محقق علامہ شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1999ء) کو اللہ تعالیٰ نے تجدیدی شان کے ساتھ احادیث کی تحقیق کا مہتمم بالشان کام کرنے کی توفیق سے نوازا۔ شیخ کی مساعی حسنہ کی بدولت تحقیق حدیث کا یہ کام جو مؤلفین کتب حدیث کے بعد جمود یا تساہل کا شکار چلا آ رہا تھا، نئے آہنگ اور نئے عزم کے ساتھ شروع ہوا۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرف تو اپنے تلامذہ کی ایسی ٹیم تیار کی جو شیخ ہی کی طرح تحقیق حدیث کے محدثانہ ذوق سے بہرہ ور ہے اور دوسری طرف خود بھی نہایت وسیع پیمانے پر تحقیق حدیث کا کام سرانجام دیا جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:

ان کی ایک عظیم خدمت حدیث یہ ہے کہ انہوں نے سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق اور چھان پھنگ کر کے ضعیف اور صحیح دونوں قسم کی روایات کی نشاندہی کر دی جس سے اس بات کی وضاحت ہو گئی کہ ان چاروں کتابوں کی حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی طرح ساری کی ساری صحیح نہیں ہیں۔ اور کسی حدیث کا محض سنن میں ہونا ہی اس کے مستند ہونے کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ محدثانہ اصول کی روشنی میں ان کی صحت و ضعف کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کر کے اور دو دوصصوں میں تقسیم کر کے علماء کو آسانی مہیا فرمادی۔ اب ہر عالم جو تحقیق حدیث کے فن سے آشنائی یا اس میں درک اور تجربہ نہیں رکھتا (اور اکثریت ایسے ہی علماء کی ہے) وہ بھی ان میں موجود روایات سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے کہ کون سی روایت صحیح ہے اور کون سی ضعیف؟ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف بھی تھا کہ ”صحاح ستہ“ کی اصطلاح قابل اصلاح ہے، وہ فرماتے تھے کہ بخاری و مسلم کو



صحیحین (حدیث کے دو صحیح مجموعے) اور باقی چار کتابوں کو سنن اربعہ کہا جائے اور صحاح ستہ کی اصطلاح ترک کر دی جائے، تاکہ لوگ سنن اربعہ کو بھی صحیحین کی طرح صحیح احادیث کا مجموعہ نہ سمجھیں۔ اور ان سب کو کتب ستہ سے تعبیر کیا جائے۔

* دارالسلام کا جذبہ خدمت حدیث اور اس کے لیے ادارے کا شاندار کردار: ان تمہیدی گزارشات اور شیخ البانی کی خدمات کے تذکرے کے بعد ضروری ہے کہ ”دارالسلام“ کے ارباب بست و کشاد کے جذبہ خدمت حدیث کا ذکر کیا جائے، جن میں برادر عزیز حافظ عبد العظیم اسد جنرل غیر دارالسلام لاہور اور برادر عظیم مولانا عبدالمالک مجاہد ڈائریکٹر جنرل دارالسلام الریاض لاہور رحمۃ اللہ علیہ سب سے نمایاں ہیں۔ دارالسلام نے جب یہ فیصلہ کیا کہ کتب ستہ کو اردو میں از سر نونے تراجم اور فوائد کے ساتھ شائع کیا جائے، کیونکہ مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کے تراجم کی زبان کی گہنگی کی وجہ سے ایک نئے ترجمہ کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، تو معائن کے ذہن میں یہ بھی آیا کہ تحقیق حدیث کا جو ذوق عام ہوا ہے (جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان ہوئی) اس کے پیش نظر سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر ان کو اردو زبان میں شائع کرنا اس ذوق کی نفی ہے، جب کہ ضرورت اس ذوق کی نشوونما اور اس کی آبیاری کرنے کی ہے۔ یہ اگرچہ نہایت کٹھن کام تھا اور اس کے لیے کثیر وسائل کی ضرورت تھی، جس کے لیے عام ناشرین تیار نہیں ہوتے، لیکن دارالسلام کے پیش نظر چونکہ محض تجارت نہیں تھی بلکہ منہج محدثین کے مطابق حدیث کی خدمت اور عوام کی صحیح دینی رہنمائی تھی، اس لیے انہوں نے دنیوی نفع نقصان سے بالا ہو کر محض رضائے الہی کی خاطر یہ فیصلہ کیا کہ چاہے اس پر کتنے ہی وسائل صرف ہو جائیں، لیکن ہم سنن اربعہ کو ان کی احادیث کی تحقیق کے بغیر شائع نہیں کریں گے۔

چنانچہ جہاں کتب ستہ کے اردو تراجم و فوائد کے لیے مختلف علماء کی خدمات حاصل کی گئیں، وہاں سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق کے لیے شیخ زبیر علی زئی (حضر وائیک) رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ شیخ زبیر علی زئی عظیم محقق، خدمت حدیث کے جذبے سے بہرہ ور، تحقیق حدیث کے ذوق سے آشنا اور فن اسماء الرجال کے ماہر ہیں۔ علوم حدیث پر بھی ان کی نظر گہری ہے اور فقہائے محدثین کی طرح صحیح حدیث کو ضعیف سے ممیز کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں اور اس کام کی اہلیت و صلاحیت بھی۔ چنانچہ دارالسلام کی درخواست پر مولانا موصوف نے سنن اربعہ کی مکمل تحقیق و تخریج کی ہے، جو ان شاء اللہ اردو ایڈیشن کے علاوہ عربی اور انگریزی ایڈیشنوں میں بھی شامل ہوگی۔ کتب



ستہ کے عربی اور انگلش ایڈیشن بھی (مع تخریج) دارالسلام کی طرف سے ان شاء اللہ عنقریب اشاعت پذیر ہوں گے۔ اس تحقیق و تخریج میں شیخ زبیر علی زئی نے ہر حدیث پر اپنی تحقیق کے مطابق حکم لگایا ہے کہ وہ صحیح، حسن یا ضعیف ہے۔ صحیح یا حسن ہے تو اس کی تخریج کی ہے یعنی وہ حدیث کتب ستہ میں سے کس کس کتاب میں ہے اور کہاں کہاں ہے؟ بعض جگہ حسب ضرورت دوسری حدیث کی کتابوں کے حوالے بھی ہیں۔ اور اگر روایت ضعیف ہے، تو مختصر اوجہ ضعف بھی بیان کر دی ہے، مثلاً اس میں فلاں راوی مدلس ہے اور اس نے اسے عن کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ایسی حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے، الا یہ کہ حدیث کی صراحت مل جائے، یا مثلاً اس میں فلاں راوی ضعیف ہے، یا آخر عمر میں وہ سوء حفظ اور اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، ایسے راویوں کی بعد الاختلاط کی روایات بھی ضعیف ہوتی ہیں۔

یہ سارا فیصلہ شیخ موصوف نے مکمل طور پر اپنی تحقیق کی بنیاد پر کیا ہے جس میں محنت کے علاوہ امانت و دیانت بھی شامل ہے اور محدثانہ تنقیح و تحقیق میں یہی دو بنیادی عنصر ہوتے ہیں، جگر کاوی و محنت اور امانت و دیانت۔ ایک محدث کے اپنے کوئی ذہنی تحفظات ہوتے ہیں، نہ کوئی فقہی مسلک اور نہ کسی قسم کا حزبی تعصب۔ مدارس دینیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر رونق افروز علمائے کرام کو بھی یہی زیبا ہے کہ وہ ہر قسم کے ذہنی تحفظات یا حزبی تعصبات کو بالائے طاق رکھ کر محدثانہ شان سے اور علمی امانت و دیانت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے سنت مطہرہ کی خدمت فرمائیں۔



قارئین کرام سے ایک گزارش

ہمارے وہ معزز کرم فرما جن کی نظر سے دارالسلام کی مطبوعہ کتب ستہ (حدیث کی چھ کتابیں) ابو داود ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم) گزریں گی، ہماری ان سے گزارش ہے کہ وہ ان کتب کو پڑھتے پڑھاتے وقت سب سے پہلے اپنی نیّتوں کو خالص کر لیں، یعنی ان کے دل میں یہ نیت ہو کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی ایک ایک حدیث کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اور اس کو دوسروں کی رائے کے مقابلے میں ترجیح دینا ہے۔

دوسرے اللہ سے صحیح راستے کی رہنمائی کی دعا کریں، یہ ہم ہر نماز میں پڑھتے بھی ہیں۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ ”اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا،“ لیکن ترجمہ نہ جاننے کی وجہ سے اس کا ہمیں صحیح معنوں میں احساس و شعور نہیں ہوتا۔ آپ دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کریں، اور خاندانی طور پر یا مخصوص ماحول کے زیر اثر

آپ نے جس مسلک کو اپنایا ہوا ہے اس پر قانع نہ رہیں اور ہدایت کی طلب صادق اپنے دل میں پیدا کریں اور اس کے پانے کی دعا بھی کریں۔

تیسرے یہ کہ اللہ نے آپ کو عقل و فہم سے نوازا ہے اسے آپ جس طرح اپنی دنیا بہتر سے بہتر بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں ہماری استدعا ہے کہ اپنی آخرت کے سنوارنے کے لیے بھی اسے استعمال کریں۔ آپ دنیا کے اتنے ہی اسباب و وسائل پر قناعت نہیں کرتے جو آپ کو اپنے والدین سے ورثے میں ملتے ہیں بلکہ آپ اپنی محنت اور جدوجہد کے ذریعے سے اس میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس دنیا کے لیے جو عارضی فانی اور چند روزہ ہے اس کے لیے تو آپ شب و روز مصروف رہیں زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے لیے وقف رکھیں اپنی تمام توانائیاں اس پر صرف کرتے رہیں آپ کی دوستیاں اور دشمنیاں بھی اسی محور پر گھومیں لیکن آخرت کی زندگی جو دائمی ہے جسے فنا اور زوال نہیں اس کی بہتری اور اصلاح کے لیے آپ کے پاس نہ کوئی وقت ہو اور نہ اس کے لیے آپ اپنی عقل و فہم کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی محسوس کریں بلکہ انہی مذہبی روایات پر عمل کر لینے کو کافی سمجھتے رہیں جو آپ کو اپنے خاندان یا ماحول سے ورثے میں ملیں۔ یہ عدل و انصاف نہیں ہے اللہ کی دی ہوئی نعمت عقل و فہم کا صحیح استعمال نہیں ہے یہ اپنے نفس پر اور اپنی آل اولاد پر ظلم ہے۔ آپ اپنے آپ کو بھی اور اپنی آل اولاد کو بھی اس ٹخمرانِ آخرت سے بچانے کی کوشش کریں جو صراطِ مستقیم سے انحراف کی صورت میں آپ کا مقدر بن سکتا ہے۔ اور اس کا طریقہ وہی ہے جو ہم نے گزشتہ سطور میں بیان کیا ہے۔

* ہمارا طرزِ عمل اور عند اللہ باز پرس کا احساس: جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم بھی مذکورہ باتوں سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اور الحمد للہ ہم اللہ عزوجل کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے حدیث کی صحت و ضعف کا فیصلہ کرنے میں کسی حزبی تعصب اور جانب داری کا مظاہرہ نہیں کیا ہے اپنے ذہنی تحفظات کو سامنے نہیں رکھا ہے اور اپنے خاندان اور ماحول کے اثرات کو اس پر اثر انداز نہیں ہونے دیا ہے بلکہ پوری امانت و دیانت سے نقد و تحقیق کے مدعا ثابہ اصول ہی کی روشنی میں احادیث کو جانچا اور پرکھا ہے اور پھر انہی مسائل کا اثبات یا ان کی ارجحیت کا فیصلہ کیا ہے جو احادیث صحیحہ کا اقتضاء ہے۔ احادیث کو توڑ مڑ کر ان کی دُوراز کار تاویل کرنا یا صحیح حدیث کو ضعیف اور ضعیف حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا یا بلا دلیل کسی حدیث کو ناخ یا منسوخ قرار دینا یہ سب طریقے ہمارے نزدیک دجل و تلیس اور کتمانِ حق کی ذیل میں آتے ہیں۔ ہم ان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور قارئین کرام کو بھی پورے اعتماد

اور اذعان سے یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا دامن ان تمام چابک دستیوں سے یکسر پاک ہے۔ محدثانہ اصول کے انطباق میں ہم سے غلطی ہو سکتی ہے، معلومات میں کمی یا عدم رسائی کی وجہ سے غلطی ہو سکتی ہے، فہم و استنباط میں ہم سے غلطی ہو سکتی ہے (اور ان پر متنبہ کرنے والوں کے ہم ممنون ہوں گے اور ان شاء اللہ ان غلطیوں کی اصلاح کر دی جائے گی) لیکن ان کوتاہیوں میں الحمد للہ کسی قسم کی بددیانتی کا عنصر شامل نہیں ہے، مسلکی پس منظر کا دخل نہیں ہے کسی اور جذبے اور مفاد کی اس میں کارفرمائی نہیں ہے۔ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُولُ وَكِيلٌ۔

چند باتیں تصحیح و طباعت کے حوالے سے

اب صحیحین اور سنن اربعہ کے ترجمہ و فوائد تصحیح و نظر ثانی اور اشاعت کے بارے میں چند گزارشات۔ جب دار السلام نے کتب سنیہ کے اردو ترجمے کا پروگرام بنایا تو مختلف علماء اور شیوخ الحدیث کو ایک ایک کتاب کے ترجمہ و فوائد کا کام دے دیا گیا چنانچہ انہوں نے اپنا اپنا کام مکمل کر کے ادارے کے سپرد کر دیا۔ صرف صحیح بخاری کے ترجمہ و فوائد کا کام ابھی جاری ہے اس کی تکمیل اب تک بہ وجہ نہیں ہو سکی۔ دوسری کتابوں کے طباعتی مراحل کی تکمیل تک امید ہے کہ اس کے ترجمہ و تخریج کا کام بھی ان شاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔

ان ترجمہ شدہ کتابوں کی کمپوزنگ، ترجمہ و متن کا مقابلہ، فوائد و تراجم میں ترمیم و اصلاح اور اضافہ اور پھر پروف ریڈنگ، علاوہ ازیں سنن اربعہ کی حد تک تحقیق و تخریج کی وجہ سے احادیث کی صحت و ضعف کی روشنی میں فوائد میں تبدیلی وغیرہ اور اس طرح کے دیگر بہت سے امور جن سے عام لوگ تو آشنا نہیں ہیں، لیکن طباعت کی دنیا سے آگاہی رکھنے والے ان مراحل کی مشکلات اور درجہ بدرجہ کٹھنائیوں سے باخبر ہیں، بالخصوص جب مقصد صرف دولت کمانا نہ ہو بلکہ اصل مقصد ہر لحاظ سے معیاری کتب عوام کو فراہم کرنا ہو، جیسا کہ دار السلام کا نصب العین (Motto) ہے، تو اس راہ کی دشواریوں میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

دار السلام کا یہ عظیم منصوبہ بھی انہی کٹھن مراحل سے گزر رہا ہے اور ابھی گزر رہا ہے اور اس کی تفصیل بہت لمبی بھی ہے اور صبر آزما بھی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا عبدالملک مجاہد اور حافظ عبدالعظیم اسمٰعیلؒ کو کہ ان دونوں حضرات نے کمال صبر و ضبط کا ثبوت دیا اور مالی تعاون میں بھی کوئی دریغ نہیں کیا۔ ان کے مثالی تعاون اور

کتاب وسنت کی اشاعت کے جذبہ بے پایاں سے اب اس منصوبے کی تکمیل کا سروسامان بہم ہونے لگا ہے۔ اور سنن اربعہ میں سے ایک کتاب سنن ابوداؤد تمام مراحل سے گزر کر قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم اس توفیق الہی پر بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہیں کہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے کرم اور توفیق ہی سے ہوا ہے اور آئندہ بھی جو کچھ ہوگا اس کے کرم ہی سے ہوگا۔

ہمارے ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اس التجا کے لیے پھیلے ہوئے ہیں کہ وہ بقیہ پانچوں کتابوں کی بھی جلد از جلد تکمیل کی توفیق ہمیں عنایت فرمائے اور راستے کی تمام مشکلات کو ہمارے لیے آسان فرمادے۔ قارئین کرام سے بھی خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

چنانچہ ارشاد نبوی: [مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ] (ترمذی، حدیث: ۱۹۵۵) ”جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا شکر بھی نہیں کیا۔“ کی روشنی میں مذکورہ دونوں عظیم القدر بھائیوں کا شکر یہ ادا کرنا ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات صبر و ضبط اور ایثار و قربانی کا یہ عظیم مظاہرہ نہ کرتے جو انہوں نے اس عظیم منصوبے کے لیے کیا ہے تو یہ کام بظاہر نہایت مشکل تھا۔ یہ عظیم کام اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عظیم بھائیوں کے لیے مقدر کر رکھا تھا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے ایک صدی کے بعد ان کے نصیب میں رکھ دی۔ بَارَكَ اللَّهُ فِي عُمْرِهِمَا وَجُهُدِهِمَا وَتَقَبَّلَ اللَّهُ مَسَا عِيَهُمَا آمِينَ۔

للہ سنن ابوداؤد کے اس ترجمے میں شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج و تحقیق کے علاوہ ادارے کے حسب ذیل رفقاء گرامی نے تصحیح و پروف ریڈنگ اور ترمیم و اصلاح کے فرائض سرانجام دیے ہیں۔

للہ پروفیسر محمد یحییٰ صاحب جلاپوری رحمۃ اللہ علیہ، جنہوں نے بطور خاص کتاب الزکوٰۃ، کتاب البیوع، کتاب الاجارۃ، کتاب الاطعمۃ، کتاب الاقضیۃ اور کتاب الطب پر نظر ثانی فرمائی اور نہایت مفید اضافے فرمائے۔

للہ مولانا سلیم اللہ زمان اور ابوالحسن حافظ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے بڑی ذمہ داری اور محنت سے تخریج و تحقیق کی تصحیح و تفتیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض سرانجام دیے۔

للہ حافظ محمد آصف اقبال اور مولانا ابوعبداللہ محمد عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ترجمہ و متن کا مقابلہ کرنے کے علاوہ بہت سے مفید اضافے بھی کیے اور بڑی جاں فشانی سے تصحیح و پروف ریڈنگ کا کام بھی سرانجام دیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

سنن ابو داود

آخر میں راقم الحروف نے پوری کتاب پر نظر ثانی کر کے اور حسبِ ضرورت اصلاح و ترمیم اور اضافے کر کے اس کو آخری شکل دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم منصوبے کے بقیہ حصوں کی بھی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور جلد از جلد انہیں بھی منظر عام پر لانے کے اسباب و وسائل مہیا فرمائے۔ ویرحم اللہ عبداً قال آمیناً.

حافظ صلاح الدین یوسف

مدرسہ: شعبہ تحقیق و تالیف و ترجمہ

دارالسلام 36/B لوئر مال، لاہور

۱۴۳۱/۳۰ شاداب کالونی، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور

شعبان ۱۴۲۶ھ - ستمبر 2005ء



مقدمة التحقيق

سنن ابوداؤد تحقیق و تخریج احادیث کا اسلوب

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ،
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،
أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُورِ
مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔



اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے ”سنن اربعہ“ (سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ) کی تحقیق و تخریج کی توفیق بخشی وَالْحَمْدُ لِلَّهِ۔ سنن اربعہ میں سے سنن ابوداؤد کو اولین حیثیت حاصل ہے۔ اس پر عربی تعلیق و تحقیق ”نَيْلُ الْمَقْصُودِ فِي التَّعْلِيقِ عَلَى سُنَنِ أَبِي دَاوُدَ“ کی تکمیل کے بعد میں نے ”تَلْحِيصُ نَيْلِ الْمَقْصُودِ“ کے نام سے اس کا خلاصہ تحقیق و تخریج مع فوائد لکھا۔ یہی خلاصہ مترجم ابوداؤد میں ”تخریج“ کے عنوان سے شامل ہے۔ [تَلْحِيصُ نَيْلِ الْمَقْصُودِ] میں راقم الحروف کے منہج و عمل کو جاننے کیلئے درج ذیل نکات کا جاننا ضروری ہے:

❁ سنن ابوداؤد میں دو طرح کی حدیثیں ہیں:

(ا) جو صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) یا صحیحین میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہیں۔

(ب) جو صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود نہیں ہیں۔

میری تحقیق میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام (مرفوع مُسند) روایات صحیح ہیں؛ جیسا کہ علمائے امت کا بھی اس بات پر اتفاق ہے۔ دوسری روایات پر میں نے صحت و ضعف کے لحاظ سے حکم لگا دیا ہے۔ مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۱- اسنادہ حسن اور حدیث نمبر: ۳- اسنادہ ضعیف۔

❊ جن روایات پر ضعف کا حکم لگایا گیا ہے وہاں وجہ ضعف بھی مختصراً بیان کر دی ہے، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: 3 کی سند [حدیثنا موسیٰ بن اسماعیل حدیثنا حماد حدیثنا أبو التیاح حدیثنا شیخ قال: لما قدم عبدالله بن عباس البصرة] پر ضعف کا حکم لگانے کے بعد لکھا ہے: [شیخ لم اعرفه] ”شیخ راوی کو میں نے نہیں پہچانا۔“

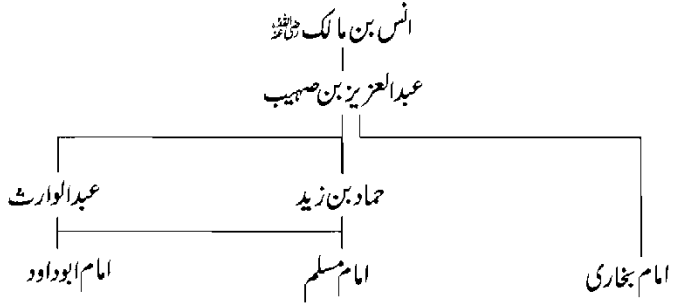
❊ جس روایت کو حسن یا صحیح قرار دیا گیا ہے اگر اس کی تصحیح و تمسین کسی دوسرے محدث سے ثابت ہے تو اس کا حوالہ دے دیا ہے، دیکھیے حدیث نمبر: 1 [إسناده حسن..... وقال الترمذی: حسن صحیح و صححه ابن خزيمة] حدیث: ۵۰، والحاکم: ۱۲۰/۱، علی شرط مسلم و وافقه الذہبی]

❊ سنن ابوداؤد کی جو روایات صحیحین اور دوسری کتابوں میں موجود ہیں ان کی تخریج میں صرف صحیحین پر اکتفاء کرتے ہوئے عام طور پر صحیحین ہی کا حوالہ دیا ہے، مثلاً: حدیث نمبر: ۵۸، و اخرجہ مسلم، حالانکہ یہ روایت سنن نسائی (حدیث: ۱۷۰۶) میں بھی موجود ہے۔ کئی مقامات پر صحیحین کے ساتھ سنن اربعہ کے حوالے بھی دیے گئے ہیں، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۷، اخرجہ مسلم..... و رواہ الترمذی، ح: ۱۶، والنسائی، ح: ۲۱، وابن ماجہ، ح: ۳۱۶۔ اور دیکھیے حدیث نمبر: ۹، اخرجہ البخاری..... و مسلم..... و رواہ الترمذی، ح: ۸، والنسائی، ح: ۲۰-۲۲، وابن ماجہ، ح: ۳۱۸۔

❊ اخرجہ البخاری، و اخرجہ مسلم کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ یہ روایت من و عن اسی متن کے ساتھ صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ مختصراً یا مطولاً صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اصل متن کا مفہوم ایک ہے، الفاظ میں کمی بیشی اور اختلاف ہو سکتا ہے۔

❊ اہل تحقیق کے نزدیک صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے، لہذا تخریج میں صحیح بخاری کو مقدم کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر تخریج میں صحیح مسلم کا ذکر اس لیے پہلے آیا ہے کہ ان روایات کی سند کا زیادہ حصہ صحیح مسلم میں ہے۔ مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۲، اخرجہ مسلم من حدیث حماد بن زید..... و البخاری من حدیث عبدالعزیز بن صہیب) اسے درج ذیل جدول کے ساتھ سمجھ لیں:





سنہ مذکور میں امام مسلم، امام ابو داود کے زیادہ قریب ہیں لہذا ان کا ذکر مقدم کیا گیا ہے۔

بعض فوائد حدیثیہ، مثلاً تصریح سماع مدلس وغیرہ کی وجہ سے صحاح ستہ سے باہر کے حوالے بھی دیے ہیں دیکھیے حدیث نمبر: ۱۸، زکریا بن ابی زائدة، صرح بالسماع عند احمد: ۲۷۸/۶۔

امام ابو داود جن راویوں سے روایات لائے ہیں اگر ان کی مطبوع کتاب میں وہ روایت ملی ہے تو اس کا حوالہ دے دیا ہے۔ یعنی سنن ابو داود کے مصادر کی تخریج کا بھی التزام کیا ہے، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۱۲۔

حدثنا عبد اللہ بن مسلمة عن مالك وهو في الموطأ (رواية يحيى بن يحيى الليثي) ۱۹۳/۱۹۳۔

سنن ابو داود کی جو روایتیں حدیث کی کتابوں میں امام ابو داود کی سند سے موجود ہیں ان کی تخریج ”نیل المقصود“ میں کر دی گئی ہے اور ”تلخیص نیل المقصود“ میں عند الضرورت ان روایات کا حوالہ دیا ہے، مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۱۱ أخرجه البيهقي (۹۲/۱) من حديث أبي داود به۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ نسخوں کا اختلاف اور سند یا متن کی بعض اغلاط کی تصحیح ہو جاتی ہے۔

مدلسین کے بارے میں دو باتیں مد نظر ہیں:

(۱) جن پر تدلیس کا الزام بالکل باطل ہے، مثلاً: امام بخاری، امام مسلم، ابوقلابہ الجرمی، مکحول الشامی، زید بن اسلم، جبیر بن نفیر، حماد بن اسامہ وغیرہم، یہ تمام ائمہ و زوات طبقہ اولی کے ہیں۔ ان کی معنعن (عنن کے لفظ سے بیان کردہ) روایات، بغیر کسی قرینہ صارفہ کے سماع پر محمول ہیں۔

(۲) جن پر تدلیس کا الزام ثابت ہے، مثلاً: قتادہ، عمش، سفیان ثوری، ابواسحاق السبئی وغیرہم، ان کی غیر معنعن روایات، عدم سماع و عدم متابعت کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں: [لَا تَقْبَلُ مِنْ مُدَلِّسٍ حَدِيثًا حَتَّى يَقُولَ فِيهِ حَدَّثَنِي أَوْ سَمِعْتُ] (کتاب الرسالة ص: ۳۸۰) یعنی ”ہم مدلس کی صرف وہی حدیث قبول کرتے ہیں جس میں حَدَّثَنِي کے الفاظ ہوں یا تصریح سماع (یا معتبر متابعت) ہو۔“ مدلیس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول ہی راجح ہے۔ بعض علماء سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اعمش وغیرہم کی معنعن روایات کو صحیح اور حسن بصری، ابوالزبیر و ابواسحاق وغیرہم کی معنعن روایات کو ضعیف کہتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ منہج صحیح نہیں ہے بلکہ مدلسین کے بارے میں واضح اور دو ٹوک موقف اختیار کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے میرا رسالہ ”التأسيس في مسألة التدليس۔“

جس راوی کی توثیق و تضعیف میں محدثین کرام کا اختلاف ہے وہاں عدم تطبیق اور عدم جمع بین الاقوال کی صورت میں راقم الحروف نے جمہور محدثین کو ہر جگہ ترجیح دی ہے۔

اسماء الرجال کے متساہل ماہرین، مثلاً: امام ترمذی، ابن حبان اور حاکم وغیرہم کا اگر کسی راوی کی توثیق پر تفرقہ الواحد ہے، تو ایسے راوی کو مستور و مجہول قرار دیا ہے، اگر توثیق کرنے والے دو ہیں، مثلاً: امام ترمذی و ابن حبان، تو موثق راوی کو حسن الحدیث و صدوق قرار دیا ہے۔

تنبیہ: بعض علماء امام عجل کی متساہل سمجھتے ہیں، راقم الحروف کے نزدیک یہ موقف صحیح نہیں ہے بلکہ امام عجل عام محدثین امام احمد اور ابن معین وغیرہم کی طرح معتدل ہیں۔

روایت کی تصحیح و تحسین اس کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے، مثلاً: نافع بن محمود المقدسی کی حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے، لہذا یہ راوی دارقطنی اور بیہقی کے نزدیک ثقہ ہے۔ نیز دیکھیے نصب الرایۃ: ۳۹۱/۱ و ۲۶۳/۳ و ۲۶۳/۳ و السلسلۃ الصحیحۃ: ۱۶۱/۷-۱۶۱/۷-۳۰۰۷۔ ایسے راوی کو مجہول یا مستور قرار دینا غلط ہے۔

تصحیح حدیث و تحسین میں شواہد و متابعات کا بھی اعتبار کیا گیا ہے، لہذا بعض روایات کو شواہد و متابعات کے ساتھ صحیح اور حسن قرار دیا گیا ہے۔

ان منہجی اصولوں کے باوجود انسان خطا کا پتلا ہے۔ یہاں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میری جس تحقیق



سنن ابو داود مقدمة التحقيق

وتخریج میں خطا ثابت ہوئی تو مجھے رجوع کرنے میں تامل نہیں ہوگا۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ !
راویوں پر جرح و تعدیل میں راقم الحروف نے اسماء الرجال کی اصل کتابوں کی طرف رجوع اور مکمل تحقیق
کر کے اعدل الاقوال اور راجح قول لکھا ہے اگر کسی سابق محدث کا حوالہ بغیر تنبیہ کے دیا ہے تو اس کا مطلب
یہ ہے کہ میں اس سے متفق ہوں۔

ابوطاہر حافظ زبیر علی زئی

مارچ 2005ء



حالات زندگی امام ابو داؤد رحمہ اللہ

* نام و نسب: ابو داؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران۔ یمن کے معروف قبیلہ ازد کی نسبت سے ازدی اور علاقہ سیرتان یا جحستان کی طرف نسبت سے جحستانی یا حجازی کہلاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے جد اعلیٰ عمران جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی میں قتل ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔

* ولادت و نشوونما: ۲۰۲ ہجری میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ سن شعور کو پہنچے تو معروف اسلامی انداز و اطوار سے آپ کی تعلیم و تربیت کا مرحلہ طے ہوا۔ اور بقول ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات آپ ذہانت و فطانت کی وہی صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ پہلے اپنے علاقے کے علماء و اساتذہ سے بھرپور استفادہ کیا۔ اس کے بعد کامل طور پر علم حدیث کی طرف راغب ہو گئے اور علمی مراکز کارخ کیا۔ عراق، جزیرہ شام، مصر اور حجاز وغیرہ جہاں بھی علمائے حدیث اور مشائخ کے متعلق سنا ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا دامن علم زیادہ سے زیادہ بھرنے کی کوشش کی۔ اور اس مسافرت میں ہر علاقے کی تہذیب و ثقافت سے بھی خوب آگاہ ہوئے۔

* اساتذہ کرام: امام صاحب نے وقت کے عظیم ترین اساطین علم سے استفادہ کیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ”سنن ابو داؤد“ وغیرہ میں آپ کے معروف اساتذہ کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔ ان میں امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، عثمان بن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ، ابوالولید طیالسی، قتیبہ بن سعید اور مسدد بن مسرہ وغیرہ رحمہم اللہ کے عظیم الشان نام بہت نمایاں ہیں۔ اور یہ سب امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی سر بلندی اور علمی عظمت و وقار کی شاندار سند ہیں۔

* تلامذہ: حصول علم کے بعد آپ غفوان شباب ہی میں مسند تدریس پر فائز ہو گئے اور ساتھ ساتھ انتخاب احادیث اور تالیف کا عمل بھی شروع کر دیا۔ آپ طرسوس میں تقریباً بیس سال رہے اور وہاں آپ اپنی یہ عظیم کتاب ”السنن“ ترتیب دے چکے تھے۔ ایک زمانہ نے آپ سے احادیث رسول کا درس لیا۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے ائمہ کے نام آتے ہیں۔ آپ کے حلیل القدر شیخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی آپ سے ایک حدیث لی تھی اور اس پر آپ بہت فخر کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں امام ترمذی، نسائی، ابوعوانہ، اسفرائینی، زکریا ساجی، ابوشرحمہ



سنن ابو داود حالات زندگی امام ابو داود رضی اللہ عنہ

بن احمد دولابی، محمد بن نصر مروزی آپ کے وہ معروف شاگرد ہیں جو امت کے امام کہلائے ہیں اور اصحاب تصانیف بھی ہیں۔

* سنن ابو داود کے راوی: ان کے علاوہ وہ حضرات جو سنن ابو داود کے راوی ہونے کی شہرت رکھتے ہیں آپ کے خاص معروف شاگرد ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: رضی اللہ عنہم ابو علی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی رضی اللہ عنہ ابو بکر محمد بن بکر بن عبدالرزاق بن داسہ التمار رضی اللہ عنہ ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد الاعرابی رضی اللہ عنہ ابوالحسن علی بن الحسن بن عبدالنصری رضی اللہ عنہ ابواسامہ محمد بن عبدالملک الرواسی رضی اللہ عنہ ابوسالم محمد بن سعید الجبلو دی اور رضی اللہ عنہ ابو عمرو احمد بن علی بن حسن البصری رضی اللہ عنہ امام صاحب کا علمی وقار و مرتبہ: درج ذیل واقعہ امام ابو داود رضی اللہ عنہ کی جلالت علمی اور اس دور کے علمی حلقات میں آپ کی اہمیت کی بہترین دلیل ہے۔ ہوا یہ کہ ۲۵۷ ہجری میں بصرہ میں کچھ ہنگامے پھوٹ پڑے اور ان کا اثر یہ ہوا کہ بصرہ باوجود یکہ ایک پُر رونق تجارتی منڈی اور شاندار علاقہ تھا لوگوں نے وہاں سے کوچ کرنا شروع کر دیا۔ شہر اور منڈی اجڑنے لگی تو اس بڑھتی ہوئی ویرانی کو روکنے کے لیے وہاں کے امیر ابو احمد الموفق نے امام ابو داود رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغداد میں خصوصی ملاقات کی اور درخواست کی کہ آپ بصرہ تشریف لے چلیں اور اسے ہی اپنا وطن بنالیں تاکہ آپ کی وجہ سے طلبہ اور علماء اس شہر کا رخ کریں اور اس علاقہ کی آبادی کا سامان ہو جائے۔ چنانچہ امام صاحب نے امیر بصرہ کی یہ درخواست قبول کر لی اور آپ نے بصرہ کو اپنا مرکز دعوت و تدریس بنا لیا تو اس کی رونقیں واپس آنے لگیں۔ یہ واقعہ دلیل ہے کہ بھلے وقتوں میں عوام و امراء اپنے علماء کو اپنے شہروں کی زینت سمجھتے تھے اور ان کا وجود اپنے لیے باعث عزت و برکت گردانتے تھے۔

ایک بار جناب سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ امام صاحب کی زیارت کے لیے آئے۔ آپ نے ان کا بھرپور استقبال کیا اور ان کو عزت و احترام سے نوازا۔ انہوں نے عرض کیا، حضرت الامام! میں آپ کی خدمت میں ایک اہم کام سے آیا ہوں۔ آپ نے پوچھا، فرمائیے؟ کہا کہ پہلے وعدہ فرمائیں کہ حتی الامکان ضرور کریں گے۔ آپ نے وعدہ فرمایا کہ جہاں تک ہو سکا میں آپ کا کام ضرور کروں گا۔ تو جناب سہل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت! میں آپ کی اس مبارک زبان کا بوسہ لینا چاہتا ہوں، جس سے آپ احادیث رسول بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب نے اپنی زبان باہر نکالی اور انہوں نے اس کا بوسہ لیا۔

رضی اللہ عنہ امام ابراہیم حربی رضی اللہ عنہ نے کہا: امام ابو داود رضی اللہ عنہ کے لیے حدیث ایسے ہی نرم کر دی گئی تھی جیسے کہ سیدنا داود علیہ السلام

کے لیے لوہا۔

✽ جناب موسیٰ بن ہارون رضی اللہ عنہ نے کہا: امام ابو داؤد دنیا میں حدیث کے لیے اور آخرت میں جنت کے لیے پیدا کیے گئے تھے اور میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔

✽ جناب احمد بن محمد بن یسین ہروی کہتے ہیں: امام ابو داؤد اسلام کے ممتاز ترین حفاظ میں سے تھے۔ انہیں علم حدیث اور اس کی اسانید و علل پر کامل عبور حاصل تھا، عبادت، عفت اور اصلاح و تقویٰ میں ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ آپ فن حدیث کے ماہر ترین محدثین میں سے تھے۔

✽ امام ابو حاتم بن حبان کا قول ہے: امام ابو داؤد اپنے علم، فقہ، حفظ، عبادت، ورع و تقویٰ اور پختگی، علم میں یگانہ روزگار تھے انہوں نے احادیث جمع کیں، کتب تصانیف کیں اور سنت رسول کا کامل دفاع کیا۔

✽ امام ابو عبد اللہ بن مندہ کہتے ہیں: وہ ممتاز ائمہ جنہوں نے احادیث کی تخریج کی اور صحیح و خطا میں امتیاز کیا چار ہیں: امام بخاری، امام مسلم، اور ان کے بعد امام ابو داؤد اور نسائی رضی اللہ عنہم۔

الغرض اس قسم کے دسیوں اقوال ائمہ وقت نے حضرت الامام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کی مدح و ثنا میں بیان کیے ہیں۔
* اقوال حکمت: امام صاحب کے ذکر جمیل میں بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کے کچھ اقوال بھی نقل کیے ہیں جو یقیناً حکمت بھرے ہیں۔ مثلاً:

✽ [الشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ حُبُّ الرَّئِاسَةِ] ”سرمداری و سربراہی کی خواہش مخفی شہوات میں سے ہے۔“
✽ [خَيْرُ الْكَلَامِ مَا دَخَلَ الْاُذُنَ بِدُونِ اِذْنٍ] ”بہترین بات وہ ہے جو بلا اجازت ہی کان میں داخل ہو جائے۔“

✽ [مَنْ اِقْتَصَرَ عَلَى لِبَاسٍ دُونَ وَ مَطْعَمٍ دُونَ اَرَاخٍ جَسَدَهُ] ”جس نے کمتر سادہ لباس اور کمتر سادہ کھانے پر قناعت کر لی اس نے اپنے جسم کو بہت راحت دی۔“

اس ضمن میں آپ کا وہ مقولہ بھی بڑا حکمت بھرا ہے کہ میں نے اپنی کتاب ”سنن“ میں چار ہزار آٹھ سو احادیث جمع کی ہیں۔ ان میں صحیح، اس کے مشابہ اور اس کے قریب درجہ کی روایات ہیں۔ کسی بھی انسان کی دیداری کے لیے ان میں سے صرف چار حدیثیں کافی ہیں:

① اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔



سنن ابو داود حالات زندگی امام ابو داود رضی اللہ عنہ

④ انسان کے بہترین اسلام کی علامت یہ ہے کہ بے مقصد امور کو چھوڑ دے۔
 ⑤ کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

⑥ حلال واضح ہے اور حرام بھی اور ان کے درمیان بہت سی چیزیں شبہ والی ہیں۔

* اپنی اولاد کے لیے سماع حدیث کا شوق: امام صاحب جہاں امت کے لیے عظیم داعی اور محدث تھے وہاں اپنی اولاد کے لیے بھی یہی شوق رکھتے تھے۔ اور ہر باپ کی طرح چاہتے تھے کہ یہ مراحل جلد از جلد طے ہوں اور وہ سماع حدیث کی فضیلت حاصل کریں۔ یا قوت حموی نے ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ امام صاحب کے شیخ احمد بن صالح نو عمر مرد بچوں کو اپنی مجلس میں سماع کی اجازت نہ دیا کرتے تھے۔ امام ابو داود رضی اللہ عنہ کا ایک صاحبزادہ نو عمر تھا اور آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح شیخ احمد سے سماع حدیث کا شرف حاصل کر لے۔ تو اس غرض کے لیے آپ نے ایک حیلہ اختیار کیا کہ بچے کے چہرے پر بناوٹی ڈاڑھی لگا دی تاکہ بڑا نظر آئے۔ مگر یہ بات کھل گئی۔ اور پھر دوسرے بڑے بڑے علماء کے سامنے اس بچے کی ذہانت و فطانت واضح بھی ہو گئی مگر شیخ احمد نے مزید سماع کی اجازت نہ دی۔

* جرأت و بے باکی: علمائے حق کی ایک صفت یہ رہی ہے کہ وہ حکام و وقت سے بالخصوص کسی طرح مرعوب نہ ہوتے تھے اور حق کا اظہار کر دیا کرتے تھے۔ امیر بصرہ ابو احمد الموفق نے درخواست کی کہ آپ میرے بچوں کو اپنی ”سنن“ کا درس دیں، مگر مجلس ان کے لیے خاص ہو کیونکہ امراء کے بچے عوام کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ آپ نے پہلی بات تو قبول کی اور دوسری سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ علم کے معاملے میں عوام و خواص سب برابر ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کی عام مجلس میں آتے تھے مگر درمیان میں پردہ ہوتا تھا۔

* وفات: امام ابو داود رضی اللہ عنہ اپنی زندگی کی بہتر بہاریں دیکھنے کے بعد ۱۵ شوال ۲۷۵ ہجری کو بصرہ میں اپنے رب کے مہمان جا بنے اور امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ رحمہ اللہ رحمةً واسعةً.

* امام صاحب کی تصنیفی خدمات: آپ نے علم حدیث کی زبانی اشاعت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ جو قلمی ذخیرہ چھوڑا ہے وہ انتہائی وقیع اور قابل قدر ہے۔ درج ذیل کتب آپ کا علمی ورثہ ہیں:

(۱) السنن (۲) مسائل احمد (۳) النسخ و المنسوخ (۴) اجاباتہ عن سؤالات ابي عبيد

سنن ابو داود حالات زندگی امام ابو داود رضی اللہ عنہ

محمد بن علی بن عثمان الآجری (۵) رسالۃ فی وصف کتاب السنن (۶) کتاب الزهد (۷) تسمیۃ الإخوة الذین روى عنهم الحدیث (۸) أسئلة الإمام احمد بن حنبل عن الرواة والثقات (۹) کتاب القدر (۱۰) کتاب البعث والنشور (۱۱) المسائل التي حلف عليها الإمام احمد (۱۲) دلائل النبوة (۱۳) التفرد فی السنن (۱۴) فضائل الأنصار (۱۵) مسند مالك (۱۶) الدعاء (۱۷) ابتداء الوحی (۱۸) أخبار الخوارج (۱۹) ماتفرده أهل الأمصار (۲۰) معرفة الإخوة و الأخوات (۲۱) الآداب الشرعية۔^①



① یہ مضمون جناب ڈاکٹر محمد بن لطفی الصباغ رحمۃ اللہ علیہ کے مقالہ ”ابو داود، حیاتہ و سننہ“ سے ماخوذ ہے۔ یہ رسالہ کتب اسلامی بیروت سے طبع شدہ ہے۔

سنن ابوداؤد اور اس کی امتیازی خصوصیات

✽ تعریف السنن: علمائے حدیث کی اصطلاح میں ”سنن“ اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں احادیث احکام کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب الوصایا تک فقہی ترتیب سے جمع کی گئی ہوں۔

✽ زمانہ تالیف: امام صاحب تقریباً بیس سال تک طرسوس (جنوبی ترکی) میں مقیم رہے۔ غالباً اسی دور میں آپ نے یہ کتاب تالیف فرمائی ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے جلیل القدر شیخ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اس کی بہت تعریف کی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 241 ہجری میں ہوئی ہے۔

✽ اقوال ائمہ: محمد بن مخلد کا کہنا ہے کہ امام ابوداؤد نے السنن تالیف کی اور لوگوں پر اس کی قراءت کی، تو اہل الحدیث کے ہاں یہ کتاب مصحف کی مانند طلب کی جانے لگی اور اہل زمانہ نے ان کے حفظ و ضبط کا اقرار و اعتراف کیا۔
 ۱۱ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے پاس قرآن مجید کے ساتھ یہ کتاب موجود ہو تو اسے ان کے بعد کسی اور علم کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

۱۲ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ سنن ابوداؤد وہ عظیم کتاب ہے کہ علم دین میں اس جیسی اور کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی اور اسے لوگوں میں انتہائی مقبولیت حاصل ہوئی ہے، بلکہ علماء و فقہاء کے علمی حلقات میں یہ علامت امتیاز ٹھہری ہے اور ہر طبقے کے علماء اس سے فیض یاب ہیں۔ اہل عراق، مصر، مغرب اور اکثر اسلامی ممالک میں اس کی شہرت مسلم ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم کا مقام بجا) مگر سنن ابوداؤد کا بھی اپنی شاندار ترتیب اور فقہی مسائل کے احاطہ کے اعتبار سے ایک خاص مقام ہے۔

۱۳ اور بقول علامہ سبکی فقہائے کرام سنن ابوداؤد اور ترمذی کیلئے لفظ ”الصحيح“ بلا جھجک استعمال کرتے ہیں۔^①
 ۱۴ امام صاحب نے اپنی کتاب کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جس کے ترک پر علماء کا اجماع ہو یا بالفاظ دیگر اس میں کسی ایسے راوی کی حدیث نہیں ہے جو متروک الحدیث ہو۔^②

۱۵ امام صاحب نے اپنی تحقیق کے مطابق اپنی اس رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ واقعاً ایسا ہی ہو۔ کیونکہ تحقیق

سنن ابی داود اور اس کی امتیازی خصوصیات

✽ حافظ ابوالظاہر السلفی نے اپنی سند سے حسن بن محمد بن ابراہیم سے ان کا ایک خواب نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ فرماتے تھے کہ جو شخص سنن پر عمل کرنا چاہتا ہے، وہ سنن ابوداود پڑھے۔

✽ احادیث سنن ابوداود باعتبار درجات: امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ سنن ابوداود کی احادیث چھ مراتب پر ہیں:

- ① سب سے اعلیٰ وہ ہیں جو صحیحین (بخاری و مسلم) میں روایت کی گئی ہیں اور یہ تقریباً آدھی کتاب کے برابر ہیں۔
- ② وہ احادیث جو صحیحین میں سے کسی ایک میں ہیں اور دوسری میں نہیں۔
- ③ وہ احادیث جو ان دونوں نے بیان نہیں کی ہیں مگر سند کے اعتبار سے جید (عمدہ) ہیں۔ ان میں کوئی شذوذ اور علت خفیہ نہیں ہے۔

④ وہ احادیث جن کی اسانید صالح (بہتر) ہیں اور علماء نے انہیں قبول کیا ہے اس طور پر کہ وہ کم از کم دو اسانید سے مروی ہوں، خواہ وہ ضعیف ہی ہوں۔

⑤ وہ روایات جنہیں ضعیف قرار دیا گیا ہے کہ ان کے راوی اپنے حفظ و ضبط میں کمزور تھے۔ اس نوع پر امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ بالعموم سکوت اختیار کرتے ہیں۔

⑥ اور وہ روایات جو واضح طور پر بہت ہی ضعیف ہیں، اس قسم پر امام صاحب خاموش نہیں رہتے بلکہ اس کے ضعف کی صراحت کر دیتے ہیں اور جہاں کہیں روایت اپنے ضعف میں مشہور ہو تو یہ خاموش بھی رہتے ہیں۔

✽ ضعیف احادیث بیان کرنے کی وجہ: اس بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ امام صاحب نے اپنی کتاب میں وہ تمام روایات جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو علمائے مذاہب کی دلیل ہیں، قطع نظر اس سے کہ وہ صحیح ہے یا ضعیف۔ اس بارے میں انہوں نے اسانید کا ذکر کر کے اہل نظر کو دعوتِ فکر دی ہے کہ خود تقابل کریں۔

② دوسری وجہ یہ ہے کہ جب کسی مسئلے میں صحیح حدیث وارد نہ ہو تو وہ ضعیف بیان کر دیتے ہیں اور بقول بعض لوگوں کی رائے اور قیاس کے مقابلے میں ضعیف حدیث بہر حال بہتر ہوتی ہے۔

③ یا اگر روایت انتہائی ضعیف ہو تو وہ طلبہ کو متنبہ کرنے کے لیے اسے درج کر دیتے ہیں کہ اس سے خبردار رہنا، یہ

✽✽ احادیث کے بعد سنن ابوداود میں کچھ احادیث ضعیف بھی پائی گئی ہیں۔ تاہم اس سے امام ابوداود اور ان کی سنن ابوداود کی ثقاہت پر اثر نہیں پڑتا۔ (ص ۷)

روایت اپنی سند وغیرہ کے اعتبار سے قابل حجت نہیں ہے۔

ضعیف حدیث پر عمل کا مسئلہ: فقہائے امت میں یہ مسئلہ ایک بڑا معرکہ آرا مسئلہ ہے۔ تفصیلات کے لیے طوالت کی طرف رجوع کیا جانا چاہیے۔ مختصراً ”الخطبۃ فی ذکر الصحاح الیہ“ میں ہے کہ احکام شریعت میں حجت صرف اور صرف خبر صحیح ہی ہے اور اس پر اجماع ہے یا اس کے ساتھ علماء کے نزدیک حسن لذاتہ بھی ملتی ہے اس کا رتبہ اگرچہ صحیح سے کم ہے لیکن مقبول ہے اور ضعیف حدیث جو کثرت طرق سے حسن لغیرہ کے درجے کو پہنچ جائے وہ بھی قابل احتجاج ہوتی ہے۔ اور یہ قول جو مشہور ہے کہ ”ضعیف حدیث فضائل اعمال میں مقبول ہے“ اس سے مراد مفردات (یعنی کسی ایک سند سے مروی احادیث) ہیں نہ کہ مجموعات (یعنی متعدد طرق سے مروی احادیث) کیونکہ مجموعی طرق کے باعث یہ درجہ حسن میں داخل ہو جاتی ہے ضعیف نہیں رہتی۔ اور ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے۔^①

بعض نے کہا کہ ضعف حدیث کا باعث اگر راوی کے حفظ کی خرابی یا اختلاط یا تدلیس ہو اور راوی بذاتہ مادیق اور متدین ہو تو ایسا ضعف تعدد طرق سے دور ہو جاتا ہے، لیکن اگر ضعف کا سبب جھوٹ کی تہمت، شدو ذیا نیش الغلط ہو تو کثرت اسانید سے یہ عیب دور نہیں ہوتا اور ایسی روایت ضعیف ہی رہتی ہے لیکن فضائل اعمال بس قبول کر لی جاتی ہے نہ کہ احکام یا حلال و حرام میں۔ محدثین کے اس قول کے یہی معنی ہیں جو انہوں نے کہا کہ ”ضعیف روایت کا دوسری ضعیف سے ملنا، اسے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔“ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی مقدمہ مشکوٰۃ)

امام نووی رحمہ اللہ ”الاذکار“ میں لکھتے ہیں: فقہاء و محدثین نے کہا ہے کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں معیض حدیث ذکر کرنا جائز ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہو۔ لیکن احکام یعنی حلال و حرام اور معاملات میں صحیح اور حسن حدیث ہی قابل عمل ہے الا یہ کہ کوئی معاملہ احتیاطی ہو۔ مثلاً کچھ ضعیف روایات میں چند بیوع یا نکاح کی بعض مکروہ صورتیں بیان ہوئی ہیں تو مستحب یہ ہے کہ ان سے بچا جائے، لیکن واجب نہیں ہے۔

اور ابن العربی مالکی نے اس قاعدہ کے خلاف کہا ہے کہ ”ضعیف حدیث قطعاً قابل عمل ہے۔“ شیخ سخاوی نے ”القول البدیع“ میں لکھا ہے کہ ”میں نے اپنے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ سے بارہا سنا فرماتے تھے کہ ضعیف حدیث پر

لیکن ایسا تب ہی ہوتا ہے جب متعدد طرق میں ضعف خفیف ہو۔ اگر سب میں ضعف شدید ہو، مثلاً ہر طریق میں کوئی نہ کوئی راوی لذاب و ضاع، متروک اور فاش غلطیاں کرنے والا وغیرہ ہو تو اس قسم کے شدید ضعف کی حامل روایات کا مجموعہ کسی حدیث کو قابل دل نہیں بنا سکے گا، بلکہ وہ روایت ضعیف اور ناقابل عمل ہی رہے گی۔ (ص ۱)

عمل کی تین شرطیں ہیں:

- ⊙ پہلی شرط تفتق علیہ ہے کہ ضعف شدید نہ ہو۔ یعنی کوئی راوی کذاب، متہم بالکذب اور فحش الغلط قسم کا نہ ہو۔
- ⊙ دوسری شرط یہ ہے کہ یہ حکم کسی عام معروف شرعی قاعدہ کے تحت آتا ہو۔ اس طرح اس روایت کی حیثیت تخریج و استنباط کی ہوگی نہ کہ اصل الاصول کی۔
- ⊙ تیسری شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرتے ہوئے اس کے قطعی ثبوت کا اعتقاد نہ ہو، تاکہ نبی ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہیں فرمائی۔

یہ آخری دو شرطیں شیخ ابن عبدالسلام اور ابن دینق العید کی بیان کی ہوئی ہیں اور پہلی پر امام عکائی نے بھی اتفاق ذکر کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب کوئی صحیح حدیث نہ ملے تو ضعیف پر عمل کر لیا جائے۔ ان کے ایک دوسرے بیان میں یوں ہے: ”ہمارے نزدیک ضعیف حدیث لوگوں کی رائے سے زیادہ محبوب ہے۔“
 علامہ ابن القیم ”اعلام الموقعین“ میں کہتے ہیں کہ ”امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اصولوں میں سے چوتھا اصول یہ ہے کہ جب کسی مسئلے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہ ہو تو مرسل اور ضعیف حدیث قبول کر لی جائے۔ اور یہی قسم قیاس پر راجح ہے۔ اور اس ضعیف سے مراد وہ ضعیف نہیں جو بالکل باطل یا منکر ہو یا اس کا راوی متہم ہو کہ اس کی طرف رجوع کرنا کسی طرح بھی جائز نہ ہو۔ امام موصوف کے نزدیک ضعیف حدیث پر عمل گویا صحیح یا حسن حدیث کی ایک قسم پر عمل ہے۔ ان کے نزدیک حدیث کی دو قسمیں ہیں، صحیح اور ضعیف اور ضعیف کے ان کے ہاں کئی مراتب ہیں۔ اگر اس باب میں کوئی روایت نہ ملے یا صحابی کا قول یا اجماع امت ثابت نہ ہو جس سے اس ضعیف روایت کی تردید ہوتی ہو تو ان کے نزدیک اس پر عمل کرنا قیاس سے بہتر ہوتا ہے اور تقریباً تمام ائمہ ان کے اس قاعدہ میں مؤید و موافق ہیں، سب ہی نے ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح دی ہے۔“



(اقتباس از الخطۃ فی ذکر الصحاح السنۃ، نواب صدیق حسن خان، باب ثالث، فصل ثانی)

- * سنن ابوداود کے امتیازات: ⊙ کتاب فقہی ابواب پر مرتب ہے۔ ابواب کے عناوین مختصر جامع اور واضح ہیں۔
- ⊙ احادیث بالعموم دو یا زیادہ اسانید سے بیان کی ہیں اور ہر سند میں کوئی دقیق نکتہ یا ایسے خاص الفاظ ہوتے ہیں جو علماء و فقہاء کے لیے اضافہ و افادہ علمی کے حامل ہوتے ہیں اور ان سے احکام و مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔
- ⊙ اختصار کے پیش نظر دوسری سند میں بالعموم ”بمعناہ یا مثلہ“ وغیرہ کے الفاظ لاتے ہیں۔

❊ روات حدیث میں جہاں کسی کے تعارف و تعیین اور اشتباہ کو دور کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں راویوں کا مختصر تعارف کراتے ہیں۔

❊ ایسے ہی غیر معروف مقامات کا تعارف بھی کراتے ہیں۔

❊ مشکل الفاظ کے معانی موقع بموقع بیان کیے گئے ہیں۔

❊ حسب ضرورت حدیث کا پس منظر بھی بتایا گیا ہے۔

❊ اہم اسنادی فوائد کے ضمن میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مسلسل ہے یا یہ حدیث اہل شام کی ہے یا اہل بصرہ اس میں متفرد ہیں وغیرہ۔

❊ اہم مسائل میں فقہی اختیارات میں صحابہ و تابعین اور دیگر ائمہ کے نام شمار کرتے ہیں۔

❊ انتہائی ضعیف احادیث کی صراحت کرتے ہیں۔

❊ اور جن پر کوئی کلام ہے اور یہ خاموش رہتے ہیں تو وہ حدیث بالعموم ان کے نزدیک قابل عمل ہوتی ہے۔

سنن ابوداؤد کی شروحات: اس مبارک کتاب کی علمائے امت نے بہت خدمت کی ہے۔ کچھ شروحات مطبوع اور متداول ہیں اور بہت سی مخطوط صورت میں عالمی مکتبات میں محفوظ ہیں۔ مثلاً:

۱- معالم السنن: تالیف ابوسلمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب البستی الخطابی، وفات: ۳۸۸ ہجری، یہ حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت سے خطابی کہلاتے ہیں۔

۲- مختصر سنن ابی داؤد: تالیف امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری، وفات: ۶۵۶ ہجری، اس کتاب میں اسانید کو حذف کر دیا گیا ہے اور باقی کتب خمسہ سے اس کی تخریج کی گئی ہے اور مختصر فوائد بھی لکھے گئے ہیں۔

۳- تہذیب ابن القیم: تالیف امام محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد الزری الدمشقی المعروف بہ ابن قیم الجوزی، وفات: ۷۵۱ ہجری۔ یہ سنن ابوداؤد پر ایک عمدہ حاشیہ ہے، اس میں حسب ضرورت نادر حدیثی و فقہی مباحث کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

۴- عون المعبود شرح سنن ابی داؤد: تالیف علامہ الشیخ شمس الحق عظیم آبادی، وفات: ۱۹۱۱ء۔ یہ حقیقت میں ان کی تفصیلی شرح غایۃ المقصود دنی حل ابی داؤد کا خلاصہ ہے جو افسوس کہ مکمل نہ ہو سکی۔ غایۃ المقصود کا

سنن ابی داود اور اس کی امتیازی خصوصیات

ابتدائی کچھ حصہ طبع ہوا تھا۔ اب اس کے کچھ اور قلمی حصے ”خدا بخش لائبریری“ پٹنہ (بھارت) سے ملے ہیں، سنا ہے کہ وہ چھپ گئے ہیں۔ یہ شروع فکر اصحاب الحدیث کی بہترین ترجمان ہیں۔

۵- بذل المجہود فی حل ابی داود: اس میں مولانا غلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابو داود کو بڑی خوبی کے ساتھ حل کیا ہے اور مختلف فیہ مسائل میں علمائے احناف کا موقف تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۶- المنہل العذب المورود شرح سنن ابی داود: تالیف الشیخ محمود محمد خطاب السبکی المصری۔ ابتدائی حصے شیخ موصوف نے تالیف کیے۔ بعد میں ان کے صاحبزادے جناب امین محمود خطاب نے کچھ حصے تحریر کیے۔ کتاب مصر میں طبع ہوئی ہے۔

۷- درجات مرقاة الصعود الی سنن ابی داود: تالیف شیخ علی بن سلیمان ذوقی جامعوی۔ یہ دراصل امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ”مرقاة الصعود الی سنن ابی داود“ کی تلخیص ہے جو ۱۲۹۸ ہجری میں مصر میں طبع ہوئی تھی۔

۸- اُردو ترجمہ: از علامہ نواب وحید الزمان خان رحمۃ اللہ علیہ۔

۹- اُردو ترجمہ: از مولانا خورشید حسن قاسمی (دیوبند)۔

⊙ علاوہ ازیں درج ذیل شروع کا تذکرہ بھی ملتا ہے ان میں سے کچھ عالمی مکتبات میں مختلف مقامات پر محفوظ ہیں:

۱- عجالۃ العالم من کتاب المعالم: تالیف حافظ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابراہیم المقدسی، وفات: 765 ہجری، یہ معالم السنن (خطابی) کا اختصار ہے۔

۲- انتحاء السنن واقفتاء السنن: یہ حافظ شہاب الدین احمد کی تالیف ہے جن کا اوپر ذکر ہوا۔

۳- شرح الامام نووی: ناقص رہی۔

۴- العدة المودود فی حواشی سنن ابی داود: حافظ منذری۔

۵- شرح السنن: شہاب الدین احمد بن حسین بن ارسلان الرطبی، وفات: ۸۳۳ ہجری۔

۶- شرح السنن: قطب الدین ابوبکر احمد بن ذبیح اللہ الشافعی، وفات: ۵۲۳ ہجری۔

۷- شرح السنن: الشیخ مغلطائی بن قلیچ، وفات: ۶۲۳ ہجری (ناقص)

۸- شرح السنن: الشیخ عمر بن ارسلان بن نصر الملقنی، وفات: ۸۰۵ ہجری۔



سنن ابو داود..... سنن ابی داود اور اس کی امتیازی خصوصیات

- ۹- شرح السنن : امام ابو زرعة العراقی ولی الدین احمد بن ابراهیم وفات: ۸۲۶ ہجری۔
- ۱۰- شرح السنن : الشیخ العلامة محمود بن احمد العینی الحنفی وفات: ۸۵۵ ہجری (ناقص)
- ۱۱- فتح الودود علی سنن ابی داود: علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی السندی وفات: ۱۱۳۸ ہجری۔
- ۱۲- مختصر محمد بن الحسن بن علی البلخی: یہ ساتویں ہجری کے علماء میں سے ہیں۔
- ۱۳- آیات قرآنیہ: الشیخ زکریا ساجی نے ایسی تمام آیات قرآنیہ جمع کی ہیں جو احادیث کے موافق ہیں۔
وفات: ۳۰۷ ہجری
- ۱۴- تسمیة شیوخ ابی داود: شیخ ابوعلی حسین بن محمد بن احمد الجبائی، وفات: ۴۹۸ ہجری۔
- ۱۵- زوائد السنن علی الصحیحین: شیخ سراج الدین عمر بن علی الملقن الشافعی، وفات: ۸۰۴ ہجری، یہ کتاب ان زوائد کی شرح ہے۔

حدیث کی اقسام

قَوْلِي حَدِيثٌ فِعْلِي حَدِيثٌ تَقْرِيرِي حَدِيثٌ شَمَائِلُ نَبَوِي

حدیث کی اقسام ----- نسبت کے اعتبار سے

حَدِيثٌ قُدْسِي مَرْفُوعٌ مَوْقُوفٌ مَقْطُوعٌ

حدیث کی اقسام ----- راویوں کی تعداد کے اعتبار سے

حَسَنٌ وَاجِدٌ

مُتَوَاتِرٌ

مَشْهُورٌ مُسْتَفِيزٌ عَزِيزٌ غَرِيبٌ غَرِيبٌ مُطْلَقٌ غَرِيبٌ نِسْبِيٌّ

مقبول حدیث کی اقسام

صَحِيحٌ لِدَايِهِ صَحِيحٌ لِغَيْرِهِ حَسَنٌ لِدَايِهِ حَسَنٌ لِغَيْرِهِ

مقبول حدیث کے درجات

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اَفْرَادُ بَخَارِي اَفْرَادُ مُسْلِمٍ صَحِيحٌ عَلَيَّ شَرْطِيهِمَا صَحِيحٌ عَلَيَّ شَرْطِ الْبَخَارِي صَحِيحٌ عَلَيَّ شَرْطِ مُسْلِمٍ صَحِيحٌ عَلَيَّ شَرْطِ غَيْرِهِمَا

① مردود حدیث کی اقسام ----- انقطاع سند کے اعتبار سے

مُعَلَّقٌ مُرْسَلٌ مُعْضَلٌ مُنْقَطِعٌ مُدَّاسٌ مُرْسَلٌ خَفِيٌّ مَعْلُولٌ يَمْعَلُلُ

② مردود حدیث کی اقسام ----- راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے

مَتْرُوكٌ مَوْضُوعٌ رِوَايَةُ الْفَاسِقِ رِوَايَةُ الْمُبْتَدِعِ

③ مردود حدیث کی اقسام ----- راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے

مُصَحَّفٌ مَقْلُوبٌ مُدْرَجٌ اَلْمَزِيدُ شَادٌ مُنْكَرٌ سَيِّئُ الْحِفْظِ كَثِيرُ الْعَقْلِ فَاحِشُ الْعَلَطِ اَلْمُحْتَطِطُ رِوَايَةُ مُضْطَرِبِ مُعَلَّلٌ رِوَايَةُ فِي مُنْصِلِ الْاَسَانِدِ

④ مردود حدیث کی اقسام ----- راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے

مُهِمٌّ رِوَايَةُ مَجْهُولِ الْعَيْنِ رِوَايَةُ مَجْهُولِ الْحَالِ



اصطلاحاتِ محدثین

* حدیث کی تعریف: رسول اللہ ﷺ سے متعلق راویوں کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو بعض دفعہ سنت، خبر اور اثر بھی کہا جاتا ہے۔

* بنیادی اقسام:

⊗ قَوْلِي حَدِيثٌ : وہ حدیث جس میں آپ کا فرمان مذکور ہو۔

⊗ فِعْلِي حَدِيثٌ : وہ حدیث جس میں آپ کا فعل مذکور ہو۔

⊗ تَقْرِيرِي حَدِيثٌ : وہ حدیث جس میں آپ کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو۔

⊗ شَمَائِلِ نَبَوِي : وہ احادیث جن میں آپ کے عادات و اخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔

نوٹ: کسی حدیث کی اصل عبارت ”مَتْنٌ“ کہلاتی ہے۔ متن سے پہلے راویوں کے سلسلے کو سند کہتے ہیں۔ سند کا

کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ ”مُتَّصِلٌ“ ہوتی ہے ورنہ ”مُنْقَطِعٌ۔“

* نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

⊗ حَدِيثٌ قَدْسِي : اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جسے نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو راویوں کے

ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔

⊗ مَرْفُوعٌ : وہ حدیث جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

⊗ مَوْقُوفٌ : وہ حدیث جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

⊗ مَقْطُوعٌ : وہ حدیث جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

* راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

⊗ مُتَوَاتِرٌ : وہ حدیث جس میں تواتر کی چار شرطیں پائی جائیں:

(۱) اسے راویوں کی بڑی تعداد روایت کرے۔

(ب) انسانی عقل و عادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔

(ج) یہ کثرتِ عہدِ نبوت سے لے کر صاحبِ کتابِ محدث کے زمانے تک سند کے ہر طبقے میں پائی جائے۔

(د) حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔

نوٹ: راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو ”طبقہ“ کہلاتی ہے۔

⊗ خَبْرٌ وَاحِدٌ : وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

⊗ مَشْهُورٌ : وہ حدیث جس کے راویوں کی تعداد ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہو مگر یکساں نہ ہو مثلاً کسی طبقے میں

تین کسی میں چار اور کسی میں پانچ راوی اسے بیان کرتے ہوں۔

⊗ مُسْتَفِيضٌ : وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زیادہ اور یکساں تعداد میں ہوں یا سند کے اول و

آخر میں ان کی تعداد یکساں ہو۔

⊗ عَزِيْزٌ : وہ حدیث جس کے راوی کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔

⊗ غَرِيْبٌ : وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو۔ اگر وہ صحابی یا تابعی ہے تو

اسے غَرِيْبٌ مُطْلَقٌ کہیں گے اور اگر کوئی اور راوی ہے تو اسے غَرِيْبٌ نِسْبِيٌّ کہیں گے۔

نوٹ: مذکورہ بالا اقسام میں سے متواتر حدیث علمِ الیقین کی حد تک سچی ہوتی ہے۔ باقی اقسام مقبول یا مردود ہو سکتی ہیں۔

* قَبُوْلٌ وَرَدُّوْكَ الْعَبَارَةِ مِنْ حَدِيْثِ كِي اَقْسَامٌ :

⊗ مَقْبُوْلٌ : وہ حدیث جو واجب العمل ہو۔

⊗ مَرْدُوْدٌ : وہ حدیث جو مقبول نہ ہو۔

* مَقْبُوْلٌ مِنْ حَدِيْثِ كِي اَقْسَامٌ وَدَرَجَاتٌ (شُرَايِظُ قَبُوْلِيَّةِ كِي اَعْتِبَارًا مِنْ) :

① صَحِيْحٌ لِدَايَةِ ② صَحِيْحٌ لِعَبْرِهِ ③ حَسَنٌ لِدَايَةِ ④ حَسَنٌ لِعَبْرِهِ

⊗ صَحِيْحٌ لِدَايَةِ : وہ حدیث جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں:

(ا) اس کی سند متصل ہو یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

(ب) اس کا ہر راوی عادل ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو، صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو، شائستہ طبیعت کا

مالک اور بااخلاق ہو۔



- (ع) وہ کَامِلُ الضَّبْطِ ہو یعنی حدیث کو تحریر یا حافظے کے ذریعے سے کما حقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے۔
- (و) وہ حدیث شاذ نہ ہو (ہم) معلول نہ ہو۔ (شاذ اور معلول کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔)
- ⊗ حَسَنٌ لِدَلَاتِهِ: وہ حدیث جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی نسبت خَفِيفُ الضَّبْطِ (ہلکے ضبط والے) ہوں باقی شرطیں وہی ہوں۔
- نور: حَسَنٌ لِدَلَاتِهِ کا درجہ صَحِيحٌ لِعَيْبِهِ کے بعد ہے مگر تعریفات کو آسان تر کرنے کیلئے ترتیب بدلی گئی ہے۔
- ⊗ صَحِيحٌ لِعَيْبِهِ: جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کر کے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر (دوسری سندوں) کی وجہ سے درجہ صحت کو پہنچی۔

- ⊗ حَسَنٌ لِعَيْبِهِ: وہ حدیث جس کی متعدد سندیں ہوں ہر سند میں معمولی ضعف ہو مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے تو وہ حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔
- * صحیح حدیث کی اقسام و درجات (کتب حدیث میں پائے جانے کے اعتبار سے):
- ⊗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وہ حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں پائی جائے متفق علیہ کہلاتی ہے اور صحت کے سب سے اعلیٰ درجہ پر ہوتی ہے۔

- ⊗ أَفْرَادٌ بُخَارِي: ہر وہ حدیث جو صحیح بخاری میں پائی جائے صحیح مسلم میں نہ پائی جائے۔
- ⊗ أَفْرَادٌ مُسْلِمٍ: ہر وہ حدیث جو صحیح مسلم میں پائی جائے صحیح بخاری میں نہ پائی جائے۔
- ⊗ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا: وہ حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں نہ پائی جائے لیکن دونوں ائمہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔
- ⊗ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِي: وہ حدیث جو امام بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح بخاری میں موجود نہ ہو۔

- ⊗ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ: وہ حدیث جو امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح مسلم میں موجود نہ ہو۔
- ⊗ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ غَيْرِهِمَا: وہ حدیث جو امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

* مردود حدیث کی اقسام انقطاعِ سند کی وجہ سے:

- ⊗ مُعَلَّق: وہ حدیث جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا ساری سند ہی (عمداً) حذف کر دی گئی ہو۔
- ⊗ مُرْسَل: وہ حدیث جسے تابعی بلا واسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرے۔
- ⊗ مُعْضَل: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے دو یا دو سے زیادہ راوی اکٹھے حذف ہوں۔
- ⊗ مُنْقَطِع: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے ایک یا ایک سے زائد راوی مختلف مقامات سے حذف ہوں۔
- ⊗ مُدَلَّس: وہ حدیث جس کا راوی کسی وجہ سے اپنے استاد یا استاد کے استاد کا نام (یا تعارف) چھپائے لیکن سننے والوں کو یہ تاثر دے کہ میں نے ایسا نہیں کیا، سند متصل ہی ہے، حالانکہ اس سند میں راویوں کی ملاقات اور سماع تو ثابت ہوتا ہے مگر متعلقہ روایت کا سماع نہیں ہوتا۔

- ⊗ مُرْسَل خَفِی: وہ حدیث جس کا راوی اپنے ایسے ہم عصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو۔
 - ⊗ مَعْلُولُ یَا مُعَلَّل: وہ حدیث جو بظاہر مقبول معلوم ہوتی ہو لیکن اس میں ایسی پوشیدہ علت یا عیب پایا جائے جو اسے غیر مقبول بنا دے۔ ان عیوب و علل کا پتہ چلانا ماہرین فن ہی کا کام ہے، ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔
- * مردود حدیث کی اقسام راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے:

- ⊗ رِوَايَةُ الْمُتَبَدِّع: وہ حدیث جس کا راوی بِدْعَتِ مَكْفَرَةٍ کا قائل و فاعل ہو لیکن اگر راوی کی بدعت، مکفرہ نہ ہو اور وہ عادل و ضابط بھی ہو تو پھر اس کی روایت معتبر ہوگی۔ یا درہے بدعت مکفرہ (کافر بنانے والی بدعت) سے ارتداد لازم آتا ہے۔

- ⊗ رِوَايَةُ الْفَاسِق: وہ حدیث جس کا راوی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو لیکن حد کفر کو نہ پہنچے۔
- ⊗ مَتْرُوك: وہ حدیث جس کا راوی عام بول چال میں جھوٹ بولتا ہو اور محدثین نے اس کی روایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو۔
- ⊗ مَوْضُوع: وہ حدیث جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہو ایسے راوی کی ہر روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔

* مردود حدیث کی اقسام راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے:

- ⊗ مُصَحَّف: وہ حدیث جس کے کسی لفظ کی ظاہری شکل تو درست ہو مگر نقطوں، حرکات یا سکون وغیرہ کے



سنن ابو داود اصطلاحات محدثین

بدلنے سے اس کا تلفظ بدل گیا ہو۔

⊗ مَقْلُوبٌ: وہ حدیث جس کے الفاظ میں راوی کی بھول سے تقدیم و تاخیر واقع ہوگئی ہو یا سند میں ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

⊗ مُدْرَجٌ: وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی کا اپنا کلام عمداً یا سہواً درج ہو جائے اور اس پر الفاظ حدیث ہونے کا شبہ ہوتا ہو۔

⊗ الْمَزِيدُ فِي مُتَّصِلِ الْأَسَانِيدِ: جب دو راوی ایک ہی سند بیان کریں ان میں ایک ثقہ اور دوسرا زیادہ ثقہ ہو۔ اگر ثقہ راوی اس سند میں ایک راوی کا اضافہ بیان کرے تو اس کی روایت کو مزید فی متصل الاسانید کہتے ہیں۔

⊗ شَاذٌ: وہ حدیث جس کا راوی ثقہ ہو اور بیان حدیث میں اپنے سے زیادہ ثقہ یا اپنے جیسے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (شاذ کے بالمقابل حدیث کو محفوظ کہتے ہیں)۔

⊗ مُنْكَرٌ: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور بیان حدیث میں ایک یا زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (منکر کے بالمقابل حدیث کو معروف کہتے ہیں)۔

⊗ رِوَايَةُ سَيِّئِ الْحِفْظِ: وہ حدیث جس کا راوی سَيِّئِ الْحِفْظِ یعنی پیدائشی طور پر کمزور حافظے والا ہو۔

⊗ رِوَايَةُ كَثِيرِ الْعَفْلَةِ: وہ حدیث جس کا راوی شدید غفلت یا کثیر غلطیوں کا مرتکب ہو۔

⊗ رِوَايَةُ فَاجِشِ الْعَلَطِ: وہ حدیث جس کے راوی سے فاش قسم کی غلطیاں سرزد ہوں۔

⊗ رِوَايَةُ الْمُخْتَلِطِ: وہ حدیث جس کا راوی بڑھاپے یا کسی حادثے کی وجہ سے یادداشت کھو بیٹھے یا اس کی تحریر کردہ احادیث ضائع ہو جائیں۔

⊗ مُضْطَرِبٌ: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں راویوں کا ایسا اختلاف واقع ہو جو حل نہ ہو سکے۔

* مردود حدیث کی اقسام راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے:

⊗ رِوَايَةُ مَجْهُولِ الْعَيْنِ: وہ حدیث جس کا راوی مجہول العین ہو، یعنی اس کے متعلق ائمہ فہن کا کوئی ایسا تبصرہ نہ ملتا ہو جس سے اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا پتہ چل سکے اور اس سے روایت کرنے والا بھی صرف ایک ہی شاگرد ہو جس کے باعث اس کی شخصیت مجہول ٹھہرتی ہو۔

⊗ رِوَايَةُ مَجْهُولِ الْحَالِ: وہ حدیث جس کا راوی مجہول الحال ہو، یعنی اس کے متعلق ائمہ فہن کا کوئی تبصرہ نہ

ملتا ہوا اور اس سے روایت کرنے والے کُل دو آدمی ہوں جس کے باعث اس کی شخصیت معلوم اور حالت مجہول ٹھہرتی ہو۔ ایسے راوی کو مستور بھی کہتے ہیں۔
❁ مُبْہَمٌ: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی کے نام کی صراحت نہ ہو۔



کتب احادیث کی اقسام

- ① کُتُبِ صِحَاح: ہر وہ کتاب جس کے مؤلف نے اپنی کتاب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا ہو اور ”صحیح“ کے لفظ کو کتاب کے نام کا حصہ بنایا ہو۔ ایسی کتاب کی روایات کم از کم اس کے مؤلف کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ خود ہی کسی حدیث کی علت بیان کر دے تو اس سے اس کتاب کے صحیح ہونے پر حرف نہیں آتا۔
- ② صِحَاحِ سَبْتَه: حدیث کی چھ کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ انہیں ”اُصولِ سَبْتَه“ یا ”کُتُبِ سَبْتَه“ بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی دو کتابیں ”صحیحین“ کہلاتی ہیں اور یہ صرف اپنے مؤلفین کے نزدیک ہی صحیح نہیں ہیں بلکہ پوری امت کے نزدیک صحت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ ان پر اعتراض برائے اعتراض کرنے والا شخص شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول: اجماع امت کا مخالف اور بدعتی ہے جبکہ آخری چار کتابوں کو سنن اربعہ کہتے ہیں۔ گو ان میں ضعیف احادیث موجود ہیں، تاہم صحیح حدیثوں کی کثرت کی وجہ سے اکثر علماء انہیں ”صحاح ستہ“ میں شمار کرتے ہیں۔
- ③ جَمَاعِع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات (مثلاً عقائد، احکام، تفسیر، جنت، دوزخ وغیرہ) سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں، مثلاً صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ۔
- ④ سُنُنُ: جس کتاب میں صرف عملی احکام سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہوں، مثلاً سنن ابوداؤد۔
- ⑤ مُسْنَدُ: جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو، مثلاً مسند احمد، مسند جمہوری۔
- ⑥ مُسْتَخْرَجُ: جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کو اپنی سندوں سے روایت کرے، مثلاً مستخرج اسماعیلی علی صحیح البخاری۔
- ⑦ مُسْتَدْرَاكُ: جس کتاب میں مصنف ایسی روایات جمع کرے جو کسی دوسرے مصنف کی شرائط کے مطابق ہوں لیکن اس کی کتاب میں نہ ہوں، مثلاً مستدرک حاکم۔
- ⑧ مُعْجَمُ: جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے ہر استاد کی روایات کو الگ الگ جمع کرے

سنن ابو داود کتب احادیث کی اقسام

مثلاً معجم طبرانی۔

⊗ اَرْبَعِيْنَ: جس کتاب میں کسی ایک یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں، مثلاً اربعین نووی، اربعین سنائی وغیرہ۔

⊗ جُزْءٌ: وہ کتاب جس میں صرف ایک راوی یا ایک موضوع کی روایات جمع کی گئی ہوں، جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ”جُزْءٌ رَفَعَ الْيَدَيْنِ“ اور ”جُزْءٌ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ“ یا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی ”كِتَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ“ وغیرہ۔



کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

① پہلا طبقہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مؤطا امام مالک پر مشتمل ہے۔ مؤطا امام مالک زمانہ تالیف کے لحاظ سے صحیحین سے متقدم، لیکن مرتبہ و مقام کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے ہم خیال علماء کی رائے کے مطابق اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ دوسرے محدثین کے نزدیک اس کی منقطع یا مرسل روایات (مختلف کتابوں میں) دیگر سندوں سے متصل ہیں (لیکن صرف اتصال سند صحت حدیث کے لیے کافی نہیں ہوتا)

② دوسرا طبقہ سنن اربعہ پر مشتمل ہے۔ بعض کے نزدیک مسند احمد اور سنن دارمی بھی غالباً اسی طبقے میں شامل ہیں۔ ان کے مؤلفین علم حدیث میں متحر تھے، ثقاہت و عدالت اور ضبط حدیث میں معروف تھے۔ انہوں نے جن مقاصد اور شرائط کو مد نظر رکھا، ان کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ان کی کتابوں کو ہر دور کے محدثین اور دیگر اہل علم میں بے پناہ پذیرائی ملی۔

③ وہ مسانید، جوامع اور مصنفات جو صحاح ستہ سے پہلے یا ان کے زمانے میں یا ان کے بعد لکھی گئیں۔ ان کے مؤلفین کی غرض محض احادیث کو جمع کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں ہر قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ محدثین میں گو یہ کتابیں اجنبی نہیں، تاہم زیادہ معروف و مقبول بھی نہیں، چنانچہ جو احادیث پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں موجود نہیں بلکہ صرف اسی طبقے کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، فقہاء نے ان کا زیادہ استعمال نہیں کیا اور محدثین نے بھی ان کی صحت و سقم، قبول و رد، اور تشریح و توضیح کا زیادہ اہتمام نہیں کیا، مثلاً ”مصنف عبدالرزاق“ مصنف ابن ابی شیبہ، مسند طحاوی، بیہقی، طحاوی اور طبرانی، وغیرہ۔

④ وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے زمانہ دراز کے بعد ان احادیث کو جمع کیا جو پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں نہیں تھیں بلکہ ایسے مجموعوں میں پائی جاتی تھیں جن کی (علمی دنیا میں) کوئی وقعت نہ تھی۔ یہ احادیث عموماً واعظین کے استدلالات، حکماء کے اقوال، زرائیں اور اسراہیلی روایات پر مشتمل ہیں جنہیں ضعیف راویوں نے سہواً یا عمداً

کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

احادیث نبویہ سے خلط ملط کر دیا یا کتاب و سنت کے بعض احتمالات ہیں جنہیں بعض جاہل صوفیائے بالمعنی روایت کر دیا اور انہیں مرفوع احادیث سمجھ لیا گیا یا چند احادیث سے جملے منتخب کر کے ایک نئی حدیث بنا دی گئی وغیرہ۔ مثلاً ابن حبان کی ”کِتَابُ الضُّعْفَاءِ“ ابن عدی کی ”الْکَامِلُ“ اور حَاطِبُ بَعْدَادِي، أَبُو نَعِيمٍ أَصْبَهَانِي، ابْنُ عَسَاكِر، جَوْزَقَانِي، ابْنُ نَجَّار اور دَيْلَمِي کی کتب۔ اسی طرح ”مُسْنَدُ خُوَارِزْمِي“ ابْنِ بَوَزِي اور ملا علی قاری کی ”الْمَوْضُوعَاتُ“ وغیرہ بھی اسی طبقے میں شامل ہیں۔

⑤ اس طبقے کی کتابوں میں وہ احادیث شامل ہیں جو فقہاء، صوفیاء، مؤرخین اور مختلف فنون کے ماہرین کی زبانوں پر مشہور تھیں، نیز وہ احادیث بھی شامل ہیں جو بے دین زبان دانوں نے کلام بلیغ سے وضع کیں اور ان کے لیے سندیں بھی گھڑ لیں۔

⑥ پہلے اور دوسرے طبقے کی کتابوں پر محدثین کو کامل اعتماد ہے۔ انہیں ہمیشہ ان کتابوں سے وابستگی رہی ہے۔ تیسرے طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا ان ماہرین حدیث کا کام ہے جو راویوں کے حالات اور حدیث کی مخفی علتوں کے جاننے والے ہوں۔ عموماً ایسی احادیث خود دلیل نہیں بن سکتیں، البتہ کسی مقبول حدیث کی تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

⑦ پہلے دو طبقوں کی احادیث کی تقویت میں چوتھے طبقے کی احادیث کو جمع کرنا اور ان سے استدلال کرنا علماء متاخرین کا محض تکلف ہے۔ اہل بدعت اسی قسم کی احادیث سے اپنے اپنے مذاہب کی تائید میں شواہد مہیا کرتے ہیں لیکن محدثین کے نزدیک اس طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مُلَخَّصٌ از حُجَّةِ اللَّهِ الْبَالِغَةِ) * مصادر اور مراجع کا مفہوم:

⑧ مَصَادِر: وہ کتب جن میں مصنفین نے احادیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہو۔ مذکورہ بالا طبقات میں جو درجہ بندی کی گئی ہے ان میں عموماً مصادر ہی مراد ہیں۔

⑨ مَرَاجِع: وہ کتب جن میں احادیث کو مختلف مصادر سے منتخب کر کے جمع کیا گیا ہو۔ ان کی تین اقسام ہیں: (ا) وہ مراجع جن میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے، مثلاً ”الْلُّوْلُوُّ وَالْمَرْجَانُ فِيمَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّيْخَانُ“ اور ”عَمْدَةُ الْأَحْكَامِ“ وغیرہ۔

(ب) وہ مراجع جن میں عموماً مستند مصادر سے احادیث منتخب کی گئی ہیں لیکن ان میں ضعیف احادیث بھی موجود



سنن ابو داود کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

ہیں، جیسے ”مَشْكُوَّةُ الْمَصَابِيحِ، رِيَاضُ الصَّالِحِينَ، التَّرْغِيبُ وَالتَّرْهِيْبُ، بُلُوْغُ الْمَرَامِ“ وغیرہ۔
(ج) وہ مراجع جن میں کسی معیار اور تحقیق کے بغیر بہت سے مستند اور غیر مستند مصادر سے احادیث لے کر جمع کر دی گئی ہوں، مثلاً ”كَنْزُ الْعَمَالِ“ وغیرہ۔

نوٹ: دوسری اور تیسری قسم کے مراجع میں مذکور کسی حدیث سے تحقیق کے بغیر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

* دو مقبول احادیث کے ظاہری تعارض کو دور کرنے کی مختلف صورتیں

① سب سے پہلے ان کا کوئی ایسا مشترک مفہوم مراد لیا جائے گا جس سے ہر حدیث پر عمل کرنا ممکن ہو جائے اور اس سلسلے میں اس مفہوم کو ترجیح دی جائے گی جو کسی تیسری حدیث میں بیان ہوا ہو یا فقہاء محدثین نے اسے بیان کیا ہو۔

② اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ تحقیق کی جائے گی کہ آیا ان میں سے کوئی حدیث منسوخ تو نہیں ہے۔ اس صورت میں منسوخ کو چھوڑ کر نسخ پر عمل کیا جائے گا۔

③ اگر نسخ کا ثبوت نہ ملے تو پھر ایک حدیث کو کسی مسلک کا لحاظ کیے بغیر محض وجوہ ترجیح (فنی خوبیوں) کی بنا پر ترجیح دی جائے گی اور دوسری حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا، مثلاً کوئی حدیث صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو یا اعلیٰ طبقے کی کسی کتاب میں مروی ہو تو کتر درجے یا طبقے کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا..... وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: اگر مقبول اور مردود حدیثوں کا تعارض آئے گا تو وہاں مردود حدیث کو رد کر کے صرف مقبول حدیث پر عمل کیا جائے گا۔



سنن ابوداؤد سے استفادے کا طریقہ

○ تعارف کتاب: سنن ابوداؤد حدیث کے بنیادی مراجع میں سے ہے۔ کتب ستہ (صحاح ستہ) میں صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کے بعد اس کتاب کا تیسرا درجہ بنتا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب موضوع وار ہے۔ اسے امام ابوداؤد طبرانی (202ھ تا 275ھ) نے موضوع کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: (1) کتب (2) ابواب (3) احادیث۔ اس تقسیم و ترتیب کو اصطلاح میں ”فقہی ترتیب“ یا ”فقہی ترویج“ (باب بندی) کا نام دیا جاتا ہے۔ سنن ابوداؤد کی کل کتابیں 43 اور کل احادیث 5274 ہیں۔

○ کتب: سب سے پہلے کتاب کی فقہی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے موضوع کے اعتبار سے عنوان قائم کیا گیا ہے مثلاً ”کتاب الطہارۃ“، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الادب وغیرہ۔ اس طرز پر سنن ابوداؤد کی کل 43 کتابیں بنتی ہیں جن کی الگ سے ایک صفحے میں فہرست دے دی گئی ہے۔

○ ابواب: کتاب میں ”فقہی موضوعات“ میں سے ہر موضوع کے متعلق ذیلی ابواب (عناوین) دیے گئے ہیں مثلاً ”کتاب الطہارۃ کے 143 ذیلی ابواب قائم کیے گئے ہیں اسی طرح کتاب الصلوٰۃ وغیرہ۔

○ احادیث: ہر باب اور عنوان کے تحت احادیث کو خوبصورت معنوی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جو حسب ضرورت کسی باب میں کم اور کسی باب میں زیادہ ہیں۔ قارئین کرام کو جس مسئلے کے متعلق حدیث تلاش کرنی ہو انہیں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

○ المعجم اور التحفة: سنن ابوداؤد کے عربی حصے میں ہر کتاب اور باب کے شروع میں (المعجم) اور آخر میں (التحفة) کا لفظ آتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) ”المعجم“ سے مراد ”المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث“ ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب کتب تعد (9 کتابیں) یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی (جامع ترمذی)، سنن نسائی،



سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مؤطا امام مالک اور سنن دارمی کی احادیث کے متن کی مادے کے اعتبار سے حروف تہجی کا لحاظ رکھتے ہوئے، فہرست ہے۔ اس کا مقصد حدیث کے متن کی تلاش میں آسانی پیدا کرنا ہے کہ ایک حدیث ان مذکورہ بالا کتابوں میں کہاں کہاں بیان کی گئی ہے۔ احادیث کی فہرست مستشرقین کی ٹیم (غیر مسلم اسکالرز) نے 1922ء سے 1987ء تک 65 سال کے طویل عرصے میں مرتب کی۔ یہ فہرست آٹھ بڑی جلدوں میں ہے۔

(ب) ”التحفة“ سے مراد ”تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف“ ہے۔ یہ کتاب جمال الدین ابی الحجاج یوسف الرمزی ؒ نے مرتب کی۔ اسے امام رمزی ؒ نے 696ھ سے 722ھ تک تقریباً 27 سال کے طویل عرصے میں تیار کیا۔ یہ کتب ستہ کے علاوہ ”السنن الکبریٰ للنسائی“ اور ”شمائل ترمذی“ کی احادیث کے متن کی فہرست ہے جس کا اسلوب صحابہ کرامؓ ان کے شاگرد تابعین اور ان کے شاگرد تبع تابعین کے ناموں کے حوالے سے حروف تہجی کے اعتبار سے ان کی احادیث کو جمع کرنا ہے۔ اس ترتیب کو اصطلاح میں ”مسند“ کہا جاتا ہے۔ سنن ابوداود عربی حصے میں ”المعجم“ اور ”التحفة“ کے ساتھ کچھ نمبر دیے گئے ہیں جن سے رہنمائی کی گئی ہے کہ یہ احادیث ”المعجم المفہرس“ اور ”تحفة الأشراف“ میں کہاں کہاں آئی ہیں تاکہ قاری ان کتابوں کی فہرست کی مدد سے احادیث کے دیگر مراجع تک باسانی پہنچ جائے۔ محققین کو حدیث کی تلاش میں ان کتابوں سے بہت آسانی ہوگئی ہے۔

○ رقم الحدیث: محمد فواد عبدالباقی ؒ نے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے صحیحین اور ابن ماجہ کی احادیث کے شروع میں حدیث نمبر کا اضافہ کیا تاکہ احادیث کی تلاش آسان ہو جائے۔ اسے عربی میں ”رقم الحدیث“ کہتے ہیں۔ اب تقریباً حدیث کی تمام کتابوں کے شروع میں حدیث نمبر کا سلسلہ ملتا ہے۔ آپ ان نمبروں کے ذریعے سے مطلوبہ حدیث کو فوراً تلاش کر سکتے ہیں۔

○ سند حدیث: محدث حدیث بیان کرتے وقت اپنے استاد سے لے کر ہر راوی حدیث کو صحابی رسول تک بیان کرتا ہے، راویوں کے اس سلسلے کو ”سند“ کہا جاتا ہے۔

○ متن حدیث: سند کے اختتام پر جو کلام شروع ہوا اسے ”متن“ کہا جاتا ہے۔

○ فوائد و مسائل: اردو ایڈیشن میں ہر حدیث کا مفہوم واضح کرنے کے لیے اور اس حدیث سے جو جو مسائل

سنن ابو داود

سنن ابو داود سے استفادے کا طریقہ

نکلتے ہیں؛ انہیں بیان کرنے کے لیے ”فوائد و مسائل“ کا عنوان دیا گیا ہے۔ فوائد و مسائل لکھتے وقت قرآن مجید اور دیگر کتب احادیث سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن کا مکمل حوالہ درج کیا گیا ہے۔ بعض اوقات فوائد کے ضمن میں حدیث کے نمبر کا حوالہ دیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس حدیث نمبر کے ذریعے سے مزید فوائد بھی دیکھ سکتے ہیں۔

○ تخریج: قارئین کرام اردو ایڈیشن میں ”تخریج“ کا عنوان بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ ایک فنی چیز ہے جس سے بھرپور فائدہ تو علمائے کرام اور ماہرین فن حدیث ہی صحیح معنوں میں اٹھا سکتے ہیں مگر اس میں حدیث کی صحت و ضعف کا حکم ضرور دیکھا جاسکتا ہے کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی ضعیف ہے۔ اس سلسلے میں چند بنیادی اصطلاحات حدیث بھی چبھے بیان کی جا چکی ہیں جن کو پڑھ کر ذہن نشین کرنا مفید ہوگا۔



طہارت کی اہمیت و فضیلت

گندگی و نجاست سے صفائی ستھرائی جو شرعی اصولوں کے مطابق ہو، اسے شرعی اصطلاح میں ”طہارت“ کہتے ہیں۔ نجاست خواہ حقیقی ہو، جیسے کہ پیشاب اور پاخانہ، اسے [نَجَسَتْ] کہتے ہیں یا حکمی اور معنوی ہو، جیسے کہ دُبر سے رتخ (ہوا) کا خارج ہونا، اسے [حَدَّثَتْ] کہتے ہیں۔ دین اسلام ایک پاکیزہ دین ہے اور اسلام نے اپنے ماننے والوں کو بھی طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے کو کہا ہے اور اس کی فضیلت و اہمیت اور وعد و وعید کا خوب تذکرہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے طہارت کی فضیلت کی بابت فرمایا: [الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۳۳) ”طہارت نصف ایمان ہے۔“ ایک اور حدیث میں طہارت کی فضیلت کے متعلق ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وضو کرنے سے ہاتھ منہ اور پاؤں کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“ (سنن النسائی، الطہارۃ، حدیث: ۱۰۳) طہارت اور پاکیزگی کے متعلق سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے: [لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ] (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۳۳) ”اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں فرماتا۔“ اور اسی کی بابت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ] (سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، حدیث: ۲۷۶۲۷۵) ”طہارت نماز کی کنجی ہے۔“ طہارت سے غفلت برتنے کی بابت نبی ﷺ سے مروی

۱- کتاب الطهارة تقضائے حاجت کے احکام و مسائل

ہے: ”قبر میں زیادہ تر عذاب پیشاب کے بعد طہارت سے غفلت برتنے پر ہوتا ہے۔“ (صحیح الترغیب والترہیب، حدیث: ۱۵۲)

ان مذکورہ احادیث کی روشنی میں ایک مسلمان کے لیے واجب ہے کہ اپنے بدن، کپڑے اور مکان کو نجاست سے پاک رکھے۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو سب سے پہلے اسی بات کا حکم دیا تھا: ﴿وَتَيِّبَاكَ فَطَهَّرَ﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿﴾ (المدثر: ۵۴) ”اپنے لباس کو پاکیزہ رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔“ مکان اور بالخصوص مقام عبادت کے سلسلہ میں سیدنا ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کو حکم دیا گیا: ﴿أَنْ طَهَّرَا بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾ (البقرة: ۱۲۵) ”میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعْتِكَاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھیں۔“

اللہ عزوجل اپنے طاہر اور پاکیزہ بندوں ہی سے محبت کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرة: ۲۲۲) ”بلاشبہ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“ نیز اہل قباء کی مدح میں فرمایا: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾ (التوبة: ۱۰۸) ”اس میں ایسے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ عزوجل پاک صاف رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔“



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱) - كِتَابُ الطَّهَارَةِ (التحفة ۱)

طہارت کے احکام و مسائل

- (المعجم ۱) - باب التَّحَلِّيِ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ۱)
- ۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ نَعْنَبِ الْقَعْنَبِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ.
- ۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ الْبِرَّازَ أَنْطَلَقَ حَتَّى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ.
- باب: ۱- قضائے حاجت (پیشاب پاخانے) کے لیے لوگوں سے علیحدہ اور دور ہونے کا بیان
- ۱- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ جب خلا (پیشاب پاخانے) کے لیے جاتے تو (آبادی سے) دور چلے جاتے۔
- ۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کو جب پیشاب پاخانے کی حاجت ہوتی تو (آبادی سے) دور چلے جاتے حتیٰ کہ آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔

فوائد و مسائل: دوسری روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم پہلی حدیث صحیح ہے اس میں بھی یہی بات بیان کی گئی

۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن النبي ﷺ كان إذا أراد الحاجة أبعد في المذهب، ح: ۲۰، والنسائي، ح: ۱۷، وابن ماجه، ح: ۳۳۱ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۰، والحاكم: ۱/۱۴۰ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب التباعد للبراز في القضاء، ح: ۳۳۵ من حديث إسماعيل بن عبد الملك به، وهو ضعيف، وضعفه أحمد وغيره، وبعض الحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

ہے۔ اس سے حسب ذیل مسائل کا اثبات ہوتا ہے: ① دیہات میں یعنی کھلے علاقے میں تقاضے حاجت کے لیے آبادی سے دور جانا ضروری ہے تاکہ کسی شخص کی نظر نہ پڑے۔ شہروں میں چونکہ باپردہ بیت الخلا بنے ہوتے ہیں، اس لیے وہاں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ ② نبی ﷺ کا معمول مبارک انسانی اور اسلامی فطرت کا آئینہ دار ہے جس میں شرمگاہ کو انسانی نظر سے محفوظ رکھنے کے علاوہ ماحول کی صفائی ستھرائی کے اہتمام کا بھی درس ملتا ہے اور مزید یہ کہ آبادی کے ماحول کو کسی طرح بھی آلودہ نہیں ہونا چاہیے۔ ③ یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث واضح کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عام انسانی اور بشری تقاضوں سے بالاتر نہ تھے۔ ④ نیز آپ ﷺ کا عظیم پیکر تھے۔ ⑤ ان احادیث میں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی بالغ نظری بھی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے نبی ﷺ کی نشست و برخاست تک کے ایک ایک پہلو کو کس وقت نظر اور شرعی حیثیت سے ملاحظہ کیا اسے اپنے اذہان میں محفوظ رکھا اور امت تک پہنچایا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

(المعجم ۲) - باب الرَّجْلِ يَتَبَوَّأُ لِيَوْلِهِ
(التحفة ۲)

۳- ابو یٰحٰیج کہتے ہیں کہ مجھے ایک شیخ نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بصرہ میں (بحیثیت گورنر) تشریف لائے تو لوگ انہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی احادیث بیان کرتے تھے..... (تو اس ضمن میں) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا جس میں ان سے کچھ مسائل دریافت کیے چنانچہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب میں لکھا: میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھا تو آپ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا پس آپ ایک دیوار کی جڑ میں نرم مٹی کے پاس آئے اور پیشاب کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی پیشاب کرنا چاہے تو اس کے لیے (مناسب نرم) جگہ تلاش کر لیا کرے۔“

۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَاقِظِ: حَدَّثَنِي شَيْخٌ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ الْبَصْرَةَ فَكَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى، فَكَتَبَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَى أَبِي مُوسَى يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو مُوسَى أَنِّي كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَبُولَ فَأَتَى دَمِيمًا فِي أَضَلِّ جِدَارٍ فَبَالَ، ثُمَّ قَالَ ﷺ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيَرْتَدِّ لِيَوْلِهِ مَوْضِعًا».



فوائد و مسائل: ① یہ روایت اگرچہ ایک مبہول راوی (شیخ) کی بنا پر ضعیف ہے مگر دیگر صحیح احادیث سے یہ مسئلہ

۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۳۹۶ من حديث أبي الياقظ به، شيخ، لم أعرفه، والسند ضعيف النووي، المجموع: ۲/۸۳.

۱- کتاب الطہارۃ تظافے حاجت کے احکام و مسائل

اسی طرح ثابت ہے کہ پیشاب سے از حد احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ انسان کا پیشاب نجس عین ہے اگرچہ اس کا جرم نظر نہیں آتا۔ اس سے بچنا اور طہارت حاصل کرنا فرض ہے۔ دودھ پیتا بچہ یا سنسُ البول کا مریض اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ پیشاب کرنے کے لیے ایسی جگہ ڈھونڈنی چاہیے جہاں سے چھینٹے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

جگہ نرم نہ ہو تو نرم کر لی جائے۔ یا ڈھلان ایسی ہو کہ پیشاب کے چھینٹوں سے آلودہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باعث عذاب کوئی بڑی چیز نہیں، ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔“ (صحیح البخاری، الوضوء، حدیث: ۲۱۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیے۔ وہ لوگ جو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے اپنے کپڑوں کو نہیں بچاتے پیشاب کر کے (پانی کی عدم موجودگی میں شویامشی وغیرہ سے) استنجاء کیے بغیر فوراً اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، ان کے پا جاے پتلون، شلوار اور جسم وغیرہ پیشاب سے آلودہ ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ پیشاب سے نہ بچنا باعث عذاب اور کبیرہ گناہ ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبر میں زیادہ تر عذاب پیشاب کے معاملے میں (طہارت سے غفلت برتنے پر) ہوتا ہے، لہذا اس سے احتیاط کرو۔“ (صحیح الترغیب والترہیب، الجزء الأول، حدیث: ۱۵۸) (۲) اسلام دین نفاذ و طہارت ہے جو کہ فرد اور معاشرے کو داخلی و ظاہری ہر لحاظ سے طہارت و نفاذ کا پابند بناتا ہے۔ (۳) خیر القرون میں لوگ اصحاب علم و فضل سے مسائل معلوم کیا کرتے تھے اور احادیث کی تحقیق بھی کرتے تھے، نیز دیگر علماء کی بیان کردہ روایات اور فتوے کی جانچ پرکھ کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ (۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی باوجودیکہ آپ اہل بیت کے ذی وجاہت فرد اور حلیل القدر صحابی تھے، تحقیق مسائل میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مراجعت میں کوئی باک محسوس نہیں فرمایا۔ علمائے حق کی یہی شان ہے اور طلبہ و عوام کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

(المعجم ۳) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ باب ۳- آدمی بیت الخلا میں داخل

إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ (التحفة ۳) ہونا چاہے تو کیا پڑھے؟

۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ وَعَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ نَالِيقٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ

۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو درج ذیل دعا پڑھتے..... حماد بن زید کے الفاظ ہیں: وَاللَّهِمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ

۴- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب ما یقول إذا أراد دخول الخلاء، ح: ۳۷۵ من حدیث حماد بن زید، البخاری، الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء، ح: ۱۴۲ من حدیث عبدالعزیز بن صہیب بہ.

۱- کتاب الطہارۃ

تقاضے حاجت کے احکام و مسائل

الخَلَاءُ - قال: عن حَمَّادٍ - قال: وَاللَّهِمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ « وقال: عن عَبْدِ الْوَارِثِ قال: «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ». قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ شُعْبَةُ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ»، وقال مَرَّةً: «أَعُوذُ بِاللَّهِ»، وقال وَهَيْبٌ: فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ.

وَالْخَبَائِثِ] اور عبد الوارث کے الفاظ ہیں: [أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ] ”اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جلتیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شعبہ عبد العزیز سے [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ.....] کے الفاظ منقول ہیں جبکہ انہوں نے ایک بار [أَعُوذُ بِاللَّهِ.....] کے الفاظ بھی بیان کیے۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ وہ ہیب سے [فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ] ”اے اللہ کی پناہ لینی چاہیے۔“ کے الفاظ منقول ہیں۔

۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو يَعْنِي السَّدُوسِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عن شُعْبَةَ، عن عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ، عن أَنَسٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قال: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ»، وقال شُعْبَةُ: وقال مَرَّةً: «أَعُوذُ بِاللَّهِ».

۵- شعبہ عبد العزیز یعنی ابن صہیب سے، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی (مذکورہ بالا) حدیث نقل کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ ...] اور شعبہ کہتے ہیں کہ عبد العزیز نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے) ایک بار [أَعُوذُ بِاللَّهِ ...] کے الفاظ بیان کیے۔



فوائد و مسائل: ①

محمد ثین کرام رضی اللہ عنہم کی حفاظت حدیث کے سلسلے میں کاوشوں کی داد دی جانی چاہیے، دیکھیے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ نقل کرنے میں کس قدر امانت اور دیانت کا ثبوت دیتے ہیں۔ ایک استاذ نے [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ] بیان کیا ہے تو دوسرے نے جو سنا اور یاد رکھا وہی پیش کر دیا ہے، یعنی [اللَّهُمَّ إِنِّي] کی بجائے صرف [أَعُوذُ بِاللَّهِ] اور محدث نے دونوں کے الفاظ الگ الگ بعینہ ویسے ہی یاد رکھے اور بیان کیے۔ ② اس حدیث میں تعلیم ہے کہ بیت الخلاء خواہ گھر میں ہو یا جنگل میں ہر موقع پر یہ کلمات پڑھنے چاہئیں۔ ③ خیال رہے کہ یہ الفاظ بیت الخلاء سے باہر ہی پڑھے جائیں کیونکہ بیت الخلاء اللہ کے ذکر کا مقام نہیں ہے۔ اگر جنگل میں ہو تو کپڑا اتارنے سے قبل یہ الفاظ کہے جائیں۔ ④ محدثین بیان کرتے ہیں کہ دعا کے الفاظ میں [الْخُبْثِ] کو اگر ”با“ کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ [خَبِيثٌ] (مذکر) کی جمع ہے۔ اور [خَبَائِثٌ]، خَبِيثَةٌ مؤنث کی۔ مراد ہے جنوں میں مذکر و مؤنث افراد۔ اور اگر [خُبْثِ] کی ”با“ کو ساکن پڑھا جائے تو معنی ہوگا: ”اے اللہ! میں تمام مکروہات و محرمات برائیوں اور گندگیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ح: ۵ من حديث وكيع به، وقال: ”حديث أنس أصح شيء في هذا الباب وأحسن“، وانظر الحديث السابق.

۱- کتاب الطہارۃ قضائے حاجت کے احکام و مسائل

۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الْحُشُوشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَإِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبَيْثِ وَالْخَبَائِثِ».

۶- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”یہ بیت الخلاء جنوں اور شیطانوں کے آنے جانے کی جگہیں ہیں، لہذا تم میں سے جب کوئی بیت الخلاء جانا چاہے تو یہ کلمات کہہ لیا کرے: [أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبَيْثِ وَالْخَبَائِثِ] ”میں خبیث جنوں اور خبیثوں (کے شر) سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔“

🌞 نوادہ و مسائل: ① یہ خیر امور غیبیہ میں سے ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ آپ کی دی ہوئی خبروں پر من و عن اور بلا چون و چرا ایمان لائیں۔ ② معلوم ہوا کہ اس دعا کی پابندی سے انسان کئی طرح کی ظاہری و باطنی پریشانیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور آج کل جو گھر گھر میں جنوں اور آسیب کے حملوں کا چرچا ہے اس کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگ خود ناپاک رہتے ہیں یا اس سنت مطہرہ کے تارک ہوتے ہیں۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهَا.

(المعجم ۴) - باب كَرَاهِيَةِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ۴)

باب ۳- قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ ہونا مکروہ ہے

۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَرِيدٍ، عَنِ سَلْمَانَ قَالَ: قِيلَ لَهُ: لَقَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ. قَالَ: أَجَلٌ لَقَدْ نَهَانَا ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَايِطٍ أَوْ بَوْلٍ، وَأَنْ لَا نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ، وَأَنْ لَا يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ،

۷- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کسی نے ان سے کہا کہ تمہارے نبی نے تو تمہیں سبھی چیزیں سکھائی ہیں حتیٰ کہ پیشاب پاخانے کا طریقہ بھی! انہوں نے کہا: ہاں! بلاشبہ (اس میں ہمارے لیے کوئی عیب کی بات نہیں) آپ نے ہمیں پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ رخ ہونے اور دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہ ہم میں سے کوئی تین ڈھیلوں سے کم میں استنجاء کرے اور گوبر یا ہڈی سے بھی استنجاء کرے۔

۶- تخریج: [مسنادہ حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ح: ۲۹۶ من حديث شعبة، وصححه ابن خزيمة، ح: ۶۹، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۰۵، والحاكم: ۱/۱۸۷، ووافقه الذهبي.

۷- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستنابة، ح: ۲۶۲ من حديث أبي معاوية الضرير، به، ورواه الترمذي، ح: ۱۶، والنسائي، ح: ۴۱، وابن ماجه، ح: ۳۱۶.

۱- کتاب الطهارة قضائے حاجت کے احکام و مسائل
 أَوْ نَسْتَجِي بِرَجِيعٍ أَوْ عَظْمٍ .
 www.KitaboSunnat.com

۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ ۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میں تمہارے لیے والد کی مانند ہوں، تمہیں سکھاتا ہوں۔ جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لیے آئے تو قبلہ رخ ہو کر نہ بیٹھے اور نہ قبلے کی طرف پشت کرے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔“ اور نبی ﷺ حکم دیا کرتے تھے کہ (کم از کم) تین ذھیلتے استعمال کیا کریں اور گو برادر ہڈی سے منع فرمایا کرتے تھے۔

۸- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أَعْلَمُكُمْ، فَإِذَا آتَى أَحَدَكُمْ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَنْدِرُهَا وَلَا يَسْتَنْطِبُ بِمِينِهِ»، وَكَانَ يَأْمُرُ بِفَلَاتِيَةِ أَحْجَارٍ، وَيَنْهَى عَنِ الرُّوثِ وَالرَّمَّةِ .



فوائد و مسائل: ① بول و براز کے وقت عموماً قبلے کی طرف منہ یا پشت کرنا بالکل ناجائز ہے۔ چھوٹے بچے اگرچہ غیر مکلف ہوتے ہیں مگر والدین یا سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ اس مسئلے کا خیال رکھا کریں۔ ② استنجا میں اگر تین ذھیلتے اسی طرح ٹھوس پچھرا استعمال کر لیے ہوں اور طہارت حاصل ہوگئی ہو تو ان کے بعد پانی استعمال نہ بھی کیا جائے تو طہارت ہر طرح سے کامل ہوتی ہے۔ ③ استنجا کے لیے دائیں ہاتھ کا استعمال بھی جائز نہیں۔ ④ گو برادر پلید چیزوں سے طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ ⑤ ہڈی چونکہ جنوں کا طعام ہے اس لیے جائز نہیں۔ دیگر کھانے پینے کی چیزوں سے بھی استنجا جائز نہیں۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ امت کے لیے روحانی باپ اور آپ کی ازواج مطہرات روحانی ماؤں کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ (دیکھیے سورۃ الاحزاب آیت: ۶۰ اور ۴۰) ⑦ باپ کے فرائض میں سے ہے کہ اپنی اولاد کو ان کی زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل بالخصوص دینی امور کی تعلیم دے حتیٰ کہ مخصوص مسائل بھی سمجھائے اور نوجوان اولاد کو آزاد منش لوگوں کا شکار نہ ہونے دے۔ اسی طرح ماؤں کے ذمے بھی ہے کہ اپنی بچیوں کو ان کی زندگی کے مخصوص لازمی مسائل سے بالخصوص آگاہ کیا کریں۔ ⑧ احکام شریعت کو چھوٹے (صغیرہ) اور بڑے (کبیرہ) میں تقسیم کرنے یا ان کو ہلکا جاننے سے ہمیشہ گریز کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل کے تمام احکام اور نبی ﷺ کی تمام تعلیمات انتہائی عقیم اور ذی شرف ہیں۔ مسلمان کو ان کے اختیار کرنے یا ان کی دعوت دینے میں معذرت خواہانہ انداز سے بچ کر فخر و شرف اور شکر سے ان پر عمل کرنا چاہیے ان کا اظہار کرنا چاہیے اور ان کی طرف دعوت دینی چاہیے جیسا کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کیا اور کہا۔

۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب النهي عن الاستنابة بالروث، ح: ۴۰، وابن ماجه، ح: ۳۱۲، ۳۱۳ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۰، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۳۲، ورواه مسلم، ح: ۲۶۵ من طريق آخر عن القعقاع به مختصراً.

۱- کتاب الطہارۃ

۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهَيْدٍ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَوَايَةَ قَالَ: «إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ، وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرَّبُوا»، فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَّاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ، فَكُنَّا نَحْرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللَّهَ.

۹- حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم بیت الخلا میں آؤ تو پیشاب پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ نہ کیا کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کیا کرو۔“ (ابویوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) جب ہم شام میں آئے تو دیکھا کہ وہاں کے (بیت الخلا) قبلہ رخ پر بنے ہوئے تھے چنانچہ ہم اس سے منہ پھیر کر بیٹھے تھے اور استغفار کرتے تھے۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① مدینہ منورہ میں قبلہ چونکہ جنوب کی طرف ہے اس لیے نہیں مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا، لہذا جن علاقوں میں قبلہ مغرب یا مشرق کی طرف بنتا ہے انہیں شمال یا جنوب کی طرف رخ کرنا ہوگا۔ ② حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ اس نبی کو عام سمجھتے تھے اور شہر یا جنگل میں تفریق کے قائل نہ تھے اور بہت سے اہل علم کا یہی مذہب ہے اور یہی راجح ہے۔

۱۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنِ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِي مَعْقِلِ الْأَسَدِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَتَيْنِ بَبْوَلٍ أَوْ غَائِطٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَبُو زَيْدٍ هُوَ مَوْلَى بَنِي نَعْلَبَةَ. آزاد کردہ غلام تھے۔

۱۰- حضرت معقل بن ابی معقل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب پاخانے کے وقت قبلتین (بیت الحرام اور بیت المقدس) کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”ابوزید بنو نعلبہ قبیلے کے آزاد کردہ غلام تھے۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، شیخ البانی نے بھی اسے ”مکثر“ کہا ہے، تاہم جن کے نزدیک صحیح ہے انہوں نے اس کی توجیہ کی ہے، مثلاً علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اس حکم کی دو توجیہات ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ جو شخص مدینہ منورہ میں بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے گا وہ لازماً بیت المقدس کی طرف پشت کرے گا۔ دوسری توجیہ یہ ہو سکتی ہے

۹- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب قبلة أهل المدينة وأهل الشام والمشرق، ح: ۳۹۴، ومسلم، الطهارة، باب الاستنابة، ح: ۲۶۴ من حديث سفیان بن عیینة به، ورواه الترمذی، ح: ۳۱۸، والنسائی، ح: ۲۰-۲۲، وابن ماجه، ح: ۳۱۸ وقال الترمذی: ”حسن“.

۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن استقبال القبلة بالغائط والبول، ح: ۳۱۹ من حديث عمرو بن يحيى به، قال البوصيري في الزوائد: ”أبو زيد مجهول الحال، فالحديث ضعيف به“، وضعفه الحافظ في فتح الباري ۱/ ۲۴۶.



کہ چونکہ بیت المقدس بھی مسلمانوں کا قبلہ رہا ہے اس لیے اس کا احترام بھی ضروری ہے اور یہ نئی تزیین کی ہے۔

۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ بن مروان اصفہر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت فارسی قال: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَىٰ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُولُ إِلَيْهَا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَلَيْسَ قَدْ نُهِِيَ عَنْ هَذَا؟ قَالَ: بَلَى، إِنَّمَا نُهِِيَ عَنْ ذَلِكَ فِي الْفِضَاءِ، فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ.

۱۱- مروان اصفہر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی سواری قبلہ رخ بٹھائی اور پھر اس کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے لگے۔ میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! کیا اس سے منع نہیں کیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! کھلی فضا میں اس سے روکا گیا ہے، مگر جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو کوئی حرج نہیں۔



فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے بشرط صحت یہ عمل ان حضرات کی دلیل ہے جو بندگی (یعنی بیت الخلا) یا اوٹ میں قبلہ کی طرف منہ پائست کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور معروف فقہی قاعدہ ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان اور آپ کے فعل میں تعارض محسوس ہو وہاں امت کے لیے معتبر آپ کا فرمان ہوا کرتا ہے، اس لیے یہاں آپ کے صریح فرمان اور فعل میں تعارض نہیں بلکہ آپ کا فعل آپ کیلئے خاص اور امت کے لیے وہی فرمان ہے جس کا بیان اوپر گزرا ہے۔ یا بقول امام شافعی رضی اللہ عنہ: نبی عام ہے البتہ گھروں یا تعمیر شدہ بیت الخلاؤں میں رخصت ہے اور بقول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ: نبی تزیین کی ہے اور فعل بیان جواز کیلئے ہے۔ بہر حال احتیاطاً اسی میں ہے کہ پیشاب پاخانے کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ پائست نہ کی جائے۔ (نیل الاوطار ج: ۱ باب نہی المتحلی عن استقبال القبلة و استدبارها)

(المعجم ۵) - باب الرخصة في ذلك (التحفة ۵)

باب: ۵- اس مسئلے میں رخصت کا بیان

۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۱۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں (ایک بار) گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ

۱۱- تخريج: [سناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹۲/۱ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۶۰، والدارقطني: ۵۸/۱، والحاكم على شرط البخاري: ۱۵۴/۱، ووافقه الذهبي، وحسنه الحازمي في "الاعتبار في النسخ والمنسوخ من الأخبار" * الحسن بن ذكوان مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

۱۲- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب من تبرز على لبنتين، ح: ۱۴۵ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ۲۶۶ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ (رواية يحيى بن يحيى الليثي): ۱۹۳/۱، ۱۹۴.

۱- کتاب الطهارة

قضائے حاجت کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے دو اینٹوں پر بیٹھے ہیں اور آپ کا منہ بیت المقدس کی جانب ہے۔

يَحْيَىٰ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ الْبَيْتِ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى لِسْتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ.

۱۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم پیشاب کے لیے قبلے کی طرف منہ کریں۔ پھر میں نے آپ کی وفات سے ایک سال پہلے آپ کو دیکھا کہ آپ قبلے کی طرف منہ کر کے (قضائے حاجت کے لیے) بیٹھے تھے۔

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ، فَرَأَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا.

🌞 فائدہ: ان احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ گھروں میں تعمیر شدہ بیت الخلاؤں میں بیت اللہ کی طرف پشت کرنا جائز ہے جبکہ اس مسئلہ کی جملہ احادیث سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۱ کے فوائد و مسائل میں گزرا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الروضۃ الندیۃ شرح الدرر البہیۃ) باب ترک الاستقبال واستدبار القبلة

باب ۶- قضائے حاجت کے وقت

(المعجم ۶) - بَابُ كَيْفِ التَّكْشُفِ

کپڑا اتارنے کا ادب

عِنْدَ الْحَاجَةِ (التحفة ۶)

۱۳- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی

۱۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ:

ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو جب تک زمین کے قریب نہ ہو جاتے اپنا کپڑا اٹھاتے تھے۔

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ

۱۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء من الرخصة في ذلك، ح: ۹، وابن ماجه، ح: ۳۲۵ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۸، وابن حبان(موارد)، ح: ۱۳۴، والحاكم ۱/۱۵۴، ووافقه الذهبي.

۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۹۶/۱ من حديث أبي داود به، * رجل: مجهول، ورواه الترمذي، ح: ۱۴ من طريق الأعمش عن أنس، والإسماعيلي والبيهقي من طريق الأعمش عن القاسم بن محمد عن ابن عمر به، وقال الدارقطني: "وكلاهما غير ثابت" * والأعمش مدلس ولم أجد تصريح مسماعه.

۱- کتاب الطہارۃ

قضائے حاجت کے احکام و مسائل

حَاجَةٌ لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْتُوَ مِنْ الْأَرْضِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالسلام بن حرب نے اعمش سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے مگر یہ سند ضعیف ہے۔

☀️ فائدہ ①: یہ روایت ضعیف ہے تاہم بہتر یہی ہے کہ انسان کو علیحدگی میں بھی عریاں (نگا) ہونے میں از حد احتیاط کرنی چاہیے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

(المعجم ۷) - باب كَرَاهِيَةِ الْكَلَامِ عِنْدَ الْخَلَاءِ (التحفة ۷)

باب: ۷- قضائے حاجت کے دوران بات چیت کمزور ہے

۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتَيْهِمَا يَتَحَدَّثَانِ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَمُقَّتْ عَلَيَّ ذَلِكَ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَمْ يُسْنِدْهُ إِلَّا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَّارٍ.

۱۵- حضرت ابو سعید خدری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”وہ شخص اس طرح پاخانے کے لیے نہ نکلیں کہ وہ اپنی شرم گاہیں کھولے پاخانہ کر رہے ہوں اور باتیں بھی کیے جا رہے ہوں بلاشبہ اللہ عزوجل اس بات پر ناراض ہوتا ہے۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف عکرمہ بن عمار نے مسند بیان کیا ہے۔



☀️ فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے قضائے حاجت کے وقت ایک دوسرے کے سامنے اپنی شرم گاہیں کھولنے اور باہم گفتگو کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے جیسے حدیث ہے: ”مرد مرد کی شرم گاہ اور عورت عورت کی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے۔“ (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۳۸) دوسری حدیث میں ہے: ”ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزر جب کہ آپ پیشاب کر رہے تھے اس نے آپ کو سلام کیا لیکن

۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن الاجتماع على الخلاء، ح: ۳۴۲ من حديث عكرمة بن عمار به، والنسائي في السنن الكبرى، ح: ۳۲، ۳۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۱، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۷، والحاكم ۱/۱۵۷، ووافقه الذهبي * عكرمة بن عمار مضطرب الحديث عن يحيى بن أبي كثير، وقيل: تابعه أبان بن يزيد ولم أجده، وللحديث لون آخر عند الطبراني في الأوسط، ح: ۱۲۸۶، وسنده ضعيف، وله طريق آخر عند ابن السكن (بيان الوهم والإيهام: ۵/۲۶۰، ح: ۲۶۰)، وسنده ضعيف.

۱- کتاب الطہارۃ

تفصائے حاجت کے احکام و مسائل

آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۷۰) حالانکہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے اس کے باوجود آپ نے جواب نہیں دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب سلام کا جواب دینا پسند نہیں تو دوسری باتیں کرنا کس طرح جائز ہوگا؟ غالباً اسی وجہ سے بعض علماء نے ابوداؤد کی زیر بحث حدیث کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الموسوعة الحديثية، مسند الامام احمد، ج: ۱۷، حدیث: ۱۱۳۶۰ - صحیح الترغیب، ۱/۱۷۵)

باب: فِي الرَّجُلِ يَرُدُّ
السَّلَامَ وَهُوَ يَبُولُ؟ (التحفة ۸)
باب: ۸- پیشاب کرتے ہوئے
سلام کا جواب دینا؟

۱۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: (ایک بار) نبی کریم ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دوسروں سے روایت کی گئی ہے: ”نبی ﷺ نے (فارغ ہو کر) تیمم کیا اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔“

۱۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرِ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَغَيْرِهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَيَمَّمَ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ.

۱۷- حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس سے گزرے اور آپ پیشاب کر رہے تھے۔ انہوں نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ آپ نے وضو کیا (اور جواب دیا) اور معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ”مجھے یہ بات ناپسند آئی کہ طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں۔“

۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ عَنِ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ أَبِي سَاسَانَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قَنْفَذٍ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: «إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكَرَ

۱۶- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۳۷۰ من حديث سفیان الثوري به، ورواه الترمذي، ح: ۹۰، والنسائي، ح: ۳۷، وابن ماجه، ح: ۳۵۳، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۴۳۵/۸.

۱۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب رد السلام بعد الوضوء، ح: ۳۸، وابن ماجه: ۳۵۰ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۶، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۸۹، والحاكم: ۱/۱۶۷، ۴/۴۷۹، على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * الحسن البصري مدلس وعنعن، ولأصل الحديث شواهد دون قوله: ”حتى توضع“.

۱- کتاب الطہارۃ قضائے حاجت کے احکام و مسائل
 اللہ، تَعَالَى ذِكْرُهُ، إِلَّا عَلَى طُهْرٍ» أَوْ قَالَ : راوی کوشہ ہے کہ آپ ﷺ نے [علیٰ طُہْرٍ] کہا تھا یا
 «عَلَى طَهَارَةٍ» . [علیٰ طہارۃ] (معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔)

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت ایک دوسرے طریق سے آتی ہے اور وہ صحیح ہے اس میں صرف یہاں تک بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۳۷۰) اس لیے ابو داؤد کی حدیث نمبر ۷۷ کا اگلا حصہ کہ آپ نے وضو کیا..... یہ صحیح نہیں، اس لیے یہ بات تو صحیح ثابت ہوئی کہ پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے سلام کا جواب نہ دیا جائے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ سلام کا جواب یا اللہ کا ذکر وضو کے بغیر جائز نہیں۔ ② اس سے یہ بات بھی مستفاد ہوتی ہے کہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام نہ کیا جائے۔ (ص-ی)

(المعجم ۹) - بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَذْكُرُ
 اللَّهُ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ طُهْرٍ (التحفة ۹)
 باب: ۹- طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : حَدَّثَنَا
 ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ
 سَلَمَةَ يَعْني الْقَافَاءَ، عَنِ الْبُهَيْيِّ، عَنِ
 عُرْوَةَ، عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ يَذْكُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ .
 ۱۸- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:
 رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔



☀️ فائدہ: کسی بھی مسلمان کو مرد ہو یا عورت کسی حال میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رہنا چاہیے (سوائے بیت الخلاء وغیرہ کے) یا وضو ہو یا بے وضو ظاہر ہو یا مخفی۔ قرآن مجید بھی اللہ کا ذکر ہے مگر حالت جنابت میں ناجائز ہے۔ خواتین کو بھی ایام مخصوصہ میں عام ذکر اذکار کی پابندی کرنی چاہیے۔ مگر ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام مالک، طبری، ابن المنذر، داؤد اور امام بخاری رضی اللہ عنہم کا میلان مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ مباح اور جائز ہے۔ بالخصوص ایسی خواتین جو قرآن مجید کی حافظہ ہوں یا علوم شرعیہ کے درس و تدریس سے متعلق ہوں ان کے لیے یہ تعطل انتہائی حارج ہوتا ہے۔ جبکہ جنابت کا حدیث بہت مختصر وقت کے لیے ہوتا ہے۔ اگرچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ جنسی کے لیے بھی تلاوت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاری و فتح الباری، کتاب الحيض، باب تقضي الحائض المناسك كلها.....)

۱۸- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة وغيرها، ح: ۳۷۳ عن محمد بن العلاء به، ورواه الترمذي، ح: ۳۳۸۴، وابن ماجه، ح: ۳۰۲، وعلقه البخاري في صحيحه، الفتح: ۱/۴۰۷، ۱۱۴/۲ * زكريا بن أبي زائدة صرح بالسماع عند أحمد: ۶/۲۷۸ .

۱- کتاب الطہارۃ

باب: ۱۰- ایسی انگوٹھی جس میں اللہ کا ذکر
کندہ ہو بیت الخلا میں لے جانا

باب الخاتم یكون فيه
ذکر الله تعالى يدخل به الخلاء
(التحفة ۱۰)

۱۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي
عَلِيِّ الْحَنْفِيِّ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ ابْنِ
جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: كَانَ
النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خَاتَمَهُ.
قال أبو داود: هذا حديثٌ مُنْكَرٌ، وَإِنَّمَا
يُعْرَفُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ،
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ
اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ ثُمَّ أَلْقَاهُ. وَالْوَهْمُ
فِيهِ مِنْ هَمَّامٍ، وَلَمْ يَرَوْهُ إِلَّا هَمَّامٌ.

۱۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ جب بیت
الخلا جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار لیا کرتے تھے۔
امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے
(یعنی ثقات کی روایت کے خلاف ہے) جبکہ معروف
سند یوں ہے: عن ابن جریج، عن زیاد بن سعد عن
زہری عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہ نبی ﷺ نے چاندی
کی انگوٹھی بنوائی پھر اسے اتار دیا..... مذکورہ بالا پہلی
حدیث میں وہم ہمام کو ہوا ہے اور اسے صرف ہمام نے
روایت کیا ہے۔

☀️ فائدہ: اصل روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور پھر اسے اتار دیا۔ گویا بیت الخلا
میں جاتے وقت انگوٹھی اتار دینے کی روایت ضعیف ہے۔ تاہم ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ ایسی انگوٹھی یا کتاب وغیرہ جس
میں اللہ کا نام ہو بیت الخلا میں لے جانا مناسب نہیں ہے۔ مذکورہ بالا سند کے منکر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمام نے حدیث کا
لفظ روایت کرنے میں ثقات کی مخالفت کی ہے اور اس متن کو ایک دوسری حدیث کے متن کے ساتھ غلط ملط کر دیا ہے۔

باب: ۱۱- پیشاب سے خوب اچھی طرح
پاک ہونے کا بیان

باب الاستبراء من
البول (التحفة ۱۱)

۲۰- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَنَّادُ بْنُ
السَّرِيِّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی
کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے

۱۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ذكر الله عزوجل على الخلاء والخاتم في
الخلاء، ح: ۳۰۳ عن نصر بن علي به، ورواه الترمذي، ح: ۱۷۴۶، والنسائي، ح: ۵۲۱۶، وقال الترمذي: "حسن
صحيح غريب" * ابن جريج مدلس وعنعن.

۲۰- تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الغيبة... الخ، ح: ۶۰۵۲، ومسلم، الطهارة، باب الدليل على
نجاسة البول وجوب الاستبراء منه، ح: ۲۹۲ من حديث وكيع به، ورواه الترمذي، ح: ۷۰، والنسائي، ح: ۳۱،
وابن ماجه، ح: ۳۴۷.

فرمایا: ”انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بہت بڑی بات میں عذاب نہیں دیا جا رہا ہے۔ رہا یہ شخص! تو یہ پیشاب سے نہ بچتا تھا اور یہ (دوسرا) تو یہ چغل خوری کیا کرتا تھا۔“ پھر آپ نے کھجور کی ایک تازہ ٹہنی منگوائی اسے دو حصوں میں چیرا اور ہر دو حصوں پر ایک ایک کواڑ دیا اور فرمایا: ”اسید ہے کہ ان کے خشک ہونے تک ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔“

ہناد کے الفاظ [يَسْتَنْزِرُهُ] ”پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔“ کی بجائے [يَسْتَنْزِرُ] ”پردہ نہ کرتا تھا“ ہیں۔

قال: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرِينِ فَقَالَ: «إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِرُهُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ»، ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِأَثْنَيْنِ، ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا وَقَالَ: «لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسُا» قَالَ هَتَّادٌ: «يَسْتَنْزِرُ» مَكَانَ «يَسْتَنْزِرُهُ».

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اللہ عزوجل ہی کے بتانے سے ایسی خبریں دیا کرتے تھے۔ فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳-۴) ”وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے۔ جو کہتے ہیں وہی ہوتی ہے ان پر نازل کردہ۔“ [اس حدیث سے بعض لوگ یہ مسئلہ اخذ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ غیب جانتے تھے حالانکہ امور غیب کے بارے میں اصل بات یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبُرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنَ زَرْقٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظِلْمِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ (الانعام: ۵۹) ”اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں چھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔“ اور فرمایا: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾ (النمل: ۶۵/۶۷) ”اے پیغمبر! کہہ دیجیے کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔“ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے غیب کی جس بات پر چاہتا ہے مطلع فرمادیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا﴾ (الحج: ۲۶/۲۷) ”(وہی) غیب کی بات جانتے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے تو اس کو غیب کی باتیں بتا دیتا ہے اور اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدَعَا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ (الأحقاف: ۹/۱۳۶) ”کہہ دیجیے کہ میں کوئی لوکا رسول نہیں آیا اور



۱- کتاب الطہارۃ قضائے حاجت کے احکام و مسائل

میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میرا کام تو صاف صاف (کھلم کھلا) ڈرانا ہے۔“ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث میں ہے کہ جب حضرت جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: [مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ] (صحیح البخاری الايمان، باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الايمان..... حدیث: ۵۰، صحیح مسلم الايمان، حدیث: ۸) ”اس کے بارے میں مسؤل کو مسائل سے زیادہ علم نہیں ہے۔“ پھر آپ نے جبریل علیہ السلام کو قیامت کی چند نشانیوں کے بارے میں ضرور بتلایا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بس اتنا علم غیب تھا جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کروا دیا تھا اسی کے بارے میں آپ نے بوقت ضرورت بتایا غیب کے باقی امور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہیں بتایا ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا۔ [۱] پیشاب سے طہارت حاصل نہ کرنا یا اس کے چھینٹوں سے نہ بچنا یا پردہ نہ کرنا یعنی برسر عام پیشاب پاخانہ کرنے کے لیے بیٹھ جانا عذاب قبر کا باعث ہے۔ [۲] چٹل خوری کو بھی عام سی بات نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہی بہت بڑا گناہ اور عذاب قبر کا باعث ہے۔ [۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبروں پر چھڑیاں رکھنے کا عمل آپ ہی سے مخصوص ہے۔ آپ کے بعد صحابہ میں سے کسی نے بھی یہ عمل نہیں کیا اب جو لوگ کرتے ہیں ایک بدعت کے مرتکب ہوتے ہیں۔



۲۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۱- جناب عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ ہمیں جریر
 حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، نے منصور کے واسطے سے مجاہد سے بیان کیا ہے انہوں
 عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اس کے ہم معنی روایت
 «كَانَ لَا يَسْتَنْزَهُ مِنْ بَوْلِهِ» وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: بیان کی ہے۔ جریر نے کہا: [كَانَ لَا يَسْتَنْزَهُ مِنْ
 بَوْلِهِ] اور ابو معاویہ (محمد بن حازم) کے لفظ ہیں: [كَانَ
 لَا يَسْتَنْزَهُ مِنْ بَوْلِهِ]

☀️ فائدہ: [لَا يَسْتَنْزَهُ] کا ظاہر معنی ہے کہ ”پردہ نہ کرتا تھا۔“ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ”وہ اپنے اور پیشاب کے درمیان کوئی چیز حائل نہ کرتا تھا تا کہ وہ اس کے جسم اور کپڑوں کو نہ لگے۔“ اس طرح دونوں لفظ معنوی طور پر ایک ہی مفہوم کے حامل ہیں۔

۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ۲۲- حضرت عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
 ابْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، میں اور عمرو بن عاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اسی دوران

۲۱- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: من الكبائر أن لا يستتر من بوله، ح: ۲۱۶ عن عثمان بن أبي شيبة به.
 ۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب البول إلى سترة يستتر بها، ح: ۳۰، وابن ماجه، ح: ۳۶۶ من حديث الأعمش به * الأعمش، تقدم (۱۴) وعنمن.

تقاضے حاجت کے احکام و مسائل

آپ باہر نکلے اور آپ کے پاس (چمڑے کی) ایک ڈھال تھی، آپ نے اسی سے پردہ کیا اور پھر پیشاب کیا۔ ہم (میں سے بعض) نے کہا کہ دیکھو ایسے پیشاب کر رہے ہیں جیسے کہ عورت (چھپ چھپا کر) پیشاب کرتی ہے۔ یہ بات آپ نے سن لی، آپ نے فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنو اسرائیل کے ایک شخص کا کیا حال ہوا تھا؟ ان کو اگر پیشاب لگ جاتا تھا تو وہ اس حصے کو کاٹ ڈالتے تھے۔ اس شخص نے اپنی قوم کو اس کام سے روک دیا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔“

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجَ وَمَعَهُ دَرَقَةٌ ثُمَّ اسْتَتَرَ بِهَا ثُمَّ بَالَ، فَقُلْنَا: انظُرُوا إِلَيْهِ يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ، فَسَمِعَ ذَلِكَ فَقَالَ: «أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا لَقِيَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَطَعُوا مَا أَصَابَهُ الْبَوْلُ مِنْهُمْ فَهَذَا هُمْ فَعُذِبَ فِي قَبْرِهِ».

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ منصور نے ابوداؤد سے انہوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں یہ لفظ کہے: [جِلْدٌ أَحَدِهِمْ] ”اپنے چمڑے کو کاٹ دیتے۔“ جب کہ عاصم نے ابوداؤد سے انہوں نے ابوموسیٰ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ لفظ کہے: [جَسَدٌ أَحَدِهِمْ] ”اپنے جسم کو کاٹ دیتے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: قال مَنْصُورٌ: عن أبي وائل، عن أبي موسى في هذا الحديث قال: «جِلْدٌ أَحَدِهِمْ»، وقال عاصم عن أبي وائل، عن أبي موسى عن النبي ﷺ قال: «جَسَدٌ أَحَدِهِمْ».



☀️ فوائد و مسائل: [قَطَعُوا مَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ] ”جس کو پیشاب لگتا تھا“ اسے کاٹ دیتے تھے۔“ اس میں ابہام ہے کہ کس چیز کو کاٹتے تھے؟ ابوداؤد کی دوسری روایات میں سے ایک میں [جِلْدٌ] ”چمڑے“ کا اور دوسری میں [جَسَدٌ] ”جسم“ کا ذکر ہے۔ جسد کے لفظ کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف ابی داؤد میں منکر کہا ہے اور جلد سے مراد چمڑے کا لباس مراد لیا گیا ہے جو پہنا جاتا ہے۔ اس طرح کاٹے جانے والی چیز جسم کا حصہ نہیں بلکہ لباس (کپڑا یا چمڑا) ہوتا تھا جسے پیشاب لگ جاتا تھا صحیح بخاری کی روایت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے جس کے الفاظ ہیں: [إِذَا أَصَابَ ثَوْبٌ أَحَدِهِمْ قَرَضَهُ] [بخاری، الوضوء، حدیث: ۲۲۶] ”جب ان میں سے کسی کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اسے کاٹ دیتا تھا۔“ اس سے حسب ذیل باتیں مستفاد ہوتی ہیں: ① اسلام ہمیشہ سے طہارت و پاکیزگی کا داعی رہا ہے۔ بنی اسرائیل میں یہ احکام انتہائی سخت تھے۔ جس بد بخت نے لوگوں کو اس امر شرعی کی مخالفت پر ابھارا تھا اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔ ② اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روکنا، اس میں تحریف کرنا یا تاویل باطل سے اسے مہمل قرار دینا حرام اور شقاوت (بد بختی) کا کام ہے اور ایسا شخص عذاب الہی کا مستحق ہے۔

۱- کتاب الطہارۃ

تقاع حاجت کے احکام و مسائل

(المعجم ۱۲) - باب الْبَوْل قَائِمًا

باب: ۱۲- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

(التحفة ۱۲)

۲۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمٌ
ابْنُ إِبرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح:
وحدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثنا أَبُو عَوَانَةَ: وَهَذَا
لَفْظُ حَفْصٍ عَنِ سُلَيْمَانَ، عَنِ أَبِي وَائِلٍ،
عَنِ حُذَيْفَةَ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
سِبْاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ
فَمَسَحَ عَلَى خُفْيِهِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ
مُسَدَّدٌ: قَالَ: فَذَهَبَتْ أَتْبَاعُهُ، فَدَعَانِي
حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ.

۲۳- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول
اللہ ﷺ ایک قوم کے کوڑے کے ایک ڈھیر پر آئے اور
کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ پھر آپ نے پانی منگولیا اور
(وضو کیا اس وضو میں آپ نے) اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔
امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ان کے شیخ) مسدد
نے کہا کہ راوی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (اس
موقع پر) میں آپ سے دور ہٹنے لگا تو آپ نے مجھے
بلایا حتیٰ کہ میں (آپ کے قریب آ گیا اور) آپ کے
پچھے بیٹھنے لگا۔



فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ ضرورت کے موقع پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے بشرطیکہ چھیننے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ چنانچہ اس حدیث کے پیش نظر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ ابن عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے لیکن سنت یہ ہے کہ آدمی بیٹھ کر پیشاب کرے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: ”جو شخص تمہیں یہ بیان کرے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو اس کی بات کی تصدیق نہ کرو کیونکہ آپ ﷺ تو ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔“ (جامع الترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء فی النهی عن البول قائمًا حدیث: ۱۲، و سنن النسائی، الطہارۃ، حدیث: ۲۹) امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں سب سے زیادہ صحیح روایت یہی ہے اور پھر بیٹھ کر پیشاب کرنے میں پردہ پوشی بھی زیادہ ہے اور آدمی پیشاب کے چھینٹوں سے بھی زیادہ محفوظ رہتا ہے۔ آج کل ماڈرن قسم کے لوگ جو مغرب کی نقالی میں حد سے بڑھ چکے ہیں، ہوتوں اور پارکوں میں کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں حالانکہ ہر معاملے میں غیروں کی نقالی کرنا سراسر حدیث رسول کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور انگریزی کی اور غیر مسلموں کی نقالی سے بچائے۔ ② نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض حالات میں لوگوں کے قریب بھی پیشاب کیا جاسکتا ہے۔

۲۳- تخریج: أخرجه البخاری، اللہ عنہ، باب البول قائمًا وقاعدًا، ح: ۲۲۴ من حدیث شعبۃ بہ، و مسلم، الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، ح: ۲۷۳ من حدیث سلیمان الأعمش بہ، و رواہ الترمذی، ح: ۱۳، و النسائی، ۱۸، ۲۶، ۲۸، و ابن ماجہ، ح: ۳۰۵.

۱- کتاب الطہارۃ..... قضائے حاجت کے احکام و مسائل

(المعجم ۱۳) - بَابٌ: فِي الرَّجْلِ يَبُولُ
بِاللَّيْلِ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ يَضَعُهُ عِنْدَهُ (التحفة ۱۳)
۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى: حَدَّثَنَا
حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ حُكَيْمَةَ بِنْتِ
أُمَيْمَةَ ابْنَةِ رُقَيْقَةَ، عَنْ أُمِّهَا أَنَّهَا قَالَتْ:
كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدْحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ
سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ.

باب: ۱۳- انسان رات کو کسی برتن میں پیشاب
کرے اور پھر اسے اپنے پاس پڑا رہنے دے
۲۳- حضرت اُمیمہ بنت رُقیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:
نبی ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جو آپ کی
چارپائی کے نیچے رکھا ہوتا تھا۔ آپ رات کو اس میں
پیشاب کر لیا کرتے تھے۔

☀ فائدہ: بیماری سردی یا کسی دوسرے عذر کی بنا پر انسان کسی برتن میں پیشاب کر لے اور بعد میں اسے باہر گرا دیا
جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي
نُهِيَ عَنِ الْبَوْلِ فِيهَا (التحفة ۱۴)
باب: ۱۴- وہ مقامات جہاں
پیشاب کرنا منع ہے

۲۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اتَّقُوا اللَّاعِنِينَ». قَالُوا:
وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «الَّذِي
يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ ظَلَمَهُمْ».

۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ
نے فرمایا: ”لعنت کے دو کاموں سے بچو۔“ صحابہ نے کہا:
اے اللہ کے رسول! لعنت کے وہ کون سے دو کام ہیں؟
آپ نے فرمایا: ”جو لوگوں کے راستے میں یا ان کے
سائے میں پاناخانہ کرتا ہے۔“

۲۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدِ الرَّمْلِيِّ
وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبُو حَفْصٍ وَحَدِيثُهُ
۲۶- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لعنت کے تین کاموں سے

۲۴- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب البول في الإناء، ح: ۳۲ من حديث حجاج بن محمد به،
وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۲۳، والحاكم: ۱۶۷/۱، ووافقه الذهبي.

۲۵- تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن التخلي في الطرق والظلال، ح: ۲۶۹ عن قتبية به.

۲۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن الخلاء على قارعة الطريق، ح: ۳۲۸
من حديث نافع بن يزيد به، وصححه الحاكم: ۱۶۷/۱، ووافقه الذهبي، وضعفه البوصيري لعله الإرسال * أبو سعيد
الحجري لم يدرك معاذ بن جبل رضي الله عنه، وللحديث شاهد ضعيف عند أحمد: ۲۹۹/۱، وحديث مسلم،
ح: ۲۶۹ يعني عنه.

۱- کتاب الطہارۃ

قضائے حاجت کے احکام و مسائل

أَنْتُمْ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَنَاهُمْ،
أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي حَيَّوَةُ بْنُ
شُرَيْحٍ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْجُمَيْرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ
مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: الْبِرَّازَ فِي
الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةَ الطَّرِيقِ، وَالظَّلَّ».

☀️ **فائدہ:** یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ صحیح حدیث یہ ہے: دولتت والے کاموں سے بچو! ایک یہ کہ عام گزرگاہ میں پاخانہ کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ لوگوں کی سائے والی جگہ میں یہ کام کیا جائے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۶۹) اس حدیث سے یہ استدلال صحیح ہے کہ گھٹا سمیت ایسی تمام جگہوں پر بول و براز کرنا صحیح نہیں جس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف ہو۔

باب: ۱۵- غسل خانے میں پیشاب کا مسئلہ

(المعجم ۱۵) - **بَابُ فِي الْبَوْلِ فِي**

الْمُسْتَحَمِّ (التحفة ۱۵)

۲۷- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص غسل خانے میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔ کہ بعد میں وہ وہیں نہائے گا۔“

۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ
وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ:
أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ، وَقَالَ الْحَسَنُ عَنْ أَشْعَثَ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ مُغْفَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا
يُبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ»
قَالَ أَحْمَدُ: «ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فِيهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ
الْوَسْوَاسِ مِنْهُ».

احمد روایت کرتے ہیں: ”پھر وہ وہیں وضو کرے گا“
کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔“

۲۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب كراهة البول في المغتسل، ح: ۳۰۴ من حديث عبدالرزاق، والترمذي، ح: ۲۱ من حديث معمر به، وقال: ”غريب“، وعلقه البخاري: ۵۸۸/۸، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۲۵۲، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۶۷، ۱۸۵، ووافقه الذهبي * الحسن البصري مدلس وعنعن والحديث الآتي يعني عنه.

۱- کتاب الطهارة قضائے حاجت کے احکام و مسائل

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے البتہ اگلی حدیث صحیح ہے جو اسی کے ہم معنی ہے۔

۲۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حُمَيْدِ الْجَمِيرِيِّ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا صَحَبَ النَّبِيَّ ﷺ كَمَا صَحَبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ يُوَلَّ فِي مُغْتَسَلِهِ.

۲۸- حمید حمیری، عبدالرحمن کے صاحب زادے کہتے ہیں کہ میں ایک صاحب سے ملا جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یافتہ تھے جیسے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما آپ کی صحبت میں رہے تھے انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہمارا کوئی شخص ہر روز کنگھی کرے یا اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① غسل خانے میں پیشاب سے بچنا ہی افضل ہے خواہ وہ کچا ہو یا سینٹ اور چپس وغیرہ سے بنا ہو کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ پیشاب کے لیے جگہ علیحدہ بنی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ الغرض طہارت میں بداحتیاطی کی وجہ سے وسوسہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ② ہر روز کنگھی سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عام دنیا داروں کی طرح ظاہری ٹیپ ٹاپ کا بہت زیادہ اہتمام نہیں ہونا چاہیے جیسے کہ عربوں کا عام معمول تھا کہ وہ بال لے لے رکھتے تھے البتہ سادہ انداز میں کنگھی سے بالوں کو برابر کرنا کہ انسان باوقار نظر آئے ان شاء اللہ مباح ہے۔ عام مفہوم میں کنگھی کرنے کو بھی محدثین کرام نے نبی تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ بہر حال مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی ذاتی زیب و زینت کو روزانہ کا معمول نہ بنائے جیسے کہ ہمارے گھروں میں یہ مصیبت درآئی ہے کہ حمام میں آئینہ کنگھا، تیل و عطر، دروازے پر آئینہ کنگھا اور ڈریسنگ میز وغیرہ بچے رہتے ہیں۔ کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر روز دو بار کنگھی کرتے تھے۔ ③ حدیث شریف میں وارد حکم مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے لیے بھی ہے۔ اگرچہ زیب و زینت ان کے لیے ایک اعتبار سے مطلوب ہے مگر اس میں بھی اعتدال ضروری ہے، نہ یہ کہ انسان ہر وقت اپنی ظاہری اور مصنوعی افزائش حسن ہی پر لگا رہے۔

(المعجم ۱۶) - باب النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْجُبْحْرِ (التحفة ۱۶)

۲۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ ۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

۲۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر النهي عن الاغتسال بفضل الجنب، ح: ۲۳۹ من حديث داود بن عبد الله به.

۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب كراهية البول في الجحر، ح: ۳۴ من حديث معاذ ابن هشام به، وضححه الحاكم: ۱/۱۸۶ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * قتادة مدلس وعنعن.

۱- کتاب الطہارۃ

قضائے حاجت کے احکام و مسائل

میسرۃ: حدثنا معاذ بن ہشام: حَدَّثَنِي أَبِي
 عن فتادة، عن عبد الله بن سرجس: أَنَّ
 النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْجُحْرِ قَالَ: قَالُوا
 لَفَتَادَةَ: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ؟ قَالَ:
 كَانَ يُقَالُ: إِنَّهَا مَسَاكِينُ الْحِجْرِ.

کہ نبی ﷺ نے بل میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا
 ہے۔ لوگوں نے قتادہ سے کہا کہ بل میں پیشاب کیوں
 مکروہ و ممنوع ہے؟ تو انہوں نے کہا: ”کہا جاتا ہے کہ
 ان میں جن رہتے ہیں۔“

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ بلوں میں پیشاب نہ کیا جائے کیونکہ بلوں میں بالعموم
 موذی جانور بھی ہوتے ہیں تو ان میں پیشاب کرنے سے کوئی آزار بھی پہنچ سکتا ہے اس لیے کھلے ماحول کو چھوڑ کر کسی
 بل یا سوراخ کو پیشاب کرنے کے لیے استعمال کرنا کوئی عقل و دانش کی بات نہیں ہے۔

(المعجم ۱۷) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا
 خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ (التحفة ۱۷)
 باب: ۱۷- بیت الخلاء سے نکل کر
 انسان کیا پڑھے؟

۳۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ:
 حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ
 عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
 حَدَّثَنِي عَائِشَةُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا
 خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قَالَ: «عَفْرَانِكَ».

۳۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی
 کریم ﷺ جب بیت الخلاء سے فارغ ہو کر نکلتے تو کہتے:
 [عَفْرَانِكَ] ”اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔“

☀️ فائدہ: علاوہ ازیں اور بھی دعائیں آئی ہیں مگر یہ حدیث اور دعائے دیگر دعاؤں کے مقابلے میں سند کے اعتبار سے
 زیادہ قوی ہے۔ علامہ خطابی اس دعا کی حکمت یہ بتاتے ہیں کہ چونکہ یہ وقت اللہ کے ذکر کے بغیر گزرتا ہے اس لیے اس
 پر استغفار کی تعلیم دی گئی ہے۔

(المعجم ۱۸) - باب كَرَاهِيَةِ مَسِّ الذَّكَرِ
 بِالْيَمِينِ فِي الْإِسْتِجَارِ (التحفة ۱۸)
 باب: ۱۸- استنجائے شرم گاہ کو دائیں ہاتھ
 سے چھونے کی ممانعت

۳۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ وَمُوسَى

۳۰- تخريج: [اسنادہ صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء، ح: ۷، وابن
 ماجه، ح: ۳۰۰ من حديث إسرائيل بن يونس به، وقال الترمذي: ”غريب حسن“، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۰،
 وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۴۱، وابن الجارود، ح: ۴۲، والحاكم ۱/ ۱۸۵، ووافقه الذهبي.

۳۱- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال، ح: ۱۵۳، ۱۵۴، ومسلم،
 الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح: ۲۶۷ من حديث يحيى بن أبي كثير به، ورواه الترمذي، ح: ۱۵، ۱۶

۱- کتاب الطهارة

تقضائے حاجت کے احکام و مسائل

ابنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسُّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَتَمَسَّحُ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلَا يَشْرَبُ نَفْسًا وَاحِدًا».

ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے بیٹھے تو اپنے ذکر (عضو مخصوص) کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔ اور جب کوئی پاخانے کے لیے آئے تو دائیں ہاتھ سے استنجانہ کرے اور جب کچھ پیے تو ایک سانس میں نہ پیے۔“

☀️ نوآمد و مسائل: ① جب استنجا جیسی اہم ضرورت کے وقت دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونا یا اسے پکڑنا منع ہے تو عام حالات میں اور زیادہ بچنا چاہیے۔ عورتیں بھی اسی حکم کی پابند ہیں۔ ② کوئی چیز پینے کا شرعی ادب یہ ہے کہ اسے تین سانس میں پیا جائے۔

۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ الْمِصْبِصِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَيُّوبَ يَعْنِي الْإِفْرِيقِيَّ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ وَمَعْبُدٍ، عَنْ حَارِثَةَ ابْنِ وَهْبٍ الْخَزَاعِمِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ يَمِينَهُ لَطَعَامِهِ وَشَرَابِهِ وَتِيَابِهِ، وَيَجْعَلُ شِمَالَهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ.

۳۲- حضرت حفصہ زوجہ نبی ﷺ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ اپنا دایاں ہاتھ کھانے پینے اور پہننے (جیسے کاموں) میں استعمال کیا کرتے تھے اور بائیں ہاتھ اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں۔



☀️ نوآمد و مسائل: یہ حدیث دلیل ہے کہ دائیں ہاتھ کو فضیلت حاصل ہے۔ ایک روایت میں نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بائیں ہاتھ سے کسی سے کوئی چیز پکڑے نہ بائیں ہاتھ سے کوئی چیز پکڑائے۔“ (صحیح مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب و أحكامهما، حدیث: ۲۰۲۰) اس معاملے میں لوگ احتیاط نہیں کرتے اور چیز لیتے اور دیتے وقت بائیں ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں حالانکہ کھانے پینے کی طرح چیز لیتے اور دیتے وقت بھی صرف دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے کھائے نہ پیے اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔“ (صحیح مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب و أحكامهما، حدیث: ۲۰۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ

◀️ والنسائي، ح: ۲۴، ۲۵، وابن ماجه، ح: ۳۱۰.

۳۲- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه الحاكم: ۱۰۹/۴ من حدیث ابن زائده به وقال: ”هذا حدیث صحیح“.

۱- کتاب الطہارۃ تقضائے حاجت کے احکام و مسائل

بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطانی کام ہے لیکن بد قسمتی سے بہت سے مسلمان فریگیوں کی نقالی میں بڑے فخر سے بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں حالانکہ کافروں کے ساتھ مشابہت کرنے پر نہایت سخت وعید ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ نے اسے فرمایا: ”دائیں ہاتھ سے کھا۔“ اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: ”تو نہ ہی طاقت رکھے۔“ اسے صرف تکبر نے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔ اس حدیث کے راوی فرماتے ہیں اس کے بعد وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منہ کی طرف اٹھا ہی نہیں سکا۔ (صحیح مسلم، الأثریۃ، حدیث: ۴۰۳۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے جو بددعا فرمائی وہ قبول ہو گئی، اس لیے بائیں ہاتھ سے کھانا پینا بہت سخت گناہ ہے۔ نظافت اور صفائی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کھانے اور پینے کے لیے صرف دایاں ہاتھ ہی استعمال کیا جائے کیونکہ استنجاء وغیرہ کے لیے بائیں ہاتھ استعمال کرنے کا حکم ہے تو جس ہاتھ سے انسان اپنی گندگی صاف کرتا ہے اس ہاتھ سے کھانا پینا کتنا معیوب ہے۔ ایسی پاکیزہ عادات و اطوار کو معمولی زندگی بنانے کے لیے اپنی اولاد میں ابتدا ہی سے ان عادات کا اہتمام و التزام کرنا چاہیے تاکہ شرعی آداب کا حامل نیک اور صالح معاشرہ تشکیل پاسکے۔



۳۳- ۱م المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا داہنا ہاتھ وضو اور کھانے (جیسے کاموں) کے لیے (مخصوص) تھا اور بائیں ہاتھ خلا میں استنجاء اور دیگر کمر و ہات وغیرہ میں استعمال کرتے تھے۔

۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ : حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ أَبِي عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْيُمْنَى لِيَطْهُورَهُ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْبِشْرَى لِيَحْلَاثِهِ وَمَا كَانَ مِنْ أَدَى .

۳۴- ۱م المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے (ایک دوسری سند سے بھی) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتی ہیں۔

۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنِ بَزِيعٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَشْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ .

☀️ فائدہ: حدیث ۳۳ اور ۳۴ ضعیف ہیں۔ تاہم حدیث ۳۲ صحیح ہے اور اس سے یہ مسئلہ ثابت ہے جیسا کہ اس کے فوائد کی تفصیل گزری۔

۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۶۵ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * سعيد بن أبي عروبة مدلس وعنه وإبراهيم لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، والحديث السابق: ۳۲ یعنی عنہ .
۳۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۶۵ عن عبد الوهاب بن عطاء به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ۷۲۲ (بتحقيق)، وانظر الحديث السابق: ۳۳ .

(المعجم ۱۹) - باب الاستنار فی

الْخَلَاءِ (التحفة ۱۹)

۳۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ثَوْرٍ، عَنِ الْحُصَيْنِ الْجُبْرَانِيِّ، عَنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اِكْتَحَلَ فُلْيُوتِرَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ اسْتَجَمَرَ فُلْيُوتِرَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ، وَمَا لَأَكْ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَتَى الْعَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيرًا مِنْ رَمَلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ».

قضائے حاجت کے احکام و مسائل

باب: ۱۹- قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا

۳۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جو شخص سرمہ لگائے تو طاق سلاخیاں لگائے، جس نے ایسا کیا تو بہتر کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جو استنجا کرنے میں ڈھیلے استعمال کرے اسے چاہیے کہ طاق عدولے، جس نے ایسا کیا تو بہتر کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جس نے کچھ کھایا اور پھر تنگے سے خلال کیا تو چاہیے کہ منہ کے ریزوں کو پھینک دے اور جو کچھ اپنی زبان سے صاف کرے تو وہ نکلے، جس نے کیا خوب کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جو پاخانے کو آئے تو چاہیے کہ کوئی آڑ لے لے اگر کچھ نہ پائے تو ریت کی ڈھیری ہی بنا لے اور اس کی طرف پشت کر لے بلاشبہ شیطان بنی آدم کے سرینوں کے ساتھ کھیلتا ہے جس نے ایسا کیا بہت اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو عاصم نے ثور سے روایت کیا تو راوی کا نام..... حصین حمیری بتایا (نہ کہ حمرانی) اور عبد الملک بن صباح نے روایت کیا تو کہا ابو سعید الخیر (نہ کہ صرف ابو سعید۔)

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو سعید الخیر رضی اللہ عنہما کے صحابہ میں سے تھے۔

قال أبو داؤد: رواه أبو عاصم عن ثور. قال حُصَيْنُ الْجُمَيْرِيُّ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ ثَوْرٍ فَقَالَ: أَبُو سَعِيدِ الْخَيْرِ.

قال أبو داؤد: أبو سَعِيدِ الْخَيْرِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

۳۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب من اکتحل وتراً، ح: ۳۴۹۸ من حدیث ثور بن یزید بحصین مجهول الحال.



تفصلاً حاجت کے احکام و مسائل

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں جو باتیں دوسری احادیث سے ثابت ہیں وہ قابل عمل ہیں۔ دیگر باتوں پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

(المعجم ۲۰) - باب مَا يُنْهَى عَنْهُ أَنْ

باب ۲۰- وہ چیزیں جن سے استنجاء منع ہے

يُسْتَنْجَى بِهِ (التحفة ۲۰)

۳۶- شیبان قتبانى روایت کرتے ہیں کہ مسلمہ بن خالد نے (جو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر میں گورنر تھے) حضرت روفیع بن ثابت رضی اللہ عنہ کو زیریں مصر کی جانب اپنا نائب مقرر کیا۔ شیبان کہتے ہیں کہ ہم جناب روفیع بن ثابت کے ساتھ کوم شریک سے علقمہ یا علقمہ سے کوم شریک کی جانب چلے ان کی مراد علقام ہے تو حضرت روفیع بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم میں سے کوئی اپنے بھائی کی کمزوری سواری لے لیتا اس شرط پر کہ جو کچھ بھی غنیمت میں سے ملے گا اس میں سے نصف مالک کے لیے اور نصف ہمارے لیے ہوگا۔ اور پھر ایسا بھی ہوتا تھا کہ (تقسیم اموال میں) کسی کو تیر کا پھل ملتا کسی کو اس کے پر اور کسی کو اس کی لاشی۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے روفیع! امید ہے تجھے میرے بعد کسی زندگی ملے گی تو تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو اپنی ڈاڑھی کو گرہ لگائے یا تانت باندھے یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجاء کرے تو محمد ﷺ اس سے بری ہیں۔“

۳۶- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبِ الْهَمْدَانِيِّ: أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ يُعْنِي ابْنَ نِصَالَةَ الْمِصْرِيِّ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسِ الْقُتَيْبَانِيِّ، أَنَّ شَيْبَانَ بْنَ يَثْبَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ شَيْبَانَ الْقُتَيْبَانِيِّ أَنَّ مَسْلَمَةَ بْنَ مُخَلَّدٍ اسْتَعْمَلَ رُوَيْفِعَ ابْنَ ثَابِتٍ عَلَى أَسْفَلِ الْأَرْضِ، قَالَ شَيْبَانُ: فَبَرْنَا مَعَهُ مِنْ كَوْمِ شَرِيكِ إِلَى عَلْقَمَاءَ، أَوْ مِنْ عَلْقَمَاءَ إِلَى كَوْمِ شَرِيكِ - يُرِيدُ عَلْقَمَاءَ - فَقَالَ رُوَيْفِعُ: إِنْ كَانَ أَحَدُنَا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيَأْخُذُ نِصْفَ أُخِيهِ، عَلَى أَنْ لَهُ النِّصْفَ مِمَّا يَغْنَمُ وَلَنَا النِّصْفُ إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَطِيرُ لَهُ النَّصْلُ وَالرِّيشُ وَلِلْآخِرِ الْقَدْحُ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا رُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّ مِنْ عَقْدٍ لِحَيْتِهِ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرَا، أَوْ اسْتَنْجَى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُ بَرِيءٌ».

فوائد و مسائل: ① استنجاء میں گوبر اور لید کا استعمال حرام ہے کیونکہ یہ سب جنوں کا طعام ہیں۔ (سنن ابی داؤد؛

الطہارۃ؛ حدیث: ۳۹) ② شراکت کا روبرا جائز ہے۔ ③ مشترک چیز خواہ کتنی ہی معمولی ہو اسے حصہ داروں میں تقسیم کر لینا چاہیے بشرطیکہ اس کے اجزا قابل استفادہ ہوں اور نفس شے ضائع نہ ہوتی ہو۔ ④ ڈاڑھی کو گرہ لگانا جائز

۳۶- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الزينة، باب عقد اللحية، ح: ۵۰۷۰ من حديث عياش بن عباس به، انظر الحديث الآتي.

قتلے حاجت کے احکام و مسائل

نہیں جیسے کہ نجی کرتے تھے اور اب سکھ کرتے ہیں یا ایسے انداز میں بٹ دے کر رکھنا کہ بال ہٹ کر بالے ہو جائیں یا دیکھنے والوں کو چھوٹی نظر آئے۔ واللہ اعلم۔ ⑤ کچھ لوگ جانوروں کو تانت اس غرض سے باندھتے تھے کہ نظر نہ لگے اور یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ غیر مسلموں کی طرح زنا باندھنا ناجائز ہے۔

۳۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی جبکہ وہ (ابوسالم) ان کے ساتھ باب الیون کے قلعے پر مرور چہ بند تھے۔ امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ الیون کا قلعہ علاقہ فسطاط میں پہاڑ پر واقع تھا۔ امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (گزشتہ حدیث میں مذکور) شیبان قتبانہ وہ ابن امیہ ہے اور اس کی کنیت ابو حذیفہ ہے۔

۳۷- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ عِيَّاشٍ: أَنَّ شَيْمَ بْنَ بَيْتَانَ أَخْبَرَهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَيْضًا عَنْ أَبِي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، يَذْكُرُ ذَلِكَ وَهُوَ مَعَ مَرَابِطٍ بِحِصْنِ بَابِ الْيُونِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حِصْنُ الْيُونِ بِالْفُسْطَاطِ عَلَى جَبَلٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ شَيْبَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، يُكْنَى أَبَا حُذَيْفَةَ.

۳۸- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی یا شینگنی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا تھا۔

۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عِبَادَةَ: حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بَعْرِ.

۳۹- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جنوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت کو منع فرما دیجیے کہ وہ ہڈی یا گوہر یا کوئلے سے استنجا کریں، کیونکہ

۳۹- حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ الْحَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عِيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّبْيَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّلَيْمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَدِمَ

۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] انفرادیہ ابوداؤد.

۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ۲۶۳ من حديث روح بن عبادة به.

۳۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۰۹ من حديث أبي داود به، وقال: "إسناده شامي غير قوي" * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع من شيخه الشامي عند الدارقطني: ۱/ ۵۵، ۵۶، وروايه عن الشاميين مقبولة عند الجمهور.

وَفَدُّ الْجِنَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّهُ أُمَّتَكَ أَنْ يَسْتَنْجُوا بِعَظْمِ أَوْ رَوْثَةٍ أَوْ حَمَمَةٍ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ لَنَا فِيهَا رِزْقًا. قَالَ: فَهِيَ النَّبِيُّ ﷺ.

اللہ عزوجل نے ان میں ہمارا رزق رکھا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان سے روک دیا۔

(المعجم ۲۱) - باب الاستنجاء
بالأحجار (التحفة ۲۱)

۴۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَفُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ مُسْلِمِ ابْنِ قُرْطُبٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ يَسْتَطِيبُ بِهِنَّ، فَإِنَّهَا تُجْزِي عَنْهُ».

۴۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لیے جانے لگے تو اپنے ساتھ تین ڈھیلے لے جایا کرے ان سے استنجا کر لیا کرے۔ بے شک یہ اس کے لیے کفایت کریں گے“

🌞 فوائد و مسائل: ① ہدایت ہے کہ رفع حاجت کے لیے بیٹھنے سے پہلے طہارت حاصل کرنے کا انتظام کر لیا جائے۔ ممکن ہے ہر موقع کوئی چیز میاں نہ ہو لہذا غیر معتمد مقامات پر لے کر پہلے دیکھ لیا جائے کہ آیا اس میں پانی بھی ہے یا نہیں۔ ② ڈھیلے کا حکم مسائل کے بدوی ہونے کی مناسبت سے ہے اور یہ ہے کہ تین ڈھیلوں سے استنجا پانی سے کفایت کرتا ہے۔ آج کل ٹشو پیپر اس کا قائم مقام ہے۔ تاہم افضلیت پانی ہی کے استعمال میں ہے۔

۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ خُزَيْمَةَ، عَنْ عَمَارَةَ ابْنِ خُزَيْمَةَ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: «گور نہ ہو»

۴۱- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے استنجا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”تین ڈھیلوں سے (استنجا کرے) ان میں گور نہ ہو“

۴۰- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الاجزاء في الاستطابة بالحجارة دون غيرها، ح: ۴۴ عن فتية به، وصححه الدارقطني ۱/ ۵۴، ۵۵، وللحديث شواهد.

۴۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة والنهي عن الروث والرمة، ح: ۳۱۵ من حديث هشام بن عروة به * عمرو بن خزيمة مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وحديث مسلم، ح: ۲۲۲ يفتي عنه.

۱- کتاب الطہارۃ

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ
فَقَالَ: «بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ».

قال أبو داود: وَكَذَا رَوَاهُ أَبُو
أَسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ هِشَامٍ.

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح حدیث میں گو برادر ہڈی سے استنجا کی ممانعت ثابت ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۶۲) غالباً اسی لیے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

(المعجم ۲۲) - **بَابُ فِي الْاِسْتِبْرَاءِ**
(التحفة ۲۲)

۴۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَخَلْفٌ بْنُ
هِشَامٍ الْمُقَرَّبِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
يَحْيَى التَّوَّامُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ
عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْقُوبَ التَّوَّامُ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ: بَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ
عُمَرُ خَلْفَهُ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ، فَقَالَ: «مَا هَذَا
يَا عَمْرُ؟» فَقَالَ: هَذَا مَاءٌ تَتَوَضَّأُ بِهِ. قَالَ:
«مَا أَمَرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ، وَلَوْ
فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً».

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم ہر وقت با وضو ہونا ایک اچھا عمل ہے۔ لیکن واجب نہیں ہے۔

(المعجم ۲۳) - **بَابُ فِي الْاِسْتِنْبَاءِ**
بِالْمَاءِ (التحفة ۲۳)

۴۳- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدِ
۴۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب من بال ولم يمس ماء، ح: ۳۲۷ من حدیث التَّوَّامِ بِهِ، وَهُوَ ضَعِيفٌ كَمَا فِي التَّهْذِيبِ وَالتَّقْرِيبِ وَغَيْرِهِمَا.

۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب حمل العنزة مع الماء في الاستنجاء، ح: ۱۵۲، ومسلم، الطهارة،

رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے ایک غلام آپ کے ساتھ تھا اس کے پاس لوٹا تھا اور وہ ہم میں سے چھوٹی عمر کا تھا تو اس نے اس برتن کو پیری کے پاس رکھ دیا آپ جب حاجت سے فارغ ہوئے تو ہمارے پاس تشریف لے آئے اور (اس موقع پر) آپ نے پانی سے استنجا کیا تھا۔

بِالنَّوَاسِطِيَّ، عَنْ خَالِدِ يَعْنِي الْحَدَّاءَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا مَعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِیْضَاءٌ وَهُوَ أَصْعَرُنَا، وَرَضَعَهَا عِنْدَ السُّدْرَةِ فَقَضَى حَاجَتَهُ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدْ اسْتَنْجَى بِالْمَاءِ.

۴۴- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا﴾ (التوبہ: ۱۰۸) ”اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔“ اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے تو ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔

۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ قُبَاءٍ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا﴾» [التوبه: ۱۰۸] قَالَ: «كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔ ڈھیلے اور پانی دونوں کو جمع کرنا اور زیادہ افضل ہے۔ ② نوعمر بچوں سے خدمت لی جاسکتی ہے۔ ③ طہارت اللہ کو بہت پسند ہے اور ظاہر لوگ اللہ کے محبوب ہوتے ہیں۔ ④ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے ظاہری و باطنی طہارت کا التزام کرنا چاہیے۔

(المعجم ۲۴) - باب الرَّجُلِ يَدُلُّكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ إِذَا اسْتَنْجَى (التحفة ۲۴)

۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

۴۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا

باب الاستنجا بالماء من التبرز، ح: ۲۷۰ من حديث عطاء بن أبي ميمونة به، ورواه مسلم من حديث خالد الواسطي. ۴۴- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة التوبة، ح: ۳۱۰۰ عن محمد بن العلاء به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۵۷، وقال الترمذي: ”غريب“، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ۳۵۵ وغيره.

۴۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذلك اليد بالأرض بعد الاستنجا، ح: ۵۰ عن محمد بن عبدالله بن المبارك المخرمي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۸ * وقع في الأصول من سنن أبي داود خطأ، انظر عون المعبود: ۶۸/۱.

۱- کتاب الطهارة

مسواک کے احکام و مسائل

جب خلا (رفع حاجت) کے لیے جاتے تو میں آپ کے لیے پیالے یا چھاگل میں پانی لے آتا اور آپ اس سے استنجا کر لیتے۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: وکیع کی حدیث میں ہے پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑتے پھر میں آپ کے پاس (پانی) کا ایک) اور برتن لاتا تو آپ اس سے وضو کرتے۔

أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي الْمُخَرَّمِيَّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ أَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجَى [قال أبو داؤد في حديث وكيع:] ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِأَنْاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسود بن عامر کی روایت (وکیع کی روایت کے مقابلے میں) زیادہ کامل ہے۔

قال أبو داؤد: وَحَدِيثُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ أَتَمُّ.

☀️ فائدہ: کچی جگہوں پر استنجا کرنے کے بعد ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر مزید صاف کر لینا مستحب ہے تاکہ بو کا شائبہ بھی نہ رہے اور جہاں مٹی میسر نہ ہو وہاں صابن اس کا قائم مقام ہوگا۔

باب: ۲۵- مسواک کا بیان

(المعجم ۲۵) - باب السَّوَاكِ

(التحفة ۲۵)

۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”اگر اہل ایمان کے لیے مشقت نہ ہوتی تو میں انہیں نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔“

۴۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُهَيْبَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ أَسْقُو عَلَى الْمُؤْمِنِينَ لِأَمْرَتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ، وَيَا لَسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.»

۳۷- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

۴۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى:

۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۲ عن قتيبة، والبخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح: ۸۸۷، ۷۲۴۰ من حديث أبي الزناد به، ورواه النسائي، ح: ۷، وابن ماجه، ح: ۲۸۷.

۴۷- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في السواك، ح: ۲۳ من حديث محمد بن إسحاق، به، وقال: ”حسن صحيح“، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ۱۹۸، وللحديث شواهد.



- کتاب الطہارۃ

مسواک کے احکام و مسائل

نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”اگر میری امت کیلئے مشقت نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔“

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شِحَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

ابوسلمہ کہتے ہیں چنانچہ میں نے دیکھا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوتے تھے اور مسواک ان کے کان پر رکھی ہوتی تھی، جیسے کسی منشی کا قلم اس کے کان پر ہوتا ہے، تو جب نماز کے لیے اٹھتے مسواک کر لیتے۔

قال أبو سلمة: فرأيت زيدا يجلس في لمسجد وإن السواك من أذنيه موضع لقلم من أذن الكاتب، فكلما قام إلى لصلاة استاك.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا لقب رحمۃ اللعالمین ہے چنانچہ آپ نے امت کی مشقت کے پیش نظر ہر نماز کے ساتھ مسواک کی پابندی کا باقاعدہ حکم نہیں دیا۔ اگر حکم دے دیتے تو واجب ہو جاتی اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین واجب الاتباع ہیں۔ ② نماز عشاء کو مؤخر کرنا افضل ضرور ہے مگر جماعت اگر جلدی ہو رہی ہو تو اسے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ ③ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا شوق اتباع انتہائی قابل قدر ہے۔

۴۸- محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عبد اللہ سے کہا کہ (تمہارے والد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وضو سے ہوں یا بے وضو وہ ہر نماز کے لیے (پابندی سے) وضو کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اسماء بنت زید بن خطاب نے بتایا کہ عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کو (پہلے پہلے) حکم دیا گیا تھا کہ ہر نماز کے لیے وضو کیا کریں، خواہ پہلے وضو سے ہوں یا بے وضو۔ مگر جب انہیں مشقت ہوئی، تو حکم دیا گیا کہ ہر نماز کے لیے

۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتَ تَوَضَّؤَ ابْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَعَبِيرًا طَاهِرًا، عَمَّ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنِيهِ أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنَ أَبِي عَامِرٍ حَدَّثَهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَعَبِيرًا

۴۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۲۵/۵ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۱۶۱، ووافقه الذهبي. * ابن إسحاق صرح بالسماع.

۱- کتاب الطهارة

مسواک کے احکام و مسائل

طاہر، فَلَمَّا سَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ أَمَرَ بالسَّوَاكِ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَكَانَ ابْنُ عَمَرَ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةً، فَكَانَ لَا يَدْعُ الوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

مسواک کیا کریں۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سمجھتے تھے کہ ان میں ہمت ہے لہذا وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتے تھے۔

قال أبو داود: إبراهيم بن سعدٍ رواه عن مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ.

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے (عبداللہ کی بجائے) عبید اللہ بن عبداللہ کہا ہے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عبادت کا شوق انتہائی درجے کا تھا اسی بنا پر وہ اہتمام سے وضو کی تجدید کیا کرتے تھے جو بڑے ثواب اور فضیلت والاعل ہے۔

(المعجم ۲۶) - بَابٌ: كَيْفَ يُسْتَاكُ

باب: ۲۶- مسواک کیسے کی جائے؟

(التحفة ۲۶)

۴۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ العَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: أَتَيْتَنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَرَأَيْتُهُ يَسْتَاكُ عَلَي لِسَانِهِ.

۳۹- جناب ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے پاس آپ سے سواری طلب کرنے آئے تو میں نے دیکھا کہ آپ اپنی زبان پر مسواک کر رہے تھے۔ یہ مسدود کی روایت کے الفاظ ہیں۔

وقال سليمان بن داود: دخلت على النبي ﷺ وهو يستاك وقد وضع السواك على طرف لسانه وهو يقول: «إه إه» . . يعنى يتهوّع.

اور سلیمان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مسواک کر رہے تھے اور آپ نے اپنی مسواک زبان کے کنارے پر رکھی ہوئی تھی اور آپ سے ”إه إه“ کی آواز نکلتی رہی تھی جیسے کہ ایک کئی آ رہی ہو۔

قال أبو داود: قال مسدد: كان حديثاً طويلاً اختصره.

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسدود نے کہا کہ حدیث لمبی تھی مگر میں نے اسے مختصر کر دیا ہے۔

فائدہ: اس میں بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرنے میں مبالغے سے کام لیتے تھے اور آپ صرف دانت ہی نہیں

۴۹- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ۲۴۴، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۴ من حديث حماد بن زيد به، ورواه النسائي، ح: ۳.



— کتاب الطهارة — مسواک کے احکام و مسائل

بلکہ اپنی زبان طلق کے قریب تک مسواک سے صاف کیا کرتے تھے۔

(المعجم ۲۷) - **بَابُ فِي الرَّجُلِ**

باب: ۲۷- انسان کسی دوسرے کی

مَسْوَاكُ بِسَوَاكٍ غَيْرِهِ (التحفة ۲۷)

مَسْوَاكُ اسْتِعْمَالِ كَرِيءٍ.....؟

۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى: حَدَّثَنَا

۵۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول

عَنْسَةَ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ هِشَامِ بْنِ

اللہ ﷺ مسواک کر رہے تھے اور آپ کے پاس دو شخص

مَرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ

تھے۔ ان میں سے ایک بڑا (اور دوسرا چھوٹا) تھا۔ (اسی

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَنْ سَوَاكًا وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا

اشاء میں) آپ پر مسواک کی فضیلت کے بارے میں وحی

كَبِيرٌ مِنَ الْآخِرِ، فَأَوْحِيَ إِلَيْهِ فِي فَضْلِ

کی گئی اور یہ کہ آپ یہ (مسواک) بڑے کو دے دیجیے۔

السَّوَاكِ أَنْ كَبُرَ، أَعْطَى السَّوَاكَ أَكْبَرَهُمَا. ①

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ جب کسی کو کوئی چیز دینی ہو تو بڑی عمروالے کو نوقت دی جائے بشرطیکہ ترتیب سے

نہ بیٹھے ہوں۔ اگر ترتیب سے بیٹھے ہوں تو دائیں طرف والے کا حق فائق ہوگا خواہ چھوٹا ہی ہو۔ ایسے ہی بات چیت

کرنے اور راہ چلنے میں بھی بڑی عمروالے کو اولیت دی جانی چاہیے۔ ② کوئی اپنی استعمال شدہ مسواک دوسرے کو

دے تو اس کے استعمال کر لینے میں کوئی حرج نہیں اور ظاہر ہے کہ دھو کر ہی استعمال ہوگی۔ مگر نئی تہذیب کے دلدادہ

لوگوں کو اس سے گھن آتی ہے۔ اور یہ ان کی شریعت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

(المعجم ۲۸) - **بَابُ غَسْلِ السَّوَاكِ**

باب: ۲۸- مسواک دھونے کا بیان

(التحفة ۲۸)

۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۵۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ: حَدَّثَنَا

ﷺ مسواک کر رہے ہوتے تھے اور مجھے عنایت فرماتے کہ

عَنْسَةَ بْنِ سَعِيدِ الْكُوفِيِّ الْحَاشِبِيِّ: حَدَّثَنَا

میں اسے دھو دوں مگر میں پہلے اسے اپنے منہ میں پھیرتی

كَبِيرٌ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ

پھر اسے دھو کر آپ کو واپس دے دیتی۔

ﷺ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي السَّوَاكَ لِأَعْسِلَهُ فَأَبْدَأُ

وَأَسْتَاكُ، ثُمَّ أَعْسِلُهُ وَأَذْفَعُهُ إِلَيْهِ.

وَأَسْتَاكُ، ثُمَّ أَعْسِلُهُ وَأَذْفَعُهُ إِلَيْهِ.

۵۰- تخریج: [صحیح] وحسنه الحافظ في الفتح: ۲۴۶، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ۱۳۸/۲ وغيره بعضها علقه البخاري في صحيحه: ۳۵۶/۱.

۵۱- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱/۳۹ من حديث أبي داود به، وحسنه النووي في المجموع: ۱/۲۸۳.

① حدیث (51) صفحہ (130) پر ملاحظہ فرمائیں۔



۱- کتاب الطهارة

مسواک کے احکام و مسائل

☀️ نوامد و مسائل: ① اس میں طہارت و نظافت کی شرعی اہمیت واضح ہے کہ آپ اپنی مسواک کو بعد از استعمال دھو لیا کرتے تھے۔ ② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ آپ کے لعاب دہن سے تبرک حاصل کریں جس کی آپ نے توثیق فرمادی۔ خیال رہے کہ یہ حصول تبرک صرف اور صرف نبی ﷺ ہی کی ذات سے مخصوص تھا۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ:السَّوَاكِ مِنَ الْفِطْرَةِ باب: ۲۹- مسواک اعمال فطرت میں سے ہے (التحفة ۲۹)

۵۳- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دس باتیں فطرت میں سے ہیں۔ (یعنی سابقہ انبیاء کی متواتر سنت ہیں اور وہ یہ ہیں: موٹھیں کترانا، ڈاڑھی چھوڑنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا (اور صاف کرنا) ناخن کاٹنا (ہاتھوں) بیروں اور دیگر) جوڑوں کا دھونا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، زیر ناف کے بال موٹھا نا اور اتجا کرنا۔“ یعنی پانی سے۔ زکریا کی سند میں مصعب نے کہا کہ میں دسویں بات بھول گیا ہوں شاید یہ کلی کرنا ہو۔

۵۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ، وَالسَّوَاكِ، وَالاسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبِرَاجِمِ، وَتَنْفُؤُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ» يَعْنِي الْاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَتَسْبِيَةُ الْعَاشِرَةِ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ.

☀️ فائدہ: مذکورہ بالا امور انسان کے پیدا کئی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے انہیں ”سنن فطرت“ کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ سنتیں جو جسم انسانی کے خط و خال سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آیت کریمہ ﴿وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ﴾ (البقرہ: ۱۲۳) میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دس باتوں کا حکم دیا۔ جب وہ ان پر عمل پیرا ہوئے تو فرمایا: ﴿إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ (البقرہ: ۱۲۳) ”میں تجھے لوگوں کا امام و مقتدا بناؤں گا۔“ تاکہ تیری اقتداء کی جائے اور لوگ تیرے نقش قدم پر چلیں۔ چنانچہ یہ امت محمدیہ خصوصی اعتبار سے ان کی پیروی کی پابند ہے جس کا آیت کریمہ ﴿لَسْتُمْ أَوْ حِينَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ (النحل: ۱۲۳) میں ذکر ہے۔ ”پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ دین ابراہیم کی پیروی کریں جو کہ دیگر تمام دینوں سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔“



۵۳- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ۲۶۱ من حديث وكيع به، ورواه الترمذي ح: ۲۷۵۷، والنسائي، ح: ۵۰۴۳، وابن ماجه، ح: ۲۹۳.

۵۴- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چیزیں فطری امور میں شامل ہیں یعنی کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا، مگر اس میں ڈاڑھی چھوڑنے کا ذکر نہیں، بلکہ تختے کا ذکر مزید ہے۔ اور ان کی روایت میں [اِنْتِصَاح] کا لفظ بیان کیا گیا ہے [اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ] کا لفظ نہیں کہا گیا۔ [اِنْتِصَاح] کے معنی ہیں بعد از وضو شرم گاہ کے مقام پر چھینے مارنا اور [اِنْتِقَاصُ] کے معنی پانی کے ساتھ استنجا کرنا ہیں۔

۵۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ مُوسَى: عَنْ أَبِيهِ، وَقَالَ دَاوُدُ: عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الْفَطْرَةِ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ إِغْفَاءَ اللَّحْيَةِ، وَزَادَ «وَالِاسْتِنْجَانَ» قَالَ: «وَالِاسْتِصَاحَ» وَلَمْ يَذْكُرْ اِنْتِقَاصَ الْمَاءِ يَغْنِي الِاسْتِنْجَاءَ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پانچ امور (فطرت) سر سے متعلق ہیں۔ انہوں نے مانگ نکالنے کا ذکر کیا اور ڈاڑھی چھوڑنے کا نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى نَحْوَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: وَقَالَ: «حَمَسٌ كُلُّهَا فِي الرَّأْسِ» وَذَكَرَ فِيهِ الْفَرْقَ، وَلَمْ يَذْكُرْ إِغْفَاءَ اللَّحْيَةِ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حماد کی مذکورہ بالا روایت کی طرح طلق بن حبيب، مجاہد اور بکر بن عبد اللہ مزنی سے ان کے موقوف اقوال مروی ہیں۔ انہوں نے بھی ڈاڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ وَمَجَاهِدٍ، وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمَزْنِيِّ قَوْلَهُمْ، وَلَمْ يَذْكُرُوا إِغْفَاءَ اللَّحْيَةِ.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اس میں ڈاڑھی بڑھانے کا ذکر آیا ہے۔

وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ: «وَإِغْفَاءُ اللَّحْيَةِ».

اور ابراہیم نخعی سے اسی طرح مروی ہے اور اس میں

وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ نَحْوَهُ، وَذَكَرَ

۵۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الفطرة، ح: ۲۹۴ من حديث حماد به * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، والحديث السابق: ۵۲ يغي عنه وحديث ابن عباس رواه عبدالرزاق في تفسيره، ح: ۱۱۶، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲/۲۶۶، ووافقه الذهبي وهو كما قال.



ڈاڑھی بڑھانے اور نختے کا ذکر ہے۔

إِغْفَاءَ اللَّحْيَةِ وَالْجَنَانِ

☀️ فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے تاہم حدیث ۱۵۲ اسی مفہوم کی حامل ہے۔ اسی لیے بعض کے نزدیک یہ صحیح ہے۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ السَّوَاكِ لِمَنْ قَامَ

بِاللَّيْلِ (التحفة ۳۰)

مسواک کا بیان

۵۵- سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ

۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا

ﷺ جب رات کو اٹھتے تو مسواک سے اپنا منہ صاف کیا کرتے تھے۔

سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ وَحُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ.

۵۶- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

۵۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

(رات کو) نبی ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھا جاتا تھا چنانچہ جب آپ رات کو اٹھتے تو (پہلے) قضائے حاجت کرتے اور پھر مسواک کیا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ زُرَّارَةَ ابْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوَضِّعُ لَهُ وَضُوءَهُ وَسِوَاكَهُ، فَإِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ تَخَلَّى ثُمَّ اسْتَاكَ.

۵۷- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: نبی

۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا

ﷺ دن یارات میں جب بھی سوکر اٹھتے تو وضو سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔

هَمَّامٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ.

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک [ولا نهاراً] کے الفاظ ثابت نہیں۔ (یعنی سوکر

اٹھنے کے بعد یہ اہتمام رات کو کرتے تھے۔) ② مسواک کرنے کے بہت سے فائدے ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسواک اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے اور اس سے منہ بھی پاک صاف ہو جاتا ہے جیسا

۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ۲۴۵، ۸۸۹، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۵ من حديث سفیان الثوري به، ورواه النسائي، ح: ۲، وابن ماجه، ح: ۲۸۶.

۵۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۹ من حديث أبي داود به * حماد هو ابن سلمة.

۵۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/ ۱۲۱، ۱۶۰ من حديث همام به * علي بن زيد ضعيف، تقدم: (۵۴) وأم محمد لم أجد من وثقها.

کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ [اَلَسِّوَاكُ مَطَهَّرَةٌ لِّلْفَمِّ مَرَضًا لِّلرَّبِّ] (سنن نسائی، حدیث: ۵) ”مسواک منہ کو پاک صاف کرنے والی اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔“^① یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام کرنے ہی سے اس کی رضامندی حاصل ہوتی ہے، لہذا مسواک کرتے وقت یہی نیت اور ارادہ ہو کہ اس سے ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ اطباء اور ڈاکٹر حضرات نے بھی اس کے بہت سے فائدے ذکر کیے ہیں۔^② مسواک کرنے سے منہ اور حلق کی آلائشیں بکثرت زائل اور ختم ہو جاتی ہیں۔ مسواک صرف دانتوں ہی تک محدود نہ رکھی جائے بلکہ زبان اور حلق کے قریب تک کی جائے، خصوصاً صبح سوکرائی پر اسی طرح کیا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا، آپ جب بھی سوکر بیدار ہوتے تو مسواک کرتے، اور اس میں مبالغہ کرتے جس کی وجہ سے آپ کے منہ مبارک سے ”عاعاً“ اُغ اور اہ“ کی آوازیں نکلتیں۔^③ ہمارے پیش نظر یہ بات ہونی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود مسواک کا اہتمام و التزام کیا ہے، نیز امت کو بھی اسی قدر تاکید فرمائی ہے اور اگر امت پر مشقت اور بارگراں کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ اسے ہر وضو اور ہر نماز کے وقت ضروری قرار دیتے۔^④ رسول اللہ ﷺ منہ کی ذرا سی بو کو بھی پسند نہ کرتے تھے اسی لیے سوکرائیے تو فوراً مسواک کرتے۔

۵۸- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار نبی ﷺ کے ہاں (ان کے گھر میں) رات گزاری۔ تو جب آپ بیدار ہوئے تو اس جگہ آئے جہاں پانی رکھا ہوا تھا آپ نے مسواک لی اور مسواک کرنے لگے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں (سورہ آل عمران کی آخری آیات) ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ.....﴾ حتیٰ کہ اختتامِ سورت کے قریب پہنچے بلکہ سورت ختم ہی کر دی۔ پھر آپ نے وضو کیا اور اپنی جائے نماز پر آگئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپ اپنے بستر پر لوٹ آئے اور سو گئے اور جتنا اللہ نے چاہا سوئے رہے پھر (دوبارہ)

۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَدَأَ لَيْلَةً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا اسْتَقْبَطَ مِنْ مَنَامِهِ أَتَى طَهُورَهُ فَأَخَذَ سِوَاكَهُ فَاسْتَاكَ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَاتِ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ [آل عمران: ۱۹۰] حَتَّى قَارَبَ أَنْ يَخْتِمَ السُّورَةَ أَوْ خَتَمَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَأَتَى مُصَلَّاهُ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَرَأَيْتُهُ فَنَامَ

۵۸- تخریج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۱۹۱/۷۶۳ من حدیث حصین بن عبدالرحمن به، وسیاتی مطولاً: ۱۳۵۳.

۱- کتاب الطهارة

مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ اسْتَقْبَطَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى فِرَاشِهِ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَقْبَطَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، كُلُّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ.

قال أبو داؤد: رَوَاهُ ابْنُ فَضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ: فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى حَتَمَ السُّورَةَ.

وضو کے احکام و مسائل
جاگے اور پہلے کی مانند کیا اور پھر اپنے ہستر پر لوٹ آئے اور جتنا اللہ نے چاہا سوئے رہے۔ پھر (سہ بارہ) جاگے اور پہلے کی مانند کیا۔ ہر بار مسواک کرتے اور دو رکعت پڑھتے۔ پھر آپ نے وتر پڑھے۔

امام ابو داؤد بڑک کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن فضیل نے حسین کے واسطے سے روایت کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”آپ نے مسواک کی اور وضو کیا اور اس اثناء میں آپ آیات کریمہ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ پڑھ رہے تھے حتیٰ کہ سورت ختم کر دی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس قصے میں مسواک کے اہتمام کا ذکر ہے کہ نبی ﷺ جب بھی جاگے مسواک کی۔ ② حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ واقعہ ان کی کم عمری کا ہے۔ اس میں ان کی نجابت و سعادت کا واضح بیان ہے بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے معمولات جاننے کا شوق اور اس غرض کے لیے رات کی بیداری کی مشقت۔ (رحمہم اللہ)

۵۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: يَا أُمَّيْ شَيْءٌ كَانَ يَبْدَأُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسُّوَاكِ. ①

۵۱- مقدمہ اپنے والد شریح سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں تشریف لایا کرتے تو آپ کا پہلا کام کیا ہوتا تھا؟ فرمایا: ”مسواک۔“

🌞 فائدہ: راہ طیبہ، گھومتے پھرتے مسواک کرنا نبی ﷺ کے معمولات میں سے نہ تھا جیسے کہ آج کل لوگوں میں دیکھا جاتا ہے۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ فَرَضِ الْوُضُوءِ (التحفة ۳۱)

۵۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِإِبْرَاهِيمَ قَالَ: ۵۹- ابو یلیح اپنے والد (حضرت اسامہ بن عمیر ہذلی

۵۱- تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۳ من حديث مسعر به، ورواه النسائي، ح: ۸، وابن ماجه، ح: ۲۹۰.

۵۹- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: لا يقبل الله صلاة بغير طهور، ح: ۲۷۱ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح: ۱۳۹. ① یہ حدیث اصل بخاری ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

۱- کتاب الطهارة وضو کے احکام و مسائل

حدثنا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ، وَلَا صَلَاةَ بِغَيْرِ طَهُورٍ».

عن (ﷺ) سے روایت کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ خیانت کے مال سے کوئی صدقہ قبول نہیں فرماتا اور نہ کوئی نماز وضو کے بغیر قبول کرتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① خیانت چوری ڈاک رشوت اور بھتہ وغیرہ کے مال سے دیا جانے والا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ ② نماز کے لیے وضو کرنا فرض ہے بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ اگر پانی استعمال نہ کیا جاسکتا ہو یا مہینہ نہ ہو تو تیمم کرنا فرض ہوگا۔

۶۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ تَعَالَى - جَلَّ ذِكْرُهُ - صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحَدَتْ حَتَّى يَتَوَضَّأَ».

۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کسی بے وضو انسان کی نماز قبول نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ وضو کر لے۔“

۶۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَقَفِيِّ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطَّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

۶۱- سیدنا علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کی کنجی وضو ہے اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا اور اس کی تحلیل السلام علیکم کہنا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کے لیے وضو لازمی اور شرط ہے۔ اثنائے نماز میں اگر وضو ٹوٹ جائے تو نماز چھوڑ کر وضو کیا جائے۔ ② اللہ اکبر کہنے ہی سے نماز شروع ہوتی ہے اور اس دوران میں باتیں اور دوسرے اعمال حرام ہو جاتے ہیں اس لیے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کا اختتام سلام پر ہوتا ہے اور اس طرح یہ پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے۔

۶۰- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا تقبل صلاة بغير طهور، ح: ۱۳۵، ومسلم، الطهارة، باب: وجوب الطهارة للصلوة، ح: ۲۲۵ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له: ۱/ ۱۳۹، وصحيفة همام بن منبه، ح: ۱۰۹ باختلاف يسير.

۶۱- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب: ما جاء أن مفتاح الصلوة الطهور، ح: ۳، وابن ماجه، ح: ۲۷۵ من حديث وكيع به، وحسنه البغوي، شرح السنة، ح: ۵۵۸، وللحديث شواهد كثيرة، وهو بها حسن.

(المعجم ۳۲) - باب الرَّجُلِ يُجَدِّدُ
الْوُضُوءَ مِنْ غَيْرِ حَدِيثِ (التحفة ۳۲)

۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ
فَارِسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ
الْمُقَرَّبِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا
عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ:
وَأَنَا لِحَدِيثِ ابْنِ يَحْيَى أَضْبَطُ عَنْ
عُطَيْفٍ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ: عَنْ أَبِي عُطَيْفٍ
الْهَذَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَلَمَّا
نُودِيَ بِالطَّهْرِ تَوَضَّأَ فَصَلَّى، فَلَمَّا نُودِيَ
بِالْعَصْرِ تَوَضَّأَ، فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى
طَهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ».
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثٌ مُسَدَّدٌ،
وَهُوَ أَتَمُّ.

(المعجم ۳۳) - باب مَا يُتَجَسُّوهُ الْمَاءُ
(التحفة ۳۳)

۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَعُثْمَانُ
ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُهُمْ
قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ

وضو کے احکام و مسائل

باب ۳۲- جو انسان با وضو ہوتے
ہوئے نیا وضو کرے

۶۲- ابو عطیف ہذلی کہتے ہیں کہ میں حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ظہر کی اذان دی گئی تو
انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر عصر کے لیے اذان
ہوئی تو انہوں نے (دوبارہ) وضو کیا میں نے انہیں کہا:
(جب آپ بے وضو نہیں ہوئے تو نیا وضو کرنے کی کیا
ضرورت ہے؟) تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا
کرتے تھے: ”جو شخص با وضو ہوتے ہوئے وضو کرے
اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ روایت جناب مسدد
کی ہے جو محمد بن یحییٰ کی روایت سے زیادہ کامل ہے۔
باب ۳۳- پانی کو کیا چیز نجس کرتی ہے؟

۶۳- حضرت عبداللہ بن عمر اللہ بن عمر اپنے والد
سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے (ایسے) پانی کے
متعلق پوچھا گیا جس پر جانور اور درندے وارد ہوتے

۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء على الطهارة، ح: ۵۱۲ عن محمد بن
يحيى الذهلي به، ورواه الترمذي، ح: ۵۹ وضعفه وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه عبدالرحمن بن زياد (الإفريقي)
وهو ضعيف ومع ضعفه كان بدلس".

۶۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب التوقيت في الماء، ح: ۵۲ من حديث أبي أسامة
حماد بن أسامة به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۸، والحاكم: ۱/۱۳۲، ۱۳۳، وغيرهما.

وضو کے احکام و مسائل

ہیں (مثلاً تالاب میں داخل ہو جاتے یا اس سے پیتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: ”جب پانی دو منکوں کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔“

كثير، عن مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ،
عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عن أَبِيهِ
قال: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يُنُوبُهُ
مِنَ الدَّوَابِّ وَالسَّبَاعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «إِذَا كَانَ الْمَاءُ فَلَئِن لَّمْ يَحْوِلِ
الْخَبَثُ».

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (محمد) ابن العلاء کی روایت میں ”محمد بن جعفر بن زبیر“ آیا ہے جب کہ عثمان بن ابی شیمہ اور حسن بن علی کی روایت میں ”محمد بن عباد بن جعفر“ منقول ہوا ہے اور یہی (ثانی الذکر) صحیح ہے۔

قال أبو داؤد: هَذَا لَفْظُ ابْنِ الْعَلَاءِ،
وقال عُثْمَانُ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: عن
مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، قال أبو داؤد:
وَهُوَ الصَّوَابُ.

۶۴- جناب عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جو جنگل میں ہوتا ہے تو انہوں نے گزشتہ حدیث کی مثل روایت کیا۔

۶۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قال: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ:
حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْجٍ، عن
مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بْنِ
جَعْفَرٍ، قال أبو كَامِلٍ: ابنُ الزُّبَيْرِ، عن
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عن أَبِيهِ:
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ فِي
الْفَلَاةِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۶۵- جناب عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب پانی دو منکوں کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔“

۶۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قال: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قال: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ
الْمُنْذِرِ عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
قال: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال:

۶۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب منه آخر، ح: ۶۷، وابن ماجه، ح: ۵۱۷ من حديث محمد ابن إسحاق به، واصله ابن خزيمة، ح: ۹۲، وابن الجارود، ح: ۴۵ وله علة غير قاذحة، والحديث الآتي شاهد له.

۶۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب مقدار الماء الذي لا يتجسس، ح: ۵۱۸ من حديث حماد بن سلمة به، مطولاً.

۱- کتاب الطہارۃ

«إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يَنْجَسُ».

قال أبو داؤد: حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَفَقَّهُ إمام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد بن زید نے اسے عن عاصمٍ . عاصم سے موقوف روایت کیا ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اَللّٰهُ عَلاَمَةُ حَجْرٍ كَمَعْرُوفٍ بَرَسٍ مَعْلَمٌ لَوْ كَهَا جَاتَا : دو ٹکلوں میں تقریباً دو سو دس لیٹر پانی سما جاتا ہے۔ ② ناپاک نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس مقدار کے پانی میں کوئی نجاست پڑ جائے اور اس کے تین اوصاف (رنگ، ذائقہ اور بو) میں سے کوئی ایک بھی تبدیل نہ ہوا ہو تو وہ پاک ہی ہوتا ہے۔ لہذا ظاہری نجاست اگر کوئی ہو تو نکال دی جائے اور پانی استعمال کر لیا جائے۔ ”مَاءٌ كَخَيْرِ“ کی کم از کم مقدار یہی دو قفلے ہے (یعنی دو سو دس لیٹر) اسلام قبول کر لینے کے بعد عرب کے ان بدوؤں کی نفسیات طہارت و نجاست کے بارے میں کس قدر حساس ہو گئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس قسم کے سوالات کیے۔ (بخاری)

(المعجم ۳۴) - باب مَا جَاءَ فِي بَثْرِ بَضَاعَةَ (التحفة ۳۴)

۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَتَوَضَّأُ مِنْ بَثْرِ بَضَاعَةَ وَهِيَ بَثْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا الْحَيْضُ وَلَحْمُ الْكِلَابِ وَالْتَّنَنُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ».

قال أبو داؤد: وقال بعضهم: إمام ابو داؤد کہتے ہیں، بعض نے راوی کا نام عبد اللہ بن عبد الرحمن بن رافع کی بجائے عبد الرحمن بن رافع بیان کیا ہے۔

۶۶- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن الماء لا ينجسه شيء، ح: ۶۶ عن الحسن ابن علي به وقال: "هذا حديث حسن"، ورواه النسائي، ح: ۳۲۷.

۱- کتاب الطہارۃ وضو کے احکام و مسائل

۶۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ کو بتایا جا رہا تھا کہ آپ کے لیے جو پانی لایا جاتا ہے وہ بضاغہ کے کنویں کا ہوتا ہے حالانکہ اس میں کتوں کا گوشت، حیض کے چھتھرے اور انسانوں کی غلاظت تک ڈال دی جاتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی پاک ہے اسے کوئی شے ناپاک نہیں کرتی۔“

۶۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّائِيَانِ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَلِيطِ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعِ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْعَدَوِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُقَالُ لَهُ: إِنَّهُ يُسْتَقَى لَكَ مِنْ بَنَرٍ بَضَاعَةٌ، وَهِيَ بَنَرٌ يُلْقَى فِيهَا لُحُومُ الْكِلَابِ وَالْمَحَائِضُ وَعَذِيرُ النَّاسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ».

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے قتیبہ بن سعید سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اس کنویں کے محافظ سے اس کی گہرائی کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: پانی زیادہ سے زیادہ پیڑ و (ناف کے نچلے حصے) تک آتا ہے۔ میں نے کہا اور جب کم ہوتو.....؟ اس نے کہا کہ شرم گاہ سے کم (یعنی رانوں تک۔)

قال أبو داؤد: سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ قَالَ: سَأَلْتُ قَيْمَ بْنَ بَضَاعَةَ عَنْ عُمُقَيْهَا، قَالَ: أَكْثَرُ مَا يَكُونُ فِيهَا الْمَاءُ إِلَى الْعَانَةِ. قُلْتُ: فَإِذَا نَقَصَ؟ قَالَ: دُونَ الْعَوْرَةِ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ذاتی طور پر خود اپنی چادر اس کنویں پر پھیلا کر اسے ناپا تو اس کا قطر چھ ہاتھ تھا اور میں نے اس کے محافظ سے پوچھا، جس نے میرے لیے باغ کا دروازہ کھولا اور کتوں دکھلایا تھا، کہ آیا اس کی بنا میں دور نبوی سے کوئی تبدیلی کی گئی ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں اور میں نے اس کا پانی دیکھا تو اس کا رنگ بدلا ہوا تھا۔

قال أبو داؤد: وَقَدَرْتُ أَنَا بَنَرَ بَضَاعَةَ بَرْدَائِي مَدَدْتُهُ عَلَيْهَا ثُمَّ ذَرَعْتُهُ فَإِذَا عَرَضَهَا سِنَّهُ أَذْرَعُ، وَسَأَلْتُ الَّذِي فَتَحَ لِي بَابَ الْبُسْتَانِ فَأَذْخَلَنِي إِلَيْهِ هَلْ غَبِرَ بِنَاوُهَا عَمَّا كَانَتْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا، وَرَأَيْتُ فِيهَا مَاءً مُتَغَيَّرَ اللَّوْنِ.

۶۷- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۸۶ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به وصرح بالسمع.

☀️ **فوائد و مسائل:** ① بَضَاعَةٌ ”با“ کے ضمہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے شمال میں دار بنی ساعدہ میں ایک مشہور کنواں تھا جو اس جگہ یا اپنے مالک کے نام سے موسوم تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب بھی ڈالا تھا۔ مریضوں کو اس کے پانی سے نہانے کا کہا جاتا وہ اس سے غسل کرتے اور شفا یاب ہوتے تھے، گویا کسی بندھن سے کھل گئے ہوں۔ (عون المعبود) ② حدیث میں جو گندگی ڈالنے کا ذکر آیا ہے وہ اس میں عدا نہیں ڈالی جاتی تھی بلکہ یہ کنواں ایسی جگہ پر واقع تھا کہ تیز ہوا یا بارش کے پانی وغیرہ سے بہہ کر یہ سب کچھ اس میں چلا جاتا تھا۔ ورنہ ایسے کام کا کوئی غیر مسلم بھی روادار نہیں ہوتا۔ ③ کنویں کا پانی جاری پانی تھا اور اس کے اوصاف سہ گانہ رنگ باور اور ذائقہ تبدیل نہ ہوتے تھے۔ ورنہ اگر نجاست کا اثر نمایاں ہو تو پانی بلاشبہ بالا جماع ناپاک ہوگا۔ ④ محدثین کرام کا ذوق تحقیق اور ان کی فقاہت قابل داد ہے کہ امام ابو داؤد کے دور یعنی تیسری صدی ہجری تک یہ کنواں محفوظ تھا۔ انہوں نے خود جا کر اسے ملاحظہ کیا اور ضروری معلومات حاصل کیں۔

(المعجم ۳۵) - بَابُ: الْمَاءِ لَا يَجْنُبُ (جنبی کا مستعمل) پانی ”جنبی“ نہیں ہوتا (بلکہ پاک ہی رہتا ہے) (التحفة ۳۵)

۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَرْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا، أَوْ يَغْتَسِلَ، فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ جُنْبًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ».

۶۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی کسی اہلیہ محترمہ نے لگن میں سے غسل کیا۔ نبی ﷺ تشریف لائے آپ اس سے وضو یا غسل کرنا چاہتے تھے تو اہلیہ محترمہ نے آپ کو بتایا کہ اے اللہ کے رسول! میں جنابت سے تھی (اور میں نے اسی پانی سے غسل کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(تو کیا ہوا؟) پانی جنبی نہیں ہوتا۔ (پاک ہی رہتا ہے۔“)

☀️ **فوائد و مسائل:** ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح مسلم کی حدیث میں یہی بات بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے (غسل سے) بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ (حدیث: ۳۲۳) غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی نے حدیث ۶۸ کو صحیح کہا ہے۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کا مستعمل بقیہ پانی پاک اور قابل استعمال رہتا ہے۔ ③ اور وہ حدیث جس میں مرد و عورت کو ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی کے استعمال سے منع کیا گیا ہے وہ نئی تزیینی ہے۔ (یعنی اس ممانعت پر عمل کرنا بہتر ہے۔) (سنن نسائی، حدیث: ۲۳۹)

۶۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح: ۶۵ من حديث أبي الأحوص به وقال: ”حسن صحيح“، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۷۰، والنسائي، ح: ۳۲۶، سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، انظر سير أعلام النبلاء: ۲۴۸/۵، وحديث مسلم، ح: ۳۲۳، يعني عنه.

(المعجم ۳۶) - باب الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ
الرَّائِدِ (التحفة ۳۶)

باب: ۳۶- ٹھہرے ہوئے پانی
میں پیشاب کرنا؟

۶۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: ”کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اسی سے غسل کرے گا۔“

۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ: عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ».

۷۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے اور نہ جنابت سے اس میں نہائے۔“

۷۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، وَلَا يَغْتَسِلُ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① حوض اور تالاب کے پانی کو پاک صاف رکھنا از حد ضروری ہے، کیونکہ یہ عوام الناس کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔ ② مستعمل پانی اگر چہ پاک رہتا ہے مگر گندا تو ضرور ہو جاتا ہے۔ نہانے کی ضرورت ہو تو الگ ہو کر نہانا چاہیے۔ لوگ اس میں اگر پیشاب کرنا شروع کر دیں تو یقیناً ناپاک ہو جائے گا۔

(المعجم ۳۷) - باب الْوُضُوءِ بِسُورِ
الْكَلْبِ (التحفة ۳۷)

باب: ۳۷- کتے کے جوٹھے پانی
سے وضو کرنا.....؟

۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: ”جب تمہارے کسی کے برتن میں کتا منہ مار جائے تو اس کی پاکیزگی (کا طریقہ) یہ ہے کہ اسے سات بار دھویا جائے، ان میں پہلی بار مٹی سے ہو۔“

۷۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ: عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَطْهَرُ إِثْمًا أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَعَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ

۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ۲۸۲ من حديث هشام بن حسان به.

۷۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ۳۴۴ من حديث محمد بن عجلان به.

۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ۲۷۹ من حديث هشام بن حسان به.

۱- کتاب الطهارة

وضو کے احکام و مسائل

يُغَسَّلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أَوْ لَاهُنَّ بِالتُّرَابِ».

قال أبو داود: وَكَذَلِكَ قَالَ أَيُّوبُ وَحَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ عَنْ مُحَمَّدٍ.

امام ابو داود رحمته اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایوب اور حبیب بن شہید نے بھی محمد (ابن سیرین) سے ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ (یعنی پہلی بار مٹی سے دھویا جائے۔)

۷۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عُيَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ وَلَمْ يَرَفَعَاهُ، وَزَادَ: «وَإِذَا وَلَغَ الْهَرُّ غَسَلَ مَرَّةً».

۷۲- جناب محمد بن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور مرفوع نہیں روایت کیا (بلکہ موقوف بیان کیا) اور اس میں اضافہ یہ ہے: ”جب ہلی منہ مار جائے تو ایک بار دھویا جائے۔“



☀️ فوائد و مسائل: ① ”برتن میں منہ مارنے“ سے مراد یہ ہے کہ کتاب زبان سے کچھ پیے یا چاٹے۔ ② کتے کے لعاب کے نجس ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور اس سے امام ابو داود رحمته اللہ علیہ نے یہ استنباط کیا ہے کہ اس کے جوٹھے سے وضو نہیں ہو سکتا۔ ③ معلوم ہوا کہ تھوڑا پانی [ماء قلیل] نجس ہو جاتا ہے خواہ ظاہر میں اس کی کوئی صفت تبدیل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ ④ ”ہلی منہ مارنے سے ایک بار دھونے“ کا جملہ اس روایت میں مدرج ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کا جوٹھا پاک ہے جیسے کالگے باب میں ذکر آ رہا ہے۔

۷۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، السَّابِعَةَ بِالتُّرَابِ».

۷۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کتاب جب برتن میں منہ مار جائے تو اسے سات بار دھوؤ ساتویں بار مٹی سے ہو۔“

قال أبو داود: وَأَمَّا أَبُو صَالِحٍ وَأَبُو

امام ابو داود رحمته اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو صالح اور زین

۷۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۲۴۸ من حديث أبي داود به، وقال الدارقطني: ۱/ ۶۴، ح: ۱۸۰ "صحيح موقوف"، ورفعه الترمذي، ح: ۹۱ من حديث المعتمر بن سليمان به وقال: "حسن صحيح" قوله: "وَإِذَا وَلَغَ الْهَرُّ غَسَلَ مَرَّةً" مدرج في رواية الترمذي.

۷۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب تعفير الإناء بالتراب من ولوغ الكلب فيه، ح: ۳۴۰ من حديث قتادة به، وصححه الدارقطني: ۱/ ۶۴.

اعرج، ثابت احف، ہمام بن منہ اور ابو سدی عبدالرحمن نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور مٹی سے مانجنے کا ذکر نہیں کیا۔

رَزِيْنٍ وَالْأَعْرَجُ وَثَابِتُ الْأَحْنَفِ وَهَمَامُ ابْنُ مُنْبِهِ وَأَبُو السُّدِّيِّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ رَوَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا: التُّرَابَ.

۷۴- حضرت (عبداللہ) ابن مغفل (مزنی) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بار) کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا مگر اس کے بعد فرمایا: ”لوگوں کو ان کے قتل کی ضرورت کیا ہے؟ اور ان کتوں کا قصور کیا ہے؟“ پھر آپ نے شکار اور بکریوں (وغیرہ) کی حفاظت کے لیے ان کے رکھنے کی اجازت دے دی اور فرمایا: ”جب کتابرتن میں منہ مار جائے تو اسے سات بار دھو اور آٹھویں بار مٹی سے مانجو۔“

۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاجِ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ ابْنِ مَعْقِلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، ثُمَّ قَالَ: «مَا لَهُمْ وَلَهَا؟» فَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّبِيِّ وَفِي كَلْبِ الْعَتَمِ، وَقَالَ: «إِذَا وَلَعَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاعْسِلُوهُ سَبْعَ مِرَارٍ، وَالثَّامِنَةَ عَفَرُوهُ بِالتُّرَابِ».

قال أبو داود: وَهَكَذَا قَالَ ابْنُ مَعْقِلٍ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کہا۔

☀️ نوادہ و مسائل: ① کتاب جس برتن میں منہ مار جائے اس میں موجود چیز (بشکل طعام و شراب) کو گرا دیا جائے اور برتن کو سات یا آٹھ بار دھویا جائے اور ایک بار مٹی سے ضرور مانجا جائے۔ ② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعض شاگردوں نے مٹی سے مانجنے کا ذکر چھوڑ دیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصل روایت میں یہ ہے ہی نہیں۔ احتمال ہے کہ انہوں نے اختصار سے کام لیا ہو۔ جبکہ محمد بن سیرین ابویوب سختیانی، حسن بصری اور ابورافع رضی اللہ عنہم نے مٹی سے مانجنے کا ذکر کیا ہے۔ اور ”لقد کی زیادت مقبول ہوا کرتی ہے.....“ اسی قاعدے کے تحت حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت آٹھویں بار کی قابل قبول ہے۔ ③ جدید تحقیقات مؤید ہیں کہ کتے کے جراثیم کیلئے مٹی ہی کا حقد قاتل ہے۔ ④ کتا خواہ شکاری ہو اس کا لعاب نجس ہے۔ شکار کے معاملے میں خاص استثنا معلوم ہوتا ہے۔ ⑤ کتوں کو بالعموم قتل کرنا منسوخ ہے تاکہ ان کی نسل کلی طور پر تباہ نہ ہو جائے۔ ⑥ شکار اور حفاظت کیلئے کتے کا رکھنا جائز ہے۔

باب: ۳۸- بلی کے جوٹھے کا بیان

(المعجم ۳۸) - باب سُورِ الْهَرَّةِ

(التحفة ۳۸)

۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب حکم ولوغ الکلب، ح: ۲۸۰ من حدیث شعبۃ بہ، ورواہ النسائی، ح: ۶۷، ۳۲۷، ۳۲۸، وابن ماجہ، ح: ۳۶۵.



وضو کے احکام و مسائل

۷۵- کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ (عبداللہ) ابن ابی قتادہ کے نکاح میں تھیں بیان کرتی ہیں کہ (ان کے خسر) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ (ان کے گھر) آئے تو اس نے ان کے لیے وضو کی خاطر پانی انڈیلا تو ایک بلی آگئی اور اس (برتن) سے پانی پیئے گی۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بلی کے لیے برتن کو قدرے ٹیڑھا کر دیا حتیٰ کہ اس نے پانی پی لیا۔ کبشہ کہتی ہیں کہ ابوقتادہ نے مجھے دیکھا کہ میں ان کے اس عمل کو حیرت سے دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے کہا: اے بھتیجی! کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں، تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”بلی نجس نہیں ہے یہ تم پر گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔“

۷۶- داود بن صالح بن دینار التمار اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کی مالکہ نے اسے (یعنی ام داود کو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہریرہ (ایک قسم کا کھانا) دے کر بھیجا تو اس نے انہیں نماز پڑھتے پایا۔ انہوں نے (اثنا عشر نماز ہی میں) اشارہ کیا کہ رکھ دے۔ چنانچہ (اسی دوران میں) ایک بلی آئی اور اس میں سے کچھ کھا گئی جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے وہیں سے کھانا شروع کر دیا جہاں سے بلی

۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ - وَكَانَتْ تَحْتِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ - أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ. قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَأَيْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا بِنْتَ أُخِي؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَافِينِ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَافَاتِ».

۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِينَارِ التَّمَّارِ، عَنْ أُمِّهِ: أَنَّ مَوْلَاتَهَا أُرْسِلَتْهَا بِهَرِيرَةٍ إِلَى عَائِشَةَ فَوَجَدَتْهَا تُصَلِّي، فَأَشَارَتْ إِلَيْهَا أَنْ ضَعِيهَا، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَأَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أَكَلْتُ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتِ الْهِرَّةُ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّمَا هِيَ

۷۵- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في سؤر الهرة، ح: ۹۲، والنسائي، ح: ۶۸، ۳۴۱، وابن ماجه، ح: ۳۶۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ۲۲/۱، ۲۳ (ورواية الفعني، ص: ۴۵، ۴۶) وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۴، وابن حبان، ح: ۱۲۱، والحاكم ۱/۱۶۰، ووافقه الذهبي.

۷۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱/۶۹، ح: ۲۱۴ من حديث عبدالعزیز بن محمد الدراوردي به * أم داود بن صالح لم أجد من وثقها "ولا هي معروفة عند أهل العلم" (مشكل الآثار: ۳/۲۷۰)، وقال ابن التركماني: "هي مجهولة".

مِنَ الطَّوَافِينَ عَلَيْكُمْ» وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا .
 نے کھایا تھا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ نجس نہیں ہے، یہ تو تم پر گھونسنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔“ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کے جوٹھے پانی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک صحیح ہے۔ ② ”طَوَافِينَ اور طَوَافَات“ کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ کبھی پھیر، بھر، کوا اور مرغی وغیرہ جانوروں سے تحفظ ممکن نہیں ہے اور ان کا جوٹھا بھی پاک ہے۔ اس کا کھا لینا اور اس سے وضو کر لینا سب درست ہے۔ ③ خسر، محرم رشتوں میں سے ہے اس سے پردہ نہیں اور خدمت اس کا حق ہے۔ ④ جانوروں سے حسن معاملہ حسن اخلاق کا حصہ اور اجر کا باعث ہے۔ ⑤ ہسایوں اور دوستوں کو تحائف یا ہدایا دینا اور کھانا بھجوانا ایک اسلامی شعار ہے۔ ⑥ نماز میں مجبوری ہو تو مناسب اشارہ جائز ہے۔

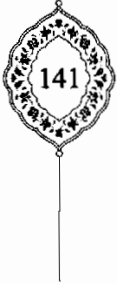
(المعجم ۳۹) - باب الْوُضُوءِ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ (التحفة ۳۹)
 باب: ۳۹- عورت کے (استعمال سے) بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا

۷۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَنَحْنُ جُذْبَانِ.
 ۷۷- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ”میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے نہالیا کرتے تھے جب کہ ہم دونوں جنبی ہوتے تھے۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① میاں بیوی شرمی لحاظ سے ایک دوسرے کا لباس ہیں اس لیے دونوں کے اکٹھے نہالینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ ② جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے برتن سے پانی لیا تو وہ عورت کا مستعمل ہو گیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ پانی لیتے تو وہ ان کا مستعمل ہو جاتا۔ معلوم ہوا کہ بقیہ پانی کا استعمال جائز ہے خواہ عورت کا ہو یا مرد کا۔ بالخصوص جبکہ وہ دانا اور کھمدار ہوں اور نامعقول طور پر پانی میں پھینٹے نہ ڈالتے ہوں۔

۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ۷۸- حضرت ام صبیہ جُھنَّیہ (خولہ بنت قیس)

۷۷- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ۲۹۹ من حديث سفیان الثوري به، وعزاه المزي في تحفة الأشراف: ۱۱/۳۶۹، ح: ۱۵۹۸۳ إلى صحيح مسلم، ح: ۶۸۶ من حديث زائدة عن منصور به.
 ۷۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه بن ماجه، الطهارة، باب الرجل والمرأة يتوضآن من إناء واحد، ح: ۳۸۲ من طريق آخر عن أم صبية به، وله طريق آخر عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ۱۰۵۴، وأحمد: ۶/۳۶۶، وحسنه العراقي في طرح التنزيب: ۲/۳۲.



۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

التَّفِيلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ خَرَبُودَ، عَنْ أُمِّ صَبِيَّةَ الْجُهَيْنِيَّةِ قَالَتْ: اخْتَلَفَتْ يَدَيَّ وَيَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْوُضُوءِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

☀️ توضیح: حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ سے محرم ہونے کا کوئی رشتہ ثابت نہیں ہے۔ یہ واقعہ شاید ۶ آیات حجاب کے نزول سے پہلے کا ہو۔

۷۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ جَمِيعًا.

۷۹- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مرد اور عورتیں ایک برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے۔ مسدد کی روایت ہے: ”مرد اور عورتیں اکٹھے ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے۔“

۸۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَتَوَضَّأُ نَحْنُ وَالنِّسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نُدْلِي فِيهِ أَيْدِينَا.

۸۰- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم (مرد) اور عورتیں ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے اور اسی (ایک ہی برتن) میں اپنے ہاتھ ڈالتے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ صورت حجاب سے پہلے کی رہی ہوگی اور حجاب کے بعد یہ معاملہ شوہروں اور ان کی بیویوں کے مابین یا محارم کے مابین محدود ہو گیا۔ اور مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ عورت کا مستعمل (بچا ہوا) پانی خواہ عورت محرم ہو یا غیر محرم پاک ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ ② جب غیر محرم مرد کا مستعمل (بچا ہوا) پانی عورت استعمال کر سکتی ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر محرم مرد کا بچا ہوا کھانا بھی عورت کھا سکتی ہے۔ شریعت میں اس سے ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب وضوء الرجل مع امرأته... الخ، ح: ۱۹۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (يحيى) ۱/ ۲۴، ورواه النسائي، ح: ۳۴۳، ۷۱، وابن ماجه، ح: ۳۸۱.

۸۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۹۰ من حديث أبي داود به، ووقع في سنده وهم مطبعي.

(المعجم ۴۰) - باب النہی عن ذلک

(التحفة ۴۰)

باب: ۴۰- عورت کے مستعمل پانی

سے وضو کی ممانعت کا ذکر

۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ:

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حُمَيْدِ الْجَمِيرِيِّ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا صَلَّى صَلَّى أَرْبَعَ

سِنِينَ كَمَا صَلَّى أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ

الرَّجُلِ، أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ. زَادَ مُسَدَّدٌ: وَلِيَعْتَرِفَا جَمِيعًا.

۸۱- حمید جمیری کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص سے

ملا جو چار سال تک نبی ﷺ کی صحبت میں رہا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما آپ کی صحبت میں رہے تھے۔

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے: ”عورت مرد کے یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے

غسل کرے۔“

مسدود نے یہ اضافہ بیان کیا ہے: ”چاہے کہ دونوں اکٹھے ہی (باری باری) چلو لیں۔“

۸۲- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ

يَعْنِي الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي حَاجِبٍ، عَنْ الْحَكَمِ بْنِ

عَمْرٍو، وَهُوَ الْأَقْرَعُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ.

۸۲- حکم بن عمرو اور یہ اقرع ہیں سے روایت ہے

کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

☀️ فائدہ: یہ نبی یا تو رخصت سے پہلے کی ہے۔ یا احتیاط پر محمول ہے۔ تاہم کتاب العلل ترمذی میں ہے کہ امام

بخاری رضی اللہ عنہ نے حکم بن عمرو اقرع کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور صحیح ترمذی ہے جو پچھلے باب میں مذکور ہوا کہ

عورت مرد ایک دوسرے کے استعمال شدہ اور بچے ہوئے پانی سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں۔

باب: ۴۱- سمندر کے پانی سے وضو

(المعجم ۴۱) - باب الوضوء بماء

الْبَحْرِ (التحفة ۴۱)

۸۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر النهي عن الاغتسال بفضل الجنب، ح: ۲۳۹ من حديث أبي عوانة الوضاح بن عبدالله به، وصححه الحافظ في بلوغ المرام، ح: ۶ (بتحقيقي).

۸۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية فضل طهور المرأة، ح: ۶۴ عن محمد بن بشار به وقال: ”حسن“، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۷۴، وصححه ابن جبان (الإحسان)، ح: ۱۲۵۷.

۸۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ (پینے کے لیے) تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں۔ اگر ہم اس سے وضو کرنے لگیں تو پیا سے رہ جائیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال ہے۔“

۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سَلِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ ابْنِ الْأَزْرَقِ قَالَ: إِنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَرَكُبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطَشْنَا، أَفَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحَلَالُ مَيْتُهُ».

فوائد و مسائل: ① سمندر دریا اور نہر کا پانی خود پاک ہوتا ہے اور پاک کرنے والا بھی تو اس سے پینا نہانا اور دھونا سب جائز ہے۔ اگر کہیں نجاست پڑی ہو تو وہ جگہ چھوڑ دی جائے۔ ② مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ بغیر شکار پٹی موت مرگئی ہو تو بھی حلال ہے اور پانی پاک رہتا ہے اور مچھلی کی تمام انواع اس میں شامل ہیں۔
 (المعجم ۴۲) - **باب الوضوء بالنبیذ**
 (التحفة ۴۲) باب: ۴۲- کھجور اور منقہ کے شربت (نیبذ) سے وضو کرنا.....؟



۸۴- سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے جنوں والی رات پوچھا کہ تمہارے برتن میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نیبذ (یعنی کھجور کا شربت) ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”کھجور پاکیزہ پھل ہے اور پانی پاک ہے۔“

۸۴- حَدَّثَنَا هَنَادٌ وَسَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي فَرَاةَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ لَيْلَةَ الْجَنِّ: «مَا فِي إِذَاوَتِكَ؟» قَالَ: نَيْبِذٌ. قَالَ: «تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ».

۸۳- **تخریج:** [سناده صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، ح: ۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (بحی): ۲۲/۱، ورواه النسائي، ح: ۵۹، وابن ماجه، ح: ۳۸۶، ۳۲۴۶ وقال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۱، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۱۹.
 ۸۴- **تخریج:** [سناده ضعیف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء بالنبیذ، ح: ۸۸ عن هناد بن السري به * وقال: "وأبو زيد، رجل مجهول عند أهل الحديث"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۸۴.

۱- کتاب الطہارۃ وضو کے احکام و مسائل

قال سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: عَنْ أَبِي زَيْدٍ،
أَوْ زَيْدٍ كَذَا قَالَ شَرِيكٌ: وَلَمْ يَذْكُرْ
هَذَا لَيْلَةَ الْجِنِّ.
سليمان بن داود کی روایت میں ہے کہ شریک کو وہم
ہوا اور انہوں نے ابو زید یا زید کہا۔ (جبکہ ہناد کو وہم نہیں
ہوا اس نے ابو زید ہی کہا۔) ایسے ہی ہناد کی روایت میں
لَيْلَةُ الْجِنِّ کا ذکر نہیں ہے۔ (اور سليمان کی روایت
میں موجود ہے۔)

☀️ وضاحت: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کا راوی ابو زید مجہول ہے۔ اس لیے یہ قابل عمل نہیں۔ نیز درج ذیل صحیح حدیث اس کی توضیح کر رہی ہے۔

۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ،
عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مَسْعُودٍ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ فَقَالَ: مَا كَانَ مَعَهُ مِنَّا أَحَدٌ.
۸۵- علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ (رسول اللہ ﷺ کی)
جنوں سے ملاقات والی رات آپ لوگوں میں سے کون
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم میں
سے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔

۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ
مَنْصُورٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ:
إِنَّهُ كَرِهَ الْوُضُوءَ بِاللَّيْلِ وَالنَّيِّذِ وَقَالَ: إِنَّ
التَّيْمَمَ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهُ.
۸۶- جناب عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ انہوں نے دودھ اور نیند سے وضو کو مکروہ کہا ہے۔ اور
فرمایا کہ مجھے ان سے وضو کرنے کی بجائے تیمم کرنا زیادہ
پسند ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے تو اس کے پاک رہنے میں کوئی شہ نہیں مگر لازمی ہے کہ اس
اختلاط سے پانی بانی ہی رہے۔ اگر وہ مائع پانی کی بجائے شربت، لسی یا شوربے وغیرہ سے موسوم ہو جاتا ہے تو وہ پانی
نہ رہا اور اس سے وضو یا غسل کا کوئی معنی نہیں۔ ② ”نبیذ“ عرب کا خاص مشروب ہے جو وہ خشک کھجور یا نخیل کو پانی میں
بھگوئے رکھنے سے تیار کرتے تھے جیسے ہمارے ہاں املی اور آلو بخارے سے شربت بنایا جاتا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ
انسانوں کی طرح جنوں کی طرف بھی معوث کیے گئے تھے کئی ایک مواقع پر آپ نے انہیں تبلیغ اور وعظ بھی فرمایا تھا۔

۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الجهر بالقراءة في الصبح، والقراءة على الجن، ح: ۴۵۰ من حديث
داود بن أبي هند به، مطولاً، ورواه الترمذي، ح: ۳۲۵۸ قال: "حسن صحيح".
۸۶- تخریج: [سناده صحيح] أخرجه البيهقي ۹/۱ من حديث أبي داود به.



قرآن مجید میں سورہ جن بالخصوص اس مسئلے کو واضح کرتی ہے۔

۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۸۷- ابوخلدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابو العالیہ (تابعی) سے پوچھا کہ ایک شخص جسے جنابت لاحق ہوئی ہو اس کے پاس پانی نہ ہو مگر نبیذ (کھجور یا کشمش کا پانی) موجود ہو تو کیا وہ اس سے غسل کر لے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ

قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنْ رَجُلٍ أَصَابَتْهُ

جَنَابَةٌ، وَلَيْسَ عِنْدَهُ مَاءٌ وَعِنْدَهُ نَبِيذٌ،

أَيُعْتَسِلُ بِهِ؟ قَالَ: لَا.

(المعجم ۴۳) - بَابُ: أَيُصَلِّي الرَّجُلُ

وَهُوَ حَاقِنٌ؟ (التحفة ۴۳)

باب: ۴۳- پیشاب پاخانے کی حاجت ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

۸۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ:

۸۸- سیدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

وہ حج یا عمرے کے لیے نکلے۔ ان کی معیت میں کچھ لوگ

بھی تھے اور وہ ان کے امام تھے۔ ایک دن نماز فجر کی

اقامت ہوئی تو انہوں نے کہا کہ تم میں سے کوئی آگے

ہو۔ (اور نماز پڑھائے) اور خود قضائے حاجت کے لیے

چل دیے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

آپ فرماتے تھے: ”جب تم میں سے کسی کو بیت الخلا

جانے کی حاجت ہو اور نماز بھی کھڑی ہو رہی ہو تو چاہیے

کہ وہ پہلے قضائے حاجت کے لیے جائے۔“

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ

أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ: أَنَّهُ خَرَجَ

حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا وَمَعَهُ النَّاسُ وَهُوَ يَوْمُهُمْ،

فَلَمَّا كَانَ ذَلِكَ يَوْمٍ أَقَامَ الصَّلَاةَ - صَلَاةَ

الصُّبْحِ - ثُمَّ قَالَ: لِيَتَفَدَّمُوا أَحَدَكُمْ وَذَهَبَ

الْحَلَاءُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ:

«إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ الْحَلَاءُ، وَقَامَتِ

الصَّلَاةُ فَلْيَتَفَدَّمُوا بِالْحَلَاءِ».

قال أبو داود: رَوَى وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ

وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ وَأَبُو ضَمْرَةَ هَذَا

الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ

أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

امام ابو داود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہیب بن خالد شعیب

بن اسحاق اور ابو ضمیر نے یہ حدیث ہشام بن عروہ

عن ابیہ ”عن رجلٍ“ حدیثہ عن عبد اللہ بن ارقم

کی سند سے روایت کی ہے (یعنی اس میں ”عن رجلٍ“ کا

۸۷- تخریج: [سنادہ صحیح] أخرجه البيهقي: ۹/۱ من حديث أبي داود به.

۸۸- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء إذا أقيمت الصلوة... الخ، ح: ۱۴۲،

والنسائي، ح: ۸۵۳، وابن ماجه، ح: ۶۱۶ من حديث هشام بن عروة به وقال الترمذي: "حسن صحيح"، و صححه

ابن خزيمة، ح: ۱۶۵۲، ۹۳۲، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۹۴، والحاكم: ۱/۱۶۸، ووافقه الذهبي.



۱- کتاب الطہارۃ وضو کے احکام و مسائل

أَرْقَمَ، وَالْأَكْثَرُ الَّذِينَ رَوَوْهُ عَنْ هِشَامٍ (مگر ہشام کے اکثر شاگرد اسی طرح روایت کرتے ہیں جیسے کہ مذکورہ صدر روایت میں) زہیر نے (عن زُجَل کے واسطے کے بغیر) روایت کیا ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز کی قبولیت میں خشوع و خضوع انتہائی بنیادی امر ہے۔ اس کے لیے پوری پوری محنت اور کوشش کرنی چاہیے اور ہر اس حالت سے بچنا چاہیے جو اس میں خلل انداز ہو سکتی ہو۔ لہذا بیت الخلاء جانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو تو پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیے۔ ② ایسے ہی کھانے کا مسئلہ ہے جب کھانا تیار ہو اور بھوک بھی ہو تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے۔ جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔ ③ لمبے سفروں میں مسنون یہ ہے کہ اجتماعیت قائم رکھی جائے۔ ایک شخص کو اپنا امیر سفر بنا لیا جائے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اوپر بیان ہوا ہے۔

۸۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى الْمَعْنِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي حَزْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ عَيْسَى فِي حَدِيثِهِ: ابْنُ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ اتَّفَقُوا أَخُو الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَجِئَ بِطَعَامِهَا فَقَامَ الْقَاسِمُ يُصَلِّي، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُصَلِّي بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يَدْفَعُهُ الْأَحْبَتَانِ».

۸۹- جناب عبداللہ بن محمد بن ابی بکر (قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق کے بھائی) سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے کہ اس اثنا میں ان کا کھانا آ گیا، تو جناب قاسم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ”جب کھانا حاضر ہو تو نماز نہ پڑھی جائے نیز ایسی حالت میں بھی کہ آدمی پیشاب پاخانے کو روک رہا ہو۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اس روایت کا ایک پس منظر ہے کہ جناب قاسم بن محمد کی والدہ ام ولد (لونڈی) تھیں اور اس کی تربیت کے اثر سے جناب قاسم کے عربی تکلم میں قدرے لُجُن تھا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں تادیب کی تو وہ کچھ خفا ہو گئے اور کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے لگے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ حدیث سنائی اور امر بالمعروف کا فریضہ ادا کیا۔ ② خیال رہے کہ بھوک اور قضاے حاجت ایسے فطری امور ہیں جو انسان کے اپنے کنٹرول میں نہیں

۸۹- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال... الخ ح: ۵۶۰ من حديث أبي حزره القاص به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۶/۴۳، ۵۴.

ہوتے۔ شریعت نے خصوصی طور پر ان سے فراغت حاصل کر لینے کا حکم دیا ہے مگر ایسے اعمال جو انسان کے اپنے بس میں ہوں مثلاً کوئی کام ادھورارہ رہا ہو یا ویسے ہی ذہن پر سوار ہو تو دینی تقاضا یہ ہے کہ انسان ان امور سے اپنے آپ کو خالی الذہن کر کے نماز کی طرف متوجہ ہو اور اپنے کام یا تو قبل از نماز نمٹالے یا بعد از نماز مکمل کرے مثلاً سفر میں جمع بین الصلوٰتین کی رخصت موجود ہے۔ ماں کو بچہ پریشان کر رہا ہو تو اجازت ہے کہ اسے اٹھا کر نماز پڑھ لے۔

۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ عِيَّاشٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحِ الْحَضْرَمِيِّ ، عَنْ أَبِي حَيِّ الْمُؤَدِّنِ ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «ثَلَاثٌ لَا يَجِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ : لَا يُؤْمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيُخْصُّ نَفْسَهُ بِالذِّعَاءِ دُونَهُمْ ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ ، وَلَا يَنْظُرُ فِي فَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ ، وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ» .

۹۰- سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین کام کسی کو روا نہیں ہیں۔ یعنی: (۱) کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرائے تو اہل جماعت کو چھوڑ کر خاص اپنے لیے دعائے کرے۔ اگر ایسا کیا تو ان سے خیانت کی۔ (۲) اجازت ملنے سے پہلے ہی کسی کے گھر کے اندر نہ جھانکے۔ اگر ایسا کیا تو گویا (بغیر اجازت) اندر داخل ہوا۔ (۳) کوئی شخص پیشاب پاخانہ روکے ہوئے نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ فراغت حاصل کر لے۔“



☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں آخری دو باتیں تو دوسری احادیث سے بھی ثابت ہیں۔ لیکن اول الذکر بات محل نظر ہے، اس لیے کہ نماز میں بعض دعائیں ایسی بھی ہیں جن میں صیغہ واحد ہی استعمال ہوا ہے اور امام سمیت ہر شخص انہیں صیغہ واحد ہی کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اس لیے اسے امام کی خیانت سے تعبیر کرنا کیوں صحیح ہو سکتا ہے؟

۹۱- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدِ السَّلْمِيِّ قَالَ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ : حَدَّثَنَا ثَوْرٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحِ الْحَضْرَمِيِّ ، عَنْ أَبِي حَيِّ الْمُؤَدِّنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۹۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ پیشاب پاخانہ روکے ہوئے نماز پڑھے حتیٰ کہ فارغ ہو

۹۰- تخریج : [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية أن يخص الإمام نفسه بالذعاء، ح: ۳۵۷ من حديث إسماعيل بن عياش به، وتابعه بقية عند ابن ماجه، ح: ۶۱۹، ۹۲۳ .

۹۱- تخریج : [حسن] أخرجه البيهقي: ۳/ ۱۲۹ من حديث ثور بن يزيد به .

قال: «لَا يَجِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ أَنْ يُصَلِّيَ وَهُوَ حَتِينٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ» ثُمَّ
سَأَلَ نَحْوَهُ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ قَالَ: «وَلَا يَجِلُّ
لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُؤَمَّ قَوْمًا
إِلَّا بِإِذْنِهِمْ، وَلَا يَخْتَصُّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ
دُونَهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ».

جائے۔“ پھر جناب ثور نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند
بیان کیا۔ اور کہا کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) ”جو
شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے حلال نہیں
کہ بغیر اجازت کے کسی قوم کی امامت کرائے اور نہ اہل
جماعت کو چھوڑ کر خاص اپنے ہی لیے دعا کرے۔ اگر ایسا
کرے تو ان سے خیانت کی۔“

قال أبو داود: هَذَا مِنْ سُنَنِ أَهْلِ
الشَّامِ لَمْ يَشْرِكْهُمْ فِيهَا أَحَدٌ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سید اہل شام کی
اسانید میں سے ہے اس میں ان کا کوئی شریک نہیں۔

(سوائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔)

فائدہ: یہ روایت بھی شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس میں بھی دو باتوں کی ممانعت تو دوسری احادیث
سے ثابت ہے۔ جیسے پیشاب یا خاندان روک کر نماز پڑھنا اور بغیر اجازت کسی قوم کی امامت کرنا یا یہ دونوں باتیں ممنوع
ہیں۔ لیکن یہ تیسری بات کہ امام صرف اپنے ہی لیے دعا نہ کرے صحیح نہیں۔ اس لیے کہ متعدد دعاؤں میں نماز میں
واحد ہی کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

باب ۴۴- وضو کے لیے کس قدر

(المعجم ۴۴) - باب ما يُجْزِيءُ مِنَ

پانی کافی ہے؟

الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ۴۴)

۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک

۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

صاح پانی سے غسل اور ایک مہل سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جناب ابان نے قتادہ

عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ

سے روایت کیا تو (عَنْ صَفِيَّةَ كَيْ بَجَائِ) سَمِعْتُ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبَانٌ

صَفِيَّةَ كَمَا هُوَ۔ (یعنی میں نے حضرت صفیہ سے سنا۔)

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ.

۹۳- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی

۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ

۹۲- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مقدار الماء للوضوء والغسل من الجنابة،
ح: ۲۶۸ من حدیث ہمام بہ، ورواه النسائي، ح: ۳۴۷ وحديث أبان بن يزيد الططار، أخرجه البيهقي: ۱/۱۹۵
وإسناده صحيح.

۹۳- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۳ عن هشيم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۷، ورواه حصين عن
سالم بن أبي الجمعد عند البيهقي: ۱/۱۹۵، والحاكم: ۱/۱۶۱، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

قال: حدثنا هُشَيْمٌ قال: أخبرنا يزيدُ بنُ أبي زيادٍ عن سَالِمِ بنِ أَبِي الجَعْدِ، عن جَابِرٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَوَضَّأُ بِالمُدِّ.

۹۳- سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کرنا چاہا تو آپ کے لیے برتن لایا گیا۔ اس میں ایک مد کے دو تہائی جتنا پانی تھا۔

۹۴- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن حَبِيبِ الأنْصَارِيِّ قال: سَمِعْتُ عَبَّادَ بنَ تَمِيمٍ عن جَدَّتِي وهي أُمُّ عُمَارَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَأَتَيْ بِإِنَاءٍ فِيهِ ماءٌ قَدْرُ ثَلَاثِي المُدِّ.

۹۵- سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ایسے برتن سے وضو کیا کرتے تھے جس میں دو رطل پانی آتا تھا اور آپ ایک صاع (پانی) سے غسل فرمایا کرتے تھے۔

۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ البِرَّازُ قال: حدثنا شَرِيكٌ عن عَبْدِ اللهِ بنِ عِيسَى، عن عَبْدِ اللهِ بنِ جَبْرِ، عن أَنَسِ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِإِنَاءٍ يَسَعُ رَطْلَيْنِ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے شاگردوں کے نام اور اسناد میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے) کہا کہ شعبہ نے کہا: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ جَبْرِ قال: سَمِعْتُ أَنَسًا مِمَّنْ اس میں ہے کہ آپ ”ملوک“ (ایک مد) سے وضو کرتے تھے۔ اس میں دو رطل کا ذکر نہیں ہے۔

قال أَبُو داوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ قال: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ جَبْرِ قال: سَمِعْتُ أَنَسًا، إِلَّا أَنَّهُ قال: يَتَوَضَّأُ بِمَكْوَكٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ رَطْلَيْنِ.

یحییٰ بن آدم عن شريك کی روایت میں ہے

قال أَبُو داوُدَ: وَرَوَاهُ يَحْيَى بنُ آدَمَ

۹۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب القدر الذي يكفي به الرجل من الماء للوضوء، ح: ۷۴ عن محمد بن بشار به، مطولاً، وله طريق آخر عند البيهقي: ۱/ ۱۹۶.

۹۵- تخریج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۷۹ من حديث شريك به، ورواه البخاري، ح: ۲۰۱، ومسلم، ح: ۳۲۵ من حديث مسعر عن عبدالله بن جبر به، ورواه مسلم من حديث شعبه عن عبدالله بن جبر به.



- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

عن شَرِيكَ قَالَ: عن ابن جَبْرِ بن عَتِيكَ
عَنْ ابْنِ جَبْرِ بنِ عَتِيكَ جَبْرٌ بنِ عَتِيكَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بنِ عَيْسَى قَالَ: حَدَّثَنِي جَبْرٌ بنُ
عَبْدِ اللَّهِ آيَاهُ -

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ
حَنْبَلٍ يَقُولُ: الصَّاعُ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ.
قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ صَاعُ ابْنِ أَبِي
ذَيْبٍ، وَهُوَ صَاعُ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل
رحمہ اللہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ صاع پانچ رطل ہے۔
ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہی صاع ابن ابی ذئب کا
ہے اور نبی ﷺ کا صاع اسی طرح کا تھا۔

☀️ نوآمد مسائل: ① پانی کی مذکورہ مقدار تجدید کے لیے نہیں بلکہ کفایت و ترغیب کے لیے ہے اور اشارہ ہے کہ
پانی کم از کم استعمال کرنا چاہیے بے جا استعمال اور ضیاع نا جائز ہے۔ ② صاع اور مند چیزوں کے بھرنے کے پیمانے
ہیں۔ ایک صاع میں چار مند ہوتے ہیں اور مختلف ادوار میں ان کا پیمانہ مختلف ہوتا رہا ہے۔ موجودہ پیمانے کے معیار
سے مدنی صاع کی مقدار تین لیٹر دو سو ملی لیٹر اور ایک مد کی مقدار آٹھ سو ملی لیٹر بنتی ہے۔

☀️ ملحوظ: دور نبوی کا جس کا آخری باب میں ذکر آیا ہے اس کا ایک نمونہ راقم مترجم کو اپنے والد گرامی مولانا ابو سعید
عبدالعزیز سعیدی رحمہ اللہ سے وراثت میں ملا ہے جس کی سند تعدیل و مماثلت حضرت مولانا احمد اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ
سے سترہ واسطوں سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ یہ دین اسلام کی حقانیت کی ایک ادنیٰ دلیل ہے کہ
اس کے اصول تا حال محفوظ ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ بَشَرِيّ پیمانوں میں حرمین کے پیمانے ہی معتبر ہیں جیسے کہ
سنن ابی داؤد کی حدیث: ۳۳۳۰ میں ہے کہ اَلْوَزْنُ وَرَزْنُ اَهْلِ مَكَّةَ وَ اَلْمِكْيَالُ وَ اَلْمِكْيَالُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ "یعنی
وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور بھرنے کا ماپ اہل مدینہ کا۔"

(المعجم ۴۵) - باب الإسرافِ في

الْوُضُوءِ (التحفة ۴۵)

۹۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ
أَل: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ
لَجَبْرِ بَرِّي عَنْ أَبِي نَعَامَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بنَ
عُقَيْلٍ سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ

۹۶- حضرت عبداللہ بن عُقَيْل رضی اللہ عنہ نے (ایک بار)
اپنے صاحبزادے کو دعا کرتے سنا (جو یوں کہہ رہا تھا):
”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جب میں
جنت میں داخل ہوں تو مجھے اس کی دائیں جانب سفید کحل

۹۶- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب كراهية الاعتداء في الدعاء، ح: ۳۸۶۴ من حديث
مصاذ بن سلمة به، و صححه ابن حبان، (موارد)، ح: ۱۷۱، ۱۷۲، والحاكم: ۱/ ۵۴۰، ووافقه الذهبي.



۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

القَصْرُ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلْتُهَا. قَالَ: يَا بَنِيَّ! سَلِ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَتَمَوَّذْ بِهِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الطُّهُورِ وَالِدُّعَاءِ».

عنایت ہو۔“ اس پر حضرت عبداللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹے! اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو طہارت میں اور دعا مانگنے میں حد سے زیادہ مبالغہ کریں گے۔“

☀️ نوآند و مسائل: ① معلوم ہوا کہ طہارت (استنجا و وضو اور غسل وغیرہ) میں حد سے زیادہ پانی بہانا ناجائز ہے؛ بالخصوص استنجا کے سلسلے میں وہم میں مبتلا رہنا شریعت نہیں؛ بلکہ بعد شرم گاہ والی جگہ پر چھینے مار لینے چاہئیں۔ ② دعا بھی جامع ہونی چاہیے جیسے کہ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ سے ماٹورا اور مسنون ہیں۔

باب: ۴۶ - (المعجم ۴۶) - فِي إِسْبَاحِ الْوُضُوءِ (التحفة ۴۶)

۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى قَوْمًا وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحٌ، فَقَالَ: «وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ».

۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ (وضو میں جلدی کے باعث ان کے پاؤں خشک رہ گئے اور) ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا: ”(ایسی) ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ وضو مکمل کیا کرو۔“

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ وضو میں کوئی جگہ بھی خشک نہیں رہنی چاہیے ورنہ مذکورہ وعید ثابت اور لاگو ہوگی۔ ایڑیوں کا ذکر بالخصوص اس لیے آیا کہ آدمی جلدی میں ہو اور ان کا خیال نہ کرے تو یہ خشک رہ جاتی ہیں۔ خاص طور پر بچوں کے پیچھے کی گہری جگہ۔

(المعجم ۴۷) - بِابِ الْوُضُوءِ فِي آئِيَةِ الصُّفْرِ (التحفة ۴۷)

۹۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ:

۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الطہارۃ، باب وجوب غسل الرجلین بکمالہما، ح: ۲۴۱ من حدیث سفیان الثوری بہ، ورواہ النسائی، ح: ۱۱۱، وابن ماجہ، ح: ۴۵۰، ورواہ البخاری، ح: ۶۰ من طریق آخر عن عبداللہ بن عمرو بن العاص بہ۔

۹۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۳۱/۱ من حدیث أبي داود بہ * حماد بن سلمة سمعہ من شعبة عن هشام عن أبيه عن عائشة بہ، عند البيهقي: ۳۱/۱ وبہ صح الحدیث.

۱- کتاب الطہارۃ وضو کے احکام و مسائل

بُحَدَّثَنَا حَمَادٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي صَاحِبٌ لِي عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي تَوْرٍ مِنْ شَبِيهِ.

میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے جو پتیل کا بنا ہوا تھا۔

۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ إِسْحَاقَ بْنَ مَنْصُورٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ [عَنْ عَائِشَةَ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

۹۹- جناب محمد بن علاء کی سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے۔

۱۰۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَسَهْلُ بْنُ حَمَادٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ: جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْرَجَنَا لَهُ مَاءً فِي تَوْرٍ مِنْ صُفْرِ فَتَوَضَّأَ.

۱۰۰- سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لیے پتیل کے برتن میں پانی پیش کیا اور آپ نے اس سے وضو کیا۔

فائدہ: چونکہ پتیل اور کانسی کے برتنوں میں سونے کی سی رنگت ہوتی ہے اس لیے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس شبہ کو زائل کرنے کے لیے یہ روایات پیش فرمائی ہیں۔ البتہ خالص سونے چاندی یا ان سے طمع شدہ برتن استعمال کرنا جائز نہیں ہیں۔ صرف ٹانگے کی حد تک جائز ہے۔

(المعجم ۴۸) - بَابٌ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوءِ (التحفة ۴۸)

باب: ۳۸- وضو شروع کرتے ہوئے ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کہنا

۱۰۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: ۱۰۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۹۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ۳۱/۱، وأورده الحاكم في المستدرک: ۱۶۹/۱ من حديث حماد عن هشام عن أبيه عن عائشة به.

۱۰۰- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الغسل والوضوء في المخضب... الخ، ح: ۱۹۷، وابن ماجه، ح: ۴۷۱ من حديث عبد العزيز بن عبدالله به، ورواه البخاري، ح: ۱۹۱، ومسلم، ح: ۲۳۵ من حديث عمرو بن يحيى به.

۱۰۱- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في التسمية في الوضوء، ح: ۳۹۹ من حديث محمد بن موسى به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه ابن ماجه، ح: ۳۹۷ وسنده حسن.



۱- کتاب الطهارة

وضو کے احکام و مسائل

نے فرمایا: ”جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہ لے (بسم اللہ نہ پڑھے) اس کا وضو نہیں۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ».

۱۰۲- جناب ربیعہ (الراعی ایک تابعی اور مفتیٰ مدینہ) نے نبی ﷺ کی حدیث: ”جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں۔“ کی شرح میں کہا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو وضو اور غسل کرتا ہے اور وضو سے نماز کی اور غسل سے طہارت کی نیت نہیں کرتا۔ (ایسے شخص کا وضو اور غسل درست نہ ہوگا۔)

۱۰۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ الدَّرَّأَوْرِدِيِّ قَالَ: وَذَكَرَ رَبِيعَةُ أَنَّ تَفْسِيرَ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ» أَنَّهُ الَّذِي يَتَوَضَّأُ وَيَغْتَسِلُ وَلَا يَتَوَضَّأُ وَلَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَلَا غُسْلًا لِلْجَنَابَةِ.



☀️ فوائد و مسائل: ① وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا واجب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: [بسم اللہ] کہتے ہوئے وضو کرو۔ (سنن النسائي، الطهارة، حدیث: ۷۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کے علاوہ الفاظ سے وضو کی ابتدا کرنا درست نہیں ہے۔ جو حضرات ”بسم اللہ“ کے سوا کوئی دوسرے الفاظ کہنے کو درست خیال کرتے ہیں تو یہ بلا دلیل اور مذکورہ حدیث کے خلاف ہے۔ ② اگر بسم اللہ بھول گئی اور وضو کے دوران میں یاد آئی تو فوراً پڑھ لے تاہم وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ بھول چوک معاف ہے۔ ③ وضو اور غسل میں نیت بھی لازم ہے۔

باب: ۴۹- جو شخص اپنے ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال دے؟

باب: ۴۹- فِي الرَّجْلِ يَدْخُلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا (التحفة ۴۹)

۱۰۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رات کو جاگے تو اپنا

۱۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي

۱۰۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۴۱ من حديث أبي داود به.
 ۱۰۳- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب كراهة غمس المتوضئ وغيره يده المشكوك... الخ، ح: ۲۷۸ من حديث أبي معاوية محمد بن خازم الضرير به.

۱- کتاب الطهارة

وضو کے احکام و مسائل

صالح، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَغُوسُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ».

ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈبوئے حتیٰ کہ تین بار دھو لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ (سوتے میں) کہاں کہاں لگتا رہا ہے۔“

۱۰۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ أَبِي سَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - يَعْنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا زَرِينٍ.

۱۰۴- امام مسدد سے عیسیٰ بن یونس کے واسطے سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں ہے کہ دو بار دھوئے یا تین بار اس سند میں ابوزرین کا ذکر نہیں ہے۔

۱۰۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: «إِذَا سَتَيْفَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ أَوْ أَيْنَ كَانَتْ تَطَوَّفُ يَدُهُ».

۱۰۵- ابو مریم کہتے ہیں، میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”جب تم میں سے کوئی نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ اسے تین بار دھو لے کیونکہ تم میں سے کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔“ یا فرمایا: ”اس کا ہاتھ نہ معلوم کہاں کہاں پھرتا رہا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حکم ہر تم کے برتن کے لیے ہے البتہ نہراور بڑا حوض و تالاب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور ان میں ہاتھ داخل کرنا جائز ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری میں یہی رائے بیان کی ہے جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم استحباب پر مبنی ہے، مگر امام احمد رحمہ اللہ اسے واجب قرار دیتے ہیں، لیکن جمہور کی رائے اقرب الی الصواب ہے البتہ جب اسے یقین ہو جائے کہ اس کا ہاتھ نجاست و گندگی سے آلودہ ہوا ہے تو ہاتھ برتن میں داخل کرنے سے پہلے

۱۰۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۴۵ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۱۰۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۵۰، ح: ۱۲۷ من حديث عبد الله بن وهب به وقال: "وهذا سناد حسن"، و صححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۰۵۸.

دھونا ضروری ہے۔ ② مذکورہ بالا حدیث میں صرف رات کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ رات میں نجاست لگ جانے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے بہ نسبت دن کے بہر حال مذکورہ حکم دن اور رات دونوں کے لیے یکساں ہے لہذا دن کو سوکر جاگے تو بھی اس ارشاد پر عمل کرنا چاہیے۔

(المعجم ۵۱) - باب صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۵۰)

باب: ۵۱- نبی ﷺ کے وضو کا بیان

۱۰۶- جناب حمران بن ابان حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو وضو کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے (پہلے) اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں تین بار دھویا پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار پھر بائیں اسی طرح پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنا دایاں پاؤں دھویا تین بار پھر بائیں اسی طرح۔ اس کے بعد کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے میرے اس وضو کی مانند وضو کیا پھر فرمایا: ”جو کوئی میرے اس وضو کی مانند وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے ایسے کہ ادھر ادھر کے خیالات میں مشغول نہ ہو تو اللہ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔“

۱۰۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَعَسَلَهُمَا ثُمَّ تَمَضَّمَصَّ وَاسْتَنْشَرَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوءِي هَذَا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوءِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۱۰۷- ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا کہ جناب حمران کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو

۱۰۷- حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۰۶- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم، ح: ۱۹۳۴ من حديث معمر، ومسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، ح: ۲۲۶ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۱۳۹، ورواه النسائي، ح: ۸۴، ۸۵.

۱۰۷- تخریج: [مسندہ حسن] أخرجه الدارقطني: ۹۱/۱، ح: ۲۹۹ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به، وللحديث شواهد كثيرة.

دیکھا، انہوں نے وضو کیا اور مذکورہ بالا روایت کی مانند ذکر کیا اس میں کئی اور ناک میں پانی چڑھانے کا ذکر نہیں کیا اور (ابوسلمہ نے) اپنی حدیث میں کہا کہ سر کا مسح تین بار کیا پھر اپنے دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے پھر (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی وضو کیا اور فرمایا: ”جو شخص اپنے اعضائے وضو کو اس سے کم بار دھوئے تو (بھی) کافی ہے۔“ اور (ابوسلمہ نے اپنی حدیث میں) نماز کا ذکر نہیں کیا۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ وَرْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمْرَانُ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِشْقَاقَ، وَقَالَ فِيهِ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ هَكَذَا، وَقَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ دُونَ هَذَا كَفَّاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الصَّلَاةِ.

۱۰۸- عثمان بن عبد الرحمن تمہی کہتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ سے وضو کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے پانی منگوایا چنانچہ ایک برتن لایا گیا۔ انہوں نے اسے اپنے دائیں ہاتھ پر جھکایا پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا اور تین بار کئی تین بار ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا تین بار اپنا چہرہ دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ دھویا تین بار اور دایاں ہاتھ تین بار پھر اپنا ہاتھ (برتن میں) ڈالا اور پانی لیا اور سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا ان کے اندر اور باہر سے ایک بار پھر اپنے پاؤں دھوئے اور فرمایا: کہاں ہیں وضو کے بارے میں سوال کرنے والے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی وضو کرتے دیکھا تھا۔

۱۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ زِيَادِ الْمُؤَدَّنُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّمِيمِيِّ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتَيْتُ بِمِضْأَةٍ فَأَضَعَهَا عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي الْمَاءِ فَتَمَضَّمَصَ ثَلَاثًا وَاسْتَشْرَثَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَأَخَذَ مَاءً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَذْنَيْهِ فَغَسَلَ بَطُونَهُمَا وَظُهُورَهُمَا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُونَ عَنِ الْوُضُوءِ؟ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ.

۱۰۸- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه البيهقي ۱/ ۶۴ من حديث أبي داود به ه في سعيد بن زياد المؤذن مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تمام صحیح روایات دلالت کرتی ہیں کہ انہوں نے سر کا مسح ایک ہی بار کیا تھا۔ سب راوی وضو کو تین تین بار ذکر کرتے ہیں مگر (مسح کے بارے میں اتنا ہی) کہتے کہ ”انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا“ اور اس میں عدد کا ذکر نہیں کرتے جیسے کہ باقی اعضا میں کرتے ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَحَادِيثُ عُثْمَانَ الصَّحَاحُ تَلُفُّهَا تَدُلُّ عَلَى مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ مَرَّةً، فَإِنَّهُ ذَكَرُوا الْوُضُوءَ ثَلَاثًا، وَقَالُوا فِيهَا: وَمَسَحَ رَأْسَهُ. لَمْ يَذْكُرُوا عَدَدًا كَمَا ذَكَرُوا فِي غَيْرِهِ.

۱۰۹- جناب ابو علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگولیا اور وضو کیا۔ (پہلے انہوں نے) اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھویا۔ علقمہ نے کہا: پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا تین بار۔ اور پورے وضو میں تین تین بار اعضا کے دھونے کو بیان کیا اور کہا کہ پھر اپنے سر کا مسح کیا بعد ازاں پاؤں دھوئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا انہوں نے ایسے ہی وضو کیا تھا جیسے کہ تم نے مجھے وضو کرتے دیکھا ہے۔ پھر زہری کی حدیث کی مانند بیان کیا بلکہ اس سے بھی کامل بیان کیا۔ (یعنی جس میں خشوع، خضوع سے نماز پڑھنے اور اس پر اجر کا ذکر آیا ہے۔ سابقہ حدیث: ۱۰۶)

۱۰۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ بِنِ عَمِيرٍ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ: أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَهُمَا إِلَى الْكُوعَيْنِ قَالَ: ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَذَكَرَ الْوُضُوءَ ثَلَاثًا، قَالَ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ، وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ مَا رَأَيْتُمُونِي تَوَضَّأْتُ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ وَأَتَمَّ.

۱۱۰- شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے اپنی کھانیاں تین تین بار دھوئیں اور اپنے سر کا مسح (مجھی) تین بار کیا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔

۱۱۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقِ بْنِ جَمْرَةَ، عَنْ شَقِيقِ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَانَ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا



۱۰۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۸۴/۱، ح: ۲۷۹ من حديث عبيد الله بن أبي زياد به، وهو حسن الحديث.
۱۱۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۹۱/۱، ح: ۲۹۸ من حديث هارون بن عبدالله به.

ثم قال: رأيت رسول الله ﷺ فعل هذا.

قال أبو داود: ورواه وكيع عن إسرائيل قال: تَوَضَّأَ ثَلَاثًا قَطًّا.

اسرائیل سے روایت کیا تو اس میں صرف اتنا کہا کہ ”وضو کیا تین تین بار۔“

فائدہ: نبی ﷺ کا عمل مسح میں ایک بار کا ہے جیسے کہ اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے، ممکن ہے بعض مواقع پر تین بار بھی کیا ہو یا اجمالاً تین بار کا ذکر کرنے سے راوی نے سر کو بھی شامل سمجھ لیا ہو۔

۱۱۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَوَّانَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: أَتَانَا عَلِيٌُّّ وَقَدْ صَلَّى فَدَعَا بِطَهُورٍ، فَقُلْنَا: مَا يَصْنَعُ بِالطَهُورِ وَقَدْ صَلَّى مَا يُرِيدُ إِلَّا لِيُعَلِّمَنَا. فَأَبَى بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٌ، فَأَفْرَعُ مِنَ الْإِنَاءِ عَلَى يَمِينِهِ فَعَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَرَ ثَلَاثًا فَمَضَّمَصَ وَنَشَرَ مِنَ الْكَفِّ الَّذِي يَأْخُذُ فِيهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَعَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَعَسَلَ يَدَهُ الشَّمَالَ ثَلَاثًا ثُمَّ جَعَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَرِجْلَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَعْلَمَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهُوَ هَذَا.

۱۱۱- عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ ہمارے ہاں تشریف لائے اور وہ نماز پڑھ چکے تھے انہوں نے وضو کے لیے پانی منگوا یا، تو ہم نے کہا کہ وہ پانی کا کیا کریں گے حالانکہ نماز پڑھ چکے ہیں یہ شاید ہمیں سکھانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایک برتن میں پانی لایا گیا اور ساتھ ایک تسلا (کھلا برتن) بھی تھا۔ انہوں نے برتن سے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور ہاتھوں کو تین بار دھویا، پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا تین بار آپ نے اسی چلو سے کھلی کی اور ناک جھاڑی، جس میں کہ پانی لیا تھا، پھر اپنا چہرہ دھویا تین بار اور دایاں بازو تین بار پھر بائیں بازو تین بار پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اپنے سر کا مسح کیا ایک بار۔ پھر اپنا دایاں پاؤں دھویا تین بار پھر بائیں تین بار پھر فرمایا: جس کو پسند آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو معلوم کرے تو وہ یہی ہے۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ ایک ہی چلو سے آدھا پانی کھلی کے لیے کھینچ لیں اور آدھا ناک میں چڑھا لیں۔ پانی چڑھانے کے بعد ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑنا چاہیے، جیسا کہ سنسن نسائی اور سنن داری کی روایات میں صراحت سے وارد ہے کہ آپ ﷺ کا ناک میں پانی داخل کرنا دائیں ہاتھ سے اور اس کا جھاڑنا

۱۱۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب غسل الوجه، ح: ۹۲ من حديث أبي عوانة به، وانظر الحديث الآتي.

۱- کتاب الطہارۃ وضو کے احکام و مسائل

بائیں ہاتھ سے تھا۔ (سنن نسائی، حدیث: ۹۱، سنن دارمی، حدیث: ۷۰۳)

۱۱۲- عبدخیر کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی اور پھر رجبہ میں آگے (کوفہ کے مرکزی محلے کا نام تھا) اور پانی منگوایا۔ ایک غلام برتن لایا اس میں پانی تھا اور اس کے ساتھ تسلا بھی تھا چنانچہ آپ نے برتن کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑا اور اپنے بائیں ہاتھ پر انڈیلا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا (پانی لیا) اور تین بار کھلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور پھر (زانکہ بن قدامہ نے سابقہ) حدیث ابو عوانہ کے قریب قریب بیان کی پھر اپنے سر کا مسح کیا اس کے اگلے اور پچھلے حصے کا اور مثل سابق حدیث بیان کی۔

۱۱۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَوَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: صَلَّى عَلَيَّ الْغَدَاةَ ثُمَّ دَخَلَ الرَّحْبَةَ فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَتَاهُ الْعُلَامُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٌ، قَالَ: فَأَخَذَ الْإِنَاءَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا. ثُمَّ سَاقَ قَرِيبًا مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ. ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ مُقَدِّمَهُ وَمُؤَخَّرَهُ. ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ.



۱۱۳- عبدخیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک کرسی لائی گئی آپ اس پر بیٹھے پھر پانی کا ایک کوزہ (برتن) لایا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ تین بار دھویا پھر کھلی کی ساتھ ہی ناک میں پانی بھی چڑھایا۔ دونوں ایک چلو کے ساتھ اور حدیث بیان کی۔

۱۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ عُرْفُطَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ خَيْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِكُرْسِيِّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَعَسَلَ يَدَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ مَعَ الْإِسْتِنْشَاقِ بِمَاءٍ وَاحِدٍ. وَذَكَرَ الْحَدِيثَ.



فائدہ: اس حدیث سے ایک ہی چلو سے کھلی اور ناک میں پانی ڈالنا ثابت ہوتا ہے۔ مسنون اور مستحب عمل یہی ہے کہ ایک ہی چلو پانی لے کر کھلی کی جائے اور اسی سے ناک میں پانی بھی دیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل

۱۱۲- تخریج: [سنادہ صحیح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب: بأي اليدين يستنشر، ح: ۹۱ من حديث حسين

ابن علي به.

۱۱۳- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب عدد غسل الوجه، ح: ۹۳، ۹۴ من حديث شعبة به،

وقال: "هذا خطأ والصواب خالد بن علقمة، ليس مالك بن عرفطة".

۱- کتاب الطہارۃ وضو کے احکام و مسائل

یہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت موجود ہے۔ واللہ اعلم. (صحیح بخاری، الوضوء، حدیث: ۱۳۰)

۱۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ الْكِنَانِيُّ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ: أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا وَسُئِلَ عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ حَتَّى لَمَّا يَقْطُرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۱۱۳- جناب زربن حبیش سے روایت ہے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا ان سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ تو راوی نے حدیث بیان کی اور اس میں ذکر کیا کہ انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا مگر پانی کے قطرے نہ گرے اور اپنے دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ایسے ہی تھا۔

☀️ فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ آپ نے مسح کے لیے نیاپانی لیا اور ہاتھ خوب گیلے کیے، مگر اتنے نہیں کہ سر سے پانی پکنے لگے۔

۱۱۵- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ أَبِي قَرَوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَعَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَاحِدَةً، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۱۱۵- عبدالرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو کیا تو اپنا چہرہ دھویا تین بار اور اپنی کلاں دھوئیں تین بار اور سر کا مسح کیا ایک بار پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی وضو کیا تھا۔

۱۱۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو تَوْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو

۱۱۶- ابو جہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور ابو جہ نے بتایا کہ انہوں نے

۱۱۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۱۰ من حديث ربعة الكنانية به.

۱۱۵- تخریج: [إسناده حسن] وقال الحافظ في التلخيص النجيب: ۱/ ۸۰، ح: ۷۹ "سندہ صحیح".

۱۱۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في وضوء النبي ﷺ كيف كان؟، ح: ۴۸، والنسائي، ح: ۹۶، ۱۱۵ من حديث أبي الأحوص به، وقال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح"، وللحديث شواهد كثيرة.

نے سارا وضو تین تین بار کیا۔ اور کہا: پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک۔ پھر فرمایا: میں نے چاہا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو دکھلا دوں۔

۱۱۷- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی یعنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے، آپ استنجا کر چکے تھے آپ نے وضو کے لیے پانی منگوایا، ہم ایک چھوٹے برتن میں پانی لائے اور آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تمہیں دکھلاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کیا کرتے تھے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! چنانچہ انہوں نے برتن کو اپنے ہاتھ پر ٹیڑھا کیا اور ہاتھ دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ اس میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر کھلی کی اور ناک جھاڑی، پھر اپنے دونوں ہاتھ اکٹھے ہی برتن میں ڈالے اور دونوں ہاتھوں سے ایک لپ پانی لیا اور اپنے چہرے پر ڈالا، پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں میں ڈالا یعنی جو حصہ چہرے کی جانب تھا (اسے بھی دھویا) پھر دوسری بار پھر تیسری بار ایسے ہی کیا۔ پھر دائیں ہاتھ سے ایک چلو پانی لیا اور اسے پیشانی پر ڈالا اور اسے اپنے چہرے پر پہنچے دیا، پھر اپنی دونوں کلاسیاں کہنیوں تک دھوئیں تین تین بار، پھر اپنے سر کا مسح

ابن عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ، فَذَكَرَ وُضُوءَهُ كُلَّهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا أُحِبُّتُ أَنْ أُرِيكُمْ طُهُورَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۱۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَّانَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ الْحَوْلَانِيِّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلِيَّ يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَقَدْ أَهْرَاقَ الْمَاءَ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ، فَأَتَيْنَاهُ بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ حَتَّى وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسِ! أَلَا أُرِيكَ كَيْفَ كَانَ يَتَوَضَّأُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: فَأَضَعَى الْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ فَعَسَلَهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فَأَفْرَغَ بِهَا عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَيْهِ ثُمَّ تَمَضَّمَصَّ وَاسْتَنْشَرَّ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الْإِنَاءِ جَمِيعًا فَأَخَذَ بِهِمَا حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أَلْقَمَ إِنْهَامِيهِ مَا أَقْبَلَ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَيْهِ الْيُمْنَى قَبْضَةً مِنْ مَاءٍ



۱۱۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/۸۲ من حديث محمد بن إسحاق به وصرح بالسماع، وصرحه

ابن خزيمة، ح: ۱۵۳، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۵۳.

کیا اور کانوں کے باہر کا (بھی) پھر اپنے دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کی ایک لپ لے کر اپنے پاؤں پر ڈالی اور اس میں (چپل کا سا) جوتا تھا، اپنے پاؤں کو اس پانی کے ساتھ مل پھر دوسرے پاؤں کو بھی ایسے ہی کیا۔ (عبداللہ خولانی) کہتے ہیں میں نے کہا: جوتوں سمیت؟! (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) کہا: جوتوں سمیت! میں نے پھر کہا: جوتے پہننے پہننے؟ کہا کہ جوتا پہننے پہننے ہی۔ میں نے پھر کہا: جوتوں سمیت؟ کہا کہ (ہاں) جوتوں سمیت۔

فَصَبَّهَا عَلَى نَاصِيَتَيْهِ فَتَرَكَهَا تَسْتَنُّ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَظَهْرَهُ أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَدْحَلَ يَدَيْهِ جَمِيعًا فَأَخَذَ حَفَّتَهُ مِنْ مَاءٍ فَضْرَبَ بِهَا عَلَى رِجْلَيْهِ وَفِيهَا التُّعْلُ فَفَتَلَهَا بِهَا ثُمَّ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ. قَالَ: قُلْتُ: وَفِي التُّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي التُّعْلَيْنِ. قَالَ: قُلْتُ: وَفِي التُّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي التُّعْلَيْنِ. قَالَ: قُلْتُ: وَفِي التُّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي التُّعْلَيْنِ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن جریج کی شبیہ (بن نصح) سے روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مشابہ ہے۔ اس روایت میں حجاج بن محمد نے ابن جریج سے نقل کیا ہے: ”اور اپنے سر کا ایک بار مس کیا۔“ اور ابن وہب نے یہی روایت ابن جریج سے نقل کی تو کہا: ”سر کا مس تین بار کیا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ شَيْبَةَ يُشَبِّهُ حَدِيثَ عَلِيٍّ، لِأَنَّهُ قَالَ فِيهِ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً. وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ فِيهِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثَلَاثًا.

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ وضو ہے جو ہمارے ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے اور خود اس کے قائل و فاعل تھے اور ہم بھی اسی پر کاربند ہیں۔ (الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ) ② اس روایت میں تین بار چہرہ دھو کر مزید ایک بار پانی بہانے کا ذکر آیا ہے۔ یہ بیان جواز کے لیے ہے جو شاید کبھی کبھی کیا گیا۔ راجح اور افضل صرف تین بار ہی ہے۔ نیز چہرے کے ساتھ کانوں کو بھی اندر کی جانب سے صاف کیا جاسکتا ہے۔ ③ جب جوتا کھلی چپل کی مانند ہو تو اسے اتارے بغیر پانی میں ویسے ہی اٹل لیا جائے تو پاؤں دھل جاتے ہیں۔

۱۱۸- عمرو بن یحییٰ مازنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد (یحییٰ مازنی) نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے کہا: اور یہ عمرو بن یحییٰ

۱۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ

۱۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس كله، ح: ۱۸۵، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح: ۲۳۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۸/۱.

وَهُوَ جَدُّ عَمْرٍو بْنِ يَحْيَى: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيْبِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

کے دادا ہیں کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وضو کیسے کیا کرتے تھے؟ عبد اللہ بن زید نے کہا: ہاں! چنانچہ انہوں نے وضو کا پانی منگوا یا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ہاتھ دھوئے پھر گلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا تین بار پھر چہرہ دھویا تین بار پھر دونوں ہاتھ دھوئے کہیں تک دو دو بار۔ پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا اور انہیں آگے لائے اور پیچھے لے گئے سر کے اگلے حصے سے شروع کیا اور گدی تک لے گئے پھر انہیں واپس لائے اور وہاں تک لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① خیر القرون میں لوگ دین کی باتوں کو اہتمام سے سمجھتے اور رکھتے تھے۔ ② کچھ اعضائے وضو کو تین بار اور کچھ کو دو بار دھونا بھی جائز ہے۔ ③ مسح کا آسان مسنون طریقہ قابل توجہ ہے صرف اگلے حصے کا مسح یا چند بالوں کو چھو لینا کافی نہیں۔ بلکہ دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے پچھلے حصے گدی تک اور پھر گدی سے سر کے اگلے حصے تک واپس لے آنا چاہیے جہاں سے شروع کیا تھا۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گدی کے نیچے گردن کے الگ مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ گردن کے مسح کی روایت کے متعلق امام نووی فرماتے ہیں: گردن کے مسح کی حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔



۱۱۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَمْرٍو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ عَاصِمٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ: فَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفِّ وَاجِدَةٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثًا. ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

۱۱۹- جناب مسدد کی سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے کہ گلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا ایک ہی چلو سے ایسا تین بار کیا پھر راوی نے مذکورہ بالا حدیث کے مطابق روایت بیان کی۔

🌞 فائدہ: مسنون اور مستحب یہ ہے کہ گلی اور ناک دونوں کے لیے ایک چلو پانی لیا جائے اس طرح کہ چلو کا آدھا پانی گلی کے لیے کھینچ لے اور آدھا ناک میں چڑھا دے۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

۱۱۹- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب من مضمض واستنشق من غرفة واحدة، ح: ۱۹۱ عن مسدد، ومسلم، ح: ۲۳۵ من حديث خالد بن عبدالله به، انظر الحديث السابق.

۱- کتاب الطہارۃ — وضو کے احکام و مسائل

۱۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ حَبَانَ بْنَ وَاسِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَاصِمِ الْمَازِنِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ وَضُوءَهُ قَالَ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ، وَعَسَلَ رَجُلَيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا.

۱۲۰- حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کا وضو بیان کیا اور کہا: آپ نے سر کا مسح ہاتھوں کے نیچے ہوئے پانی کے علاوہ (نئے پانی) سے کیا اور اپنے پاؤں دھوئے حتیٰ کہ انہیں خوب صاف کیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے۔ ② اعضائے وضو کو مل کر دھونا اور صاف کرنا چاہیے۔

۱۲۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغْبِرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرِيْزُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ مَيْسَرَةَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُقْدَامَ بْنَ مَعْدِيكَرِبَ الْكِنْدِيَّ قَالَ: أُنْبِئَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَعَسَلَ كَفَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضَّضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَعَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ عَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبِاطْنَيْهِمَا.

۱۲۱- حضرت مقدم بن معدی کرب کنڈی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا۔ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں تین بار پھر کھلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا تین بار چہرہ دھویا تین بار کلاسیاں دھوئیں تین تین بار پھر سر کا مسح کیا اور ساتھ ہی کانوں کے باہر اور اندر کا (بھی)۔

۱۲۲- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ كَعْبِ الْأَنْطَاقِيِّ لَفْظَهُ قَالَا:

۱۲۲- حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا

۱۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح: ۲۳۶ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، رواه الترمذي، ح: ۳۵ وقال: "هذا حديث حسن صحيح".

۱۲۱- تخریج: [إسناده حسن] هو في المسند للإمام أحمد: ۱۳۲/۴، ح: ۱۷۳۲۰، وزاد: "وغسل رجله ثلاثاً ثلاثاً"، وحسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ۸۹/۱، ح: ۹۴.

۱۲۲- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۵۹/۱ من حديث أبي داود به، وأصله عند ابن ماجه، ح: ۴۴۲ من حديث الوليد بن مسلم بلفظ آخر، انظر الحديث الآتي.



۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

جب سر کے مسح تک پہنچے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھیں اور انہیں سر پر پھیرا حتیٰ کہ گدی تک لے گئے۔ پھر اپنے ہاتھوں کو اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔

محمودؒ روایت میں [اخیر نبی حریز] کی تصریح ہے۔

حدثنا الوليد بن مسلم عن حريز بن عثمان، عن عبد الرحمن بن ميسرة، عن المقدم بن معديكرب قال: رأيت رسول الله ﷺ تَوْضُأً فَلَمَّا بَلَغَ مَسْحَ رَأْسِهِ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى مُقَدِّمِ رَأْسِهِ فَأَمَرَهُمَا حَتَّى بَلَغَ الْقَفَا ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي مِنْهُ بَدَأَ . قال محمود: قال أخيرني حريز .

☀️ فائدہ: گرون کا مسح علیحدہ سے ثابت نہیں ہے بلکہ سر کا مسح کرتے ہوئے ہاتھوں کو گدی تک لے جانا ہی ثابت ہے اور یہی عمل مسنون اور ماجر ہے۔ ہاتھوں کو ایک بار پیچھے لے جانا اور پھر واپس شروع کی جگہ پر لے آنا سب ایک ہی مسح ہے۔

۱۲۳- ولید بن مسلم نے مذکورہ بالا سند سے روایت کیا ہے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کانوں کے باہر اور اندر کی طرف مسح کیا۔ ہشام نے مزید کہا کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں کانوں کے سوراخوں میں داخل کیں۔

۱۲۳- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ وَهَشَامُ بْنُ خَالِدِ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: وَمَسَحَ بِأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا - زَادَ هَشَامٌ: وَأَدْخَلَ أَصَابِعَهُ فِي صِمَاحِ أُذُنَيْهِ .

۱۲۴- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وضو کر کے دکھلایا جیسے کہ خود انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ جب آپ سر کے مسح کو پہنچے تو آپ نے ایک چلولیا اور بائیں ہاتھ پر ڈالا اور اس چلو کو سر کے درمیان کیا حتیٰ کہ پانی کے قطرات گرے یا گرنے کے قریب تھے پھر سر کے اگلے حصے سے آخر تک اور آخر سے اگلے حصے تک کا مسح کیا۔

۱۲۴- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ الْمُعْبِرَةُ بْنُ فَرَوَةَ وَبَنِيهِ ابْنُ أَبِي مَالِكٍ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ تَوْضُأً لِلنَّاسِ كَمَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوْضَأُ، فَلَمَّا بَلَغَ رَأْسَهُ عَرَفَ عُرْفَهُ مِنْ مَاءٍ فَتَلَقَّاهَا بِشِمَالِهِ حَتَّى وَضَعَهَا عَلَى وَسْطِ رَأْسِهِ حَتَّى قَطَرَ

۱۲۳- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مسح الأذنين، ح: ۴۴۲ من حديث الوليد بن مسلم به، مختصراً.

۱۲۴- تخریج: [سناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۹۴ من حديث الوليد بن مسلم به.



الْمَاءِ أَوْ كَادَ يَقْطُرُ ثُمَّ مَسَحَ مِنْ مُقَدِّمِهِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ وَمِنْ مُؤَخَّرِهِ إِلَى مُقَدِّمِهِ .

۱۲۵- جناب محمود بن خالد نے ولید سے مذکورہ بالا سند

۱۲۵- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ :

کے ساتھ یہ کہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا (تو وضو کے اعضا) تین تین بار (دھوئے) اور اپنے پاؤں دھوئے بغیر شمار کیے۔

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ : فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ بِغَيْرِ عَدَدٍ .

فائدہ: اعضائے وضو دھونے میں تین بار کی برابری نہ بھی ہو تو وضو کامل ہوتا ہے۔

۱۲۶- حضرت ربیع بنت موعوذ رضی اللہ عنہا کہتی

۱۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا بَشْرُ

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بار) فرمایا: ”میرے لیے پانی انڈیل کر لاؤ۔“ تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کرنا بیان کیا۔ اس میں کہتی ہیں کہ آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے تین بار چہرہ دھویا تین بار کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک بار اور اپنے دونوں ہاتھ دھوئے تین تین بار اور سر کا مسح کیا دو بار۔ سر کے آخر سے شروع کیا پھر اگلے حصے کی جانب سے مسح کیا اور دونوں کانوں کا مسح کیا ان کے باہر سے بھی اور اندر سے بھی۔ اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے تین تین بار۔

ابن الْمُفَضَّلِ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مُعَوَّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْتِينَا فَحَدَّثَنَا أَنَّهُ قَالَ : «اسْكُبِي لِي وَضُوءًا» فَذَكَرْتُ وَضُوءَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ فِيهِ : فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا وَوَضَّأَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مَرَّةً وَوَضَّأَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ ، يَبْدَأُ بِمُؤَخَّرِ رَأْسِهِ ثُمَّ بِمُقَدِّمِهِ وَيَأْذُنَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ظُهُورِهِمَا وَبَطُونِهِمَا وَوَضَّأَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا .

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ روایت مسدود کی

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : وَهَذَا مَعْنَى حَدِيثِ

روایت کے ہم معنی ہے۔

مُسَدَّدٍ .

فائدہ: اس روایت میں سر کے مسح کو دو بار کہا گیا ہے۔ جو کہ بیان جواز کے لیے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ راوی کی تعبیر ہے راوی کا مطلب ہے ایک بار ہاتھ چھپے سے آگے کولائے اور دوسری بار آگے سے چھپے کو لیکن پہلی بات

۱۲۵- تخریج : [حسن] أخرجه أحمد : ۹۴ / ۴ من حديث الوليد بن مسلم به .

۱۲۶- تخریج : [حسن] أخرجه الترمذي ، الطهارة ، باب ما جاء أنه يبدأ بمؤخر الرأس ، ح : ۳۳ من حديث بشر بن المفضل به وقال : "حسن" ، ورواه ابن ماجه ، ح : ۳۹۰ * ابن عقیل ضعيف على الراجح ضعفه الجمهور ، وللحديث شواهد عند ابن خزيمة ، ح : ۱۴۸ ، ۱۵۲ ، وغيره .

زیادہ درست ہے دوسرا اس میں مسح کی ابتدا سر کے آخری حصے سے بتلائی گئی ہے جو دوسری روایات کے خلاف ہے۔ اس لیے یہ روایت صحیح حدیث کے معارض ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن مذکورہ بالا دونوں احتمال کمزور ہیں کیونکہ یہ حدیث حسن در ہے کی ہے اس میں اور ایک مسح والی روایت میں کوئی تضاد نہیں بلکہ تطبیق ممکن ہے اور وہ یوں ہے کہ اس کو کبھی کبھار پر محمول کر لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

۱۲۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُقَيْلٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ يُعَيِّرُ بَعْضَ مَعَانِي بَشِيرٍ قَالَ فِيهِ: وَتَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَرَ ثَلَاثًا.

۱۲۷- جناب اسحاق بن اسماعیل کے واسطے سے یہ بھی روایت مروی ہے لیکن اس میں مذکورہ بالا روایت بشر (بن مفضل) کے بعض معانی میں فرق ہے۔ اس میں کہا ہے: ”کلی کی اور ناک جھاڑی، تین بار۔“

۱۲۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَبُرَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الهمداني قالوا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مَعُوذِ بْنِ عَفْرَاءَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَمَسَحَ الرَّأْسَ كُلَّهُ مِنْ قَرْنِ الشَّعْرِ، كُلَّ نَاحِيَةٍ لِمُنْصَبِ الشَّعْرِ، لَا يُحْرِكُ الشَّعْرَ عَنْ هَيْئَتِهِ.

۱۲۸- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفراء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاں وضو کیا تو پورے سر کا مسح کیا اور سرے سر کا مسح شروع کرتے تھے ہر جانب سے بالوں کی لٹوں کے رخ پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ اور آپ بالوں کو ان کی ہیئت سے حرکت نہ دیتے تھے۔

☀️ فائدہ: حدیث میں مذکور سر کے مسح کا یہ طریقہ ان لوگوں کے لیے ہے جن کے بال لمبے ہوں (یعنی پٹے بال) جیسے رسول اللہ ﷺ کے تھے۔ عورتوں کے بال بھی لمبے ہوتے ہیں وہ بھی اس طریقے سے سر کا مسح کر سکتی ہیں۔

۱۲۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ، عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ

۱۲۹- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفراء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ نے اپنے سر کا مسح کیا اگلے حصے کا پچھلے

۱۲۷- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۶/۳۵۸ من حديث سفيان بن عيينة به، وانظر الحديث السابق.

۱۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] * محمد بن عجلان مدلس كما يأتي (۹۰۲)، ولم أجد تصريح سماعه، وابن عقيل ضعيف تقدم: ۱۲۶.

۱۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شرح السنة، ح: ۲۲۵ من حديث أبي داود به، انظر الحديث السابق لملته: ۱۲۸.

۱- کتاب الطہارۃ وضو کے احکام و مسائل

حے کا کپٹیوں کا اور دونوں کانوں کا ایک بار۔
 أَنْ رَبَّعَ بِنْتَ مَعُوذِ بْنِ عَمْرٍاءَ أَخْبَرْتُهُ قَالَتْ :
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ ، قَالَتْ : فَمَسَحَ
 رَأْسَهُ وَمَسَحَ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا أَدْبَرَ وَصَدَّعِيهِ
 وَأَذْنِيهِ مَرَّةً وَاحِدَةً .

۱۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ ،
 عَنْ ابْنِ عَقِيلٍ ، عَنْ الرَّبِيعِ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
 مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنْ فَضْلِ مَاءٍ كَانَ فِي يَدِهِ .

فائدہ: بعض علماء کے نزدیک اس راوی کی حدیث میں اضطراب ہے کیونکہ یہی روایت ابن ماجہ میں ہے تو اس
 میں نیا پانی لینے کی صراحت ہے۔ اور بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ نبی ﷺ نے نیا پانی لیا اور آدھا گرا دیا اور پھر ہاتھوں
 کی تری سے سر کا مسح کیا۔ (عمران العبود) بہر حال صحیح روایت سے سر کے مسح کے لیے نئے پانی کا لینا ثابت ہے اور وہی
 صحیح ہے۔

۱۳۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ :
 حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ قَالَ : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ
 صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ ،
 عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ مَعُوذٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ
 فَأَدْخَلَ إِصْبَعِيهِ فِي جُحْرِي أُذُنِيهِ .

۱۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ

۱۳۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۳۷/۱ من حديث أبي داود به * سفیان هو الثوري وهو مدلس
 كما يأتي (۷۴۸)، وابن عقيل، تقدم: ۱۲۶ .

۱۳۱- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱/۶۵ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء
 في مسح الأذنين، ح: ۴۴۱ من حديث وكيع به، وله شواهد، انظر الحديث الآتي: ۱۳۵ .

۱۳۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/۶۰ من حديث ليث بن أبي سليم به * وليث ضعيف
 التلخيص الحبير: ۱/۷۸، ح: ۷۹، ضعفه الجمهور وهو مدلس أيضاً، وقال النووي: "فهو حديث ضعيف
 لا اتفاق" (المجموع شرح المذهب: ۱/۴۶۴) .



۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سر کا مسح ایک بار کرتے تھے حتیٰ کہ (ہاتھ) ”قَدَال“ تک لے جاتے تھے۔
”قَدَال“ گدی کے شروع کو کہتے ہیں۔

جناب مسدد (اپنی روایت میں) کہتے ہیں کہ آپ نے سر کا مسح کیا (سر کے) شروع سے لے کر آخر تک، حتیٰ کہ اپنے ہاتھ کانوں کے نیچے سے نکالے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدد نے کہا: میں نے یہ روایت سنی (بن سعید القطان) کو بیان کی تو انہوں نے اس کو منکر کہا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو سنا وہ کہتے تھے کہ ابن عیینہ اس حدیث کا انکار کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ”طلحہ عن ابیہ عن جدہ“ یہ کیا اور کیسی سند ہے؟ (یعنی ضعیف ہے۔)

۱۳۳- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا اور ساری حدیث میں (اعضائے وضو کو دھونے کا) تین تین بار ذکر کیا۔ (مگر سر کے بارے میں کہا: ”اور اپنے سر اور کانوں کا مسح ایک بار کیا۔“

۱۳۳- سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے وضو کا ذکر

لَيْثٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَمَسِّحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتَّىٰ بَلَغَ الْقَدَالَ
وَهُوَ أَوَّلُ الْقَفَا. وَقَالَ مُسَدَّدٌ: مَسَّحَ رَأْسَهُ
مِنْ مُقَدِّمِهِ إِلَىٰ مُؤَخَّرِهِ حَتَّىٰ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ
تَحْتِ أَذُنَيْهِ.

قال أبو داؤد: قال مُسَدَّدٌ: فَحَدَّثْتُ
بِهِ يَحْيَىٰ فَأَنْكَرَهُ.

قال أبو داؤد: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ
يَقُولُ: إِنَّ ابْنَ عَيِّنَةَ، زَعَمُوا أَنَّهُ كَانَ
يُنْكِرُهُ وَيَقُولُ: أَيْشٍ هَذَا [يعني] طَلْحَةَ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ؟

۱۳۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبَادُ
ابْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَأَى
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ كُلَّهُ
ثَلَاثًا ثَلَاثًا. قَالَ: وَمَسَّحَ بِرَأْسِهِ وَأَذُنَيْهِ
مَسْحَةً وَاحِدَةً.

۱۳۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ:

۱۳۳- تخریج: [سناده ضعیف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۴/ ۳۸، ۳۹ من حديث أبي داود به * عباد بن منصور ضعیف مدلس۔

۱۳۴- تخریج: [سناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء أن الأذنين من الرأس، ح: ۳۷ عن قتيبة به، وأعله، ورواه ابن ماجه، ح: ۴۴۴ * شهر بن حوشب حسن الحديث، وثقه الجمهور ولم يثبت الجرح القادح فيه۔



وضو کے احکام و مسائل

کیا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی آنکھوں کے کوپوں (وہ گوشہ جو ناک کی طرف ہو) کا مسح بھی کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا: ”دونوں کان سر کا حصہ ہیں۔“

سلیمان بن حرب نے کہا کہ یہ بات ابو امامہ ذکر کرتے تھے۔ قتیبہ کہتے ہیں کہ حماد نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ آیا یہ قول: ”کان سر کا حصہ ہیں۔“ نبی ﷺ کا فرمان ہے یا ابو امامہ رضی اللہ عنہما کا قول۔ قتیبہ نے اپنی روایت میں [عَنْ سِنَانِ أَبِي رَبِيعَةَ] کہا ہے۔

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: سنان ہی ابن ربیعہ ہے اور اس کی کنیت بھی ابوربیعہ ہی ہے۔

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَفُتَيْبَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سِنَانَ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ ذَكَرَ وَضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ الْمَاقِنِينَ. قَالَ وَقَالَ: الْأَذْنَانِ مِنَ الرَّأْسِ. قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: يَقُولُهَا أَبُو أَمَامَةَ، قَالَ فُتَيْبَةُ: قَالَ حَمَّادٌ: لَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ أَبِي أَمَامَةَ يَعْنِي قِصَّةَ الْأَذْنَيْنِ. قَالَ فُتَيْبَةُ عَنْ سِنَانَ أَبِي رَبِيعَةَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابْنُ رَبِيعَةَ كُنْيَتُهُ أَبُو رَبِيعَةَ.

☀️ فائدہ: آنکھوں کے کنارے چلدی تہوں کے باعث خشک رہ سکتے ہیں اس لیے ان کو مسکنہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک [مسح الماقین] ”آنکھوں کے کوپوں“ کے اضافے کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ۵۲) - باب الوضوء ثلاثاً
ثلاثاً (التحفة ۵۱)

۱۳۵- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! وضو کیسے کیا جاتا ہے؟ تو آپ نے برتن میں پانی منگوا لیا پھر اپنے ہاتھ دھوئے تین بار پھر چہرہ تین بار پھر دونوں کلاںیاں دھوئیں تین بار پھر سر کا مسح کیا اور اپنی شہادت کی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالیں اور انگلیوں سے کانوں کے اوپر کا مسح کیا اور شہادت کی انگلیوں سے ان کے اندر کا

۱۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ الطُّهُورُ؟ فَدَعَا بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَتَيْنِ فِي أُذُنَيْهِ

۱۳۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الاعتناء في الوضوء، ح: ۱۴۰، وابن ماجه، ح: ۴۲۲ من حديث موسى بن أبي عائشة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۴.



وَمَسَحَ بِإِبْهَامِيهِ عَلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ
وَبِالسَّبَّاحَتَيْنِ بَاطِنِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ
ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: «هَكَذَا الْوُضُوءُ،
فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ
وَزَلَمَ» أَوْ «ظَلَمَ وَأَسَاءَ».

☀️ فائدہ: نبی ﷺ کے اندازِ تعلیم و تربیت کا ایک پہلو عملی مظاہرہ بھی ہوتا تھا اور اس طرح طالب علم کو جس قدر فائدہ ہوتا ہے محض زبانی تلقین سے نہیں ہوتا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ صرف ایک جملہ [أَوْ نَقَصَ] "جس نے کم کیا" شاذ ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ) یعنی ایک راوی کا وہ ہم ہے کیونکہ اعضاء وضو کو ایک ایک دو دو مرتبہ بھی دھونا جائز ہے۔ تاہم یہاں اگر نقص کا مفہوم یہ لے لیا جائے کہ جو شخص اعضاء وضو کو دھونے میں پورا نہ دھوے یا ویسے ہی چھوڑ دے تو اس نے ظلم کیا۔ تو اس طرح اس کا مفہوم دوسری روایات کے مطابق ہی رہتا ہے۔ (عمون المعبود)

(المعجم ۵۳) - باب الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ
(التحفة ۵۲)



۱۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:
حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحُبَابِ، قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ تَوْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيُّ عَنِ
الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

۱۳۶- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک بار) نبی ﷺ نے وضو کیا تو دو دو بار کیا۔ (یعنی اعضاء وضو کو دو دو بار دھویا۔)

۱۳۷- حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ عَنْ عَطَاءِ
ابْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ:

۱۳۷- جناب عطاء بن یسار نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کرتے تھے؟ چنانچہ آپ نے برتن مگلوایا اس میں پانی تھا۔ تو

۱۳۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء مرتين مرتين، ح: ۴۳ من حديث زيد بن حباب به وقال: "حسن غريب".

۱۳۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ۱/۱۴۷ من حديث هشام بن سعد به، وانظر الحديث الآتي.

آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے چلو لیا اور کھلی کی اور ناک میں پانی لیا۔ پھر دوسرا (چلو) لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر لیا اور اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اور چلو لیا اور اپنا دایاں بازو دھویا، پھر اور چلو لیا اور اپنا پایاں بازو دھویا۔ پھر ایک مٹھی میں پانی لیا اور اپنے ہاتھ کو جھاڑا اور اس سے سر اور کانوں کا مسح کیا۔ پھر مٹھی میں اور پانی لیا اور اسے اپنے دائیں پاؤں پر چھڑکا جبکہ اس میں جو تبا بھی تھا، اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے ملا (اس طرح گویا کہ ان کو دھویا) ایک ہاتھ پاؤں کے اوپر سے اور ایک ہاتھ جوتے کے نیچے سے اور پھر بائیں پاؤں کے ساتھ بھی ایسے ہی کیا۔

أَتَجِبُونَ أَنْ أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ، فَذَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ فَاعْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَمَضَمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ أَخَذَ أُخْرَى فَجَمَعَ بِهَا يَدَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ أَخَذَ أُخْرَى فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ أَخَذَ أُخْرَى فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرَى، ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ نَفَضَ يَدَهُ ثُمَّ مَسَحَ بِهَا رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً أُخْرَى مِنَ الْمَاءِ فَرَشَّ عَلَى رِجْلَيْهِ الْيُمْنَى وَفِيهَا التَّلْعُلُ ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدَيْهِ، يَدَ فَوْقَ الْقَدَمِ وَيَدَ تَحْتَ التَّلْعُلِ، ثُمَّ صَبَعَ بِالْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ.

🌞 **ملاحظہ:** اس روایت میں بیروں پر پانی چھڑک کر ان پر ہاتھوں سے مسح کرنے کا ذکر ہے تو یہ دوسری روایات کے مخالف نہیں، کیونکہ پھر آپ نے ہاتھوں سے انہیں اس طرح ملا جیسے دھونے میں کیا جاتا ہے اس طرح اس میں [غسل] (دھونے) کا مفہوم آ جاتا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے اس میں ہے: ”آپ نے ایک چلو پانی لیا اور اسے دائیں پاؤں پر چھڑکا یہاں تک کہ اسے دھویا۔“ (صحیح بخاری) حدیث: ۱۴۰۰- عون المعبود) البتہ اس میں آخری حصہ جس میں پاؤں کے اوپر نیچے مسح کرنے کا ذکر ہے شیخ البانی کے نزدیک شاذ ہے۔

(المعجم ۵۴) - باب الوضوء مرة مرة
(التحفة ۵۳)

۱۳۸- جناب عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو بتاؤں؟ چنانچہ انہوں نے اعضائے وضو کو

۱۳۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

۱۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء مرة مرة، ح: ۱۵۷ من حديث سفیان الثوري به، ورواه الترمذي، ح: ۴۲، والنسائي، ح: ۸۰، وابن ماجه، ح: ۴۱۱.

وضو کے احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

قال: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِوُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،
فَتَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

(المعجم ۵۵) - بَابُ: فِي الْفَرْقِ بَيْنَ
الْمُضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ (التحفة ۵۴)

۱۳۹- جناب طلحہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے
روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ وضو فرما رہے تھے اور
پانی آپ کے چہرے اور ڈاڑھی سے سینے پر گر رہا تھا۔ میں
نے آپ کو دیکھا کہ آپ کلی کرنے اور ناک میں پانی لینے
میں فرق کرتے تھے۔ (یعنی کلی کے لیے علیحدہ اور ناک
کیلئے علیحدہ پانی لیتے تھے۔)

۱۳۹- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ:
حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ لَيْثًا يَذْكُرُ عَنْ
طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: دَخَلْتُ
- يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ وَالْمَاءُ
يَسِيلُ مِنْ وَجْهِهِ وَلِحْيَتِهِ عَلَى صَدْرِهِ فَرَأَيْتُهُ
يَفْضِلُ بَيْنَ الْمُضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ.



🌞 **ملاحظہ:** اس حدیث میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لینے کا ذکر ہے اسے امام نووی حافظ
ابن حجر اور محقق عصر علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ لہذا مسنون اور مستحب عمل یہی ہے کہ
ایک ہی چلو پانی لے کر کلی کی جائے اور اسی سے ناک میں پانی ڈالا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا مکمل بھی یہی تھا۔
جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت موجود ہے البتہ بعض علماء اس طرف بھی گئے
ہیں کہ کلی اور ناک کے لیے علیحدہ علیحدہ دو چلو لینا بھی جائز ہے لیکن ایک چلو سے کلی اور ناک صاف کرنے والی
روایات سند کے لحاظ سے زیادہ قوی اور مستند ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۶) - بَابُ: فِي الْإِسْتِنْشَاقِ
(التحفة ۵۵)

۱۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا

۱۳۹- تخریج: [استادہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۵۱/۱ من حديث أبي داود به * ليث بن أبي سليم ضعيف كما
تقدم: ۱۳۲.

۱۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستجمار وترا، ح: ۱۶۲، والنسائي، ح: ۸۶ من حديث مالك
به، وهو في الموطأ (بحی): ۱۹/۱، ورواه مسلم: ۲۳۷ من حديث أبي الزناد به.

۱- کتاب الطهارة وضوء کے احکام و مسائل

تَوَضُّأُ أَحَدِكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَشْرُ .

مسئلہ: ناک میں پانی ڈالنا اور اسے صاف کرنا وضوء کے واجبات میں سے ہے۔

۱۴۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ قَارِظٍ ، عَنْ أَبِي عَطْفَانَ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «اسْتَنْشِرُوا مَرَّتَيْنِ بِالْعَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا» .

۱۴۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ فِي آخِرِينَ قَالُوا : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ : كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُتَنَفِّقِ أَوْ فِي وَفْدِ بَنِي الْمُتَنَفِّقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ نُصَادِفْهُ فِي مَنْزِلِهِ ، وَصَادَفْنَا عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ . قَالَ : فَأَمَرَتْ لَنَا بِخَزِيرَةٍ فَصَنَعَتْ لَنَا . قَالَ : وَأَيُّنَا بِقِنَاعٍ . وَلَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ الْقِنَاعَ وَالْقِنَاعُ : الطَّبَقُ فِيهِ تَمْرٌ . ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : «هَلْ أَصَبْتُمْ شَيْئًا» أَوْ «أَمِيرَ لَكُمْ بِشَيْءٍ؟» قَالَ : قُلْنَا : نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! قَالَ :

۱۴۱- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ناک جھاڑو (اور صاف کرو) دو بار یا تین بار خوب اچھی طرح۔“

۱۴۲- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قبیلہ بنی متنفق کا جو وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا میں اس کا سردار تھا یا ایک فرد۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے آپ کو گھر میں نہ پایا۔ ہم نے حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو پایا۔ انہوں نے ہمارے لیے ”خزیرہ“ بنانے کا حکم دیا اور وہ ہمارے لیے بنا دیا گیا۔ پھر ہمارے سامنے ایک بھجوریں بھر طبق لایا گیا۔ قتیبہ نے لفظ ”قناع“ نہیں بولا۔ اور قناع ایسے طبق کو کہتے ہیں جس میں بھجوریں ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا: ”کیا تمہیں کچھ ملا ہے یا تمہارے لیے کچھ کہا گیا ہے؟“ ہم نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! (ہم نے خزیرہ کھا لیا ہے۔) اس اثنا میں جبکہ ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے

۱۴۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ فِي آخِرِينَ قَالُوا : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ : كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُتَنَفِّقِ أَوْ فِي وَفْدِ بَنِي الْمُتَنَفِّقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ نُصَادِفْهُ فِي مَنْزِلِهِ ، وَصَادَفْنَا عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ . قَالَ : فَأَمَرَتْ لَنَا بِخَزِيرَةٍ فَصَنَعَتْ لَنَا . قَالَ : وَأَيُّنَا بِقِنَاعٍ . وَلَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ الْقِنَاعَ وَالْقِنَاعُ : الطَّبَقُ فِيهِ تَمْرٌ . ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : «هَلْ أَصَبْتُمْ شَيْئًا» أَوْ «أَمِيرَ لَكُمْ بِشَيْءٍ؟» قَالَ : قُلْنَا : نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! قَالَ :

۱۴۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب المبالغة في الاستنشاق والاستنثار، ح: ۴۰۸ من حديث وكيع به.

۱۴۲- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب تحليل الأصابع، ح: ۴۴۸، والنسائي، ح: ۱۱۴ من حديث يحيى بن سليم به، وقال الترمذي، ح: ۷۸۸ ”حسن صحيح“، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۰، ۱۶۸، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۵۹، والحاكم: ۱/۱۴۷، ۱۴۸، ووافقه الذهبي.



فَبَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جُلُوسٌ - [إِذَا] دَفَعَ الرَّاعِي غَنَمَهُ إِلَى الْمُرَاحِ وَمَعَهُ سَخْلَةٌ تَبْعِرُ، فَقَالَ: «مَا وَلَدْتَ يَا فُلَانُ؟» قَالَ: بَهْمَةٌ، قَالَ: «فَادْبِغْ لَنَا مَكَانَهَا شَاءَ» ثُمَّ قَالَ: «لَا تَحْسِبَنَّ» - وَلَمْ يَقُلْ لَا تَحْسِبَنَّ - «أَنَا مِنْ أَجْلِكَ ذَبَحْنَاهَا لَنَا غَنَمٌ مِائَةٌ لَا نُرِيدُ أَنْ تَرِيدَ، فَإِذَا وَلَدَ الرَّاعِي بَهْمَةً ذَبَحْنَا مَكَانَهَا شَاءَ». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي امْرَأَةً وَإِنَّ فِي لِسَانِهَا شَيْئًا يَغْنِي الْبِدَاءَ، قَالَ: «فَطَلَّقْهَا إِذَا». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لَهَا صُحْبَةً وَلِي مِنْهَا وَلَدٌ. قَالَ: «فَمُرْهَا» - يَقُولُ: عِظْهَا - «فَإِنَّ يَكُ فِيهَا خَيْرٌ فَسَتَفْعَلُ، وَلَا تَضْرِبِ ظَعِينَتَكَ كَضْرِبِكَ أُمَّتِكَ». فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ. قَالَ: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّ بَيْنَ الْأَصَابِعِ وَبَالَغْ فِي الْأَسْتِشْقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا».



وضو کے احکام و مسائل

چرواہے نے رسول اللہ ﷺ کی بکریاں باڑے کی طرف چلائیں اور اس کے پاس بکری کا ایک بچہ بھی تھا جو میاں رہا تھا۔ آپ نے پوچھا: ”ارے کیا جوایا ہے؟“ اس نے کہا ”ایک بچہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اب ہمارے لیے اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر دو۔“ پھر (ہم سے) فرمایا: ”یہ نہ سمجھنا کہ ہم تمہاری خاطر اسے ذبح کر رہے ہیں۔ (جناب لقیط کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں لفظ [تَحْسِبَنَّ] سین کے کسرہ (زیر) کے ساتھ ادا فرمایا فتح (زیر) کے ساتھ نہیں۔) (دراصل) ہماری سو بکریاں ہیں ہم نہیں چاہتے کہ اس سے بڑھ جائیں۔ تو یہ چرواہا جب بھی کسی بکری کے بچہ جھنے کی خبر لاتا ہے تو ہم اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر لیتے ہیں۔“ لقیط کہتے ہیں کہ (اس موقع پر) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی ہے اور اس کی زبان میں کچھ ہے۔ یعنی زبان دراز اور بدگو ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے طلاق دے دو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا میرے ساتھ ایک وقت گزرا ہے اور میری اس سے اولاد بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر اسے نصیحت کرو۔ اگر اس میں خیر ہوئی تو سمجھ جائے گی۔ اور ایسے مت مارنا جیسے اپنی لوہڑی کو مارتے ہو۔“ پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: ”وضو خوب کامل کیا کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو اور ناک میں خوب پانی چڑھایا کرو“

الآیہ کہ روزے سے ہو۔“

۱۴۳- جناب عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے والد (لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہما) سے راوی ہیں جو کہ وفد بنی مُنتَفِق کے سردار تھے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت میں ہے: ”ہم بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زور سے قدم اٹھاتے ہوئے آگے کو جھک کر چلے ہوئے تشریف لائے۔ اور اس روایت میں خزیرہ کی بجائے عَصِيدَةُ ذکر ہے۔

۱۴۳- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقَيْطِ بْنِ صَبْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ وَآفِدِ بْنِ الْمُتَنَفِقِ أَنَّهُ أَتَى عَائِشَةَ . فَذَكَرَ مَعْنَاهُ قَالَ : فَلَمْ تَنْسَبْ أَنْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَقَلَّعُ : يَتَكَفَّأُ ، يُوقَالُ : عَصِيدَةٌ مَكَانَ خَزِيرَةَ .

۱۴۴- جناب محمد بن یحییٰ بن فارس کی سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ کہا کہ ”جب تو وضو کرے تو کلی کر۔“

۱۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ : «إِذَا تَوَضَّأْتَ فَمَضْمُضٌ» .



فوائد و مسائل: ① مہمان کی میزبانی اس کا حق ہے اور حسب استطاعت عمدہ طور پر کی جائے۔ ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گزران بجز اللہ بہت اچھی اور آپ کا فقر اختیار ہی تھا نہ کہ ابطراری۔ اور غنا تو کل کے خلاف نہیں ہے۔ ③ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار باوقار اور تیز ہوتی تھی۔ آپ قدم اٹھا کر چلتے تھے گویا آگے کو جھکے ہوں۔ ④ آپ پسند فرماتے تھے کہ آپ کی آمدنی ایک حد تک رہے۔ ⑤ مہمان یا ساتھی کے متوقع شہادت کا از خود ازالہ کر دینا مستحب ہے۔ ⑥ بیوی اگر زبان و دراز ہو تو اس بنا پر وہ طلاق کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ ⑦ اگر وہ نصیحت قبول نہ کرے تو ایک حد تک جسمانی سزا بھی دی جاسکتی ہے، مگر شدید نہ ہو۔ ⑧ وضو ہمیشہ مکمل کرنا چاہیے، خلال کرنا مستحب اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے۔ ⑨ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے فصیح اللسان تھے۔ ⑩ خزیرہ طعام کی وہ قسم ہے کہ اس میں گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کے ابالے جاتے ہیں، جب وہ گل جاتا ہے تو اس پر آٹا ڈال دیتے ہیں۔ اگر گوشت کے بغیر پکا یا جائے تو اسے عسیدہ کہتے ہیں۔ بہر حال دونوں ہی اہل عرب کی غذا ہیں۔

(المعجم ۵۷) - باب تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ
باب: ۵۷- ڈاڑھی میں خلال کرنے کا بیان
(التحفة ۵۶)

۱۴۳- تخریج : [سنادہ صحیح] انظر الحديث السابق .
۱۴۴- تخریج : [سنادہ صحیح] أخرجه البيهقي : ۵۲ / ۱ من حديث أبي داود به .

۱۳۵- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو پانی کا ایک چلو لے کر اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اس سے ڈاڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: ”مجھے میرے رب عزوجل نے ایسے ہی حکم دیا ہے۔“

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ولید بن زوران سے حجاج بن حجاج اور ابو بلح رقی نے (بھی) روایت کیا ہے۔

۱۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ يَعْني رَبِيعَ بْنَ نَافِعٍ ، قال : حدثنا أَبُو المَلِيحِ عن الوَلِيدِ ابنِ زُورَانَ ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ : أَنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ ، وقال : «هَكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ» .

قال أَبُو داوُدَ : وَالوَلِيدُ بْنُ زُورَانَ رَوَى عَنْهُ حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ وَأَبُو المَلِيحِ الرَّقِيُّ .

☀️ فائدہ: وضو میں ڈاڑھی کا خلال تاکیدی سنت ہے البتہ غسل جنابت میں اسے دھونا چاہیے اس لیے کہ ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔

باب ۵۸- پگڑی پر مسح کرنے کا بیان

(المعجم ۵۸) - باب المَسْحِ عَلَيِ العِمَامَةِ (التحفة ۵۷)

۱۳۶- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک (جہادی) مہم بھیجی تو ان لوگوں کو سردی نے آلیا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی پگڑیوں اور موزوں پر مسح کر لیا کریں۔

۱۴۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بنِ حَبَّيْلٍ قال : حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن ثَوْرٍ [ابنِ يَزِيدٍ] ، عن رَاشِدِ بنِ سَعِيدٍ ، عن ثَوْبَانَ قال : بَعَثَ رَسولُ اللهِ ﷺ سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ البَرْدُ ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَي رَسولِ اللهِ ﷺ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسُحُوا عَلَي العَصَائِبِ وَالتَّسَاحِينِ .

۱۴۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قال :

۱۳۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے

۱۴۵- تخریج: [إسناده ضعيف] * ولید بن زوران: لین الحدیث، د، تق: ۷۴۲۳، وللحدیث شاهد عند الحاكم: ۱/۱۴۹، ح: ۵۲۹ وسنده ضعيف * الزهري عنن.

۱۴۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/۱۶۲ من حدیث أبي داود به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۲۷۷/۵، وصححه الحاكم: ۱/۱۶۹، ووافقه الذهبي، وللحدیث علة غير قادمة، انظر نصب الرأية: ۱/۱۶۵.

۱۴۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في المسح على العمامة، ح: ۵۶۴ من حدیث عبدالله بن وهب به * أبو مفضل لا يعرف (میزان الاعتدال: ۴/۵۷۶).



۱- کتاب الطهارة وضوء کے احکام و مسائل

حدثنا ابنُ وهبٍ قال: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي مَعْقِلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قَطْرِيَّةٌ، فَأَدْخَلَ [يَدَيْهِ] مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مَقْدَمَ رَأْسِهِ وَلَمْ يَنْقُصِ الْعِمَامَةَ.

🌞 ملحوظ: یہ روایت سند اضعیف ہے۔ علاوہ ازیں اس میں پگڑی پر مسح کرنے کی صراحت بھی نہیں ہے مگر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے باقی مسح پگڑی پر پورا کیا۔ یہاں عدم ذکر نفی اصل کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ پگڑی پر مسح صحیح سنت سے ثابت ہے۔ جیسے کہ حدیث نمبر ۱۳۶ میں اس کی اجازت گزری ہے اور آگے حدیث نمبر ۱۵۰ میں بھی اس کی صراحت آ رہی ہے۔

(المعجم ۵۹) - باب غَسْلِ الرَّجْلِ (التحفة ۵۸)

باب: ۵۹- پاؤں دھونے کا بیان

۱۴۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا ابنُ لهيعةَ عن يزيدِ بنِ عمرو، عن أبي عبدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عن المُسْتَوْرِدِ ابنِ شَدَادٍ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ يَدْخُلُكَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخَنْصَرِهِ.

۱۳۸- حضرت مستور بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب وضوء کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کو اپنی چھنگلی سے ملتے تھے۔

🌞 فائدہ: معلوم ہوا کہ پاؤں کی انگلیوں کا خلال بھی کرنا چاہیے تاکہ کسی جگہ کے خشک رہنے کا احتمال نہ رہے۔

(المعجم ۶۰) - باب الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَّيْنِ (التحفة ۵۹)

باب: ۶۰- موزوں پر مسح کرنے کا بیان

۱۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قال: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

۱۴۸- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في تحليل الأصابع، ح: ۴۰ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ۴۴۶، ورواه الليث بن سعد وغيره عن يزيد بن عمرو به عند ابن أبي حاتم في مقدمة الجرح والتعديل، ص: ۳۱، ۳۲، والبيهقي: ۱/ ۷۶، ۷۷ وعندهما فائدة هامة.

۱۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام . . . الخ، ح: ۲۷۴ بعدح: ۴۲۱ من حديث ابن شهاب الزهري به.

حدثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي
يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ:
حَدَّثَنِي عَبَادُ بْنُ زِيَادٍ: أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ
المُعْتَمِرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ
المُعْتَمِرَةَ يَقُولُ: عَدَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا
مَعَهُ فِي عُرْوَةَ تَبَوَّكَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَعَدَلْتُ
مَعَهُ، فَأَتَاخَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَبَرَّزَ، ثُمَّ جَاءَ
فَسَكَبْتُ عَلَى يَدِهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ، فَعَسَلَ كَفِّيهِ
ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ حَسَرَ عَنِ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ
كَمَا جَبَّتِي فَأَدْحَلَ يَدَيْهِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ
تَحْتِ الحِجْبَةِ فَعَسَلَهُمَا إِلَى المِرْفَقِ وَمَسَحَ
بِرَأْسِهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ عَلَى خَفِيهِ ثُمَّ رَكِبَ،
فَأَقْبَلْنَا نَسِيرًا حَتَّى نَجِدَ النَّاسَ فِي الصَّلَاةِ
فَدَقَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، فَصَلَّى
بِهِمْ حِينَ كَانَ وَقْتُ الصَّلَاةِ، وَوَجَدْنَا
عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً مِنْ
صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَفَّ
مَعَ المُسْلِمِينَ فَصَلَّى وَرَاءَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ عَوْفٍ الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ سَلَّمَ
عَبْدَ الرَّحْمَنِ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلَاتِهِ
فَفَزَعَ المُسْلِمُونَ، فَأَحْشَرُوا التَّسْبِيحَ،
لَأَنَّهُمْ سَبَقُوا النَّبِيَّ ﷺ بِالصَّلَاةِ، فَلَمَّا
سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُمْ: «قَدْ أَصَبْتُمْ»
أَوْ «قَدْ أَحْسَنْتُمْ».



غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ نماز فجر
سے پہلے ایک مقام پر آپ راستے سے ایک جانب کو ہو
گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ مڑ گیا۔ نبی ﷺ نے اپنا
اونٹ بٹھایا اور قضائے حاجت کے لیے چلے گئے۔
واپس آئے تو میں نے لوٹنے سے آپ کے ہاتھ پر پانی
ڈالا۔ آپ نے پہلے اپنے ہاتھ اور پھر چہرہ دھویا۔ پھر
آپ نے اپنے ہاتھ کو جب کی آستینوں سے نکالنا چاہا مگر
وہ تنگ تھیں تو آپ نے اپنے ہاتھ واپس آستین میں
ڈال لیے اور انہیں ججے کے نیچے سے نکالا اور انہیں
کہنویوں تک دھویا پھر آپ نے اپنے سر کا مسح کیا پھر
اپنے موزوں پر مسح کیا پھر آپ سوار ہو گئے اور چل دیے
حتیٰ کہ ہم نے لوگوں کو نماز میں پایا اور وہ حضرت
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو (بطور امام) آگے کر چکے
تھے۔ انہوں نے نماز پڑھائی جبکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا
ہم نے پایا کہ حضرت عبدالرحمن انہیں نماز فجر کی ایک
رکعت پڑھا چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے
ساتھ صف میں کھڑے ہو گئے اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ
عنہ کے پیچھے دوسری رکعت پڑھی۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ
عنہ نے (نماز مکمل ہونے پر) سلام پھیرا تو نبی ﷺ اپنی نماز
پوری کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ (یہ دیکھ کر)
مسلمان گھبرا گئے اور بہت زیادہ تسبیح کہنے لگے کیونکہ
انہوں نے نماز میں نبی ﷺ سے سبقت کی تھی۔ جب
رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ”تم لوگوں نے
درست کیا۔“ یا کہا: ”بہت اچھا کیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی قربت اور حفاظت کو اپنا لازمی فریضہ جانتے تھے۔ تاہم

:- کتاب الطهارة وضوء کے احکام و مسائل

سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما کو از خود رکنے کا حکم دیا تھا۔ (سنن نسائی، حدیث: ۱۴۵) ① صحابہ کرام نبی ﷺ کے تمام اعمال اور ان کی جزئیات تک کو شریعت کی نظر سے دیکھتے تھے جیسے کہ اس باب کی روایت میں موزوں پر مسح مذکور ہوا ہے۔ ② صحابہ کرام اول وقت میں نماز پڑھنے کے عادی تھے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت میں تواضع تھی کہ عام مسلمانوں کے ساتھ صف میں مل کر نماز پڑھی اور یہی حکم شریعت ہے۔ ④ معلوم ہوا کہ افضل مفضول کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ ⑤ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کا افضل و شرف ہے کہ صحابہ نے انہیں امامت کے لیے منتخب کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

۱۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ يَغْنِي ابْنَ سَعِيدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) وضو کیا (تو) اپنے سر کے گلے حصے پر مسح کیا۔ ساتھ ہی یہ کہا: پگڑی پر بھی۔

حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ

ابن شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَىٰ نَاصِيَتِهِ

- وَذَكَرَ - فَوْقَ الْعِمَامَةِ، قَالَ عَنِ الْمُعْتَمِرِ

سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ،

عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ،

عَنِ الْمُغِيرَةِ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْسُحُ

عَلَىٰ الْخَفِيِّنَ وَعَلَىٰ نَاصِيَتِهِ وَعَلَىٰ عِمَامَتِهِ

نَالَ بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ ابْنِ الْمُغِيرَةِ.

☀️ فائدہ: پگڑی اور عمامہ پر مسح کی صحیح روایات بکثرت مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف سر پر یا صرف

پگڑی پر یا سر اور پگڑی دونوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ (عون المعبود)

۱۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

عَيْسَىٰ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ

۱۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، ح: ۲۷۴/۸۲ من حديث المعتمر بن

سليمان التيمي به.

۱۵۱- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا أدخل رجله وهما طاهرتان، ح: ۲۰۶، ومسلم، الطهارة،

اب المسح على الخفين، ح: ۲۷۴/۷۹ من حديث عامر الشعبي به.

ہم رکاب تھے، میرے پاس پانی کا برتن تھا، آپ تھامنے کی حاجت سے نکلے، پھر ہماری جانب واپس آئے، تو میں پانی لے کر آپ کی طرف بڑھا، میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے، پھر منہ دھویا، پھر آپ نے اپنے بازو آستینوں سے نکالنا چاہے جبکہ آپ نے جب پہنا ہوا تھا، وہ رومی جبہ تھا اور اس کی آستینیں تنگ تھیں اس لیے آپ کے بازو نہ نکل سکے، تو آپ نے جبے کے نیچے سے اپنے بازو نکالے۔ پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں تو آپ نے فرمایا: ”انہیں چھوڑو، میں نے اپنے پاؤں ان میں ڈالے تو یہ دونوں طاہر تھے۔“ پھر آپ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

(عیسیٰ بن یونس نے) کہا کہ میرے والد (یونس بن ابی اسحاق) نے کہا کہ شعبی نے کہا: مجھے عروہ نے اپنے باپ (مغیرہ) کے متعلق گواہی دی اور اس کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دی۔ (اس توضیح سے مراد حدیث کی توثیق مزید ہے۔)

السُّعْبِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رُكْبِهِ وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ، فَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ، فَعَسَلَ كَفِّيهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعِيهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ مِنْ جَبَابِ الرُّومِ صَيَّقَهُ الْكُمَيْنِ فَصَاقَتْ فَأَدْرَعَهُمَا ادْرَاعًا، ثُمَّ أَهْوَيْتُ إِلَى الْخُفَيْنِ لِأَنْزِعَهُمَا، فَقَالَ لِي: «دَعِ الْخُفَيْنِ فَإِنِّي أَدْخَلْتُ الْقَدَمَيْنِ الْخُفَيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ»، فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

قال أبي: قال السُّعْبِيُّ: شَهِدَ لِي عُرْوَةُ عَلَى أَبِيهِ، وَشَهِدَ أَبُوهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.



🌞 نوادہ و مسائل: ① غیر ملکی لباس پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ اسلامی شعائر اور ثقافت کے خلاف نہ ہو اور غیر مسلموں کی نقالی کا مظہر بھی نہ ہو۔ ② موزوں پر مسح کے لیے شرط ہے کہ پہلے انہیں وضو کر کے پہنا ہو۔

۱۵۲- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ قافلے کے ساتھیوں سے پیچھے ہو گئے..... اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا..... اس میں ہے کہ پھر ہم لوگوں کے پاس آئے تو دیکھا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ انہیں نماز فجر پڑھا رہے ہیں۔ جب انہوں

۱۵۲- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ وَعَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ قَالَ: فَأَتَيْنَا النَّاسَ وَعَبَدَ الرَّحْمَنِ بْنِ

۱۵۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۵۲/۲ من حديث أبي داود به * قتادة مدلس وعنه، والحدیث السابق، ح: ۱۶۹ یغنی عنه، انظر الحدیث رقم: ۱۶۹.

نے نبی ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا مگر آپ نے ان کو اشارہ فرمایا کہ جاری رہیں۔ چنانچہ میں نے اور نبی ﷺ نے ان کے پیچھے ایک ایک رکعت پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فوت شدہ رکعت پڑھی اور اس پر کوئی اور اضافہ نہیں کیا۔
(یعنی سجدہ سہو نہیں کیا۔)

عَوَفٌ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَمْضِيَ . قَالَ : فَصَلَّيْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ خَلْفَهُ رُكْعَةً ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَ بِهَا وَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا شَيْئًا .

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرات ابو سعید خدریؓ ابن زبیر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ جسے نماز کی ایک رکعت ملی ہو تو اس پر سہو کے دو سجدے ہیں۔

قال أبو داؤد: أبو سعيد الخدري وابن زبير وابن عمر يقولون: من أدرك الفرد من الصلاة عليه سجدتنا السهو.

☀️ فائدہ: جس شخص کی جماعت سے کوئی رکعت یا رکعات رہ گئی ہوں وہ صرف فوت شدہ رکعات ہی دہرائے اس پر کوئی سجدہ سہو وغیرہ نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحابہ کی طرف منسوب اس قول کو ضعیف کہا ہے کہ جو جماعت کے ساتھ صرف ایک رکعت پائے تو وہ بقید رکعتیں پوری کرنے کے بعد سجدہ سہو بھی کرنے کے لیے حضرات کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ مسبق شخص امام کے ساتھ تشہد بیٹھتا ہے جب کہ ابھی اس کی صرف ایک رکعت ہی ہوئی ہوتی ہے یعنی ابھی وہ تشہد بیٹھنے کی حالت کو نہیں پہنچا ہوتا، لیکن اسے امام کے ساتھ تشہد بیٹھنا پڑ جاتا ہے۔ لیکن یہ مسلک صحیح نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے نہیں کیا۔ علاوہ ازیں اسے تشہد میں امام کی متابعت کی وجہ سے بیٹھنا پڑتا ہے نہ کہ سہو کی وجہ سے۔

۱۵۳- جناب ابو عبد الرحمن سلمیٰ روایت کرتے ہیں کہ وہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے اور وہ بلال رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے وضو کے بارے میں دریافت کر رہے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آپ قضائے حاجت کے لیے جاتے تو میں آپ کے لیے پانی لے آتا اور آپ وضو کرتے اور اپنی پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے۔

۱۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ، سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّهُ شَهِدَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ يَسْأَلُ بِلَالًا عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يَخْرُجُ بِقُبْضِي حَاجَتَهُ فَأَتِيَهُ بِالْمَاءِ فَيَتَوَضَّأُ وَيَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَمَوْقِيهِ .

۱۵۳- تخریج: [حسن] أخرجه الحاكم: ۱/۱۷۰ من حديث عبيد الله بن معاذ به، وصححه الحاكم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

۱- کتاب الطهارة

وضو کے احکام و مسائل

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
مَوْلَى بَنِي تَيْمٍ بِنِ مَرَّةٍ.
امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو عبد الرحمن سے
روایت کرنے والا ابو عبد اللہ بنی تیم بن مرہ کا مولیٰ
(آزاد کردہ غلام) ہے۔

۱۵۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ
الدَّرْهَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ دَاوُدَ عَنْ بُكَيْرِ
ابْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ
جَرِيرٍ: أَنَّ جَرِيرًا بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ
عَلَى الْخُفَيْنِ وَقَالَ: مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أَمْسَحَ
وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ. قَالُوا:
إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ قَبْلَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ. قَالَ:
مَا أَسْلَمْتُ إِلَّا بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ.
۱۵۴- حضرت جریر رحمۃ اللہ علیہ نے (ایک بار) پیشاب
کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا اور کہا: میرے لیے
مسح سے کیا چیز مانع ہے؟ جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ مسح
کا حکم سورہ مائدہ کے نزول سے پہلے کا ہے۔ تو حضرت
جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں تو اسلام ہی سورہ مائدہ کے نزول
کے بعد لایا ہوں۔



فوائد و مسائل: ① حضرت جریر رحمۃ اللہ علیہ دن ہجری کے شروع میں مسلمان ہوئے ہیں اور آیت وضو: ﴿يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ﴾ سورہ مائدہ کی چھٹی آیت ہے۔ اس
میں سر کے مسح کا ذکر ہے موزوں کا نہیں بلکہ پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ موزوں پر مسح کرنا
منسوخ ہے۔ جریر رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کیا کہ میں اس سورت کے نزول کے بعد اسلام لایا ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو وضو کرتے اور موزوں پر مسح کرتے خود دیکھا ہے لہذا یہ عمل بلا شہیح جاہز اور مستنون ہے۔ منسوخ سمجھنا درست
نہیں۔ شیعہ اور خوارج کے علاوہ اور کوئی اس کا منکر نہیں ہے۔ ② صحابہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک یہ اصول اٹل تھا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے مفسر اور مبین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴) ”اور ہم نے تمہاری طرف یہ ذکر اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو جو ان کی طرف نازل کیا
گیا ہے بالوضاحت بیان کر دیں۔“

۱۵۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ أَبِي
شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ قَالَ:
۱۵۵- حضرت بریدہ (بن حصیب) رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں
کہ نجاشی (والی حبشہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیاہ

۱۵۴- [تخریج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ۱/۱۶۹ من حديث علي بن الحسين به، وصححه، ووافقه الذهبي،
وللهديث شواهد كثيرة.
۱۵۵- [تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الخف الأسود، ح: ۲۸۲۰ من حديث وكيع
به وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ۵۴۹، ۳۶۲۰ * دلہم بن صالح ضعیف (تقریب)، واصل الحدیث شواہد.

وضو کے احکام و مسائل

رنگ کے دوسادہ موزے ہدیہ بھجوائے تو آپ نے انہیں پہنا پھر وضو کیا تو ان پر مسح کیا۔

جناب مسدد نے (احمد بن شعیب کی روایت کے بالمقابل ”حَدَّثَنَا“ کی بجائے ”عَنْ“ سے روایت کی اور) ”عَنْ ذَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ“ کہا ہے۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ روایت اہل بصرہ کے تَقَرُّدَات میں سے ہے۔

حَدَّثَنَا ذَلْهَمُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ قَنْجَاشِيَّ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خُفَّيْنِ سَوْدَيْنِ سَادَجَيْنِ، فَلَبَسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. قَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ ذَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ.

قال أبو داؤد: هذا مما تفرَّد به أهل بصره.

🌞 فوائد و مسائل: ① ہدیہ قبول کرنا اور قبول کے بعد فوراً استعمال میں لانا بھی جائز ہے اور یہ قبول کر لیے جانے کی علامت ہوتی ہے۔ ② چزارنگے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ③ اس روایت کو اہل بصرہ کے تفرقات میں سے شمار کرنا امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کے تصامحات میں سے ہے۔ (عون المعبود)

۱۵۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ:

۱۵۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب اپنے) موزوں پر مسح کیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھول رہے ہیں؟ فرمایا: ”(نہیں) بلکہ تم بھول رہے ہو۔ مجھے میرے رب نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ حَيٍّ هُوَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَامِرِ الْبَجَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، نَقَلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَسِيتَ؟ قَالَ: «بَلْ أَنْتَ نَسِيتَ، بِهَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّوَجَلَّ».

🌞 فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے۔ تاہم دوسری صحیح روایت سے یہ مسئلہ یعنی موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔

(المعجم ۶۱) - باب التَّوْبِيتِ فِي

باب: ۶۱- مسح کے لیے مدت کا بیان

الْمَسْحِ (التحفة ۶۰)

۱۵۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ:

۱۵۷- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۴۶/۴، ۲۵۲ من حديث بكير بن عامر به، و صححه لحاكم: ۱۷۰/۱، و وافقه الذهبي * بكير بن عامر ضعيف، ضعفه الجمهور.

۱۵۷- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، ح: ۹۵ من حديث براهيم التيمي به وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۵۵۳، و صححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۸۱.

۱- کتاب الطهارة

وضو کے احکام و مسائل

بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”موزوں پر مسح کرنے کی مدت مسافر کیلئے تین دن اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات ہے۔“

حدثنا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ وَحَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ خُرَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ، لِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ».

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ بِإِسْنَادِهِ قَالَ فِيهِ: وَلَوْ اسْتَرَدَّنَاهُ لَزَادَنَا.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو منصور بن معتمر نے اپنی سند سے ابراہیم تمیمی سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ اگر ہم مسح کی مدت میں اضافہ چاہتے تو آپ اضافہ فرمادیتے۔

۱۵۸- حضرت اُبی بن عمارہ رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں یحییٰ بن ایوب کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے ان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں موزوں پر مسح کر لیا کروں؟ فرمایا: ”ہاں۔“ انہوں نے کہا (کیا) ایک دن؟ آپ نے فرمایا: ”(ہاں) ایک دن۔“ انہوں نے کہا: کیا دو دن (بھی؟) فرمایا: ”(ہاں) دو دن (بھی۔)“ کہا: کیا تین دن (بھی؟) فرمایا: ”(ہاں)..... اور جو تو چاہے۔“

۱۵۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ قَطَنِ عَنْ أَبِي بِنِ عِمَارَةَ قَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ - وَكَانَ قَدْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْقِبْلَتَيْنِ - أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمَسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ: يَوْمًا؟ قَالَ: «يَوْمًا». قَالَ: وَيَوْمَيْنِ؟ قَالَ: «وَيَوْمَيْنِ». قَالَ: وَثَلَاثَةَ؟ قَالَ: «نَعَمْ وَمَا شِئْتَ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ابن ابی مریم مصری نے (سند) یحییٰ بن ایوب، عن عبد الرحمن بن رزین عن محمد بن یزید بن ابی زیاد عن عبادہ بن نسی عن ابی

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ الْمِصْرِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۱۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۷۹/۱ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ۵۵۷ من حديث أيوب بن قطن عن عبادة بن نسي عن أبي بن عمارة الخ * وقال الدارقطني: 'هذا الإسناد لا يثبت... وعبد الرحمن ومحمد بن يزيد وأيوب بن قطن مجهولون كلهم'.



۱- کتاب الطہارۃ وضو کے احکام و مسائل

یزید بن ابی زید، عن عبادة بن نسي، عن أبي بن عمارة قال فيه: حتى بلغ سبعا قال رسول الله ﷺ: «نعم ما بدأ لك».

بن عمارہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ (دوں کا اضافہ) سات دوں تک پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ”جو تیری سمجھ میں آئے۔“

قال أبو داود: قد اختلف في إسناده وليس هو بالقوي. ورواه ابن أبي مريم ويحيى بن إسحاق السيلحيني عن يحيى بن أيوب، واختلف في إسناده.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی اسناد میں اختلاف ہے اور یحییٰ بن ابی مریم قوی نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی مریم اور یحییٰ بن اسحاق سیلحینی اور یحییٰ بن ابیوب سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں اختلاف کیا گیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مقيم اپنے موزوں پر ایک دن رات اور مسافر تین دن تین رات تک مسح کر سکتا ہے جیسا کہ حدیث ۱۵۷ میں ہے۔ ② مسح کی ابتدا حدث کے بعد پہلے مسح سے شمار کی جائے گی۔ ③ ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ والی روایت جس میں تین دن سے زیادہ کا ذکر ہے، ضعیف ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امام بخاری رحمہما نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (عمون العبود) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تضعیف کی ہے۔

(المعجم ۶۲) - باب المَسْحِ عَلَى الْجَوْرَيْنِ (التحفة ۶۱)

باب: ۶۲- جرابوں پر مسح کرنا

۱۵۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ وَكَيْعٍ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ تَرَوَانَ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرْحَبِيلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَيْنِ وَالتَّلْعَيْنِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) وضو کیا تو اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

قال أبو داود: كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ لَا يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ لِأَنَّ

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن مہدی اس حدیث کو روایت نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ حضرت

۱۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المسح على الجورين والتلعين، ح: ۹۹، وابن ماجه، ح: ۵۵۹ من حديث وكيع به، وسنده ضعيف من أجل عننة الثوري ومع ذلك قال الترمذي: 'حسن صحيح'، وللحديث شواهد واجماع الصحابة يؤيده، انظر الأوسط لابن المنذر: ۱/۴۶۴، ۶۵، والمعني لابن قدامة: ۱/۱۸۱ مسألة: ۴۶، والمحلى لابن حزم: ۲/۸۷.

وضو کے احکام و مسائل

المَعْرُوفَ عَنِ الْمُغْبِرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.
مغیرہ رضی اللہ عنہما سے معروف روایت یہ ہے کہ نبی ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوِي هَذَا أَيْضًا عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْجُورَبَيْنِ وَلَيْسَ بِالْمُتَّصِلِ وَلَا بِالْقَوِيِّ.
امام ابوداؤد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے بھی یہ مروی ہے: ”نبی ﷺ نے جرابوں پر مسح کیا۔“ مگر یہ متصل ہے نہ قوی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَمَسَحَ عَلَى الْجُورَبَيْنِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَأَسَدُ بْنُ مَالِكٍ وَأَبُو أَمَامَةَ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَعَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ. وَرَوِي ذَلِكَ عَنْ عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ عَبَّاسٍ.
امام ابوداؤد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب ابن مسعود براء بن عازب انس بن مالک ابوامامہ سہل بن سعد اور عمرو بن حریش رضی اللہ عنہما نے بھی جرابوں پر مسح کیا ہے اور یہی بات حضرت عمر بن خطاب اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔



فوائد و مسائل: ① پاؤں میں پہننا جانے والا لگانہ اگر سوتی یا اونٹنی ہو تو اسے [جورب] اس کے نیچے چمڑا لگا ہو تو [مُتَّصِل] اور پر نیچے دونوں طرف چمڑا ہو تو [مُحَلَّد] اور اگر سارا ہی چمڑے کا ہو تو اسے ”خُف“ کہتے ہیں۔ ② بقول شیخ البانی رضی اللہ عنہ کے یہ روایت سنداً صحیح ہے۔ نیز دیگر صحیح روایات سے بھی جرابوں اور نعلین (موزوں اور جوتوں) پر مسح کرنا ثابت ہے۔ (دیکھیے: المسح علی الجوربین (عربی) از علامہ الشام جمال الدین قاسمی رضی اللہ عنہ اور مسنون نماز۔ از حافظ صلاح الدین یوسف رضی اللہ عنہ) ③ علامہ احمد محمد شاہ رضی اللہ عنہ سنن ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے وضو اور مسح کے باب میں کئی احادیث کئی لوگوں نے روایت کی ہیں۔ بعض نے موزوں پر مسح، بعض نے پگڑی پر مسح اور بعض نے جرابوں پر مسح کرنا نقل کیا ہے۔ اور ان میں کوئی تضاد و خلاف نہیں ہے، کیونکہ یہ متعدد احادیث ہیں اور مختلف مواقع کے بیانات ہیں۔ اور ان کی معیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچ سال تک رہی ہے اور عین معقول ہے کہ آپ نے وضو کے بارے میں مختلف مواقع کے مشاہدات پیش فرمائے ہوں تو بعض راویوں نے کچھ سنا اور دوسروں نے کچھ اور۔ ④ امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام شمار کر دیے ہیں جو جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے اور ان میں جرابوں کا کوئی وصف یعنی چمڑا لگانا ہونا یا موٹا ہونا مذکور نہیں ہے۔ ”اور اصل یہی ہے کہ جراب پر مسح صحیح ہے۔“ علامہ دولاہی نے کتاب الاسماء و الکنی (۱۸۱/۱) میں جناب ازرق بن قیس (تابعی) سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کا وضو ٹوٹ گیا تو انہوں نے (تجدید وضو میں) اپنا چہرہ دھویا ہاتھ دھوئے اور اپنی ”اونٹنی کی

۱- کتاب الطهارة وضو کے احکام و مسائل

جراہوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا: آپ ان پر بھی مسح کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ”یہ [خُفَّان] ہیں یعنی موزے ہی ہیں اگرچہ ان کے ہیں۔“ اور اس کی سند جدید ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے صالح بن محمد ترمذی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابومقاتل سمرقندی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوا وہ مرض وفات میں تھے، انہوں نے پانی منگوا یا اور وضو کیا، جراثیم بہن رکھی تھیں تو اپنی جراثیم پر مسح کیا اور کہا: میں نے آج ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتا تھا۔ میں نے غیر منقل جراثیم پر مسح کیا ہے (یعنی ان پر چڑھائیں لگا ہوا تھا) تفصیل کیلئے دیکھیے: (تعلیق جامع ترمذی از علامہ احمد محمد شاکر، باب ماجاء فی المسح علی الجوربین والنعلین، ۱۶۷/۱-۱۶۹) ⑤ ایسی جراثیم اور موزے جو پرانے ہو جائیں یا پھٹ جائیں اور ان میں سوراخ ہو جائیں، جنہیں پہننے میں انسان عرفاً و عادتاً عیب محسوس نہیں کرتا ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مہاجرین اور انصار کے موزے پہننے سے محفوظ نہ رہتے تھے اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہوتی تو اس کا ذکر ہوتا اور ممانعت آجاتی۔ (فقدانہ سید سابق)

(المعجم . . .) - بَابُ (التحفة ۶۲) باب

۱۶۰- حضرت اوس بن ابی اوس ثقفی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنے جوتوں اور قدموں پر مسح کیا۔ عباد بن موسیٰ نے (اپنی روایت میں) یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک قوم کے کظامہ پر آئے..... یعنی مقام وضو پر..... مگر جناب مسد نے (اپنی روایت میں) بیضا اور کظامہ کا ذکر نہیں کیا۔ پھر دونوں مشائخ (مسد اور عباد بن موسیٰ) حدیث کے باقی الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں: ”آپ نے وضو کیا تو اپنے جوتوں اور قدموں پر مسح کیا۔“

۱۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدُّ وَعَبَادُ بْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَبَادٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَوْسُ بْنُ أَبِي أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ. وَقَالَ عَبَادٌ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى عَلَى كِظَامَةِ قَوْمٍ - يَعْنِي الْمِضْأَةَ - وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدُّ الْمِضْأَةَ وَالْكِظَامَةَ، ثُمَّ اتَّفَقَا: فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ.

☀ فائدہ: بشرط صحت (جیسا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے) یہ روایت سابقہ روایت پر محمول ہے۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جراثیم اور جوتوں پر مسح کیا۔ اور ”قدموں پر مسح“ سے مراد ایسی صورت ہے جس میں جراثیم پہنی ہوئی تھیں۔ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بظاہر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جوتے یا چمچ کی پٹی پر مسح فرمایا جو کہ پاؤں کے اوپر ہوتی ہے۔

۱۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۸/۴ عن هشيم به، مختصراً جداً، وصرح بالسمع عند الحازمي في الاعتبار، ص: ۴۲ * عطاء العامري مجهول الحال كما قال ابن القطان.



۱- کتاب الطہارۃ وضو کے احکام و مسائل

(المعجم ۶۳) - بَابُ: كَيْفَ الْمَسْحِ
(التحفة ۶۳)

۱۶۱- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ محمد بن صباح کے علاوہ (دوسرے مشائخ) نے کہا کہ آپ نے موزوں کی پشت (یعنی پاؤں کی اوپر والی جانب) پر مسح کیا۔

۱۶۱- حَاتَّنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزَّنَادِ قَالَ: ذَكَرَهُ أَبِي عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ. وَقَالَ غَيْرُ مُحَمَّدٍ: مَسَحَ عَلَى ظَهْرِ الْخُفَّيْنِ.

۱۶۲- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اگر دین رائے اور قیاس پر مبنی ہوتا تو موزوں کا نیچے والا حصہ اوپر والے کی بہ نسبت مسح کا زیادہ مستحق ہوتا مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر ہی مسح کیا کرتے تھے۔

۱۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنِ عَلِيِّ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ.



☀️ فائدہ: یہ روایت سداضعیف ہے۔ تاہم جو بات اس میں بیان ہوئی ہے وہ صحیح ہے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ اسی طرح اگلی دونوں روایتیں (۱۶۳، ۱۶۴) بھی شیخ البانی کے نزدیک صحیح ہیں۔

۱۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: ۱۶۳- جناب اعمش اپنی سند سے اس حدیث کو

۱۶۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المسح على الخفين، ظاهرهما، ح: ۹۸ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به وقال: "حديث حسن"، قال الذهبي في عبدالرحمن بن أبي الزناد: "حديث من قبيل الحسن" (سير أعلام النبلاء: ۸/۱۶۸، ۱۶۹).

۱۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۹۸/۱، ح: ۷۵۹ من حديث حفص بن غياث به، وتابعه يزيد ابن عبدالعزيز وعيسى بن يونس ووكيع، انظر مسند الإمام أحمد مع زوائده: ۱/۹۵، ۱۱۴، ۱۲۴ * أبو إسحاق عن ابن وحديث الحميدي: ۴۷، يعني عنه.

۱۶۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/۲۹۲ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق عند الحميدي ح: ۴۷ (بتحقيقي)، وأحمد: ۱/۱۴۸ وغيرهما * أبو إسحاق عن ابن

روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: میں پاؤں کے نیچے والے حصے ہی کو زیادہ لائق سمجھتا تھا کہ اسے دھویا جائے حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر کے حصے ہی کا مسح کرتے تھے۔

اس حدیث کو کعب نے اعمش سے اپنی سند سے روایت کیا تو کہا: میں سمجھتا تھا کہ پاؤں کا نیچے والا حصہ ہی اس بات کے زیادہ لائق ہوتا ہے کہ ان کا مسح کیا جائے، حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے اوپر کی جانب مسح کرتے تھے۔

کعب نے کہا کہ ”قَدَمَيْنِ“ سے مراد ”موزے“ ہیں۔

اس حدیث کو عیسیٰ بن یونس نے اعمش سے ویسے ہی روایت کیا ہے جیسے وکعب نے روایت کیا۔ ہاں اسے ابواسوداء نے ابن عبد بنیر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا تو کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنے قدموں کے اوپر کے حصے کو دھویا اور کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کرتے نہ دیکھا ہوتا..... (تو میں یہی سمجھے رہتا کہ ان کا نیچے والا حصہ ہی دھونے کے لائق ہوتا ہے۔) اور آخر تک حدیث اسی طرح بیان کی۔

۱۶۳- جناب حفص بن غیاث نے اعمش سے یہ روایت بیان کی تو کہا: اگر دین رائے اور قیاس پر مبنی ہوتا تو قدموں کے تلوے ان کے اوپر والے حصے کی نسبت مسح کے زیادہ حق دار ہوتے، جب کہ نبی ﷺ نے موزوں کی پشت (اوپر والے حصے) پر مسح کیا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ إِلَّا أَحَقَّ بِالْعَسَلِ حَتَّى رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمَسُّحُ عَلَيَّ ظَهْرَ خُفَيْهِ. وَرَوَاهُ وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: كُنْتُ أَرَى أَنَّ بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ أَحَقُّ بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهِمَا حَتَّى رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمَسُّحُ ظَاهِرَهُمَا.

قال وَكَيْعٌ: يَعْنِي الْخُفَيْنِ. وَرَوَاهُ عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ. كَمَا رَوَاهُ وَكَيْعٌ. وَرَوَاهُ أَبُو السُّودَاءِ عَنِ ابْنِ عَبْدِ خَيْرٍ عَنِ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَعَسَلَ ظَاهِرَ قَدَمَيْهِ وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۱۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ بَاطِنُ الْقَدَمَيْنِ أَحَقَّ بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهِمَا، وَقَدْ مَسَّحَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ



وضو کے احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

[ظَهَرَ حُفْنِهِ .

۱۶۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سفربوک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروایا تو آپ نے (اس موقع پر) موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔

۱۶۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ وَمَحْمُودُ بْنُ خَالِدِ الدَّمَشْقِيُّ الْمَعْنَى قَالَا : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ : مَحْمُودٌ قَالَ : أَخْبَرَنَا ثُوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ، عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ : وَضَأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَمَسَحَ [أَعْلَى] الْخَفَيْنِ وَأَسْفَلَهُمَا .

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب ثور نے یہ حدیث رجاء سے نہیں سنی۔

قال أبو داؤد: وَبَلَّغَنِي أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ ثُوْرٌ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَجَاءٍ .

☀️ فائدہ: موزوں پر مسح میں شروع یہ ہے کہ ان کے اوپر کی جانب گایا ہاتھ پھیلا جائے۔ صحیح احادیث کی دلالت یہی ہے اور جن میں یہ آیا ہے کہ موزوں کے نیچے بھی مسح کیا تو ان کی اسانید میں کلام ہے۔ اس لیے ان میں تعارض ہے نہ تطبیق کی ضرورت جیسا کہ بعض حضرات نے جمع و تطبیق سے کام لیا ہے۔

(المعجم ۶۴) - بَابُ فِي الْإِنْضَاحِ
(التحفة ۶۴)

۱۶۶- حضرت سفیان بن حکم ثقفی یا حکم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیشاب کرتے اور وضو کرتے تو (اس کے بعد شرمگاہ والی جگہ پر) چھینے مار لیتے۔

۱۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ الْحَكَمِ الثَّقَفِيِّ - أَوْ الْحَكَمِ ابْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ - قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَالَ يَتَوَضَّأُ وَيَنْتَضِحُ .

۱۶۵- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المسح على الخفين أعلاه وأسفله، ح: ۹۷، وابن ماجه، ح: ۵۵۰ من حديث الوليد بن مسلم به، وأعله الترمذي * ثور لم يسمعه من رجاء، وجاء تصريح سماعه عند الدارقطني ۱/ ۱۹۵، ح: ۷۴۲ والسند إليه ضعيف، ورجاء لم يسمعه من كاتب المغيرة رضي الله عنه .

۱۶۶- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في النضح بعد الوضوء، ح: ۴۶۱، والنسائي، ح: ۱۳۴، ۱۳۵ من حديث منصور به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين ۱/ ۱۷۱، وواقفه الذهبي * شيخ مجاهد اختلف في صحبته فحدثه لا ينزل عن درجة الحسن، وانظر التلخيص الحبير ۱/ ۷۴ .



امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محدثین کی جماعت نے اس سند میں راوی کا نام ”سفیان بن حکم“ کو راجح قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض نے حکم یا ابن حکم ذکر کیا ہے۔

قال أبو داؤد: وافق سُفْيَانَ جَمَاعَةٌ تَمَلَّى هَذَا الْإِسْنَادَ، قَالَ بَعْضُهُمْ: لِحَكْمٍ أَوْ ابْنِ الْحَكَمِ.

۱۶۷- مجاہد..... بنو ثقیف کے ایک شخص سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا اور پھر اپنی شرمگاہ پر چھینے مارے۔

۱۶۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ نَضَحَ فَرَجَهُ.

۱۶۸- مجاہد حکم یا ابن حکم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنی شرمگاہ پر پانی کے چھینے مارے۔

۱۶۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ الْحَكَمِ - أَوْ ابْنِ الْحَكَمِ - عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرَجَهُ.

☀️ فائدہ: وضو کے بعد شرمگاہ والی جگہ پر چھینے مار لینا سنون و مستحب ہے۔ سنت پر ثواب کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہے کہ مکان کی کمزوری کے باعث بعض اوقات قطرات آجانے کا جو اندیشہ ہوتا ہے اس سے وضو کا دفعیہ (خاتمہ) ہو جاتا ہے۔

باب: ۶۵- وضو کے بعد آدمی کیا پڑھے؟

(المعجم ۶۵) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَوَضَّأَ (التحفة ۶۵)

۱۶۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہوتے تھے اور اپنے کام خود ہی سرانجام دیتے تھے اور باری باری اونٹ چرایا

۱۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ، يُحَدِّثُ

۱۶۷- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۱۶۸- تخریج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

۱۶۹- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ح: ۲۳۴ من حديث معاوية بن صالح به، ورواه النسائي، ح: ۱۵۱.

۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

کرتے تھے۔ میری باری آئی تو سر پہر کو میں انہیں واپس لایا (اور رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آ حاضر ہوا) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کو سنا آپ کہہ رہے تھے: ”تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح (مکمل) وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے اپنے دل اور چہرے سے نماز ہی میں لگن رہے تو اس نے اپنے لیے (جنت) واجب کر لی۔“ میں نے کہا: بہت خوب! بہت خوب! کس قدر بہترین عمل ہے۔ تو میرے سامنے سے ایک شخص بولا: اے عقبہ! جو اس سے پہلے فرمایا ہے وہ اس سے بھی خوب تر ہے۔ میں نے نظر اٹھائی تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے کہا اے ابو حفص! وہ کیا ہے؟ کہا کہ تمہارے آنے سے پہلے ابھی ابھی یہ ارشاد فرمایا ہے: ”تم میں سے جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح (مکمل مسنون) وضو کرے اور وضو کے بعد یہ کلمات کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے اس میں داخل ہو جائے۔“

عن أَبِي عُمَانَ، عن جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عن عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خُدَامَ أَنْفُسِنَا. تَتَنَابَوُ الرِّعَايَةَ - رِعَايَةَ إِبِلِنَا - فَكَانَتْ عَلَيَّ رِعَايَةُ الْإِبِلِ، فَوَوَّحْتُهَا بِالْعَشِيِّ، فَأَذْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُومُ فَيَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ، يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ، إِلَّا فَقَدْ أَوْجَبَ». فَقُلْتُ: بَيْحَ بَيْحَ مَا أَجُودَ هَذِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيَّ: الَّتِي قَبْلَهَا يَا عُقْبَةُ! أَجُودَ مِنْهَا. فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. قُلْتُ: مَا هِيَ يَا أَبَا حَفْصٍ؟ قَالَ: إِنَّهُ قَالَ أَيْفَا قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ حِينَ يَفْرُغُ مِنْ وُضُوئِهِ: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ، يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ».



معاویہ بن صالح کہتے ہیں کہ مجھے ربیعہ بن یزید نے ابودریس سے اس نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا۔

قال مُعَاوِيَةُ: وَحَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عن أَبِي إِدْرِيسَ، عن عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

وضو کے احکام و مسائل

۱۷۰- ابو عقیل نے اپنے چچیرے بھائی سے انہوں نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کی ہے اور اس میں اذنیوں کے چرانے کا ذکر نہیں کیا اور ”اچھی طرح وضو کرنے“ کے موقع پر کہا کہ پھر وہ (وضو کرنے والا) اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائے (اور یہ دعا پڑھے) اور معاویہ بن صالح کی روایت کی مانند بیان کیا۔

۱۷۰- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَيْسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ عَنْ حَيَّوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ عَمَّةٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الرَّعَايَةِ قَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ: «ثُمَّ رَفَعَ نَظْرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ.

☀️ نوادہ و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے اس لیے وضو کے بعد دروازے سے آسمان کی طرف نظر اٹھانا یا انگلی اٹھانا صحیح نہیں ہے۔ ② اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں جبکہ دوزخ کے سات ہیں۔

باب: ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنا؟

(المعجم . . .) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ (التحفة ۶۶)

۱۷۱- جناب عمرو بن عامر بجلي یعنی ابواسد محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وضو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے جبکہ ہم ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ مُحَمَّدٌ: هُوَ أَبُو أُسَيْدِ بْنِ عَمْرِو قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَكُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

☀️ توضیح: اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کیا کرتے تھے تو یہ آپ کا غالب معمول تھا اور نہ بعض مواقع پر آپ نے بھی ایک ہی وضو سے متعدد نمازیں پڑھی ہیں جیسا کہ اگلی روایت سے بھی واضح ہے۔

۱۷۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ۱/ ۱۸۲، ح: ۷۲۲ عن عبدالله بن يزيد المقرئ. به ابن عم زهرة مجهول، قاله المنذري.

۱۷۱- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من غير حدث، ح: ۲۱۴ من حديث عمرو بن عامر به، ورواه الترمذي، ح: ۶۰، وابن ماجه، ح: ۵۰۹.

۱۷۲- جناب سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں، اور آپ نے اپنے موزوں پر مسح بھی کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے دیکھا ہے کہ آج آپ نے ایک ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے جان بوجھ کر ایسے کیا ہے۔“

۱۷۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ حَمْسَ صَلَوَاتٍ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خَفِيهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ صَنَعْتَ الْيَوْمَ فَبَيْتًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ. قَالَ: «عَمْدًا صَنَعْتُهُ».

☀️ توضیح: تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایک وضو سے متعدد نمازیں نہیں پڑھی جاسکتیں۔

باب: ۶۶- وضو میں تسلسل قائم نہ رہے تو.....؟

(المعجم ۶۶) - باب تفریق الوضوء
(التحفة ۶۷)

۱۷۳- جناب قتادہ بن دعامہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں آیا وہ وضو کر چکا تھا مگر اس نے اپنے پاؤں پر ناخن بھر جگہ (خشک) چھوڑ دی تھی (دھوئی نہ تھی) تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔“

۱۷۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ قَتَادَةَ بْنَ دَعَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ تَوَضَّأَ وَتَرَكَ عَلَى قَدَمَيْهِ مِثْلَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وَضُوءَكَ».

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث جریر بن حازم سے معروف نہیں ہے۔ اسے اکیلے ابن وہب ہی نے بیان کیا ہے اور یہ روایت بہ سند معتقل بن عبید اللہ جزری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مذکورہ بالا کی مانند مروی ہے کہ

قال أبو داؤد: هذا الحديث ليس بمعروف عن جرير بن حازم ولم يروه إلا ابن وهب وحده. وقد روي عن معقل بن عبيد الله الجزري، عن أبي الزبير، عن

۱۷۲- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد، ح: ۲۷۷ من حديث يحيى القطان به.

۱۷۳- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب من توضأ فترك موضعاً لم يصبه الماء، ح: ۶۶۵ من حديث عبدالله بن وهب به، واصله ابن خزيمة، ح: ۱۶۴.



۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

جابر، عن عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قَالَ :
«ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وَضُوءَكَ» .
نبی ﷺ نے فرمایا: ”واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔“

۱۷۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ :
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ : أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَحَمِيدٌ عَنْ
الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى فَتَاةَ .
۱۷۳- جناب حسن بصری نے بھی نبی ﷺ سے فتادہ
کی روایت کے ہم معنی بیان کیا ہے۔

۱۷۵- حَدَّثَنَا حَيَوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ :
حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ عَنْ بَجِيرٍ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ
خَالِدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي وَفِي ظَهْرِ قَدَمِهِ
لُغْمَةٌ قَدَرُ الدَّرْهِمِ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فَأَمَرَهُ
النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ .
۱۷۵- خالد (ابن معدان) ایک صحابی سے روایت
کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا
جبکہ اس کے پاؤں میں درہم برابر جگہ خشک رہ گئی تھی
اسے پانی نہیں پہنچا تھا تو نبی ﷺ نے اسے وضو اور نماز
کے اعادے کا حکم دیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ وضو میں تسلسل لازم ہے۔ ② اگر کوئی شخص تسلسل قائم نہ رکھے اور کچھ اعضاء دھو کر
اٹھ جائے حتیٰ کہ پہلے والے اعضا خشک ہو جائیں تو اسے وضو دوبارہ کرنا چاہیے۔ ③ معمولی جگہ بھی خشک رہ جائے تو
وضو نہیں ہوتا اور پھر نماز بھی نہ ہوگی۔

(المعجم ۶۷) - بَابٌ : إِذَا شَكَّ فِي
الْحَدِيثِ (التحفة ۶۸)

باب: ۶۷- اگر بے وضو ہونے
میں شک ہو تو.....؟

۱۷۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ
ابْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلْفٍ قَالَا : حَدَّثَنَا
اسْتَفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيَّبِ وَعَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ :
شَكِيَتْنِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّيْءَ
۱۷۶- جناب عباد بن تمیم اپنے بچا (حضرت عبداللہ
بن زید رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سے
شکایت کی گئی کہ ایک شخص دوران نماز میں (پیٹ میں)
کچھ (حرکت) محسوس کرتا ہے اور اسے خیال آتا ہے (کہ
شاید ہوا نکلے ہے) تو آپ نے فرمایا: ”نماز چھوڑ کر نہ

۱۷۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۸۳/۱ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۱۷۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۲۲۴ من حديث بقیة به، وصرح بالسمع عنده، وللحديث شواهد.

۱۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، ح: ۱۳۷، ومسلم، الحيض،
باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شك... الخ، ح: ۳۶۱ من حديث سفيان بن عيينة به.

وضو کے احکام و مسائل

فِي الصَّلَاةِ حَتَّى يُحَيَّلَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: «لَا يَنْقُتِلُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا».

جائے حتیٰ کہ (ہوا نکلنے کی) آواز سنے یا بو محسوس کرے۔“

۱۷۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَهِيلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدَ حَرَكَةً فِي ذُبُرِهِ أَحَدَتْ أَوْ لَمْ يُحَدِّثْ فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ فَلَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا».

۱۷۷- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو اور اپنی دہریں کوئی حرکت محسوس کرے آیا ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں اور اسے شبہ ہو گیا ہو تو نماز چھوڑ کر نہ جائے حتیٰ کہ آواز سنے یا بو محسوس کرے۔“

☀️ فائدہ: جب طہارت کا یقین ہو اور وضو ٹوٹنے کا محض شبہ ہو تو نمازی کو چاہیے کہ اپنے یقین پر عمل کرے۔ اور ویسے بھی مسلمان کو شبہات کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے بلکہ شبہات سے بچنا چاہیے۔ اسی لیے فقہ کا قاعدہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ (الاشباہ والنظائر)



(المعجم ۶۸) - باب الوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ (التحفة ۶۹)

باب: ۶۸- بوسہ لینے سے وضو کا مسئلہ.....؟

۱۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي رَوْقٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۷۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک بار) ان کا بوسہ لیا اور وضو نہیں کیا۔

قال أبو داود: وهو مُرْسَلٌ، وإبراهيم التميمي لم يسمع من عائشة

امام ابو داود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے (یعنی ابراہیم تمیمی اور حضرت عائشہ کے مابین راوی

۱۷۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن من تیقن الطہارۃ ثم شك . . . الخ، ح: ۳۶۲ من حدیث سہیل بن ابی صالح بہ.

۱۷۸- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الطہارۃ، باب ترك الوضوء من القبلة، ح: ۱۷۰ من حدیث یحیی بن سعید القطان بہ، وللحدیث شواہد، انظر نصب الشواہد، ۱/۷۱، ۷۲، وسنن الدارقطني: ۱/۱۳۶.

۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

مخروف ہے) اور ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ سنا نہیں ہے اور فریابی وغیرہ نے ایسے ہی (غیر موصول) بیان کیا ہے اور امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ ابراہیم تیمی چالیس سال کے نہیں ہوئے تھے کہ وفات پا گئے۔ ان کی کنیت ابواسماء تھی۔

شَيْثًا. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الْفَرِّبَابِيُّ وَغَيْرُهُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَاتَ إِبْرَاهِيمُ التَّمِيمِيُّ وَلَمْ يَبْلُغْ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَكَانَ يُكْنَى أبا أَسْمَاءَ.

۱۷۹- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک بار) اپنی کسی بیوی کا بوسہ لیا اور نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں (یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے) میں نے کہا: یہ آپ ہی ہوں گی تو وہ ہنس دیں۔

۱۷۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. قَالَ عُرْوَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ فَضَحَكَتْ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: زائدہ اور عبد الحمید صمانی نے سلیمان اعمش سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ زَائِدَةُ وَعَبْدُ الْحَمِيدِ الْجَمَّانِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ.

۱۸۰- ابراہیم بن مخلد کی سند سے اعمش سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں نے عروہ مزنی سے روایت کیا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

۱۸۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَخْلَدٍ الطَّلَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَعْرَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ لَنَا عَنْ عُرْوَةَ الْمُزَنِيِّ عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید القطان نے ایک شخص سے کہا: میری طرف سے یہ بات بیان کرو کہ اعمش کی حبیب سے یہ روایت اور اسی سند سے مسئلہ متحاضہ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ لِرَجُلٍ: احْكُ عَنِّي أَنْ هَذَا يَعْني حَدِيثَ الْأَعْمَشِ هَذَا عَنْ حَبِيبٍ

۱۷۹- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء في ترك الوضوء من القبلة، ح: ۸۶، وابن ماجہ، ح: ۵۰۲ من حدیث وکیع بہ، وللحدیث شواہد، انظر الحدیث السابق.

۱۸۰- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱/۱۲۶ من حدیث أبي داود بہ، وانظر الحدیثین السابقین.

۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

وَحَدِيثُهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ :
أَنَّهَا تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ - قَالَ يَحْيَى :
أَحْكِ عَنِّي أَنَّهُمَا شِبْهُ لَا شَيْءٍ .
والی روایت جس میں ہے کہ استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے۔ یحییٰ نے کہا میری طرف سے یہ بیان کر دو کہ یہ دونوں حدیثیں نہ ہونے کے برابر (یعنی ضعیف) ہیں۔

قال أبو داؤد: وَرَوَى عَنِ الثَّوْرِيِّ
قال: ما حدثنا حبيب إلا عن عروة
المزني - يعني لم يُحدثْهُمْ عن عروة
ابن الزبير بسْمِيءٍ .
امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہمیں حبیب نے جو روایات بیان کی ہیں وہ سب عروہ مزنی ہی سے روایت ہوئی ہیں عروہ بن زبیر سے کچھ بیان نہیں کیا۔

قال أبو داؤد: وَقَدْ رَوَى حَمْرَةَ
الزيات، عن حبيب، عن عروة بن
الزبير، عن عائشة حَدِيثًا صَحِيحًا .
امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حمزہ زیات نے حبیب سے اس نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور یہ سند صحیح ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① شوہر اگر اپنی بیوی کا بوسہ لے تو اس سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا بشرطیکہ اس سے مذی کا اخراج نہ ہو۔ سورہ نساء کی آیت ۴۳ اور سورہ مائدہ کی آیت ۶ میں ﴿أَوْ لَا تَمَسُّمُ النِّسَاءَ.....﴾ ”اگر تم نے عورتوں کو چھوا ہو تو.....“ سے مراد بائیں طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے اور صراحت کروانے والے ان کے اپنے بھانجے عروہ بن زبیر ہی ہیں۔ دوسرے راوی عروہ مزنی ان سے یہ صراحت کروائیں اذ حدیث ہے۔ ② اس قسم کے جملے اور باتیں جو جناب عروہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مابین نقل ہوئی ہیں عزیزوں میں حد ادب کے اندر مباح اور جائز ہیں اور چونکہ یہ شرعی مسائل ہیں اس لیے ان کا نقل کیا جانا کوئی بری بات نہیں۔

(المعجم ۶۹) - باب الوضوء من مسِّ الذَّكْرِ (التحفة ۷۰)

۱۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ
عُرْوَةَ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ
الْحَكَمِ، فَذَكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ،
۱۸۱- جناب عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں مروان بن مالک کے پاس گیا وہاں یہ موضوع چھڑ گیا کہ کس کس چیز سے وضو لازم آتا ہے؟ مروان نے کہا کہ شرمگاہ کو چھونے سے بھی..... (وضو لازم آتا ہے؟) عروہ کہتے

۱۸۱- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، ح: ۱۶۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ۴۲/۱ (ورواية المعيني، ص: ۵۰)، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱۵۱/۱، ح: ۲۵ بقوله: 'رواه الأربعة بإسناد ثابت لا مطعن فيه'.

۱- کتاب الطہارۃ وضو کے احکام و مسائل

ہیں: میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ مروان نے کہا کہ مجھے بسرہ بنت صفوانؓ نے بتایا وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: ”جو کوئی اپنے ذکر کو ہاتھ لگائے اسے چاہیے کہ وضو کرے۔“

فَلَيْتَوَضَّأُ» .

مسئلہ: زیر نظر مسئلہ میں شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کی دونوں احادیث وارد ہیں اور دونوں ہی صحیح ہیں۔ محدثین ان کے مابین تطبیق یہ دیتے ہیں کہ اگر براہ راست بغیر کسی حائل کے ہاتھ لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن درمیان میں کپڑا ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ یا اگر شہوانی جذبات کے تحت ہاتھ لگایا ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اس کے بغیر ہو تو نہیں ٹوٹتا۔ کچھ محدثین کے نزدیک زیر نظر حدیث (بسرہ بنت صفوان) دوسری حدیث (طلق) کی ناخ ہے۔ خیال رہے کہ عورتوں کے لیے بھی یہی مسئلہ ہے۔

(المعجم ۷۰) - باب الرُّخَصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۷۰)

باب: ۷۰- اس میں رخصت کا بیان

۱۸۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَلَاذِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَنْفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا تَرَى فِي مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَمَا يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ ﷺ: «هَلْ هُوَ إِلَّا مُضَعَّةٌ مِنْهُ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْهُ» .

۱۸۲- جناب قیس بن طلق اپنے والد (طلقؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک آدمی آیا وہ بظاہر بدوی (دیہاتی) تھا کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے وضو کے بعد اپنے ذکر کو ہاتھ لگایا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے!“

قال أبو داود: رواه هشام بن حسان وسفيان الثوري وشعبة وابن عيينة وجابر الرازي، عن محمد بن جابر،

امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو هشام بن حسان، سفیان الثوری، شعبہ، ابن عیینہ، و ابن جابر، و جابر الرازی، عن محمد بن جابر،

۱۸۲- تخریج: [سناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ترك الوضوء من مس الذكر، ح: ۸۵ من حديث ملازم بن عمرو به، وحقق ابن حبان وغيره بأنه حديث منسوخ.

وضو کے احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

عن قیس بن طلّح .

۱۸۳- محمد بن جابر..... قیس بن طلّح سے وہ اپنے والد سے اسی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ ”دوران نماز میں“ (اگر کوئی ہاتھ لگائے تو فرمایا کہ یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔)

۱۸۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْحٍ، عَنْ أَبِيهِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَقَالَ: فِي الصَّلَاةِ.

باب: ۷۱- اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو

(المعجم ۷۱) - باب الوضوء من لحوم الإبل (التحفة ۷۲)

۱۸۴- سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: آیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو لازم آتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس سے وضو کیا کرو۔“ سوال کیا گیا کہ بکری کے گوشت سے؟ آپ نے فرمایا: ”اس سے وضو نہ کرو۔“ اور سوال ہوا کہ کیا اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھیں؟ فرمایا: ”اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھا کرو۔ بیشک یہ شیطانوں میں سے ہیں۔“ اور پوچھا گیا کہ بکریوں کے باڑے میں نماز (پڑھیں یا نہ؟) آپ نے فرمایا: ”اس میں نماز پڑھ لیا کرو۔ بیشک یہ مبارک ہیں۔“

۱۸۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْوَضُوءِ مِنْ لَحُومِ الْإِبِلِ، فَقَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِنْهَا» وَسُئِلَ عَنِ لَحُومِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: «لَا تَوَضَّؤُوا مِنْهَا». وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ، فَقَالَ: «لَا تَصَلُّوا فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ». وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: «صَلُّوا فِيهَا فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ».



☀️ نوادہ و مسائل: ① اونٹ حلال جانور ہے مگر اس کا گوشت کھانے سے وضو کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس ہے۔ اس میں کیا حکمت یا کیا علت ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارے لیے تو اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا أَنْتُمْ بِالرَّسُولِ فَخُذُوهُ وَمَنْهَكُمْ عَنْهُ فَأَنْتَهُوا﴾ (الحشر آیت: ۷) ”رسول جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔“ ② بکریاں پالنا باعث برکت ہے۔

۱۸۳- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ۴۸۳ من حديث محمد بن جابر، وهو ضعيف جدًا، والحديث السابق شاهد له.

۱۸۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من لحوم الإبل، ح: ۸۱، وابن ماجه، ح: ۴۹۴ من حديث أبي معاوية الضرير به * الأعمش صرح بالسماع، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ۳۶۰.

(المعجم ۷۲) - باب الوُضوءِ مِنْ مَسِّ اللَّحْمِ النَّيِّءِ وَغَسْلِهِ (التحفة ۷۳)

۱۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَأَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقْفِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْجِمَصِيُّ الْمَعْنَى قَالُوا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ مَيْمُونٍ الْجُهَنِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، قَالَ هِلَالٌ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَقَالَ أَيُّوبُ وَعَمْرُو: وَأَرَاهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِغُلَامٍ يَسْلُخُ شَاةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَنَحَّ حَتَّى أُرِيكَ»، فَأَدْخَلَ يَدَهُ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ فَدَحَسَ بِهَا حَتَّى تَوَارَتْ إِلَى الْإِبطِ، ثُمَّ مَضَى فَصَلَّى لِلنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. زَادَ عَمْرُو فِي حَدِيثِهِ: يَعْنِي لَمْ يَمَسَّ مَاءً وَقَالَ: عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُونِ الرَّمْلِيِّ.

قال أبو داود: رَوَاهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِلَالِ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا، لَمْ يَذْكَرْ أَبَا سَعِيدٍ.

باب: ۷۲- کچے گوشت کو ہاتھ لگانے سے وضو یا ہاتھ دھونے کا مسئلہ

۱۸۵- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک غلام کے پاس سے گزرنے وہ ایک کبری کی کھال اتار رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”ایک طرف ہو جاؤ میں تمہیں دکھلاؤں۔“ (سکھلاؤں) کہ کھال کیسے اتاری جاتی ہے) چنانچہ آپ نے اپنا ہاتھ کھال اور گوشت کے درمیان داخل کر دیا اور اسے دھنسیا حتیٰ کہ بغل تک چھپ گیا پھر آپ تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا۔ جناب عمرو بن عثمان نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے یعنی پانی کو نہیں چھوا اور (ہلال بن میمون جھنی کے بجائے) ہلال بن میمون ”رملی“ کہا۔

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہما نے کہا اس حدیث کو عبد الواحد بن زیاد اور ابو معاویہ نے ہلال سے اس نے عطاء سے اس نے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا، ان دونوں (عبد الواحد اور ابو معاویہ) نے ابو سعید کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ”معلم“ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ کی تعلیم کا ایک پہلو یہ بھی تھا جو اوپر مذکور ہوا کہ کام کو عمدہ اور خوبصورت انداز میں سرانجام دیا جائے۔ ② چربی کی چکنائٹ اور گوشت کی خاص مہک اور اس کا خون لگنے سے طہارت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ③ انسان کو بہت زیادہ نفیس اور نازک مزاج بھی نہیں

۱۸۵- تخریج: [مسنادہ صحیح] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب السلخ، ح: ۳۱۷۹ من حدیث مروان بن معاویة به، و تابعه ثور بن یزید.



بن جانا چاہیے کہ اس قسم کے کاموں سے اہتمام غسل یا کپڑے تبدیل کرنا پڑیں۔ چاہیے کہ معمولات زندگی میں تکلفات کی بجائے سادگی کو اختیار کیا جائے۔

(المعجم ۷۳) - **بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ**
مَسْئَلِ الْمَيِّتَةِ (التحفة ۷۴)

۱۸۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک بار) بازار سے گزرے آپ عوالی مدینہ (بالائے مدینہ) کی جانب سے تشریف لائے تھے اور کچھ دوسرے لوگ بھی آپ کی جلو میں دائیں بائیں تھے۔ آپ کا گزر بکری کے ایک چھوٹے کان والے مردہ بچے کے پاس سے ہوا۔ آپ نے اسے اس کے کان سے پکڑا اور فرمایا: ”تم میں سے کس کا جی چاہتا ہے کہ یہ قبول کر لے.....“ اور راوی نے حدیث بیان کی۔

۱۸۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوقِ دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ وَالنَّاسُ كَتَفَتِيهِ، فَمَرَّ بِجَدِي أَسْكَ مَيِّتٍ فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ ثُمَّ قَالَ: «أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ هَذَا لَهُ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.



سُورَةُ فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم میں یہ حدیث مکمل اس طرح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کون چاہتا ہے کہ اس کو ایک درہم کے عوض لے؟ صحابہ نے کہا: ہم تو اسے نہیں لینا چاہتے اور اس کا ہم کریں گے بھی کیا؟ فرمایا: کیا تم اسے بلا قیمت لینا پسند کرتے ہو؟ کہنے لگے: قسم اللہ کی! اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو عیب دار تھا اس کے کان ہی چھوٹے چھوٹے ہیں اور اب تو یہ ویسے ہی مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: قسم اللہ کی! دنیا اللہ کے ہاں اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا تم اس کو حقیر جان رہے ہو۔“ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۹۵۷) ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موقع بموقع پیش آمدہ حقائق کو تمثیلات سے سمجھاتے تھے اور اس واقعہ میں دنیا کی حقیقت کو دکھار دیا گیا ہے۔ داعی حضرات اور اساتذہ کو زندگی میں پیش آمدہ امور سے واقعاتی مثالیں پیش کرنی چاہئیں۔ ③ مردار کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (محدثین کی فقہات قابل داد ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ)

(المعجم ۷۴) - **بَابُ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ**
مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ (التحفة ۷۵)

۱۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۱۸۶- تخریج: أخرجه مسلم، الزهد، باب: ”الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر“ ح: ۲۹۵۷ عن عبدالله بن مسلمة القعني به.

۱۸۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ۳۵۴ عن عبدالله بن مسلمة

قال: حدثنا مالك عن زيد بن أسلم، عن عطاء بن يسار، عن ابن عباس: أن رسول الله ﷺ أكل شاة ثم صلى ولم يتوضأ.

رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) بکری کا گوشت تناول فرمایا اور وہ دستی (شانے) کا گوشت تھا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

🌞 فائدہ: اس مسئلے کا پس منظر یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں آگ پر پکی چیز استعمال کرنے سے وضو کرنے کا حکم تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا مگر کچھ لوگوں کو منسوخ ہونے کا علم نہ ہوسکا اور وہ بدستور وضو کرنے کے قائل رہے۔

۱۸۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْأَنْبَارِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي صَخْرَةَ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: ضَمِنْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَمَرَ بِجَنْبِ فَشْوِيٍّ وَأَخَذَ الشُّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ لِي بِهَا مِنْهُ. قَالَ: فَجَاءَ بِلَالٌ فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ. قَالَ: فَأَلْقَى الشُّفْرَةَ وَقَالَ: «مَا لَهُ تَرَبَّتْ يَدَاهُ»، وَقَامَ يُصَلِّي. زَادَ الْأَنْبَارِيُّ: وَكَانَ شَارِبِي وَفَاءً فَقَصَّصْتُ لِي عَلَى سِوَاكِ، أَوْ قَالَ: «أُقْضَى لَكَ عَلَى سِوَاكِ».

۱۸۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہوا آپ نے (بکری کے) پہلو کے بارے میں فرمایا تو وہ بھونا گیا۔ آپ نے چھری لی اور اس سے میرے لیے کانٹے لگے۔ (اس اثنا میں) بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کو نماز کی خبر دی تو آپ نے چھری رکھ دی اور فرمایا: ”اسے کیا ہوا ہے“ خاک آلود ہوں اس کے ہاتھ!“ اور نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ انباری نے مزید بیان کیا اور کہا کہ میری (مغیرہ کی) مونچھیں لمبی تھیں تو آپ نے مسواک رکھ کے اوپر سے کاٹ دیں یا یوں کہا: ”مسواک رکھ کر کاٹے دیتا ہوں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم نہیں آتا بلکہ یہ حکم منسوخ ہے۔ ② اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرام سے الفت کا بیان ہے۔ ③ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لیے آپ نے جو کلمہ استعمال فرمایا وہ عام سا جملہ تھا بدعا مقصود نہ تھی۔ ④ امام بخاری رضی اللہ عنہ کا اس سے استدلال یہ ہے کہ مقرر شدہ امام کو کھانے کی بنا پر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ ⑤ مونچھیں چھوٹی ہونی چاہئیں اور بڑے کو حق حاصل ہے کہ اپنے عزیز کی بڑھی ہوئی مونچھیاں کترے۔

❖ القعنبی، والبخاری، الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، ح: ۲۰۷ من حدیث مالک بد، وهو فی الموطأ (یحی): ۲۵/۱ (والقعنبی، ص: ۹)۔

۱۸۸- تعریج: [إسناده صحيح] أخرجه الذ. مذني في الشامل، ح: ۱۶۵ (بتحقيقي) من حدیث وكيع به.

۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

۱۸۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِمَسْحٍ كَانَ تَحْتَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى.

۱۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دستی کا گوشت تناول فرمایا اور اپنے ہاتھ نیچے کھینچی درمی (یا ناٹ) سے صاف کیے پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

☀️ فائدہ: شاید وہ کپڑا یا درزی ہی اس قسم کی ہوگی کہ اس سے ہاتھ صاف کیا جاسکتا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ گوشت وغیرہ کھانے کے بعد کھل کر نا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی ضروری نہیں بلکہ صرف کپڑے اور تولیے سے صاف کر لینا بھی درست ہے۔ اسی طرح ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کر لینا بھی کافی ہے۔

۱۹۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ يَعْمُرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَنْتَهَشَ مِنْ كَتِفٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے دستی کا گوشت دانتوں سے نونچ کر کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

☀️ فائدہ: دانتوں سے نونچ کر کھانا سنت ہے اور لذت کا باعث بھی۔

۱۹۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَخْطَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَرَأْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُبْرًا وَلَحْمًا فَأَكَلَ ثُمَّ دَعَا بِوُضُوءٍ فَتَوَضَّأَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ طَعَامِهِ فَأَكَلَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ

۱۹۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں روٹی اور گوشت پیش کیا تو آپ نے تناول فرمایا پھر پانی منگوا یا اور اس سے وضو کیا پھر ظہر کی نماز پڑھی پھر باقی ماندہ کھانا منگوا یا اور کھایا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور وضو نہیں کیا۔

۱۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ٤٨٨ من حديث أبي الأحوص به * سماك عن عكرمة ضعيف، وأصل الحديث شواهد.

۱۹۰- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ٢٧٩/١ من حديث همام به، وله شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ٣٣٤٠، ومسلم، ح: ١٩٤ وغيرهما.

۱۹۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣٢٢/٣ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ٢١٨.

وَلَمْ يَتَوَضَّأُ.

۱۹۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی چیزوں کے استعمال سے وضو کرنا چھوڑ دیا تھا۔

۱۹۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَهْلٍ أَبُو عِمْرَانَ الرَّمْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّكِدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَرَكَ الْوُضُوءَ مِمَّا غَيَّرَ النَّارُ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ روایت پہلی حدیث کا اختصار ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا اخْتِصَارٌ مِنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ.

۱۹۳- عبید بن ثمامہ مرادی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب رسول میں سے تھے ہمارے ہاں مصر میں تشریف لائے۔ میں نے انہیں وہاں مسجد میں حدیث بیان کرتے سنا کہ رہے تھے کہ مجھے یاد ہے کہ میں ایک شخص کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجلس میں ساتواں فرد تھا یا چھٹا تھا کہ بلال آئے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع دی تو ہم نکلے اور ایک شخص کے پاس سے گزرے اس کی ہنڈیا آگ پر رکھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ”کیا تمہاری ہنڈیا تیار ہوگئی ہے؟“ اس نے کہا جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان! تو آپ نے اس سے گوشت کی ایک بوٹی لی اور کھاتے ہوئے چلے گئے حتیٰ کہ نماز کے لیے تکبیر تحریر یہ کہی

۱۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: ابْنُ أَبِي كَرِيمَةَ مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِينَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُيَيْدُ بْنُ ثَمَامَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا مِصْرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ فِي مَسْجِدِ مِصْرَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَنَةٍ أَوْ سَادِسَ سَنَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي دَارِ رَجُلٍ، فَمَرَّ بِلَالٍ، فَنَادَاهُ بِالصَّلَاةِ، فَخَرَجْنَا فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ وَبُرْمَتُهُ عَلَى النَّارِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «أَطَابَتْ

۱۹۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ترك الوضوء مما غيرت النار، ح: ۱۸۵ من حديث علي بن عباس به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۳، وذكر الشافعي له علة- إن صحت- فالحديث حسن.

۱۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدولابي في الكنى: ۱/۲: ۱۶۳ من حديث أحمد بن عمرو بن السرح به * بن ثمامة مستور كما قال أبو سعيد بن بونس المصري.

بُرْمَتِكَ؟» قَالَ: نَعَمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَتَنَاوَلَ مِنْهَا بَضْعَةً، فَلَمْ يَزَلْ يَغْلِبُهَا حَتَّى أَحْرَمَ بِالصَّلَاةِ وَأَنَا أَنْظَرُ إِلَيْهِ.

(المعجم ۷۵) - باب التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ
(التحفة ۷۶)

۱۹۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْوَضُوءُ وَمَا أَنْصَحَتِ النَّارُ».

۱۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو چیز آگ سے کچی ہو (اس کے استعمال سے) وضو لازم ہے۔“

☀️ فائدہ: آگ پر کچی چیزوں سے وضو ابتدائے اسلام کا حکم تھا جو کہ منسوخ ہو گیا جیسے کہ اوپر کی حدیث میں مذکور ہے۔



۱۹۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا سُنَيْانَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ فَسَقَنَتْهُ قَدَحًا مِنْ سَوِيحٍ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ. قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي! أَلَا تَوَضَّأُ، إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ، أَوْ قَالَ: مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۱۹۵- جناب ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ وہ (اپنی خالہ ام المومنین) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے پس انہوں نے ان کو ستو کا ایک پیالہ پلایا تو انہوں نے (یعنی ابوسفیان نے) پانی مانگا اور گلی کی تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرمائے لگیں بھانجے! کیا وضو نہیں کرو گے؟ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”جس چیز کو آگ نے بدل دیا ہو اس سے وضو کرو۔“ یا فرمایا: ”جس چیز کو آگ بچھی ہو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ يَا ابْنَ أُخْتِي!

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ زہری کی روایت میں (بھانجے کی بجائے) کھینچے کا لفظ آیا ہے۔

۱۹۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۵۸/۲ من حديث شعبة به.

۱۹۵- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الوضوء مما غيرت النار، ح: ۱۸۰ من حديث أبي سلمة ابن عبد الرحمن به.

۱- کتاب الطهارة وضوء کے احکام و مسائل

(المعجم ۷۶) - باب الوُضُوءِ مِنَ اللَّبَنِ
(التحفة ۷۷)

باب: ۷۶- دودھ پی کر وضو کرنے کا مسئلہ

۱۹۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ
عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
شَرِبَ لَبَنًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ قَالَ:
«إِنَّ لَهُ دَسْمًا».

۱۹۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی
ﷺ نے (ایک بار) دودھ نوش فرمایا پھر پانی طلب کیا
اور کلی کی اور فرمایا: ”اس میں چکنائی ہوتی ہے۔“

☀️ فائدہ: اس قسم کے ماکولات و مشروبات سے جن میں چکنائی ہو کلی کر لینا اولیٰ و افضل ہے تاکہ نماز کے دوران
میں منہ خوب صاف رہے۔ آنے والی حدیث میں اس کی رخصت کا بیان ہے۔

(المعجم ۷۷) - باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
(التحفة ۷۸)

باب: ۷۷- اس سے کلی نہ کرنے کی رخصت

۱۹۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ
زَيْدِ بْنِ الْحُبَابِ، عَنْ مُطِيعِ بْنِ زَائِدٍ،
عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ:
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَلَمْ يَمْضِضْ
وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَصَلَّى. قَالَ زَيْدٌ: دَلَّنِي شُعْبَةُ
عَلَى هَذَا الشَّيْخِ.

۱۹۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ
(ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیامگر (اس کے
بعد) کلی کی نہ وضو کیا اور نماز پڑھ لی۔ زید (بن حباب)
کہتے ہیں کہ شعبہ نے مجھے اس شیخ (مطیع بن راشد) کی
راہ نمائی کی تھی (کہ اس سے حدیث حاصل کروں۔)

☀️ فائدہ: دودھ پی کر کلی کر لینا مستحب اور افضل ہے نہ بھی کرے تو جائز ہے۔

(المعجم ۷۸) - باب الوُضُوءِ مِنَ الدَّمِ
(التحفة ۷۹)

باب: ۷۸- خون نکلنے سے وضو کا مسئلہ.....؟

۱۹۶- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: هل يَمْضِضُ مِنَ اللَّبَنِ؟، ح: ۲۱۱، ومسلم، الحيض، باب
نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ۳۵۸ عن قتيبة به.
۱۹۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱/۱۶۰ من حديث أبي داود به، وحسنه الحافظ في فتح
الباري: ۱/۳۱۳.

۱۹۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نکلے..... یعنی غزوہ ذات الرقاع میں..... تو کسی مسلمان نے مشرکین میں سے کسی کی بیوی کو قتل کر دیا تو اس مشرک نے قسم کھائی کہ میں اصحاب محمد میں خون بہا کر رہوں گا۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے قدموں کے نشانات کی پیروی کرنے لگا۔ ادھر نبی ﷺ نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا اور فرمایا: ”کون ہمارا پہرہ دے گا؟“ تو اس کام کے لیے ایک مہاجر اور ایک انصاری اٹھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: ”تم دونوں اس گھائی کے دہانے پر کھڑے رہو“ جب وہ دونوں اس کے دہانے کی طرف نکلے (تو انہوں نے طے کیا کہ باری باری پہرہ دیں گے) چنانچہ مہاجر لیٹ گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا (اور پہرہ بھی دیتا رہا) ادھر سے وہ مشرک بھی آ گیا۔ جب اس نے ان کا سراپا دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ اس قوم کا پہرہ ہے چنانچہ اس نے ایک تیر مارا اور اس کے اندر تول دیا۔ اس (انصاری) نے وہ تیر (اپنے جسم سے) نکال دیا (اور نماز میں مشغول رہا) حتیٰ کہ اس نے تین تیر مارے۔ پھر اس نے رکوع اور سجدہ کیا۔ ادھر اس کا (مہاجر) ساتھی بھی جاگ گیا۔ اس (مشرک) کو جب محسوس ہوا کہ ان لوگوں نے اس کو جان لیا ہے تو بھاگ نکلا۔ مہاجر نے جب انصاری کو دیکھا کہ وہ لہلہا ہوا ہے تو اس نے کہا: سُبْحَانَ اللَّهِ! تم نے مجھے پہلے تیر ہی پر کیوں نہ جگا دیا؟ اس نے جواب دیا: ”میں ایک سورت پڑھ رہا تھا میرا دل نہ چاہا کہ اسے

۱۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ عَقِيلِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - يَعْنِي فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَأَصَابَ رَجُلٌ امْرَأَةً رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَحَلَفَ أَنْ لَا أَنْتَهِيَ حَتَّى أَهْرِيقَ دَمًا فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَخَرَجَ يَتَّبِعُ أَثَرَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْزِلًا، فَقَالَ: «مَنْ رَجُلٌ يَكَلُّونَا؟» فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: «كُونَا بِفِئْمِ الشَّعْبِ». قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ إِلَى فِئْمِ الشَّعْبِ اضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ وَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ يُصَلِّي وَأَتَى الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَأَى شَخْصَهُ عَرَفَ أَنَّهُ رَيْبَةُ لِقَوْمٍ، فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَنَزَعَهُ حَتَّى رَمَاهُ بِثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ انْتَبَهَ صَاحِبُهُ فَلَمَّا عَرَفَ أَنَّهُمْ قَدْ نَدَرُوا بِهِ هَرَبَ. فَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدَّمَاءِ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ! أَلَا أَنْتَهَيْتَنِي أَوَّلَ مَا رَمَى! قَالَ: كُنْتُ فِي سُورَةٍ أَقْرَأُهَا فَلَمَّ أَحِبُّ أَنْ أَقْطِعَهَا.



۱۹۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳/۳۴۳ من حديث ابن المبارك و صححه ابن خزيمة، ح: ۳۶، وابن حبان (موارد)، ح: ۱۰۹۳، والحاكم: ۱/۱۵۶، ووافقه الذهبي، وعلقه البخاري: ۱/۲۸۰ (فتح الباري).

ادھوری چھوڑوں۔“

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زخم سے خون بہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے۔ جو لوگ خون کے بہنے سے وضو کے ٹوٹ جانے کے قائل ہیں وہ ایک تو حیض اور استحاضے کے خون سے اور نکسیر کی بابت روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں نکسیر پھونسنے کو بھی ناقض وضو بتلایا گیا ہے۔ حالانکہ حیض یا استحاضے کے خون کی حیثیت عام زخم سے بہنے والے خون سے یکسر مختلف ہے۔ اس لیے کہ ان کے تو احکام ہی مختلف ہیں۔ علاوہ ازیں وہ خون [سَبِيلَيْن] ”شرم گا ہوں“ سے نکلتا ہے جو بالاتفاق ناقض وضو ہے۔ جب کہ زخموں سے نکلنے والے خون کی یہ حیثیت نہیں۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگوں میں زخمی ہوتے رہے اور اسی حالت میں وہ نمازیں بھی پڑھتے رہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے زخمی صحابہ کو نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ عام زخموں سے نکلنے والا خون ناقض وضو نہیں ہے۔ علاوہ ازیں نکسیر سے وضو کرنے والی روایات سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جو کہ سب کی سب ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: عون المعبود) ② غزوة ذات الرقاع امام بخاری رحمہ اللہ کی ترتیب کے مطابق خیبر کے بعد ہوا تھا۔ ③ اس کی وجہ تسمیہ ایک تو یہ ہے کہ اس موقع پر مجاہدین نے اپنے پاؤں زخمی ہونے کے باعث پٹیاں باندھی تھیں۔ علاوہ ازیں بھی کچھ وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ ④ جہاد میں بالخصوص اور دیگر مواقع پر بالعموم پہریداری کا انتظام توکل کے خلاف نہیں بلکہ مسنون اور حکمت جنگ کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ⑤ مجاہدین اسلام دوران جہاد میں بھی اپنے وقت کو قیمتی اعمال میں صرف کرتے تھے جیسے کہ اس انصاری نے پہریداری کے دوران نماز اور تلاوت قرآن شروع کر دی اور وہ سورت جو یہ مجاہد پڑھ رہا تھا سورہ کہف تھی۔

⑥ نماز اور قرآن سے محبت ہی صحابہ کرام کا امتیاز و شرف تھا۔

باب: ۷۹- نیند سے وضو

(المعجم ۷۹) - **بَابُ: فِي الْوُضُوءِ مِنَ**

النَّوْمِ (التحفة ۸۰)

۱۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک

رات رسول اللہ ﷺ کسی کام میں مشغول ہو گئے اور

نماز (عشاء) میں بہت تاخیر کر دی حتیٰ کہ ہم لوگ مسجد

میں سو گئے، پھر جاگے پھر سو گئے، پھر جاگے پھر سو گئے، پھر

کہیں آپ تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے علاوہ اور

کوئی نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔“

۱۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ

حَبَّابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ:

أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ

اللَّهِ ﷺ شَغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَأَخْرَجَهَا حَتَّى رَقَدْنَا

فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَبْقَطْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ

۱۹۹- تخریج: أخرجه البخاري، المواقيت، باب النوم قبل العشاء لمن غلب، ح: ۵۷۰، ومسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ۶۳۹ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۲۱۱۵، وعنه أحمد في

مسندہ: ۸۸/۲.



اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ:
«لَيْسَ أَحَدٌ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرَكُمْ».

☀️ فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ سونا بیٹھے بیٹھے تھا نہ کہ لیٹ کر۔ جیسے کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔
② نماز عشاء امت مسلمہ کا خاصہ ہے نیز اس کو دوسری نمازوں کی بہ نسبت اول وقت کی بجائے دیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ آنے والی حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ ③ محض نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ یہ کہ لیٹ کر ہو یا کسی ایسے سہارے سے ہو کہ اعضا ڈھیلے ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی کہ نیند میں بھی آپ کا وضو قائم رہتا تھا۔ درج ذیل احادیث اس کی واضح دلیل ہیں۔

۲۰۰- حَدَّثَنَا شَاذُّ بْنُ قِيَاضٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ
أَنْسِ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم
يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ حَتَّى تَحْفِقَ
رُؤُوسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّئُونَ.

۲۰۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کا انتظار کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ ان کے سر (نیند کے باعث) جھک جاتے تھے۔ پھر وہ نماز پڑھ لیتے اور (نیا) وضو نہ کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ فِيهِ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ
وَقَالَ: كُنَّا نَحْفِقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شعبہ کی قنادہ سے روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمارے سر (نیند کے باعث) جھک جایا کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ
عَنْ قَتَادَةَ بِلَفْظٍ آخَرَ.

ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن ابی عروبہ نے قنادہ سے دوسرے الفاظ سے بیان کیا ہے۔

۲۰۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
وَدَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ
سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَّانِيِّ أَنَّ أَنْسَ بْنَ مَالِكٍ
قَالَ: أُقِيمَتْ صَلَاةُ الْعِشَاءِ فَقَامَ رَجُلٌ

۲۰۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز عشاء کی اقامت کہی جا چکی تھی کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے کام ہے۔ چنانچہ وہ آپ سے سرگوشیاں کرنے لگا حتیٰ کہ قوم کو یا ان میں سے

۲۰۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن نوم الجالس لا ینقض الوضوء، ح: ۳۷۶/۱۲۵ من حدیث قنادہ به، و صححه الدارقطنی: ۱۳۱/۱.

۲۰۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن نوم الجالس لا ینقض الوضوء، ح: ۳۷۶ من حدیث حماد بن سلمة به.

”میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل نہیں سوتا۔“

شعبہ کہتے ہیں قتادہ نے ابو العالیہ سے چار حدیثیں سنی ہیں (۱) حدیث یونس بن متی۔ (۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث جو نماز کے بارے میں ہے۔ (۳) اور وہ حدیث کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۴) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ مجھے معتمد اور پسندیدہ افراد نے حدیث بیان کی ان میں سے ایک عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ قابل اعتماد اور پسندیدہ میرے نزدیک عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

شُعْبَةُ: إِنَّمَا سَمِعَ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ: حَدِيثَ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَحَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ فِي الصَّلَاةِ وَحَدِيثَ: «الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ» وَحَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي رِجَالٌ مَرَضِيُونَ مِنْهُمْ عُمَرُ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یزید الدلانی کی حدیث امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کی تو انہوں نے مجھ کو اس کی (انتہائی) کمزوری کے باعث ڈانٹ دیا اور کہا کہ یزید الدلانی کو کیا ہوا کہ مشائخ قتادہ کی روایات میں (وہ کچھ) داخل کر دیتا ہے (جو ان میں نہیں ہوتا) اور اس حدیث کو انہوں نے کوئی اہمیت نہ دی۔

قال أبو داود: وَذَكَرْتُ حَدِيثَ يَزِيدِ الدَّلَانِيِّ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، فَأَنْتَهَرَنِي اسْتِعْظَامًا لَهُ، فَقَالَ: مَا لِيَزِيدَ الدَّلَانِيِّ يُدْخِلُ عَلَيَّ أَصْحَابِ قَتَادَةَ، وَلَمْ يَعْأُ بِالْحَدِيثِ.



☀️ نوآمد و مسائل: ① خلاصہ یہ ہے کہ حدیث ”وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔“ سند اضعیف ہے، مگر معنی و حکم صحیح ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ نیند میں آپ کا دل بیدار رہتا تھا لہذا اگر آپ کا وضو ٹوٹتا تو آپ کو علم ہو جاتا۔ ③ قتادہ نے جناب ابو العالیہ سے جو چار حدیثیں سنی ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے: (اول) کسی بندے کو لائق نہیں کہ کہے کہ میں (یعنی محمد ﷺ) حضرت یونس بن متی رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۳۶۶۹) (دوم) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے منع فرمایا ہے کہ نماز فجر کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی جائے، حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور ایسے ہی عصر کے بعد حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۵۸۵) (سوم) قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں، ایک جنت میں اور دوجہنم میں جائیں گے۔ حتیٰ وہ ہے جس نے حق کو جانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ دوسرا وہ ہے جس نے حق کو جانا مگر فیصلے میں ظلم کیا۔ یہ جہنمی ہے اور تیسرا وہ جو بر بنائے جہالت فیصلے کرتا ہے یہ بھی جہنمی ہے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۳۵۷۳) (چہارم) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز فجر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد بھی حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۵۸۱) ان چاروں حدیثوں میں اس باب کی مذکورہ حدیث نہیں ہے لہذا اس کا سامع محل نظر ہے۔

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي حَاجَةً، فَقَامَ سَاجِدًا حَتَّى نَعَسَ الْقَوْمُ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ، ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ وُضُوءًا.

اور (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے) وضو کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اقامت اور تکبیر تحریر میں کچھ فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت ہے نہ امام پر یہ واجب ہے کہ تکبیر کے فوراً بعد اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دے جیسا کہ بعض حضرات کا موقف ہے۔

۲۰۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَهَنَادٌ ابْنُ السَّرِيِّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْجُدُ وَيَنَامُ وَيَنْفُخُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ، فَقُلْتُ لَهُ صَلَّيْتُ وَلَمْ تَتَوَضَّأْ وَقَدْ نِمْتُ؟ فَقَالَ: «إِنَّمَا الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا». زَادَ عُثْمَانُ وَهَنَادٌ: «فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ».

۲۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے اور (بعض اوقات اس میں) سو جاتے اور خراٹے لینے لگتے پھر کھڑے ہوتے اور نماز پڑھنے لگتے اور وضو نہ کرتے۔ میں نے (ایک بار) عرض کیا کہ آپ نے نماز پڑھ لی اور وضو نہیں کیا حالانکہ آپ سو گئے تھے فرمایا: ”وضو اسی پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔“ عثمان اور ہناد نے اضافہ کیا: ”انسان جب لیٹ جاتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔“

قال أبو داود: قَوْلُهُ «الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا» هُوَ حَدِيثٌ مُتَكَرِّرٌ لَمْ يَزَوْهُ إِلَّا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ عَنْ قَتَادَةَ. وَرَوَى أَوْلَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمْ يَذْكُرُوا شَيْئًا مِنْ هَذَا، وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَحْفُوظًا، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَتَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي» وَقَالَ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں یہ لکھا: ”وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔“ منکر ہے۔ اسے صرف یزید ابو خالد الدالانی نے قنادہ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ اس روایت کا ابتدائی حصہ ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے مگر وہ یہ لکھا بیان نہیں کرتے اور (عکرمہ) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ (دل کی نیند سے) محفوظ تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

۲۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من النوم، ح: ۷۷ عن هناد به، وقال الدارقطني: ۱/۱۵۹، ۱۶۰ "تفرده أبو خالد عن قتادة ولا يصح" * أبو خالد الدالاني مدلس وعنن.



۲۰۳- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آنکھیں سرین کا تمہہ ہیں تو جو سو جائے وہ وضو کرے۔“

۲۰۳- حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ الْجَمِصِيُّ فِي آخِرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الْوَضِيِّ بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ مَحْفُوظِ بْنِ عَلَقَمَةَ، عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِدٍ، عَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَكَاءُ لِسَةِ الْعَيْنَانِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ».

باب: ۸۰- اگر کوئی گندگی کو روند کر آئے تو.....؟

(المعجم ۸۰) - **بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَطَأُ الْأَدَى بِرِجْلِهِ (التحفة ۸۱)**

۲۰۴- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم گندگی پر سے چل کر آتے تھے اور وضو نہ کرتے تھے اور نہ (اٹائے نماز میں) اپنے بالوں یا کپڑوں کو سمیٹتے تھے۔

۲۰۴- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ وَابْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ؛ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ وَجَرِيرٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ شَقِيقِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا لَا تَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِيءٍ، وَلَا نَكْفُ شَعْرًا وَلَا تَوْبًا.

☀️ **فائدہ:** یہ روایت بھی شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے اس میں بیان کردہ باتیں دوسری احادیث سے بھی ثابت ہیں۔

(اس حدیث کی سند میں) ابراہیم بن ابی معاویہ نے یوں کہا ہے: اعمش عن شقیق عن مسروق عن عبد اللہ..... (یعنی مسروق کے اضافہ کے ساتھ) نیز یہ بھی کہ یہ سند یا تو اعمش عن شقیق قال قال عبد اللہ (بلفظ عن) ہے یا اعمش حَدَّثَ عَنْ شَقِيقٍ (بلفظ

قال اِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي مُعَاوِيَةَ: فِيهِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ شَقِيقِ، عَنِ مَسْرُوقِ، أَوْ حَدَّثَهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَقَالَ هَنَادُ عَنْ شَقِيقِ أَوْ حَدَّثَهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ.

(تصريح تحديت)

۲۰۳- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من النوم، ح: ۴۷۷ من حديث بقیة به، سندہ ضعیف ومع ذلك حسنہ المنذري وغيره، وللحديث شواهد.

۲۰۴- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب كف الشعر والثوب في الصلوة، ح: ۱۰۴۱ من حديث عبد الله بن إدريس به * شك سليمان الأعمش فيمن حدثه، فالسند معلل.

۱- کتاب الطهارة وضوء کے احکام و مسائل

نوافل و مسائل: ① انسان اگر گندگی اور نجاست پر سے گزرے اور بعد میں خشک زمین پر چلے اس طرح کہ سب کچھ اتر جائے تو جسم اور کپڑا پاک ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کا جرم (وجود) باقی رہے تو دھونا ضروری ہوگا۔ چڑے کے موزے اور جوتے کو زمین پر رگڑنا ہی کافی ہوتا ہے۔ ② اثنائے نماز میں بالوں اور کپڑوں کو ان کی ہیئت سے سینٹنا جائز نہیں۔ زمین پر لگتے ہیں تو لگتے دیں، البتہ سر یا کندھے کے کپڑے کو لٹکانا (سدل کرنا) جائز نہیں ہے۔ اسے لپیٹ لینا چاہیے۔

(المعجم ۸۱) - بَابٌ: فَيَمَنْ يُحَدِّثُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۸۲) باب: ۸۱- جو شخص نماز کے دوران میں بے وضو ہو جائے.....؟

۲۰۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَيْسَى بْنِ حِطَّانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا فَسَأَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصِرْفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِّ الصَّلَاةَ».

۲۰۵- حضرت علی بن طلحہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کے دوران میں جو کوئی پھسکی مارے (یعنی بغیر آواز کے اس کے مقعد سے ہوا خارج ہو)۔ تو چاہیے کہ وہ (نماز چھوڑ کر) چلا جائے وضو کرے اور نماز دہرائے۔“

(المعجم ۸۲) - بَابٌ: فِي الْمَذْيِ (التحفة ۸۳) باب: ۸۲- مذی کا مسئلہ

۲۰۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُيَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ الْحَدَّاءُ عَنْ الرُّكَيْنِ ابْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ عَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَدَّاءً، فَجَعَلْتُ أُغْتَسِلُ حَتَّى تَشْفَقَ ظَهْرِي، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ

۲۰۶- سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی۔ میں نے (اس سے) غسل کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میری کمر (کی کھال یوجپانی) پھٹنے لگی تو میں نے یہ مسئلہ نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا یا آپ کو بتایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو مذی

۲۰۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ما جاء في كراهية إتيان النساء في أدمارهن، ح: ۱۱۶۶، ۱۱۶۷ من حديث عاصم الأحول به وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۰۳، ۲۰۴، ۲۰۴، ۱۳۰۱.

۲۰۶- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الغسل من المني، ح: ۱۹۳ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰، وابن حبان (موارد)، ح: ۲۴۱.

بِنَبِيِّ ﷺ، أَوْ ذُكِرَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَفْعَلْ إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، فَإِذَا قَضَيْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ» .

کو دیکھے تو غسل نہ کیا کر بلکہ صرف اپنی شرمگاہ کو دھو اور نماز والا وضو کر لیا کر۔ اور جب تو زور سے پانی نکالے (یعنی منی نکلے) تو غسل کر۔“

☀️ فائدہ: منی وہ مادہ ہوتا ہے جو انزال کے وقت (تیزی سے اور اچھل کر) نکلتا ہے۔ اور مذی وہ رطوبت ہوتی ہے جو بوس و کنار یا شدت جذبات کے اثر سے لیس دار شکل میں نکلتی ہے۔ و ذی وہ لیس دار پانی ہوتا ہے جو پیشاب سے پہلے یا بعد نکل آتا ہے۔ غسل صرف منی کے نکلنے سے واجب ہے۔ اگر انتہائی کمزوری کے باعث یا کوئی وزن وغیرہ اٹھانے سے یا کسی اور وجہ سے منی نکل آئے اور اس میں ”زور اور اچھل کر نکلنے“ کی کیفیت نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

۲۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَسَّارٍ، عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ، فَإِنْ عِنْدِي ابْنَتُهُ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ؟ قَالَ الْمُقَدَّادُ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ» .

۲۰۷- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیجئے کہ ایک شخص جب اپنی اہلیہ کے قریب ہوتا ہے تو اس سے مذی نکلتی ہے تو اس پر کیا لازم ہے (وضو یا غسل)؟ چونکہ میرے گھر میں آپ علیہ السلام کی صاحبزادی ہے اس لیے میں آپ سے دریافت کرنے میں حجاب محسوس کرتا ہوں۔ مقداد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لے اور نماز والا وضو کرے۔“

۲۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لِلْمُقَدَّادِ: وَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا، قَالَ: فَسَأَلَهُ الْمُقَدَّادُ. فَقَالَ:

۲۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔ کہتے ہیں کہ چنانچہ مقداد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”چاہے کہ وہ اپنے ذکر اور تحصیلتین کو دھو لے۔“

۲۰۷- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من المذي، ح: ۵۰۵، والنسائي، ح: ۱۵۶، ۴۴۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/ ۴۰، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۳۰۳ وغيره .

۲۰۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ما ينقض الوضوء وما لا ينقض الوضوء من المذي، ح: ۱۵۳ من حديث هشام بن عروة به وسنده منقطع .

۱- کتاب الطہارۃ

وضو کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ: «لَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَأُنْثِيَهُ» .

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ثوری اور ایک جماعت نے بسند [ہشام عن ایبہ (عروۃ) عن مقداد عن علی عن النبی ﷺ] روایت کیا ہے۔

قال أبو داؤد: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَجَمَاعَةٌ
عن هشام، عن أبيه، عن المقداد، عن
علي عن النبي ﷺ .

۲۰۹- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۲۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَدِيثِ حَدَّثَنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي
طَالِبٍ قَالَ: قُلْتُ لِمَقْدَادٍ، فَذَكَرَ بِمَعْنَاهُ .

امام ابو داؤد کہتے ہیں: اس کو مفضل بن فضالہ ثوری اور ابن عیینہ نے ہشام عن ایبہ عن علی کی سند سے روایت کیا ہے۔

قال أبو داؤد: رَوَاهُ الْمُفَضَّلُ بْنُ
فَضَالَةَ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ. وَرَوَاهُ ابْنُ إِسْحَاقَ
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
المِقْدَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ أُنْثِيَهُ .

اور ابن اسحاق نے عن ہشام بن عروۃ عن ایبہ عن مقداد عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے اور اس میں خصیتین کے دھونے کا ذکر نہیں کیا۔



☀️ فوائد و مسائل: ① حدیث ۲۰۸ اور ۲۰۹ ضعیف ہیں۔ اس لیے خصیتین کا دھونا ضروری نہیں۔ صرف ذکر کا دھونا لینا کافی ہے۔ تاہم بشرط صحت (جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہیں) ذکر کے ساتھ خصیتین کا بھی دھونا ضروری ہوگا۔ ② منی جب زور سے اور اچھل کر نکلے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ مگر منی وہی اور جریان منی سے صرف وضو لازم آتا ہے۔ ③ وضو کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔ ایک صرف لغوی اعتبار سے یعنی منہ ہاتھ دھو لینا۔ دوسرا اصطلاحی وضو یعنی جو وضو نماز کے لیے کیا جاتا ہے مذکورہ بالا حدیث میں اسی اصطلاحی وضو کا ذکر ہے۔

۲۱۰- حضرت اہل بن حنیف رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ منی آتی تھی اور اس بنا پر غسل بھی بہت زیادہ

۲۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

۲۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، ح: ۲۰۸ .

۲۱۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المذي يصبب الثوب، ح: ۱۱۵، وابن ماجه، ح: ۵۰۶ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۴۰ .

- کتاب الطہارۃ

... وضو کے احکام و مسائل

کرنا پڑتا تھا، لہذا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اس کے لیے تمہیں وضو ہی کافی ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور جو میرے کپڑے کو لگ جائے؟ آپ نے فرمایا: ”جہاں تو محسوس کرے کہ کپڑے کو لگی ہے وہاں پانی کا ایک چلو لے کر چھڑک لیا کر، یہی کافی ہے۔“

لُحَمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مُبَيِّدٍ بِنِ السَّبَّاقِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً رَكُنْتُ أَكْثَرُ مِنْهُ الْاِعْتِسَالَ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: «إِنَّمَا يُجْزِئُكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَكَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قَالَ: «يَكْفِيكَ بِأَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْصَحَ بِهَا بِنِ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَهُ».

☀️ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مذی کے نکلنے سے وضو تو ٹوٹ جائے گا، لیکن کپڑے کو دھونا ضروری نہیں بلکہ اس جگہ پر چھینے مار لینا ہی کافی ہے۔

۲۱۱- حضرت عبداللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ غسل کس چیز سے لازم آتا ہے؟ اور وہ پانی جو پانی کے بعد نکلتا ہے؟ (یعنی پیشاب کے بعد اس کا کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا: یہ ”مذی“ ہوتی ہے اور ہرگز مذی نکلتی ہے۔ تو اس سے اپنی شرمگاہ اور خصیتین کو دھولیا کر اور وضو کر لیا کر جیسے کہ نماز کیلئے کیا جاتا ہے۔“

۲۱۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: خَبَرْنَا عَبْدَ اللَّهِ بنَ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا معاويةُ بنُ عَمْرِو بْنِ صَالِحٍ، عن العلاءِ بنِ الحارثِ، عن حرامِ بنِ حكيمٍ، عن عمه عبدِ الله بنِ سعيدٍ لأنصارِيٍّ قال: سألتُ رسولَ الله ﷺ عَمَّا وَجِبَ الغُسلُ وَعَن المَاءِ يَكُونُ بَعْدَ المَاءِ؟ قَالَ: «ذَلِكَ المَذْيُ، وَكُلُّ فَعْلٍ يُمَذِّي، تَغْسِلُ مِنْ ذَلِكَ فَرْجَكَ وَأَنْثِيَتِكَ وَتَوَضَّأُ وُضُوءًا لِلصَّلَاةِ».

۲۱۲- جناب حرام بن حکیم اپنے چچا (حضرت

۲۱۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بنِ

۲۱۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في مؤاكلة الجنب والمحائض وسورهما، ح: ۱۳۳، وابن ماجه، ح: ۶۵۱، ۱۳۷۸ من حديث معاوية بن صالح به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

۲۱۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۱۲ من حديث أبي داود به، واختصره الترمذي، ح: ۱۳۳، قال: "حسن غريب".

بَكَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ ابْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: مَا يَجِلُّ مِنْ أَمْرَاتِي وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ: «لَكَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ» وَذَكَرَ مُؤَاكَلَةَ الْحَائِضِ أَيْضًا، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

عبداللہ بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ میری بیوی جب ایام (حیض) میں ہو تو (ان دنوں) میرے لیے اس سے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تمہ بند سے اوپر اور (عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے) حائضہ عورت کے ساتھ مل کر کھانی لینے کے متعلق بھی پوچھا..... اور حدیث بیان کی۔

مسئلہ: عورت جب مخصوص ایام میں ہو تو زوجین کے لیے خاص جنسی عمل حرام ہے۔ تاہم اکٹھے کھانی اٹھ بیٹھا اور لیٹ سکتے ہیں۔ اسی کو آپ نے [مَا فَوْقَ الْإِزَارِ] ”تمہ بند سے اوپر اوپر“ سے تعبیر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے مذی کا اخراج ہوگا تو غسل واجب نہ ہوگا۔ ہاں اگر مٹی نکل آئے تو غسل کرنا پڑے گا۔



۲۱۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْيَزِينِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سَعْدِ الْأَعْطَشِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِدِ الْأَزْدِيِّ - قَالَ هِشَامٌ: هُوَ ابْنُ قُرْطِبِ أَمِيرِ حِمَصَ - عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَمَّا يَجِلُّ لِلرَّجُلِ مِنْ أَمْرَاتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ: «مَا فَوْقَ الْإِزَارِ وَالتَّعْفُفُ عَنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ».

۲۱۳- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ایام حیض میں مرد کے لیے اپنی بیوی سے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تمہ بند سے اوپر اوپر۔ (حلال ہے) تاہم اس سے بچنا افضل ہے۔“

قال أبو داود: وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ . امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث قوی نہیں۔

وضاحت: ایام مخصوصہ میں جو ان میاں بیوی کو از حد احتیاط چاہیے عین ممکن ہے کہ ایسی حد تک پہنچ جائیں کہ واپس آنا مشکل ہو جائے۔ تاہم (جماع کے بغیر) مباشرت جائز ہے، کیونکہ مذکورہ حدیث ضعیف ہے۔

۲۱۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۰ / ۱۰۰، ح: ۱۹۴ من طريق آخر عن عبد الرحمن ابن عانذبه وهو لم يدرك معاذ بن جبل كما في جامع التحصيل للعلاني، ص: ۲۲۳.

باب: ۸۳- (مباشرت کے موقع پر) اگر جذبات ٹھنڈے ہو جائیں...؟ (اور انزال نہ ہو تو...؟)

۲۱۳- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان (سہل بن سعد) کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اَوَّلِ اسْلَام میں اس بات کی رخصت دی تھی (کہ انزال نہ ہونے پر غسل نہ کیا جائے) کیونکہ لوگوں کے پاس کپڑے کم ہوتے تھے مگر اس کے بعد غسل کرنے کا حکم دے دیا تھا اور اس (پہلی رخصت) سے منع کر دیا تھا۔

(المعجم ۸۳) - **بَابُ: فِي الْإِسْتِئْثَانِ**
(التحفة ۸۴)

۲۱۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ مَنْ أَرْضَى أَنْ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبِي بَنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا جَعَلَ ذَلِكَ رُحْصَةً لِلنَّاسِ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لِقَلَّةِ الثِّيَابِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْغُسْلِ وَنَهَى عَنِ ذَلِكَ.

قال أبو داود: يعنى الماء من الماء.

امام ابو داود کہتے ہیں 'راوی کی مراد (اسلام کا پہلا حکم) ہے کہ "پانی سے پانی لازم آتا ہے۔"

۲۱۵- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ فتویٰ جو لوگ دیا کرتے تھے کہ "پانی، پانی سے (لازم آتا) ہے" ایک رخصت تھی جس کی رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے اسلام میں اجازت دی تھی لیکن اس کے بعد غسل کا حکم ارشاد فرمایا۔

۲۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَهْرَانَ الْبَزَّازُ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشَّرُ الْحَلْبِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ أَبِي عَسَّانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي بَنُ كَعْبٍ أَنَّ الْقُتَيْبَةَ الَّتِي كَانُوا يُفْتُونَ أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ كَانَتْ رُحْصَةً رَخَّصَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَدْءِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرَ بِالْأَغْتِسَالِ بَعْدُ.

🌞 **فائدہ:** تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں زوجین کے لیے اجازت تھی کہ مباشرت کے موقع پر اگر

۲۱۴- تخریج: [صحیح] رواه البيهقي: ۱/ ۱۶۵ من حديث أبي داود، وأخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء أن الماء من الماء، ح: ۱۱۰، ۱۱۱، وابن ماجه، ح: ۶۰۹ من حديث ابن شهاب الزهري عن سهل بن سعد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصرح الزهري بالسماع من سهل بن سعد عند ابن خزيمة، ح: ۲۲۶ وغيره.

۲۱۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي، الطهارة، باب: الماء من الماء، ح: ۷۶۶ عن محمد بن مهران لجمال به، ورواه ابن ماجه، ح: ۶۰۹.



انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں۔ اس کیفیت کو ایک ملیخ انداز میں بیان فرمایا: ”پانی پانی سے (لازم آتا) ہے۔“ یعنی غسل کا پانی مٹی کا پانی نکلنے ہی پر لازم آتا ہے، مگر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور فرمایا: ”ختنہ ختنے سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“ جیسے کہ درج ذیل احادیث میں ذکر آ رہا ہے۔ اس لیے مذکورہ بالا الفاظ اور احکام اب احتلام کی صورت کے ساتھ مخصوص ہو گئے ہیں۔ یعنی اگر خواب میں کچھ دیکھا ہو اور جسم یا کپڑوں پر تری اور اثر نمایاں ہو یا کسی اور صورت میں مٹی کا اخراج ہو تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ البتہ بیوی سے ہم بستری کرنے کے بعد ہر صورت میں غسل واجب ہوگا۔

۲۱۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْفَرَاهِيدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ وَالزُّوقِ الْخِثَانَ بِالْخِثَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

۲۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(شوہر) جب اس (بیوی) کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور ختنے کو ختنے سے ملا دے تو غسل واجب ہو گیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس صورت میں خواہ انزال ہو یا نہ ہو غسل واجب ہوگا۔ ② فقہاء و محدثین اتصال ختان کا معنی یہ مراد لیتے ہیں کہ خشف غائب ہو جائے۔ (ابن ماجہ، باب ماجاء فی وجوب الغسل اذا التقى الختانان، حدیث: ۶۱۱ و جامع الترمذی، حدیث: ۱۰۸)

۲۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ» وَكَانَ أَبُو سَلَمَةَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۲۱۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی پانی سے ہے۔“ اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن (حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرنے والے) یہی کرتے تھے۔ (یعنی انزال ہونے ہی پر غسل کو واجب جانتے تھے۔)

🌞 فائدہ: بعض صحابہ و تابعین کی یہی رائے رہی ہے کہ جب تک انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوتا، مگر اکثر اسی بات

۲۱۶- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب: إذا التقى الختانان، ح: ۲۹۱ من حديث هشام، ومسلم، الحيض، باب نسخ: "الماء من الماء... الخ"، ح: ۳۴۸ من حديث شعبة به.

۲۱۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب بيان أن الجماع كان في أول الإسلام لا يوجب الغسل إلا أن ينزل المني... الخ، ح: ۳۴۳ من حديث عبدالله بن وهب به.

۱- کتاب الطہارۃ جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

کے قائل تھے جس کا اوپر بیان ہوا کہ یہ ابتدائے اسلام میں رخصت تھی بعد ازاں اتصالِ ختان سے غسل واجب کر دیا گیا اور اب یہی بات صحیح ہے۔ صحیح مسلم میں ان روایات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۳۳۳ و مابعد)

(المعجم ۸۴) - **بَابُ فِي الْجُنُبِ** باب: ۸۴- جنبی (اگر غسل کرنے سے پہلے) اپنی بیوی کے پاس دوبارہ آئے تو.....؟
يَعُوذُ (التحفة ۸۵)

۲۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمِيدُ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ.
قال أبو داود: وَهَكَذَا رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ وَمَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ وَصَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، كُلُّهُمْ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار اپنی (تمام) بیویوں کے پاس آئے اور ایک ہی غسل کیا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (ایک ہی غسل کا ذکر) دیگر اسانید سے بھی ثابت ہے۔ یعنی ہشام بن زید نے انس سے اور معمر نے بواسطہ قتادہ انس رضی اللہ عنہ سے اور صالح بن ابی الاخضر نے بواسطہ زہری انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① انسان اپنی بیوی کے پاس دوسری بار جانا چاہے یا دیگر بیویوں کے پاس جانا چاہتا ہو تو اس دوران میں غسل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ صرف وضو کافی ہے، جس کا اس روایت میں بوجہ اختصار ذکر نہیں ہوا۔ ② نبی ﷺ کا معمول تھا کہ زوجات میں باری کا اہتمام فرماتے تھے، مگر بعض اوقات سفر وغیرہ سے واپسی پر باقاعدہ باری شروع کرنے سے پہلے ایک بار سب کے پاس چلے جاتے تھے یا کوئی اور وجہ بھی ہوتی ہوگی۔ ③ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نبی ﷺ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۲۶۸)

(المعجم ۸۵) - **بَابُ فِي الْوُضُوءِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَعُوذَ** (التحفة ۸۶)
باب: ۸۵- جو دوبارہ مجامعت کرنا چاہے تو وضو کرے!

۲۱۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

۲۱۹- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

۲۱۸- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب إتيان النساء قبل إحداث الغسل، ح: ۲۶۴ من حديث سماعيل بن إبراهيم وهو ابن عليّة به.

۲۱۹- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: فيمن يغتسل عند كل واحدة غسلًا، ح: ۵۹۰ من حديث حماد بن سلمة به * سلمی صحح لها الحاكم والذهبي: ۳۱۱/۲.



۱- کتاب الطہارۃ

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل
 (ایک بار) اپنی ازواج کے پاس آئے اور ہر ایک کے
 ہاں غسل کیا۔ اور ارفع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے
 اللہ کے رسول! کیا آپ (آخر میں) ایک ہی غسل نہیں
 کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ زیادہ پاکیزہ عمدہ اور
 طہارت کا باعث ہے۔“

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی
 حدیث (جو اوپر ذکر ہوئی) اس سے زیادہ صحیح ہے۔

قال: حدثنا حماد عن عبد الرحمن بن أبي رافع، عن عمته سلمى، عن أبي رافع: أن النبي ﷺ طاف ذات يوم على نسائه يغتسل عند هذه وعند هذه. قال: فقلت له: يا رسول الله! ألا تجعله غسلاً واحداً؟ قال: «هذا أزكى وأطيب وأطهر».

قال أبو داؤد: حديث أنس أصح من هذا.

۲۲۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی
ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو کوئی اپنی اہلیہ کے پاس
 آئے پھر اس کا خیال دوبارہ آنے کا ہو تو چاہیے کہ ان
 دونوں (باریوں) کے درمیان وضو کر لے۔“

۲۲۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ بَدَأَ لَهُ أَنْ يُعَاوِدَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وَضُوءًا».

فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا احادیث (۲۱۸؛ ۲۱۹) میں کسی قسم کا تعارض نہیں ہے بلکہ یہ دو مختلف احوال کا بیان ہے۔ ② دوبارہ رغبت ہو تو اس دوران میں وضو کر لینا جمہور کے نزدیک مستحب ہے۔ امام ابن خزیمہ اس وضو سے باقاعدہ نماز والا وضو مراد لیتے ہیں نہ کہ محض استنجایا تحظیف (صفائی) جیسے کہ امام طحاوی کا خیال ہے اور اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ ”اس سے طبیعت میں خوب نشاط پیدا ہو جاتی ہے“ اور یہی جملہ اس امر کیلئے ”امر استحباب“ ہونے کا قرینہ ہے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا احادیث (۲۱۸؛ ۲۱۹) میں کسی قسم کا تعارض نہیں ہے بلکہ یہ دو مختلف احوال کا بیان ہے۔ ② دوبارہ رغبت ہو تو اس دوران میں وضو کر لینا جمہور کے نزدیک مستحب ہے۔ امام ابن خزیمہ اس وضو سے باقاعدہ نماز والا وضو مراد لیتے ہیں نہ کہ محض استنجایا تحظیف (صفائی) جیسے کہ امام طحاوی کا خیال ہے اور اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ ”اس سے طبیعت میں خوب نشاط پیدا ہو جاتی ہے“ اور یہی جملہ اس امر کیلئے ”امر استحباب“ ہونے کا قرینہ ہے۔

باب: ۸۲- جنسی اگر سونا چاہے تو.....؟

(المعجم ۸۶) - بَابُ الْجُنْبِ يَتَأْمُ (التحفة ۸۷)

۲۲۱- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ

۲۲۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

۲۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۸ من حدیث حفص بن غیاث به، وصححه الترمذی، ح: ۱۴۱.
 ۲۲۱- تخریج: أخرجه البخاری، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، ح: ۲۹۰، ومسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۶ من حدیث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ۱/۱۷ (ورواية القعني، ص: ۵۸، ۵۹).

۲۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۸ من حدیث حفص بن غیاث به، وصححه الترمذی، ح: ۱۴۱.
 ۲۲۱- تخریج: أخرجه البخاری، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، ح: ۲۹۰، ومسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۶ من حدیث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ۱/۱۷ (ورواية القعني، ص: ۵۸، ۵۹).



۱- کتاب الطہارۃ

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

مَالِكِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نَصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكْرَكَ ثُمَّ نَمْ».

عن عبد اللہ بن عمرؓ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ مجھے رات کو جنابت لاحق ہو جاتی ہے (یعنی نہانے کی ضرورت پڑتی ہے) تو آپ نے فرمایا: "وضو کرو اپنی شرمگاہ دھو اور پھر سو جایا کرو۔"

🌞 فائدہ: "وضو کرو اپنی شرمگاہ دھو" سے یہ ترتیب مراد نہیں بلکہ پہلے استنجا کرنا اور شرمگاہ دھونا اور پھر وضو کرنا مراد ہے۔ اور یہ وضو مستحب اور تاکیدی ہے۔ علامہ ابن عبدالبر شوکانی اور شیخ البانی وغیرہ رحمہم علیہم یہی بیان کرتے ہیں۔ جبکہ اہل ظاہر اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ علامہ ابن دقیق العید بھی اسی طرف مائل ہیں کہ اس میں امر اور شرط کے صغیے وارد ہوئے ہیں۔ بہر حال غسل مؤخر کرنا ہو تو وضو کرنے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے اور جنبی رہنے کو عادت بھی نہیں بنانا چاہیے اور وضو آدھا غسل سمجھا جاتا ہے۔

باب: ۸۷ - باب الْجُنْبِ يَأْكُلُ

باب: ۸۷ - جنبی اگر کچھ کھانا چاہے.....؟

(التحفة ۸۸)

۲۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنْبٌ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

۲۲۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جب غسل لازم ہوتا اور آپ سونا چاہتے تو وضو کر لیتے، نماز والا وضو۔

🌞 فائدہ: یعنی جنبی اگر نہانہ سکے تو سونے سے پہلے وضو کر لے۔

۲۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبِرَّازُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، زَادَ: وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنْبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ.

۲۲۳- محمد بن صباح البراز قال حدثنا ابن مبارك عن يونس عن زهري، عن أبي سمر موعني مروى ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ: اور جب آپ حالت جنابت میں ہوتے ہوئے کچھ کھانا چاہتے تو اپنے ہاتھ دھو لیتے۔

۲۲۲- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۵ عن تیبہ، وزاد النسائي، ح: ۲۵۸ "وإذا أراد أن يأكل أو يشرب، قالت: غسل يديه، ثم يأكل ويشرب".

۲۲۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق * صرح الزهري بالسماح عند البغوي في شرح السنة: ۳۴ / ۲.



۱- کتاب الطہارۃ

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن وہب نے بواسطہ یونس اس کو روایت کیا تو کھانے کے قصے کو ان کا قول بنا دیا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوفاً روایت کیا ہے۔ جبکہ صالح بن ابی الاحضر بواسطہ زہری وہی بیان کرتا ہے جو ابن مبارک نے کہا۔ (یعنی نیند اور کھانے دونوں کا ذکر کیا) مگر اس سند میں شک ہے کہ حضرت عائشہ سے روایت لینے والا عروہ ہے یا ابی سلمہ۔

قال أبو داؤد: وَرَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ فَجَعَلَ قِصَّةَ الْأَكْلِ قَوْلَ عَائِشَةَ مَقْصُورًا. وَرَوَاهُ صَالِحُ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَمَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: عَنْ عُرْوَةَ أَوْ أَبِي سَلَمَةَ. وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ.

اور اوزاعی نے بواسطہ یونس عن زہری عن

النبي ﷺ اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ ابن مبارک نے۔

☀️ فائدہ: سنن نسائی میں کھانے کے ساتھ پینے کا بھی ذکر ہے۔ (سنن نسائی، حدیث: ۲۵۸) اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جنسی آدمی کو کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھولینے چاہئیں۔ تاہم عام حالات میں اگر ہاتھ صاف ہوں تو کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھونے ضروری نہیں ہیں تاہم مستحب (پسندیدہ) ضرور ہے۔

(المعجم ۸۸) - باب مَنْ قَالَ: الْجُنُبُ يَتَوَضَّأُ (التحفة ۸۹)

۲۲۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ - تَعْنِي وَهُوَ جُنُبٌ.

۲۲۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اگر حالت جنابت میں ہوتے اور کچھ کھانا چاہتے یا سونا چاہتے تو وضو کر لیا کرتے تھے۔

۲۲۵- حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۲۲۵- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جنسی آدمی کے لیے رخصت دی ہے کہ جب

۲۲۴- تخریج: أخرجه مسلم، الحضر، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۵ من حديث شعبة وفي رواية عمرو بن علي الفلاس، عند النسائي، ح: ۲۵۶: "توضأ وضوءه للصلاة".

۲۲۵- تخریج: [إسناده ضعيف] سنده ضعيف لا تقطعه، أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما ذكر في الرخصة للجنب في الأكل والنوم إذا توضأ، ح: ۶۱۳ من حديث حماد بن سلمة به وقال: "أحسن صحيح"، والحديث السابق شاهد له.

وہ کچھ کھانا پینا چاہے یا سونا چاہے تو وضو کر لیا کرے۔

عَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ نَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن یعمر اور عمار بن یاسر کے مابین ایک آدمی کا واسطہ ہے (یعنی حدیث منقطع ہے۔) اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنابت جب کھانا چاہے تو وضو کرے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَيَّنَّ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ رَجُلٌ. وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَابْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: الْجُنُبُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ تَوَضَّأَ.

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً اگرچہ منقطع ہے، مگر معنی ثابت ہے جیسے کہ گزشتہ احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ جنابت اپنا غسل مؤخر کرنا چاہے تو مستحب و مؤکد یہی ہے کہ نماز والا وضو کر لے۔ اور جنابتی رہنے اور (کم از کم) ترک وضو کو اپنی عادت نہ بنائے، مگر کھانے پینے کے لیے صرف ہاتھ دھولینا بھی کافی ہے۔ مزید پیش آمدہ احادیث دیکھیے۔

باب: ۸۹۔ جنابتی غسل مؤخر کر سکتا ہے!

(المعجم ۸۹) - باب الْجُنُبِ يُؤَخِّرُ الْغُسْلَ (التحفة ۹۰)

۲۲۶- جناب غصیف بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ارشاد فرمائیے! کیا رسول اللہ ﷺ غسل جنابت رات کے ابتدائی حصے میں کر لیتے تھے یا آخر رات میں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بعض اوقات ابتدائے رات میں کرتے تھے اور بعض اوقات رات کے آخری حصے میں۔ میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت دی۔ میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں وتر پڑھ لیتے تھے یا آخر میں؟ انہوں نے کہا: کبھی رات کی ابتدا میں اور کبھی آخر میں پڑھتے تھے۔

۲۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا بُرْدُ بْنُ سَيَّانٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ غُصَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ فِي آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي آخِرِهِ. قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ:

۲۲۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلاة الليل، ح: ۱۳۵۴ من حديث إسماعيل وهو ابن عليه به، ورواه النسائي، ح: ۲۲۳، ۲۲۴، ۴۰۵.

۱- کتاب الطہارۃ جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔ میں نے کہا: یہ فرمائیے: کیا رسول اللہ ﷺ قرآن مجید اونچی آواز سے پڑھتے تھے یا خاموشی سے؟ فرمایا کہ کبھی اونچی آواز سے پڑھتے تھے اور کبھی دھیمی آواز اور خاموشی سے۔ میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔

أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ أَمْ فِي آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا أَوْتَرَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا أَوْتَرَ فِي آخِرِهِ. قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ: أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَوْ يُخَافِتُ بِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ بِهِ وَرُبَّمَا خَفَتَ. قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

☀️ فوائد و مسائل: ① صالحین امت کے سوالات پر غور کیا جائے کہ ان کی بنیاد اللہ کی رضا کی طلب اس کی قربت کا شوق اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا اتباع ہوتا تھا۔ ② غسل جنابت کو مؤخر کرنا مباح ہے، مگر مستحب مؤکد یہ ہے کہ وضو کر کے سویا جائے۔ ③ نماز و تکررات کے کسی بھی وقت ادا کرنا مباح ہے، مگر ترغیب اور ترجیح یہی ہے کہ اسے رات کے آخری حصے میں (نماز تہجد کے بعد) ادا کیا جائے۔ ④ رسول اللہ ﷺ اور اسی طرح صحابہ کرام کی تلاوت قرآن کا حقیقی وقت اور موقع رات میں نماز تہجد ہوا کرتا تھا۔ ⑤ اس قراءت میں اہل خانہ کی رعایت رکھنا بہت ضروری ہے کہ زیادہ اونچی آواز سے دوسروں کو تشویش نہ ہو۔

۲۲۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَبْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُجَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ».

۲۲۷- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”جس گھر میں تصویر، کتا اور جنسی موجود ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

☀️ فائدہ: اس حدیث میں ”ملائکہ کے داخل نہ ہونے سے مراد“ رحمت کے فرشتے ہیں۔ کراما کاتبین انسان سے جدا نہیں ہوتے۔ اور تصویر سے مراد بت اور روح والی اشیاء کی تصویر ہے جبکہ اسے زینت کے لیے لٹکایا گیا ہو۔ اگر اس کی اہانت ہوتی ہو تو ایک حد تک رخصت ہے۔ اور کتے سے مراد عام کتا ہے نہ کہ شکاری یا حفاظت والا کیونکہ یہ جائز

۲۲۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب: في الجنب إذا لم يتوضأ، ح: ۲۶۲ من حديث شعبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۶۵۰، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۲۰۲، والحاكم: ۱/۱۷۱، ووافقه الذهبي ⑥ عبدالله بن نجی حسن الحدیث، وثقه الجمهور، وكذا أبوه حسن الحدیث.

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

ہیں۔ یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک ضعیف ہے اس لیے جنسی آدمی کی بابت یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کی وجہ سے فرشتے نہیں آتے۔ تاہم بشرط صحت اس کی توجیہ یہ ممکن ہے کہ جنسی شخص تسابل کا مظاہرہ کرتے ہوئے غسل نہ کرے اور نماز میں بھی ضائع کر دے۔ تو کسی گھر میں ایسے جنسی کا وجود یقیناً ملائکہ رحمت کے آنے میں مانع ہو سکتا ہے۔

۲۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ : ۲۲۸- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول
أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ اللَّهِ ﷺ حَالَتِ جَنَابَتِ فِيهِ سَوْجَايَا كَرْتِ تَحْتِ بَغِيرِ اس
الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَسَّ مَاءً .
کے کہ پانی کو ہاتھ لگائیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَاسِطِيُّ قَالَ : سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونََ يَقُولُ : هَذَا الْحَدِيثُ وَهْمٌ -
امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے حسن بن علی واسطی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون سے سنا وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث وہم ہے۔ یعنی ابواخلاق کی حدیث۔
يَعْنِي حَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ .

فائدہ: امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا وہم ہونا نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے بھی یہی اشارہ دیا ہے مگر یہ بھی فرمایا ہے کہ ابواخلاق سے یہ روایت شعبہ ثوری اور دیگر کئی ایک نے روایت کی ہے۔ ہمارے دور حاضر کے محقق اور محدثین کرام علامہ احمد محمد شاہ اور شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (دیکھیے، سنن ترمذی شرح احمد محمد شاہ ۲۰۲/۱ اور آداب الزفاف از شیخ البانی) اور بطور خلاصہ علامہ ابن قتیبہ کی ”تائیل مختلف الحدیث“ (۳۰۶) سے یہ اقتباس پیش خدمت ہے: ”مذکورہ مسئلہ میں) یہ سب امور جائز ہیں یعنی جو چاہے بعد از جماع نماز والا وضو کر کے سو جائے اور جو چاہے صرف شرمگاہ اور اپنے ہاتھ دھو لے اور جو چاہے ویسے ہی سو رہے۔ مگر وضو کرنا افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی تو پہلی صورت پر عمل کیا تا کہ فضیلت ثابت ہو اور کبھی دوسری پر تا کہ رخصت رہے اور لوگوں کو عمل میں آسانی ہو۔ لہذا جو افضل پر عمل کرنا چاہے کر لے اور جو رخصت پر کفایت کرنا چاہے کر لے۔“ واللہ اعلم بالصواب۔

(المعجم ۹۰) - بَابُ: فِي الْجُنُبِ يَقْرَأُ بَاب: ۹۰- جنسی آدمی کا قرآن پڑھنا.....؟
الْقُرْآنَ (التحفة ۹۱)

۲۲۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ : ۲۲۹- جناب عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں اور

۲۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الجنب ينام قبل أن يتنسل، ح: ۱۱۸، وابن ماجه، ح: ۵۸۱، ۵۸۲ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وللحديث شواهد، انظر التلخيص الحبير: ۱/ ۱۴۱ * أبو إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ۱/ ۲۰۱، ۲۰۲ ولكن السند إليه ضعيف.

۲۲۹- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب حجب الجنب من قراءة القرآن، ح: ۲۶۶، وابن ماجه، ۴۴

۱- کتاب الطہارۃ۔ جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

میرے ساتھ دو آدمی اور تھے ہم حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ ایک آدمی ہماری برادری کا تھا اور دوسرا میرا خیال ہے، بنو اسد سے تھا۔ ان دونوں کو حضرت علی نے ایک جانب رکھا اور کہا کہ تم دونوں تو انا اور طاقتور ہو لہذا اپنے دین (کا فرض ادا کرنے) میں خوب ہمت دکھانا۔ پھر کھڑے ہوئے اور بیت الخلا میں چلے گئے پھر نکلے اور پانی منگوایا اس سے ایک چلو لیا اور اس سے (اپنا ہاتھ منہ) دھویا اور قرآن پڑھنے لگ گئے۔ حاضرین نے اس پر اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ نبیؐ بیت الخلا سے نکلتے اور ہمیں قرآن پڑھاتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے اور آپ کے لیے کوئی چیز قرآن پڑھنے سے مانع نہ ہوتی تھی الایہ کہ جنابت سے ہوں۔

حدثنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن عَبْدِ اللَّهِ بنِ سَلَمَةَ قال: دَخَلْتُ عَلَيَّ عَلِيٌّ أَنَا وَرَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَّا وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَحْسَبُ فَبَعَثَهُمَا عَلِيٌّ وَجْهًا وَقَالَ: إِنَّكُمْمَا عَلَجَانِ فَعَالِجَا عَنْ دِينِكُمَا، ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْمَخْرَجَ، ثُمَّ خَرَجَ فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَخَذَ مِنْهُ حَفْنَةً فَتَمَسَّحَ بِهَا، ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَانْكُرُوا ذَلِكَ، فقال: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ، وَلَمْ يَكُنْ يَحْجِبُهُ - أَوْ قَالَ يَحْجِزُهُ - عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةُ.



فائدہ: اس روایت سے جہی کے لیے قرآن کریم کی تلاوت ممنوع ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اس کی صحت متفق علیہ نہیں۔ دیگر محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ نیز دیگر وہ احادیث بھی جن میں حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے روکا گیا ہے، ضعیف ہیں۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ: ”وہ جہی کیلئے قراءت قرآن میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔“ یعنی ان کے نزدیک جہی کا قرآن پڑھنا جائز ہے۔ امام بخاریؒ امام ابن تیمیہؒ و ابن قیمؒ اور امام ابن حزمؒ وغیرہ کا موقف بھی یہی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (نیل الاوطار شوکانی) باب تحریم القراءۃ علی الحائض والجنب وصحیح بخاری، باب تقضی الحائض المناسک کلھا

(المعجم ۹۱) - بَابُ فِي الْجُنْبِ يُصَافِحُ (التحفة ۹۲)

۲۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ

۲۳۰- حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ ان سے ملے اور (مصافحہ کے لیے) ان کی طرف اپنا ۵۹۴: ح من حدیث شعبہ، وقال الترمذی، ح: ۱۴۶: "حسن صحیح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۸، وابن حبان، ح: ۱۹۲، ۱۹۳، وابن الجارود، ح: ۹۴، والحاكم: ۱۰۷/۴، وواقفه الذهبي، وللحديث شواهد، وقال الحافظ: "والحق أنه من قبيل الحسن يصلح للحجة" (فتح الباري: ۱/۴۰۸، ح: ۳۰۵). ۲۳۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن المسلم لا ینجس، ح: ۳۷۲ من حدیث مسعر به.

۱- کتاب الطہارۃ

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے کہا کہ میں جنبی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”مسلمان ناپاک (پلید) نہیں ہوتا۔“

حَدِيثُهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهِ فَأَهْوَى إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنِّي جُنُبٌ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ لَيْسَ يَنْجَسُ».

۲۳۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ مجھ سے مدینے کے ایک راستے میں ملے اور میں جنبی تھا لہذا میں وہاں سے ہسک گیا اور جا کر غسل کیا، پھر واپس آیا۔ آپ نے پوچھا: ابو ہریرہ تم کہاں تھے؟ میں نے کہا: میں جنابت سے تھا میں نے مناسب نہ جانا کہ طہارت کے بغیر آپ کی مجلس میں بیٹھوں۔ آپ نے فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ اسلمان نجس نہیں ہوتا۔“

۲۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَبِشْرٌ عَنْ حَمِيدٍ، عَنْ بَكْرِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَقِيََنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَرِيقٍ مِنَ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخْتَسَسْتُ فَذَهَبْتُ فَأَعْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ: «أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟» قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أَنْ أَجَالِسَكَ عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ. قَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجَسُ».

شیخ نے بشر کی حدیث میں کہا: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ.....

وَقَالَ فِي حَدِيثِ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جنبی سے مساس و مصافحہ بلاشبہ جائز ہے۔ ② اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہیں۔ ③ مسلمان کا ناپاک ہونا ایک حکمی اور عارضی کیفیت ہوتی ہے جسے ”مُجْتَسِبٌ“ کہتے ہیں (میم کے ضمہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ)۔ اس کے بالقابل مشرک معنوی طور پر نجس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُسْرِئُ كُفْرًا نَجَسًا﴾ (توبہ: ۲۸) ④ غسل جنابت کو مؤخر کیا جاسکتا ہے، مگر افضل و اولیٰ یہ ہے کہ اس دوران میں وضو کر لے۔ جیسے کہ گزشتہ باب ۸۹ میں بیان ہوا ہے۔ ⑤ سبحان اللہ کا کلمہ بطور تعجب بھی استعمال ہوتا ہے۔

(المعجم ۹۲) - بَابُ فِي الْجُنُبِ
يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ (التحفة ۹۳)

۲۳۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

۲۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۳۱- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب عرق الجنب وأن المسلم لا ينجس، ح: ۲۸۳، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، ح: ۳۷۱ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.
۲۳۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۴۴۲/۲، ۴۴۳ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ۴۴



۱- کتاب الطہارۃ - جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَفْلَتْ
ابْنُ خَلِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَسْرَةُ بِنْتُ
دَجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: جَاءَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَوُجُوهُ بِيُوتِ أَصْحَابِهِ
شَارِعَةً فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: «وَجَّهُوا هَذِهِ
الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ»، ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ
وَأَمَّ يَصْنَعُ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءً أَنْ يَنْزِلَ فِيهِمْ
رُحْصَةٌ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بَعْدَ فَقَالَ: «وَجَّهُوا
هَذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَإِنِّي لَا أُحِلُّ
الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ».

قال أبو داود: هُوَ فُلَيْتُ الْعَامِرِيُّ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ راوی حدیث (افلت بن خلیفہ کا دوسرا نام) فلیت عامری (بھی) ہے۔

☀️ فائدہ: یہ حدیث باعتبار سند ضعیف ہے۔ قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے کہ جنبی مسجد میں سے راستہ پار کرتے گزر سکتے ہے ٹھہر نہیں سکتا اور یہی حکم حائضہ اور نفاس والی عورت کا ہے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا﴾ (النساء: ۴۳) ”اے ایمان والو! جب تم شراب کی مدھوشی میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ حتیٰ کہ تمہیں ہوش آجائے اور جانے بوجھنے لگو جو تم کہتے ہو اور نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم حالت جنابت میں ہو حتیٰ کہ غسل کر لو ہاں مسجد میں سے گزر سکتے ہو۔“

(المعجم ۹۳) - بَابُ: فِي الْجُنُبِ
يُصَلِّي بِالْقَوْمِ وَهُوَ نَاسٍ (التحفة ۹۴)
باب: ۹۳- جنبی آدمی لوگوں کو بھولے
سے نماز پڑھانے

۲۳۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ زَيْدِ الْأَعْلَمِ، عَنْ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں داخل ہوئے

ح: ۱۲۲۷، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۳۳- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴۵/۵ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۲۹، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۳۲، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ۱۲۲۰ وغيره.

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہوں پر پٹھرے رہو۔ پھر تشریف لائے تو (اس حال میں تھے کہ) آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔

الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ أَنْ مَكَانَكُمْ ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلَّى بِهِمْ.

۲۳۴- حضرت حماد بن سلمہ نے مذکورہ بالا سند سے

۲۳۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ:

اس کے ہم معنی بیان کیا۔ اور اس روایت کے شروع میں ہے کہ آپ نے تکبیر کہی اور آخر میں ہے کہ جب نماز پوری کی تو فرمایا: ”میں محض انسان ہوں اور میں جنابت سے تھا۔“

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، وَقَالَ فِي أَوَّلِهِ: فَكَبَّرَ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنِّي كُنْتُ جُنُبًا».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے زہری سے ابو سلمہ نے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تو کہا: جب آپ اپنے مصلے پر کھڑے ہو گئے اور ہمیں انتظار ہوا کہ آپ تکبیر کہیں تو آپ وہاں سے چل دیے اور فرمایا: ”جیسے ہو (ویسے ہی پٹھرے رہو!)“ اور اسے ایوب ابن عیون اور ہشام (تینوں) نے محمد یعنی ابن سیرین سے (مرسل طور پر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے تکبیر کہی پھر اپنے ہاتھ سے لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔“ اور خود چلے گئے اور غسل کیا۔ اور اسی طرح مالک نے اسماعیل بن ابی حکیم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے روایت کیا اور یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز میں تکبیر کہی۔

قال أبو داؤد: رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَانْتَظَرْنَاهُ أَنْ يُكَبِّرَ انْصَرَفَ ثُمَّ قَالَ: «كَمَا أَنْتُمْ». وَرَوَاهُ أَيُّوبُ وَابْنُ عَوْنٍ وَهَشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ [يعني ابن سيرين مُرْسَلًا] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَكَبَّرَ ثُمَّ أَوْمَأَ إِلَى الْقَوْمِ أَنْ اجْلِسُوا فَذَهَبَ فَاعْتَسَلَ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَبَّرَ فِي صَلَاةٍ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں اور ایسے ہی مسلم بن ابراہیم نے ہمیں اپنی سند سے بیان کیا کہ ہم سے ابان نے بیان

قال أبو داؤد: وَكَذَلِكَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنِ

۲۳۴- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۵/۴۱ عن يزيد بن هارون به، وانظر الحديث السابق، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۵۳۲، ۵۳۷.



يَحْيَى، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّبِيِّ كَمَا وَهَّيْجِي سَعِيدٌ رَوَيْتَ كَرْتِي هِي وَه رَنْجِ بِنِ مُحَمَّدٍ سَعِيدٌ وَه
 ﷺ أَنَّهُ كَبَّرَ. نَبِي ﷺ سَعِيدٌ كَرْتِي هِي وَه رَنْجِ بِنِ مُحَمَّدٍ سَعِيدٌ وَه

☀️ فوائد و مسائل: یہ واقعہ و طرح سے روایت ہوا ہے۔ پہلا حدیث ابو بکرہ رضی اللہ عنہما میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں داخل ہوئے اور تکبیر کہی جیسے کہ امام ابو داؤد و ترمذی نے چند شواہد پیش کیے ہیں۔ دوسرا روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما میں ہے کہ آپ نے تکبیر کہنے سے پہلے ہی اشارہ فرمایا: ان دونوں میں تطہیق ممکن ہے کہ [دَخَلَ فِي صَلَاةٍ] یا [كَبَّرَ فِي صَلَاةٍ] کا معنی ارادہ فعل ہے یعنی [أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فِي صَلَاةٍ] یا [أَرَادَ أَنْ يُكَبِّرَ فِي صَلَاةٍ] مراد ہے۔ قاضی عیاض اور قرطبی نے ان روایات کے پیش نظر دو واقعات کا احتمال پیش کیا ہے جب کہ بخاری و مسلم میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما منقول ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۲۴۵۔ صحیح مسلم، حدیث: ۶۰۵)

۲۳۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور لوگوں نے صفیں بنا لیں تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حتیٰ کہ جب اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو آپ کو یاد آیا کہ آپ نے غسل نہیں کیا ہے تو لوگوں سے فرمایا: ”اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔“ پھر آپ اپنے گھر گئے، پھر ہمارے پاس واپس آئے تو آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور آپ نے غسل کیا تھا (اور اس اثنا میں) ہم صفوں میں کھڑے رہے۔ یہ ابن حرب کے لفظ ہیں جبکہ عیاش کے لفظ ہیں: ہم برابر کھڑے رہے آپ کا انتظار کرتے رہے حتیٰ کہ آپ تشریف لائے اور غسل کر کے آئے۔

۲۳۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْأَزْرَقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ إِمَامَ مَسْجِدِ صَنْعَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ مَعْمَرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مَوْمِلُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوفَهُمْ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا قَامَ فِي مَقَامِهِ ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَغْتَسِلْ، فَقَالَ لِلنَّاسِ: «مَكَانَكُمْ» ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا يَنْطِفُ رَأْسَهُ فِدَا غَتَسَلْنَا وَنَحْنُ صُفُوفٌ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ حَرْبٍ،



۲۳۵- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يخرج من المسجد لعله؟، ح: ۶۳۹، ۶۴۰، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلاة؟، ح: ۶۰۵ من حديث الزهري به، وانظر: ۵۴۱.

وَقَالَ عِيَّاشٌ فِي حَدِيثِهِ: فَلَمْ نَزَلْ قِيَامًا نَنْتَظِرُهُ حَتَّى خَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدْ اغْتَسَلَ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① محمد رسول اللہ ﷺ احکام شریعت کے اسی طرح پابند تھے جیسے کہ باقی افراد امت، سوائے ان امور کے جن میں آپ کو خصوصیت دی گئی تھی۔ ② جسے مسجد میں جنابت لاحق ہو جائے (احتلام ہو جائے) اس کے لیے ضروری نہیں کہ تیمم کر کے باہر نکلے جیسے کہ بعض کا خیال ہے۔ ③ اقامت اور تکبیر میں کسی معقول سبب سے فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں۔ ④ مقتدیوں کو چاہے کہ اپنے مقرر امام کا انتظار کریں اگر کھڑے بھی رہیں تو جائز ہے۔

(المعجم ۹۴) - **بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَّةَ فِي مَنْامِهِ (التحفة ۹۵)**

باب: ۹۴- نیند سے بیداری پر انسان اپنے جسم یا کپڑوں پر نمی محسوس کرے تو.....؟

۲۳۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ خَالِدٍ الْحِطَّاطُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَّلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا، قَالَ: «يَغْتَسِلُ» وَعَنِ الرَّجُلِ يُرَى أَنْ قَدْ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ الْبَلَّلَ، قَالَ: «لَا غُسْلَ عَلَيْهِ». فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: الْمَرْأَةُ تَرَى ذَلِكَ، أَعْلَاهَا غُسْلٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ، إِنَّمَا النِّسَاءُ شَفَاتِقُ الرَّجَالِ».

۲۳۶- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ انسان (اپنے جسم یا کپڑوں پر) نمی محسوس کرتا ہے مگر اسے احتلام (یا خواب) یاد نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا: ”غسل کرے“ اور اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جو سمجھتا ہے کہ اسے احتلام ہوا ہے مگر (جسم یا کپڑوں پر) کوئی نمی نہیں پاتا؟ آپ نے فرمایا: ”اس پر غسل نہیں ہے۔“ تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر عورت اسی طرح دیکھے تو کیا اس پر غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! عورتیں (بھی) بلاشبہ مردوں ہی کی مانند ہیں۔“

🌞 **فائدہ:** یہ روایت سندا ضعیف ہے۔ تاہم یہ روایت اور بھی کئی طرق سے مروی ہے بنا بریں بعض محققین کے نزدیک یہ روایت ان طرق کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے۔ (الموسوعة الحديثية ۳/۲۶۵، ۲۶۶) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تحسین کی ہے۔ دیکھیے: (مشکوٰۃ للالبانی، حدیث: ۴۳۱) علاوہ ازیں صحیح مسلم کی روایت سے بھی اس میں بیان کردہ مسئلے کا اثبات ہوتا ہے وہ روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور

۲۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء فيمن يستيقظ ويرى بللاً ولا يذكر احتلاماً، ح: ۱۱۳، وابن ماجه، ح: ۶۱۲ من حديث حماد بن خالد به * وقال الترمذي: "وعبدالله ضعفه يحيى بن سعيد من قبل حفظه"، ولبعض الحديث شواهد.

پوچھا کہ کیا احتلام ہونے کی صورت میں (جس طرح مرد غسل کرتا ہے) عورت پر بھی غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں جب وہ پانی دیکھے۔“ (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۱۳) اس سے واضح ہے کہ اس معاملے میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ خواب (حالت نیند) میں جس کو بھی احتلام ہو جائے اسے یاد ہو یا نہ یاد ہو۔ لیکن اگر اس کے کپڑے گیلے ہوں تو اس پر غسل واجب ہے۔ بشرطیکہ اس کے کپڑے اس طرح گیلے نہ ہوں جیسے پیشاب سے گیلے ہوتے ہیں، کیونکہ اس صورت میں اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔ اور اگر اسے خواب میں احتلام تو یاد ہو لیکن اس کی کوئی علامت (خمی) اس کے کپڑوں پر نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوگا۔

باب: ۹۵- عورت (خواب میں) وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو.....؟

باب المَرْأَةِ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ (التحفة ۹۶)

۲۳۷- ۲۳۷-۱- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ام سلیم انصاریہ رحمہ اللہ..... والدة حضرت انس رحمہ اللہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ یہ فرمائیے کہ جب عورت خواب میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو کیا وہ غسل کرے یا نہیں؟ حضرت عائشہ رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاہیے کہ غسل کرے جب وہ پانی (نکلنے) کا اثر محسوس کرے۔“ حضرت عائشہ رحمہ اللہ کہتی ہیں کہ میں اس (ام سلیم) کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا: اے بھلا عورت بھی کوئی ایسے دیکھتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو (بچے میں) مشابہت کہاں سے آتی ہے؟“

۲۳۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْسَةُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ سَلِيمِ الْأَنْصَارِيَّةِ - وَهِيَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، أَزَأَيْتِ الْمَرْأَةَ إِذَا رَأَتْ فِي النَّوْمِ مَا يَرَى الرَّجُلُ، أَتَغْتَسِلُ أَمْ لَا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَعَمْ، فَلَتَغْتَسِلِ إِذَا وَجَدَتِ الْمَاءَ». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: أَفْ لَكَ، وَهَلْ تَرَى ذَلِكَ الْمَرْأَةَ؟ فَأَقْبَلْ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «تَرَبَّتِ يَمِينُكِ يَا عَائِشَةُ! وَمِنْ [أَيِّنْ] يَكُونُ الشَّبَهُ؟!».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ زہری، عقیل، یونس اور زہری کے تہجیجے (محمد بن عبد اللہ بن مسلم، چاروں نے)

قال أبو داؤد: وكذا روى الزُّبَيْدِيُّ وَعَقِيلٌ وَيُونُسُ وَابْنُ أُخِي الزُّهْرِيُّ عَنْ

۲۳۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج العني منها، ح: ۳۱۴ من حديث عقيل بن خالد عن ابن شهاب الزهري به، مختصراً.

- کتاب الطهارة

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

زہری سے، اور ایسے ہی ابن ابی الوزیر (ابراہیم بن عمر) نے بواسطہ مالک زہری سے اسی طرح روایت کیا ہے (یعنی یہ مکالمہ حضرت عائشہ اور ام سلیم کے مابین ہوا ہے) نیز مسافع حجاجی نے (بھی) زہری کی موافقت میں بواسطہ عروہ حضرت عائشہ سے یہی روایت کیا ہے مگر ہشام بن عروہ بواسطہ عروہ عن زینب بنت ابی سلمہ کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تھی۔

الزُّهْرِيُّ وَابْنُ أَبِي الْوَزِيرِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، وَوَأَقْفَ الزُّهْرِيِّ مُسَافِعُ الْحَجَبِيِّ قَالَ: عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، وَأَمَّا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَقَالَ: عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سَلِيمٍ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

☀️ نوادہ و مسائل: ① امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ اپنی بحث میں زہری اور ہشام بن عروہ کے مابین اختلاف کا ذکر کر رہے ہیں کہ یہ مکالمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تو امام صاحب کے نزدیک ترجیح زہری کی روایت کو ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکالمے کو۔ انہوں نے اسی کے شواہد ذکر کیے ہیں، مگر قاضی عیاض کی تحقیق میں یہ مکالمہ حضرت ام سلمہ اور ام سلیم کے مابین ہوا ہے۔ اس طرح ترجیح ہشام بن عروہ کی روایت کو ہوگی اور امام بخاری رضی اللہ عنہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ (صحیح بخاری حدیث: ۱۳۰) تاہم علامہ نووی نے کہا کہ عین ممکن ہے کہ دونوں ہی اسی موقع پر موجود ہوں اور دونوں نے تعجب کا اظہار کیا ہو۔ واللہ اعلم۔ (عون المعبود) ② حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا یہ جملہ جو انہوں نے اپنے سوال سے پہلے کہا کہ ”اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شر ماتا“ ان کے کمال حسن ادب پر دلیل ہے، یعنی جو بات عرفا زبان پر نہیں لائی جاتی اور مجھ اس کی شرعاً ضرورت ہے بتائی جائے۔ ③ اہمات المؤمنین کا اس سوال پر اظہار توجہ دلیل ہے کہ یہ ”کمال درجے کی طہیبات و طاہرات“ تھیں، اس حد تک کہ انہیں خواب میں بھی کبھی برائی کا خیال نہ آیا تھا۔ (من افادات شیخ سلطان محمود رضی اللہ عنہ)

باب: ۹۶۔ پانی کی مقدار جو غسل کے لیے کافی ہو سکتی ہے

(المعجم ۹۶) - باب مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي يُجْزِي بِهِ الْغُسْلُ (التحفة ۹۷)

۲۳۸- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتنِ قَرَفِی سے غسل جنابت کر لیا کرتے تھے۔

۲۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ

۲۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، النحضر، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة... الخ، ح: ۳۱۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ۴۴ / ۱، ۴۵ (ورواية القعني، ص: ۵۴)، ورواه البخاري، ح: ۲۵۰ من حديث ابن شهاب الزهري به.

1- کتاب الطہارۃ - جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ هُوَ الْفَرْقُ مِنَ الْجَنَابَةِ .
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَعْمَرٌ عَنْ
 الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: كُنْتُ
 أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ
 وَاحِدٍ فِيهِ قَدْرُ الْفَرْقِ .

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ معمر نے بوسطہ زہری اس
 حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:
 میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے
 تھے جس میں ایک فرق کے برابر پانی آتا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ نَحْوَ
 حَدِيثِ مَالِكٍ .

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عیینہ نے بھی حدیث
 مالک کی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ
 حَنْبَلٍ يَقُولُ: الْفَرْقُ سِتَّةَ عَشَرَ رِطْلًا ،
 وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: صَاعُ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ
 خَمْسَةَ أَرْطَالٍ وَثُلُثٌ . قَالَ: فَمَنْ قَالَ
 ثَمَانِيَةَ أَرْطَالٍ؟ قَالَ: لَيْسَ ذَلِكَ
 بِمَحْفُوظٍ . قَالَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ:
 مَنْ أَعْطَى فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ بِرِطْلِنَا هَذَا
 خَمْسَةَ أَرْطَالٍ وَثُلُثًا فَقَدْ أَوْفَى ، قِيلَ:
 الصَّيْحَانِيُّ ثَقِيلٌ . قَالَ: الصَّيْحَانِيُّ
 أَطْيَبُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي .

امام ابو داؤد کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
 سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ فرق (ایک برتن ہے) اس
 میں باعتبار مقدار سولہ رطل آتے ہیں اور میں نے ان کو سنا
 کہہ رہے تھے کہ ابن ابی ذنب کا صاع (باعتبار وزن)
 کے پانچ رطل اور تہائی رطل کے برابر ہوتا ہے۔ کہا گیا کہ
 جو لوگ صاع کو آٹھ رطل کے برابر بتاتے ہیں؟ انہوں
 نے فرمایا کہ ان کا قول (صحیح اور) محفوظ نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو سنا وہ کہہ رہے تھے
 کہ جو شخص ہمارے اس رطل کے مطابق پانچ رطل اور
 ایک تہائی رطل (شرعی ایک صاع) صدقہ فطر ادا کر دے
 تو اس نے پورا فطرانہ ادا کر دیا۔ کہا گیا: (مدینے کی)
 صحیحانی کھجور بھاری ہوتی ہے۔ کہا: صحیحانی بہترین کھجور ہے؟
 کہا: میں نہیں جانتا۔



☀️ فوائد و مسائل: ① [فرق] تانے کا ایک برتن ہوتا تھا جس سے چیزیں بھر کر ناپی جاتی تھیں۔ رطل کے حساب
 سے اس کا وزن سولہ رطل بنتا تھا۔ صحیح مسلم میں سفیان بن عیینہ سے اس کی کیت کو تین صاع بیان کیا گیا ہے۔ راقم
 مترجم نے اپنے ہاں موجود مدد سے اس کا حساب لگایا تو ہمارے راج الوقت بیانے سے اس کی کیت نو لیٹر اور چھ ملی
 لیٹر بنتی ہے۔ حدیث: ۹۵ کے فوائد میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ ② کچھ احادیث میں ہے کہ پانی کی یہ مقدار
 صرف رسول اللہ ﷺ نے استعمال فرمائی اور کچھ میں ہے کہ حضرت عائشہ اور رسول اللہ ﷺ دونوں نے۔ اور یہ بھی

ثابت ہے کہ آپ ایک صاع یا سوا صاع سے غسل کر لیا کرتے تھے تو ان میں تطبیق آسان ہے کہ یہ مختلف احوال اور مواقع کا بیان ہے۔ اس باب کی احادیث میں یہ بات خاص قابل ملاحظہ ہے کہ ”ایک برتن سے غسل فرمایا“ اور ”ہم غسل کر لیا کرتے تھے۔“ یعنی اس سے مزید پانی اور دوسرا برتن طلب نہیں کرتے تھے۔ بخلاف ہمارے عام معمولات کے جس میں اسراف ہوتا ہے۔ مذکورہ روایات میں بیان کی گئی مقدار اگرچہ حتمی نہیں ہے تاہم مستحب ضرور ہے کہ انسان اسی قدر پانی پر کفایت کرے اور اسراف سے احتراز کرے۔

☀️ ملحوظ: امام احمد کا آخری مقولہ قابل حل ہے کہ ”صاع“ بھرنے کا پیمانہ ہے اور طل وزن کرنے کا۔ ایک صاع میں پانچ رطل اور تہائی رطل غلہ یا کھجور وغیرہ آتی ہے مگر ساکن نے جب کہا کہ ”مدینے کی صحیحانی کھجور بھاری ہوتی ہے۔“ تو فرمایا کہ یقیناً عمدہ کھجور ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ ”میں نہیں جانتا“ غالباً عبارت مختصر رہ گئی ہے اس لیے سمجھا گیا ہے کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس کا بھاری ہونا پانی کی کاشت کی وجہ سے ہوتا ہے یا کسی اور وجہ سے ہے؟ ”میں نہیں جانتا“ جملے کی دوسری توجیہ یہ بھی ہے جسے صاحب بذل المجہود نے ذکر کیا ہے کہ صحیحانی کھجور سے صدقہ فطرا داکرین تو وزن میں بھاری ہونے کے باعث (پانچ رطل اور تہائی رطل) صاع بھرنے سے کم رہ جاتی ہے تو کیا اس وزن سے صدقہ درست ہوگا؟ آپ نے کہا: کھجور تو عمدہ ہے مگر معلوم نہیں کہ صدقہ ادا ہوا یا نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۹۷) - بَابٌ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ۹۸)

باب: ۹۷- غسل جنابت کا بیان

۲۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَيْدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّهُمْ ذَكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْغُسْلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا أَنَا فَأَفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا» وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كَلْتَيْهِمَا.

۲۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: ۲۳۰- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

۲۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب من أفاض على رأسه ثلاثاً، ح: ۲۵۴ من حديث زهير، ومسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثاً، ح: ۳۲۷ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

۲۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب بدأ بالخلاب أو الطيب عند الغسل، ح: ۲۵۸، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ۳۱۸ كلاهما عن محمد بن المثنى به.

جناب اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

جب رسول اللہ ﷺ نے غسل جنابت کرنا ہوتا تو دودھ کے ڈول کی طرح کا برتن طلب کرتے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور اپنے سر کی دائیں جانب سے شروع کرتے پھر بائیں جانب پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور اپنے سر پر ڈالتے تھے۔

حدثنا أبو عاصم عن حنظلة، عن القاسم عن عائشة قالت: كان رسول الله ﷺ إذا اغتسل من الجنابة دعا بشيء من نحو الحلاب فأخذ بكفيه فبدأ بشق رأسه الأيمن ثم الأيسر ثم أخذ بكفيه فقال بهما على رأسه.

🌞 ملحوظ: [حلاب] کا ترجمہ ”دودھ کا برتن“ ہی راجح ہے جیسے کہ صاحب عون العبود نے نقل کیا ہے کہ صحیح ابوعوانہ میں ابوعاصم سے اس کی تفصیل یوں وارد ہے کہ یہ ہر طرف سے بالشت سے قدرے کم ہوتا تھا۔ یہی ہی کی روایت میں اس کو کوزے کے برابر بتایا گیا ہے جس میں آٹھ رطل پانی آسکتا ہے یعنی ڈیڑھ صاع۔

۲۴۱- جناب مجمع بن عمیر..... اور یہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے خاندان سے ہیں..... کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آیا تھا۔ ان دونوں میں سے ایک نے ان سے پوچھا کہ غسل میں آپ لوگ کیسے کرتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی ﷺ (پہلے) نماز کے وضو کی طرح کا وضو کرتے پھر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے تھے، مگر ہم اپنی چوٹیوں کی وجہ سے پانچ بار ڈالتی تھیں۔

۲۴۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : حدثنا عبد الرحمن يعني ابن مهدي، عن زائدة بن قدامة، عن صدقة قال: حدثنا جميع بن عمير أحد بني تيم الله بن ثعلبة قال: دخلت مع أمي وحالتي على عائشة فسألتها إحداهما: كيف كنتم تصنعون عند الغسل؟ فقالت عائشة: كان رسول الله ﷺ يتوضأ وضوءه للصلاة ثم يفيض على رأسه ثلاث مرار ونحن نفيض على رؤوسنا خمساً من أجل الضفر.

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے آگے حدیث ۲۵۱ آ رہی ہے اس سے واضح ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح سر پر تین مرتبہ ہی پانی ڈالے۔

۲۴۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

۲۴۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ

۲۴۱- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في الغسل من الجنابة، ح: ۵۷۴ من حديث صدقة عن جميع به، وهما ضعيفان عند الجمهور.

۲۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح: ۲۴۸، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ۳۱۶ من حديث هشام بن عروة به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۵۲/۶.

الْوَأَشِحِّي؛ ح : وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَا : أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ - قَالَ سَلِيمَانُ - يَبْدَأُ فَيُفْرِغُ يَمِينَهُ وَقَالَ مُسَدَّدٌ : غَسَلَ يَدَيْهِ يَصُبُّ الْإِنَاءَ عَلَى يَدَيْهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ اتَّقَا : فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، وَقَالَ مُسَدَّدٌ : يُفْرِغُ عَلَى شِمَالِهِ - وَرُبَّمَا كَنَتْ عَنِ الْفَرْجِ - ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَوُضُوءُهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْإِنَاءِ فَيُخَلِّلُ شَعْرَهُ، حَتَّى إِذَا رَأَى أَنَّهُ قَدْ أَصَابَ الْبُشْرَةَ أَوْ أَتَقَى الْبُشْرَةَ، أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، فَإِذَا فَضِّلَ فَضْلَةً صَبَّهَا عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے سلیمان کی روایت میں ہے ابتدا کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے۔ اور مسدود کی روایت میں ہے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے برتن کو اپنے دائیں ہاتھ پر اوندھا کرتے۔ اس کے بعد دونوں مشائخ روایت کرنے میں متفق ہیں کہ پھر اپنی شرمگاہ دھوتے اور بقول مسدود اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور بسا اوقات وہ (حضرت عائشہ) شرمگاہ کا ذکر کنایہ سے کرتیں پھر آپ نماز کے وضو کی طرح کا وضو کرتے پھر اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے اور اپنے بالوں کا خلال کرتے جب سمجھتے کہ جلد تر ہوگی ہے یا صاف ہوگی ہے تو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتے (اور آخر غسل میں) اگر کوئی پانی بچ رہتا تو اپنے جسم پر ڈال لیتے۔

۲۴۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْبَاهِلِيُّ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي مَعْسَرٍ، عَنْ النَّحَّيِّ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِكَفَيْهِ فَعَسَلَهُمَا، ثُمَّ غَسَلَ مَرَاغَهُ وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، فَإِذَا أَنْقَاهُمَا أَهْوَى بِهِمَا إِلَى حَائِطِي، ثُمَّ يَسْتَقْبِلُ الْوُضُوءَ وَيَبْيِضُ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ.

۲۴۳- ۱۔ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ کرتے تو اپنے ہاتھوں سے ابتدا کرتے انہیں دھوتے پھر اپنی شرمگاہ کے گرد اگرد دھوتے (یعنی شرمگاہ چڈے رائیں اور گھٹنوں کے پیچھے والا حصہ دھوتے) اور اس پر پانی بہاتے پھر جب (شرمگاہ کی صفائی کے بعد) اپنے ہاتھوں کو صاف کر لیتے تو (مزید طہارت کے لیے) ان ہاتھوں کو دیوار پر مارتے (یعنی مٹی سے ملتے) پھر وضو شروع کرتے اور اپنے سر پر پانی ڈالتے۔

۲۴۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۷۱/۶ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * وهو مدلس وعتم، وليعض الحديث شواهد كثيرة.

۱- کتاب الطهارة

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

۲۴۴- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر چاہو تو میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوار پر ہاتھ مارنے کے نشان دکھا سکتی ہوں جہاں کہ آپ غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

۲۴۵- ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ آپ غسل جنابت کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے برتن کو اپنے دائیں ہاتھ پر اوندھا کیا اور اسے دیا تین بار دھویا۔ پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ زین پر مارا اور اسے دھویا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے پھر اپنے سراور جسم پر پانی ڈالا۔ پھر آپ ایک طرف ہو گئے اور اپنے پاؤں دھوئے۔ پھر میں نے آپ کو رد مال دیا مگر آپ نے نہیں لیا اور جسم سے پانی جھاڑنے لگے۔ (اعمش کہتے ہیں) میں نے یہ بات ابراہیم نخعی سے ذکر کی (کہ غسل کے بعد جسم پونچھا جائے یا نہیں) تو اس نے کہا: صحابہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے لیکن عادت بنا لینے کو برا جانتے تھے۔

۲۴۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ شَوْكَرٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عُرْوَةَ الْهَمْدَانِيَّةِ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: لَئِنْ شِئْتُمْ لِأُرِيَنَّكُمْ أَثَرُ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْحَائِطِ حَيْثُ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۲۴۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ بْنُ مُسْرَهْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا يَغْتَسِلُ بِهِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَأَكْفَأَ الْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى فَعَسَلَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ فَرَجِهِ فَعَسَلَ فَرَجَهُ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَعَسَلَهَا، ثُمَّ تَمَضَّمَصْ وَاسْتَنْشَقَ وَعَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى نَاحِيَةَ فَعَسَلَ رِجْلَيْهِ، فَنَاقَلْتُهُ الْمِنْدِيلَ، فَلَمْ يَأْخُذْهُ وَجَعَلْ يَنْفُضُ الْمَاءَ عَنْ جَسَدِهِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِابْرَاهِيمَ، فَقَالَ: كَانُوا لَا يَرَوْنَ بِالْمِنْدِيلِ بَأْسًا، وَلَكِنْ كَانُوا يَكْرَهُونَ الْعَادَةَ.

قال أبو داود: قال مسدد: قلت لعبد الله بن داود: كانوا يكرهونه

۲۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/۲۳۶، ۲۳۷ من حديث عروة الهمداني به * الشعبي لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، كما قال المنذري رحمه الله.

۲۴۵- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح: ۲۴۹، ومسلم، الحوض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ۳۱۷ من حديث سليمان بن مهران الأعمش به.



۱- کتاب الطهارة جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل
 لِلْعَادَةِ، فَقَالَ: هَكَذَا هُوَ، وَلَكِنْ كَپڑے سے جسم خشک کرنے کو) بطور عادت مکررہ
 وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِي هَكَذَا. جانتے تھے؟ کہا ایسے ہی ہے لیکن میں نے اپنی کتاب
 میں اسے اس طرح پایا ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① غسل جنابت ہو یا عام غسل، مسنون طریقہ یہی ہے جو ان احادیث میں آیا ہے کہ پہلے استنجا
 اور زیریں جسم دھویا جائے بعد ازاں وضو کر کے باقی جسم پر پانی بہایا جائے۔ اس وضو میں سر پر مسح کرنے کی ضرورت
 نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ کے غسل جنابت سے پہلے والے وضو میں سر کے مسح کا ذکر نہیں ملتا، صرف تین مرتبہ سر پر پانی
 بہانے کا ذکر ہے۔ اسی لیے امام نسائی نے باب باندھا ہے ”غسل جنابت سے پہلے وضو میں سر کے مسح کا چھوڑ دینا۔“
 اس باب کے تحت حدیث میں وضو کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ ”یہاں تک کہ جب آپ سر پر پہنچے تو اس کا مسح
 نہیں کیا، بلکہ اس پر پانی بہایا۔“ (سنن نسائی، حدیث: ۴۲۲) ② مختلف احادیث میں وضو کا انداز مختلف نقل ہوا
 ہے۔ بعض میں پاؤں دھونے کے موقع کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ بعض میں صراحت ہے کہ غسل سے فراغت کے بعد
 دھوئے اور بعض میں دو دفعہ کا ذکر ہے۔ پہلی دفعہ میں وضو کے ساتھ اور دوسری دفعہ فراغت کے بعد اور ظاہر ہے کہ
 سب ہی صورتیں جائز ہیں۔ ③ غسل کے بعد تویلہ کا استعمال مباح ہے۔ نہ کرے تو سنت رسول پر عمل کے ثواب کا
 امیدوار ہونا چاہیے۔



۲۴۶- جناب شعبہ (ابو عبد اللہ بن دینار مولیٰ ابن
 عباس) بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب
 غسل جنابت کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر
 سات بار پانی ڈالتے۔ پھر اپنی شرمگاہ دھوتے۔ ایک
 دفعہ وہ بھول گئے کہ کتنی بار پانی ڈالا ہے تو مجھ سے پوچھنے
 لگے کہ میں نے کتنی بار پانی ڈالا ہے؟ میں نے کہا مجھے
 معلوم نہیں۔ کہا نہ رہے تیری ماں! جاننے سے تجھے کیا
 مانع ہوا؟ پھر وضو کیا جیسے کہ نماز کے لیے ہوتا ہے۔ پھر
 اپنے جسم پر پانی ڈالتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی
 طرح سے طہارت حاصل کیا کرتے تھے۔

۲۴۶- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَيْسَى
 الْخُرَّاسَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فَدَيْكٍ عَنْ
 ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: إِنَّ ابْنَ
 عَبَّاسٍ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يُفْرَغُ
 بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ
 يَغْسِلُ فَرْجَهُ، فَتَسْبِي مَرَّةً كَمَا أَفْرَعُ،
 فَسَأَلْتِي: كَمَا أَفْرَعْتُ؟ فَقُلْتُ: لَا أُدْرِي،
 فَقَالَ: لَا أَمَّ لَكَ وَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْرِي؟ ثُمَّ
 يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ عَلَى
 جِلْدِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ يَقُولُ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ يَتَطَهَّرُ.

۲۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۳۰۷ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به ❦ شعبة
 بولی ابن عباس ضعيف، ضعفه الجمهور.

۱- کتاب الطہارۃ جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

۲۴۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُصَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مِرَارٍ وَغَسَلَ الْبَوْلَ مِنَ النَّوْبِ سَبْعَ مِرَارٍ، فَلَمَّ يَزَلُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُ حَتَّى جُعِلَتْ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغَسَلَ الْبَوْلَ مِنَ النَّوْبِ مَرَّةً.

۲۴۷- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (شروع شروع میں) نمازیں پچاس اور غسل جنابت سات سات بار تھا۔ اسی طرح وہ کپڑا جسے پیشاب لگ جاتا اس کا دھونا بھی سات بار تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس بارے میں (تخفیف کا) سوال برابر کرتے رہے حتیٰ کہ نمازوں کو پانچ اور غسل جنابت اور پیشاب لگے کپڑے کا دھونا ایک بار کر دیا گیا۔

☀️ فائدہ: مسئلہ اسی طرح ہے کہ غسل جنابت میں ایک بار جسم پر پانی بہانا واجب ہے۔ ایسے ہی کپڑے کا دھونا بھی ایک ہی بار ہے۔

۲۴۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهِ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ، فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَأَنْقُوا الْبَشْرَ».

۲۴۸- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہے لہذا اپنے بالوں کو دھو اور جسم کو خوب صاف کرو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: الْحَارِثُ بْنُ وَجِيهِ حَدِيثُهُ مُنْكَرٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: حارث بن وجیہ کی (مذکورہ) حدیث منکر ہے۔ اور وہ ضعیف ہے۔

۲۴۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۲۴۹- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

۲۴۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۰۹/۲ من حديث أيوب بن جابر به، وهو ضعيف كما في تقريب التهذيب وغيره.

۲۴۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء أن تحت كل شعرة جنابة، ح: ۱۰۶، وابن ماجه، ح: ۵۹۷ كلاهما عن نصر بن علي الجهضمي به، وقال الترمذي: "حديث الحارث بن وجيه حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديثه وهو شيخ ليس بذاك" * والحارث ضعيف كما قال ابوداود وغيره.

۲۴۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب تحت كل شعرة جنابة، ح: ۵۹۹ من حديث حماد ابن سلمة به، وصححه الحافظ في التلخيص الحبير: ۱/۱۴۲ وذكر كلامًا.



۱- کتاب الطہارۃ

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑ دی اور اسے نہ دھویا تو اس کے ساتھ آگ میں ایسے اور ایسے کیا جائے گا۔“ (یعنی عذاب دیا جائے گا)

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ زَادَانَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةِ لَمْ يَغْسِلْهَا فَعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ».

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ آپ اپنے بال منڈائے رکھتے تھے۔

قَالَ عَلِيٌّ: فَمِنْ نَمَّ عَادَيْتُ [شَعْرًا] رَأْسِي، فَمِنْ نَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي، فَمِنْ نَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي. وَكَانَ يَجْزُ شَعْرَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

فائدہ: مذکورہ روایات کے مجموعے سے واضح ہے کہ انسان غسل جنابت میں اہتمام و احتیاط سے اپنے پورے جسم کے تمام حصوں تک پانی پہنچائے۔ کسی بال برابر جگہ کا خشک رہ جانا بھی باعث عذاب ہے البتہ عورتوں کو اپنی سینڈھیاں نہ کھولنے کی شرعاً رعایت ہے جیسے کہ آگے آرہا ہے۔

۹۸- غسل کے بعد وضو کرنا

(المعجم ۹۸) - باب الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ (التحفة ۹۹)

۲۵۰- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے، دو رکعتیں ادا کرتے اور نماز فجر پڑھتے اور میں نہیں سمجھتی کہ آپ غسل کے بعد وضو کی تجدید کرتے تھے۔

۲۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ وَيُصَلِّي الرَّكَعَتَيْنِ وَصَلَاةَ الْعَدَاةِ وَلَا أَرَاهُ يُحْدِثُ وَضُوءًا بَعْدَ الْغُسْلِ.

فائدہ: ① غسل مسنون میں پہلے استنجا اور وضو ہے۔ لہذا غسل کے بعد وضو کے اعادے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ شرمگاہ کو ہاتھ نہ لگا ہو۔ عریاں حالت میں وضو بالکل صحیح ہوتا ہے۔

۲۵۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۱۹/۶ من حديث زهير بن معاوية به، ورواه الترمذي، ح: ۱۰۷، وابن ماجه، ح: ۵۷۹، مختصرًا وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۵۳، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد هـ أبو إسحاق لم يصرح بالسمع في هذا اللفظ.



(المعجم ۹۹) - باب الْمَرْأَةُ هَلْ تَنْقُضُ
شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ؟ (التحفة ۱۰۰)

۲۵۱- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ
السَّرْحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ
أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ
سَلَمَةَ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ - وَقَالَ
زُهَيْرٌ: إِنَّهَا - قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ
أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقِضُهُ لِلْحَنَابَةِ؟ قَالَ:
«إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَحْفَنِي عَلَيْهِ ثَلَاثًا» - وَقَالَ
زُهَيْرٌ: «تَحْفِي عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثِيَّاتٍ - مِنْ مَاءٍ،
ثُمَّ تُفِيضِي عَلَى سَائِرِ جَسَدِكَ، فَإِذَا أَنْتِ قَدْ
طَهَرْتِ».



جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل

باب ۹۹- کیا عورت غسل میں اپنے سر
کے بال کھولے؟

۲۵۱- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
مسلمانوں کی ایک خاتون نے پوچھا..... زہیر کی روایت
ہے کہ..... خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے
رسول! میں اپنے سر کے بال سخت کر کے باندھتی ہوں تو
کیا غسل جنابت کے موقع پر انہیں کھولوں؟ آپ نے
فرمایا: ”تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر دونوں
ہاتھ بھر کر تین بار پانی ڈال لے۔ زہیر کے الفاظ ہیں
[تَحْفِي عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثِيَّاتٍ مِنْ مَاءٍ] (اور معنی
ایک ہی ہے) اور اس کے بعد باقی جسم پر پانی بہالیا کر۔
اس طرح تو پاک ہو جائے گی۔

☀️ فائدہ: مرد اور عورت کے غسل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی پہلے زیریں جسم دھو لیا جائے اور اگر کوئی آلائش لگی ہو تو دور
کر لی جائے۔ بعد ازاں نماز والا وضو کیا جائے اور پھر باقی جسم پر پانی بہایا جائے۔ خواتین کو اجازت ہے کہ غسل
جنابت میں ان کے سر کے بال بندھے ہوئے ہوں تو نہ کھولیں۔ ویسے ہی تین لپ پانی ڈال لیں اور ہر بار بالوں کو
خوب اچھی طرح ہلائیں اور ملیں تاکہ پانی جڑوں تک چلا جائے۔ اس طرح اپنے طور پر تسلی کر لینی چاہیے۔ مگر غسل
حیض میں بالوں کو پوری طرح کھولنا ضروری ہے کیونکہ روایات میں حائضہ کے لیے بال کھولنے کا حکم ملتا ہے۔ (سنن
ابن ماجہ، حدیث: ۲۳۱)

۲۵۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ
السَّرْحِ: حَدَّثَنِي ابْنُ نَافِعٍ يَعْنِي الصَّائِعَ،
عَنْ أَسَامَةَ، عَنْ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ،

۲۵۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب حكم صفائر المغتسلة، ح: ۳۳۰ من حديث سفیان بن عیینة به.
۲۵۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۱۱۶۱، والبيهقي ۱/۱۸۱ من حديث أسامة بن زيد به.

۱- کتاب الطہارۃ

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل
روایت میں ہے: ”ہر لپ ڈالنے کے بعد اپنے بالوں کی
چوٹیاں نچوڑ ڈال۔“

بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: فَسَأَلْتُ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ بِمَعْنَاهُ. قَالَ فِيهِ: «وَأَعْمِزِي قُرُونِكَ عِنْدَ كُلِّ حَفْنَةٍ».

۲۵۳- ۱م المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
ہم میں سے جب کسی کو غسل جنابت کی ضرورت ہوتی تو
وہ اس طرح یعنی دونوں ہتھیلیاں اکٹھی کر کے تین لپ
پانی لیا کرتی اور اپنے سر پر ڈالتی۔ اور (پھر باقی جسم پر)
ایک چلو لے کر اس جانب ڈالتی اور دوسرا چلو دوسری
جانب۔

۲۵۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَتْهَا جَنَابَةٌ أَخَذَتْ ثَلَاثَ حَفْنَاتٍ هَكَذَا تَعْنِي بِكَفِّيْهَا جَمِيعًا، فَتَضُبُّ عَلَى رَأْسِهَا، وَأَخَذَتْ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ فَضَبَّتْهَا عَلَى هَذَا الشَّقِّ وَالْأُخْرَى عَلَى الشَّقِّ الْآخَرَ.

۲۵۴- ۱م المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
ہم غسل کیا کرتیں اور ہمارے سر پر لپ ہوتا اور ہم رسول
اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں۔ احرام میں اور غیر احرام
میں بھی۔

۲۵۴- حَدَّثَنَا نَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَغْتَسِلُ وَعَلَيْنَا الضَّمَادُ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُجَلَّاتٍ وَمُحْرِمَاتٍ.

۲۵۵- جناب شریح بن عبید کہتے ہیں کہ مجھے جبیر بن
نقیع نے غسل جنابت کے بارے میں فتویٰ دیا اور کہا کہ
ٹوہان رضی اللہ عنہ نے ان کو بیان کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ
ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”مرد

۲۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ قَالَ: قَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَّاشٍ قَالَ ابْنُ عَوْفٍ: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ أَبِيهِ، حَدَّثَنِي ضَمْضَمُ بْنُ زُرْعَةَ عَنْ

۲۵۳- تخریج: أخرجه البخاري، الغسل، باب من بدأ بشق رأسه الأيمن في الغسل، ح: ۲۷۷ من حديث إبراهيم ابن نافع به.

۲۵۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۳۷/۶ من حديث عمر بن سويد به، ورواه البيهقي: ۱/ ۱۸۱، ۱۸۲.

۲۵۵- تخریج: [إسناده حسن] انفرد به أبو داود.

۱- کتاب الطہارۃ

جنابت اور غسل جنابت کے احکام و مسائل
کو اپنے بال پوری طرح کھولنے چاہئیں اور وہ انہیں
اچھی طرح دھوئے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ
جائے لیکن عورت کے لیے بالوں کو کھولنا لازمی نہیں
ہے۔ اسے صرف اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ پانی
ڈالنا کافی ہے۔“

شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أَفْتَانِي جُبَيْرُ بْنُ نَفِيرٍ
عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ أَنَّ ثَوْبَانَ حَدَّثَهُمْ
أَنَّهُمْ اسْتَفْتَوْا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ:
«أَمَّا الرَّجُلُ فَلْيَشْرُرْ رَأْسَهُ فَلْيَغْسِلْهُ حَتَّى يَبْلُغَ
أَصُولَ الشَّعْرِ، وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَلَا عَلَيْهَا أَنْ
لَا تَنْقِضَهُ لِتَعْرِفَ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ
غَرَافَاتٍ بِكَفِّئِهَا».

☀️ فائدہ: غسل جنابت میں سر پر پانی ڈال کر بالوں کو ملنا بھی چاہیے تاکہ کسی جگہ کے خشک رہنے کا احتمال نہ رہے۔
تاہم غسل حیض میں بالوں کا کھولنا ضروری ہے جیسا کہ پیچھے تفصیل گزری۔

(المعجم ۱۰۰) - بَابُ: فِي الْجُنْبِ
بَاب: ۱۰۰- جنسی آدمی کا غسل کرتے ہوئے
مخاطمی سے سردھونا

يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ (التحفة ۱۰۱)

۲۵۶- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے
متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ اپنا سر مخاطمی سے دھولیا
کرتے تھے جبکہ آپ جنسی ہوتے اور آپ اسی پر کفایت
کرتے مزید پانی نہ بہاتے۔

۲۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ
بْنِ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهَبٍ،
عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُوَاءَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ
عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ
رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ وَهُوَ جُنْبٌ، يَجْتَزِيءُ
بِذَلِكَ، وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے صابن، شیمپو وغیرہ اشیاء سے سردھونے میں پانی کا استعمال ناگزیر ہے۔ پانی
کے بغیر طہارت کا حصول ممکن نہیں۔

(المعجم ۱۰۱) - بَابُ: فِيمَا يَفِيضُ
بَاب: ۱۰۱- وہ پانی جو مرد اور عورت
کے مابین بہے.....؟
(التحفة ۱۰۲)

بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ
(التحفة ۱۰۲)

۲۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۸۲ من حديث أبي داود به * رجل من بني سوأة مجهول
كما في التفریب وغيره.

۱- کتاب الطهارة حیض کے احکام و مسائل

۲۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهَبٍ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَوَاءَةَ بْنِ عَامِرٍ ، عَنْ عَائِشَةَ فِيمَا يَفِيضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ يُصْبُ عَلَيَّ الْمَاءَ ثُمَّ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ ثُمَّ يُصْبُهُ عَلَيَّ .

۲۵۷- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو پانی مرد و عورت کے درمیان بہتا ہے اس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پانی کا ایک چلو لیتے (اور) مجھ پر پانی ڈالتے (یا پانی مذی یا منی پر ڈالتے) پھر دوسرا چلو لیتے اور اس کو اپنے اوپر ڈال لیتے (یا مزید اس کے اوپر بہا دیتے)۔

☀️ توضیح : یہ روایت ضعیف ہے تاہم مفہوم سمجھ لینا چاہیے۔ اس میں جملہ [يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ يُصْبُ عَلَيَّ الْمَاءِ] کے لفظ [على الماء] کو دو طرح پڑھا گیا ہے۔ (الف) [عَلَى الْمَاءِ] یعنی علی حرف جروری ضمیر متکلم مجرور اور الماء منصوب، يُصْبُ سے مفعول بہ۔ اس صورت میں پانی سے مراد وہ پانی ہے جو مرد و عورت کے درمیان (مٹل کے دوران میں) بہتا اور ب میں گر جاتا ہے اس سے رسول اللہ ﷺ پانی کا ایک چلو لیتے اور مجھ پر ڈالتے پھر دوسرا چلو لیتے اور اپنے اوپر ڈال لیتے۔ دوسری صورت (ب) [عَلَى الْمَاءِ] ہے حرف جر کے ساتھ اس صورت میں الماء سے مراد مذی یا منی ہے۔ یعنی ایک چلو پانی لے کر پانی (یعنی مذی یا منی) پر ڈالتے اور پھر دوسرا چلو لیتے اور مزید نظافت کے لیے اس پر بہا دیتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنسی کے ہاتھ سے آنے والا پانی پاک ہے اسی طرح اس سے اگر کوئی چھینے وغیرہ پڑیں تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۱۰۲) - باب مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَمَجَامَعَتِهَا (التحفة ۱۰۳)

باب: ۱۰۲- حائضہ عورت سے مل کر کھانا اور گھر میں اس سے میل جول رکھنا

۲۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهَبٍ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَوَاءَةَ بْنِ عَامِرٍ ، عَنْ عَائِشَةَ فِيمَا يَفِيضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ يُصْبُ عَلَيَّ الْمَاءَ ثُمَّ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ ثُمَّ يُصْبُهُ عَلَيَّ .

۲۵۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی اپنی عورتوں کو ان کے حیض کے دنوں میں گھروں سے نکال دیتے تھے۔ ان کے ساتھ اکٹھے کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور نہ بکھارتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ...﴾ "یہ لوگ

۲۵۷- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد ۶/۱۵۳ عن يحيى بن آدم به ، وانظر الحديث السابق لعلته .
 ۲۵۸- تخریج : أخرجه مسلم ، الحيض ، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله . . . الخ ، ح : ۳۰۲ من حديث حماد بن سلمة به .



۱- کتاب الطہارۃ www.KitaboSunnat.com حیض کے احکام و مسائل

ذَلِكْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرَهُ ﴿وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَى فَأَعْرِضُوا أَلَيْسَ فِي الْمَحِيضِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [البقرة: ۲۲۲]

آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیجیے کہ یہ گندگی ہے۔ حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو۔“

فقال رسول الله ﷺ: «جَامِعُهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، وَاصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ غَيْرَ التَّكَاحِ». فقالت اليهود: مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ. فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ يَهُودَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا، أَفَلَا تَنْكِحُهُنَّ فِي الْمَحِيضِ؟ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى ظَنَّنَا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْنَهُمَا، فَخَرَجَا، فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبْنٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا، فَظَنَّنَا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْنَهُمَا.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی بیویوں سے گھروں کے اندر اکٹھے مل جل کر رہو۔ اور تم سب کچھ کر سکتے ہو سوائے نکاح (یعنی جماع) کے۔“ (یہودیوں کو یہ معلوم ہوا) تو یہودی کہنے لگے یہ آدمی سب امور میں ہماری مخالفت ہی کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہودی ایسے ایسے کہتے ہیں تو کیا ہم ان ایام حیض میں عمل نکاح (یعنی حقیقی جنسی عمل) بھی نہ کر لیا کریں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔ حتیٰ کہ ہمیں یقین تھا کہ آپ ان پر ناراض ہوئے ہیں۔ پھر وہ دونوں چلے گئے اور (ان کے نکلنے ہی) رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ کا ہدیہ آ گیا تو آپ نے ان کو پیچھے سے بلوا بھیجا اور انہیں دودھ پلایا۔ اس طرح ہمیں تسلی ہوئی کہ آپ غصے نہیں ہوئے ہیں۔



فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ قرآن کے شارح اور مفسر ہیں۔ آپ نے مذکورہ فرمان میں ﴿فَاعْرِضُوا أَلَيْسَ فِي الْمَحِيضِ﴾ کا صحیح شرعی معنی واضح فرمایا ہے اور قرآن کو حدیث سے علیحدہ کر کے نہیں سمجھا جاسکتا۔ ② کفار مبتدعین اور محدثین کی مخالفت محض مطلوب نہیں تھی بلکہ قرآن و سنت کی حدود میں رہتے ہوئے ان کی مخالفت کرنی چاہیے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی ناراضی ذاتی رنجش کی بنا پر نہ ہوتی تھی اور علمائے حق کو بھی اس طرح ہونا چاہیے۔

۲۵۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دَاوُدَ عَنْ مِشْعَرٍ، عَنِ الْمُقَدَّمِ بْنِ شُرَيْجٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ

۲۵۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں (کھانا کھاتے ہوئے) ہڈی پر سے گوشت نوجتی اور میں حیض سے ہوتی، پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو دیتی

۲۵۹- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله... الخ، ح: ۳۰۰ من حديث مسعر به.

حیض کے احکام و مسائل

أَتَعَرَّقُ الْعَظَمُ وَأَنَا حَائِضٌ فَأَعْطِيهِ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي مَوْضِعِ الَّذِي فِيهِ وَضَعْتُهُ، وَأَشْرَبُ الشَّرَابَ فَأَنَا وَلُهُ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي كُنْتُ أَشْرَبُ مِنْهُ.

آپ (اسے قبول فرمالیے اور) اسی جگہ اپنا منہ رکھتے جہاں سے میں نے کھایا ہوتا۔ اور میں پانی پیتی پھر آپ کو دیتی، تو آپ اپنے لب و ہین لگاتے، جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔

۲۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حَجْرِي فَيَقْرَأُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۲۶۰- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ دیتے اور قرآن پڑھنے لگتے، جبکہ میں ایام سے ہوتی تھی۔

☀️ نواد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی محبت عدیم المثال تھی۔ ② ایام حیض اور جنابت کی حالت میں کوئی بھی مسلمان حقیقی طور پر نجس نہیں ہوتا۔ محض شرعی آداب کے تحت اسے نماز پڑھنے یا مسجد میں داخل ہونے وغیرہ سے روکا گیا ہے اور اس معنی میں اسے ”غیر طاهر“ (نا پاک) کہا جاتا ہے۔ ③ ویسے اس کا لعاب اور پسینہ سب پاک ہوتا ہے اور اس کے لمس سے دوسرے طاہر ساتھی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وہ اپنے ذکر اذکار اور تلاوت میں مشغول رہ سکتا ہے کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۱۰۳) - باب الْحَائِضِ تُنَاوِلُ مِنَ الْمَسْجِدِ (التحفة ۱۰۴)

باب: ۱۰۳- حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اٹھائے (تو جائز ہے!)

۲۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهَدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَاوِلْنِي الْحُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ». قُلْتُ: إِنِّي

۲۶۱- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مسجد میں سے چٹائی تھما دو۔“ میں نے کہا: میں حیض سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔“

۲۶۰- تخريج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول النبي ﷺ: "الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة"، ح: ۷۵۴۹ من حديث سفیان الثوري به، وتابعه داود بن عبدالرحمن المكي عند مسلم، ح: ۳۰۱، وزهير عند ليخاري، ح: ۲۹۷.

۲۶۱- تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجله... الخ، ح: ۲۹۸ من حديث أبي معاوية الضرير به.

حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ حَيْضَتَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ».

☀️ ملاحظہ: اس حدیث کے الفاظ میں [مِنَ الْمَسْجِدِ] کا تعلق دو کلمات سے ہو سکتا ہے۔ [نَاوِلِيْنِي] سے اس صورت میں ترجمہ ہوگا ”مجھے مسجد میں سے اٹھا کر لا دو۔“ دوسرا ”قَالَ“ سے تو ترجمہ ہوگا ”آپ ﷺ نے مسجد میں سے مجھے کہا کہ مجھے چٹائی پکڑا دو۔“

☀️ مسئلہ: حائضہ یا جنبی اگر ہاتھ لبا کر کے مسجد میں سے کوئی چیز اٹھائے یا رکھے تو جائز ہے۔

(المعجم ۱۰۴) - بَابُ: فِي الْحَائِضِ
لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ (التحفة ۱۰۵)

باب: ۱۰۴- حائضہ ایام حیض کی نمازوں کی قضا نہ کرے

۲۶۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ: أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ: أَحْرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ لَقَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا تَقْضِي وَلَا نُؤْمَرُ بِالْقَضَاءِ.

۲۶۲- حضرت معاذہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ آیا حائضہ (اپنے ایام حیض کی) نمازوں کی قضا دے؟ تو انہوں نے کہا: کیا تو حروری ہے؟ بلاشبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے حیض سے ہوتی تھیں تو ہم کسی نماز کی قضا نہیں دیتی تھیں اور نہ ہمیں اس کا حکم ہی دیا جاتا تھا۔

☀️ فوائد و مسائل: خوارج کو حروراء مقام کی طرف نسبت کرتے ہوئے ”حروری“ بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کے بعد سب سے پہلا اجتماع مقام حروراء میں کیا تھا جو کوفہ کے قریب تھا۔ وہ حائضہ کے لیے ایام حیض کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنے کے قائل بھی تھے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جو کچھ قرآن سے ثابت ہو وہی قابل عمل ہے اور جو امور زائدہ احادیث میں آئے ہیں ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور مرکتب کبیرہ کافر ہے۔

۲۶۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا سُهَيْبُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: أَتَقْضِي الصَّلَاةَ إِذَا حَيْضْتُ؟ قَالَ: «لَا تَقْضِي».

۲۶۳- حضرت معاذہ عدویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث روایت کی ہے۔

۲۶۲- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلوة، ح: ۳۳۵ من حديث أيوب به، ورواه البخاري، ح: ۳۲۱ من طريق آخر عن معاذة به.
۲۶۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

ابن المُبَارَكِ، عن مَعْمَرٍ، عن أَيُّوبَ، عن مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، عن عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس میں یہ اضافہ ہے ”ہمیں روزے کی قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نمازوں کی قضا کرنے کا حکم نہ دیا جاتا تھا۔“

قال أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ فِيهِ: فَتُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

باب: ۱۰۵- حائضہ سے مجامعت کا مسئلہ

(المعجم ۱۰۵) - باب: فِي إِبْتِئَانِ

الْحَائِضِ (التحفة ۱۰۶)

۲۶۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرتا ہے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”ایک دینار صدقہ کرے یا آدھا دینار۔“

۲۶۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا يَحْيَىٰ عن شُعْبَةَ قال: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قال: «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ».

ابو داؤد کہتے ہیں کہ صحیح روایت ایسے ہی ہے کہ ”ایک دینار یا آدھا دینار۔“ لیکن شعبہ اس روایت کو بعض اوقات مرفوع بیان نہ کرتے تھے۔ (بلکہ حضرت ابن عباس پر موقوف کر دیتے تھے۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا الرَّوَايَةُ الصَّحِيحَةُ قال: «دِينَارٌ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ» وَرَبَّمَا لَمْ يَرْفَعَهُ شُعْبَةُ.

فوائد و مسائل: ① امام ابو داؤد رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حرف اُوّ ہی صحیح روایت ہے اور اس میں اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دینار دے یا آدھا اور اس کے بالقابل دیگر روایات جن میں کچھ تفصیل ہے یا صرف آدھے دینار کا ذکر ہے وہ اس حدیث کے پائے کی نہیں ہیں۔ معلوم رہے کہ دینار ہمارے موجودہ معیار کے مطابق سوا چار گرام سے کچھ زیادہ سونے کا ہوتا تھا۔ ② ان مخصوص ایام میں جنسی عمل حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو صدقہ دینا چاہیے قاعدہ ہے

۲۶۴- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في كفارة من أتى حائضًا، ح: ۶۴۰ من حديث يحيى القطان به، وله طريقان آخران عند الترمذي، ح: ۱۳۶، ۱۳۷، انظر الحديث الآتي برقم: ۲۶۶، وحديث أبي داود صححه الحاكم ۱/ ۱۷۱، ۱۷۲، ووافقه الذهبي.

کہ ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۳) ”نیکیاں گناہوں کا از کر دیتی ہیں۔“

۲۶۵- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے: اگر شوہر اپنی بیوی کے پاس خون حیض کے ابتدائی دنوں میں آئے تو ایک دینار دے اور اگر خون رک جانے کے ایام میں آئے تو آدھا دینار دے۔

۱۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ يَعْنِيٍّ ابْنَ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ النَّانِي، عَنْ أَبِي الْأَحْسَنِ الْجَزْرِيِّ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: «إِذَا أَصَابَهَا فِي أَوَّلِ الدَّمِ قَدِيئًا، وَإِذَا أَصَابَهَا فِي انْقِطَاعِ الدَّمِ فَيَنْصِفُ دِينَارًا».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے عبد الکریم سے اور انہوں نے مقسم سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

قال أبو داؤد: وَكَذَلِكَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مِقْسَمٍ.

۲۶۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی آدمی اپنی اہلیہ کے پاس اس کے ایام حیض میں آئے تو چاہے کہ آدھا دینار صدقہ دے۔“

۲۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ وَهِيَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: علی بن بذیمہ نے مقسم سے وہ نبی ﷺ سے مرسل بیان کرتے ہیں۔

قال أبو داؤد: وَكَذَا قَالَ عَلِيُّ بْنُ بَدِيْمَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

اور اوزاعی نے یزید بن ابی مالک سے انہوں نے عبد الحمید بن عبد الرحمن سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا: آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ ایک دینار کا ۲/۵ صدقہ کرے۔ مگر یہ سند مُعْضَل ہے۔ (یعنی اس میں دو راوی یکے بعد دیگرے ساقط ہیں۔)

وَرَوَى الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَمْرُهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِخُمْسِي دِينَارٍ، وَهَذَا مُعْضَلٌ.



۲۶۵- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۱۸ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق * أبو الحسن الجزري مجهول وأخطأ من سماه عبد الحميد (تق).
 ۲۶۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الكفارة في ذلك، ح: ۱۳۶ من حديث شريك القاضي به، سنده ضعيف، والحديث السابق يعني عنه.

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ البتہ حدیث: ۲۶۴ صحیح ہے جس میں دینار یا نصف دینار صدقہ کرنے کا حکم ہے، قطع نظر اس سے کہ اس نے ابتدائے حیض میں صحبت کی ہے یا درمیان میں یا آخر میں۔ البتہ تخمیر (اؤ) کی وجہ کفارہ ادا کرنے والے کی مالی استطاعت ہو سکتی ہے، کم حیثیت والا نصف دینار اور زیادہ حیثیت والا پورا دینار صدقہ کرے۔ ایک دینار کا وزن کم و بیش ساڑھے چار ماشہ سونا ہے جو جدید اعشاری نظام کے مطابق ۴ گرام ۳۷۷ ملٹی گرام ہے۔

(المعجم ۱۰۶) - بَابُ فِي الرَّجُلِ
يُصِيبُ مِنْهَا مَا دُونَ الْجِمَاعِ
(التحفة ۱۰۷)

باب: ۱۰۶- شوہر اپنی اہلیہ سے (ایام حیض میں)
جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتا ہے

۲۶۷- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيِّ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ حَبِيبِ مَوْلَى عُرْوَةَ، عَنْ نُدْبَةَ مَوْلَاةٍ مَيْمُونَةَ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُنَاشِرُ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ إِذَا كَانَ عَلَيْهَا إِزَارٌ إِلَى أَنْصَافِ الْفَخْذَيْنِ أَوْ الرُّكْبَتَيْنِ تَحْتَجِزُ بِهِ.

۲۶۷- ام المومنین سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی ازواج میں سے کسی ایک کے ساتھ لیٹ جایا کرتے تھے جبکہ وہ حیض سے ہوتی اور اس پر آدھی رانوں تک یا گھٹنوں تک کپڑا ہوتا اور وہ اس کپڑے سے اپنے (زیریں) جسم کو ڈھانپے ہوتی تھی۔

ملفوظ: زوجین کے یہ مسائل کسی عام عالم کے لیے اس انداز میں بیان کرنا بہت مشکل ہے مگر چونکہ یہ دین طہارت اور اللہ کی حدود کے مسائل ہیں اسی لیے ازواج مطہرات نے بھی بیان فرمائے ہیں ورنہ ان کی حیا و شرم بے مثل و بے مثال تھی (بخاری) اور آپ ﷺ کی کثرت ازواج کی حکمت بھی یہی تھی کہ زوجین کے مابین کے مسائل شرعی لحاظ سے امت کے سامنے آجائیں۔

مسئلہ: ایام حیض میں بوس و کنار یقیناً جائز ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ایسے جوڑے کو اپنے اوپر کس حد تک ضبط ہے۔ اگر اندیشہ ہو کہ ضبط قائم نہ رہے گا تو از حد احتیاط کرنی چاہیے کہ کہیں حرام میں واقع نہ ہو جائیں۔ (نیز دیکھیے، حدیث: ۲۵۸)

۲۶۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: ۲۶۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

۲۶۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب مباشرة الحائض، ح: ۲۸۸ من حديث الليث بن سعد به * والزهری صرح بالسماع عند البيهقي: ۳۱۳/۱، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۳۶۲.

۲۶۸- تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ۲۰۳۰، ۳۰۰، ۲۰۳۰، ومسلم، الحيض، ۴۴

۱- کتاب الطہارۃ

حیض کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،
عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ
حَائِضًا أَنْ تَتَزَرَّ نَمَّ يُصَاجِعُهَا رَوْجَهَا.
وقال مرةً: يُبَاشِرُهَا.

رسول اللہ ﷺ ہم عورتوں کو حکم فرماتے کہ جب ہم میں
سے کوئی حیض سے ہو تو اپنی چادر اچھی طرح باندھ لیا
کرے۔ پھر شوہر (کو اجازت ہے کہ) اس کے ساتھ
لیٹ جائے۔ اور (شعبہ نے) ایک بار [يُصَاجِعُهَا]
کی بجائے [يُبَاشِرُهَا] کا لفظ روایت کیا۔

۲۶۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
عَنْ جَابِرِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ خِلَاسَ
الْهَجْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: كُنْتُ
أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيْتُ فِي الشُّعَارِ
الْوَاحِدِ وَأَنَا حَائِضٌ طَامِئٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ
مِنِّي شَيْءٌ غَسَلْتُ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعُدَّهُ ثُمَّ صَلَّى
فِيهِ، وَإِنْ أَصَابَ - تَعْنِي ثَوْبَهُ - مِنْهُ شَيْءٌ
غَسَلْتُ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعُدَّهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ.

۲۶۹- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ میں
اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی چادر میں رات گزارتے اور
میں حیض سے ہوتی۔ اگر آپ کو مجھ سے کچھ لگ جاتا تو
اتنی جگہ دھو لیتے اس سے آگے نہ بڑھتے اور نماز پڑھ
لیتے۔ اور اگر کپڑے کو کچھ لگ جاتا تو مجھ سے کچھ لگ جاتا تو
دھوتے اس سے آگے نہ بڑھتے اور اسی میں نماز پڑھ لیتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① دین و شریعت اور طہارت کی حدود و واضح کرنے کے لیے ہی یہی منجی حقائق بیان ہوئے ہیں تاکہ
امت کے لیے دنیا و آخرت میں آسانی رہے۔ ورنہ عام مسلمان میاں بیوی کے لیے اپنے منجی امور کا ذکر کرنا درست
نہیں ہے۔ ② خون حیض نجس ہے۔ ③ جو حصہ جسم کا یا کپڑے کا آلودہ ہو اسی قدر دھونا واجب ہے نہ کہ سارا جسم یا
سارا کپڑا۔

۲۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ بْنِ غَابِئِمَ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ زَيْبَادٍ، عَنْ
عُمَارَةَ بْنِ غُرَابٍ قَالَ: إِنَّ عَمَةً لَهُ حَدَّثَتْهُ

۲۷۰- جناب عمارہ بن غراب کہتے ہیں کہ ان کی
پھوپھی نے انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے سوال کیا کہا کہ ہم میں سے ایک حائضہ ہوتی ہے
اور اس کے لیے اور اس کے شوہر کے لیے صرف ایک ہی

﴿باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ۲۹۳ من حديث منصور به.

۲۶۹- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب مضاجعة الحائض، ح: ۲۸۵ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

۲۷۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح: ۱۲۰ من حديث عبد الرحمن بن زياد الإفريقي به، وهو ضعيف كما تقدم ۶۲ * وعمارة بن غراب مجهول (تقريب) وعمته: الم أعرفها.

بستر ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بار کی بات بتاتی ہوں کہ آپ (گھر میں) تشریف لائے اور اپنی مسجد میں چلے گئے..... امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس سے مراد گھر میں نماز کی جگہ پر..... پھر آپ فارغ نہ ہوئے حتیٰ کہ میری آنکھیں بوجھل ہو گئیں۔ (یعنی نیند نے آلیا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سردی نے ستایا تو فرمایا: ”میرے قریب ہو جاؤ۔“ میں نے کہا: میں حیض سے ہوں۔ آپ نے کہا: ”اپنی رانوں سے کپڑا ہٹاؤ۔“ میں نے اپنی رانوں سے کپڑا ہٹا لیا تو آپ نے اپنا رخسارہ اور سینہ میری رانوں پر رکھ دیا اور میں بھی آپ پر جھک گئی حتیٰ کہ آپ گرم ہو گئے اور سو رہے۔

أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِحْدَانَا تَحِيضُ وَلَيْسَ لَهَا وَلِزَوْجِهَا إِلَّا فِرَاشٌ وَاحِدٌ، قَالَتْ: أَخْبِرْكَ بِمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، دَخَلَ فَمَضَى إِلَى مَسْجِدِهِ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: تَعْنِي مَسْجِدَ بَيْتِهِ - فَلَمْ يَنْصَرَفْ حَتَّى غَلَبَتْني عَيْنِي وَأَوْجَعَهُ الْبُرْدُ، فَقَالَ: اذْنِي مِنِّي، فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: «وَإِنْ أَكْشَفِي عَنْ فَخِذَيْكَ»، فَكَشَفْتُ فَخِذَيَّ، فَوَضَعَ خَدَّهُ وَصَدْرَهُ عَلَيَّ فَخِذَيَّ، وَحَنَيْتُ عَلَيْهِ حَتَّى ذَفِيَءَ وَنَامَ.



۲۷۱-۱۱ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں فرماتی ہیں: جب مجھے حیض آتا تو میں بستر سے اتر کر چٹائی پر آ جاتی پھر ہم (زوجات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ ہوتی تھیں حتیٰ کہ پاک ہو جاتیں۔

۲۷۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي الْيَمَانِ، عَنْ أُمِّ ذَرَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا حِضْتُ نَزَلْتُ عَنِ الْمِثَالِ عَلَى الْحَصِيرِ فَلَمْ تَقْرُبْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ تَدْنُ مِنْهُ حَتَّى نَطْهَرَ.

☀️ ملحوظ: مقصد یہ ہے کہ کبھی یہ صورت ہوتی اور کبھی اکٹھے بھی لیٹ جاتے۔ مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ تاہم دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں وسعت ہے اور دونوں صورتیں جائز ہیں۔ واللہ اعلم.

۲۷۲- جناب عکرمہ کسی زوجہ نبی رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر اپنی کسی اہلیہ سے کچھ خواہش کرتے اور وہ حیض سے ہوتی تو اس کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیتے۔

۲۷۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ مِنَ الْحَائِضِ شَيْئًا أَلْقَى

۲۷۱- تخریج: [إسناده ضعيف] * أبو اليمان الرحال مستور (تقريب) وأم ذرة مجهولة الحال.
۲۷۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۱۸۲/۲ من حديث أبي داود به.

۱- کتاب الطہارۃ

عَلَى فَرَجَهَا تَوْبًا .

استحاضہ کے احکام و مسائل

۲۷۳- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے (یعنی زوجات کے) شدت حیض کے دنوں میں ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنی چادر کس کے باندھ لیں اور پھر ہمارے ساتھ لیٹ جاتے..... اور تم میں سے کون ہے جسے اپنے جذبات پر اس قدر ضبط ہو جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا؟

۲۷۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا فِي فَوْحِ حَيْضَتِنَا أَنْ نَنْتَزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُنَا ، وَائْتِمُكُمُ يَمَلِكُ أَرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمَلِكُ أَرْبَهُ .

☀️ فائدہ : معلوم ہوا کہ نوبیہا تھا اور جوان جوڑوں کو مخصوص دنوں میں بے انتہا احتیاط واجب ہے مگر جب عمر ڈھل جائے اور جذبات میں ٹھہراؤ آجائے تو مذکورہ فعل جائز ہے۔

باب: ۱۰۷- مستحاضہ کا بیان اور یہ کہ (غیر میزہ) اپنے حیض کے دنوں کے برابر نماز چھوڑ دیا کرے

(المعجم ۱۰۷) - بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تُسْتَحَاضُ وَمَنْ قَالَ: تَدْعُ الصَّلَاةَ فِي عِدَّةِ الْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ (التحفة ۱۰۸)

۲۷۴- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت کو بہت خون آتا تھا تو اس کے لیے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اسے چاہیے کہ یہ عارضہ لاحق ہونے سے پہلے، مہینے (میں حیض) کے دنوں اور راتوں کی گنتی کا خیال کرے اور استحاضہ والے مہینے میں اسی اندازے سے نماز چھوڑ دے۔ جب یہ دن گزرے

۲۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَهْرَاقُ الدَّمَاءَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ : «لِتَنْظُرْ عِدَّةَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا

۲۷۳- تخریج : أخرجه البخاري ، الحيض ، باب مباشرة الحائض ، ح : ۳۰۲ ، ومسلم ، الحيض ، باب مباشرة الحائض فوق الإزار ، ح : ۲۹۳ من حديث أبي إسحاق سليمان الشيباني به .

۲۷۴- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي ، الطهارة ، باب ذكر الاغتسال من الحيض ، ح : ۲۰۹ من حديث مالك به ، وهو في الموطأ (بحی) : ۱ / ۶۲ (والقنبي) ، ص : ۸۰ ، وللحديث شواهد ، انظر ، ح : ۲۷۹ ، ۲۸۱ ، السنن مقطوع وحديث مسلم ، ح : ۳۳۳ يغني عنه .



۱- کتاب الطهارة . استحاضہ کے احکام و مسائل

الَّذِي أَصَابَهَا فَلَنتُكَ الصَّلَاةَ قَدَرٌ ذَلِكَ مِنْ الشَّهْرِ، فَإِذَا خَلَفْتَ ذَلِكَ فَلَتَغْتَسِلْ، ثُمَّ اور نماز پڑھتی رہے۔“
لَتَسْتَنْفِرُ بِنُوبٍ، ثُمَّ لِيُتَّصَلَ“.

☀️ **ملاحظہ:** ہر بالغ عورت کو ماہانہ نظام کے تحت جو خون آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں۔ اور یہ علامت ہوتی ہے کہ اس کا رحم خالی ہے۔ ابتدائے بلوغت ہی سے ہر عورت کو اپنی عادت کا بالعموم تجربہ ہو جاتا ہے۔ عام طور پر یہ خون سیاہی مائل ہوتا ہے لیکن اگر اس نظام میں خرابی آجائے اور خون کا آنا عادت سے بڑھ جائے تو اسے استحاضہ کہتے ہیں اور اس کی رنگت بھی مختلف ہی ہوتی ہے۔ بچے کی ولادت پر آنے والے خون کو نفاس کہتے ہیں۔ حیض اور نفاس کے ایام ناپاکی کے ایام شمار ہوتے ہیں مگر استحاضہ کے ایام طہارت کے شمار کیے جاتے ہیں اس بنا پر کہ یہ ایک مرض کی کیفیت ہوتی ہے۔

استحاضہ کا مسئلہ یوں ہے کہ اگر عورت کو اپنے حیض کی تواریخ معلوم اور اس کے ایام متعین ہوں اور یہ عارضہ لاحق ہو جائے تو وہ ان متعین دنوں کی نمازیں چھوڑ دے اور شوہر بھی اس سے علیحدہ رہے۔ اگر ایام اور تواریخ میں فرق آتا رہتا ہو تو سیاہی مائل خون کے ایام کو حیض کے ایام شمار کیا جائے لیکن اگر تواریخ اور ایام غیر متعین اور رنگت سے بھی امتیاز نہ ہو رہا ہو یا ابتدائے ہی سے استحاضہ کا عارضہ لاحق ہو گیا ہو تو چھ سات دن یا اپنے عزیز واقارب کی خواتین کی عادات کے مطابق حیض کے دن متعین کر لیے جائیں۔ ان دنوں میں نماز روزہ اور جماعت سے پرہیز کیا جائے۔ ان دنوں کے پورے ہونے پر غسل کر کے نماز روزہ شروع کر دے اور بعد ازاں ہر نماز کے لیے وضو کرتی رہے۔ اگر غسل کی ہمت ہو تو بہت افضل ہے۔ شوہر کو مباشرت کی بھی اجازت ہوگی۔ استحاضہ کی احادیث کا اس مختصر تمہید کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے۔

۲۷۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَهُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَأُ الدَّمَ- فَذَكَرَ مَعْنَاهُ - قَالَ: «إِذَا خَلَفْتَ ذَلِكَ وَخَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَتَغْتَسِلْ»، بِمَعْنَاهُ.

۲۷۵- ایک آدمی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ایک عورت کو بہت خون آتا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا..... اس روایت میں ہے کہ جب یہ دن گزر جائیں اور نماز کا وقت آجائے (یعنی نماز پڑھنے کے دن آجائیں) تو چاہیے کہ غسل کرے۔ باقی روایت سابقہ حدیث کے ہم معنی ہے۔

۲۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: ۲۷۶- ایک انصاری سے روایت ہے کہ ایک خاتون

۲۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۳۳ من حديث الليث بن سعد به، ورواه في معرفة السنن والآثار: ۴۷۴ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۲۷۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۳۳ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.



۱- کتاب الطہارۃ

استحاضہ کے احکام و مسائل

کو بہت زیادہ خون آتا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث لیٹ کے ہم معنی بیان کیا۔ کہا کہ جب یہ ایام گزار لے اور نماز کا وقت آجائے تو غسل کرے۔ اور اس کے ہم معنی ذکر کیا۔

حدثنا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَّاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَاقُ الدَّمَ، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ: «فَإِذَا خَلَفْتُهُنَّ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةَ فَلْتَعْتَسِلْ» وَسَاقَ مَعْنَاهُ.

۲۷۷- صحیح بن جویریہ نافع سے لیٹ کی اسناد سے اور اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ کہا: ”ایام حیض کی گنتی کے مطابق نماز چھوڑ دے۔ پھر جب نماز کا وقت ہو جائے (نماز کے ایام آجائیں) تو غسل کرے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔“

۲۷۷- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ اللَّيْثِ، وَمَعْنَاهُ: قَالَ: «فَلْتُزَكِّ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةَ فَلْتَعْتَسِلْ وَلْتَسْتَذِفِرْ بِتُوبٍ ثُمَّ تَصَلِّي.»

☀️ فائدہ: حاضر کو حیض سے پاک ہوتے ہی غسل کرنا واجب نہیں ہو جاتا بلکہ نماز کا وقت آنے پر واجب ہوتا ہے۔

۲۷۸- سلیمان بن یسار، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہی قصہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ ”نماز چھوڑ دے اور اس کے علاوہ میں غسل کرے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔“

۲۷۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فِيهِ: «تَدْعُ الصَّلَاةَ وَتَعْتَسِلُ فِيهَا سِوَى ذَلِكَ وَتَسْتَذِفِرُ بِتُوبٍ وَتَصَلِّي.»

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حماد بن زید نے بواسطہ ایوب یہ روایت بیان کی تو اس میں مستحاضہ خاتون کا نام فاطمہ بنت ابی حنیس بتایا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِيَ الْمَرْأَةَ الَّتِي كَانَتْ اسْتَحِضَتْ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: فَاطِمَةَ بِنْتُ أَبِي حَيْسٍ.

۲۷۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۳۳ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۲۷۴، ۲۷۶.

۲۷۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۳۴ من حديث وهيب به، وانظر، ح: ۲۷۴، ۲۷۷.



۱- کتاب الطہارۃ استفاضہ کے احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① حدیث ۲۷۹-۲۷۸ سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم مسئلے کی نوعیت وہی ہے جو ان میں بیان کی گئی ہے۔ ② علامہ احمد شاہ کرنے نقل کیا ہے کہ دور نبوی میں اس عارضے میں مبتلا خواتین کی تعداد دس تک شمار کی گئی ہے۔ علامہ منذری نے پانچ نام گنوائے ہیں۔ حمزہ بنت جحش، ان کی بہن ام حبیبہ فاطمہ بنت ابی جحش الاسدیہ سہلہ بنت سہیل القرشیہ اور ام المومنین سوہہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

۲۷۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ عِرَاكِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الدَّمِّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَرَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلَانَ دَمًا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «امْكُئِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْسِكُ حَيْضَتِكَ ثُمَّ اغْتَسِلِي».

۲۷۹- جناب عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے خون کے متعلق پوچھا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے ان کی لگن دیکھی تھی کہ خون سے بھری ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اس عارضہ سے پہلے کی عادت کے مطابق نماز سے رکی رہو جیسے کہ باقاعدہ تمہیں حیض روکتا تھا پھر غسل کر لو۔“

قال أبو داود: وَرَوَاهُ قُتَيْبَةُ بَيْنَ أَضْعَافَ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ فِي آخِرِهَا. وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَيُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ اللَّيْثِ فَقَالَا: جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا قتیبہ نے ایک حدیث میں بین السطور اس روایت کی سند میں جعفر کا نسب ”جعفر بن ربیعہ“ دوسری مرتبہ میں واضح کیا۔ (یعنی انہیں جعفر کے ابن ربیعہ ہونے میں شک تھا) جبکہ علی بن عیاش اور یونس بن محمد نے لیث سے روایت کیا تو ان دونوں نے بصراحت (بغیر شک کے) ”جعفر بن ربیعہ“ کہا۔

۲۸۰- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حَبِيبٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ

۲۸۰- جناب عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت ابی جحش رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور خون کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”یہ ایک رگ (کا خون) ہے۔ تم ذرا غور سے دیکھو جب تمہارا حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب

۲۷۹- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب المستحاضة و غسلها وصلاتها، ح: ۳۳۴/۶۵ عن قتیبہ بہ.

۲۸۰- تخریج: [إسناده ضعیف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الأقراء، ح: ۲۱۲ عن عیسی بن حماد بہ، وللحدیث شواهد، انظر، ح: ۲۷۴، ۲۷۸ * المنذر بن المغیرة مجهول، وثقه ابن حبان وحده.

۱- کتاب الطهارة

استحاضہ کے احکام و مسائل

حیض گزر جائے تو طہارت حاصل کرو اور دوسرے حیض کے ایام آنے تک نماز پڑھتی رہو۔“

﴿فَسَكَتَ إِلَيْهِ اللَّيْلُ﴾، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ، فَاَنْظِرِي إِذَا أَتَى قَرْوُكَ فَلَا تُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ قَرْوُكَ فَتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرَاءِ إِلَى الْقَرَاءِ».

☀ فائدہ: معلوم ہوا کہ اگر پہلے سے ایام و تواریخ معلوم و متعین ہوں تو ان ایام کو ایام حیض شمار کیا جائے اور اگر معلوم نہ ہوں تو خون کی رنگت سے اندازہ لگایا جائے۔

۲۸۱- جناب عروہ بن زبیر نے کہا کہ مجھ سے فاطمہ بنت ابی جیش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے اسماء سے کہا تھا یا اسماء نے مجھ سے بیان کیا کہ ان سے فاطمہ بنت ابی جیش نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ان ایام میں بیٹھتی رہے (اور نماز نہ پڑھے) جن میں (اس عارضے سے پہلے) بیٹھا کرتی تھی پھر غسل کرے۔

۲۸۱- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سَهْلِ بْنِ يَعْنَى أَبِي صَالِحٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ أَنَّهَا أَمَرَتْ أَسْمَاءَ أَوْ أَسْمَاءَ حَدَّثَتْنِي أَنَّهَا أَمَرَتْهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ أَنْ تَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَقْعُدَ الْأَيَّامَ الَّتِي كَانَتْ تَقْعُدُ ثُمَّ تَغْتَسِلُ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو قنادہ نے عروہ بن زبیر سے وہ زینب بنت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش کو استحاضہ ہو گیا تو نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور نماز پڑھے۔

قال أبو داؤد: وَرَوَاهُ قَنَادَةُ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشِ اسْتَحِضَتْ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَدْعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: قنادہ نے عروہ سے کچھ نہیں سنا ہے۔ اور ابن عیینہ نے زہری عن عمرة عن عائشة کی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے: ام حبیبہ کو

قال أبو داؤد: لَمْ يَسْمَعْ قَنَادَةَ مِنْ عُرْوَةَ شَيْئًا. وَزَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۲۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۳۱/۱ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۲۸۶، ۲۹۶، ۳۰۴، ورواه هشام بن عروة عن أبيه عند النسائي: ۱۱۶/۱، ح: ۲۰۱ * الزهري مدلس وعن حديث النسائي صحيح.



۱- کتاب الطہارۃ

استحاضہ کے احکام و مسائل

استحاضہ ہوتا تھا تو اس نے نبی ﷺ سے پوچھا آپ نے اسے حکم دیا کہ اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑے رہے۔

إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتْ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَدْعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ الفاظ ابن عیینہ کا وہم ہیں۔ حفاظ کی حدیث میں زہری سے وہی مروی ہے جو سہیل بن ابی صالح نے ذکر کیا۔

قال أبو داؤد: وهذا وهم من ابن عيينة، ليس هذا في حديث الحفاظ عن الزهري إلا ما ذكر سهيل بن أبي صالح.

اور حمیدی نے یہ حدیث ابن عیینہ سے روایت کی تو اس میں تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔ اور قمر بنت عمرو زوجہ مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: ”استحاضہ والی اپنے حیض کے ایام کی نمازیں چھوڑے رہے پھر غسل کرے۔“

وقد روى الحميدي هذا الحديث عن ابن عيينة، ثم يذكر فيه «تدع الصلاة أيام أقرائها». وروى قمر بنت عمرو زوج مسروق عن عائشة: «المستحاضة تترك الصلاة أيام أقرائها ثم تغتسل».

اور عبدالرحمن بن قاسم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اسے (استحاضہ کو) حکم دیا تھا کہ اپنے حیض کے ایام کے برابر نمازیں چھوڑ دے۔

وقال عبد الرحمن بن قاسم عن أبيه: أن النبي ﷺ أمرها أن تترك الصلاة قدر أقرائها.

اور ابو بشر جعفر بن ابی وشیہ نے عمر سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا..... اور اسی کے مثل ذکر کیا۔

وروى أبو بشر جعفر بن أبي وشية عن عكرمة عن النبي ﷺ قال: إن أم حبيبة بنت جحش استحيضت فذكر مثلها.

اور شریک نے ابوالیقظان سے وہ عدی بن ثابت سے وہ اپنے والد سے وہ اس (عدی) کے نانا سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ”استحاضہ والی اپنے حیض کے ایام کی نمازیں چھوڑے رہے پھر غسل کرے اور نماز پڑھے۔“

وروى شريك عن أبي اليقظان، عن علي بن ثابت، عن أبيه، عن جدّه عن النبي ﷺ: «المستحاضة تدع الصلاة أيام أقرائها ثم تغتسل وتصلّي».

اور علاء بن مسیب نے حکم سے انہوں نے ابو جعفر سے روایت کیا کہا: سو وہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا تو نبی ﷺ

وروى علاء بن المسيب عن الحكم، عن أبي جعفر قال: إن سودة



استحاضہ کے احکام و مسائل

نے ان کو حکم دیا: ”جب ان کے ایام گزر جائیں تو غسل کریں اور نماز پڑھیں۔“

اور سعید بن جبیر نے حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ مستحاضہ اپنے ایام حیض میں بیٹھی رہے۔ اور ایسے ہی عمار مولیٰ بنی ہاشم اور طلق بن حبیب نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا۔ اور ایسے ہی معقل ثعمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور شعبی نے قمبر زوجہ مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حسن سعید بن مسیب عطاء مکتول ابراہیم سالم اور قاسم کا یہی قول ہے کہ مستحاضہ اپنے ایام حیض کی نمازیں چھوڑے رہے۔

اسْتُحِضَّتْ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَضَتْ أَيَّامَهَا اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ.

وَرَوَى سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ: الْمُسْتَحَاضَةُ تَجْلِسُ أَيَّامَ قُرَيْئِهَا. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَمَّارٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ وَطَلْقُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَعْقِلُ الْخَثْعَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ. وَكَذَلِكَ رَوَى الشَّعْبِيُّ عَنْ قَمْبِيرٍ امْرَأَةٍ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ.

قال أبو داؤد: وهو قول الحسن وسعيد بن مسيب وعطاء مکتول وإبراهيم وسالم والقاسم أن المستحاضة تدع الصلاة أيام أقرانها.

فوائد و مسائل ①: یہ احادیث اور اقوال ایسی عورتوں کے بارے میں ہیں جن کی سابقہ عادت معلوم و متعین ہو۔

② حدیث ۲۸۱۲۸ بھی سداً ضعیف ہیں، لیکن ان میں بیان کردہ مستحاضہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ۱۰۸) - [بَابُ مَنْ رَوَى أَنَّ

الْحَيْضَةُ إِذَا أَدْبَرَتْ لَا تَدْعُ الصَّلَاةَ]

(التحفة ۱۰۹)

۲۸۲- جناب عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں انہوں نے کہا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میں ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ ہوتا ہے اور پاک نہیں ہوتی ہوں تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ ایک رگ (کا خون ہوتا)

۲۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّقَلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي

۲۸۲- تخريج: أخرجه البخاري، الحيف، باب الاستحاضة، ح: ۳۰۶، ومسلم، الحيف، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۳ من حديث هشام به.



۱- کتاب الطہارۃ

استحاضہ کے احکام و مسائل
ہے، حیض نہیں۔ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور
جب ختم ہو جائے تو اپنے سے خون دھو اور نماز پڑھو۔“

امْرَأَةٌ أَسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ، أَفَادَعُ
الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ
بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةَ فَدَعِي
الصَّلَاةَ، فَإِذَا أَذْبَرَتْ نَاغِسِلِي عَنْكَ الدَّمَ
ثُمَّ صَلِّي.»

۲۸۳- تعنی نے مالک کے واسطے سے ہشام سے
بسد زہیر اسی کے ہم معنی بیان کیا کہا: ”جب حیض آئے
تو نماز چھوڑ دو۔ اور جب اس کے بقدر (بقدر عادت
سابق ایام) گزر جائیں تو خون کو دھو اور نماز پڑھو۔“

۲۸۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
هِشَامٍ بِإِسْنَادٍ زُهَيْرٍ وَمَعْنَاهُ قَالَ: «إِذَا
أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَأَتْرُبِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا
ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي الدَّمَ عَنْكَ وَصَلِّي.»

باب: ۱۰۹- (استحاضہ کو) جب حیض آئے تو نماز
چھوڑ دے

(المعجم ۱۰۹) - بَابُ: إِذَا أَقْبَلَتْ
الْحَيْضَةَ تَدَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۰)

۲۸۴- بیہ سے روایت ہے، کہا کہ میں نے ایک
عورت کو سنا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ رہی تھی کہ
جس عورت کا نظام حیض خراب ہو گیا ہو اور اسے بہت
زیادہ خون آتا ہو (تو وہ کیا کرے؟) تو (انہوں نے کہا)
مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں اسے کہوں کہ
اتنے دن انتظار کرے جتنے کہ ہر مہینے سے حیض آتا تھا
جب کہ اس کا حیض صحیح تھا تو اس قدر ایام شمار کرے اور
ان میں نماز چھوڑے رہے پھر غسل کرے۔ کپڑے سے
لگوت باندھے اور نماز پڑھے۔

۲۸۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ عَنْ بُيَيْتَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ
امْرَأَةً تَسْأَلُ عَائِشَةَ عَنْ امْرَأَةٍ فَسَدَّ حَيْضُهَا
وَأَهْرَيْتَتْ دَمًا، فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ
أَمْرَهَا فَلْتَنْظُرَ قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحِيضُ فِي كُلِّ
شَهْرٍ وَحَيْضُهَا مُسْتَقِيمٌ فَلْتَعْتَدَ بِقَدْرِ ذَلِكَ مِنَ
الْأَيَّامِ ثُمَّ لْتَدْعِ الصَّلَاةَ فِيهِنَّ أَوْ بِقَدْرِهِنَّ ثُمَّ
لْتَغْتَسِلَ ثُمَّ لْتَسْتَدْفِرَ بِتَوْبٍ ثُمَّ تَصَلِّيَ.

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن مسئلہ صحیح ہے۔

۲۸۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح: ۳۰۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(يحيى): ۶۱/۱ (والقنبي، ص: ۷۹، ۸۰)، وانظر الحديث السابق.
۲۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۴۳/۱ من حديث أبي داود به * بهية لا تعرف وأبو عقيل يحيى
ابن المتوكل ضعيف وقال الذهبي: "ضعفوه" (الكاشف: ۳/۲۳۳).



۱- کتاب الطہارۃ

استحاضہ کے احکام و مسائل

۲۸۵- جناب عروہ بن زبیر اور عمرہ وہ دونوں ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو جو کہ رسول اللہ ﷺ کی سالی اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کی زوجیت میں تھیں، استحاضہ شروع ہو گیا اور سات سال تک رہا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ (کا خون) ہے، تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔“

۲۸۵- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَقِيلٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ الْمِصْرِيُّانِ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشِ خَتَنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَحَتَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنَ عَوْفٍ اسْتَحْيَضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَاعْتَسِلِي وَصَلِّي.»

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا اوزاعی نے اس حدیث میں یہ سن کر ہری عن عروہ و عمرہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا یہ اضافہ کیا کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ شروع ہو گیا اور یہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کی زوجیت میں تھی، اسے سات سال تک یہ عارضہ رہا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا: ”جب حیض آجائے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔“

قال أبو داؤد: زَادَ الْأَوْزَاعِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَحْيَضْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ وَهِيَ تَحَتَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفِ بْنِ سَبْعِ سِنِينَ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاعْتَسِلِي وَصَلِّي.»

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ جملہ [إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاعْتَسِلِي وَصَلِّي] زہری کے شاگردوں میں سے اوزاعی کے علاوہ کسی نے ذکر نہیں کیا ہے۔ اس روایت کو زہری سے عمرو

قال أبو داؤد: وَلَمْ يَذْكُرْ هَذَا الْكَلَامَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ غَيْرُ الْأَوْزَاعِيِّ. وَرَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ وَاللَيْثُ وَيُونُسُ وَابْنُ أَبِي

۲۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة و غسلها و صلاتها، ح: ۳۳۴/ ۶۴ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ۳۲۷ من حديث ابن شهاب الزهري به، وصرح بالسماع عند النسائي، ح: ۲۰۴.



۱- کتاب الطہارۃ

استحاضہ کے احکام و مسائل

ذَنْبٍ وَمَعْمَرٌ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَسُلَيْمَانُ
ابْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَسُفْيَانُ بْنُ
عُيَيْنَةَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا هَذَا الْكَلَامَ.

بن حارث، لیث، یونس، ابن ابی ذئب، معمر، ابراہیم بن
سعد، سلیمان بن کثیر، ابن اسحاق اور سفیان بن عیینہ نے
روایت کیا ہے، مگر یہ حضرات یہ جملہ ذکر نہیں کرتے۔

قال أبو داود: وَإِنَّمَا هَذَا لَفْظِ حَدِيثِ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ.

امام ابو داود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ لفظ صرف ہشام بن عروہ نے
بواسطہ اپنے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہیں۔

قال أبو داود: وَزَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِيهِ
أَيْضًا، أَمْرَهَا أَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أَيَّامَ
أَقْرَانِهَا وَهُوَ وَهُمْ مِنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ.
وَحَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ الزُّهْرِيِّ
فِيهِ شَيْءٌ وَيَقْرُبُ مِنَ الَّذِي زَادَ
الْأَوْزَاعِيُّ فِي حَدِيثِهِ.

امام ابو داود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عیینہ نے یہ اضافہ بھی
کیا ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا: ”اپنے حیض کے ایام
میں نماز چھوڑ دے۔“ اور یہ ابن عیینہ کا وہم ہے۔ اور محمد
بن عمرو عن زہری کی روایت میں بھی کچھ (وہم) ہے (جو
اس کے بعد آ رہی ہے) اور یہ اسی کے قریب قریب ہے
جو ازاعی نے اپنی حدیث میں اضافہ کیا ہے۔

۲۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

۲۸۶- جناب عروہ بن زبیر، فاطمہ بنت ابی جیش

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ
يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ
عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي
حُبَيْشٍ قَالَ: إِنَّهَا كَانَتْ تَسْتَحَاضُ، فَقَالَ
لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضَةِ فَإِنَّهُ
دَمٌ أَسْوَدٌ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَمْسِكِي
عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا كَانَ الْآخِرُ فَتَوَضَّئِي
وَصَلِّي فَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ».

سے راوی ہیں کہا کہ انہیں (فاطمہ کو) استحاضہ آتا تھا تو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ”جب خون حیض کا ہو جو کہ
سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے تو جب یہ آئے تو
نماز سے رکی رہو اور جب دوسرا ہو تو وضو کرو اور نماز
پڑھو۔ یہ ایک رگ ہوتی ہے۔“

قال أبو داود: قال ابن المثنى:

امام ابو داود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد بن ثنی نے کہا کہ ابن

حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ مِنْ كِتَابِهِ هَكَذَا

ابی عدی نے ہمیں اپنی کتاب سے ایسے ہی بیان کیا (یعنی

۲۸۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة، ح: ۱۱۶
عن محمد بن المثنى به، و صححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۳۴۵، والحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۱۷۴، ووافقه
الذهبي، وللحديث شواهد، انظر، ح: ۲۸۱* الزهري عنن.



۱- کتاب الطہارۃ

استحاضہ کے احکام و مسائل

عروہ اور فاطمہ کے مابین کوئی واسطہ نہیں تھا) اور بعد میں جب اپنے حفظ سے روایت کیا تو اس سند میں عائشہ کا ذکر کیا، کہا کہ فاطمہ کو استحاضہ آتا تھا۔ پھر پر والی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهِ بَعْدُ حِفْظًا. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انس بن سیرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مستحاضہ کے بارے میں بیان کیا کہ جب وہ خوب گہرا سرخ خون دیکھے تو نماز نہ پڑھے اور جب طہر محسوس کرے اگرچہ ایک گھڑی ہی ہو تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ قَالَ: إِذَا رَأَتْ الدَّمَ الْبَحْرَانِيَّ فَلَا تُصَلِّيْ وَلَا إِذَا رَأَتْ الطُّهْرَ وَلَوْ سَاعَةً فَلْتَغْتَسِلْ وَتُصَلِّيْ.

مخول نے کہا ہے کہ عورتوں کے لیے حیض کا معاملہ پوشیدہ نہیں ہوتا۔ یہ خون سیاہ اور گاڑھا ہوتا ہے۔ جب یہ ختم ہو جائے گاڑھا نہ رہے اور زرد رنگ ہو جائے تو یہ استحاضہ ہوتا ہے، تو چاہیے کہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔

قَالَ مَكْحُولٌ: إِنَّ النِّسَاءَ لَا تَخْفَى عَلَيْهِنَّ الْحَيْضَةُ، إِنَّ دَمَهَا أَسْوَدٌ غَلِيظٌ، فَإِذَا ذَهَبَ ذَلِكَ وَصَارَتْ صُفْرَةً رَقِيْقَةً فَإِنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ فَلْتَغْتَسِلْ [وَلْتُصَلِّ].

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: حماد بن زید نے یہ سند یحییٰ بن سعید سعید بن مسیب سے مستحاضہ کے بارے میں روایت کیا ہے: جب اسے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ تَرَكَتِ الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَذْبَرَتْ اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ.

یحییٰ اور کچھ دوسروں نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے: (مستحاضہ) اپنے حیض کے ایام میں بیٹھی رہے۔

وَرَوَى شَمِيٌّ وَغَيْرُهُ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ: تَجْلِسُ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا.

ایسے ہی حماد بن سلمہ نے یحییٰ بن سعید کے واسطے سے سعید بن مسیب سے روایت کیا۔

وَكَذَلِكَ رَوَاهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یونس حسن بصری سے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى يُونُسُ عَنِ



بیان کرتے ہیں: حیض والی کا خون جب طول پکڑ جائے تو حیض کے بعد ایک دو دن تک دیکھے (اگر رک جائے تو بہتر) ورنہ یہ استحاضہ ہے۔

تمہی نے قتادہ سے بیان کیا کہ جب اس کے ایام حیض پر پانچ دن زیادہ ہو جائیں تو نماز پڑھنا شروع کر دے۔ تمہی کہتے ہیں کہ میں دنوں کو کم کرتے کرتے دو دن تک پہنچا تو کہا اگر (معروف ایام سے) دو دن زیادہ ہو جائیں تو یہ حیض ہی کے ہوں گے۔ ابن سیرین سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ عورتوں کو اس کا بخوبی علم ہوتا ہے۔

الحَسَنُ: الْحَائِضُ إِذَا مَدَّ بِهَا الدَّمُ تُمَسِّكُ بَعْدَ حَيْضَتِهَا يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ.

وقال التَّمِيمِيُّ عن قَتَادَةَ: إِذَا زَادَ عَلَى أَيَّامِ حَيْضِهَا حَمْسَةُ أَيَّامٍ [فَلْتَصَلَّ]. قال التَّمِيمِيُّ: فَجَعَلْتُ أَنْقِصُ حَتَّى بَلَغْتُ يَوْمَيْنِ، فقال: إِذَا كَانَ يَوْمَيْنِ فَهُوَ مِنْ حَيْضِهَا. وَسُئِلَ ابْنُ سِيرِينَ عَنْهُ فقال: النِّسَاءُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ.

۲۸۷- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عن إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ طَلْحَةَ، عن عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ، عن أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قالت: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ، فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَمَا تَرَى فِيهَا قَدْ مَنَعْتَنِي الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ؟ فقال: «أَنْعَمْتَ

۲۸۷- عمران بن طلحہ اپنی والدہ حمزہ بنت جحش سے روایت کرتے ہیں۔ حمزہ نے بتایا کہ مجھے بہت زیادہ اور بڑا سخت استحاضہ ہوتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی کہ آپ سے مسئلہ پوچھوں اور آپ کو اپنی حالت بتاؤں تو میں نے آپ کو اپنی بہن زینب بنت جحش سے گھر میں پایا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایسی عورت ہوں جسے بہت سخت شدید استحاضہ ہوتا ہے آپ کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ اس نے مجھے نماز اور روزے سے بھی روک رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ تم روٹی رکھ لیا کرو اس سے خون رک جائے گا۔“ اس (حمزہ) نے کہا: یہ اس سے زیادہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر کپڑا باندھ لیا

۲۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المستحاضة: أنها تجمع بين الصلاتين بغسل واحد، ح: ۱۲۸ من حديث زهير به وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۶۲۲، ۶۲۷، وحسنه البغوي في شرح السنة: ۳۲۶ * ابن عقیل ضعيف، تقدم، ح: ۱۲۶.

کرو۔“ میں نے کہا: یہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے میرے تو تُمَلَّی (دھار) بہتی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: ”میں تمہیں دو باتیں بتاتا ہوں ان میں سے جو بھی اختیار کر لو کافی ہے۔ اگر دونوں کی ہمت ہو تو یہ تمہیں معلوم ہو گا۔“ آپ نے اس سے فرمایا: ”یہ دراصل شیطانی پکوکا ہے۔ پس تم (ہر مہینے) اللہ کے علم کے مطابق چھ یا سات دن حیض کے شاکر پڑھو غسل کر لو حتیٰ کہ جب تم اپنے آپ کو پاک صاف سمجھو تو تیس یا چوبیس دن رات نماز پڑھتی رہو اور روزے رکھو تمہیں یہ کافی ہے اور ہر مہینے ویسے ہی کیا کرو جیسے کہ عام عورتیں اپنے حیض اور طہر کے دنوں میں کرتی ہیں۔“

(دوسری صورت) اور اگر ہمت ہو تو ظہر کو مؤخر اور عصر کو جلدی کر کے ان دنوں کو جمع کر لو اور ان کے لیے ایک غسل کرو۔ پھر مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی کرتے ہوئے ایک غسل کر لو اور ان نمازوں کو جمع کر کے پڑھ لو۔ اور فجر کی نماز کے لیے (بھی) غسل کر لو۔ اگر تم یہ کر سکتی ہو تو کر لیا کرو اور روزے بھی رکھتی جاؤ۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور یہ (دوسری) صورت ان دنوں میں سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔“

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا اس روایت کو عمرو بن ثابت نے ابن عقیل سے نقل کیا اور کہا: حسن نے کہا: ”یہ صورت میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔“ اس قول کو اس نے

لَكَ الْكُرْسُفُ فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ». قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «فَاتَّخِذِي نَوْبًا». فَقَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّمَا أُتِجُ نَجًّا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَامُرُكُ بِأَمْرَيْنِ أَيُّهُمَا فَعَلْتِ أَجْزَى عَنكَ مِنَ الْآخِرِ، فَإِنْ قَوَيْتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ» قَالَ لَهَا: «إِنَّمَا هَذِهِ رَكُضَةٌ مِنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ، فَتَحْيِضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ، تَعَالَى ذِكْرُهُ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، حَتَّى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكَ قَدْ طَهَّرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّي ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا وَصُومِي فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزئُكَ، وَكَذَلِكَ فَافْعَلِي كُلَّ شَهْرٍ كَمَا يَحِضُنَ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهُرُنَ مِيقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطَهْرِهِنَّ، فَإِنْ قَوَيْتِ عَلَيَّ أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي العَصْرَ فَتَعْتَسِلِي، وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَتُؤَخِّرِينَ المَغْرَبَ وَتُعَجِّلِينَ العِشَاءَ ثُمَّ تَعْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي وَتَعْتَسِلِينَ مَعَ الفَجْرِ فَافْعَلِي وَصُومِي إِنْ قَدَرْتِ عَلَيَّ ذَلِكَ». قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَهَذَا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ».

قال أبو داؤد: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ فَقَالَ: قَالَتْ حَمْنَةُ: هَذَا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ، لَمْ يَجْعَلْهُ قَوْلٌ



۱- کتاب الطہارۃ

النَّبِيِّ ﷺ، جَعَلَهُ كَلَامَ حَمَنَةٍ.

قال أَبُو دَاوُدَ: كَانَ عَمْرُو بْنُ ثَابِتٍ رَافِضِيًّا وَذَكَرَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ [ولكنه كان صدوقاً في الحديث].

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: حَدِيثُ ابْنِ عَقِيلٍ فِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا کہتے تھے کہ ابن عقیل کی حدیث کے بارے میں میرے دل میں کچھ (تردد) ہے۔

فائدہ: حدیث ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸ بھی سداً ضعیف ہیں۔ علامہ شوکانی السیل الجرار (ج: ۱، ص: ۱۳۹) میں کہتے ہیں: ”استحاضہ کے لیے غسل کے مسئلہ میں کئی احادیث آئی ہیں اور اکثر سنن ابی داؤد میں ہیں مگر حفاظ محمدین کی ایک جماعت نے انہیں بصرحت ناقابل حجت قرار دیا ہے۔ اگر بر بنائے قاعدہ ”احادیث بعض بعض کے لیے تقویت کا باعث ہوتی ہیں۔“ انہیں صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو صحیحین وغیرہ میں وارد صحیح ترین اور قوی ترین احادیث کے مقابلے میں ان کو پیش نہیں کیا جاسکتا۔ صحیحین کی روایات میں حیض کے ختم ہونے پر صرف ایک غسل کا حکم دیا ہے اور ضروری ہے کہ اس قسم کے پر مشقت حکم کے لیے ایسی دلیل ہو جو چمکتے سورج کی مانند روشن ہو کجا یہ کہ ضعیف اور ناقابل حجت روایات سے ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔“ (مترجم عرض کرتا ہے کہ استحباب و فضیلت میں توشہ نہیں ہے جیسے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے عمل سے ثابت ہے۔ مزید اگلے باب کی احادیث ملاحظہ ہوں۔)

باب ما رُوِيَ أَنَّ (المعجم ۱۱۰) - باب ما رُوِيَ أَنَّ

المُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ

(التحفة ۱۱۱)

۲۸۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَقِيلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرُو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ حَتَنَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَتَحَتَّ

۲۸۸- جناب عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتائی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو کہ رسول اللہ ﷺ کی سالی اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں ان کو سات سال تک استحاضہ رہا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

۲۸۸- تخریج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ۲۸۵.



۱- کتاب الطهارة

استحاضہ کے احکام . مسال

”یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ (کا خون) ہے لہذا غسل کرو اور نماز پڑھو۔“ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنی بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ایک لگن میں غسل کرتیں تو خون کی سرخی پانی پر چھا جاتی تھی۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ اسْتَحِضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَأَغْتَسِلِي وَصَلِّي». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَبٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتَّى تَعْلُو حُمْرَةَ الدَّمِ الْمَاءَ.

☀️ فائدہ: ”غسل کرو اور نماز پڑھو“ کا مطلب ہے ایام حیض کے ختم ہونے کے بعد غسل کرو اور نماز پڑھنا شروع کرو۔ اس سے مقصود ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دینا تھا نہ اس سے اس کا اثبات ہی ہوتا ہے۔ اس سے اگر کسی نے ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم سمجھا ہے تو یہ اس کا اپنا فہم ہے علاوہ ازیں کسی بھی صحیح حدیث میں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم نہیں ہے۔



۲۸۹- عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث روایت کرتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

۲۸۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنبَسَةُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرْتَنِي عَمْرَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

۲۹۰- عمرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔ اس میں کہا: چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

۲۹۰- حَدَّثَنَا يَزِيدُ [بْنُ] خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبِ الْهَمْدَانِيِّ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

(اختلاف اسانید کا بیان) امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حدیث قاسم بن مبرور نے یونس سے وہ ابن شہاب

قال أبو داؤد: قال القاسم بن مبرور عن يونس، عن ابن شِهَابٍ، عن عَمْرَةَ،

۲۸۹- تخریج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ۲۸۵.

۲۹۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۴ من حديث الليث بن سعد.

۱- کتاب الطہارۃ

استحاضہ کے احکام و مسائل

سے وہ عمرہ سے وہ عائشہ سے انہوں نے ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اور ایسے ہی عمر نے زہری سے اس نے عمرہ سے اس نے عائشہ سے روایت کی ہے لیکن عمر نے کبھی عن عمرہ عن ام حبیبہ کہا ہے اور ایسے ہی ابراہیم بن سعد اور ابن عمیرہ (دونوں) نے زہری سے وہ عمرہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ ابن عمیرہ نے اپنی روایت میں کہا کہ (زہری نے) یہ نہیں کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غسل کرنے کا حکم دیا تھا۔

۲۹۱- جناب عروہ اور عمرہ بنت عبد الرحمن (دونوں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو سات سال تک استحاضہ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ غسل کریں چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

اوزاعی نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

۲۹۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ام حبیبہ

بنت جحش رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں استحاضہ آتا رہا تو آپ نے انہیں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دیا اور حدیث بیان کی۔

عن عائشَةَ، عن أم حَبِيبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ - وَرَبِّمَا قَالَ مَعْمَرٌ: عن عَمْرَةَ عن أم حَبِيبَةَ بِمَعْنَاهُ - وَكَذَلِكَ رَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ بن سَعْدٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ. وقال ابن عُيَيْنَةَ في حَدِيثِهِ: وَلَمْ يَقُلْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ.

۲۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ

المُسَيَّبِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي عن ابنِ أَبِي ذُئْبٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ اسْتُحِضَّتْ سَبْعَ سِنِينَ فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَغْتَسِلَ، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ أَيْضًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

۲۹۲- حَدَّثَنَا هَنَادُ بنُ السَّرِيِّ عن

عَبْدَةَ، عن ابنِ إِسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ اسْتُحِضَّتْ في عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا بِالْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۲۹۱- تخریج: أخرجه البخاري، الحیض، باب عرق الاستحاضة، ح: ۳۲۷ من حدیث ابنِ ابي ذئب، ومسلم،

الحیض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۴ من حدیث ابنِ شہاب به باختلاف يسير.

۲۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد، ح: ۲۳۷/۶ من حدیث محمد بنِ إسحاق بنِ يسار به وانظر، ح: ۲۹۰


من محمد بنِ إسحاق عنمن.

۱- کتاب الطہارۃ

استحاضہ کے احکام و مسائل

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اسے ابو الولید طیالیسی نے روایت کیا ہے مگر میں نے ان سے سنا نہیں ہے (بلکہ بالواسطہ سنا ہے)۔ (طیالیسی نے) سلیمان بن کثیر سے وہ زہری سے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہا: زینب بنت جحش کو استحاضہ ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ”ہر نماز کیلئے غسل کیا کرو۔“ اور حدیث بیان کی۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اسے عبدالصمد نے سلیمان بن کثیر سے روایت کیا تو کہا: ”ہر نماز کیلئے وضو کیا کرو۔“ مگر یہ عبدالصمد کا وہم ہے۔ اس بارے میں ابو الولید کا قول صحیح ہے۔

 توضیح: شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابو الولید طیالیسی کی روایت میں صحیح تریہ ہے کہ یہ خاتون ام حبیبہ بنت جحش تھیں۔

۲۹۳- جناب ابوسلمہ کہتے ہیں کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت کو بہت زیادہ خون آتا تھا اور وہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ ”ہر نماز کے وقت غسل کرے اور نماز پڑھا کرے۔“

(یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا کہ مجھے ابوسلمہ نے بتایا کہ) ام بکر نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جسے

قال أبو داؤد: وَرَوَاهُ أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَلَمْ أَسْمَعُهُ مِنْهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: «اسْتَحِضَّتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: «اغْتَسِلِي لِكُلِّ صَلَاةٍ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

قال أبو داؤد: وَرَوَاهُ عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: «تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا وَهُمْ مِنْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْقَوْلُ فِيهِ قَوْلُ أَبِي الْوَلِيدِ.

۲۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَأَقُ الدَّمَ وَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتَصَلِّيَ.

وأخبرني أَنَّ أُمَّ بَكْرٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرِيهَا بَعْدَ الطُّهُرِ: «إِنَّمَا



۲۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۵۱/۱ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۱۵ * حديث أم بكر ضعيف لجهالة حالها، أخرجه ابن ماجه، ح: ۶۶۶، يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن.

ہی» أو قال: «إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ» أو قال: کہ طہر شروع ہونے کے بعد کوئی شک والی کیفیت درپیش ہو۔ ”بے شک یہ رگ (کا خون) ہے۔“ (الفاظ میں شک ہے) إِنَّمَا هِيَ عِرْقٌ يَا إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ يَاعْرُوقُ

قال أبو داود: في حديث ابن عقييل الأَمْرَانِ جَمِيعًا. قال: «إِنْ قَوَيْتَ فَأَغْتَسِلِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَإِلَّا فَاجْمَعِي» كما قال القاسم في حديثه. وقد روي هذا القول عن سعيد بن جبير عن علي بن عباس. وابن عباس.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: ابن عقیل کی روایت میں دونوں باتیں جمع ہیں: آپ نے فرمایا: ”اگر طاققت رکھتی ہو تو ہر نماز کے لیے غسل کر لیا کرو ورنہ جمع کر لو۔“ جیسے کہ قاسم نے اپنی روایت میں بیان کیا۔ اور یہی قول سعید بن جبیر نے حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

☀️ فائدہ: روایت ۲۹۲ اور ۲۹۳ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے ہر نماز کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ جنس سے پاک ہونے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کافی ہے۔ حدیث ۲۹۰ اور ۲۹۱ میں حضرت ام حبیبہ کا ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا جو عمل بیان کیا گیا ہے اس کی بابت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا اپنی پسند سے تھا، انہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار، باب غسل المستحاضة لكل صلاة، ۱/۸۳، ۲۸۳) لیکن شیخ البانی اور دیگر بعض حضرات نے حدیث ۲۹۲، ۲۹۳ کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن ابی داود، تعلیقات السیال الحرار، ۱/۳۲۸، ۳۲۷) اس میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک مرتبہ غسل ضروری ہے تاہم ہر نماز کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۱۱) - باب مَنْ قَالَ: تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَتَغْتَسِلُ لَهُمَا غَسْلًا (التحفة ۱۱۲)

باب: ۱۱۱- ان حضرات کے دلائل جو قائل ہیں کہ مستحاضہ نماز میں جمع کرے اور ہر دو نمازوں کے لیے ایک غسل کرے

۲۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَحِضَّتْ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ

۲۹۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت کو استحاضہ آنے لگا تو اسے حکم دیا گیا کہ نماز عصر کو جلدی اور ظہر کو مؤخر کرے۔ اور ان دونوں (نمازوں) کے لیے ایک

۲۹۴- تخریج: [سننہ صحیح] أخرجه النائي، الطهارة، باب ذكر اغتسال المستحاضة، ح: ۲۱۴ من حديث شعبة به.

۱- کتاب الطہارۃ

استحاضہ کے احکام و مسائل
 غسل کرے۔ اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی کرے
 اور ان دونوں کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کی نماز کے
 لیے ایک غسل کرے۔ میں نے (یعنی شعبہ نے)
 عبدالرحمن سے کہا: کیا یہ نبی ﷺ سے مروی ہے؟ انہوں
 نے کہا: میں تجھے جو بھی بیان کرتا ہوں وہ نبی ﷺ ہی کی
 حدیث ہوتی ہے۔

رسولِ اللہ ﷺ، فَأَمَرْتُ أَنْ تُعَجِّلَ الْعَصْرَ
 وَتُؤَخِّرَ الظُّهْرَ وَتَغْتَسِلَ لَهْمَا غُسْلًا، وَأَنْ
 تُؤَخِّرَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ
 لَهْمَا غُسْلًا، وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ
 غُسْلًا. فَقُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَنِ النَّبِيِّ
 ﷺ؟ فَقَالَ: لَا أُحَدِّثُكَ - إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ
 ﷺ - بِشَيْءٍ.

🌞 فوائد و مسائل: یہ عورت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا تھیں جیسے کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ اور یہ غسل مستحب ہے۔
 ورنہ ایک ہی غسل کافی ہے جیسے کہ اگلے باب کی احادیث میں آ رہا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحب عذر اور
 مریض نمازوں کو جمع بھی کر سکتا ہے۔

۲۹۵-۱م المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
 سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کو استحاضے کا عارضہ ہو گیا تو وہ نبی
 ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ
 ہر نماز کے لیے غسل کیا کریں، مگر جب وہ اس سے
 مشقت میں پڑ گئیں تو انہیں حکم دیا کہ ظہر و عصر کی نماز ایک
 غسل کے ساتھ جمع کریں اور مغرب و عشاء کو ایک غسل
 کے ساتھ اور صبح کے لیے ایک غسل کیا کریں۔

۲۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى:
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ
 ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
 الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ
 سَهْلَةَ بِنْتُ سَهِيلٍ اسْتَحِيضَتْ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ
 ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ،
 فَلَمَّا جَهَدَهَا ذَلِكَ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ
 الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يَغْسِلُ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
 يَغْسِلُ وَتَغْتَسِلَ لِلصُّبْحِ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا اس روایت کو ابن عیینہ نے عبدالرحمن
 بن قاسم سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ کہا:
 ایک عورت کو استحاضہ ہو گیا اس نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ
 نے اس کو حکم دیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قال أبو داؤد: وَرَوَاهُ ابْنُ عِينَةَ عَنْ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ
 قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً اسْتَحِيضَتْ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ
 ﷺ فَأَمَرَهَا بِمَعْنَاهُ.

۲۹۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۵۲، ۳۵۳ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق،
 وحديث ابن عيينة رواه البيهقي: ۱/ ۳۵۳ * ابن إسحاق وسفيان مدلسان وعتنا.



۲۹۶- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ اسْتَحْيَضَتْ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ تَصَلِّ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سُبْحَانَ اللَّهِ! إِنَّ هَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ، لِتَجْلِسَ فِي مِرْكَانٍ، فَإِذَا رَأَتْ صُفْرَةَ فَوْقَ الْمَاءِ فَلْتَغْتَسِلْ لِلظُّهْرِ وَالْعَصْرِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلْ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلْ لِلْفَجْرِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَوَضَّأَ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ».

۲۹۶- سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ بنت ابی حبیص رضی اللہ عنہا کو اتنی مدت سے استحاضہ ہو رہا ہے اور وہ نماز نہیں پڑھ سکی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! یہ شیطانی اثر ہے۔ اسے چاہیے کہ ٹب میں بیٹھے، اگر پانی پر زردی غالب ہو تو چاہیے کہ ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے اور ان کے مابین وضو کرے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مُجَاهِدٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَمَّا اسْتَدَّ عَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا اس حدیث کو مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب اس پر (ہر نماز کے لیے) غسل مشکل ہو گیا تو اسے حکم دیا کہ دو نمازوں کو جمع کر لیا کرے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَهُوَ قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ النَّحْعِيِّ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: اور اسے ابراہیم نخعی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے اور ابراہیم نخعی اور ایسے ہی عبد اللہ بن شداد کا بھی یہی قول ہے۔

(المعجم ۱۱۲) - باب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ مِنْ طَهْرٍ إِلَى طَهْرٍ (التحفة ۱۱۳)

باب ۱۱۲- ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ طہر سے طہر تک ایک ہی غسل کرے

۲۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بِنِ

۲۹۷- جناب عدی بن ثابت اپنے والد سے وہ

۲۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۲۱۵، ۲۱۶، ح: ۸۲۸ من حديث خالد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۱۷۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد الزهري عنعن.

۲۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن المستحاضة توضع لكل صلاة، ۴۴



۱- کتاب الطهارة

استحاضہ کے احکام و مسائل

اس (عدی) کے نانا سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا: ”اپنے حیض کے ایام کی نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے اور ہر نماز کے لیے وضو کیا کرے۔“

زِيَادُ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي الْيَقْظَانَ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: «تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَفْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي وَالْوُضُوءُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: عثمان نے زیادہ کیا: ”روزے رکھے اور نماز پڑھے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: زَادَ عُثْمَانُ «وَتَصُومُ وَتُصَلِّي».

☀️ فائدہ: اور یہی بات دلائل کے اعتبار سے قوی ہے اور جمہور اسی کے قائل ہیں اور دیگر احادیث کہ ہر نماز کے لیے غسل یا دو نمازوں کے لیے غسل یہ سب استحباب کے معنی میں ہے۔ یعنی اس عمل کو نفل، مستحب اور باعث اجر و ثواب سمجھا جانا چاہیے۔



۲۹۸-۱۱ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی جیش رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور (راوی نے) ان کا واقعہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”پھر غسل کرو اور پھر ہر نماز کے لیے وضو کرو اور نماز پڑھتی رہو۔“

۲۹۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ خَبَرَهَا قَالَ: «ثُمَّ اغْتَسَلِي ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَصَلِّي».


۲۹۹-۱۱ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مستحاضہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ غسل کرے یعنی ایک ہی بار۔ پھر ایام حیض آنے تک وضو ہی کرتی رہے۔

۲۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَبَانَ الْقَطَّانُ الْوَأَسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي مِسْكِينٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ، عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ تَعْنِي

۴۴ ح: ۱۲۶، وابن ماجه، ح: ۶۲۵ من حديث شريك القاضي به • شريك عنن، وللحديث شواهد ضعيفة.
 ۲۹۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في المستحاضة التي قد عدت . . . الخ، ح: ۶۲۴ من حديث وكيع به، وللحديث شواهد • الأعمش وحبيب مدلسان وعتنا .
 ۲۹۹- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ۳۴۶/۱ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي .

۱۔ کتاب الطہارۃ استحضار کے احکام و مسائل

مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ تَوَضَّأَ إِلَى أَيَّامِ أَقْرَانِهَا۔

 فائدہ: روایت ۲۹۸، ۲۹۷ سند اضعیف ہیں۔ تاہم ان میں بیان کردہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں روایات کی تصحیح کی ہے۔ البتہ حدیث ۳۰۰ کی انہوں نے تضعیف کی ہے۔

۳۰۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانَ
الْوَائِسِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ أُتُوبِ أَبِي
الْعَلَاءِ، عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ، عَنْ امْرَأَةٍ
مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔

۳۰۰۔ جناب مسروق کی اہلیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ بالا حدیث کے مانند بیان کیا۔

قال أبو داود: وَحَدِيثُ عَبْدِ بِنِ ثَابِتٍ
وَالأَعْمَشِ عَنِ حَبِيبِ وَأَيُّوبِ أَبِي الْعَلَاءِ
كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ لَا تَصِحُّ. وَكَذَلِكَ عَلَى ضَعْفِ
حَدِيثِ الأَعْمَشِ عَنِ حَبِيبِ هَذَا الْحَدِيثِ
أَوْقَفَهُ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الأَعْمَشِ.
وَأَنْكَرَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ أَنْ يَكُونَ حَدِيثُ
حَبِيبٍ مَرْفُوعًا. وَأَوْقَفَهُ أَيضًا أُسْبَاطُ عَنِ
الأَعْمَشِ مَوْقُوفٌ عَنِ عَائِشَةَ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ مذکورہ الصدر روایات عدی بن ثابت، عمش حبیب اور ایوب ابو العلاء سب ضعیف ہیں، صحیح نہیں ہیں۔ عمش بواسطہ حبیب کی حدیث (مذکورہ ۲۹۸) ضعیف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حفص بن غیاث، عمش سے موقوف بیان کرتے ہیں اور حفص بن غیاث نے حبیب کی حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار کیا ہے نیز اسباط نے عمش سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ذکر کیا ہے۔

قال أبو داود: وَرَوَاهُ ابْنُ دَاوُدَ
الأَعْمَشِ مَرْفُوعًا أَوْلَهُ وَأَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ
فِيهِ الوُضُوءُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن داؤد نے عمش سے صرف پہلا حصہ مرفوع روایت کیا ہے اور اس بات کا انکار کیا ہے کہ اس میں ہر نماز کے لیے وضو کا بیان ہو۔

وَكَذَلِكَ عَلَى ضَعْفِ حَدِيثِ حَبِيبِ هَذَا
أَنَّ رِوَايَةَ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ، عَنِ
عَائِشَةَ قَالَتْ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ
صَلَاةٍ فِي حَدِيثِ المُسْتَحَاضَةِ.

حبیب کی اس حدیث کے ضعیف ہونے کی (دوسری) دلیل یہ بھی ہے کہ زہری عن عروہ عن عائشہ کی مستحاضہ والی روایت میں ہے انہوں نے کہا کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

۳۰۰۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في معرفة السنن والآثار، ح: ۴۸۸ من حديث أبي داود به، وكذا رواه الشعبي عن فمير امرأة مسروق به، والسنن الكبرى للبيهقي: ۳۴۷، ۳۴۶/۱.



جب کہ ابو الیقظان نے بہ سند عدی بن ثابت عن ایبہ عن علی اور عمار مولیٰ نبی ہاشم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عبد الملک بن میسرہ بیان بن بشر مغیرہ فراس اور مجالد نے شععی سے حدیث قمر میں حضرت عائشہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے وضو کرے۔

داود اور عاصم کی روایت میں جوشعی عن قمر عن عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک غسل کرے۔ جب کہ ہشام بن عروہ عن ایبہ کی روایت ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے غسل کرے۔

اور یہ سب احادیث ضعیف ہیں سوائے (ان تین احادیث کے۔ یعنی حدیث قمر (زوجہ مسروق) حدیث عمار مولیٰ نبی ہاشم اور حدیث ہشام بن عروہ عن ایبہ۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معروف قول غسل کا ہے۔

☀️ فائدہ: حدیث قمر حدیث عمار اور حدیث ہشام تینوں میں ہر نماز کے لیے صرف وضو کرنے کا حکم ہے غسل کرنے کا یا دو نمازوں کے لیے ایک غسل کرنے کا نہیں۔ اس لیے مستحاضہ عورت صرف طہر کے وقت غسل کرے گی اس کے بعد ہر نماز کے لیے صرف وضو کرنا اس کے لیے کافی ہوگا۔

باب: ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ ظہر سے ظہر تک ایک غسل کرے

(المعجم . . .) - باب مَنْ قَالَ:
الْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ مِنْ ظَهْرِ إِلَى ظَهْرِ
(التحفة ۱۱۴)

۳۰۱- سخی مولیٰ ابی بکر سے مروی ہے کہ تقفان اور زید بن اسلم نے مجھے سعید بن مسیب کے پاس بھیجا کہ ان سے مستحاضہ کے غسل کے بارے میں سوال کروں۔ تو

۳۰۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّ الْقَعْفَاعَ وَزَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ يَسْأَلُهُ

۳۰۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي ۱/ ۲۰۵، ح ۸۱۵ من طريق آخر عن سمي به، وهو في الموطأ (بھی: ۱/ ۶۳، ورواه البيهقي في المعرفة: ۴۸۶ من حديث أبي داود به.



۱- کتاب الطهارة

استخاضہ کے احکام و مسائل
انہوں نے کہا کہ ظہر سے ظہر تک کے لیے غسل کرے اور (اس کے مابین) باقی ہر نماز کیلئے وضو کرے اور اگر اس پر خون غالب ہو تو کپڑے کا لنگوٹ باندھ لیا کرے۔

كَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةَ؟ فقال: تَغْتَسِلُ مِنْ ظَهْرٍ إِلَى ظَهْرٍ، وَتَوَضُّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَنْفَرْتَ بِثَوْبٍ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے (بھی یہی) مروی ہے کہ ظہر سے ظہر تک کے لیے وضو کرے اور ایسے ہی داؤد اور عاصم نے شععی سے وہ اپنی زوجہ سے وہ قمیر (زوجہ مسروق) سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے مگر داؤد نے کہا کہ ”ہر روز غسل کرے“ اور عاصم کی روایت میں ہے کہ ”ظہر کے وقت غسل کرے“ اور یہی قول ہے سالم بن عبداللہ حسن اور عطاء کا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى عَنْ ابْنِ عَمْرٍ وَانْسِ بْنِ مَالِكٍ تَغْتَسِلُ مِنْ ظَهْرٍ إِلَى ظَهْرٍ، وَكَذَلِكَ رَوَى دَاوُدُ وَعَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ امْرَأَتِهِ، عَنْ قَمِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، إِلَّا أَنَّ دَاوُدَ قَالَ: كُلُّ يَوْمٍ، وَفِي حَدِيثِ عَاصِمٍ: عِنْدَ الظُّهْرِ وَهُوَ قَوْلُ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ وَعَطَاءٍ.



امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: مالک کہتے ہیں کہ ابن میتب کی حدیث ”ظہر سے ظہر تک“ کے بارے میں میرا گمان ہے کہ یہ دراصل ”ظہر سے ظہر تک“ ہے لیکن کسی کو وہم ہوا تو اس نے اسے ”ظہر سے ظہر تک“ بنا دیا۔ جبکہ مسور بن عبدالملک نے اس روایت کو ”ظہر سے ظہر تک“ ہی بیان کیا ہے مگر لوگوں نے اسے ”ظہر سے ظہر تک“ بنا دیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَالِكٌ: إِنِّي لَأُظُنُّ حَدِيثَ ابْنِ الْمُسَيْبِ مِنْ ظَهْرٍ إِلَى ظَهْرٍ قَالَ فِيهِ: إِنَّمَا هُوَ مِنْ ظَهْرٍ إِلَى ظَهْرٍ وَلَكِنَّ الْوَهْمَ دَخَلَ فِيهِ فَقَلَّبَهَا النَّاسُ فَقَالُوا: مِنْ ظَهْرٍ إِلَى ظَهْرٍ. وَرَوَاهُ مِسْوَرُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدِ قَالَ فِيهِ: مِنْ ظَهْرٍ إِلَى ظَهْرٍ فَقَلَّبَهَا النَّاسُ مِنْ ظَهْرٍ إِلَى ظَهْرٍ.

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت سندا صحیح ہے، لیکن اس میں صحابہ کے آثار ہی کا بیان ہے جب کہ صحیح حدیث سے طہارت حاصل ہونے کے بعد صرف ایک ہی مرتبہ غسل کا اثبات ہوتا ہے جیسا کہ اس سے قبل صراحت کی جا چکی ہے۔ ② الفاظ کا معنی و مفہوم واضح ہے کہ ”ظہر کے وقت غسل کرے۔“ یعنی روزانہ۔ مگر ”ظہر سے ظہر تک“ کا معنی یہ ہے کہ ایام طہر شروع ہونے پر ایک غسل کرے جو واجب ہے۔ اور مرفوع احادیث صحیحہ سے یہی بات ثابت ہے۔ ابو بکر نے عربی نے کہا کہ جب ہر نماز کے لیے غسل انتہائی مشکل ہو تو ہر روز ایک وقت غسل کر لیا کرے جبکہ دن خوب

۱- کتاب الطہارۃ

استحاضہ کے احکام و مسائل

گرم ہو اور اس سے مطلوب مزید نفاذ ہے۔

باب: ۱۱۳- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ
(مستحاضہ) ہر روز ایک بار غسل کرے اور ظہر
کے وقت کی تعیین نہیں کرتے

(المعجم ۱۱۳) - باب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ
كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ عِنْدَ الظُّهْرِ مَرَّةً
(التحفة ۱۱۵)

۳۰۲- سیدنا علیؑ بیان کرتے ہیں کہ مستحاضہ کا
حیض جب ختم ہو جائے تو وہ ہر روز غسل کیا کرے اور
تھوڑی سی اونگھی یا زیتون کے تیل میں تر کر کے حمول کر
لیا کرے۔ (یعنی فرج میں رکھا لیا کرے۔)

۳۰۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ
وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ مَعْقِلِ الْخَثْعَمِيِّ،
عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: الْمُسْتَحَاضَةُ إِذَا انْقَضَى
حَيْضُهَا اغْتَسَلَتْ كُلَّ يَوْمٍ وَاتَّخَذَتْ صُوفَةً
فِيهَا سَمْنٌ أَوْ زَيْتٌ.

وضاحت: بعض علماء اس کے قائل ہیں۔ اور یہ حضرت علیؑ کا قول ہے مگر مرفوع حدیث نہیں ہے اور وہ بھی
سند اضعیف ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ صورت واجب نہیں بطور نفاذ مستحب و مندوب ہے اور علامہ منذری نے اسے
”غریب“ کہا ہے۔



باب: ۱۱۴- ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ
ان ایام میں (موقع بموقع) غسل کرتی رہے

(المعجم ۱۱۴) - باب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ
بَيْنَ الْأَيَّامِ (التحفة ۱۱۶)

۳۰۳- محمد بن عثمان نے قاسم بن محمد سے مستحاضہ
کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے حیض
کے دنوں میں نماز چھوڑے رہے پھر (ان کے ختم ہونے
پر) غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے اور پھر ان
دنوں کے درمیان (موقع بموقع) غسل کرتی رہے۔

۳۰۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عُثْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ
الْمُسْتَحَاضَةِ قَالَ: تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا
ثُمَّ تَغْتَسِلُ فَتُصَلِّي ثُمَّ تَغْتَسِلُ فِي الْأَيَّامِ.

فائدہ: یہ حکم شرعی نہیں بلکہ معمول کا غسل ہے جو انسان حسب خواہش یا حسب ضرورت نفاذ اور پاکیزگی
کے لیے کرتا رہتا ہے۔

۳۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] انفراد به أبو داود * معقل الخثعمي مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

۳۰۳- تخریج: [إسناده صحيح] انفراد به أبو داود.

(المعجم ۱۱۵) - **باب مَنْ قَالَ: تَوَضَّأَ لِكُلِّ صَلَاةٍ (التَّحْفَةُ ۱۱۷)**

باب: ۱۱۵- ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (استحاضہ) ہر نماز کے لیے وضو کرے

۳۰۴- سیدہ فاطمہ بنت ابی جیش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں استحاضہ ہوتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ”جب حیض کا خون آئے اور یہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور پچھانا جاتا ہے تو جب یہ شروع ہو تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا ہو تو وضو کرنا اور نماز پڑھو۔“

۳۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ أَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضِ فَإِنَّهُ دَمٌ أَسْوَدٌ يُعْرَفُ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَمْسِكِي عَنِ الصَّلَاةِ فَإِذَا كَانَ الْآخِرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي.»

قال أبو داود: قال ابن المثنى: وحدثنا به ابن أبي عدي حفظاً فقال: عن عروة عن عائشة أن فاطمة.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن شہابی نے کہا کہ ہمیں یہ حدیث ابن ابی عدی نے اپنے حفظ سے بیان کی تو اس کی سند میں عائشہ کا اضافہ کیا (یعنی عروہ عن عائشہ عن فاطمہ)۔

قال أبو داود: وَرَوَى عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَشُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ الْعَلَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَوْفَقَهُ شُعْبَةُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ تَوَضَّأَ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: علاء بن مسیب اور شعبہ سے مروی ہے (دونوں) حکم سے وہ ابو جعفر سے روایت کرتے ہیں۔ علاء نے مرفوعاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور شعبہ نے ابو جعفر سے موقوفاً بیان کیا: ”وہ ہر نماز کیلئے وضو کرے۔“

ملاحظہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے جو پیچھے تفصیل سے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۲۸۶- تاہم اس میں بیان کردہ بات دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ اس میں اختصار ہے اور طہارت حاصل ہونے کے بعد غسل کا ذکر نہیں ہے۔ شیخ البانی نے اس کی تحسین کی ہے۔ یہ اور اسی قسم کی دیگر احادیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ استحاضہ ایک وضو سے دو نمازیں نہیں پڑھ سکتی، بلکہ ہر نماز کے لیے اسے وضو کرنا چاہیے۔

۱- کتاب الطهارة

استحاضہ کے احکام و مسائل

باب: ۱۱۶- ان لوگوں کی دلیل جو (مستحاضہ کو علاوہ خون کے) کسی حدث کے لائق ہونے ہی پر وضو کے قائل ہیں

۳۰۵- جناب عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ شروع ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا: ”اپنے ایام حیض (کے ختم ہونے) کا انتظار کرے۔ پھر غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔ اگر (خون کے علاوہ) کوئی حدث محسوس کرے تو وضو کرے اور نماز پڑھے۔“

(المعجم ۱۱۶) - باب مَنْ لَمْ يَذْكُرِ
الْوُضُوءَ إِلَّا عِنْدَ الْحَدَثِ (التحفة ۱۱۸)

۳۰۵- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتَحِضَتْ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَنْتَظِرَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ، فَإِنْ رَأَتْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ تَوَضَّأَتْ وَصَلَّتْ.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس لیے راجح بات یہی ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے چاہے اس کا سابقہ وضو برقرار بھی ہو۔

۳۰۶- ربیعہ (بن عبدالرحمن المعروف ربیعہ الرأی) تابعی سے منقولی ہے کہ وہ مستحاضہ پر ہر نماز کے لیے تجدید وضو کے قائل نہ تھے الا یہ کہ اسے خون کے علاوہ کوئی اور حدث لائق ہو تو وضو کرے۔

۳۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ رَبِيعَةَ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى عَلَى الْمُسْتَحِضَةِ وَضُوءًا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ إِلَّا أَنْ يُصِيبَهَا حَدَثٌ غَيْرُ الدَّمِ فَتَوَضَّأَ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔

قال أبو داود: هَذَا قَوْلُ مَالِكٍ يَعْني ابن أنس.

باب: ۱۱۷- عورت اگر طہر کے بعد پیل (زرد) یا میل پانی محسوس کرے؟

(المعجم ۱۱۷) - بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ
تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ بَعْدَ الطَّهْرِ
(التحفة ۱۱۹)

۳۰۵- تخريج: [إسناده ضعيف] وقال الخطابي: "هذا الحديث منقطع، عكرمة لم يسمع من أم حبيبة"، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

۳۰۶- تخريج: [إسناده صحيح] انفراد به ابوداؤد.

۱- کتاب الطهارة

استحاضہ کے احکام و مسائل

۳۰۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أُمِّ الْهَدَيْلِ ، مِنْ أُمِّ عَطِيَّةَ - وَكَانَتْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ - قَالَتْ : كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ لَطْهَرِ شَيْئًا .

۳۰۷- ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی بیان کرتی ہیں کہ ہم طہر شروع ہو جانے کے بعد میلے یا پیلے سے پانی آنے کو کچھ نہ سمجھتی تھیں۔

۳۰۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ : أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِمِثْلِهِ .

۳۰۸- جناب محمد بن سیرین نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

قال أبو داود: أمُّ الهذيل هي حفصة بنت سيرين كان ابنها اسمُه هذيل واسم زوجها عبد الرحمن .

امام ابو داود رضی اللہ عنہ نے کہا: ام ہذیل سے مراد حفصہ بنت سیرین ہیں۔ ان کے بیٹے کا نام ہذیل اور شوہر کا نام عبدالرحمن تھا۔

مسئلہ : ایام طہر میں اگر خاتون کوئی بیلا یا میلا سا پانی محسوس کرے تو یہ کیفیت طہارت کے خلاف نہیں ہے۔

(المعجم ۱۱۸) - باب الْمُسْتَحَاضَةِ يَغْشَاهَا زَوْجُهَا (التحفة ۱۲۰)

باب: ۱۱۸- مستحاضہ سے اس کا شوہر مجامعت کر سکتا ہے

۳۰۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ : أَخْبَرَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنصُورٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ ، عَنْ الشَّيْبَانِيِّ ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ : كَانَتْ أُمُّ حَبِيَّةَ تُسْتَحَاضُ فَكَانَ زَوْجُهَا يَغْشَاهَا .

۳۰۹- جناب عکرمہ نے بیان کیا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہوتا تھا اور ان کا شوہر ان سے مجامعت کیا کرتا تھا۔

قال أبو داود: قال يحيى بن معين: قال معلى بن مَعِينٍ : وَكَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا

امام ابو داود رضی اللہ عنہ نے کہا: یحییٰ بن معین نے معلیٰ کو لکھ دیا ہے۔ جب کہ امام احمد بن حنبل اس سے کچھ روایت نہ

۳۰۷- [تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱/۳۳۷ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۷۴، ۱۷۵، ووافقه الذهبي، ورواه ابن ماجه، ح: ۶۴۷ من حديث أم الهذيل حفصة به.

۳۰۸- [تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب الصفرة والكدره في غير أيام الحيض، ح: ۳۲۶ من حديث إسماعيل ابن عليه به.

۳۰۹- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/۳۲۹ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۳۰۵.



۱- کتاب الطہارۃ

یام نفاس کے احکام و مسائل کرتے تھے کیونکہ وہ رائے اور قیاس کی طرف مائل تھے۔

☀️ توضیح: مقدمہ فتح الباری میں ہے کہ یہ وہی احادیث بیان کرتے تھے جو رائے اور قیاس کے موافق ہوتی تھیں اور غلطیاں بھی کرتے تھے۔

۳۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَهْمِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ: أَنَّهَا كَانَتْ مُسْتَحَاضَةً وَكَانَ زَوْجُهَا يُجَامِعُهَا.

۳۱۰- جناب عکرمہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں استحاضہ آتا تھا اور ان کا شوہران سے مباشرت کرتا تھا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① استحاضہ چونکہ ایک مرض ہے اور یہ عارضہ کسی خاتون کے لیے عبادت یا معروف معمولات سے رکاوٹ کا باعث نہیں۔ ② حدیث ۳۰۹، ۳۱۰ ضعیف ہیں۔ تاہم دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ استحاضہ سے صحبت کرنا جائز ہے غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی کے نزدیک یہ دونوں روایات صحیح ہیں۔



(المعجم ۱۱۹) - باب مَا جَاءَ فِي وَقْتِ النَّفْسَاءِ (التحفة ۱۲۱)

باب: ۱۱۹- یام نفاس کے احکام و مسائل

۳۱۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي سَهْلٍ، عَنْ مَسَّةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَتْ النَّفْسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَكُنَّا نَطْلُبُ عَلَيَّ وَجُوهَنَا الْوَرَسَ - تَعْنِي مِنَ الْكَلْفِ.

۳۱۱- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نفاس والی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں زچگی کے بعد چالیس دن یا چالیس راتیں بیٹھی رہتی تھیں اور چہرے کی رنگت بدل جانے (یا جھائیاں پڑنے) کی وجہ سے ہم اپنے چہروں پر ورس ملتی تھیں۔ (یہ زرد رنگ کی ایک بوٹی ہوتی ہے جو بطور اینٹن استعمال کی جاتی ہے۔)

۳۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۲۹/۱ من حديث أبي داود به، وأعله المنذري، وانظر: ۳۰۵، وأصل الحديث شواهد كثيرة.

۳۱۱- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كم تمكث النفساء، ح: ۱۳۹، وابن ماجه ح: ۶۴۸ من حديث علي بن عبد الأعلى به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه الحاكم: ۱/۱۷۵، ووافقه الذهبي. وبنحوه قال ابن عباس، رواه البيهقي: ۳۴۱/۱ بسند صحيح عنه، والإجماع يؤيده.

۱- کتاب الطہارۃ غسل حیض کے احکام و مسائل

۳۱۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ يَعْنِي حَبِيْبًا : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ نَافِعٍ ، عَنْ كَثِيْرٍ بْنِ زِيَادٍ قَالَ : حَدَّثَنِي الْأَزْدِيُّ يَعْنِي مُسَّةَ ، قَالَتْ : حَجَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ : يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ ! إِنَّ سَمْرَةَ بْنَ جُنْدَبٍ يَاْمُرُ النِّسَاءَ بِقَضِيْنَ صَلَاةِ الْمَحِيْضِ فَقَالَتْ : لَا يَقْضِيْنَ . كَانَتْ الْمَرْأَةُ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقْعُدُ فِي النَّفَاسِ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لَا يَاْمُرُهَا النَّبِيُّ ﷺ لِقَضَاءِ صَلَاةِ النَّفَاسِ .

قال مُحَمَّدٌ : يَعْنِي ابْنَ حَاتِمٍ : وَاسْمُهَا مُسَّةٌ تَكْنَى أُمَّ بَسَّةَ .

قال أَبُو دَاوُدَ : كَثِيْرُ بْنُ زِيَادٍ كُنِيَّتُهُ أَبُو سَهْلٍ .
 امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: کثیر بن زیاد کی کنیت ابو سہل ہے۔

☀️ توضیح: جب نفاس کے اس قدر طویل ایام کی نمازوں کی قضا نہیں دی جاتی تو ایسے ہی حیض کا مسئلہ بھی ہے۔

(المعجم ۱۲۰) - بَابُ الْإِعْتِسَالِ مِنَ الْحَيْضِ (التحفة ۱۲۲)

۳۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو

۳۱۲- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق .
 ۳۱۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/۳۸۰ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به * أمية بنت أبي لصلت لا يعرف حالها (تقریب)، وابن إسحاق مدلس وعنن .



الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا سَلْمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُهَيْمٍ، عَنْ أُمِّيَّةَ بِنْتِ أَبِي الصَّلْتِ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي غَفَارٍ قَدْ سَمَّاهَا لِي قَالَتْ: أُرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى حَقِيْبَةِ رَحْلِهِ، قَالَتْ: فَوَاللَّهِ! لَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الصُّبْحِ فَأَنَاحَ وَنَزَلْتُ عَنْ حَقِيْبَةِ رَحْلِهِ فَاذًا بِهَا دَمٌ مِنِّي، وَكَانَتْ أَوَّلَ حَيْضَةٍ حِضَّتُهَا. قَالَتْ: فَتَقَبَّضْتُ إِلَى النَّاقَةِ وَاسْتَحْيَيْتُ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا بِي وَرَأَى الدَّمَ قَالَ: «مَا لَكَ لَعَلَّكَ نَفْسِتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «فَأَصْلِحِي مِنْ نَفْسِكَ، ثُمَّ خُذِي إِنَاءً مِنْ مَاءِ فَاطْرِحِي فِيهِ مِلْحًا ثُمَّ اغْسِلِي مَا أَصَابَ الْحَقِيْبَةَ مِنَ الدَّمِ ثُمَّ عُوْدِي لِمَرْكَبِكَ». قَالَتْ: فَلَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرَ رَضَخَ لَنَا مِنَ الْقَمِيءِ. قَالَتْ: وَكَانَتْ لَا تَطْهَرُ مِنْ حَيْضَةٍ إِلَّا جَعَلَتْ فِي طَهْوَرِهَا مِلْحًا، وَأَوْصَتْ بِهِ أَنْ يُجْعَلَ فِي غُسْلِهَا حِينَ مَاتَتْ.

عسل حیض کے احکام و مسائل

خاتون سے روایت کرتی ہیں (سلمہ نے کہا) میرے شیخ نے مجھ سے ان کا نام ذکر کیا تھا (مگر میں بھول گیا) وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر پالان کے پچھلے حصے پر بٹھایا اور قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت ہی اونٹنی سے اترے۔ آپ نے سواری کو بٹھایا اور میں بھی پالان کے پیچھے سے اتری تو اس پر میرے خون کا نشان تھا اور یہ میرا پہلا حیض تھا۔ کہتی ہیں کہ مجھے حیا آئی اور میں اونٹنی سے لگ گئی۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے میری کیفیت دیکھی اور خون بھی (تو بھانپ گئے) اور فرمایا: ”کیا ہوا؟ شاید کہ تجھے حیض آ گیا ہے؟“ میں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: ”اپنے آپ کو درست کر لو اور پانی کا ایک برتن لے کر اس میں کچھ نمک ملا لو اور پالان کو جو خون لگا ہے اسے دھو ڈالو اور پھر اپنی جگہ سوار ہو جاؤ۔“ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تو ہمیں مال نے میں سے کچھ عنایت فرمایا۔ وہ کہتی ہیں کہ وہ جب بھی حیض سے پاک ہوتیں تو پانی میں نمک ملا لیا کرتی تھیں حتیٰ کہ انہوں نے موت کے وقت وصیت کی کہ ان کے غسل کے پانی میں نمک ملا یا جائے۔

۳۱۴-۱۱ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی حیض

۳۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ

۳۱۴- تخریج: أخرجه مسلم، الحیض، باب استحباب استعمال المغتسلۃ من الحیض فرصة من مسك في موضع الدم، ح: ۲۲۲ من حدیث سلام بن سلیم به، ورواه البخاری، ح: ۳۱۴ من طریق آخر عن صفیة به.

سے پاک ہو تو کیسے غسل کرے؟ آپ نے فرمایا: ”میری کے پتے ملا پانی لے اور وضو کرے پھر اپنا سر دھوے اور خوب ملے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر باقی جسم پر پانی بہائے پھر روئی کی پوٹی لے اور اس سے طہارت حاصل کرے۔“ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اس سے کیسے طہارت حاصل کروں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سمجھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ کیا کہنا چاہتے ہیں تو میں نے اسے بتایا کہ اسے خون کے مقام پر رکھو۔

قالت: دَخَلْتُ أَسْمَاءَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهَّرْتَ مِنَ الْمَحِيضِ؟ قَالَ: «تَأْخُذُ سِدْرَهَا وَمَاءَهَا فَتَوَضُّأُ ثُمَّ تَغْسِلُ رَأْسَهَا وَتَذْلِكُهَا حَتَّى يَبْلُغَ الْمَاءُ أَصُولَ شَعْرِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَى جَسَدِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَتَهَا فَتَطَهِّرُ بِهَا». قالت: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ أَنْتَطَهِّرُ بِهَا؟ قالت عائشة: فَعَرَفْتُ الَّذِي يَكْنِي عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقُلْتُ لَهَا: تَتَّبِعِينَ آثَارَ الدَّمِ.

۳۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَالَتْ لِهِنَّ مَعْرُوفًا. قَالَتْ: دَخَلْتُ امْرَأَةً مِنْهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «فِرْصَةٌ مُمْسَكَةٌ». قَالَ مُسَدَّدٌ: كَانَ أَبُو عَوَانَةَ يَقُولُ: «فِرْصَةٌ»، وَكَانَ أَبُو الْأَحْوَصِ يَقُولُ: «قَرِصَةٌ».

۳۱۵- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے (حضرت عائشہ نے) خواتین انصار کا ذکر کیا اور ان کی مدح کی اور ذکر خیر کیا۔ کہا کہ ان میں سے ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی..... اور اوپر والی حدیث کے ہم معنی بیان کیا، مگر اس روایت میں ہے: ”کتوری کا پھاہا لے۔“ مسدد نے کہا کہ ابو عوانہ فِرْصَةٌ کا لفظ بیان کرتے تھے اور ابو الاحوص قَرِصَةٌ.

۳۱۶- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ يَعْنِي ابْنَ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِمَعْنَاهُ

۳۱۶- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اسماء نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں ہے کہ کتوری کا پھاہا لے۔ وہ کہنے لگی کہ اس سے کس طرح طہارت حاصل کروں؟

۳۱۵- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۳۱۶- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۸۰ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

تیمم کے احکام و مسائل

آپ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کر۔“ اور آپ ﷺ نے کپڑے سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اور اس میں اضافہ ہے کہ اس نے غسل جنابت کے متعلق پوچھا: آپ نے فرمایا: ”اپنا پانی لو اور اس سے خوب اچھی طرح غسل وضو کرو پھر اپنے سر پر پانی ڈالو پھر اسے ملو حتیٰ کہ بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر باقی جسم پر پانی بہاؤ۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصاری کی عورتیں بہت خوب ہیں انہیں دین کے مسائل دریافت کرنے اور سمجھنے میں حیا مانع نہیں ہوتی۔

قال: فِرْصَةٌ مُّسَكَّةٌ. فَقَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قال: «سُبْحَانَ اللَّهِ، تَطَهَّرِي بِهَا». وَاشْتَرَى بَنُوبٍ - وَزَادَ: وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ. قال: «تَأْخُذِينَ مَاءً كِ فَتَطَهَّرِينَ أَحْسَنَ الطُّهُورِ وَأَبْلَغَهُ، ثُمَّ تُصَيِّبِينَ عَلَيَّ رَأْسِيكَ الْمَاءَ، ثُمَّ تَذْلِكِينَنِي حَتَّى يَبْلُغَ شُئُونُ رَأْسِيكَ، ثُمَّ تُفَيِّضِينَ عَلَيَّ الْمَاءَ». وَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعْمَ النَّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ، لَمْ يَكُنَّ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَسْأَلْنَ عَنِ الدِّينِ وَأَنْ يَتَفَقَّهُنَّ فِيهِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① عورتوں اور مردوں کے غسل کا ایک ہی طریقہ ہے الایہ کہ عورتوں کو غسل جنابت میں بندھے بال نہ کھولنے کی اجازت ہے، مگر غسل حیض میں ان کو کھولنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ان کے لیے خون کی جگہ پر کستوری یا خوشبو کا استعمال کرنا بھی مستحب ہے۔ بیری کا پانی، خطمی صابن یا شیپو کا استعمال بھی مباحات میں سے ہے اور عورتوں کے لیے زیادہ افضل ہے۔ ② مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے لازم ہے کہ اہل علم سے مخصوص مخفی مسائل بھی دریافت کیا یا کروا لیا کریں۔ ان مسائل میں خاموشی بعض اوقات انسان کو حرام میں ڈال سکتی ہے اور اہل علم پر بھی لازم ہے کہ اشارے کنائے کی احسن زبان میں تھائق بیان کرنے سے گریز نہ کیا کریں۔



باب: ۱۲۱- تیمم کے احکام و مسائل

(المعجم ۱۲۱) - باب التَّيْمُمِ

(التحفة ۱۲۳)

۳۱۷- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما اور کچھ لوگوں کو وہ ہارڈ ہوٹل نے بھیجا جو مجھ سے گم ہو گیا تھا (اس اثنا میں) نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ پھر نبی ﷺ کے ہاں آئے اور اپنی بات بتائی تو

۳۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ

۳۱۷- تخریج: أخرجه البخاري، التيمم، باب: إذا لم يجد ماء ولا تراباً، ح: ۳۳۶، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۳۶۷ من حديث هشام بن عروة به.

۱- کتاب الطہارۃ

تیمم کے احکام و مسائل

تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ ابن نفیل نے اس قدر مزید بیان کیا کہ اسید نے ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی جو آپ کو ناگوار ہوئی مگر اللہ نے اسے مسلمانوں کے لیے مفید بنا دیا اور آپ کے لیے بھی اس میں سے کوئی راہ نکال دی۔

عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَأَناسًا مَعَهُ فِي طَلَبِ قِلَادَةٍ أَضَلَّتْهَا عَائِشَةُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةَ، فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضوءٍ، فَأَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ، فَأَنْزَلَتْ آيَةُ التَّيْمُمِ - زَادَ ابْنُ نُفَيْلٍ: فَقَالَ لَهَا أُسَيْدٌ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ تَكْرَهِيَهُ إِلَّا جَعَلَهُ اللَّهُ لِلْمُسْلِمِينَ وَلَكَ فِيهِ فَرْجًا.

۳۱۸- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز فجر کے لیے تیمم کیا تو (اس کی صورت یہ رہی کہ) انہوں نے اپنے ہاتھ مٹی پر مارے اور اپنے چروں پر پھیرے پھر دوسری بار مارے اور اپنے پورے بازوؤں پر پھیرے کندھوں تک اور اندر کی طرف سے بغلوں تک۔

۳۱۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: إِنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُمْ تَمَسَّحُوا وَهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالصَّعِيدِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، فَضَرَبُوا بِأَكْفِهِمُ الصَّعِيدَ، ثُمَّ مَسَّحُوا وَجُوهَهُمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوا فَضَرَبُوا بِأَكْفِهِمُ الصَّعِيدَ مَرَّةً أُخْرَى، فَمَسَّحُوا بِأَيْدِيهِمْ كُلَّهَا إِلَى الْمَتَاكِبِ وَالْآبَاطِ مِنْ بَطُونِ أَيْدِيهِمْ.

۳۱۹- سلیمان بن داود مہری اور عبد الملک بن شعیب نے ابن وہب کے واسطے سے مذکورہ حدیث کے مثل بیان کیا، کہا کہ مسلمان اٹھے اور اپنے ہاتھ مٹی پر مارے لیکن مٹی سے کچھ نہ پکڑا۔ مذکورہ حدیث کے قریب قریب ذکر کیا اور اس میں کندھوں اور بغلوں کا ذکر نہیں

۳۱۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ ابْنِ وَهَبٍ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: قَامَ الْمُسْلِمُونَ فَضَرَبُوا بِأَكْفِهِمُ التُّرَابَ وَلَمْ يَبْضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ

۳۱۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، التيمم، باب: في التيمم ضربتين، ح: ۵۷۱ من حديث ابن وهب به.

۳۱۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.



۱- کتاب الطہارۃ

تیمم کے احکام و مسائل

یَذْکُرِ الْمَنَکِبَ وَالْآبَاطَ . قَالَ ابْنُ اللَّيْثِ :
إِلَى مَا فَوْقَ الْمِرْفَقَيْنِ .

۳۲۰- جناب عبید اللہ بن عبد اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ”اولات الجیش“ میں آخر رات میں پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ تو ان کا ہار جو کہ ظفار کے گھونٹوں کا تھا ٹوٹ کر گر گیا۔ اس ہار کی تلاش نے لوگوں کو (آگے چلنے سے) روک لیا حتیٰ کہ صبح روشن ہو گئی اور ان کے پاس پانی بھی نہ تھا اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو (حضرت عائشہ پر) غصہ آ گیا اور کہا: تو نے لوگوں کو روک رکھا ہے اور ان کے پاس پانی بھی نہیں ہے۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر پاک مٹی سے طہارت کرنے کی رخصت نازل فرمائی۔ چنانچہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھے اور اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور اٹھالیے، اٹھالیے میں کوئی مٹی نہ اٹھائی اور پھر انہیں اپنے چہروں اور بازوؤں پر کندھوں تک اور اندر کی طرف سے بغلوں تک پھیر لیا۔ ابن یحییٰ نے اپنی روایت میں مزید کہا کہ ابن شہاب نے اپنی حدیث میں کہا کہ مگر لوگ اس حدیث کا اعتبار نہیں کرتے۔

۳۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلْفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ فِي آخِرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَرَسَ بِأُولَاتِ الْجَيْشِ وَمَعَهُ عَائِشَةُ، فَانْقَطَعَ عَقْدُ لَهَا مِنْ جَزَعِ ظَفَارٍ، فَحَبَسَ النَّاسَ اتِّبَاعًا عَقْدَهَا ذَلِكَ حَتَّى أَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ، فَتَعَيَّظَ عَلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ: حَبَسَتِ النَّاسَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ، تَعَالَى ذِكْرُهُ، عَلَى رَسُولِهِ ﷺ رُحْصَةً التَّطَهْرِ بِالصَّعِيدِ الطَّيِّبِ، فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضَرَبُوا بِأَيْدِيهِمْ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا، فَمَسَحُوا بِهَا وَجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَکِبِ وَمِنْ بَطُونِ أَيْدِيهِمْ إِلَى الْآبَاطِ. زَادَ ابْنُ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فِي حَدِيثِهِ: وَلَا يَتَعَبَّرُ بِهَذَا النَّاسُ.

قال أبو داود: وكذلك رواه ابن

۳۲۰- تخریج: [سناده صحیح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب التيمم في السفر، ح: ۳۱۵ عن محمد بن يحيى الذهلي النيسابوري به.



روایت کیا ہے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور دودفعہ ہاتھ مارنا بیان کیا جیسے کہ یونس نے ذکر کیا ہے۔ اور اس روایت کو معمر نے زہری سے روایت کیا تو اس میں بھی ”دودفعہ مارنا“ ہے۔ امام مالک کی سند یوں ہے عن زہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابیہ عن عمار اور ایسے ہی ابوالیس نے زہری سے روایت کیا۔ اور ابن عیینہ کو اس سند میں شک ہوا تو ایک باریوں بیان کی: عن عبید اللہ عن ابیہ یا عن عبید اللہ عن ابن عباس اور ایک بار عن ابیہ کہا اور ایک بار عن ابن عباس کہا۔ ابن عیینہ کو اس میں زہری سے سماع میں اضطراب ہوا ہے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اس حدیث میں ”دودفعہ ہاتھ مارنے“ کا ذکر نہیں کیا سوائے ان کے جن کا میں نے نام لیا۔

إِسْحَاقُ، قَالَ فِيهِ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَذَكَرَ ضَرْبَتَيْنِ كَمَا ذَكَرَ يُونُسُ. وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: ضَرْبَتَيْنِ. وَقَالَ مَالِكٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارٍ. وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَشَكََّ فِيهِ ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ مَرَّةً: عَنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ أَبِيهِ، أَوْ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - مَرَّةً قَالَ: عَنِ أَبِيهِ، وَمَرَّةً قَالَ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - اضْطَرَبَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِيهِ وَفِي سَمَاعِهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الضَّرْبَتَيْنِ إِلَّا مَنْ سَمَّيْتُ.

توضیح: علامہ منذری نے کہا ہے کہ حدیث عمار رضی اللہ عنہ میں دو باتیں ہیں کہ صحابہ کا عمل یا تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں تھا یا ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ اگر ان کا یہ فعل اپنے اجتہاد سے تھا تو نبی ﷺ کا فعل ان کے برخلاف ثابت ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی کا قول و فعل کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ حق ہی اس لائق ہوتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اگر بالفرض ان حضرات کا عمل رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے تحت تھا تو ثابت ہوتا ہے کہ اسے منسوخ کر دیا گیا ہے اور اس کے لیے ناخ بھی۔ انبی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی ایک اور حدیث ہے۔ الخ

۳۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
لَأَنْبَارِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ عَنْ
لَأَعْمَشٍ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا
بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَآبِي مُوسَى، فَقَالَ أَبُو
مُوسَى: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ

۳۲۱- شقیق کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ ابوموسیٰ نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! فرمائیے اگر کوئی آدمی جنبی ہو جائے اور ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو کیا وہ تیمم نہیں کرے گا؟ (عبداللہ نے کہا): نہیں، اگر چہ وہ ایک

۳۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب النيم، ح: ۳۶۸ من حديث أبي معاوية، والبخاري، النيم، باب: إذا خاف جنب على نفسه المرض أو الموت أو خاف العطش نيم، ح: ۳۴۵، ۳۴۶ من حديث سليمان الأعمش به.

۱- کتاب الطہارۃ

رَجُلًا أَجَنَّبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتِيمًا؟ قَالَ: لَا وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا. فَقَالَ أَبُو مُوسَى: فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهَذِهِ الْآيَةِ الَّتِي فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ ﴿فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ [المائدة: 6].

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَوْ رُحِّصَ لَهُمْ فِي هَذَا لِأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بِالصَّعِيدِ. فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِهَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعَمَرَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجَنَّبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَتَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا»، فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ فَنَفَضَهَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ وَيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ عَلَى الْكَفَّيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: أَفَلَمْ تَرَ عَمَرَ لَمْ يَمْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ.



تیمم کے احکام و مسائل

میں تک پانی نہ پائے۔ ابو موسیٰ نے کہا: تو آپ سورہ مائدہ کی اس آیت کے بارے میں کیا کہیں گے: ﴿فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ ”اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔“ حضرت عبداللہ نے کہا: اگر انہیں اس کی رخصت دے دی جائے تو عین ممکن ہے کہ جب بھی پانی ٹھنڈا ہوا تو یہ مٹی سے تیمم کرنے لگیں گے۔ ابو موسیٰ نے ان سے کہا: اچھا تو آپ اسی وجہ سے اسے مکروہ جانتے ہیں؟ کہا کہ ہاں! ابو موسیٰ نے کہا: کیا آپ نے عمار کی وہ بات نہیں سنی جو انہوں نے عمر سے کہی تھی؟ کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا اور میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ ملا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا جیسے کہ جانور لوٹ پوٹ ہوتا ہے پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنی بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ”تمہیں تو بس یہی کافی تھا کہ اس طرح کر لیتے۔“ پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا پھر اسے جھاڑا پھر اپنے بائیں کو دائیں پر اور دائیں کو بائیں پر تھیلیوں پر پھیرا پھر اپنے چہرے کا مسح کیا۔ تو عبداللہ (بن مسعود) نے ان سے کہا: تو کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ عمر نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① کوئی بھی مسلمان دینی امور میں کسی فاضل صاحب علم کے ملنے تک اجتہاد کر سکتا ہے پھر اس

سے اپنے عمل کی توثیق و تصحیح کرا لے جیسے کہ حضرت عمار نے کیا۔ ② تیمم کی صحیح تر روایات میں زمین پر ایک ہی دفعہ

ہاتھ مارنا ہے اور پھر ہاتھوں اور چہرے کا مسح کرنا ہے۔ اور یہ عمل پانی ملنے تک حدیث اصغر اور حدیث اکبر (جنابت یا

حيض سے طہارت) دونوں کے لیے کافی ہے۔ ③ حضرت عمار کے اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ

تھے مگر انہیں نسیان ہو گیا اور یا انہیں رہا اور بعض اوقات ایسے ہو جاتا ہے۔

۳۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنَا شُفْيَانُ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّا نَكُونُ بِالْمَكَانِ الشَّهْرِ أَوْ الشَّهْرَيْنِ. فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا أَنَا فَلَمْ أَكُنْ أَصْلِي حَتَّى أَجِدَ الْمَاءَ. قَالَ: فَقَالَ عَمَّارٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَمَا تَذَكَّرُ إِذْ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي الْإِبِلِ فَأَصَابَتْنا جَنَابَةٌ، فَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَكْتُ فَأَتَيْتَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا، وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَهُمَا ثُمَّ مَسَّ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى نِصْفِ الذَّرَاعِ». فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَمَّارُ! اتَّقِ اللَّهَ. فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنْ شِئْتَ، وَاللَّهِ! لَمْ أَذْكَرْهُ أَبَدًا. فَقَالَ عُمَرُ: كَلَّا وَاللَّهِ! لَتَوْلَيْتَكَ مِنْ ذَلِكَ مَا تَوْلَيْتَ.

۳۲۲- جناب عبدالرحمن بن ابزی کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا: ہم بعض اوقات مہینہ دو مہینہ ایسے مقامات پر ہوتے ہیں (جہاں وافر پانی نہیں ہوتا) تو عمر نے کہا: میں تو ایسی صورت میں نماز نہیں پڑھوں گا حتیٰ کہ پانی پا لوں۔ عمار رضی اللہ عنہما نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد نہیں کہ جب میں اور آپ اونٹ چرانے گئے تھے اور ہم جنبی ہو گئے تھے تو میں (مٹی میں) لوٹ پوٹ ہو گیا تھا پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ قصہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تھا: ”تمہیں یہی کافی تھا کہ ایسے کر لیتے اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان دونوں میں پھونک ماری اور انہیں اپنے چہرے پر پھیرا اور ہاتھوں پر بھی آدھی کلائی تک۔“ تو عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے عمار! اللہ سے ڈرو (ایسی بات کیوں کہتے ہو) تو عمار نے کہا: اے امیر المؤمنین! اگر آپ کہیں تو قسم اللہ کی اس واقعہ کا کبھی ذکر نہیں کروں گا۔ تو عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہرگز نہیں، قسم اللہ کی! اس میں ہم تمہیں ہی تمہاری بات کا ذمہ دار بناتے ہیں۔

☀️ فائدہ: اس میں ”کلائی تک“ کے الفاظ شیخ البانی کے نزدیک شاذ (غیر صحیح) ہیں۔

۳۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَلْمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّا نَكُونُ بِالْمَكَانِ الشَّهْرِ أَوْ الشَّهْرَيْنِ. فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا أَنَا فَلَمْ أَكُنْ أَصْلِي حَتَّى أَجِدَ الْمَاءَ. قَالَ: فَقَالَ عَمَّارٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَمَا تَذَكَّرُ إِذْ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي الْإِبِلِ فَأَصَابَتْنا جَنَابَةٌ، فَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَكْتُ فَأَتَيْتَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا، وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَهُمَا ثُمَّ مَسَّ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى نِصْفِ الذَّرَاعِ». فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَمَّارُ! اتَّقِ اللَّهَ. فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنْ شِئْتَ، وَاللَّهِ! لَمْ أَذْكَرْهُ أَبَدًا. فَقَالَ عُمَرُ: كَلَّا وَاللَّهِ! لَتَوْلَيْتَكَ مِنْ ذَلِكَ مَا تَوْلَيْتَ.

۳۲۳- جناب سلمہ بن کھیل، ابن ابزی سے وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث میں ہے کہا کہ اے عمار! تمہیں تو بس اس طرح کافی تھا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔ پھر ایک کو دوسرے پر مارا اور

۳۲۲- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: (۱/ ۲۱۰) من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين الآيين.

۳۲۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث الآتي.

۱- کتاب الطہارۃ

تیم کے احکام و مسائل

پھر اپنے چہرے اور آدھی کلائیوں تک پھیر لے، کہنیوں تک نہیں لے گئے اور ہاتھ زمین پر ایک ہی بار مارے۔

إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ ضَرَبَ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَالذَّرَاعَيْنِ إِلَى نِصْفِ السَّاعِدِ - وَلَمْ يَبْلُغِ الْمِرْفَقَيْنِ - ضَرْبَةً وَاحِدَةً.

امام ابوداؤد نے کہا: اس حدیث کو کعب نے اعمش سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابزی سے روایت کیا۔ اور جریر نے اعمش سے انہوں نے سلمہ سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمن بن ابزی یعنی انہوں نے اپنے والد سے۔

قال أبو داؤد: وَرَوَاهُ وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ سَلْمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ، عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ. وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ سَلْمَةَ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ. يَعْنِي عَنِ أَبِيهِ.

فائدہ: اس میں بھی ذراغین ”کلائیوں“ اور مرفقتین ”کہنیوں“ کا ذکر صحیح نہیں ہے۔



۳۲۳- جناب ابن عبدالرحمن بن ابزی اپنے والد سے وہ عمار رضی اللہ عنہ سے یہی قصہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں کہا: ”تمہیں یہی کافی تھا۔“ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا پھر اس میں پھونک ماری اور اس سے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔ سلمہ کو شک ہوا ہے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ اس روایت میں ”کہنیوں تک“ ہے یا ”تھیلیوں تک۔“

۳۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ سَلْمَةَ، عَنِ دَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ، عَنِ عَمَّارٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ». وَضَرَبَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا وَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَكَفَيْهِ. سَكَ سَلْمَةَ قَالَ: لَا أُدْرِي فِيهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ يَعْنِي أَوْ إِلَى الْكَفَّيْنِ.

ملاحظہ: اس روایت میں [کفین] یعنی ہاتھوں کا ذکر ہی صحیح طور پر ”محموظ“ ہے۔ نہ کہ ”کہنیوں تک“ کا (شیخ

البانی رحمۃ اللہ علیہ) جیسے کہ حدیث: (۳۲۶) میں آرہا ہے۔

۳۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: جناب شعبہ نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان

۳۲۴- تخریج: أخرجه البخاري، التيمم، باب المتيمم هل ينفخ فيها؟، ح: ۳۳۸، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۳۶۸ من حديث شعبة به.

۳۲۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۲۱۰ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

کی اور کہا: پھر اس میں پھونک ماری اور اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا کہنوں تک یا کلائیوں تک مسح کیا۔ شعبہ نے کہا: سلمہ دونوں ہاتھ چہرہ اور دونوں کلائیوں بیان کیا کرتے تھے۔ تو ایک دن منصور نے ان سے کہا کہ جو آپ کہتے ہیں اس میں غور کر لیجیے۔ ”کلائیوں“ کا ذکر آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں کرتا۔

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ بِعْنِي الْأَعْمَرُ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا وَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَكَفَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ أَوْ الذَّرَاعَيْنِ. قَالَ شُعْبَةُ: كَانَ سَلْمَةُ يَقُولُ: الْكَفَيْنِ وَالْوَجْهَ وَالذَّرَاعَيْنِ. فَقَالَ لَهُ مَنْصُورٌ ذَاتَ يَوْمٍ: انْظُرْ مَا تَقُولُ فَإِنَّهُ لَا يَذْكُرُ الذَّرَاعَيْنِ غَيْرَكَ.

🌞 ملحوظہ: اس روایت میں بھی ”کلائیوں“ کا ذکر محفوظ نہیں ہے۔ (صحیح سنن ابی داؤد)

۳۲۶- جناب ابن عبدالرحمن بن ابی بکر اپنے والد سے وہ عمار رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اس حدیث میں کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں یہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر لیتے۔“ اور حدیث بیان کی۔

۳۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ دُرِّ، عَنْ بِنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَقَالَ يَعْنِي لِلنَّبِيِّ ﷺ، «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ يَدَيْكَ إِلَى الْأَرْضِ وَتَمْسَحَ بِهَا وَجْهَكَ رِكَفَيْكَ» وَسَأَقُ الْحَدِيثَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس کو شعبہ نے حصین سے انہوں نے ابومالک سے روایت کیا کہا کہ میں نے عمار کو خطبے میں ایسے ہی بیان کرتے سنا مگر انہوں نے کہا ”پھونک نہیں ماری۔“ اور حصین بن محمد نے شعبہ سے انہوں نے حکم سے روایت کیا تو کہا: ”اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور پھونک ماری۔“

قال أبو داؤد: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارًا يَخُطُبُ بِمِثْلِهِ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَنْفُخْ. وَذَكَرَ حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ الْحَكَمِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَضْرَبَ بِكَفَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ وَنَفَخَ.

۳۲۷- جناب سعید بن عبدالرحمن بن ابی بکر اپنے

۳۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْهَالِ:

۳۲۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۱۸۳، ۱۸۴ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

۳۲۷- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في التيمم، ح: ۱۴۴ من حديث يزيد بن زريع به،

۱- کتاب الطہارۃ

تیم کے احکام و مسائل

والد سے بیان کرتے ہیں وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک ہی دفعہ ہاتھ ماروں۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ التَّيْمُمِ فَأَمَرَنِي: ضَرْبَةً وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ.

۳۲۸- جناب ابان کہتے ہیں کہ قتادہ سے سفر میں تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک بیان کرنے والے نے شععی سے انہوں نے عبد الرحمن بن ایزی سے انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہنیوں تک۔“

۳۲۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: سُئِلَ قَتَادَةُ عَنِ التَّيْمُمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ».

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ شیخ البانی نے بھی صراحت کی ہے کہ ”کہنیوں تک“ کے الفاظ منکر یعنی صحیح روایات کے خلاف ہیں۔ بہر حال مذکورہ تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ تیمم کے بارے میں جو صحیح ترین روایت ہے اس میں تیمم کا طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین پر صرف ایک ہی مرتبہ ہاتھ مارنے ہیں پھر ان پر پھونک مار کر اور انہیں مل کر منہ پر پھیر لینا ہے۔



باب: ۱۲۲- تیمم کے لیے تیمم کا بیان

(المعجم ۱۲۲) - باب التَّيْمُمِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ۱۲۴)

۳۲۹- عمیر مولیٰ ابن عباس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اور ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہما کے غلام عبد اللہ بن یسار آئے اور ابوالحجیم بن حارث بن صمہ انصاری کے ہاں گئے تو ابوالحجیم نے کہا کہ رسول اللہ

۳۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ ابْنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ، عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ

وقال: "حسن صحيح"، وصححه الدارمي: ۱/۱۵۶، وابن خزيمة، ح: ۲۶۷، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۳۰۰، وابن الجارود، ح: ۱۲۶، وزاد ابن حبان: "وكان قتادة به يفني"

۳۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/۲۱۰ من حديث أبي داود به * محدث، لم أعرفه.
۳۲۹- تخریج: أخرجه البخاري، التيمم، باب التيمم في الحضرة إذا لم يجد الماء وخاف فوت الصلوة، ح: ۳۳۷، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ۳۶۹ تعليقاً، من حديث الليث بن سعد به.

ﷺ بڑ جمل (مقام) کی جانب سے تشریف لا رہے تھے۔ آپ کو ایک آدمی ملا اور اس نے آپ کو سلام کیا، مگر آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا، حتیٰ کہ آپ دیوار کے پاس آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

سَمِعَهُ يَقُولُ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبَدُ اللَّهِ بِنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصَّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ، فَقَالَ أَبُو الْجُهَيْمِ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بئرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ حَتَّى أَتَى عَلَى جِدَارٍ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

🕌 فائدہ: اللہ کا ذکر اگرچہ ہر حال میں ہو سکتا ہے مگر با وضو ہو کر ہو تو بہت ہی افضل ہے۔ آپ نے اس موقع پر تیمم پر اکتفا فرمایا جو کہ احتیاج کی دلیل ہے۔



۳۳۰- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک کام کے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا کام پورا کر لیا۔ اس دن ان کی باتوں میں سے ایک یہ تھی کہ ایک گلی میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ پیشاب یا پاخانے سے فارغ ہو کر آئے تھے تو اس نے آپ کو سلام کہا، مگر آپ نے جواب نہ دیا، حتیٰ کہ جب وہ گلی میں آنکھوں سے اوجھل ہونے کے قریب ہوا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر مارے اور اپنے چہرے پر پھیرے پھر دوسری بار مارے اور اپنی کلائیوں پر پھیرے تب اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ”تیرے سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں طاہر نہ تھا۔“

۳۳۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمُؤَصِّلِيُّ أَبُو عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتِ الْعُبَيْدِيِّ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي حَاجَةٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَضَى ابْنُ عُمَرَ حَاجَتَهُ، وَكَانَ مِنْ حَدِيثِهِ يَوْمَئِذٍ أَنْ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَكَّةٍ مِنَ السَّكِكِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا كَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَوَارَى فِي السَّكَّةِ، فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى النَّحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ وَقَالَ: «إِنَّهُ لَمْ يَمْتَنِعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ إِلَّا

۳۳۰- تخریج: [منکر] أخرجه الدارقطني ۱/ ۱۷۶، ح ۶۶۵ من حديث محمد بن ثابت العبدي به وهو ضعيف، ضعفه الجمهور فالسند ضعيف.

أَنِّي لَمْ أَكُنْ عَلَى طَهْرٍ».

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل کو سنا وہ کہتے تھے کہ محمد بن ثابت نے تیمم کے بارے میں ایک ”منکر“ حدیث روایت کی ہے۔ ابن داسہ کہتے ہیں کہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: محمد بن ثابت کی اس قصے میں کسی نے متابعت (تائید) نہیں کی کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ ہاتھ مارے۔“ بلکہ اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل بیان کیا گیا ہے۔

قال أبو داؤد: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ حَدِيثًا مُنْكَرًا فِي التَّيْمُمِ. قَالَ ابْنُ دَاسَةَ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يُتَابِعْ مُحَمَّدُ ابْنَ ثَابِتٍ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ عَلَى ضَرَبَتَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَرَوَاهُ فِعْلًا ابْنُ عُمَرَ.

۳۳۱- جناب نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے سے فارغ ہو کر آئے تو آپ کو ایک آدمی ملا۔ اس وقت آپ بز جمل کے پاس تھے۔ اس نے آپ کو سلام کہا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب نہ دیا حتیٰ کہ دیوار کے پاس آئے اور دیوار پر اپنا ہاتھ رکھا پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

۳۳۱- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى الْبُرَيْسِيُّ: أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ قَالَ: إِنَّ نَافِعًا حَدَّثَنِي عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْعَائِطِ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ عِنْدَ بَيْتِ جَمَلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْحَائِطِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْحَائِطِ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ.

☀️ فائدہ: مذکورہ دو روایات میں سے بھی دوسری ہاتھ مارنے والی روایت منکر اور ضعیف ہے۔ اور ایک مرتبہ ہاتھ مارنے والی صحیح۔ اس لیے قابل عمل حدیث یہی ہے۔

۱۲۳- جنسی کے لیے تیمم کا بیان

(المعجم ۱۲۳) - باب الْجُنْبِ يَتَيَّمُ

(التحفة ۱۲۵)

۳۳۲- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۳۳۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا

۳۳۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۱/۱۷۶، ح: ۶۶۶ من حديث عبد الله بن يحيى البرلسي به، ورواه البيهقي: ۱/۲۰۶ من حديث أبي داود به، وحسنه المنذري.

۳۳۲- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في التيمم للجنب إذا لم يجد الماء، ۴۴



خَالِدٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيَّ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ بُجْدَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: اجْتَمَعَتْ غُيَمَّةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! أَبْدُ فِيهَا». فَبَدَوْتُ إِلَى الرَّبِذَةِ فَكَانَتْ تُصَيِّبُنِي الْجَنَابَةَ فَأَمَكْتُ الْحَمْسَ وَالسَّتَّ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَبُو ذَرٍّ؟» فَسَكَتُ، فَقَالَ: «ثَبَّكَتْكَ أُمَّكَ يَا ذَرٍّ، لِأَمِّكَ الْوَيْلُ! فَدَعَا لِي بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ، فَجَاءَتْ بِعُسٍّ فِيهِ مَاءٌ فَسَتَرْتَنِي بِثَوْبٍ وَاسْتَتَرْتُ بِالرَّاحِلَةِ وَاعْتَسَلْتُ، فَكَأَنِّي الْقَيْتُ عَنِّي جَبَلًا. فَقَالَ: «الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضَوْءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمْسَهُ جِلْدَكَ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ» وَقَالَ مُسَدَّدٌ: غُيَمَّةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، وَحَدِيثُ عَمْرِو أُمَّ.

رسول اللہ ﷺ کے ہاں کچھ بکریاں جمع ہو گئیں تو آپ نے فرمایا: ”اے ابو ذر! انہیں لے کر باہر جنگل میں چلے جاؤ۔“ چنانچہ میں ربذہ کے بادے میں چلا گیا۔ پس میں جنبی ہو گیا تو پانچ چھ دن وہاں رہا پھر نبی ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ نے کہا: ”ابو ذر!“ تو میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے تیری ماں گم کرے ابو ذر! تیری ماں کے لیے افسوس۔“ آپ نے میری خاطر ایک کالی سی لوٹھی کو بلوایا تو وہ ایک بڑا پیالہ لے آئی اس میں پانی تھا۔ اس نے مجھے کپڑے سے پردہ کر دیا اور (دوسری طرف سے) میں اپنی سواری کی اوٹ میں ہو گیا اور غسل کیا تو (اس طرح) میرے سر سے گویا ایک پہاڑ اتر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پاک مٹی مسلمان کے لیے طہارت کا ذریعہ ہے اگرچہ دس سال تک (پانی نہ پائے) پھر جب تمہیں پانی ملے تو اسے اپنے جسم پر ڈالو۔ یقیناً یہ بہتر ہے۔“ مسدد نے بیان کیا کہ یہ بکریاں صدقے کی تھیں۔ اور عمرو کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

۳۳۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ قَالَ: دَخَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ فَأَهَمَّنِي دِينِي، فَأَتَيْتُ أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ:

۳۳۳- جناب ابو قلابہ بنی عامر کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا مگر میرے دین نے مجھے فکر میں ڈال دیا۔ چنانچہ میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو ابو ذر

۴۴: ح: ۱۲۴ من حدیث خالد الحداء، ۴، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۹۲، وابن حبان، ح: ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، والحاكم: ۱/۱۷۰، ۱۷۷، ووافقه الذهبي * عمرو بن بجدان ليس بمجهول، بل وثقه الجمهور، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۳۳۳- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/۲۱۷ من حدیث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.



تیم کے احکام و مسائل

ﷺ نے بتایا کہ میں نے مدینہ کی آب و ہوا کو اپنے لیے ناموافق پایا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے چند اونٹوں اور بکریوں کا حکم دیا (کہ اسے دے دی جائیں) اور مجھے فرمایا: ”ان کا دودھ پیو۔“ حماد کی روایت میں ہے: ”مجھے شک ہے کہ اس میں پیشاب کا بیان ہے یا نہیں۔“ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں پانی سے دور ہوتا تھا اور میرے ساتھ میری اہلیہ بھی تھی اور مجھے جنابت پہنچتی تھی تو میں پانی کے بغیر ہی نماز پڑھ لیتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا، دو پہر کا وقت تھا اور آپ صحابہ کرام کی معیت میں مسجد کے سائے میں تشریف فرماتے۔ آپ ﷺ نے (مجھے دیکھ کر) فرمایا: ”ابو ذر؟“ میں نے کہا: ”جی میں تو ہلاک ہو گیا“ اے اللہ کے رسول! فرمایا: ”کس چیز نے ہلاک کر دیا تجھے؟“ میں نے کہا: میں پانی سے دور ہوتا تھا، بیوی میرے ساتھ تھی اور مجھے جنابت پہنچتی تھی تو میں بغیر غسل کے نماز پڑھتا رہا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے پانی لانے کا حکم فرمایا۔ ایک سیاہ رنگ کی لونڈی ایک بڑا پیالہ لے آئی، پانی اس میں چھلک رہا تھا اور وہ پوری طرح بھرا ہوا بھی نہ تھا، تو میں نے اپنے اونٹ کی اوٹ میں ہو کر غسل کیا اور حاضر خدمت ہو گیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو ذر! پاک مٹی پاک کرنے والی ہے اگرچہ تجھے دس سال تک پانی نہ ملے اور جب پانی مل جائے تو اسے اپنی جلد پر ڈالو۔“

إِنِّي اجْتَوَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَيَعْنِمٍ فَقَالَ لِي: «اشْرَبْ مِنْ أَلْبَانِهَا - قَالَ حَمَّادٌ: وَأَشْكُ فِي أُبْوَالِهَا» - فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَكُنْتُ أُعْزِبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِيَ أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأُصَلِّي بَعِيرٍ طَهُورٍ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَهُوَ فِي ظِلِّ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ ﷺ: «أَبُو ذَرٍّ؟» قُلْتُ: نَعَمْ هَلَكْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «وَمَا أَهْلَكَ؟» قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ أُعْزِبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِيَ أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأُصَلِّي بَعِيرٍ طَهُورٍ، فَأَمَرَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَاءٍ، فَجَاءَتْ بِهِ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ بِعُسٍّ يَتَخَضَّضُ مَا هُوَ بِمَلَانَ فَتَسْتَرْتُ إِلَيَّ بَعِيرٍ فَأَعْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورٌ وَإِنْ لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ».



امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: اس حدیث کو حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا تو اس میں ”اونٹوں کے پیشاب“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ لَمْ يَذْكُرْ: أُبْوَالِهَا هَذَا لَيْسَ

۱- کتاب الطہارۃ

بَصِحِجْ وَلَيْسَ فِي أَبْوَالِهَا إِلَّا حَدِيثٌ
أَنْسِي تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْبَصْرَةِ.

تیم کے احکام و مسائل
کا ذکر نہیں کیا اور یہ صحیح (بھی) نہیں ہے۔ ہاں ان کے
پیشاب کے بارے میں صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ کی
روایت ہے (یعنی حدیث غریبہ) جس کی روایت میں
اہل بصرہ متفرّد ہیں۔

(المعجم ۱۲۴) - بَابُ: إِذَا خَافَ
الْجُنْبُ الْبُرْدَ أَيْتَمُّ؟ (التحفة ۱۲۶)

باب: ۱۲۳- کیا جنبی کو سردی کا ڈر ہو تو تیمم کر لے؟

۳۳۴- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا
وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ
يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي
حَبِيبٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ
الْعَاصِ قَالَ: اخْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي
عَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَشْفَقْتُ أَنْ
أَعْتَسِلَ فَأَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ
بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «يَاعَمْرُو! صَلَّيْتُ
بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنْبٌ؟» فَأَخْبَرْتَهُ بِالَّذِي
مَنَعَنِي مِنَ الْاِعْتِسَالِ وَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ
اللَّهَ يَقُولُ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
يُكْرِمُ رَحِيمًا﴾ [النساء: ۲۹] فَضَحِكَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا.

۳۳۳- عبدالرحمن بن جبیر حضرت عمرو بن العاص
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ ذات سلاسل میں
مجھے ایک ٹھنڈی رات احتلام ہو گیا مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر
میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا چنانچہ میں نے تیمم
کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ انہوں
نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپ
نے پوچھا: ”اے عمرو! کیا تو نے جنبی ہوتے ہوئے اپنے
ساتھیوں کی جماعت کرائی تھی؟“ میں نے بتایا کہ کس
وجہ سے میں نے غسل نہیں کیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا
کہ میں نے اللہ کا فرمان سنا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا...﴾
”اپنے آپ کو قتل نہ کرو اللہ تم پر بہت ہی مہربان ہے۔“
تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔

قال أبو داود: عبد الرحمن بن جبیر

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالرحمن بن جبیر مصری

۳۳۴- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۲۰۳ من حديث يزيد بن أبي حبيب به، وعلقه البخاري، قبل، ح: ۳۴۵، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۲، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۷۷، ووافقه الذهبي.

۱- کتاب الطہارۃ

تیمم کے احکام و مسائل

ہے خارجہ بن حذافہ کا غلام ہے۔ اور یہ ابن جبیر بن نفیر نہیں ہے۔

مِصْرِيٌّ مَوْلَى خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ وَ لَيْسَ هُوَ ابْنُ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ .

۳۳۵- جناب ابوقیس مولیٰ عمرو بن العاص سے منقول ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک فوجی مہم پر تھے۔ اور مثل سابق حدیث بیان کی۔ کہا کہ انہوں نے اپنے زیریں جسم (شرمگاہ اور اطراف) دھوئے اور نماز والا وضو کیا اور انہیں نماز پڑھائی۔ اور مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا اور تیمم کا ذکر نہیں کیا۔

۳۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَعَمْرٍو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ كَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ، قَالَ: فَغَسَلَ مَغَابِئَهُ وَتَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ التَّيْمُمَ .

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ اوزاعی سے انہوں نے حسان بن عطیہ سے روایت کیا ہے تو اس میں ہے کہ ”انہوں نے تیمم کیا۔“

قال أبو داؤد: وَرَوِيَّ هَذِهِ الْقِصَّةُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةٍ قَالَ فِيهِ: فَتَيَمَّمُ .

باب: ۱۲۵- چچک زدہ (یا زخمی) کے لیے تیمم کا بیان

(المعجم ۱۲۵) - باب الْمَجْدُورِ يَتَيَمَّمُ (التحفة ۱۲۷)

۳۳۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا اور اس کے سر میں زخم ہو گیا پھر اسے احتلام (بھی) ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا میرے لیے کوئی اجازت ہے کہ میں تیمم کر لوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے لیے

۳۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ خُرَيْقٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجْرٌ فَسَجَّهَ فِي رَأْسِهِ ثُمَّ احْتَلَمَ فَسَأَلَ

۳۳۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۰۳/۴ من حديث ابن لهيعة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱۷۷/۱، ووافقه الذهبي .

۳۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱۹۰/۱، ح: ۷۱۹ من حديث موسى بن عبد الرحمن الأنطاكي به * الزبير بن خريق ضعفه الدارقطني وغيره، ووثقه ابن حبان وحده، وضعفه راجح .



۱- کتاب الطهارة تیمم کے احکام و مسائل

أَصْحَابُهُ، فَقَالَ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُحْصَةً فِي التَّيْمَمِ؟ قَالُوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُحْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ، فَأَغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَ بِذَلِكَ فَقَالَ: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ أَلَّا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَّمَمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ - شَكَ مُوسَى - عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَعْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهِ».

کوئی رخصت نہیں پاتے جبکہ تم کو پانی پر قدرت حاصل ہے۔ چنانچہ اس نے غسل کر لیا اور مر گیا۔ جب ہم نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: ”انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اللہ انہیں ہلاک کرے انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا، جب کہ انہیں علم نہ تھا، بے شک عاجز (جاہل) کی شفا سوال کر لینے میں ہے۔ اس شخص کے لیے یہی کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے رزم پر پٹی باندھے رہتا۔ موسیٰ کو شک ہوا کہ بعصر کا لفظ بولا یا عصب کا (معنی) دونوں کا پٹی باندھنا ہے) پھر اس پر مسح کرتا اور باقی سارا جسم دھو لیتا۔“

☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا آخری حصہ ”اس شخص کے لیے..... سے تا آخر“ ضعیف ہے باقی روایت حسن ہے۔ اگلی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

۳۳۷- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمِ الْأَنْطَاكِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنِي الْأَوْزَاعِيُّ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَصَابَ رَجُلًا جُرْحٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ احْتَلَمَ، فَأَمَرَ بِالْأَغْتَسَالِ، فَأَغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ، أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءَ الْعِيِّ السُّؤَالُ».

۳۳۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص کو زخم لگ گیا، پھر اسے احتلام ہو گیا تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اس نے غسل کیا اور مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”انہوں نے اس کو مار ڈالا اللہ انہیں ہلاک کرے۔ کیا جاہل کی شفا سوال کر لینا نہیں ہے؟“

۳۳۷- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في المجرور تصبیه الجنابة فيخاف على نفسه إن اغتسل، ح: ۵۷۲، وأحمد: ۱/۳۳۰، والحاكم: ۱/۱۷۸ من حديث الأوزاعي به * الأوزاعي سمعه من عطاء وسمعه من رجل عنه، وللحديث طرق أخرى عند البيهقي: (۱/۲۲۶، ۲۲۷) وغيره، بشر بن بكر ثقة، وقول مسلمة ابن القاسم فيه مردود.

☀️ **فوائد و مسائل:** ① باب کا عنوان ہمارے اس نسخے میں [الْمَحْذُور] ہے یعنی ”چیک زوہ“ چونکہ اس مرض میں جسم پر چھوٹے چھوٹے زخم اور دانے نکل آتے ہیں تو بعض اوقات پانی کا استعمال کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بعض نسخوں میں [الْمَجْرُوح] کا لفظ ہے اس سے حدیث اور باب میں کوئی الجھن نہیں رہتی۔ ② بغیر علم کے فتویٰ دینا بہت بڑی جہالت ہے۔ چاہیے کہ اصحاب علم سے مُرَاجَعَة کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی اس اعتبار سے کئی مراتب تھے۔ ③ حدیث میں مذکورہ قسم کے زخم پر پٹی باندھ کر مسح کیا جائے اور اس مسح کے لیے موزوں والی کوئی شرط نہیں ہے کہ پہلے وضو کیا ہو یا وقت متعین ہو۔ ④ اگر جسم کے تھوڑے حصے پر زخم آیا ہو تو مسئلہ اسی طرح ہے جیسے کہ حدیث میں ذکر ہوا اور اگر جسم کا زیادہ حصہ مجروح اور تھوڑا صحیح ہو تو بیٹوں اور صحیح حصے پر مسح ہی کافی ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۲۶) - **بَابُ الْمُتَيْمِّمِ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ مَا يُصَلِّي فِي الْوَقْتِ**
(التحفة ۱۲۸)

باب: ۱۲۶- تیمم والے کو نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل جائے اور نماز کا وقت ابھی باقی ہو تو.....؟

۳۳۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ آدمی سفر پر نکلے اور نماز کا وقت ہو گیا۔ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی مگر ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز دہرائی اور دوسرے نے نہ دہرائی۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ کو اپنا واقعہ بتایا تو آپ نے اس سے، جس نے نماز نہیں دہرائی تھی، فرمایا: ”تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہارے لیے تمہاری نماز کافی ہوگئی۔“ اور جس نے وضو کر کے نماز دہرائی تھی، اسے فرمایا: ”تمہارے لیے دہرا اجر ہے۔“

۳۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَبِّبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنِ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيْمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرَ، ثُمَّ آتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ: «أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْرَ أَنْتَ صَلَّاتُكَ»، وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ: «لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ».

قال أبو داود: وَعَبْرُ ابْنِ نَافِعٍ يَرَوِيهِ

امام ابوداؤد رحمته اللہ علیہ کہتے ہیں: ابن نافع کے علاوہ ایک

۳۳۸- تخریج: [سناده حسن] أخرجه النسائي، الغسل والتيمم، باب التيمم لمن يجد الماء بعد الصلوة، ح: ۴۳۳ من حديث ابن نافع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۷۸، ووافقه الذهبي.

۱- کتاب الطهارة

غسل جمعہ کے احکام و مسائل

دوسرے صاحب نے اسے لیث سے انہوں نے عمیرہ بن ابی ناچیہ سے انہوں نے بکر بن سوادہ سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ اللَّيْثِ، عَنْ عَمِيرَةَ بْنِ أَبِي نَاجِيَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابو داؤد ﷺ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ابو سعید کا ذکر محفوظ نہیں ہے اور یہ حدیث مرسل ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ذَكَرُ أَبِي سَعِيدٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ هُوَ مُرْسَلٌ.

۳۳۹- جناب عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ کے صحابہ میں سے دو آدمی (سفر پر نکلے) اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

۳۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُيَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

مسئلہ: نماز اوّل وقت ہی میں پڑھنا افضل ہے خواہ تیمم سے ہو اور پھر پانی ملنے پر دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر دہرانے تو ماجور ہے۔

باب: ۱۲۷- جمعہ کے لیے غسل کا بیان

(المعجم ۱۲۷) - بَابُ: فِي الْغُسْلِ لِلْجُمُعَةِ (التحفة ۱۲۹)

۳۳۰- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ایک موقع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگ نماز سے رکے رہتے ہو؟ (اور تاخیر سے آتے ہو؟) اس آدمی نے جواب دیا: اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ میں نے اذان سنی فوراً وضو کیا (اور حاضر ہو گیا) تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اور

۳۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ، فَقَالَ عُمَرُ: أَتَحْتَسِبُونَ عَنِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النَّدَاءَ

۳۳۹- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۲۳۱ من حديث ابن لهيعة به، والحديث السابق شاهد له.

۳۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: بعد باب فضل الجمعة، ح: ۸۸۲، ومسلم، الجمعة، باب: كتاب الجمعة، ح: ۴/ ۸۴۵ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۱- کتاب الطہارۃ

غسل جمعہ کے احکام و مسائل

فَقَوَّضَاتُ. قَالَ عُمَرُ: الْوُضُوءُ أَيْضًا! أَوْ لَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ؟»

صرف وضو؟ کیا تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ”جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔“

☀️ فائدہ: دورانِ خطبہ تاخیر سے آنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت کو برسرِ منبر اجلہ صحابہ کی موجودگی میں اس طرح تنبیہ کرنا دلیل ہے کہ وہ لوگ بالعموم جمعہ کے غسل کو واجب سمجھتے تھے۔ اگر یہ مستحب محض ہوتا تو اس انداز میں ہرگز تنبیہ نہ کی جاتی۔

۳۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».

۳۳۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔“

☀️ فائدہ: عورتیں بھی اس کی پابند ہیں۔ کسی بھی مسلمان بالغ مرد عورت کو بغیر معقول عذر کے اس بارے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

۳۴۲- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ الرَّمْلِيِّ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ، عَنْ عِيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ الْجُمُعَةِ، وَعَلَى كُلِّ مَنْ رَاحَ الْجُمُعَةَ الْغُسْلُ».

۳۳۲- ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”ہر بالغ پر جمعہ کے لیے جانا (لازم) ہے۔ اور ہر وہ شخص جس پر جمعہ کے لیے جانا (لازم) ہے اس پر غسل ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: إِذَا اغْتَسَلَ الرَّجُلُ

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر کسی نے طلوع فجر کے

۳۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل... الخ، ح: ۸۹۵ عن عبدالله بن مسلمة القعني، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ... الخ، ح: ۸۴۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۰۲.

۳۴۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب التشديد في التخلف عن الجمعة، ح: ۱۳۷۲ من حديث المفضل بن فضالة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۲۱، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۲۱۷.



۱- کتاب الطهارة غسل جمعہ کے احکام و مسائل

بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ أَجْزَأُهُ مِنْ غُضْلِ بَعْدَ غَسْلِ كَرِيحٍ، نَوَاهُ جَنَابَتِهَا سَيِّئٌ هُوَ تَوْبَةُ اس كَلِيهِ
الْجُمُعَةِ وَإِنْ أَجْنَبَ .
غسل جمعہ سے کافی ہے۔

☀️ فائدہ: ہر بالغ کے لیے جمعہ واجب ہے بشرطیکہ معذور نہ ہو اور بترتج حدیث نبوی بچہ عورت غلام اور مسافر مستثنیٰ ہیں۔ مسافر کے لیے بھی یہ ہے کہ وہ اپنے سفر میں رواں ہو اور اگر کسی منزل پر ٹھہرا ہوا ہو اور قریب میں جمعہ بھی ہو رہا ہو اور کوئی معقول عذر شرعی بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں جمعہ میں حاضری ضروری ہے۔

۳۴۳- حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس
نے جمعہ کے روز غسل کیا اور بہترین کپڑے زیب تن کیے
اور خوشبو بھی لگائی اگر میسر ہو تو پھر جمعہ کے لیے آیا اور
لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں پھر (نفل) نماز پڑھی جو اس
کے لیے مقدر کی گئی پھر خاموش رہا جب امام (خطبے کے
لیے) نکلا حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو یہ اس کے
لیے اس جمعے اور سابقہ جمعے کے مابین (صادر ہونے
والے گناہوں) کا کفارہ ہے۔“

۳۴۳- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ
ابن عبد الله بن موهب الرَّمْلِيُّ الهَمْدَانِيُّ ؛
ح : وحدثنا عبد العزيز بن يحيى الحرَّانِيُّ
قالا : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ ؛ ح : وحدثنا
موسى بن إسماعيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ، وهذا
حديثٌ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ ، عن مُحَمَّدِ بْنِ
إِسْحَاقَ ، عن مُحَمَّدِ بْنِ إِبرَاهِيمَ ، عن أَبِي
سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال يَزِيدُ
وَعَبْدُ الْعَزِيزِ فِي حَدِيثِهِمَا : عن أَبِي سَلَمَةَ
ابن عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ ،
عن أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قالَا :
قال رسولُ الله ﷺ : «من اغْتَسَلَ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ وَلَبَسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مِنْ
طِيبٍ - إِنْ كَانَ عِنْدَهُ - ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ
فَلَمْ يَتَخَطَّ أَغْنَاقَ النَّاسِ ، ثُمَّ صَلَّى مَا
كَتَبَ اللهُ لَهُ ، ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ
حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا
بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِي قَبْلَهَا» .

۳۴۳- تخریج : [إسناده حسن] أخرجه أحمد : ۸۱ / ۲ من حديث ابن إسحاق به وصرح بالسمع ، وصححه ابن خزيمة ، ح : ۱۷۶۲ ، وابن حبان ، ح : ۵۶۲ ، والحاكم على شرط مسلم : ۲۸۳ / ۱ ، وواقفه الذهبي .



غسل جمعہ کے احکام و مسائل

(ابوسلمہ نے) کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ بلکہ مزید تین دن اور بھی۔ (یعنی صرف جمعہ سے جمعہ تک آٹھ دنوں کا کفارہ ہی نہیں بلکہ تین دن مزید بھی یوں گیارہ دن ہوئے اور کسر چھوڑ دیں تو وہ دن کیونکہ) وہ کہا کرتے تھے کہ ہر نیکی دس گنا اجر کی حامل ہوتی ہے۔

قال ويقول أبو هريرة: وزيادة ثلاثة أيام، ويقول: إن الحسنه بعشر أمثالها.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوسلمہ کی روایت زیادہ کامل ہے اور حمد نے اپنی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام نقل نہیں کیا۔

قال أبو داود: وحديث محمد بن سلمة أتم، ولم يذكر حماد كلام أبي هريرة.

🌞 فوائد و مسائل: ① شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو صحیح ابوداؤد (حدیث: ۳۳۱) میں ”حسن“ کہا ہے۔ اور یہ فضائل و آداب جمعہ کی جامع ہے۔ ② قبل از نماز جمعہ نوافل کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ حسب توفیق جس قدر پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ ③ صف بندی کا اہتمام ہو اور پہلے سے بیٹھے لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگی جائیں الا یہ کہ انہوں نے خود تقصیر کی ہو اور اگلی صفیں مکمل نہ کی ہوں۔ ④ لغوبات لغو فعل سے احتراز ہو اور خطبہ غور سے سنا جائے۔ نیند سے بھی اپنے آپ کو ہوشیار رکھنا چاہیے۔ مزید بھی کچھ امور ہیں جو اگلی احادیث میں آ رہے ہیں۔



۳۴۴- جناب عبدالرحمن بن ابوسعید خدری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جمعہ کے روز غسل ہر بالغ پر (لازم) ہے اور مسواک اور خوشبو (بھی) جو اسے میسر ہو۔“ بیکر نے عبدالرحمن کا ذکر نہیں کیا اور خوشبو کے بارے میں کہا: ”خواہ بیوی ہی کی ہو۔“ (یعنی ضرور استعمال کرے۔)

۳۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بْنَ الْأَسْحَجِ حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمِ الزَّرْقِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَالسَّوَاكُ وَيَمَسُّ مِنَ الطَّيِّبِ مَا قَدَّرَ لَهُ». إِلَّا أَنْ بُكِّرًا لَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَقَالَ فِي الطَّيِّبِ: «وَلَوْ مِنْ طَيْبِ الْمَرْأَةِ».

۳۴۴- تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ۸۴۶ من حديث عبدالله بن وهب به.

۳۳۵- حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا فرماتے تھے: ”جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور خوب اچھی طرح کیا اور جلدی آیا اور (خطبہ میں) اول وقت پہنچا پیدل چل کے آیا اور سوار نہ ہوا، امام سے قریب ہو کر بیٹھا اور غور سے سنا اور لغو سے بچا، تو اس کے لیے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور قیام کے عمل کا ثواب ہے۔“

۳۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرَّجَرَانِيُّ حَبِيبِي: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَشْعَثِ الصَّعْنَانِيُّ: حَدَّثَنِي أَوْسُ بْنُ أَوْسِ الثَّقَفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاعْتَسَلَ ثُمَّ بَكَرَ وَابْتَكَرَ وَمَسَى، وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرٌ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».



توضیح: یہ حدیث جامع ترمذی (۲۹۶) سنن نسائی (۱۳۸۲) اور سنن ابن ماجہ (۱۰۸۷) میں بھی وارد ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن کہا ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔ (صحیح ابوداؤد، حدیث: ۳۳۳) شروع حدیث میں وارد ہے کہ اس حدیث کے الفاظ [غَسَلَ وَاعْتَسَلَ] میں [غسل] کو حرف ”س“ کی تخفیف اور تشدید دونوں سے پڑھا گیا ہے۔ اور اس کے کئی معانی ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہی تاکید ہی معنی ہے جو راقم نے اختیار کیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آدمی نے پہلے غسلی، صابن یا شیپو وغیرہ استعمال کیا ہو بعد ازاں پانی بہایا ہو۔ تیسرا یہ ہے کہ جس نے اپنی زوجہ سے مباشرت کی اور اس پر بھی غسل لازم کر دیا ہو۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح انسان نفسیاتی اور جذباتی طور پر بہت پرسکون ہو جاتا ہے اور ذہن پر اگندہ نہیں ہوتا اور عبادت میں یکسو رہتا ہے۔ واللہ اعلم.

۳۳۶- حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کے روز اپنا سر دھویا اور غسل کیا۔“ اور مثل سابق روایت بیان کی۔

۳۴۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ أَوْسِ الثَّقَفِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ غَسَلَ رَأْسَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاعْتَسَلَ» وَسَاقَ نَحْوَهُ.

۳۴۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الغسل يوم الجمعة، ح: ۱۰۸۷ من حدیث عبد اللہ بن المبارک، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۶۷، وابن حبان، ح: ۵۵۹، والحاكم علی شرط الشیخین: ۱/۳۸۱، ۳۸۲، وواقفه الذہبی، وله طریق آخر عند الترمذی، ح: ۴۹۶، وحسنه. ۳۴۶- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

☀️ فائدہ: یہ روایت مذکورہ بالا حدیث کا معنی واضح کرتی ہے اور ”سردھونے“ کی خصوصیت یہ ہے کہ عرب لوگ لمبے بال رکھتے تھے اور انہیں دھونے میں محنت ہوتی تھی اور وقت لگتا تھا۔

۳۴۷- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور اپنی اہلیہ کی خوشبو استعمال کی۔ اگر اس کے پاس ہو اور اپنے عمدہ کپڑے پہنے پھر لوگوں کی گردنیں نہ پھلائیں اور اثنائے وعظ میں (خبطے کے دوران میں) کوئی لغو عمل نہ کیا تو یہ (نماز) ان دونوں (جمعوں) کے مابین کے لیے کفارہ ہوگی اور جس نے کوئی لغو کام کیا اور لوگوں کی گردنیں پھلائیں تو اس کے لیے یہ ظہر ہی ہوگی (یعنی ظہر کی نماز کا ثواب ہوگا نہ کہ جمعے کا۔“)

۳۴۷- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَقِيلٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ الْمِصْرِيُّانِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: ابْنُ أَبِي عَقِيلٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طَيْبٍ أَمْرَأَتِهِ - إِنْ كَانَ لَهَا - وَلَبَسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ ثُمَّ لَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ وَلَمْ يَلُغْ عِنْدَ الْمُوعِظَةِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا، وَمَنْ لَعَا وَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهُ ظُهُرًا».

۳۴۸- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ چار کاموں (کی وجہ) سے غسل کیا کرتے تھے جناب سے جمعہ کے دن سینگلی لگوانے سے اور میت کو غسل دینے سے۔“

۳۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ شَيْبَةَ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبِ الْعَنْزَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنْ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غَسْلِ الْمَيْتِ.

☀️ توضیح: امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ [لَيْسَ بِذَلِكَ] یعنی غیر

۳۴۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳/ ۲۳۱ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۱۰.

۳۴۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/ ۱۵۲ من حديث مصعب بن شيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۶.



۱- کتاب الطہارۃ

غسل جمعہ کے احکام و مسائل

معیاری ہے۔ امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی رحمہما کہتے ہیں کہ غسل میت سے غسل کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (منذری) مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "التلخیص الحبیر" میں کہا ہے کہ کثرت طرق کی بنا پر یہ "درجہ حسن" سے کم نہیں اور جمہور اس کے استقباب کے قائل ہیں۔ (الروضۃ الندیہ) اور ظاہر ہے کہ غسل جنابت واجب ہے۔ جمعہ کا غسل واجب یا بہت زیادہ مؤکد ہے۔ بیٹگی اور میت کو غسل دینے سے غسل بطور نفاذ مستحب ہے۔

۳۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: سَأَلْتُ مَكْحُولًا عَنْ هَذَا الْقَوْلِ: «غَسَلَ وَاغْتَسَلَ» قَالَ: غَسَلَ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ.

۳۴۹- جناب علی بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے مکحول (شامی تابعی) سے حدیث "غَسَلَ وَاغْتَسَلَ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے اپنا سر دھویا اور پھر غسل کیا۔

۳۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي «غَسَلَ وَاغْتَسَلَ» قَالَ: قَالَ سَعِيدٌ: غَسَلَ رَأْسَهُ وَغَسَلَ جَسَدَهُ.

۳۵۰- جناب سعید بن عبدالعزیز (توفی تبع تابعی) نے [غَسَلَ وَاغْتَسَلَ] کی شرح میں کہا کہ جس نے اپنا سر دھویا اور غسل کیا۔

۳۵۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَمِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غَسَلَ الْجَنَابَةَ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَهُ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّلَاثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ،

۳۵۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت (یا جنابت جیسا غسل) کیا، پھر جمعہ کے لیے آیا تو اس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا۔ اور جو دوسری ساعت میں آیا اس نے گویا گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت میں پہنچا اس نے گویا سیٹھوں والا مینڈھا قربان کیا۔ جو چوتھی ساعت میں آیا اس نے گویا مرغی تقرب کے لیے

۳۴۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ۲۹۸۹ من حديث أبي داود به.

۳۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ۲۹۸۹ من حديث أبي داود به.

۳۵۱- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب فضل الجمعة، ح: ۸۸۱، ومسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ۸۵۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحی) ۱/۱۰۱ وقوله "غسل الجنابة" أي غسلًا لغسل الجنابة، قاله الحافظ في فتح الباري ۲/۲۶۶ نحوه، وحديث عبدالرزاق، ح: ۵۵۶۵ بويده.



۱- کتاب الطہارۃ

غسل جمعہ کے احکام و مسائل

وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّهَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّهَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذَّكْرَ.

پیش کی اور جو پانچویں ساعت میں آیا اس نے گویا انڈا تقرب کے لیے پیش کیا۔ پھر جب امام نکل آتا ہے تو فرشتے بھی ذکر سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① تاخیر سے آنے والے کا جمعہ تو یقیناً ہو جاتا ہے مگر وہ مذکورہ فضیلت سے بالکل محروم رہتا ہے اور ملائکہ کے مخصوص صحیفوں میں اس کا اندراج نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ اس حدیث سے مرعی اور انڈے کی قربانی کا جواز کشید کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس میں صرف تقرب اور ثواب کے لیے اللہ کی راہ میں بطور صدقہ و خیرات خرچ کرنا مراد ہے۔ ② وعظ و نصیحت کی مجلس جمعہ میں ہو یا عام اس میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔

(المعجم ۱۲۸) - باب الرُّحْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۱۳۰)

۱۲۸- جمعہ کے روز غسل نہ کرنے کی رخصت کا بیان

۳۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ مُهَانَ أَنْفُسِهِمْ فَيُرْوَحُونَ إِلَى الْجُمُعَةِ يَهَيِّئْتِهِمْ، فَقِيلَ لَهُمْ: لَوْ اغْتَسَلْتُمْ.

۳۵۲- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لوگ اپنے کام کاج خود ہی سرانجام دیا کرتے تھے اور اپنی اسی حالت میں جمعہ کو چلے آتے تھے تو انہیں کہا گیا کہ اگر تم غسل کر لیا کرو (تو بہت ہی بہتر ہے۔)

۳۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرَمَةَ: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوا وَقَالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا؟ قَالَ: لَا. وَلَكِنَّهُ

۳۵۳- جناب عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ عراق کی جانب سے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: اے ابن عباس! کیا آپ جمعہ کے غسل کو واجب کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں لیکن یہ زیادہ طہارت کا باعث ہے اور جو غسل کر لے اس کے لیے بہت بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے

۳۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ۹۰۳، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ... الخ، ح: ۸۴۷ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

۳۵۳- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/۲۶۸ من حديث عمرو بن أبي عمرو به، ورواه البيهقي: ۱/۲۹۵ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۵۵، والحاكم على شرط البخاري: ۱/۲۸۰، ۲۸۱، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح: ۲/۳۶۲.



اس پر واجب نہیں ہے۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غسل کیسے شروع ہوا؟ لوگ محنت و مشقت کیا کرتے تھے لباس اون کا ہوتا تھا اپنی پٹٹیوں پر سامان ڈھوتے تھے اور ان کی مسجد بھی تنگ اور نیچی چھت والی تھی، گویا چھپرسا تھا تو ایک بار رسول اللہ ﷺ تشریف لائے دن گرم تھا اور لوگوں کو ان کے اونٹنیوں میں پسینہ آیا حتیٰ کہ ان سے نامناسب بوئیں نکلیں اور انہیں ایک دوسرے سے بہت اذیت ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بو محسوس کی تو فرمایا: ”لوگو! جب یہ (جمعہ کا) دن ہوا کرے تو غسل کیا کرو اور جسے جو عمدہ تیل اور خوشبو مہیا ہوا استعمال کیا کرے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ نے حالات میں بہتری پیدا کر دی۔ لوگ اونٹنیوں کی چھوڑ کر دوسرے لباس پہننے لگے اور محنت و مشقت کے کاموں سے بھی کفایت ہو گئی، مسجد بھی کھلی ہو گئی اور وہ پسینہ جو ایک دوسرے کے لیے اذیت کا باعث تھا ختم ہو گیا۔

طَهَّرَ وَخَيْرَ لِمَنْ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ فَانْسَبْ عَلَيْهِ يَوَاجِبٍ، وَسَأْخِرْكُمْ كَيْفَ بَدَأَ الْغُسْلُ: كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ، يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ، وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّفْفِ، إِنَّمَا هُوَ عَرِيشٌ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمٍ حَارًّا وَعَرِقَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ الصُّوفِ حَتَّى تَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ، آذَى بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ الرِّيحَ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوا وَلَيَمَسَنَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ ذَهْنِهِ وَطَيِّبِهِ». قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ جَاءَ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرُهُ بِالْخَيْرِ وَلَيَسُوا غَيْرَ الصُّوفِ وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُضِعَ مَسْجِدُهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُؤْذِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ.

۳۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبْاطِبِيُّ:

۳۵۴- سیدنا عمرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے۔ اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔“

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فِيهَا وَنِعِمَّتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ».

توضیح: ان احادیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ غسل جمعہ واجب نہیں ہے۔ بلاشبہ ابتداءً حکم کی بنیادی وجہ یہی تھی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بیان ہوئی ہے، مگر مسلمان جب اس کے قائل و فاعل ہونگے تو انہیں اس کا شرعی اعتبار سے پابند کر دیا گیا جیسا کہ گزشتہ باب میں صحیح احادیث سے ثابت ہوا ہے۔ اب اگرچہ وہ بنیادی سبب تو موجود نہیں مگر حکم و وجوب باقی ہے جیسے کہ مسئلہ حج میں طواف قدوم میں رٹل کرنا (آہستہ آہستہ دوڑنے) کا بنیادی

۳۵۴- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الوضوء يوم الجمعة، ح: ۴۹۷، والنسائي، ح: ۱۳۸۱ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن".

طہارت کے متفرق احکام و مسائل

موجود نہیں ہے مگر حکم وجوب باقی ہے۔ اس لیے راجح یہی ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے۔ اس کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس میں غفلت بہت بڑی محرومی ہے۔

(المعجم ۱۲۹) - **باب الرَّجُلِ يُسَلِّمُ**
فَيُؤَمِّرُ بِالْغُسْلِ (التحفة ۱۳۱)

باب: ۱۲۹- نو مسلم کے لیے غسل کا حکم

۳۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ
 الْعَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الْأَعْرَبِيُّ عَنْ
 خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ جَدِّهِ قَيْسِ بْنِ
 عَاصِمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيدُ
 الْإِسْلَامَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ.

۳۵۵- جناب خلیفہ بن حصین اپنے دادا حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا۔ تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں غسل کروں اور پانی میں پیری کے پتے لے ہوئے ہوں۔

☀️ فائدہ: اسلام قبول کرنے والے نو مسلم کے لیے غسل واجب ہے۔ (عون المعبود)

۳۵۶- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا
 عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ:
 أَخْبَرْتُ عَنْ عُنَيْمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
 جَدِّهِ أَنَّهُ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: قَدْ
 أَسْلَمْتُ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلْتِي عَنْكَ
 شَعْرَ الْكُفْرِ» يَقُولُ: أَحْلِقْ. قَالَ:
 وَأَخْبَرَنِي آخَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِآخَرَ
 مَعَهُ: «أَلْتِي عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَأَخْتِنَ».

۳۵۶- جناب ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے عُنَيْمِ بن کلب (کثیر بن) کلب سے خبر دی گئی وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے آپ نے فرمایا: ”اپنے کفر والے بال اتار دو۔“ یعنی سرمنداؤ۔ اور (کلب کہتے ہیں کہ) مجھے ایک دوسرے صحابی نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے ایک دوسرے شخص سے فرمایا جو ان کے ساتھ تھا: ”اپنے کفر کے بال دور کرو اور ختنہ کراؤ۔“



☀️ **نو اند مسائل:** ① ایسا لباس اور جامت جو کفار کی خاص مذہبی علامت یا ان کا شعار ہو اسلام قبول کر لینے پر اسے ترک کر دینے کا حکم ہے ورنہ کافروں سے مشابہت باقی رہے گی اور یہ کسی طرح مقبول نہیں۔ ② حکم ہے کہ [أَذْخُلُوا

۳۵۵- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما ذكر في الاغتسال عند ما يسلم الرجل، ح: ۶۰۵، والسنائي، ح: ۱۸۸ من حديث سفيان الثوري به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۴، ۲۵۵، وابن حبان، ح: ۲۳۱، وابن الجارود، ح: ۱۴، وغيرهم، وسنده حسن، وللحديث شواهد.

۳۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۱۵/۳ عن عبد الرزاق به، وهو في المصنف له: ۱۰/۶، ح: ۹۸۳۵، وسنده ضعيف، انظر التلخيص الحبير: ۸۲/۴، وللحديث شاهدان ضعيفان.

۱- کتاب الطہارۃ طہارت کے متفرق احکام و مسائل

فی السَّلْمِ كَافَّةً [اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔] اور تھنہ شعا ر اسلام اور امور فطرت میں سے ہے۔

(المعجم ۱۳۰) - باب الْمَرْأَةُ تَغْسِلُ
نُوبَهَا الَّذِي تَلْبَسُهُ فِي حَيْضِهَا
(التحفة ۱۳۲)

۳۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ :
حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ :
حَدَّثَنِي أَبِي : حَدَّثَنِي أُمُّ الْحَسَنِ - يَعْنِي
جَدَّةَ أَبِي بَكْرٍ الْعَدَوِيَّ - عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ :
سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَائِضِ يُصِيبُ نُوبَهَا
الِدَّمَ . قَالَتْ : تَغْسِلُهُ فَإِنْ لَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ
فَلْتُعِيزَهُ بِشَيْءٍ مِنْ صُفْرَةٍ . قَالَتْ : وَلَقَدْ
كُنْتُ أَحِضُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ
حَيْضٍ جَمِيعًا لَا أُغْسِلُ لِي نُوبًا .

۳۵۷- معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ
ؓ سے پوچھا کہ حائضہ کے کپڑوں کو خون لگ جاتا ہے
(تو کیا کرے؟) انہوں نے کہا کہ اسے دھوئے۔ اگر اس
کا نشان باقی رہے تو کچھ زردی (ورس بوئی یا زعفران)
سے اسے تبدیل کر دے۔ کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ
کے ہاں تین تین حیض آتے تھے مگر میں اپنا کوئی کپڑا نہ
دھوتی تھی۔

☀️ توضیح: وہ اس لیے نہ دھوتی تھیں کہ تہ بند یا چادر کسی طرح آلودہ نہ ہوتی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ اگر کپڑا کسی طرح آلودہ نہ
ہو تو وہ پاک ہے۔ نیز حائضہ کا پینہ اور لعاب پاک ہے۔ اس طرح باقی کپڑوں کے دھونے کی ویسے ہی ضرورت نہیں۔

۳۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ :
أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ : سَمِعْتُ
الْحَسَنَ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ ، يَذْكُرُ عَنْ مُجَاهِدٍ
قَالَ : قَالَتْ عَائِشَةُ : مَا كَانَ لِأَحْدَانَا إِلَّا
نُوبٌ وَاحِدٌ تَحِضُ فِيهِ ، فَإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ
مِنْ دَمٍ بَلَّتَهُ بِرِيقِهَا ثُمَّ قَصَعَتْهُ بِرِيقِهَا .

۳۵۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں
کہ ہم ازواج رسول کے لیے محض ایک ایک ہی کپڑا ہوتا
تھا اسی میں ایام حیض گزرتے تھے۔ اگر کہیں کوئی خون کا
دھبہ لگ جاتا تو وہ اسے اپنے لعاب سے گیلنا کرتی اور پھر
اسے بل دیتی تھی۔

۳۵۷- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۵۰ عن عبد الصمد بن عبد الوارث به، وسنده ضعيف ❁ أم الحسن لا
يعرف حالها (تقريب)، وللحديث شواهد.

۳۵۸- تخریج: [استادہ صحیح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۰۵ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ۳۱۲ من
طريق آخر عن مجاهد به.



طہارت کے متفرق احکام و مسائل

مسئلہ: یہ اس صورت میں ہے جب کوئی معمولی داغ دھبہ یا قطرہ لگا ہو۔ اگر زیادہ لگا ہو تو اسے پانی سے بالا بہتا ہوا دھونا لازم ہے جیسے کہ آئیدہ احادیث میں آ رہا ہے۔

۳۵۹- جناب بکار بن یحییٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئی وہاں ان سے ایک قریشی عورت نے پوچھا کہ حیض والے کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حیض آتا تھا ہم یہ دن گزارتیں اور پھر پاک ہوتیں اور اپنے کپڑے کو دیکھتیں جس میں یہ دن گزارے ہوتے۔ اگر اسے خون لگا ہوتا تو اسے دھو لیتیں اور پھر اس میں نماز پڑھتیں اور اگر اسے کچھ نہ لگا ہوتا تو اسے اسی طرح رہنے دیتیں اور اس میں نماز پڑھنے سے ہمارے لیے کچھ مانع نہ ہوتا تھا۔ اور جس کے بال گوندھے ہوئے ہوتے تو جب کسی کو غسل (جنابت) کرنا ہوتا تو اپنے بال نہ کھولا کرتی بلکہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتی۔ جب دیکھتی کہ بالوں کی جزیں تر ہو گئی ہیں تو انہیں ملتی پھر باقی جسم پر پانی بہا لیتی۔

۳۵۹- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ: أَخْبَرَنَا بَكَّارُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنِي جَدَّتِي قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلْتُهَا امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تَوْبِ الْحَائِضِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: قَدْ كَانَ يُصِينَا الْحَيْضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَبْتُ إِحْدَانًا أَيَّامَ حَيْضِهَا ثُمَّ تَطَهَّرْتُ فَتَنظَرُ التَّوْبِ الَّذِي كَانَتْ تَقَلِّبُ فِيهِ، فَإِنْ أَصَابَهُ دَمٌ غَسَلْنَاهُ وَصَلَّيْنَا فِيهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَرَكَنَاهُ وَلَمْ يَمْنَعْنَا ذَلِكَ أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِ. وَأَمَّا الْمُمْتَشِطَةُ فَكَانَتْ إِحْدَانًا تَكُونُ مُمْتَشِطَةً، فَإِذَا اغْتَسَلَتْ لَمْ تَنْقُضْ ذَلِكَ وَلَكِنَّهَا تَحْفَنُ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ، فَإِذَا رَأَتْ الْبَلَّلَ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ دَلَّكَتُهُ ثُمَّ أَفَاصَتْ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهَا.



فائدہ: یہ روایت اگرچہ سداضعیف ہے۔ تاہم یہی بات دیگر تمام روایات میں بھی بیان کی گئی ہے جو صحیح ہیں۔

۳۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ

۳۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود و بكار مجهول الحال، وجدته: لم أعرفها.
۳۶۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۷۷۸ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسمع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۷۶، وانظر الحديث الآتي.

۱- کتاب الطہارۃ

طہارت کے متفرق احکام و مسائل

رہی تھی کہ جب ہم میں سے کوئی پاک ہو تو اپنے کپڑے کا کیا کرے؟ کیا اس میں نماز پڑھ لیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ”اسے دیکھے اگر اس میں خون لگا ہو تو اسے پانی لگا کر کھرچے اور جس جگہ کچھ نظر نہ آتا ہو (مگر شبہ ہو تو) وہاں چھینے مار لے اور اس میں نماز پڑھ لے۔“

مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ امْرَأَةً تَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ تَصْنَعُ إِحْدَانًا يَتَوْبَهَا إِذَا رَأَتْ الطُّهُرَ، أَنْ تُصَلِّيَ فِيهِ؟ قَالَ: «تَنْظُرُ فَإِنْ رَأَتْ فِيهِ دَمًا فَلْتَقْرُضْهُ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ وَلْتَنْضَحْ مَا لَمْ تَرَ وَتُصَلِّيَ فِيهِ».

۳۶۱- سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرمائیے کہ جب ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو چاہیے کہ اسے کھرچے (چٹکیوں سے رگڑے) پھر اس پر پانی ڈالے۔ اور اس میں نماز پڑھ لے۔“

۳۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةً رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِحْدَانًا إِذَا أَصَابَتْ تَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: «إِذَا أَصَابَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضِ فَلْتَقْرُضْهُ ثُمَّ لْتَنْضَحْهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ لْتُصَلِّيْ».

۳۶۲- عیسیٰ بن یونس اور حماد بن سلمہ دونوں نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ”اسے اکھیڑو پانی ڈال کر چٹکیوں سے رگڑو پھر (مزید) پانی بہاؤ۔“

۳۶۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا حَمَادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلْمَةَ، عَنْ هِشَامِ بِهَذَا [المعنى] قَالَا: «حَتَّى تَمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ انْضَحِيهِ».

۳۶۱- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل دم المحيض، ح: ۳۰۷، ومسلم، الطهارة، باب نجاسة الدم وكيفية غسله، ح: ۲۹۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية عبدالرحمن بن القاسم)، ح: ۴۸۰ (ورواية أبي مصعب: ۱/۶۶، ح: ۱۶۶)، ووقع في رواية يحيى: ۱/۶۰، ۶۱ وهم لا شك فيه، انظر التمهيد: ۲۲/۲۲۹.

۳۶۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الحيض، باب دم الحيض يصيب الثوب، ح: ۳۹۴ من حديث حماد بن سلمة به، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ۱۳۸ عن هشام بن عروة به، وقال: "حسن صحيح".



طہارت کے متفرق احکام و مسائل

۳۶۳- حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خون حیض کے متعلق دریافت کیا جو کہ کپڑے کو لگ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اے کسی لکڑی سے اکھیرو پھر بیری کے پتے طے پانی سے دھوؤ الو۔“

۳۶۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتُ الْحَدَّادُ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنِ تَقُولُ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ فِي الثَّوْبِ؟ قَالَ: «حُكِّيهِ بِضَلْعٍ وَاعْسَلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ».

☀️ فائدہ: خون حیض نجس ہے اس کو اہتمام سے صاف کرنا چاہیے کہ کوئی ذرا سا اثر بھی باقی نہ رہے۔ سادہ پانی سے دھونا بھی کافی ہے مگر بیری کے پتے ملا پانی مزید نفاذت کے لیے ہے۔ جیسے کہ آج کل صابن سوڈے سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ کپڑے پر داغ باقی رہ جانے کو کوئی حرج نہیں۔

۳۶۴- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم ازواج رسول میں سے ہر ایک کے پاس ایک کرتا ہی ہوا کرتا تھا۔ اسی میں ایام حیض گزرتے اسی میں جنابت ہوتی، پھر اگر اس میں خون کا قطرہ دیکھتی تو اسے لعاب لگا کر ملتی (اور اس کا ازالہ کر دیتی۔)

۳۶۴- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدْ كَانَ يَكُونُ لِإِحْدَانَا الدَّرْعُ فِيهِ تَحِيضٌ وَفِيهِ تُصَيِّبُهَا الْجَنَابَةُ ثُمَّ تَرَى فِيهِ قَطْرَةً مِنْ دَمٍ فَتَقْضَعُهُ بِرَبِيقِهَا.

☀️ فائدہ: یہ روایت بھی سداً ضعیف ہے، مگر معاً صحیح ہے۔

۳۶۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میرے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے اور مجھے

۳۶۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَيْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ

۳۶۳- تخریج: [سنادہ صحیح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في ما جاء في دم الحيض يصبب الثوب، ح: ۶۲۸، والنسائي، ح: ۳۹۵ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۷۷، وابن حبان، ح: ۲۳۵.

۳۶۴- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۴ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * ابن أبي نجیح مدلس، وعنن.

۳۶۵- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۸۰ عن قتيبة به، وابن لهيعة صرح بالسماع عند البيهقي: ۲/ ۴۰۸، ورواه عنه عبدالله بن وهب وغيره، وللحديث طريق آخر عند أحمد: ۲/ ۳۶۴.



۱- کتاب الطهارة

طہارت کے متفرق احکام و مسائل

اس میں حیض آتا ہے تو کیسے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تم پاک ہو کر دو تو اسے دھولیا کرو اور اس میں نماز پڑھا کرو“ وہ کہنے لگیں کہ اگر اس سے خون (کانشان) نہ نکلے تو؟ فرمایا: ”تمہیں خون کا دھو ڈالنا کافی ہے۔ اس کے داغ اور نشان کا کوئی حرج نہیں۔“

خَوْلَةَ بِنْتُ يَسَارٍ أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ لَيْسَ لِي إِلَّا تَوْبٌ وَاحِدٌ وَأَنَا أَحِيضُ فِيهِ فَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: «إِذَا طَهَرْتَ فَأَغْسِلِيهِ ثُمَّ صَلِّي فِيهِ». فَقَالَتْ: فَإِنْ لَمْ يَخْرُجِ الدَّمُّ؟ قَالَ: «يَكْفِيكَ غَسْلُ الدَّمِّ وَلَا يَضُرُّكَ أَتْرُهُ».

باب: ۱۳۱- جس کپڑے میں انسان اپنی اہلیہ سے صحبت کرے اس میں نماز پڑھنا.....؟

(المعجم ۱۳۱) - باب الصلاة في التَّوْبِ الَّذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ فِيهِ (التحفة ۱۳۳)

۳۶۶- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمیشہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس میں وہ صحبت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں، اگر اس میں کوئی نجاست نہ ہوتی۔

۳۶۶- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَّادٍ الْبُصْرِيُّ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي التَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَفِهِ أَدَى.

باب: ۱۳۲- عورتوں کے کپڑوں میں نماز

(المعجم ۱۳۲) - باب الصلاة في شعْرِ النِّسَاءِ (التحفة ۱۳۴)

۳۶۷- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے کپڑوں یا الجافوں

۳۶۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۳۶۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب المني يصيب التوب، ح: ۲۹۵ عن عيسى بن حماد، ورواه ابن ماجه، ح: ۵۴۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۷۶، وابن حبان، ح: ۲۳۷.
۳۶۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب: في كراهية الصلوة في لحف النساء، ح: ۶۰۰، والنسائي، ح: ۵۳۶۸ من حديث الأشعث به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۵۲، ووافقه الذهبي، ويأتي: ۶۴۵.

۱- کتاب الطہارۃ

طہارت کے متفرق احکام و مسائل

سیرین، عن عبد الله بن شقيق، عن عائشة قالت: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُصَلِّي فِي شُعْرَانَا أَوْ لُحْفِنَا.

میں نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔ (یعنی بالعموم)

قال عبید اللہ: شَكَ أَبِي .

عبید اللہ نے کہا: ”شُعْرَانَا أَوْ لُحْفِنَا“ کے الفاظ میں

میرے والد کو شک ہوا ہے۔

☀️ فائدہ: [شِعْرَانَا] وہ کپڑا ہوتا ہے جو بالخصوص جسم سے متصل ہو۔ اور صحت نماز کے لیے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔ اگر چادر کبیل، خاف یا دری وغیرہ ناپاک ہو تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اعتماد ہو کہ کپڑا پاک ہے تو کوئی حرج نہیں۔ امام صاحب نے ”عورت کے کپڑوں“ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ محض جسم سے مُلَا مَسَّت (گلنے) کی وجہ سے کپڑا نجس نہیں ہوتا۔

۳۶۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي فِي مَلَا حِفْنَا.

۳۶۸- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمارے لحافوں میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

قال حَمَّادٌ: وَسَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ أَبِي صَدَقَةَ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْهُ فَلَمْ يُحَدِّثْنِي وَقَالَ: سَمِعْتُهُ مُنْذُ زَمَانٍ، وَلَا أَدْرِي مِمَّنْ سَمِعْتُهُ، وَلَا أَدْرِي أَسَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيٍّ أَوْ لَا، فَسَلُّوا عَنْهُ.

حماد نے کہا: میں نے سعید بن ابی صدقہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے محمد بن سیرین سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان نہیں کی۔ اور کہا کہ میں نے اسے ایک مدت پہلے سنا تھا، معلوم نہیں کس سے سنا تھا، وہ ثقہ تھا یا نہیں۔ تم دیگر علماء سے اس کی تحقیق کر لو۔

(المعجم ۱۳۳) - باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۱۳۵)

۳۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ

۳۶۹- ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

۳۶۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۱۰ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف لانقطاعه، والحديث السابق شاهد له.

۳۶۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب في الصلوة في ثوب الحائض، ح: ۶۵۳ من ۴۴



۱- کتاب الطہارۃ طہارت کے متفرق احکام و مسائل

سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ وَعَلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ مِنْهُ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يُصَلِّي وَهُوَ عَلَيْهِ.

سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَى مِرْطٍ لِي وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ.

نبی ﷺ نے نماز پڑھی آپ ایک کنبل اوڑھے ہوئے تھے جس کا کچھ حصہ آپ پر اور کچھ ان کی اہلیہ پر تھا اور وہ حیض سے تھیں آپ اس حالت میں نماز پڑھتے رہے کہ وہ آپ پر تھا۔

۳۷۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَى مِرْطٍ لِي وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ.

۳۷۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ کے پاس بازو (پہلو) میں ہوتی اور حیض سے ہوتی، مجھ پر جو چادر یا کنبل ہوتا اس کا کچھ حصہ آپ بھی لیے ہوئے ہوتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس باب اور پچھلے باب کی احادیث میں تعارض نہیں ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ آپ اکثر زوجات کے کپڑوں میں نماز نہ پڑھتے تھے مگر کبھی کبھی پڑھ بھی لیا کرتے تھے جب کہ یقین ہوتا تھا کہ کپڑا پاک ہے۔ ② بیوی اگر مصلے کے قریب بیٹھی ہو، لیٹی ہو یا آگے سوئی ہوئی بھی ہو تو کوئی حرج نہیں نماز جائز اور صحیح ہے۔ ③ یہ اور دیگر احادیث اشارہ کرتی ہیں کہ خیر القرون میں مسلمان ماذی اعتبار سے کشادہ دست نہ ہوتے تھے۔ میاں بیوی کے پاس ایک ہی کنبل ہوتا تھا مگر دینی اور عملی اعتبار سے وہ اس قدر ممتاز ہیں کہ پوری امت کے مقتدا ہیں۔

(المعجم ۱۳۴) - باب الْمَنِيِّ يُصِيبُ
الثَّوْبَ (التحفة ۱۳۶)
باب: ۱۳۳- کپڑے کو اگر منی لگ جائے تو.....؟

۳۷۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا لَبَسَ الرَّجُلُ ثِيَابَهُ فَغَسَّاهَا بِمَاءٍ طَهُرَ مَا فِيهَا مِنْ نَجَسٍ.

۳۷۱- امام بن حارث کہتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں (بطور مہمان) آئے ہوئے تھے کہ انہیں

« حدیث سفیان الثوری بہ، وصحہ ابن خزیمہ، ح: ۷۶۸، وابن حبان، ح: ۳۵۰، وأصله منفق عليه، البخاري، ح: ۳۳۳، ومسلم، ح: ۵۱۳، وانظر الحديث الآتي: ۶۵۶.

۳۷۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۴ من حديث وكيع به.

۳۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المنى، ح: ۲۸۸ من حديث إبراهيم النخعي به، وزاد الطحاوي في المعاني: ۵۱/۱ "ثم يصلي فيه"، وحديث الأعمش رواه مسلم.



۱- کتاب الطہارۃ

طہارت کے متفرق احکام و مسائل

احتمام ہو گیا۔ وہ کپڑے سے احتلام کا نشان دھور ہے تھے یا کپڑا دھور ہے تھے کہ حضرت عائشہ کی لونڈی نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے جا کر حضرت عائشہ کو بتایا تو انہوں نے کہا: مجھے خوب یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اسے کھرچ ڈالا کرتی تھی۔

هَمَّامُ بْنُ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَأَحْتَلَمَ فَأَبْصَرَتْهُ جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ وَهُوَ يَغْسِلُ أَتَرَ الْجَنَابَةِ مِنْ تَوْبِهِ أَوْ يَغْسِلُ تَوْبَهُ، فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَفْرُكُهُ مِنْ تَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

اس روایت کو عائشہ نے بھی روایت کیا جیسے کہ حکم نے روایت کیا ہے۔

ورواه الأعمش كما رواه الحكم.

۳۷۲- ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منیٰ کو کھرچ ڈالا کرتی تھی اور پھر آپ اسی میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

۳۷۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ [بِئْسَلَمَةَ] عَنْ حَمَّادِ [بِئْسَلَمَةَ] أَبِي سَلِيمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ تَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَصَلِّي فِيهِ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سفیرہ ابو معشر اور اصل نے حماد بن ابی سلیمان کی موافقت کی ہے۔

قال أبو داؤد: وافقه معيرة وأبو معشر وواصل.

۳۷۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منیٰ کو دھویا کرتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر میں دیکھتی کہ کپڑے پر (دھونے کے) نشان نمایاں ہوتے۔

۳۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدِ بْنِ حَسَابِ الْبُسْرِيِّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ يَعْنِي ابْنَ أَحْضَرَ، الْمَعْنَى وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونِ ابْنِ مَهْرَانَ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّهَا كَانَتْ



۳۷۲- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۶/۱۲۵، ۱۳۶، ۲۱۳ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح: ۲۸۸ من حديث إبراهيم النخعي به.

۳۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل المني وفركه وغسل ما يصب من المرأة، ح: ۲۲۹، ومسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح: ۲۸۹ من حديث عمرو بن ميمون به.

۱- کتاب الطهارة طہارت کے متفرق احکام و مسائل

تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .
قالت : ثُمَّ أَرَى فِيهِ بُقْعَةً أَوْ بَقْعًا .

🌞 نوآئد و مسائل: ① مرد کا مادہ منویہ اگر گاڑھا ہو تو اس کے جرم کا ازالہ کر دینا لازمی ہے۔ گیلا ہو تو کسی تنکے وغیرہ سے خشک ہو تو مسلے یا اکھیڑنے سے دور کر دیا جائے یا اسے دھویا بھی جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دونوں عمل ثابت ہیں۔ لیکن اگر رقیق ہو تو دھولینا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کہیں کوئی ویسا حکم نہیں دیا جیسے کہ عورتوں کو خون حیض کے بارے میں ہدایات دیں۔ ② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ منی بلغم کی مانند ہے اسے دور کرنا خواہ گھاس کے تنکے سے ہو۔ ③ یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف آلودہ حصے کو دھولینا ہی کافی ہوتا ہے۔ باقی کپڑا پاک رہتا ہے۔

(المعجم ۱۳۵) - بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ
يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ۱۳۷)

باب: ۱۳۵- بچہ اگر کپڑے پر پیشاب
کر دے تو.....؟

۳۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أُمِّ قَيْسِ
بِنْتِ مِحْصَنٍ: أَنَّهَا أَتَتْ بَابِنَ لَهَا صَغِيرًا لَمْ
يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَجْلَسَهُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ، فَقَالَ عَلَى
تَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ .

۳۷۴- حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے ایک چھوٹے بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں۔ اس نے ابھی کھانا کھانا شروع نہیں کیا تھا۔ آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا، پس اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوا لیا اور اس پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔

۳۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ
وَالرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا:
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ
قَابُوسَ، عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ:

۳۷۵- سیدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھے کہ پیشاب کر دیا تو میں نے کہا کہ آپ دوسرا کپڑا پہن لیں اور یہ چادر مجھے دے دیں کہ اسے دھو دوں۔

۳۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب بول الصبيان، ح: ۲۲۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/ ۶۴ (والقعني، ص: ۹۸، ۹۹)، ورواه مسلم، ح: ۲۸۷ من حديث ابن شهاب الزهري به.
۳۷۵- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في بول الصبي الذي لم يطعم، ح: ۵۲۲ من حديث أبي الأحوص به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۲، والحاكم: ۱/ ۱۶۶، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق عند البيهقي: ۲/ ۴۱۵ وغيره.



۱- کتاب الطہارۃ

طہارت کے متفرق احکام و مسائل

كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَجْرٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: الْبَسَنُ ثَوْبًا وَأَعْطَنِي إِزَارَكَ حَتَّى أَغْسِلَهُ. قَالَ: «إِنَّمَا يُغَسَّلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ».

آپ نے فرمایا: ”صرف لڑکی کا پیشاب ہی دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینے مارے جاتے ہیں۔“

☀️ فائدہ: ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق اور تواضع کا بیان ہے۔ آپ بچوں سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ اور دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر صرف چھینے مار دینے کافی ہیں۔ تاہم لڑکی کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔

۳۷۶- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنِي مُجَلُّ بْنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو السَّمْحِ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ: «وَلَنِي قَفَاكَ». قَالَ فَأَوْلِيَهُ قَفَايَ فَأَسْتُرُهُ بِهِ، فَأَتَيْتِ بَحْسَنَ أَوْ حُسَيْنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ، فَجِئْتُ أَغْسِلُهُ، فَقَالَ: «يُغَسَّلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرْسُ مِنْ بَوْلِ الْعَلَامِ».

۳۷۶- حضرت ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ آپ جب غسل کرنا چاہتے تو مجھے فرماتے: ”میری طرف اپنی گدی (پشت) کر لو۔“ تو میں آپ کی طرف گدی کر کے کھڑا ہو جاتا اور آپ کو اس طرح پردہ کرتا۔ (ایک بار) حضرت حسن یا حسینؓ کو لایا گیا تو انہوں نے آپ کے سینے پر پیشاب کر دیا۔ میں اسے دھونے آیا تو آپ نے فرمایا: ”لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینے مارے جاتے ہیں۔“



قال عَبَّاسُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ أَبُو الرَّعْرَاءِ قَالَ هَارُونُ بْنُ تَمِيمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ:

عباس (بن عبد العظیم) نے اپنی سند میں (حدیثی مفرد کے صیغے کے بجائے) حَدَّثَنَا یحییٰ بن الولید ذکر کیا۔ امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں: اور وہ ابو الرعراء ہے اور ہارون بن تمیم نے جناب حسن بھری سے نقل کیا ہے کہ

۳۷۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الاستنار عند الاغتسال، ح: ۲۲۵، وابن ماجه، ح: ۵۲۶ عن مجاهد بن موسى به، مختصراً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۳، والحاكم، ۱/۱۶۶، ووافقه الذهبي.

۱- کتاب الطہارۃ طہارت کے متفرق احکام و مسائل
الأبوال کُلِّهَا سَوَاءٌ۔ پیشاب سب برابر ہیں۔

☀️ فائدہ: رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ فرمان کے مقابلے میں کسی بھی امتی کا قول و فتویٰ قابل قبول نہیں ہو سکتا لہذا لڑکی کا پیشاب دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینے مارے جائیں گے۔

۳۷۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
عن ابن أبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن أبي
حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ، عن أبيهِ، عن عَلِيِّ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يُغَسَّلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ
وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ.

۳۷۷- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینے مارے جائیں جب تک کہ کھانا نہ کھاتا ہو۔

۳۷۸- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا
مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ،
عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ
نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكَرْ
مَا لَمْ يَطْعَمْ - زَادَ: قَالَ قَتَادَةُ: هَذَا مَا لَمْ
يَطْعَمَا الطَّعَامَ فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا

۳۷۸- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ پھر مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے، مگر اس میں: ”جب تک کہ کھانا نہ کھاتا ہو۔“ کا بیان نہیں ہے، مگر یہ اضافہ کیا ہے کہ قتادہ نے کہا: یہ حکم اس وقت تک ہے جب کہ وہ دونوں (لڑکا/لڑکی) کھانا نہ کھاتے ہوں۔ جب کھانا کھانے لگ جائیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے۔

۳۷۹- جناب حسن بصری اپنی والدہ سے راوی ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ لڑکے کے پیشاب پر چھینے مارتیں جب تک کہ وہ کھانا نہ کھاتا، جب کھانا کھانے لگتا تو اس کو دھوتی

۳۷۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي
الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ
يُونُسَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: إِنَّهَا
أَبْصَرْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى بَوْلِ

۳۷۷- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۴۱۵/۲ من حديث أبي داود به، ورواه الترمذي، ح: ۶۱۰، وابن ماجه، ح: ۵۲۵ من حديث قتادة به، وانظر الحديث الآتي، وللحديث شواهد كثيرة.

۳۷۸- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما ذكر في نضح بول الغلام الرضيع، ح: ۶۱۰، وابن ماجه، ح: ۵۲۵ من حديث معاذ بن هشام به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۴، وابن حبان، ح: ۲۴۷، والحاكم، ۱/۱۶۵، ووافقه الذهبي.

۳۷۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۱۶/۲ من حديث أبي داود به، وقال: "صحيح"، وصححه الحافظ في التلخيص الحبير: ۱/۳۸، وللحديث شواهد كثيرة جدًا * الحسن البصري، مدلس، وعنعن.



الْغَلَامَ مَا لَمْ يَطْعَمْ فَإِذَا طَعِمَ غَسَّكَتْهُ، وَكَانَتْ تَغْيِيلُ بَوْلِ الْجَارِيَةِ.

تھیں اور لڑکی کے پیشاب کو دھوتی تھیں۔

☀️ فائدہ: یہ روایت معاصیح ہے۔ کیونکہ صحیح روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

(المعجم (۱۳۶) - باب الْأَرْضِ يُصِيبُهَا
البَوْلُ (التحفة ۱۳۸)
باب: ۱۳۶- زمین پر پیشاب پڑے تو.....؟

۳۸۰- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی (دیہاتی) مسجد میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس نے آ کر نماز پڑھی۔ ابن عبیدہ نے کہا کہ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر یہ دعا کی: [اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي.....] ”اے اللہ! مجھ پر اور محمد پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر۔“ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو نے تو وسیع اور کشادہ کوئی کر دیا ہے۔“ (یعنی اللہ کی رحمت کو)۔ پھر زیادہ دیر نہ گزری کہ وہ مسجد کے کونے میں پیشاب کرنے لگا لوگ جلدی سے اس کی طرف بڑھے مگر آپ نے ان کو روک دیا اور فرمایا: ”تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو دشواری والے نہیں۔ اس (پیشاب) پر پانی کا ایک ڈول ڈال دو۔“ راوی کو شک ہے کہ [سَجَلًا مِنْ مَاءٍ] کے لفظ ادا کیے یا [ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ] کے۔ (معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔)

۳۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَابْنُ عَبْدِ فِي آخِرِينَ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ عَبْدِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَصَلَّى - قَالَ ابْنُ عَبْدِ - رَكَعَتَيْنِ. ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرَحَّمْ مَعَنَا أَحَدًا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ تَحَجَّرَتْ وَاسِعًا» ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَأَسْرَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَتَهَا هَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: «إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُسْتَرِينَ وَ لَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ، صُبُّوا عَلَيْهِ سَجَلًا مِنْ مَاءٍ»، أَوْ قَالَ: «ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ».



☀️ فوائد و مسائل: ① زمین اور دیگر جمادات (پتھر، شیشہ اور لکڑی وغیرہ) پر نجاست لگ جائے تو اس کا عین دور کر دینا اور پیشاب کی صورت میں پانی بہا دینا کافی ہوتا ہے۔ مٹی کھرپنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ② صحابہ کرام میں تحیہ المسجد پڑھنے کا معمول تھا۔ ③ دعا ہمیشہ جامع اور وسعت کی حامل ہونی چاہیے۔ ④ جاہل لوگوں کے ساتھ معاملہ بالعموم اور بالخصوص دین کی تعلیم میں ہمدردی کا ہونا چاہیے۔

۳۸۰- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في البول يصبب الأرض، ح: ۱۴۷ من حديث سفیان بن عیینة به، ورواه الحميدي، ح: ۹۴۴، وصححه ابن الجارود، ح: ۱۴۱، وابن خزيمة، ح: ۲۹۸ * صرح الزهري بالسمع، ورواه البخاري، ح: ۶۰۱، انظر الحديث الآتي برقم: ۸۸۲.

۳۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ يَعْنِي ابْنَ عُمَيْرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلِ بْنِ مَقْرِنٍ قَالَ: صَلَّى أَعْرَابِيٌّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِهِذِهِ الْقِصَّةِ. قَالَ فِيهِ: وَقَالَ - يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ: «خُذُوا مَا بَالَ عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ فَأَلْقُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَى نَكَاحِهِ مَاءً».

۳۸۱- جناب عبداللہ بن معقل بن مقرن رضی اللہ عنہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی (دیہاتی) نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا۔ اس روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے اسے کھریج دو اور پانی بہا دو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: هُوَ مُرْسَلٌ. ابْنُ مَعْقِلٍ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے (یعنی تابعی نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔) اور عبداللہ بن معقل نے نبی ﷺ کو نہیں پایا ہے۔

(المعجم ۱۳۷) - بَابُ: فِي طَهْرِ الْأَرْضِ إِذَا بَسَّتْ (التحفة ۱۳۹)

باب: ۱۳۷- یہ بیان کہ زمین کا خشک ہو جانا اس کی پاکی ہے

۳۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي حَمْرَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: كُنْتُ أَبِيَّتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكُنْتُ فِي شَابًا عَزْبًا وَكَانَتْ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمْ يَكُونُوا يَرِشُونَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ.

۳۸۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔ میری بھرپور جوانی کے دن تھے اور ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب بھی کر دیتے تھے مگر وہ لوگ (یعنی صحابہ کرام) اس پر کوئی پانی نہ چھڑکتے تھے۔

۳۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱/۱۳۲، ح: ۴۷۳، والبيهقي: ۲/۴۲۸ من حديث أبي داود به، وهو في المراسيل لأبي داود، ح: ۳، وللحديث شواهد كثيرة ضعيفة كلها، انظر التلخيص الحبير: ۱/۳۷، ح: ۳۲.

۳۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا شرب الكلب في إناء أحدمك فليغسله سبعاً، ح: ۱۷۴ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.



۱- کتاب الطہارۃ

طہارت کے متفرق احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① مسجد عبادت گاہ ہے اس کا مسلمانوں کے رفائی امور میں استعمال جائز ہے مگر لازم ہے کہ اس کے آداب کا خاص خیال اور اہتمام کیا جائے۔ ② جب زمین خشک ہو جائے اور نجاست ظاہر نہ ہو تو زمین پاک شمار ہوتی ہے۔ ③ نوجوانوں کو مسجد میں سونے سے اس وجہ سے روکنا کہ انہیں احتلام ہو جاتا ہے شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(المعجم . . .) - **باب الْأَذَى يُصِيبُ** باب: (اگر راہ چلتے ہوئے) پلو میں

الذَّيْلُ (التحفة ۱۴۰)

۳۸۳- ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کی ایک ام ولد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے دریافت کیا کہ میں ایسی عورت ہوں کہ اپنی چادر کو لمبا رکھتی ہوں اور (کبھی) راہ چلتے ہوئے نجس جگہ سے بھی گزر ہوتا ہے (اور چادر کا پلو اس پر سے ہو کر گزرتا ہے) تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بعد والی جگہ سے پاک کر دیتی ہے۔“

۳۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُمِّ وَالدِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أَطِيلُ ذَيْلِي وَأُمَشِي فِي الْمَكَانِ الْقَدِيرِ. فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ».

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اگر نجاست غلیظ کا اثر پاک مٹی سے گھسنے سے زائل ہو جائے تو یہ کپڑا پاک شمار ہوگا۔ اگر زائل نہ ہو تو دھولیا جائے۔ ② خیر القرون میں خواتین کے پردے کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے پاؤں ڈھانپنے کا بھی اہتمام کرتی تھیں نیز انہیں طہارت کا از حد خیال رہتا تھا کہ اس طرح کے مسائل تفصیل سے دریافت کیا کرتی تھیں۔

۳۸۴- موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید بن عبد اللہ الشہل کی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہمارا مسجد میں جانے کا راستہ گندہ ہے، جب بارش ہو جائے تو ہم کیا کریں؟

۳۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّقْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَيْسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ

۳۸۳- [تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من الموطئ، ح: ۱۴۳، وابن ماجه، ح: ۵۳۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحی): ۲۴ / ۱ (والقنعني، ص: ۴۷، ۴۸)، ورواه عبدالله بن إدريس عن محمد بن عماره به، وابن الجارود، ح: ۱۴۲، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

۳۸۴- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: الأرض يطهر بعضها بعضاً، ح: ۵۳۳ من حديث عبدالله بن عيسى، وأحمد: ۶ / ۴۳۵ من حديث زهير به.



۱- کتاب الطهارة طہارت کے متفرق احکام و مسائل

بني عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لَنَا طَرِيقًا إِلَى الْمَسْجِدِ مُتْنَنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ إِذَا مُطِرْنَا؟ قَالَ: «الْيَسَنَ بَعْدَهَا طَرِيقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا» قَالَتْ: قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: «فَهَذِهِ بِهَذِهِ».

آپ نے فرمایا: ”کیا اس (نجس) جگہ کے بعد پاک جگہ نہیں آتی؟“ میں نے کہا کہ ہاں (آتی ہے)۔ آپ نے فرمایا: ”تو یہ اس کے بدلے ہے۔“

☀️ فائدہ: کسی نجس جگہ سے گزرتے ہوئے پاؤں جو تازیا کپڑا اس پر سے گزر جائے اور بعد ازاں خشک مٹی پر سے گزرے ہو تو اسے پاک سمجھا جائے۔ لیکن اگر نجاست سا مکملہ یعنی بہنے والی (پیشاب) کے چھیننے پڑے ہوں تو دھونا ہوگا۔ البتہ جو تار گزرنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ (درج ذیل باب ملاحظہ ہو)

(المعجم . . .) - باب الْأَدَى يُصِيبُ باب: جوتے کو نجاست لگ جائے تو.....؟

التَّلْعُ (التحفة ۱۴۱)

۳۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُعْبِرَةِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ ابْنِ مَرْيَدَ: أَخْبَرَنِي أَبِي؛ ح: وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ الْمَعْنَى قَالَ: أَنْبَأْتُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ حَدَّثَ عَن أَبِيهِ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَدَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ».

۳۸۵- جناب سعید بن ابی سعید مقبری نے اپنے والد سے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے نجاست کو روندے تو مٹی اسے پاک کرنے والی ہے۔“

۳۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ يَعْنِي الصَّنَعَانِيَّ،

۳۸۶- جناب سعید بن ابی سعید اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ

۳۸۵- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱/ ۱۶۶ من حديث عباس بن الوليد بن يزيد به * الأوزاعي لم يسمعه من سعيد المقبري، وللحديث شواهد ضعيفة.

۳۸۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱/ ۱۶۶ من حديث محمد بن كثير الصنعاني به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۹۲، وابن حبان، ح: ۲۴۸، وانظر الحديث السابق.



۱- کتاب الطہارۃ

طہارت کے متفرق احکام و مسائل

عن الأوزاعي، عن ابن عجلان، عن سعيد بن أبي سعيد، عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: «إذا وطئ الأذى بخفيه فطهورهما التراب».

سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ اس روایت میں ہے: ”جب کوئی اپنے موزوں سے نجاست کو روندے تو مٹی اسے پاک کرنے والی ہے۔“

☀️ فائدہ: جوتے اور چمڑے کے موزے کو غلاظت لگ جائے خواہ وہ سیال بھی ہو تو پاک مٹی پر اسے رگڑنا اس کے لیے پاکیزگی ہے، بشرطیکہ بظاہر اس پر کوئی اثر باقی نہ ہو۔

۳۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَائِدٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَمْرَةَ، عن الأوزاعي، عن محمد بن الوليد، أخبرني أيضا سعيد بن أبي سعيد عن الققعاع بن حكيم، عن عائشة عن رسول الله ﷺ بمعناه.

۳۸۷- جناب سعید بن ابی سعید ققعاع بن حکیم سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

☀️ فائدہ: ۳۸۵، ۳۸۶ اور ۳۸۷ تیوں روایات سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ لیکن معنای صحیح ہیں۔ جیسا کہ اس سے ما قبل حدیث کے فوائد میں بیان کیا گیا ہے۔ غالباً انہی شواہد کی بنا پر شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ تیوں روایات کی تصحیح کی ہے۔

(المعجم ۱۳۸) - باب الإعادة من النجاسة تكون في الثوب (التحفة ۱۴۲)

باب: ۱۳۸- نجاست لگے کپڑے کی وجہ سے نماز کے اعادہ کا مسئلہ

۳۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أُمُّ يُونُسَ بِنْتُ شَدَادٍ قَالَتْ: حَدَّثَنِي حَمَاتِي أُمُّ جَحْدَرِ الْعَامِرِيَّةُ: أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ دَمِ

۳۸۸- ام یونس بنت شداد کہتی ہیں کہ مجھ سے میری نند ام جحدر عامریہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حیض کے خون کے متعلق پوچھا جو کپڑے کو لگ جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی، ہم پر ہمارا کپڑا تھا، اس کے اوپر ہم نے ایک

۳۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۳۰ من حديث أبي داود به * الققعاع لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، وانظر الحديثين السابقين، وحديث أبي داود (۶۵۰) بغني عنه.

۳۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۰۴ من حديث أبي داود به * أم يونس وأم جحدر لا يعرف حالهما، انظر تقرب التهذيب وغيره لمزيد التحقيق.



اونی چادر ڈالی ہوئی تھی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اوپر والی چادر اوڑھ لی اور نماز کے لیے تشریف لے گئے اور فجر کی نماز پڑھی پھر بیٹھ رہے۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خون کا داغ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے چادر کے اس حصے کو جس پر داغ تھا پکڑ لیا اور ایک غلام کو دے کر میرے پاس بھیجا اور فرمایا: ”اسے دھو کر خشک کرو اور میرے پاس واپس بھیج دو۔“ چنانچہ میں نے اپنا پیالہ منگوا لیا اس چادر کو دھویا اور خشک کر کے آپ کے پاس واپس بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت تشریف لائے تو آپ وہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

الْحَيْضِ يُصِيبُ التَّوْبَ . فَقَالَتْ : كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَالِيْنَا شِعَارَنَا وَقَدْ أَلْقَيْنَا فَوْقَهُ كِسَاءً ، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ الْكِسَاءَ فَلَيْسَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ جَلَسَ . فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! هَذِهِ لُمْعَةٌ مِنْ دَمٍ . فَقَبَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَا يَلِيهَا ، فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ مَضْرُورَةً فِي يَدِ الْعَلَامِ فَقَالَ : «اغْسِلِي هَذِهِ . وَأَجْفِيهَا وَأَرْسِلِي بِهَا إِلَيَّ» ، فَدَعَوْتُ بِقَضْعَتِي فَعَسَلْتُهَا ثُمَّ أَجْفَفْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا إِلَيْهِ . فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهِيَ عَلَيْهِ .

☀️ فائدہ: یہ روایت بھی سندا ضعیف ہے، لیکن معنا صحیح ہے۔ یعنی انسان نے لاعلمی میں نجس کپڑے میں نماز پڑھ لی ہو تو معاف ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے کہ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے اشائے نماز میں اپنے جوتے اتار دیے اور اپنی بائیں جانب رکھ لیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی اقتدا میں اسی طرح کیا۔ بعد از نماز آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتار دیے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا ہے تو ہم نے بھی اتار دیے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے جبرائیل امین علیہ السلام نے بتایا کہ اس میں نجاست ہے۔“ (صحیح ابوداؤد، حدیث: ۶۰۵) معلوم ہوا کہ نجس کپڑے یا جوتے کے ساتھ نماز نہیں ہوتی، مگر لاعلمی میں جو پڑھ لی گئی ہو وہ درست ہے۔ اس کا اعادہ ضروری نہیں!

باب: ۱۳۹- کپڑے کو تھوک لگ جائے تو.....؟

(المعجم ۱۳۹) - باب البُرَاقِ يُصِيبُ

التَّوْبَ (التحفة ۱۴۳)

۳۸۹- جناب ابو نضرہ رضی اللہ عنہ (تابعی) بیان کرتے

۳۸۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ :

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے میں تھوکا اور پھر اسے اس میں مسل دیا۔ (یہ روایت مرسل ہے)

حَدَّثَنَا حَمَادٌ : أَخْبَرَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ : بَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي

۳۸۹- تخریج: [صحیح] الحدیث مرسل، ولہ طریق آخر متصل عند أحمد: ۴۳/۳، وسندہ صحیح # حماد ہو

ابن سلمة .



طہارت کے متفرق احکام و مسائل

۱- کتاب الطہارۃ

تَوْبِهِ وَحَكَ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ .

۳۹۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنْ نَبِيِّ ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا۔
النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ .

☀️ فائدہ: ① انسان کا تھوک پاک ہے۔ اسی طرح بلغمی مادہ اور ناک کی آلائش بھی پاک ہے۔ لیکن کپڑے پر ظاہر
گلی نظر آتی ہو تو بری لگتی ہے۔ اس لیے نظافت کے طور پر صاف کر لینی چاہیے۔ حالت نماز میں تھوکنے کی ضرورت
محسوس ہو یا ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے کپڑے (رومال وغیرہ) میں
تھوک کر اس کپڑے کو مسل دے۔ تھوک اور بلغم وغیرہ کو منہ کے اندر رہی اندر رکھ کر نماز ختم ہونے کا انتظار نہ کرتا رہے کہ
اس طرح نماز کے خشوع و خضوع میں خلل واقع ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔



۳۹۰- تخریج : أخرجه البخاري، الوضوء، باب البصاق والمخاط ونحوه في الثوب، ح: ۲۴۱ من حديث حميد
الطويل به، وصرح بالسماع .

نماز کی اہمیت و فضیلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

[صلاة] ”نماز“ مسلمانوں کے ہاں اللہ عزوجل کی عبادت کا ایک مخصوص انداز ہے۔ اس میں قیام رکوع، سجدہ اور تشهد میں متعین ذکر اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کی ابتدا کلمہ ”اللہ اکبر“ سے اور انتہا ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ سے ہوتی ہے۔ تمام امتوں میں اللہ کی عبادت کے جو طور طریقے رائج تھے یا ابھی تک موجود ہیں ان سب میں سے ہم مسلمانوں کی نماز انتہائی عمدہ خوبصورت اور کامل عبادت ہے۔ بندے کی بندگی کا عجز اور رب ذوالجلال کی عظمت کا جو اظہار اس طریق عبادت میں ہے، کسی اور میں دکھائی نہیں دیتا۔ اسلام میں بھی اس کے مقابلے کی اور کوئی عبادت نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا ستون ہے جس پر دین کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے، اگر یہ گر جائے تو پوری عمارت گر جاتی ہے۔ سب سے پہلے اسی عبادت کا حکم دیا گیا اور شب معراج میں اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو بلا واسطہ براہ راست خطاب سے اس کا حکم دیا، اور پھر جبریل امین نے نبی کریم ﷺ کی دو بار امامت کرائی اور اس کی تمام جزئیات سے آپ کو عملاً آگاہ فرمایا اور آپ نے بھی جس تفصیل سے نماز کے احکام و آداب بیان کیے ہیں کسی اور عبادت کے اس طرح بیان نہیں کیے۔ قیامت کے روز بھی سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ جس کی نماز درست اور صحیح نکلی اس کے باقی اعمال بھی صحیح ہو جائیں گے اور اگر یہی خراب نکلی تو باقی اعمال بھی برباد

ہو جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی ساری زندگی نماز کی تعلیم و تاکید فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ دنیا سے کوچ کے آخری لمحات میں بھی ”نماز، نماز“ کی وصیت آپ کی زبان مبارک پر تھی۔ آپ نے امت کو متنبہ فرمایا کہ اسلام ایک ایک کڑی کر کے ٹوٹتا اور کھلتا چلا جائے گا، جب ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ دوسری میں مبتلا ہو جائیں گے اور سب سے آخر میں نماز بھی چھوٹ جائے گی۔ (موارد الضمان: ۴۰/۱، حدیث: ۲۵۷)

الی زوائد ابن حبان

قرآن مجید کی سیکڑوں آیات اس کی فرضیت اور اہمیت بیان کرتی ہیں۔ سفر، حضر، صحت، مرض، امن اور خوف، ہر حال میں نماز فرض ہے اور اس کے آداب بیان کیے گئے ہیں۔ نماز میں کوتاہی کرنے والوں کے متعلق قرآن مجید اور احادیث میں بڑی سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس کتاب میں نماز کے مسائل بڑی تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲) - كِتَابُ الصَّلَاةِ (التحفة ۲)

نماز کے احکام و مسائل

باب ۱- نماز کی فرضیت کا بیان

(المعجم ۱) - [باب فَرَضِ الصَّلَاةِ]

(التحفة ۱)

۳۹۱- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اہل نجد میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آواز کی گنگناہٹ سنی جا رہی تھی مگر سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے، حتیٰ کہ (نبی ﷺ کے) قریب آ گیا تو وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔“ کہنے لگا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں الّا یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے۔“ راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے رمضان کے روزوں کا ذکر فرمایا تو اس نے کہا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں الّا یہ کہ تو نفل رکھنا چاہے۔“ راوی نے کہا: اور آپ نے اس کو صدقہ (زکوٰۃ) کا بھی بتایا تو اس نے

۳۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عَبِيدَةَ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا فَاذًا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ». قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ». - قَالَ: - وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ. قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ». - وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّدَقَةَ. قَالَ: فَهَلْ

۳۹۱- تخريج: أخرجه البخاري، الإیمان، باب الزكاة من الإسلام، ح: ۴۶، ومسلم، الإیمان، باب بیان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام، ح: ۱۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۷۵/۱ (والفغني، ص: ۱۰۸، ۱۰۹).

عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». فَأَذْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ! لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ».
 کہا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں! ہاں اگر تو نفل دینا چاہے۔“ چنانچہ وہ آدمی واپس ہوا اور کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کامیاب ہوا اگر ثابت قدم رہا۔“

☀️ فائدہ: اسلام حجاز کے ماحول میں شروع ہوا تو اجنبی اور نامانوس تھا، مگر جب اس کی حقانیت کا چرچا ہو گیا تو دشت و جبل کے باسیوں کے افکار بھی تبدیل ہو گئے۔ ان پر دنیا کے مال و منال کی بجائے اللہ کے ساتھ تعلق دین کی استواری اور آخرت کا فکر غالب آ گیا۔ اس سائل کی فطری سادگی نے اسے سمجھایا کہ حق کا راستہ صاف اور مختصر ہے۔ اس سوال و جواب سے معلوم ہوا کہ سنتیں ’تر‘ تحیہ المسجد اور نماز عمید وغیرہ بنیادی طور پر نوافل ہیں، مگر بقول علامہ سندھی سنتوں کے ترک کو اپنی عادت بنا لینا دین میں بہت بڑا نقص اور خسارہ ہے۔ یہ لوگ چونکہ جدید الاسلام تھے اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے اسی قدر پر کفایت فرمائی تاکہ دین ان کے لیے بوجھ نہ بنے اور یہ بدول نہ ہو جائیں، مگر جب ان کے سینے کھل گئے تو اجر و ثواب کے از حد حریص بن گئے اور نوافل پر عمل ان کے لیے بہت ہی آسان ہو گیا۔ اس لیے ایک مسلمان کو فرائض کے ساتھ نوافل سے ہرگز دل نہیں چرانا چاہیے۔



۳۹۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: جَنَابُ ابُو سَهْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ ابْنِ عَامِرِ كَيْ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرِ الْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِي سَهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ، وَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ».

۳۹۲- جناب ابو سہل نافع بن مالک بن ابی عامر کی سند سے یہی حدیث مروی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”کامیاب ہوا، قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہوا۔ اور جنت میں داخل ہوا، قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہوا۔“

☀️ فائدہ: اس میں نبی ﷺ نے غیر اللہ کی قسم کھائی، حالانکہ آپ نے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے اس کی بابت علماء نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ممانعت سے پہلے کا ہے یا پھر اس کی حیثیت یحییٰ لغو (بغیر قصد کے عادت کے طور پر قسم کھانے) کی ہے جو قرآن کریم کی آیت ﴿لَا يَأْتِيَنَّكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾ (البقرہ: ۲۲۵) ”اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا۔“ کی رو سے معاف ہے۔ تاہم یہ عادت اچھی نہیں ہے اس لیے اس سے احتیاط ضروری ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں میں جہالت اور شرکانہ عقیدے عام ہیں ایسے ماحول میں غیر اللہ کی قسم کھانے سے سختی کے ساتھ رکنے اور دوسروں کو روکنے کی شدید ضرورت ہے تاکہ لوگ شرک سے بچ سکیں۔

۳۹۲- تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب وجوب صوم رمضان، ح: ۱۸۹۱، مختصراً، ومسلم، الإيمان، باب بيان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام، ح: ۱۱ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وانظر الحديث السابق.

یہی شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں الفاظ [وَأَيُّهُ] ”قسم ہے اس کے باپ کی۔“ کو شاذ قرار دیا ہے۔

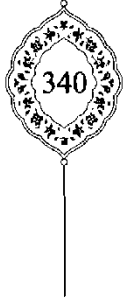
(المعجم ۲) - **بَابُ: فِي الْمَوَاقِيتِ**
(التحفة ۲)

۳۹۳- جناب نافع بن جبیر بن مطعم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس میری دو بار امامت کرائی۔ (پہلی بار) مجھے ظہر کی نماز پڑھائی اس وقت جبکہ سورج ڈھل گیا اور سایہ تم سے کے برابر تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ شفق (سرخ) افق میں غائب ہوگئی اور فجر کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ اس کا سایہ اس کے مثل تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ اس کا سایہ دو مثل تھا اور مغرب کی نماز پڑھائی جبکہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا اور مجھے فجر کی نماز پڑھائی اور خوب سفیدی کی۔ پھر (جبریل علیہ السلام) میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے محمد! آپ سے پہلے انبیاء کے یہی اوقات ہیں۔ اور (نماز کے) اوقات ان دونوں (وقتوں) کے مابین ہیں۔“

۳۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ فُلَانٍ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ - عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّنِي جِبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَانَتْ قَدْرَ الشَّرَاكِ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي يَعْنِي الْمَغْرِبَ - حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ حِينَ حَرَّمَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ عَلَى الصَّائِمِ، فَلَمَّا كَانَ الْعَدُّ صَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلِيهِ، وَصَلَّى بِي الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِي الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلَّى بِي الْفَجْرَ فَاسْفَرَ، ثُمَّ انْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ».

۳۹۳- تخریج: [سناده حسن] أخرجه الترمذی، الصلوة، باب ماجاء فی مواقیب الصلوة عن النبی ﷺ، ح: ۱۴۹ من حدیث ابن ابی ربیعہ بہ، وقال: 'حسن صحیح'، وضحہ ابن خزیمة، ح: ۳۲۵، وابن الجارود، ح: ۱۴۹، ۱۵۰، والحاکم: ۱/۱۹۳ وغیرہم.

☀️ **فوائد و مسائل:** ① نماز ان عبادات میں سے ہے کہ جرائیل نے محض زبانی القاء کرنے کی بجائے عملی تربیت سے آپ کو تمام جزئیات سے آگاہ فرمایا۔ ② ظہر کے وقت میں سایہ ”تسے کے برابر تھا۔“ اس سے اصلی سایہ کا اعتبار کرنے کی دلیل ملتی ہے۔ ③ عصر کا وقت ایک مثل کے بعد سے شروع ہوتا اور دو مثل پر ختم ہو جاتا ہے۔ ④ اس حدیث میں مغرب کا وقت ایک ہی بیان ہوا ہے۔ دوسری احادیث کی روشنی میں اس میں غروب شفق تک توسع ہے۔ ⑤ ان اوقات کو فقہی اصطلاح میں ”اوقات ادا“ کہا جاتا ہے۔ باقی ”اوقات قضا“ کہلاتے ہیں۔ ⑥ ”آپ سے پہلے انبیاء کے یہی اوقات ہیں۔“ کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے لیے بھی اسی طرح اوقات متعین کیے گئے تھے نہ کہ ان پر پانچ نمازیں فرض تھی۔ واللہ اعلم۔ اس سے نماز کے اول وقت اور آخری وقت کی تحدید و تعیین ہو جاتی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ان دونوں اوقات میں ادا کی گئی نماز صحیح ہے اور اسی طرح دونوں اوقات کے درمیان کا وقت بھی نماز کا وقت ہے یوں ہر نماز کے لیے تین اوقات کا اثبات ہوا۔ لیکن ان میں افضل وقت کون سا ہے؟ وہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ وہ اول وقت ہے سوائے نماز عشاء کے کہ اس کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے نبی ﷺ کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔



۳۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ قَاعِدًا عَلَى الْمِنْبَرِ، فَأَخَّرَ أَنْعَصَرَ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَمَا إِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَخْبَرَ مُحَمَّدًا ﷺ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اَعْلَمْ مَا تَقُولُ. فَقَالَ عُرْوَةُ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «نَزَلَ

۳۹۴- حضرت عمر بن عبدالعزیز منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور نماز عصر میں انہوں نے کچھ تاخیر کر دی تو عروہ بن زبیر نے ان سے کہا: یاد رہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کو نمازوں کے اوقات کی خبر دی ہے۔ تو عمر (بن عبدالعزیز) نے ان سے کہا: اپنی بات پر ذرا غور کیجئے! تو عروہ نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے میں نے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے نماز کے اوقات کی اطلاع دی اور میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر پڑھی، پھر پڑھی، پھر پڑھی۔“

۳۹۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۱/۲۵۱، ۲۵۲ من حديث أسامة بن زيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۵۲، وابن حبان، ح: ۲۷۹، والحاكم: ۱/۱۹۲، ۱۹۳، وغيرهم، وروى البيهقي وغيره عن عائشة قالت: "ما صلى رسول الله ﷺ الصلوة لوقتها الآخر حتى قبضه الله"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۱۹۰، ووافقه الذهبي.

جَبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاةِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ تَرَوُلُ الشَّمْسُ، وَرُبَّمَا آخَرَهَا حِينَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ، وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي العَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً بِيضَاءً، قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الضُّفْرَةُ، فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنِّي ذَا الحُلْفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَيُصَلِّي المَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي العِشَاءَ حِينَ يَسُودُ الأَفُقُ وَرُبَّمَا آخَرَهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ، وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً يَغْلَسُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيسِ حَتَّى مَاتَ، وَلَمْ يُعَدِّ إِلَى أَنْ يُسْفَرَ.

آپ یہ بیان کرتے ہوئے اپنی انگلیوں پر پانچ نمازوں کو شمار بھی کر رہے تھے۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز ظہر پڑھتے تھے جبکہ سورج ڈھل جاتا تھا اور سخت گرمی کے وقت کبھی مؤخر بھی کر لیتے تھے۔ اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عصر کی نماز پڑھتے تھے جبکہ سورج اونچا اور سفید ہوتا تھا زردی آنے سے پہلے پہلے۔ آدمی نماز پڑھ کے نکلتا اور غروب سے پہلے پہلے ذوالحلیفہ مقام تک پہنچ جاتا تھا۔ اور مغرب کی نماز پڑھتے جس وقت کہ سورج غروب ہو جاتا اور عشاء پڑھتے جبکہ افق مغرب سیاہ ہو جاتا اور کبھی مؤخر بھی کر دیتے حتیٰ کہ لوگ جمع ہو جاتے اور فجر کی نماز آپ نے ایک بار اندھیرے میں پڑھی اور ایک دفعہ پڑھی تو روشن کر دی مگر اس کے بعد آپ کی نماز اندھیرے ہی میں ہوا کرتی تھی حتیٰ کہ آپ کی وفات ہو گئی اور کبھی روشن نہ کی۔“

قال أبو داود: رَوَى هذا الحديث عن الزُّهْرِيِّ مَعْمَرٌ، وَمَالِكٌ، وَأَبْنُ عُيَيْنَةَ، وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي حَمْرَةَ، وَاللَيْثُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، لَمْ يَذْكُرُوا الوَقْتَ الَّذِي صَلَّى فِيهِ وَلَمْ يُفَسِّرُوهُ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کو زہری سے معمر مالک ابن عیینہ، شعیب بن ابی حمزہ اور لیث بن سعد وغیرہ نے روایت کیا ہے مگر اس میں وہ وقت ذکر نہیں کیا جس میں کہ آپ نے نماز پڑھی اور نہ ان لوگوں نے اس طرح تفصیل بیان کی ہے۔

وَكذلكَ أَيْضًا رَوَى هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَحَبِيبُ بْنُ أَبِي مَرْزُوقٍ عَنِ عُرْوَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ مَعْمَرٍ وَأَصْحَابِهِ، إِلَّا أَنَّ حَبِيبًا لَمْ يَذْكُرْ بِشِيرًا.

اور ایسے ہی ہشام بن عروہ اور حبیب بن ابی مرزوق نے عروہ سے معمر اور اس کے ساتھیوں کی مانند روایت کیا ہے مگر حبیب نے بشیر کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

وَرَوَى وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ جَابِرِ

اور وہب بن کیسان نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے

اوقات نماز کے احکام و مسائل

نبی ﷺ سے مغرب کا وقت روایت کیا ہے۔ کہا کہ پھر دوسرے دن (جبریل) مغرب کے لیے آئے جبکہ سورج غروب ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں (یعنی پہلے اور دوسرے دن کا وقت ایک ہی تھا)۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے یعنی: ”پھر مجھے اگلے دن نماز مغرب پڑھائی۔ ایک ہی وقت میں۔“

اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ سند حسان بن حدیث رضی اللہ عنہ بن عطاء بن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی ﷺ مروی ہے۔

۳۹۵- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نے نبی ﷺ سے (اوقات نماز کے بارے میں) سوال کیا، مگر آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ بلال کو حکم دیا تو انہوں نے فجر کی (اذان و) اقامت کہی جس وقت فجر طلوع ہوئی۔ پس آپ نے نماز پڑھائی جبکہ آدمی (اندھیرے کے باعث) اپنے ساتھی کا چہرہ نہ پہچان سکتا تھا یا یہ کہ آدمی یہ نہ پہچان سکتا تھا کہ اس کے پہلو میں کون ہے پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی (اذان و) اقامت کہی اس وقت جب سورج ڈھل گیا حتیٰ کہ کہنے والا کہتا کہ کیا نصف النہار ہو گیا ہے؟ اور آپ وقت کو خوب جاننے والے تھے (یعنی سورج ڈھلنے ہی پر نماز پڑھی، مگر لوگوں کو شبہ ہو سکتا تھا) پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے عصر کے لیے (اذان و) اقامت کہی

عن النَّبِيِّ ﷺ وَفَتْ الْمَغْرِبِ قَالَ: ثُمَّ جَاءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ - يَعْنِي مِنَ الْعَدِ - وَقَتًا وَاحِدًا.

قال أبو داؤد: وكذلك روي عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: «ثم صلى بي المغرب يعني من العدي، وقتًا واحدًا».

وكذلك روي عن عبد الله بن عمرو ابن العاص من حديث حسان بن عطية، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جدّه عن النبي ﷺ.

۳۹۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا بَدْرُ بْنُ عُمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى: أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، [عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ] فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، حَتَّى أَمَرَ بِإِلَّا فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ، فَصَلَّى حِينَ كَانَ الرَّجُلُ لَا يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ، أَوْ أَنَّ الرَّجُلَ لَا يَعْرِفُ مَنْ إِلَى جَنْبِهِ، ثُمَّ أَمَرَ بِإِلَّا فَأَقَامَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، حَتَّى قَالَ الْقَائِلُ: أَتَنْصَفُ النَّهَارُ؟ وَهُوَ أَعْلَمُ، ثُمَّ أَمَرَ بِإِلَّا فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْنَاضٍ مُرْتَفِعَةً، وَأَمَرَ بِإِلَّا فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَأَمَرَ بِإِلَّا فَأَقَامَ الْعِشَاءَ



۳۹۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ۶۱۴ من حديث بدر بن عثمان به، ورواية سليمان بن موسى أخرجهما النسائي: ۱/ ۲۵۱، ۲۵۲، ح: ۵۰۵، وسندها حسن.

حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَدِ صَلَّى
الْفَجْرَ وَانْصَرَفَ. فَقُلْنَا: أَطْلَعَتِ الشَّمْسُ؟
فَأَقَامَ الظُّهْرَ فِي وَفْتِ الْعَصْرِ الَّذِي كَانَ
قَبْلَهُ، وَصَلَّى الْعَصْرَ وَقَدْ اصْفَرَّتِ
الشَّمْسُ، أَوْ قَالَ أَمْسَى، وَصَلَّى الْمَغْرِبَ
قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ إِلَى
ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قَالَ: «أَيُّ السَّائِلِ عَنْ وَفْتِ
الصَّلَاةِ؟ الْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ».

جبکہ سورج سفید اور اونچا تھا؛ پھر بلا ل کو حکم دیا تو انہوں نے مغرب کے لیے (اذان و) اقامت کہی جبکہ سورج ڈوب گیا؛ پھر بلا ل کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کے لیے (اذان و) اقامت کہی جبکہ شفق (سرخ) غائب ہو گئی۔ اور جب اگلا دن ہوا تو آپ نے فجر کی نماز پڑھی اور تشریف لے گئے اور ہم کہہ رہے تھے کہ کیا سورج نکل آیا ہے؟ پھر عصر کے وقت میں ظہر کی اقامت کہی (یعنی کل گزشتہ کے وقت میں) اور عصر پڑھی جبکہ سورج زرد ہو گیا تھا یا کہا کہ جب شام ہو گئی اور مغرب پڑھی اس سے پہلے کہ شفق (سرخ) غائب ہو اور عشاء پڑھی تہائی رات کے قریب پھر فرمایا: ”کہاں ہے نماز کے اوقات پوچھنے والا؟ (نماز کا) وقت ان دو اوقات کے مابین ہے۔“

قال أبو داود: رَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى
عَنْ عَطَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فِي
الْمَغْرِبِ نَحْوَ هَذَا، قَالَ: ثُمَّ صَلَّى
الْعِشَاءَ. قَالَ بَعْضُهُمْ: إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ،
وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِلَى شَطْرِهِ. وَكَذَلِكَ رَوَى
ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداؤد نے کہا: سلیمان بن موسیٰ نے انہوں نے جابر سے انہوں نے نبی ﷺ سے مغرب کے بارے میں اسی کے مانند بیان کیا۔ کہا: پھر نماز عشاء پڑھی، بعض نے کہا: تہائی رات کے وقت اور بعض نے کہا: آدھی رات کے وقت۔ اور ابن بریدہ نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا۔

۳۹۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ: حَدَّثَنَا
أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا
أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
أَنَّهُ قَالَ: «وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ،
وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفُرِ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ

۳۹۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”ظہر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ عصر شروع نہ ہو اور عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہو اور مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ شفق کی شدید سرخی

۳۹۶- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ۶۱۲ عن عبيد الله بن معاذ العنبري به.

اوقات نماز کے احکام و مسائل

المَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ فَوْزُ الشَّفَقِ، وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ».

غائب نہ ہو اور عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کی نماز کا وقت جب تک کہ سورج نہ نکلے۔“

(المعجم ۳) - باب وَقْتُ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيهَا (التحفة ۳)

باب ۳- نبی ﷺ کی نمازوں کے اوقات اور آپ کا طریقہ نماز

🌞 **ملاحظہ:** پچھلے باب میں نمازوں کے اوقات کے اول و آخر کا بیان ہوا ہے اور ابواب ذیل میں افضل و مستحب اور رسول اللہ ﷺ کے معمولات کا ذکر ہے۔

۳۹۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ إِبرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: سَأَلْنَا جَابِرًا عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الطُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةً، وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ، إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَلًا وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ، وَالصُّبْحَ بَعْلَسَ.

۳۹۷- جناب محمد بن عمرو (بن حسن بن علی بن ابی طالب) کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نمازوں کے اوقات پوچھے تو انہوں نے کہا کہ آپ ظہر کی نماز سخت گرمی کے وقت میں پڑھا کرتے تھے (یعنی زوال کے بعد اول وقت میں پڑھتے تھے) اور عصر اس وقت ادا کرتے تھے جب کہ سورج زندہ ہوتا (یعنی اس میں چمک اور تپش باقی ہوتی)۔ اور مغرب اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء میں جب لوگ پہلے جمع ہو جاتے تو جلدی کرتے اور جب کم ہوتے تو تاخیر کر لیتے اور فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔



🌞 **فائدہ:** اہل بیت نبوی ہم تمام مسلمانوں کے محبوب و مکرم افراد ہیں۔ ان پر اللہ کی بے حد بے شمار رحمتیں ہوں۔ ان کا خاندان کرۂ ارضی پر بے مثل و بے مثال خاندان ہے۔ ان کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اسوۂ رسول کے حامل اور مبلغ تھے جیسے کہ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے جناب محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے۔

۳۹۸- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا

۳۹۸- حضرت ابو یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

۳۹۷- **تخریج:** أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت المغرب، ح: ۵۶۰، ومسلم، المساجد، باب استحباب التكبیر بالصبح في أول وقتها... الخ، ح: ۶۴۶ من حديث شعبة به.

۳۹۸- **تخریج:** أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت الظهر عند الزوال، ح: ۵۴۱ عن حفص بن عمر، ومسلم، المساجد، باب استحباب التكبیر بالصبح في أول وقتها... الخ، ح: ۶۴۷ من حديث شعبة به.

۲- کتاب الصلاة - اوقات نماز کے احکام و مسائل

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ، عَنْ أَبِي بَرزَةَ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي العَصْرَ، وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَيَرْجِعُ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيْتُ الْمَغْرِبَ، وَكَانَ لَا يُيَالِي تَأْخِيرَ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ. قَالَ : ثُمَّ قَالَ : إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ. قَالَ : وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَيَعْرِفُ أَحَدَنَا جَلِيسَهُ الَّذِي كَانَ يَعْرِفُهُ، وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا السُّتَيْنِ إِلَى الْمِائَةِ.

ابھی زندہ ہوتا (یعنی صاف اور نمایاں ہوتا) (ابوالمہال نے کہا) اور مغرب کا وقت میں بھول گیا ہوں اور عشاء کی نماز میں آپ تہائی رات تک تاخیر کی پروا نہ کرتے تھے پھر کہا..... آدھی رات تک۔ اور کہا کہ آپ عشاء سے پہلے سو جانے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور فجر کی نماز پڑھتے تو ہم میں سے ایک اپنے ہم نشین کو جسے وہ جانتا ہوتا پہچان سکتا تھا۔ اور آپ اس میں ساٹھ سے سو آیات تک قراءت فرماتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی کا معمول رہا ہے کہ آپ اول وقت میں نماز پڑھتے تھے مگر نماز عشاء میں افضل یہ ہے کہ تاخیر کی جائے۔ ② عشاء سے پہلے سونا اور بعد ازاں لائین باتوں اور کاموں میں لگے رہنا مکروہ ہے، الا یہ کہ کوئی اہم مقصد پیش نظر ہو جیسے کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما مشغول گفتگو رہتے تھے مگر شرط یہ ہے کہ فجر کی نماز بروقت ادا ہو۔ دینی و تبلیغی اجتماعات جو رات گئے تک جاری رہتے ہیں ان میں اس مسئلے کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ فجر کی نماز ضائع نہ ہو۔ ③ فجر کی نماز کے بارے میں صحیح احادیث میں وضاحت آئی ہے کہ فراغت کے بعد ہمارا ایک آدی اپنے ساتھی کو پہچان سکتا تھا نہ کہ نماز شروع کرتے وقت۔ ④ فجر کی نماز میں قراءت مناسب حد تک لمبی ہونی چاہیے۔

(المعجم ۴) - باب وَفْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ
(التحفة ۴)

۳۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا : حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ،

۳۹۹- سعید بن حارث انصاری حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھا کرتا تھا تو اپنی مٹھی میں

۳۹۹- تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب تبريد الحصى للمسجود عليه، ح: ۱۰۸۲ من حديث عباد بن عباد به، وتابعه عبد الوهاب الثقفي عند ابن حبان، ح: ۲۶۷.



اوقات نماز کے احکام و مسائل

عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنْتُ أَصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذُ قَبْضَةً مِنَ الْحَصَى لِتَبَرِّدَ فِي كَفِّي، أَصْعَهَا لِجَبْهَتِي أَسْجُدُ عَلَيْهَا، لِشِدَّةِ الْحَرِّ.

کنکریاں اٹھالیتا تاکہ ٹھنڈی ہو جائیں اور انہیں اپنی پیشانی کے نیچے رکھ کر سجدہ کر سکوں اور یہ سخت گرمی کے باعث ہوتا تھا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز رسول اللہ ﷺ اول وقت میں گرمی کے وقت میں ادا فرماتے تھے اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کا بھی یہی معمول رہا۔ ② شرعی ضرورت کے تحت اس قسم کا عمل جیسے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کیا، جائز ہے۔

۴۰۰- جناب اسود سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز اندازاً گرمیوں میں تین قدم سے پانچ قدم (سایہ) تک اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتی تھی۔

۴۰۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عبيدةُ بْنُ حُمَيْدٍ عن أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ، عن كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ، عن الأَسْوَدِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَتْ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ إِلَى خَمْسَةِ أَقْدَامٍ، وَفِي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ.

☀️ توضیح: علامہ سندھی نے سنن نسائی کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ زوال کے بعد جو زیادہ سے زیادہ تاخیر کرتے وہ اسی قدر ہوتی تھی کہ گرمیوں میں سایہ تین سے پانچ قدم اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتا تھا۔ اور اس سائے میں اصل اور زائد دونوں سائے شمار ہوئے ہیں۔

۴۰۱- جناب زید بن وہب کہتے تھے میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ مؤذن نے ظہر کی اذان کہنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ”ٹھنڈک ہونے دو۔“ اس نے پھر اذان

۴۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَالِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي أَبُو الْحَسَنِ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسَنِ هُوَ مُهَاجِرٌ - قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا

۴۰۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، المواقيت، باب آخر وقت الظهر، ح: ۵۰۴ من حديث عبدة بن حميد به.

۴۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، ح: ۵۳۵، ومسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر... الخ، ح: ۶۱۶ من حديث شعبة به.



کہنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ”ٹھنڈک ہونے دو“ دو دفعہ یا تین دفعہ یہی ہوا حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لیے۔ پھر فرمایا: ”گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے۔ جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔“

ذَرُّ يَقُولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرَادَ الْمُؤَدِّنُ أَنْ يُؤَدِّنَ الظُّهْرَ، فَقَالَ: «أَبْرُدُ». ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَدِّنَ، فَقَالَ: «أَبْرُدُ». مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، حَتَّى رَأَيْنَا فِيءِ التَّلْوْلِ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ».

۴۰۲- جناب سعید بن مسیب اور ابوسلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ ابن موبہب (یعنی یزید بن خالد) کے الفاظ [عَنْ الصَّلَاةِ كِي بَجَائِ بِالصَّلَاةِ] تھے۔ تحقیق گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے۔“

۴۰۲- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ الثَّقَفِيُّ؛ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ - قَالَ ابْنُ مَوْهَبٍ بِالصَّلَاةِ - فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

۴۰۳- حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج ڈھل جاتا تھا تو بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی اذان کہتے تھے۔“

۴۰۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ؛ أَنَّ بِلَالَاً كَانَ يُؤَدِّنُ الظُّهْرَ إِذَا دَخَصَتِ الشَّمْسُ.

🌞 **نوآمد و مسائل:** ① [إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ] یعنی ”گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے یا اس کی جنس سے ہے۔“ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان کی توضیح نہیں فرمائی اس لیے ہمارے نزدیک اسے ظاہر ہی پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے جبکہ کچھ علماء نے اسے تشبیہ و استعارہ قرار دیا ہے۔ ظاہر اور حقیقت پر محمول کرنے کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ ”آگ نے اپنے رب سے شکایت کی تو اس کو دو سانسوں کی اجازت دی۔ ایک سردی

۴۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظھر فی شدّة الحر . . . الخ، ح: ۶۱۵ عن قتیبہ به، ورواه البخاری، ح: ۵۳۶ من حدیث ابن شہاب الزہری عن سعید بن مسیب عن أبي ہریرة به.

۴۰۳- تخریج: رواه مسلم، المساجد، باب استحباب تقدیم الظھر فی أول الوقت فی غیر شدّة الحر، ح: ۶۱۸ من حدیث شعبۃ عن سماک عن جابر بن سمرة قال: "كان النبی ﷺ یصلی الظھر إذا دحضت الشمس".



میں اور ایک گرمی میں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: ۴۱۷) ﴿۵﴾ [أَبْرُدُوا بِالصَّلَاةِ] یعنی ”نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔“ اس سے وہ وقت مراد ہے جب بعد از زوال ہوائیں چلنا اور گرمی کی شدت میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے اور اسی وقت جہنم کچھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اگر بالکل ہی ٹھنڈک کا وقت مراد لیا جائے تو بعض اوقات عصر کے وقت اور کبھی اس کے بعد بھی ٹھنڈک نہیں ہوتی ہے۔ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمولات سے اس حدیث کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ (دیکھیے نیل الاوطار) اور یہ امر جمہور کے نزدیک استحباب و ارشاد پر معمول ہے اور کچھ نے اس کو وجوب کیلئے بھی سمجھا ہے۔ واللہ اعلم۔

تقبیل و ابراد میں رفع تعارض اور جمع میں مذکورۃ الصدر مفہوم کی واضح دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جہاد کے موقع پر اگر پہلے پہر قتال شروع نہ فرماتے تو زوال کا انتظار کرتے تھے۔ اور اس وقت کو آپ نے ہواؤں کے چلنے، نہرت کے اترنے اور قتال کے لیے مناسب ہونے سے تعبیر فرمایا ہے۔ نص یہ ہے: [كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَضَرَ حَتَّى تَهْبِ الْأُرُوحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ] (صحیح بخاری، حدیث: ۳۱۶۰- قال فی الفتح: ۳۲۵/۲ - فی روایة ابن ابی شیبۃ ”وتزول الشمس“ وهو بالمعنی ”وزاد فی روایة الطبری ”ویطیب القتال“ وفی روایة ابن ابی شیبۃ ”وینزل النصر۔“

باب: ۵- نماز عصر کا وقت

(المعجم ۵) - باب وَقْتِ الْعَصْرِ (التحفة ۵)

۳۰۴- ابن شہاب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے جبکہ سورج سفید، اونچا اور زندہ ہوتا تھا۔ اور جانے والا بالائے مدینہ (کی آبادی) کی طرف جاتا اور سورج اونچا ہوتا تھا۔

۴۰۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةً حَيَّةً، وَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً.

۳۰۵- زہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بالائے مدینہ کی آبادیاں دو یا تین میل تک ہوتی تھیں۔ اور کہا میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا کہ یا چار میل تک ہوتی تھیں۔

۴۰۵- حَدَّثَنَا أَحْسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَالْعَوَالِي عَلَى مِيلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةِ، - قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: - أَوْ أَرْبَعَةٍ.

۴۰۴- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التكبیر بالعصر، ح: ۶۲۱ عن قتیبۃ بہ۔
۴۰۵- تخریج: [إسناده صحیح] أخرجه أحمد: ۱۶۱/۳ عن عبدالرزاق بہ، وهو فی المصنف له، ح: ۲۰۶۹۔



۲- کتاب الصلاة اوقات نماز کے احکام و مسائل

۴۰۶- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى : ۴۰۶- جناب خيثمه رضي الله عنه کہتے ہیں کہ ”سورج زندہ
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ : ہونے“ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ اس کی گرمی و حرارت
حَيَاتُهَا أَنْ تَجِدَ حَرَّهَا . محسوس کریں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ دلیل ہے کہ نبی ﷺ اول وقت میں عصر پڑھ لیا کرتے تھے جس کی تفصیل گذر چکی ہے کہ
ایک مثل سایہ سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ ② مدینہ کے جنوب مشرق کی جانب کی آبادیوں کو ”عوالی“ (بالائی
علاقے) اور شمال کی جانب کے علاقے کو ”سافلہ“ (نیچی علاقہ) کہتے تھے۔

۴۰۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ : قَرَأْتُ عَمَلِي مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، قَالَ
عُرْوَةَ : وَلَقَدْ حَدَّثَنِي عَائِشَةُ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي
حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ . نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تو
دھوپ ان کے حجرے میں ہوتی اور دیوار پر نہ چڑھی ہوتی تھی۔

☀️ فائدہ: ”حجرہ“ عربی زبان میں گھر کے ساتھ گھرے ہوئے آنگن کو بھی کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضي الله عنها کے صحن کی
دیواریں چھوٹی ہی تھیں اس لیے دھوپ ابھی آنگن ہی میں ہوتی تھی۔ مشرقی دیوار پر چڑھتی نہ تھی کہ عصر کا وقت ہو جاتا
تھا اور نبی ﷺ نماز پڑھ لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ آپ اول وقت میں نماز عصر پڑھتے تھے۔

۴۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَنْبَرِيُّ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ :
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْيَمَامِيُّ : حَدَّثَنِي يَزِيدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ أَبِيهِ ،
عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ : قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ ، فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ
مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيَضَاءَ نَفِيَّةٍ . جناب یزید بن عبد الرحمن بن علی بن شیبان
اپنے باپ سے وہ اس کے دادا علی بن شیبان رضي الله عنه سے
راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی
خدمت میں آئے تو (دیکھا کہ) آپ عصر کو مؤخر کرتے
تھے جب تک کہ سورج سفید اور صاف ہوتا۔

۴۰۶- [تخریج : [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۴۴۰، ۴۴۱ .

۴۰۷- [تخریج : أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب مواقيت الصلوة وفضلها، ح: ۵۲۲، ومسلم،
المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ۶۱۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴/ ۱ (والقنعبي،
ص: ۲۷) .

۴۰۸- [تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱/ ۲۹۸، ۲۹۹ من حديث أبي داود به * محمد
ابن يزيد اليمامي وشيخه مجهولان كما في التقريب وغيره .



☀️ فائدہ: صحیح روایات سے تاخیر کا نہیں، اول وقت میں پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے۔

۴۰۹- حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : جناب محمد بن سیرین سے روایت ہے وہ عبیدہ سے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق والے دن کہا: ”ان لوگوں نے ہمیں درمیانی (یا افضل) نماز نماز عصر سے روک رکھا، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔“

۴۰۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ وَيزيد بن هَارُونَ، عن هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عن مُحَمَّدِ ابْنِ سَيْرِينَ، عن عبيدة، عن عليّ رضي الله عنه: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: «حَسْبُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى، صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا».

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ حدیث آیت کریمہ: ﴿حَافِظُوا عَلَيَّ الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ (البقرة: ۲۳۸) ”نمازوں کی محافظت اور پابندی کرو اور درمیانی (یا افضل) نماز کی، اور اللہ کیلئے باادب ہو کر کھڑے ہوؤ۔“ کی تفسیر کرتی ہے کہ اس میں صلوة وسطی سے مراد عصر کی نماز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ جیسی رحیم و شفیق شخصیت کی زبان سے اس قسم کی شدید بدعا کا جاری ہونا واضح کرتا ہے کہ کسی ایک نماز کا بروقت ادا نہ ہونا بھی دین میں بہت بڑا خسارہ ہے۔

۴۱۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكِ، عن زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن أَبِي يُوسُفَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهُ قَالَ: أَمَرْتَنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُضْحَفًا، وَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَادْنِي: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ فَلَمَّا بَلَغْتَهَا آذَنْتَهَا، فَأَمَلْتُ عَلَيَّ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ - وَصَلَاةِ الْعَصْرِ - ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾

۴۱۰- جناب ابو یوسف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ انہیں قرآن مجید لکھ دوں اور فرمایا کہ جب تم آیت کریمہ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ پر پہنچو تو مجھے بتانا۔ چنانچہ جب میں اس آیت کریمہ پر پہنچا تو انہیں خبر دی۔ تو انہوں نے مجھے یہ آیت اس طرح لکھوائی: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿ ”نمازوں کی پابندی کرو اور



۴۰۹- تعریج: أخرجه البخاري، الجهاد، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، ح: ۲۹۳۱، ومسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلوة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ۶۲۷ من حديث هشام بن حسان به.

۴۱۰- تعریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلوة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ۶۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (بهي): ۱۳۸/۱، ۱۳۹.

اوقات نماز کے احکام و مسائل

[النساء: ۱۰۳] ثم قالت عائشة: سَمِعْتُهَا درمیانی نماز (یا افضل) نماز عصر کی اور اللہ کیلئے باادب ہو کر کھڑے ہوؤ۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں نے یہ (آیت من رسول اللہ ﷺ)۔

ان الفاظ کے ساتھ) رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

☀️ توضیح: اس قراءت سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوة الوسطی سے مراد عصر کی نماز نہیں کوئی اور نماز ہے کیونکہ عطف مغائرت کا مقتضی ہے۔ لیکن علماء نے اس حدیث کی تین توجیہات کی ہیں۔ اس حدیث میں وارد شدہ آیت کریمہ کے الفاظ اصطلاحی طور پر ”شاذ قراءت“ کہلاتے ہیں جو حجت نہیں۔ قرآن کریم کے لیے ”تواتر“ شرط ہے۔ اس قسم کی قراءت تفسیر و توضیح میں مدد و معاون ہوتی ہے۔ علامہ باجی نے کہا ہے احتمال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو مگر بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا ہو جس کا انہیں علم نہ ہو سکا ہو۔ یا ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کا خیال ہوگا کہ اس آیت کے الفاظ باقی اور حکم منسوخ ہوا ہے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے بطور فضیلت اس کا ذکر فرمایا مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے الفاظ قرآن باور کیا۔ اور اس بنیاد پر اپنے صحیف میں درج کر لیا۔ ① یا یہ عطف تفسیری ہو (یعنی توضیح کے لیے) ② یا داؤد زائد ہو اس کی تائید حضرت ابی بن کعب کی قراءت سے بھی ہوتی ہے جس میں صلوة العصر کے الفاظ بغیر واؤ کے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (عون المعبود) لفظ ﴿وَسَطِي﴾ مجمل ہے۔ ایک معنی تو عام ہیں یعنی درمیانی۔ لیکن دوسرے معنی ”افضل و اعلیٰ“ ہیں جیسے کہ آیت کریمہ ﴿وَسَدَّكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِنُكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ (البقرہ: ۱۴۳) ”اور ایسے ہی ہم نے تمہیں افضل و اعلیٰ امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔“ میں امت وسط سے مراد ”افضل و اعلیٰ امت“ ہے۔ اس طرح ﴿الصَّلَاةَ الْوُسْطَى﴾ کے معنی ”افضل و اعلیٰ“ بنتے ہیں اور احادیث کی کثیر تعداد اس سے نماز عصر ہی مراد ہونے کا فائدہ دیتی ہے۔

۴۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت میں پڑھا کرتے تھے اور اصحاب رسول کے لیے اس نماز سے بڑھ کر اور کوئی نماز سخت نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ ”نمازوں کی پابندی کرو اور درمیانی نماز کی۔“ (زید بن ثابت نے) کہا: اس سے پہلے دو نمازیں ہیں (یعنی عشاء

۴۱۱- [تخریج:] [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۳۵۷ عن محمد بن المثني، وأحمد: ۱۸۳/۵ عن محمد بن جعفر به، وصححه ابن حزم في المحلى: ۴/ ۲۵۰، وقال: "ليس في هذا بيان جلي بأنها الظهر".



اوقات نماز کے احکام و مسائل

وَالصَّلَاةُ الْاَوْسَطٰى ﴿۱﴾ وَقَالَ: اِنَّ قَبْلَهَا صَلَاةَيْنِ وَيَعْدَهَا صَلَاةَيْنِ .
اور فجر، رات کی) اور اس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں
(یعنی عصر اور مغرب، دن کی)۔

☀️ توضیح: یہ توجیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد ہے کہ اس سے نماز ظہر مراد ہے۔ دیگر صحیح احادیث سے نماز عصر ثابت ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ احادیث ان کے علم میں نہ ہوں۔

۴۱۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی، اس نے نماز پالی۔ اور جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی، اس نے نماز پالی۔“
۴۱۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ: حدثني ابن المُبَارَكِ عن مَعْمَرٍ، عن ابنِ طَاوُسٍ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ، وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ» .

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا حدیث صاحب عذر کے لیے ہے مثلاً جب کوئی سوتا رہ گیا ہو یا بھول گیا ہو اور بالکل آخر وقت میں جاگا ہو یا آخر وقت میں نماز یاد آئی ہو تو اس کے لیے یہی وقت ہے۔ مگر جو بغیر کسی عذر کے تاخیر کرے تو اس کے لیے انتہائی مکروہ ہے جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آرہا ہے۔ نماز عصر کے وقت کے سلسلے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل بیان جو انہوں نے شرح صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے بہت اہم ہے: ”ہمارے اصحاب (شوافع) کہتے ہیں کہ نماز عصر کے پانچ وقت ہیں: (1) وقت فضیلت (2) وقت اختیار (3) وقت جواز بلا کراہت (4) وقت جواز بالکراہت (5) وقت عذر۔ وقت فضیلت اس کا اول وقت ہے اور وقت اختیار ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے تک ہے اور وقت جواز سورج زرد ہونے تک ہے اور وقت جواز مکروہ سورج غروب ہونے تک ہے اور وقت عذر، ظہر کا وقت ہے یعنی جب کوئی شخص سفر یا بارش وغیرہ کے عذر کی بنا پر ظہر اور عصر کو جمع کر لے۔ اور جب سورج غروب ہو جائے تو یہ نماز قضا ہوگی۔“ انتہی

۴۱۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى هَمِّ نَمَازِ ظَهْرٍ كَيْفَ بَعْدَ حَضْرَتِ الْأَسَدِ رضی اللہ عنہ كَيْفَ هَا سِغْمَةُ تَوَدُّهُ
جناب علاء بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ

۴۱۲- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلوة فقد أدرك تلك الصلوة، ح: ۶۰۸ (۱۶۵) عن الحسن بن الربيع به .

۴۱۳- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح: ۶۲۲ من حديث العلاء بن عبد الرحمن به .

أَنْسَ بِنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي العَصْرَ ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ذَكَرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلَاةِ أَوْ ذَكَرَهَا ، فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «تِلْكَ صَلَاةُ الْمُتَأَفِّقِينَ ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُتَأَفِّقِينَ ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُتَأَفِّقِينَ ، يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتَّى إِذَا اضْفَرَّتِ الشَّمْسُ ، فَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوْ عَلَى قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ ، قَامَ فَتَمَرَّ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا» .

اُٹھ کر نماز عصر پڑھنے لگ گئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے ان کے نماز عصر جلدی پڑھنے کا ذکر کیا یا خود انہوں نے ذکر کیا تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے، فرماتے تھے: ”یہ منافقوں کی نماز ہے یہ منافقوں کی نماز ہے یہ منافقوں کی نماز ہے کہ ان میں سے ایک بیٹھا رہتا ہے حتیٰ کہ جب سورج زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان یا ان سینگوں کے اوپر ہوتا ہے تو اُٹھ کر چار ٹھوکیں مارتا ہے اور اللہ کا ذکر اس میں بس برائے نام ہی کرتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث گویا پہلی حدیث کی شرح ہے کہ اگر کسی سے عذر شرعی کی بنا پر تاخیر ہوئی ہو اور اس نے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ایک رکعت پالی ہو تو اس نے گویا وقت میں نماز پالی اور یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لیے خاص رحمت ہے۔ اور اگر بغیر عذر کے تاخیر کرے تو یہ منافقت کی علامت ہے۔ ② ”سورج کا شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہونا“ کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”کہا جاتا ہے کہ یہ حقیقت ہے اور سورج کے طلوع و غروب کے وقت شیطان سورج کے سامنے آ جاتا ہے اور ایسے لگتا ہے گویا سورج اس کے سر کے درمیان سے نکل رہا ہے یا غروب ہو رہا ہے۔ اور سورج کے پجاری بھی ان اوقات میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں تو یہ سمجھتا ہے کہ اسے ہی سجدہ کیا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ”دو سینگوں“ سے مراد مجازاً شیطان کا بلند ہونا اور شیطانی قوتوں کا غلبہ ہے اور کفار طلوع و غروب کے اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں.....“ انتہی (واللہ اعلم) ③ استثنائی صورتوں کو قاعدہ یا کلیہ نہیں بنانا چاہیے۔

٤١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «الَّذِي تَقَوُّهُ صَلَاةُ العَصْرِ فَكَانَتْ مَوْتًا وَوَيْرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ» .

٣١٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی نماز عصر فوت ہو جائے تو گویا اس سے اس کے گھر والے اور مال چھین لیا گیا۔“

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عید اللہ بن عمر نے

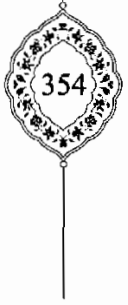
٤١٤- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب إثم من فاتته العصر، ح: ٥٥٢، ومسلم، المساجد، باب التغليب في تقويت صلاة العصر، ح: ٦٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بجس) ١١/١، ١٢، (والقنعني، ص: ٣٧).



قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: «أُتِرَ» وَاخْتَلَفَ عَلَى أُيُوبَ فِيهِ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «وُتِرَ».

حدیث کے لفظ [وُتِرَ] کو [أُتِرَ] ہمزہ کے ساتھ بیان کیا اور ایوب کے تلامذہ میں (اس لفظ کے بارے میں) اختلاف ہے (یعنی کوئی داؤ سے بیان کرتا ہے اور کوئی ہمزہ سے۔ معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔) اور زہری نے سالم عن ابیہ عن النبی ﷺ سے [وُتِرَ] بیان کیا ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① لفظ [وُتِرَ] کا ماخذ ”وتر“ (داؤ کی زبر کے ساتھ) ہو تو معنی ہیں ”نقص“ اور اس کا مابعد منصوب یا مرفوع دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے اور اگر ”وتر“ (داؤ کی زبر کے ساتھ) سمجھا جائے تو ”جرم اور تعدی“ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ (النهاية ابن اثیر) امام خطابی نے کہا ہے [وُتِرَ] کے معنی ہیں، کم کر دیا گیا یا چھین لیا گیا پس وہ شخص بغیر اہل اور مال کے تجارہ گیا اس لیے ایک مسلمان کو نماز عمر کفوت کرنے سے اسی طرح چننا چاہیے جیسے وہ گھر والوں سے اور مال کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے۔ ② امام ترمذی ؒ نے اس حدیث کو ”باب ماجاء فی السهو عن وقت صلاة العصر“ کے ذیل میں درج فرمایا ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ انسان عصر کی نماز میں بھول کر بھی تاخیر کرے تو بے حد و شمار گھائے اور خسارے میں ہے، کجا یہ کہ عمدتاً نفل کا شکار ہو۔



٤١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: قَالَ أَبُو عَمْرٍو يَعْني الْأَوْزَاعِيُّ: وَذَلِكَ أَنَّ نُرَيَّ مَا عَلَي الْأَرْضِ مِنَ الشَّمْسِ صَفْرَاءَ.

٣١٥- ابو عمرو یعنی اوزاعی نے بیان کیا کہ نماز عصر فوت ہونے سے مراد اتنی تاخیر ہے کہ زمین پر پڑی چیزیں دھوپ کے باعث زرد نظر آنے لگیں۔

(المعجم ٦) - باب وَقْتِ الْمَغْرِبِ (التحفة ٦)

٤١٦- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ نَزَمِي فَيَرِي أَحَدُنَا مَوْضِعَ نَبْلِهِ.

٣١٦- جناب ثابت بنانی نے حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے پھر تیر پھینکتے تو ہم میں سے ایک اس کے گرنے کی جگہ کو دیکھ رہا ہوتا تھا۔

☀️ فائدہ: یعنی غروب کے بعد فوراً ہی نماز پڑھ لی جاتی تھی کہ نماز سے فراغت کے بعد فضا میں اس قدر روشنی باقی ہوتی تھی کہ کمان سے پھینکا گیا تیر اپنے گرنے کی جگہ پر نظر آتا تھا۔

٤١٥- تخریج: [ضعیف] * الوليد بن مسلم مدلس، كان يدلس بتدليس التسوية، ولم أجد تصريح سماعه.
٤١٦- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٣٣٨ من حديث حماد بن سلمة به.

۲- کتاب الصلاة اوقات نماز کے احکام و مسائل

۴۱۷- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہوتے ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے یعنی جب اس کی ٹکیر غائب ہو جاتی تھی۔

۴۱۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَيْسَى، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ سَاعَةَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ إِذَا غَابَ حَاجِبُهَا.

☀️ فائدہ: سورج کی ٹکیر کا افق میں غائب ہو جانا ہی ”غروب“ ہوتا ہے۔ اس کے بعد احتیاط کے کوئی معنی نہیں۔

۴۱۸- جناب یزید بن ابی حبیب، مرشد بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ وہ سفر جہاد میں تھے اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ان دنوں مصر کے حاکم تھے۔ تو (جناب عقبہ نے) نماز مغرب میں کچھ تاخیر کر دی۔ حضرت ابو ایوب کھڑے ہوئے اور کہا: اے عقبہ! یہ کیا نماز ہے؟ کہا کہ ہم کام میں تھے۔ کہا: کیا آپ نے نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”میری امت اس وقت تک خیر میں رہے گی۔“ یا فرمایا: ”فطرت پر رہے گی جب تک کہ مغرب کو موخر نہ کرے گی کہ ستارے نکل آئیں۔“

۴۱۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ غَارِيًّا وَعَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَوْمَئِذٍ عَلَى مِصْرَ، فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ، فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو أَيُّوبَ فَقَالَ: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ يَا عَقْبَةُ؟ فَقَالَ: شُعْلَانًا. قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ، أَوْ قَالَ: عَلَى الْفِطْرَةِ، مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز کے معاملے میں ذرا سی سستی بھی از حد ناگوار گزرتی تھی اور وہ اس سلسلے میں اپنے رؤساء و حکام پر تنقید سے بھی باز نہ آتے تھے اور وہ حکام بھی ایسی تمیزی اور شرعی تنقیدات کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے تھے۔ ② نماز کو بروقت ادا کرنا بالخصوص مغرب کی..... امت کے فطرت اور خیر پر ہونے کی علامت ہے اور اس میں تاخیر اس کے برعکس کی۔ ③ اگر کوئی عذر ہو تو مغرب کا وقت غروب شفق (سرخی) سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔

۴۱۷- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت المغرب، ح: ۵۶۱، ومسلم، المساجد، باب بيان أن أول وقت المغرب عند غروب الشمس، ح: ۶۳۶ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

۴۱۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۴۷/۴ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، و صححه ابن خزيمة، ح: ۳۳۹، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۱۹۰، ۱۹۱، ووافقہ الذہبی.



اوقات نماز کے احکام و مسائل

۲- کتاب الصلاة ...

باب ۷- نماز عشاء کا وقت

(المعجم ۷) - بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

(التحفة ۷)

۴۱۹- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں سب لوگوں سے بڑھ کر اس نماز یعنی عشاء کے وقت سے باخبر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسری رات کا چاند ڈوبنے کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

۴۱۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① نعت علم کے اظہار کے لیے بعض اوقات یہ انداز اختیار کرنا مباح ہے کہ ”میں سب سے بڑھ کر جانتا ہوں۔“ اور یہ اسلوب سامعین کے لیے موثر بھی ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات ان دنوں میں کہی ہو جب صحابہ رضی اللہ عنہم کی غالب تعداد موجود نہ رہی ہو۔ ② تیسری رات کے چاند ڈوبنے کا وقت قطعی طور پر منضبط نہیں ہے۔ یہ غروب آفتاب کے بعد تقریباً سوا دو گھنٹے سے لے کر ڈھائی تین گھنٹے تک ہوتا ہے۔



۴۲۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم نماز عشاء کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے۔ آپ اس وقت تشریف لائے جب رات کا تہائی حصہ گزر چکا تھا یا اس سے بھی زیادہ۔ نہ معلوم آپ کسی کام میں مشغول ہو گئے تھے یا کوئی اور بات تھی۔ آپ جب تشریف لائے تو فرمایا: ”کیا تم اس نماز کا انتظار کر رہے ہو؟ اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں ان کو یہ نماز اسی وقت پڑھاتا۔“ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اقامت کہی۔

۴۲۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: مَكُنْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ، فَلَا نَدْرِي أَمِئْتُ شَعْلُهُ أَمْ غَيْرُ ذَلِكَ، فَقَالَ حِينَ خَرَجَ: «أَنْتَظِرُونَ هَذِهِ الصَّلَاةَ، لَوْلَا أَنْ تَنْقَلِ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ». ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ.

۴۱۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في وقت صلاة العشاء الآخرة، ح: ۱۶۵، والنسائي، ح: ۵۳۰ من حديث أبي عوانة به.

۴۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ۶۳۹ من حديث جرير به.

۲- کتاب الصلاة اوقات نماز کے احکام و مسائل

☀️ فائدہ: انتظار کرانے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ عبادت کے ”انتظار کا ثواب“ حاصل کر لیں اور ان کو تاخیر کی فضیلت بھی بتادی جائے۔ بہر حال اس سے عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

۴۲۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ
الْحَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا حَرِيزٌ عَنْ
رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ
السَّكُونِيِّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ يَقُولُ:
أَبْقَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ فَتَأَخَّرَ حَتَّى
ظَنَّ الظَّانُّ أَنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ، وَالْقَائِلُ مِنَّا
يَقُولُ: صَلَّى، فَإِنَّا لَكَذَلِكَ حَتَّى خَرَجَ النَّبِيُّ
ﷺ فَقَالُوا لَهُ كَمَا قَالُوا، فَقَالَ: «أَعْنِمُوا
بِهَذِهِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّكُمْ قَدْ فَضَلْتُمْ بِهَا عَلَيَّ
سَائِرِ الْأُمَمِ، وَلَمْ تُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ».

۳۲۱- جناب عاصم بن حمید سکونی سے روایت ہے
انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان
کرتے تھے کہ (ایک بار) ہم نبی ﷺ کا نماز عشاء کے
لیے انتظار کرتے رہے مگر آپ نے تاخیر کر دی حتیٰ کہ
بعض نے یہ بھی گمان کیا کہ شاید آپ نہیں آئیں گے اور
کچھ کہنے لگے کہ آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ بہر حال ہم
اسی حالت میں تھے کہ آپ تشریف لے آئے تو اصحاب
کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے وہی کچھ کہا جو پہلے کہہ رہے
تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اس نماز کو خوب اندھیرے میں
پڑھو، بلاشبہ تمہیں تمام امتوں پر اس کے ذریعے سے
فضیلت دی گئی ہے اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز
نہیں پڑھی ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① گذشتہ حدیث امت جبرئیل (حدیث نمبر: ۳۹۳) میں گزرا ہے کہ ”یہ آپ سے پہلے انبیاء کا
وقت ہے“ اور اس حدیث میں آیا ہے کہ ”تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔“ تو ان دونوں میں تطبیق یہ ہے
کہ سابقہ انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کی نمازوں کے اوقات میں اسی طرح کی وسعت ہوا کرتی تھی اور ان اوقات کے اول
وآخر ہوا کرتے تھے یا یہ کہ وہ لوگ اتنی تاخیر سے نہ پڑھتے تھے جیسے کہ اس روز آپ نے پڑھائی۔ (واللہ اعلم)
② نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا یقیناً افضل ہے لیکن اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے جماعت کی نماز چھوڑنا ہرگز
جائز نہیں ہے۔ ③ دین و شریعت کی اصل غرض و غایت اللہ تعالیٰ کا تقرب اور حصول اجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے
فرامین میں یہ وصف بہت نمایاں ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کے حریص بن گئے تھے لہذا داعی حضرات کو چاہیے کہ
اپنی دعوت میں اسی پہلو کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا کریں۔ (واللہ الموفق)

۴۲۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ
۳۲۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۴۲۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۲۷ من حديث حريز بن عثمان به.

۴۲۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المواقيت، باب آخر وقت العشاء، ح: ۵۳۹، وابن ماجه،
ح: ۶۹۳ من حديث داود بن أبي هند به، و صححه ابن خزيمة، ح: ۳۴۵.

۲- کتاب الصلاة - اوقات نماز کے احکام و مسائل

کہ (ایک بار) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنا چاہی مگر (اس روز) آپ تشریف نہ لائے حتیٰ کہ تقریباً آدھی رات گزر گئی۔ (آخر جب آپ آئے) تو فرمایا: ”اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو۔“ تو ہم اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ آپ نے فرمایا: ”لوگوں نے نماز پڑھ لی اور اپنے اپنے بستروں میں جا سوئے ہیں لیکن تم جس وقت سے انتظار کر رہے ہو نماز ہی میں ہو۔ اگر کمزوروں کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔“

باب: ۸- نماز فجر کا وقت

۴۲۳- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھتے (اور اس کے بعد) عورتیں اپنی چادروں میں لپیٹی لوٹتیں تو اندھیرے کے باعث پہچانی نہ جاتی تھیں۔

المُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى مَضَى نَحْوَ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، فَقَالَ: «خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ»، فَأَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا، فَقَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَأَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ، وَإِنَّكُمْ لَمْ تَرَئُوا فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظَرْتُمْ الصَّلَاةَ، وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ، وَسُئْمُ السَّقِيمِ لَأَخْرَجْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ».

(المعجم ۸) - باب وَقْتِ الصُّبْحِ (التحفة ۸)

۴۲۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرِفْنَ مِنَ الْعَلَسِ.



☀️ نوآئد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس حد تک اول وقت میں نماز ادا فرماتے تھے کہ بعد نماز بھی اندھیرا باقی ہوتا تھا اور دور سے معلوم نہ ہوتا تھا کہ کوئی عورت آ جا رہی ہے یا مرد؟ ورنہ پردہ دار خاتون کے پہچانے جانے کے کوئی معنی نہیں۔ ② خلافت راشدہ کے دور میں بھی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا کہ وہ فجر کی نماز ”عَلَس“ یعنی اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔ ③ عورتوں کو بھی نماز کے لیے مساجد میں حاضر ہونے کی اجازت

۴۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، ح: ۸۶۷، ومسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها... الخ، ح: ۶۴۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحی): ۵/۱ (والقنبي، ص: ۲۸، ۲۹).

۲- کتاب الصلاة اوقات نماز کے احکام و مسائل

ہے اور وہ اندھیرے کے اوقات میں بھی نماز کے لیے آسکتی ہیں مگر ان پر فرض ہے کہ شرعی آداب کے تحت اجازت لے کر آئیں باپردہ ہو کر نکلیں۔ خوشبو لگا کر اور آواز دار زیور پہن کر نہ آئیں۔

۴۲۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۳۲۳- جناب محمود بن لیبید، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روای ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صبح طلع ہونے پر (جی) صبح کی نماز پڑھا کرو۔ بلاشبہ یہ تمہارے لیے بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔“

ابن عمربن قتادہ بن النعمان، عن محمود ابن لیبید، عن رافع بن خدیج قال: قال رسول الله ﷺ: «أَصْبَحُوا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأُجُورِكُمْ أَوْ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ».

توضیح: کچھ لوگ اس حدیث کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ ”سفیدی اور روشنی ہونے پر فجر کی نماز پڑھا کرو۔“ مگر یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خیر القرون میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول ثابت ہے کہ وہ سب فجر کی نماز [عکس] یعنی صبح کے اندھیرے ہی میں پڑھتے تھے۔ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم پرنج کے اندھیرے ہی میں قاتلانہ حملے ہوئے تھے۔ نیز لغوی طور پر [أَصْبَحَ الرَّجُلُ] کا معنی ہے [دَخَلَ فِي الصُّبْحِ] ”یعنی صبح کے وقت میں داخل ہوا۔“ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس ارشاد کا پس منظر یہ ہے کہ شاید کچھ لوگ بہت زیادہ جلدی کرتے ہوئے قبل از وقت نماز پڑھ لیتے تھے تو اس حکم سے ان کی اصلاح فرمائی گئی۔ اور اس مفہوم کی دوسری روایت [أَسْبَرُوا بِالصُّبْحِ] بالسنی روایت ہوئی ہے۔ اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ یہ ارشاد چاندنی راتوں سے متعلق ہے کیونکہ ان راتوں میں صبح صادق کے نمایاں ہونے میں قدرے اشتباہ سا ہوتا ہے۔ اور علامہ محامدنی نے یہ کہا ہے کہ اس سے مراد ہے ”فجر کی نماز میں قراءت اتنی طویل کرو کہ نضا سفید ہو جائے۔“ بہر حال افضل یہی ہے کہ فجر صادق کے بعد جلد ہی اسے ادا کیا جائے۔ اور اس کے بعد اس کا وقت طلوع آفتاب سے پہلے تک رہتا ہے۔ (عون المعبود۔ خطابی)

(المعجم ۹) - باب الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ (التحفة ۹)

باب: ۹- نمازوں (کے وقت) کی پابندی کا بیان

۴۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ ۳۲۵- جناب عبد اللہ بن صنائعی سے روایت ہے

۴۲۴- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الصلوة، باب وقت صلوة الفجر، ح: ۶۷۲، والنسائي، ح: ۵۴۹ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع وتابعه محمد بن إسحاق عند الترمذي، ح: ۱۵۴، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۶۳.

۴۲۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۱۷/۵ من حديث محمد بن مطرف به * وقع في نسخ أبي داود



انہوں نے کہا کہ ابو محمد (انصاری صحابی) کا خیال ہے کہ وتر واجب ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (سنا تو) کہا: ابو محمد نے غلط کہا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں جو ان کا وضو عمدہ بنائے اور انہیں ان کے اوقات پر ادا کرے، ان کے رکوع اور خشوع کامل رکھے تو ایسے شخص کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا۔ اور جو یہ نہ کرے تو اس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے اگرچاہے تو معاف کر دے اور اگرچاہے تو عذاب دے۔“

الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَطْرَفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّنَابِيحِيِّ قَالَ: زَعَمَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فَقَالَ عِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، مَنْ أَحْسَنَ وَضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِيُوفِيَهُنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ».



فوائد و مسائل: ① ”ابو محمد“ صحابی ہیں۔ ان کے نام کی تعیین میں اختلاف ہے۔ مسعود بن اوس بن زید بن اصرم یا مسعود بن زید بن سبیح یا قیس بن عامر خولانی یا مسعود بن یزید یا سعد بن اوس یا قیس بن عبایہ وغیرہ کئی نام بیان ہوئے ہیں۔ (الإصابة لابن حجر) ② حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ”وتر پانچ نمازوں کی طرح فرض اور واجب نہیں ہے۔“ مگر مسنون و مؤکد ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جیسے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں بھی وتر نہ چھوڑا کرتے تھے۔ ③ کامل و مقبول نماز کے لیے تمام سنن و واجبات کو جاننا اور ان پر عمل کرنا چاہیے یعنی مسنون کامل وضو مشروع افضل وقت، اعتدال ارکان اور حضور قلب وغیرہ۔ ④ اللہ کے وعدے جو اس کی شریعت میں بیان کیے گئے ہیں اعمال حسنیہ پر موقوف ہیں۔ ⑤ ان کے بغیر بھی اللہ جسے چاہے معاف فرمادے یا عذاب دے اسے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ ﴿لَا يُسْتَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْتَلُونَ﴾ (الانبیاء: ۲۳)

۴۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَاسِمُ بْنُ غَنَامٍ ابْنِي أَيْكَ مَالٍ مِنْ بِيَانِ

«عبدالله بن الصنابحي» وهو خطأ والصواب أبو عبدالله الصنابحي وهو عبدالرحمن بن عسيلة.

۴۲۶- تخريج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الوقت الأول من الفضل، ح: ۱۷۰ من حديث عبدالله بن عمر العمري به، وقال فيه "وليس هو بالقوي عند أهل الحديث"، وللحديث طريق صحيح عند ابن خزيمة، ح: ۳۲۷، وابن حبان، ح: ۲۸۰، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۸۸، ۱۸۹، ووافقه الذهبي، وبه صح الحديث.

۲- کتاب الصلاة اوقات نماز کے احکام و مسائل

الْخَزَاعِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَنَامٍ ، عَنْ بَعْضِ أُمَّهَاتِهِ ، عَنْ أُمِّ قُرْوَةَ قَالَتْ : سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : «الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا» .

کرتے ہیں وہ حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا "اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے؟" آپ نے فرمایا: "نماز، اول وقت میں ادا کرنا۔"

قَالَ الْخَزَاعِيُّ فِي حَدِيثِهِ: عَنْ عَمَّةٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا أُمُّ قُرْوَةَ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: [1]

خزاعی نے اپنی روایت میں کہا (کہ قاسم بن عنام نے) اپنی پھوپھی سے روایت کیا جس کا نام ام فروہ تھا اور اس نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی۔ (فرمایا ہے کہ) نبی ﷺ سے سوال کیا گیا۔ (یہ خزاعی کی روایت ہے جبکہ عبداللہ بن مسلمہ نے "بعض اُمَّهَاتِهِ" کا لفظ روایت کیا ہے)۔

☀️ **فائدہ:** حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پدری بہن اور اشعث بن قیس کی زوجیت میں تھیں۔

٤٢٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ : أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ فَضَالَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي : «وَحَافِظُ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْحُمْسِ» . قَالَ : قُلْتُ : إِنَّ هَذِهِ سَاعَاتٌ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ فَمُرْنِي بِأَمْرِ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْرًا عَنِّي . فَقَالَ : «حَافِظُ عَلَى الْعَصْرَيْنِ» - وَمَا كَانَتْ مِنْ لُعْنَتِنَا -

٣٢٨- جناب عبداللہ بن فضالہ اپنے والد سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھایا اور جو سکھایا ان میں یہ بات بھی تھی: "پانچ نمازوں کی پابندی کرنا۔" میں نے عرض کیا کہ مجھے ان اوقات میں کام ہوتے ہیں تو آپ مجھے کوئی جامع بات ارشاد فرمائیں جس پر عمل میرے لیے کافی رہے۔ آپ نے فرمایا: "عصرین کی پابندی کرنا۔" اور یہ لفظ ہماری زبان میں مستعمل نہ تھا۔ میں نے کہا کہ "عصرین" سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "سورج کے طلوع اور غروب

٤٢٨- تخریج: [مسنادہ صحیح] وصححه ابن حبان، ح: ٢٨٢، والحاكم: ٢٠/١، ٦٢٨/٣، وواقفه الذهبي، والحدیث محمول علی الجماعة یعنی أنه رخص له فی ترك حضور بعض الصلوات فی الجماعة لا علی تركها أصلاً، فافهمه، فإنه مهم، وللحدیث لون آخر عند أحمد: ٣٤٤/٤، وهذا لا یضر والحمد لله.

[1] حدیث (427) صفحہ (362) پر ملاحظہ فرمائیں۔



فَقُلْتُ: وَمَا الْعَصْرَانِ؟ فَقَالَ: «صَلَاةٌ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٌ قَبْلَ غُرُوبِهَا».

☀️ توضیح: کام والے صبح اور عصر کی نمازوں کی پابندی کافی ہو کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ شیخ ولی الدین عراقی نے لکھا ہے کہ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ دراصل نبی ﷺ کا فرمان: ”نمازوں کے اول اوقات سے متعلق تھا۔“ تو اس نے معذرت کی کہ میں پانچوں نمازیں اول وقت میں نہیں پڑھ سکتا۔ تب آپ نے ان دو نمازوں کے اوقات کی بالخصوص تاکید فرمائی۔ (واللہ اعلم بالصواب) امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کا اس حدیث کو اس باب میں بیان کرنا اس کا مؤید ہے۔

۴۲۷- جناب ابو بکر بن عمارہ بن رُوْبِيَّةِ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بصرہ کے کسی شخص نے ان سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی بیان فرمائیے۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرماتے تھے: ”دوزخ میں نہیں جائے گا وہ آدمی جس نے سورج طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے کی نمازیں پڑھیں۔“ کہا کیا یہ آپ نے ان سے خود سنا ہے؟ تین بار کہا۔ جواب دیا کہ ہاں! اور ہر بار کہتے کہ میں نے اسے اپنے کانوں سے سنا ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے۔ تو اس آدمی نے کہا: میں نے بھی آپ ﷺ کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

۴۲۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَمَارَةَ بْنِ رُوْبِيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَخْبِرْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ». قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ: نَعَمْ كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ: سَمِعْتُهُ أُذُنَايَ وَوَعَاةَ قَلْبِي. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ ﷺ يَقُولُ ذَلِكَ. ﴿١﴾



☀️ فائدہ: اس حدیث میں نماز فجر اور عصر کی خاص اہمیت کا بیان ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ جو ان کی پابندی کرے گا وہ باقی نمازوں کی بھی پابندی کرے گا یا اسے توفیق مل جائے گی۔

۴۳۰- جناب سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت ابو

۴۳۰- قَالَ أَبُو سَعِيدٍ بْنُ الْأَعْرَابِيِّ:

۴۲۷- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ۶۳۴ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

۴۳۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في فرض الصلوات الخمس والمحافظة عليها، ح: ۱۴۰۳ من حديث بقية به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ۴/۲۴۴، ﴿١﴾ یہ حدیث اصل نسخی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

۲- کتاب الصلاة اوقات نماز کے احکام و مسائل

قنادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے لیے یہ عہد کیا ہے کہ جو شخص اس حال میں (میرے پاس) آیا کہ ان کے اوقات کی محافظت و پابندی کرتا رہا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی محافظت نہ کرتا رہا اس کے لیے میرے ہاں کوئی عہد اور وعدہ نہیں ہے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ زَيْدٍ الرَّوَّاسُ - يُكْنَى أَبُو أُسَامَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا حَمِيوَةُ بْنُ شُرَيْحِ الْمِصْرِيِّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ ضَبَّارَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سُلَيْكٍ الْأَلْهَانِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ شِهَابِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ: إِنَّ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رَبِيعٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِنِّي فَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَعَهَدْتُ عِنْدِي عَهْدًا، أَنَّهُ مَنْ جَاءَ يُحَافِظُ عَلَيْهِنَّ لَوْ قَتِهِنَّ أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي.» ①



☀️ **فوائد و مسائل:** ① ایسی احادیث جن میں ایسے الفاظ آتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے“ ان کو ”حدیث قدسی“ کہتے ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث قدسی میں فرق یہ ہے کہ قرآن وحی مطلقہ ہوتی ہے اور دوسری وحی غیر مطلقہ۔ یعنی قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اور حدیث قدسی یا دیگر احادیث کی تلاوت نہیں ہوتی۔ قرآن مجید کلام معجز ہے اور احادیث اس پائے کی نہیں ہیں۔ قرآن مجید متواتر ہے اور احادیث سب اس درجہ کی نہیں ہیں۔ دیگر فرق اور مباحث ”علوم القرآن“ کی کتب میں ملاحظہ ہوں۔ ② نمازوں کے اوقات کی محافظت کے ساتھ ساتھ دیگر آداب (طہارت، خشوع اور اعتدال وغیرہ) سب ضروری ہیں۔ ③ اللہ عزوجل پر کوئی واجب کرنے والا نہیں ہے۔ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے بندوں کے لیے اس قسم کے وعدے اپنے اوپر لازم فرمائے ہیں اور وہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ (آل عمران: ۹)

۴۲۹- قَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الرَّوَّاسُ: حَدَّثَنَا ۳۲۹- جناب خلید عصری حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

◀️ والدارمی: ۱۲۲۹ وغیرہما.

۴۲۹- تخریج: [استادہ ضعیف] أخرجه الطبراني في الصغير: ۵/۲ من حديث أبي علي الحنفی به * أبان بن أبي عیاش متروک، وقنادة مدلس كما تقدم، ح: ۲۹، وعنمن .
① یہ حدیث اصل اس کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

اوقات نماز کے احکام و مسائل

”پانچ چیزیں ہیں جس نے ان پر ایمان کے ساتھ عمل کیا وہ جنت میں داخل ہوا، جس نے پانچ نمازوں کی ان کے وضو رکوع، سجود اور اوقات سمیت حفاظت اور پابندی کی، رمضان کے روزے رکھے، بیت اللہ کا حج کیا، اگر اس تک پہنچنے کی استطاعت ہو، زکوٰۃ دی خوشی کے ساتھ اور امانت ادا کی۔“ لوگوں نے کہا: اے ابو الدرداء! ”ادا کی امانت“ سے کیا مراد ہے؟ کہا: غسل جنابت۔

أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَبْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنْفِيُّ عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ وَأَبَانُ، كِلَاهُمَا عَنْ خُلَيْدِ الْعَصْرِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيْمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وَضُوءِهِنَّ وَرُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَمَوَاقِيْتِهِنَّ وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، وَأَدَّى الْأَمَانَةَ». قَالُوا: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! وَمَا أَدَاءُ الْأَمَانَةِ؟ قَالَ: الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ. ﴿١٠﴾

باب: ۱۰- جب امام نماز کو وقت سے مؤخر کرے۔

(المعجم ۱۰) - **بَابُ: إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ**

الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ (التحفة ۱۰)

🌞 **ملوظ:** یہاں ”امام“ سے مراد شرعی حاکم یا اس کا مقرر کردہ نمائندہ ہے۔ نماز کی اقامت اور امامت ان کے فرائض

میں شامل ہے۔

۴۳۱- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو ذر! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ پر ایسے حکام ہوں گے جو نمازوں کو مار ڈالیں گے۔“ یا یہ فرمایا: ”ان میں تاخیر کریں گے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

۴۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ يَعْنِي الْجَوْزِيَّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ أُمَّرَاءُ يُمَيِّتُونَ الصَّلَاةَ

۴۳۱- **تخریج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة تأخير الصلوة عن وقتها المختار... إلخ، ح: ۶۴۸ من

حديث حماد بن زيد به .

﴿ حدیث (430) صفحہ (362) پر گزری ہے۔

- أَوْ قَالَ: يُؤَخَّرُونَ الصَّلَاةَ؟ - قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِيُؤْتِيَهَا فَإِنْ أَدْرَكَتَهَا مَعَهُمْ [فَصَلِّهَا] فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ».

آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم نماز کو اس کے وقت میں پڑھ لیا کرنا اور اگر تم اسے ان کے ساتھ پاؤ تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لیا کرنا اور یہ تیرے لیے نفل ہوگی۔“

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایام فتنہ کی خبر دی ہے جو تاریخ کے مختلف ادوار میں حکام وقت پر ثابت ہو چکی ہے اور اب حکام اور عوام سب ہی اس میں مبتلا ہیں۔ [الَّا مَنْ رَجِمَ رَبِّي] ② نماز کو بے وقت کر کے پڑھنا ”اس کی روح نکال دینے“ کے مترادف ہے، گویا اسے مار ڈالا گیا ہو اور ایسی نماز اللہ کے ہاں کوئی وزن نہیں رکھتی۔ ③ ایسی صورت میں جب حاکم یا اہل مسجد ”افضل اور مختار وقت“ کے علاوہ میں نماز ادا کرتے ہوں تو متبع سنت کو صحیح اور مختار وقت میں اکیلے ہی نماز پڑھنی چاہیے۔ ④ اگر انسان مسجد میں یا ان کی مجلس میں موجود ہو تو ان کے ساتھ مل کر بھی پڑھ لے تاکہ فتنہ نہ ہو اور وحدت قائم رہے۔ ⑤ غیر معصیت کے امور میں حکام وقت کی اطاعت واجب ہے۔ ⑥ مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ کوئی شرعی سبب موجود ہو تو ”عصر اور فجر“ کے بعد بھی نماز جائز ہے۔ ⑦ اسکی پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری نفل، خواہ باجماعت ہی کیوں نہ پڑھی ہو۔

٤٣٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمُ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ يَعْغُبِي ابْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ الْأَوْدِيِّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلِ الْيَمَنِ - رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْيَنَانِ. - قَالَ: فَسَمِعْتُ تَكْبِيرَهُ مَعَ الْفَجْرِ، رَجُلٌ أَجَشُّ الصَّوْتِ. قَالَ: فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ مَسْبِيَّي، فَمَا فَارَقْتُهُ حَتَّى دَفَنْتُهُ بِالنَّشَامِ مَيْتًا، ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَى أَفْقِهِ النَّاسِ بَعْدَهُ، فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَلَزِمْتُهُ حَتَّى مَاتَ، فَقَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ

٣٣٢- جناب عمرو بن ميمون اودی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما ہمارے ہاں یمن میں تشریف لائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عامل بن کر آئے تھے۔ (عمرو) کہتے ہیں کہ نماز فجر میں نے ان کی تکبیر سنی۔ وہ بھاری آواز والے تھے۔ ان کو مجھ سے محبت ہو گئی تو میں نے انہیں مرتے دم تک نہیں چھوڑا حتیٰ کہ شام میں انہیں (اپنے ہاتھوں سے) دفن کیا۔ ان کے بعد میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ آدمی پر نظر دوڑائی تو میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آ گیا اور ان کے ساتھ رہا حتیٰ کہ وہ بھی فوت ہو گئے، تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ”تمہارا کیا حال ہو



اوقات نماز کے احکام و مسائل

گا جب تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جو نمازوں کو بے وقت کر کے پڑھیں گے؟“ میں نے کہا: آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں، اے اللہ کے رسول! اگر مجھے ان حالات کا سامنا ہو؟ آپ نے فرمایا: ”نماز کو اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا اور ان کے ساتھ کی نماز کو نفل سمجھنا۔“

عَلَيْكُمْ إِذَا أَنْتَ عَلَيَّكُمْ أَمْرًا يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لَغَيْرِ مِيقَاتِهَا؟» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِذَا أَدْرَكَنِي ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا وَاجْعَلْ صَلَاتَكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً».

☀️ فائدہ: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے ایام قنتری کی جو خاص اہم بات ذکر فرمائی وہ ”نماز کو بے وقت کر کے پڑھنا ہے۔“ سرے سے چھوڑ دینا تو اور زیادہ ظلم ہے۔ نبی ﷺ نے حکام کے دیگر ظلم و جور کو جن کا تعلق مال و آبرو سے ہو سکتا ہے ذکر نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کے لیے اللہ کے دین میں نماز کے مقابلے میں کسی اور چیز کی ایسی اہمیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دین حق کی معرفت اور اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

۴۳۳- سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد ایک وقت آئے گا کہ تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جنہیں ان کے دیگر امور نماز سے مشغول رکھیں گے اور وہ انہیں بے وقت کر کے پڑھیں گے، لہذا تم نماز کو بروقت ادا کرنا۔“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان کی معیت میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں اگر تم چاہو۔“ اور سفیان کے الفاظ ہیں: اگر میں وہ نماز ان کے ساتھ پاؤں تو ان کے ساتھ مل کر پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، اگر تم چاہو۔“

۴۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ ابْنِ أُخْتِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ الْمَعْنِيِّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْجَمْصِيِّ، عَنْ أَبِي أُبَيِّ بْنِ امْرَأَةَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي أَمْرًا تَسْغَلُهُمْ أَشْيَاءٌ عَنِ الصَّلَاةِ لَوْ قَتَّهَا حَتَّى يَذْهَبَ وَقْتُهَا، فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لَوْ قَتَّهَا».



۴۳۳- تخريج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا أخروا الصلوة عن وقتها، ح: ۱۲۵۷ من حدیث منصور به.

۲- کتاب الصلاة اوقات نماز کے احکام و مسائل

فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَصَلِّي مَعَهُمْ؟
 قَالَ: «نَعَمْ إِنْ شِئْتَ». وَقَالَ سُفْيَانُ: إِنْ
 أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ [أ] أَصَلِّي مَعَهُمْ؟ قَالَ:
 «نَعَمْ إِنْ شِئْتَ».

🌞 نوآمد و مسائل: ① یعنی اگر کوئی تہن سنت اپنی انفرادیت قائم رکھ سکتا ہو اور ایسے لوگوں پر حجت قائم کرتے ہوئے ان کے ساتھ شریک نہ ہوتا ہو تو جائز ہے اور اگر مل کر دوبارہ پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ نفل ہوگی جیسے کہ اوپر کی احادیث میں گزرا ہے۔ ② اس حدیث کی پہلی سند میں ایک راوی ہے ”ابن اخت (بھانجا) عبادہ بن صامت۔“ جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ اس کی بیوی کا بیٹا ہے جیسے کہ دوسری سند میں مذکور ہے۔

۴۳۴- حضرت قیسہ بن وقاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد تم پر ایسے حکام آئیں گے جو نمازوں میں تاخیر کریں گے۔ تو ایسی نمازیں تمہارے لیے باعث اجر ہوں گی جب کہ ان کے لیے وبال ہوں گی۔ پس تم ان کے ساتھ مل کر پڑھ لیا کرنا جب تک کہ وہ قبلہ رخ ہو کر نمازیں پڑھتے رہیں۔“

۴۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَالِيُّ:
 حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ يَعْنِي الزَّعْفَرَانِيَّ، حَدَّثَنِي
 صَالِحُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ قَيْصَةَ بْنِ وَقَاصٍ قَالَ:
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ مِنْ
 بَعْدِي، يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ فِيهِ لَكُمْ وَهِيَ
 عَلَيْهِمْ، فَصَلُّوا مَعَهُمْ مَا صَلُّوا الْقِبْلَةَ».

🌞 توضیح: تفصیل او پر بیان ہوئی ہے اور ایسی نمازیں تمہارے لیے باعث اجر اس لیے ہوں گی کہ اس تاخیر میں تمہارا اپنا تصور نہیں ہوگا جب کہ ان حکام کے جبر کی وجہ سے تم ان کی مخالفت کی بھی جرأت نہ کر سکو گے۔ لہذا ان کی وجہ سے نماز میں تاخیر پر تم گناہ گار نہیں ہو گے بلکہ اس کا سارا وبال انہی پر ہوگا۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۱) - بَابٌ: فِي مَنْ نَامَ عَنِ
 صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا (التحفة ۱۱)
 باب: ۱۱- جو شخص نماز کے وقت میں سوتا رہ جائے یا
 نماز پڑھنا بھول جائے؟

۴۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا
 ۴۳۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

۴۳۴- تخریج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۸/۳۷۵، ح: ۹۵۹ من حديث أبي الوليد الطبالسي به، وله شواهد عند البخاري، (فتح: ۱۸۷/۲) وغيره.

۴۳۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلوة الفاتية واستحباب تعجيل قضائها، ح: ۶۸۰ من حديث عبدالله بن وهب به.



اوقات نماز کے احکام و مسائل

اللہ ﷺ جب غزوہ خیبر سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک رات، رات بھر چلتے رہے حتیٰ کہ جب ہم کو نیند آنے لگی تو آپ آرام کے لیے اتر گئے اور بلال (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ”آج رات ہمارا پہرہ دینا۔“ بیان کرتے ہیں کہ پھر بلال کی آنکھیں بھی ان پر غالب آگئیں (یعنی سو گئے) اور وہ اپنے اونٹ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے چنانچہ نبی ﷺ جاگے نہ بلال ہی اور نہ کوئی اور صحابی۔ حتیٰ کہ جب انہیں دھوپ لگی تو رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جاگے والے تھے آپ گھبرائے اور فرمایا: ”اے بلال!“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بھی اسی چیز نے پکڑ لیا جس نے آپ کو پکڑا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! پھر (نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم) وہاں سے چل دیے (اور کچھ دور جا کر اترے) تب آپ نے وضو کیا اور بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی اور آپ نے انہیں فجر کی نماز پڑھائی۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”جو شخص نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لیا کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرِ﴾ نماز قائم کرو جب یاد آئے۔“

ابن وہب: أخبرني يونسُ عن ابنِ شهاب، عن ابنِ المُسيَّب، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكْنَا الْكَرَى عَرَسَ، وَقَالَ لِبَلَالٍ: «اِحْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ». قَالَ: فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَبِدٌّ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ لَهُمْ اسْتَيْقَظًا، فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا بِلَالُ؟» فَقَالَ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا أَيُّ أَنْتَ وَأُمِّي فَأَقْتَادُوا رَوَا جَلَهُمْ شَيْئًا. ثُمَّ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ لَهُمُ الصَّلَاةَ وَصَلَّى لَهُمُ الصُّبْحَ. فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللَّهَ قَالَ: أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرِ».



قال يونسُ: وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرُؤُهَا كَذَلِكَ. قَالَ أَحْمَدُ: قَالَ عَبْسَةُ - يَعْنِي عَنْ يُونُسَ - فِي هَذَا الْحَدِيثِ: «لِلذِّكْرِ». قَالَ أَحْمَدُ: الْكَرَى: التُّعَاسُ.

یونس کہتے ہیں کہ ابن شہاب اسی طرح ﴿لِلذِّكْرِ﴾ (الف مقصورہ کے ساتھ) پڑھا کرتے تھے۔ احمد نے بواسطہ عنہ، یونس سے ﴿لِلذِّكْرِ﴾ (یائے متکلم کے ساتھ) روایت کیا ہے۔ (یعنی میری یاد کے لیے یا میری یاد آنے کے وقت)۔ احمد کہتے ہیں کہ (متن حدیث میں وارد لفظ) ﴿الذِّكْرِ﴾ کا معنی ”اوگھ“ ہے۔

۴۳۶- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا قصے میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس جگہ سے نکل چلو جہاں تم پر غفلت طاری ہوئی ہے۔“ اس کے بعد آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان اور پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی۔

۴۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَحَوَّلُوا عَنْ مَكَانِكُمْ الَّذِي أَصَابَتْكُمْ فِيهِ الْعَفْلَةُ». قَالَ: فَأَمْرٌ بِلَا فَاذَنْ وَأَقَامَ وَصَلَّى.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو مالک، سفیان بن عیینہ، اوزاعی اور عبدالرزاق نے معمر اور ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ مگر کسی نے بھی زہری کی اس روایت میں اذان کا ذکر نہیں کیا۔ اور معمر سے اوزاعی اور ابان عطار کے سوا کسی نے بھی اس کو بیان نہیں کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَالِكٌ وَسَفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ مَعْمَرِ وَابْنِ إِسْحَاقَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ الْأَذَانَ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ هَذَا، وَلَمْ يُسْنِدْهُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْأَوْزَاعِيُّ وَأَبَانُ الْعَطَّارُ عَنِ مَعْمَرٍ.

۴۳۷- سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے تو آپ راہ سے ایک طرف کو ہو گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ ایک طرف کو ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ”ذرا دیکھو۔“ تو میں نے کہا: یہ ایک سوار (آ رہا) ہے۔ یہ دو ہیں اور وہ تین ہیں حتیٰ کہ ہم سات افراد ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا: ”ہماری نماز کا خیال کرنا، یعنی نماز فجر کا۔ لیکن ان کے کان بند کر دیے گئے (یعنی سوتے رہ گئے) پس ان کو سورج کی کرنوں ہی نے جگایا۔ وہ اٹھے اور کچھ وقت چلے، پھر اترے، وضو کیا اور

۴۳۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَّانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ، فَمَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمِلَتْ مَعَهُ، فَقَالَ: «انظُرْ». فَقُلْتُ: هَذَا رَاكِبٌ، هَذَا رَاكِبَانِ، هُوَ لَاءِ ثَلَاثَةٌ، حَتَّى صِرْنَا سَبْعَةً، فَقَالَ: «احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتِنَا» يَعْنِي صَلَاةَ الْفَجْرِ فَضَرِبَ عَلَيَّ إِذَا نِهِمْ، فَمَا

۴۳۶- [تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۱۸ من حديث أبي داود به، و صححه أبو عوانة: ۲/ ۲۵۳، ۲۵۴. ۴۳۷- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۹۵ من حديث حماد بن سلمة به، و صححه ابن خزيمة، ح: ۴۱۰، ورواه حماد بن زيد عن ثابت به عند ابن ماجه، ح: ۶۹۸، و الترمذی، ح: ۱۷۷، و قال: "حسن صحيح"، ورواه مسلم كما سيأتي: ۴۴۱.

اوقات نماز کے احکام و مسائل

بلال نے اذان کہی۔ سب نے فجر کی سنتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز ادا کی اور سوار ہو گئے۔ تو لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے ہم نے اپنی نماز میں بہت تقصیر کی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”سو جانے میں کوئی تقصیر (کو تا ہی) نہیں ہے، تقصیر (کو تا ہی) تب ہوتی ہے جب انسان جاگتا ہو۔ لہذا جب تم میں سے کوئی نماز (پڑھنا) بھول جائے تو جب اسے یاد آئے پڑھ لے اور پھر (آئندہ کے لیے) اگلے دن اسے بروقت ہی ادا کرے۔“

أَيَقْظَهُمْ إِلَّا حَرَّ الشَّمْسِ، فَاقَامُوا فَسَارُوا هُنَيْئَةً، ثُمَّ نَزَلُوا فَتَوَضَّأُوا، وَأَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّوْا رَكَعَتِي الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوْا الْفَجَرَ وَرَكِبُوا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قَدْ فَرَطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَا تَفْرِيطُ فِي النَّوْمِ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقْظَةِ، فَإِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ عَنْ صَلَاةٍ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَذُكُرُهَا وَمِنَ الْعَدْلِ لِلْوَقْتِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ بشری تقاضوں سے بالانہ تھے۔ اس لیے سفری مکان کے باعث آرام کے لیے اترے۔ ② اس کے باوجود نماز بروقت ادا کرنے کی فکر دامن گیر رہی اور بلال رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے پابند فرمایا۔ اور اس قسم کے عوارض کے موقع پر نماز کے لیے جاگنے کا اہتمام کر کے سونا چاہیے۔ ③ انسان کو کسی تقصیر پر معذرت کرنی پڑے تو خوبصورت انداز میں کرے۔ ④ مذکورہ اسباب کی وجہ سے کسی جگہ کو منحوس اور بے برکت سمجھنا جائز ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تھا۔ ⑤ قضا نمازوں کے لیے جماعت کی صورت میں اذان کہنا بھی مستحب ہے۔ پھر تکبیر کہی جائے اور جماعت کرائی جائے۔ لیکن اذان کا یہ استحباب صرف سفر اور بے آباد علاقوں ہی کے لیے ہے۔ عام مسجدوں میں (جو آبادیوں میں ہوں) وہاں بے وقت اذان دینا عوام کے لیے اضطراب اور تشویش کا باعث ہوگا۔ ہاں اگر وہاں آہستگی سے مسجد کی چار دیواری کے اندر اس طرح اذان دے لی جائے کہ باہر آواز نہ جائے تو وہاں بھی اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ⑥ سوتے رہ جانے یا بھول جانے کا قصور معاف ہے۔ اور ایسی نمازوں کے لیے وقت وہی ہے جب جاگے یا یاد آئے اور جب وقت نکل ہی گیا تو شرعی ضرورت کے تحت قدرے تاخیر کر لینا بھی جائز ہے جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے اگلی وادی میں جا کر نماز پڑھی۔ ⑦ فجر کی سنتیں دیگر سنتوں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہیں کہ سفر میں بھی نہیں چھوڑی گئیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ بشری تقاضوں سے بالانہ تھے۔ اس لیے سفری مکان کے باعث آرام کے لیے اترے۔ ② اس کے باوجود نماز بروقت ادا کرنے کی فکر دامن گیر رہی اور بلال رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے پابند فرمایا۔ اور اس قسم کے عوارض کے موقع پر نماز کے لیے جاگنے کا اہتمام کر کے سونا چاہیے۔ ③ انسان کو کسی تقصیر پر معذرت کرنی پڑے تو خوبصورت انداز میں کرے۔ ④ مذکورہ اسباب کی وجہ سے کسی جگہ کو منحوس اور بے برکت سمجھنا جائز ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تھا۔ ⑤ قضا نمازوں کے لیے جماعت کی صورت میں اذان کہنا بھی مستحب ہے۔ پھر تکبیر کہی جائے اور جماعت کرائی جائے۔ لیکن اذان کا یہ استحباب صرف سفر اور بے آباد علاقوں ہی کے لیے ہے۔ عام مسجدوں میں (جو آبادیوں میں ہوں) وہاں بے وقت اذان دینا عوام کے لیے اضطراب اور تشویش کا باعث ہوگا۔ ہاں اگر وہاں آہستگی سے مسجد کی چار دیواری کے اندر اس طرح اذان دے لی جائے کہ باہر آواز نہ جائے تو وہاں بھی اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ⑥ سوتے رہ جانے یا بھول جانے کا قصور معاف ہے۔ اور ایسی نمازوں کے لیے وقت وہی ہے جب جاگے یا یاد آئے اور جب وقت نکل ہی گیا تو شرعی ضرورت کے تحت قدرے تاخیر کر لینا بھی جائز ہے جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے اگلی وادی میں جا کر نماز پڑھی۔ ⑦ فجر کی سنتیں دیگر سنتوں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہیں کہ سفر میں بھی نہیں چھوڑی گئیں۔



۴۳۸- جناب خالد بن سمیر راوی ہیں کہ مدینہ سے

۴۳۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ: حَدَّثَنَا

عبد اللہ بن رباح انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے اور انصار انہیں فقیہ گردانتے تھے۔ انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار ابو قتادہ

وَهَبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ سَيِّبَانَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سَمِيرٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَبَاحِ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ

انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”جیش الامراء“ روانہ فرمایا۔ اور یہ قصہ بیان کیا۔ کہا کہ ہمیں سورج ہی نے طلوع ہو کر جگایا۔ اور ہم گھبرا کر نماز کے لیے اٹھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خیال سے سنبھل کر۔“ حتیٰ کہ جب سورج اونچا آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو تم میں سے سنتیں پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔“ تو جو پہلے پڑھا کرتا تھا اس نے پڑھیں اور جو نہ پڑھتا تھا اس نے بھی پڑھیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نماز کے لیے اذان کہی جائے تو اذان کہی گئی اور آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ”ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں کہ ہم دنیا کے کسی کام میں مشغول نہ تھے کہ نماز ہم سے رہ گئی بلکہ ہماری رو میں اللہ کے ہاتھ میں تھیں تو اس نے جب چاہا انہیں چھوڑ دیا، لہذا جو تم میں سے کل کو صحت و سلامتی کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتا ہے اس کے ساتھ اس نماز کی قضا بھی دے۔“

المَدِينَةِ - وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ تُفَقِّهُهُ - فَحَدَّثَنَا، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَارِسُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشَ الْأَمْرَاءِ، بِهِذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: فَلَمْ نُوقِفْنَا إِلَّا الشَّمْسُ طَالِعَةً، فَقَمْنَا وَهَلَيْنَ لِصَلَاتِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رُؤَيْدًا رُؤَيْدًا»، حَتَّى إِذَا تَعَالَتِ الشَّمْسُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَرْكَعُ رَكَعَتِي الْفَجْرِ فَلْيَرْكَعْهُمَا»، فَقَامَ مَنْ كَانَ يَرْكَعُهُمَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَرْكَعُهُمَا، فَوَرَعَهُمَا، ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَادَى بِالصَّلَاةِ فَتُؤَدَّى بِهَا، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «أَلَا إِنَّا نَحْمَدُ اللَّهَ أَنَّا لَمْ نَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا يَسْغَلُنَا عَنْ صَلَاتِنَا وَلَكِنْ أَرَوَّاحُنَا كَانَتْ يَبِيدُ اللَّهُ فَأَرْسَلَهَا أُنَى شَاءَ، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ صَلَاةَ الْغَدَاةِ مِنْ غَدٍ صَالِحًا فَلْيَقْضِ مَعَهَا مِثْلَهَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً تو صحیح ہے علاوہ ازیں دیگر صحیح روایات میں بھی یہ واقعہ بیان ہوا ہے۔ لیکن اس روایت میں اس کے راوی خالد بن سمیر کو بیان واقعہ میں تین مقامات پر وہم ہوا ہے۔ (الف) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش الامراء روانہ فرمایا۔ (ب) جو تم میں سے سنتیں پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔ (ج) اس کے ساتھ اس نماز کی قضا بھی دے۔ گویا اس لشکر کو ”جیش الامراء“ قرار دینا صبح کی سنتوں کے بارے میں اختیار دینا اور اسی طرح دوسرے دن فجر کی نماز کے ساتھ اس فجر کی نماز کی قضا دینے کا حکم یہ تینوں باتیں صحیح نہیں ہیں۔ ان ادوہام سے قطع نظر یہ روایت صحیح ہے۔ انہی ادوہام کی وجہ سے غالباً شیخ البہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے شاذ قرار دیا ہے۔ اس لیے فوت شدہ نماز جاگ آنے یا یاد آنے ہی پر ادا کی جانی چاہیے جیسا کہ صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے۔ اسے اگلے دن کی اسی نماز تک مؤخر کرنا درست



اوقات نماز کے احکام و مسائل

نہیں ہے۔ ① [جَيْشُ الْأَمْرَاءِ] سے بالعموم غزوہ مؤتہ مراد لیا گیا ہے جبکہ صاحب بذل المجہد مولانا غلیل احمد سہارنپوری کا خیال ہے کہ غزوہ خیبر بھی [جَيْشُ الْأَمْرَاءِ] ہو سکتا ہے ② دنیا کے کسی کام میں مشغولیت کی وجہ سے نماز میں تاخیر کر دینا بہت بڑی نحوست ہے اور اپنی جان پر ایک بھاری ظلم کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس موقع پر دردِ شقیقہ کے عارضہ میں مبتلا تھے تو پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

۴۳۹- جناب ابن ابی قتادہ (اپنے والد) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں انہوں نے اس خبر میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے جب چاہا تمہاری روحیں قبض کر لیں اور جب چاہا لوٹا دیں، لہذا اٹھو اور نماز کے لیے اذان کہو۔“ چنانچہ وہ اٹھے اور وضو کیا حتیٰ کہ جب سورج بلند ہو گیا تو نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

۴۳۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي هَذَا الْخَبْرِ قَالَ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ قَبِضَ أَرْوَاحَكُمْ حَيْثُ شَاءَ وَرَدَّهَا حَيْثُ شَاءَ، فَمُ فَاذُنٌ بِالصَّلَاةِ»، فَقَامُوا فَتَطَهَّرُوا، حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ.

۴۴۰- جناب عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے والد حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے وہ نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ آپ نے وضو فرمایا جب کہ سورج اونچا آ گیا پھر انہیں نماز پڑھائی۔

۴۴۰- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبَثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: فَتَوَضَّأَ حِينَ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى بِهِمْ.

☀️ فوائد و مسائل: نیند میں روح قبض کر لی جاتی ہے مگر جسم کے ساتھ اس کا تعلق قائم رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فِيمَسْكُ النَّبِيِّ قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأَخْرَىٰ إِلَىٰ أَحْلِ مَسْمَىٰ، إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (الزمر: ۴۲) ”اللہ تعالیٰ لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرے (ان کی روحیں) سوتے میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم کر چکتا ہے ان کو روک لیتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔“ ① جب جاگنے والا ایسے ننگ وقت میں جاگا کہ سورج طلوع یا غروب ہو چاہتا ہے تو اس حالت میں اگر وہ طلوع یا غروب ہونے کا انتظار کر لے تو جائز ہے۔

۴۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب: في المشيئة والإرادة، ح: ۷۴۷۱ من حديث حسين به.

۴۴۰- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

۲- کتاب الصلاة - اوقات نماز کے احکام و مسائل

۴۴۱- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ :
 حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ - وَهُوَ الطَّيَالِسِيُّ
 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةَ، عَنْ
 ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِبَاحٍ، عَنْ أَبِي
 قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ فِي
 النَّوْمِ تَقْرِيبٌ إِلَّا التَّقْرِيبُ فِي الْيَقَظَةِ أَنْ
 تُؤَخَّرَ صَلَاةٌ حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ أُخْرَى».

۴۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا
 هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ
 النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا
 إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ».

۴۴۱- جناب عبد اللہ بن رباح حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیند میں قصور نہیں۔ قصور جاگنے کی حالت میں ہوتا ہے۔ (وہ اس طرح) کہ تم کسی نماز کو اس حد تک مؤخر کر دو کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔“

۴۴۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نماز کو بھول جائے تو وہ اسے اسی وقت ادا کرے جب یاد آجائے۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔“

☀️ فائدہ: روزے اور حج کی طرح نماز کا کوئی مالی یا بدنی کفارہ نہیں ہے۔ کوئی دوسرا کسی کی جانب سے نماز ادا نہیں کر سکتا۔

۴۴۳- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ
 خَالِدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ الْحَسَنِ،
 عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 كَانَ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَتَأَمَّوْا عَنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ
 فَاسْتَيْقَظُوا بِحَرِّ الشَّمْسِ، فَارْتَمَعُوا قَلِيلًا
 حَتَّى اسْتَقَلَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَ مُؤَدَّنًا فَأَذَّنَ

۴۴۳- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے کہ لوگ صبح کی نماز کے وقت سوئے رہے اور سورج کی گرمی سے جاگے۔ پھر کچھ چلے حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا۔ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اذان کہی اور فرضوں سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اقامت ہوئی اور نماز فجر پڑھائی۔

۴۴۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ۶۸۱ من حديث سليمان بن المغيرة به.

۴۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكر... الخ، ح: ۵۹۷، ومسلم، المساجد، باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ۶۸۴ من حديث همام بن يحيى به.

۴۴۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۱/۴ من حديث يونس بن عبيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۹۴، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۴۵۹، والحاكم: ۲۷۴/۱، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد الحسن البصري وهشام بن حسان مدلسان، وعتمنا.

فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَقَامَ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ.

۳۳۴- جناب زید قان نے اپنے چچا حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صبح کے وقت میں سوئے رہے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ جب آپ جاگے تو فرمایا: ”اس جگہ سے دور ہو چلو۔“ پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی۔ پھر سب نے وضو کیا اور فجر کی سنتیں پڑھیں۔ پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی اور (آپ نے) انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔

۴۴۴- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ - وَهَذَا لَفْظُ عَبَّاسٍ - أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُمْ عَنْ حَيَوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ عِيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، يَعْنِي الْقَتَبَانِيَّ؛ أَنَّ كَلْبَةَ بْنَ صُبْحٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الزُّبَيْرَانَ حَدَّثَهُ عَنْ عَمِّهِ عَمْرٍو ابْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَتَامَ عَنِ الصُّبْحِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: «تَنَحَّوْا عَنْ هَذَا الْمَكَانِ». قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ بِإِلَّا فَاذَّنَ، ثُمَّ تَوَضَّؤُوا وَصَلَّوْا رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَ بِإِلَّا فَاقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الصُّبْحِ.



۳۳۵- یزید بن صالح نے حضرت ذی مجر حبشی رضی اللہ عنہ سے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ اس قصے میں بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مختصر وضو کہ اس سے مٹی بھی اچھی طرح گیلی نہ ہوئی۔ پھر بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان کہی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور سکون سے دو رکعتیں

۴۴۵- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَرِيْزُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا مُبَشَّرُ يَعْنِي الْحَلْبِيَّ: حَدَّثَنَا حَرِيْزُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ذِي

۴۴۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۳۹/۴ عن عبد الله بن يزيد المقرئ به، و صححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۴۷۴.

۴۴۵- تخریج: [إسناده ضعيف] و صححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/۴۲۰، ح: ۴۷۵، وللحديث شواهد * یزید بن صالح مجهول الحال لا يعتبر به، ولم یثبت توثیقه عن أبي داود، ولأصل الحديث شواهد.

پڑھیں۔ پھر بلال سے فرمایا: ”اقامت کہو۔“ تب آپ نے نماز پڑھائی اور آپ جلدی میں نہ تھے۔

مِخْبَرِ الْحَبَشِيِّ، - وَكَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ - فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَتَوَضَّأَ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ وَضُوءًا لَمْ يَلْتَمِثْ مِنْهُ التُّرَابُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ غَيْرَ عَجَلٍ، ثُمَّ قَالَ لِبَلَالٍ: «أَقِمِ الصَّلَاةَ»، ثُمَّ صَلَّى وَهُوَ غَيْرُ عَجَلٍ.

(ابراہیم نے اپنی سند میں) کہا حجاج عن یزید ابن صلیح حدیثی ذو مخبر..... یہ ایک جھٹی فرد تھا..... اور عید نے سند میں (راوی کا نام) یزید بن صالح بیان کیا ہے۔

قال: عن حجاج، عن يزيد بن صليح: حدثني ذو مخبر - رجل من الحبشة. - وقال عبيد: يزيد بن صالح.

☀️ فائدہ: قضا نماز بھی انسان کو سکون، طمینان اور اعتدال سے ادا کرنی چاہیے۔



۴۴۶- جناب یزید بن صلیح نے حضرت ذی مخبر یعنی نجاشی کے سہیلے سے اس خبر میں بیان کیا۔ کہا: تو اس نے اذان کہی اور وہ جلدی میں نہ تھے۔

۴۴۶- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ حَرِيْزِ بْنِ يَعْنِي ابْنَ عُمَانَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ صُلَيْحٍ، عَنْ ذِي مِخْبَرِ ابْنِ أَخِي النَّجَاشِيِّ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَأَذَّنَ وَهُوَ غَيْرُ عَجَلٍ.

۴۴۷- سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیبیہ کے دنوں میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تو آپ نے فرمایا: ”ہمارا پہرہ کون دے گا؟“ بلال نے کہا: میں۔ چنانچہ باقی سب سو رہے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ پس نبی ﷺ جاگے اور فرمایا: ”اسی طرح کرو جس طرح

۴۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ؛ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عَاقِمَةَ؛ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَمَنْ الْحُدَيْبِيَّةِ،

۴۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۴۴۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۸۵۳ عن محمد بن المثنى، وأحمد: ۱/ ۴۶۴ عن محمد بن جعفر به.

مساجد کے احکام و مسائل

فقال رسول الله ﷺ: «مَنْ يَكْلُونَا؟» فقال بلالٌ: أنا. فَنَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فقال: «أَفْعَلُوا كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ». قال: فَفَعَلْنَا. قال: فَكَذَلِكَ فَافْعَلُوا لِمَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ.

کہ (اس سے پہلے) کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے اسی طرح کیا۔ آپ نے فرمایا: ”جو سو جائے یا بھول جائے تو ایسے ہی کیا کرے۔“

☀️ فائدہ: ہنگامی حالات میں قائد اور اس کے ساتھیوں کو چاہیے کہ پرسکون اور با اعتماد رہا کریں۔

باب ۱۳- تعمیر مساجد کا بیان

(المعجم ۱۲) - بَابُ: فِي بِنَاءِ

الْمَسَاجِدِ (التحفة ۱۲)

۳۳۸- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کو بہت زیادہ پختہ تعمیر کروں۔“

۴۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي فَزَّارَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَمَرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ».



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم انہیں ضرور مزین کرو گے جیسے کہ یہود و نصاریٰ نے (اپنے عبادت خانے) مزین کیے۔

قال ابن عباس: لَتَزَخِرْفَنَّهَا كَمَا زَخَرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى.

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اس میں جو بات کہی گئی ہے وہ صحیح ہے کیونکہ وہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً انہی شواہد کی بنا پر شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② اللہ کی حکمت کہ ہمیں ایسے حالات کا سامنا ہے کہ اس بدعت کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور بعض مساجد کو اس حد تک بلند و بالا اور مزین کیا جاتا ہے کہ ایک عام آدمی ان میں آکر ان کے فن تعمیر اور دیگر آرائشوں ہی میں کھو جاتا ہے گویا کسی شاہی محل میں آیا ہو اور کچھ لوگ تو ان کی زیارت ہی بطور سیاح کے کرتے ہیں۔ ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ﴾ تاہم واقعی شرعی ضرورت کے تحت مسجد کو مضبوط بنانا، وسیع کرنا اور موسم کی مناسبت سے نمازیوں کے لیے ضروری سہولتوں کا مہیا کرنا یقیناً مباح ہے

۴۴۸- تخریج: [استادہ ضعیف] أخرجه عبدالرزاق، ح: ۵۱۲۷ عن سفیان الثوري به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۰۵، وعلقه البخاري في صحيحه (۲/ ۵۳۹، فتح)، وللحديث طرق * سفیان الثوري مندلس، وعنن.

اور جگہ کی تنگی کے باعث اسے اونچا کرنا شرعاً مطلوب ہے۔ سورہ نور میں ارشاد الہی ہے: ﴿يُؤْتِ أَيُّونَ اللَّهُ أَنْ تَرْفَعُ وَيُذَكِّرُ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْعُدْوِ وَالْآصَالِ﴾ (نور: ۳۶) ”ان گھروں میں جنہیں بلند کیے جانے اور وہاں اللہ تعالیٰ کا نام لیے جانے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان میں صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔“ مگر ایسی تمام تعمیری ریتوں سے بچنا ضروری ہے جو نمازیوں کو اللہ کے ذکر اور عبادت سے پھیر دینے والی ہوں۔

۴۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ وَقَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَقْرُومُ السَّاعَةَ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ».

۳۳۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ لوگ مساجد میں باہم فخر نہیں کرنے لگیں گے۔“

☀️ فائدہ: ”مساجد میں فخر“ یعنی مساجد کے بارے میں لوگ ایک دوسرے پر فخر یہ باتیں کریں گے مثلاً ہماری مسجد بڑی ہے، اونچی ہے، خوبصورت ہے وغیرہ۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ مساجد میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے کی بجائے فخریہ قسم کی باتیں کیا کریں گے اور دونوں ہی صورتیں بہت بری ہیں۔

۴۵۰- حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَالُ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَبَّبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الشَّائِبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيَّاضٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَوَّأَعِيَتْهُمْ.

۳۵۰- جناب محمد بن عبد اللہ بن عیاض حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ طائف کی مسجد اس جگہ بنائی جائے جہاں ان کے بت ہوتے تھے۔

☀️ فائدہ: یہ روایت تو سندا ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ بات دوسرے دلائل کی رو سے صحیح ہے۔ طائف کی یہ

۴۴۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الصغير: ۱۱۴/۲، وصححه ابن خزيمة: ۲/۲۸۲، ورواه ابن ماجه، ح: ۷۳۹، والنسائي، ح: ۶۹۰ من حديث حماد بن سلمة عن أيوب عن أبي قلابة عن أنس به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۰۸.

۴۵۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب: أين يجوز بناء المساجد، ح: ۷۴۳ من حديث أبي همام الدلال به * محمد بن عبد الله بن عياض مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

مسجد بھی وہیں تعمیر ہوئی تھی جہاں لات بت کا بت خانہ اور آستانہ تھا۔ اس بت خانہ کی جگہ مسجد کا پایاں منارہ پڑتا تھا۔ معلوم ہوا کہ حکومت اسلامیہ میں کفار کے معابد کو مساجد میں تبدیل کرنا جائز ہے بالخصوص اس صورت میں جب کہ کسی ملک کو فتح کیا جائے۔ اور تاریخی طور پر ثابت ہے کہ عالمگیر بادشاہ نے بھی ہندوستان میں کفار کے معابد پر مساجد تعمیر کرائیں۔ (عمون العبود)

۴۵۱- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مسجد نبوی کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی اور اس کے ستون کھجوروں کی لکڑی کے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ نہ کیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا مگر اسے ویسے ہی بنایا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی مگر اس کے ستون بدل دیے اور لکڑی کے لگائے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس (تعمیر) کو بدل دیا اور بہت زیادہ اضافہ کیا۔ اور اس کی دیواریں اور ستون منقش پتھروں اور چونے سے بنائے اور چھت سا گوان کی لکڑی کی بنائی۔
مجاہد کے لفظ ہیں: [وَسَقَّفَهُ السَّاجَ] 'اور سا گوان سے اس کی چھت بنائی۔'

۴۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ وَمُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى - وَهُوَ أَتَمُّ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَبْنِيًّا بِاللَّيْلِ وَالْجَرِيدِ وَعَمْدُهُ. - قَالَ مُجَاهِدٌ: عَمْدُهُ - مِنْ خَشَبِ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا، وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ: وَبَنَاهُ عَلَى بَنَائِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ عَمْدَهُ، - وَقَالَ مُجَاهِدٌ: عَمْدُهُ - خَشَبًا، وَغَيْرَهُ عُثْمَانُ فَرَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً: وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَبَةِ، وَجَعَلَ عَمْدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَّفَهُ بِالسَّاجِ قَالَ مُجَاهِدٌ: وَسَقَّفَهُ السَّاجَ.



امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لفظ حدیث [الْقَصَبَةُ] کا معنی [الْحَصَصُ] یعنی 'گچ ہے۔'

قال أبو داؤد: الْقَصَبَةُ: الْجَبَصُ.

فائدہ: علامہ ابن بطال وغیرہ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت دلیل ہے کہ تعمیر مساجد اور ان کی آرائش ہمیشہ میانہ روی سے ہونی چاہیے۔ باوجودیکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات کے باعث مال کی بہتات تھی مگر انہوں نے مسجد کو تبدیل نہیں کیا۔ صرف چھت کی شاخیں اور بوسیدہ ستون تبدیل کیے۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی

تنگ دامانی کے باعث اسے وسیع اور خوبصورت بنایا مگر اس میں کوئی علو نہ تھا، اس کے باوجود بعض صحابہ نے ان پر تنقید کی۔ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ولید بن عبد الملک بن مروان پہلا شخص ہے جس نے مساجد کو آراستہ کیا اور یہ صحابہ کا بالکل آخری دور ہے، مگر اکثر اہل علم فتنے کے خوف سے خاموش رہے۔ (عون المعبود) کچھ نے نقد بھی کیا۔

۴۵۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی کے ستون کھجوروں کے تنوں کے تھے، جن پر کھجوروں کی شاخوں سے چھت ڈالی گئی تھی۔ پھر جب یہ بوسیدہ ہو گئیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں تنوں اور شاخوں کو بدل دیا گیا (اور اس کی سابقہ بنا میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی)۔ یہ پھر بوسیدہ ہو گئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں انہوں نے اسے پختہ اینٹوں سے بنوایا اور یہ تاحال اس پر قائم ہے۔ (یعنی ابن عمر نے جب یہ روایت بیان کی تو اس وقت تک وہی تعمیر باقی تھی)۔

۴۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ : حَدَّثَنَا

عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ مَسْجِدَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ سَوَارِيهِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ جُدُوعِ النَّخْلِ، أَعْلَاهُ مُظَلَّلٌ بِجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ فَبَنَاهَا بِجُدُوعِ النَّخْلِ وَبِجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ فَبَنَاهَا بِالْأَجْرِ فَلَمْ تَزَلْ ثَابِتَةً حَتَّى الْآنَ.

۴۵۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور (پہلے) اس کی بالائی جانب قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں قیام فرمایا۔ ان کے ہاں چودہ راتیں (دو ہفتے) مقیم رہے۔ پھر آپ نے بنو نجار کو پیغام بھجوایا تو وہ (اپنی روایات کے مطابق استقبال کے لیے تیار ہو کر) تلواریں اپنے گلوں میں حائل کیے ہوئے آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں گویا (وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے) میں

۴۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا عَبْدُ

الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلَ فِي عُلُوِّ الْمَدِينَةِ، فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاؤُوا مُتَقَلِّدِينَ سُبُوقَهُمْ، فَقَالَ أَنَسٌ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى

۴۵۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۲/ ۵۴۱ من حديث أبي داود به * عطية بن سعد العوفي: "تابعي معروف، ضعيف الحفظ، مشهور بالتدليس الغيب" قاله الحافظ ابن حجر في المدلسين.

۴۵۳- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: هل تنش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد، ح: ۴۲۸ عن مسدد، ومسلم، المساجد، باب ابناء مسجد النبي ﷺ، ح: ۵۲۴ من حديث عبد الوارث بن سعيد به.

رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی سواری پر ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں اور بنو نجار کے معززین آپ کے ارد گرد ہیں حتیٰ کہ آپ نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے احاطے میں نزول فرمایا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ بکریوں کے بازوے میں نماز پڑھتے تھے، پھر آپ نے مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا اور بنو نجار کو بلوایا اور کہا: ”تم مجھ سے اپنے اس باغ کا سودا کر لو۔“ انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! ہم اس کی قیمت صرف اللہ عزوجل ہی سے لیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اور اس میں وہ کچھ تھا جو میں تمہیں بتا رہا ہوں یعنی مشرکین کی قبریں، کھنڈر اور کھجوروں کے درخت۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی قبروں کے متعلق حکم دیا اور انہیں اکھیڑ دیا گیا، کھنڈر برابر کر دیے گئے اور کھجوریں کاٹ دی گئیں اور ان کے تنوں کو قبلہ رخ قطار سے رکھ دیا گیا۔ اور دروازے کے دونوں کنارے پتھروں سے چنے گئے اور (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو تعمیر میں شریک تھے) پتھر ڈھوتے تھے اور مل کر اشعار پڑھتے تھے اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے: [اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ، فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ] ”اے اللہ! خیر تو بس وہی ہے جو آخرت میں ملے، پس تو انصار و مہاجرین کی نصرت فرما۔“

رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَدْفُهُ وَمَلَأَ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِنِجَاءِ أَبِي أُتُوبَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتُهُ الصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْعَنَمِ، وَإِنَّهُ أَمَرَ بِنِجَاءِ الْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ، قَالَ: «يَا بَنِي النَّجَّارِ! ثَامِنُونِي بِحَانِطِكُمْ هَذَا»، فَقَالُوا: وَاللَّهِ! لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ. قَالَ أَنَسٌ: وَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ: كَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَتْ فِيهِ حَرْبٌ، وَكَانَتْ فِيهِ نَحْلٌ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ، وَبِالْحَرْبِ فَسَوِّتَتْ، وَبِالنَّحْلِ فَمُقَطَّعَ، فَصَفَّفَ النَّحْلُ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ، وَجَعَلُوا عِضَادَتِيهِ حِجَارَةً، وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخَرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ وَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ»، فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ».



۳۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کا احاطہ دراصل بنی نجار کا باغ تھا اور اس

۴۵۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ

۴۵۴- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب: أين يجوز بناء المساجد، ح: ۷۴۲ من حديث حماد بن سلمة به، وانظر الحديث السابق.

مساجد کے احکام و مسائل

میں کچھ کھیتی، کھجوریں اور مشرکین کی قبریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے اس کی قیمت لے لو۔“ تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے۔ چنانچہ کھجوریں کاٹ دی گئیں، کھیتی کو برابر کر دیا گیا اور مشرکین کی قبروں کو اکھیڑ دیا گیا..... اور پوری حدیث بیان کی۔ (مذکورہ شعر میں) [فَانْضُرْ] کی جگہ [فَاغْفِرْ] کا لفظ بیان کیا ہے۔ یعنی ”بخش دے۔“

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ مَوْضِعُ الْمَسْجِدِ حَائِطًا لِبَنِي النَّجَّارِ، فِيهِ حَرْتٌ وَنَحْلٌ وَقُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَامِنُونِي بِهِ»، فَقَالُوا: لَا نَبْعِي بِهِ ثَمَنًا، فَقَطَعَ النَّحْلَ وَسَوَّى الْحَرْتَ، وَبَشَّ قُبُورَ الْمُشْرِكِينَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ: «فَاغْفِرْ» مَكَانَ «فَانْضُرْ».

موسیٰ (بن اسعیل) کہتے ہیں کہ عبدالوارث نے ہم سے اس کی مانند بیان کیا اور عبدالوارث [حَرَبْ] ”کھنڈر“ بیان کرتے تھے (نہ کہ [حَرْت]) اور کہتے تھے کہ میں نے ہی حما کو یہ حدیث بیان کی ہے۔

قَالَ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بِنَحْوِهِ، وَكَانَ عَبْدُ الْوَارِثِ يَقُولُ: حَرِبٌ وَزَعَمَ عَبْدُ الْوَارِثِ أَنَّهُ أَفَادَ حَمَادًا هَذَا الْحَدِيثَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے باوجود انصار کے محبوب ہونے کے، ان کے قطعہ زمین پر جبراً یا بغیر اجازت کوئی تصرف نہیں فرمایا۔ اسی لیے معروف مسئلہ ہے کہ ”غصب کردہ زمین میں نماز جائز نہیں۔“ ② قبر پر یا قبرستان میں نماز جائز نہیں اسی لیے نبی ﷺ نے قبریں کھدوا ڈالیں۔

(المعجم ۱۳) - باب اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ (التحفة ۱۳)

۳۵۵- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں اور انہیں پاکیزہ، صاف ستھرا اور معطر رکھا جائے۔

۴۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ، وَأَنْ تُنْظَفَ وَتُطَيَّبَ.

۴۵۵- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الصلوة، باب ما ذکر فی تطیب المساجد، ح: ۵۹۴، وابن ماجہ، ح: ۷۵۸ من حدیث هشام بن عروة به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۰۶.

۴۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُهَيْبَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْنَى ابْنَ حَسَّانٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانَ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ سَمْرَةَ: حَدَّثَنِي حُثَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ سَمْرَةَ قَالَ: إِنَّهُ كَتَبَ إِلَى بَنِيهِ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالْمَسَاجِدِ أَنْ نَصْنَعَهَا فِي دُورِنَا، وَنُضْلِحَ صَنْعَتَهَا وَنُطَهَّرَهَا.

۳۵۶- جناب سلیمان بن سمرہ اپنے والد حضرت سمرہ (بن جندب) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سمرہ نے اپنے بیٹوں کی طرف لکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تعمیر مساجد کا حکم دیا کرتے تھے کہ محلے میں ان کی تعمیر کریں اور ان کی عمارت عمدہ بنا لیں اور انہیں پاکیزہ رکھیں۔



☀️ **فوائد و مسائل:** ① ان احادیث میں لفظ [دور] سے مراد ”محلے“ ہیں جو کہ ”دار“ کی جمع ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ﴾ (الاعراف: ۱۳۵) ”میں عنقریب تمہیں فاسقوں کے گھر (منازل) دکھاؤں گا۔“ اور جس جگہ میں قبیلے کے کئی گھر آباد اور جمع ہوں اسے ”دار“ کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس حکم کے بعد [مَا بَقِيَتْ دَارُ إِلَّا بُيْتِي فِيهَا مَسْجِدٌ] ”ہر ہر محلے میں مسجدیں بن گئیں۔“ اور ظاہر ہے کہ مرکزی مسجد فاصلے پر ہو تو عام کام کاج والوں کے لیے اس میں پہنچنا مشکل ہوگا۔ لہذا محلے کی قریبی مسجد میں پہنچ کر جماعت کی فضیلت حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی لفظ [دور] کے دوسرے معنی ”ہر گھر“ بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی ہر گھر میں نماز کے لیے جگہ خاص ہونی چاہیے اور اسے پاک صاف رکھا جائے تاکہ گھر کے افراد وہاں نماز پڑھ سکیں، مگر محدثین کے ہاں پہلے معنی ہی راجح ہیں۔ ② مساجد کا ادب یہ ہے کہ ان کی تعمیر غلو سے پاک، خوش منظر، وسیع اور روشن ہو اور اسے ظاہر اور باطن ہر لحاظ سے پاک صاف رکھا جائے۔ بخلاف دیگر مذاہب کے معابد کے کہ ان میں یہ اہتمام کم ہی ہوتا ہے، مثلاً ہندوؤں کے مندر وغیرہ۔

(المعجم ۱۴) - **بَابُ: فِي السُّرُجِ فِي الْمَسَاجِدِ (التحفة ۱۴)**

۴۵۷- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ ۳۵۷- حضرت میمونہ (بنت سعد رضی اللہ عنہا) نبی ﷺ کی

۴۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۵۲/۷، ح: ۷۰۲۶ من حديث يحيى بن حسان به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق * حُثَيْبُ مَجْهُولٌ وَجَعْفَرُ بْنُ سَعْدٍ ضَعِيفٌ، وَالْحَدِيثُ السَّابِقُ يَعْني عَنْهُ.

۴۵۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الصلوة في مسجد بيت المقدس، ح: ۱۴۰۷ من حديث زياد به، وصححه البوصيري * عثمان لم يصرح بالسماع من ميمونة رضي الله عنها.

مساجد کے احکام و مسائل

خادمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بیت المقدس کے متعلق ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا: ”وہاں جاؤ، تو وہاں نماز پڑھو.....“ اور اس زمانے میں یہ علاقہ دار الحرب تھا..... (فرمایا:) ”اگر وہاں نہ جاسکو اور نماز نہ پڑھ سکو تو وہاں کے لیے تیل ہی بھیج دو کہ اس کے چراغوں میں ڈالا جائے۔“

باب: ۱۵- مسجد میں کنکریاں بچھانا

۳۵۸- جناب ابو الولید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے مسجد میں کنکریوں کے متعلق پوچھا (کہ بچھائی جائیں یا نہیں) تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک رات بارش ہو گئی اور زمین گیلی ہو گئی تو ہر آدمی اپنے کپڑے میں کنکریاں لے آتا اور اپنے نیچے بچھالیتا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”کس قدر اچھا کام ہے یہ۔“

۳۵۹- جناب ابو صالح کا بیان ہے کہ کہا جاتا تھا جب کوئی آدمی مسجد سے کنکریاں باہر نکالتا ہے تو یہ اسے اللہ کا واسطہ دیتی ہیں (کہ ہمیں مت نکالو)۔

۲- کتاب الصلاة

عن سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عن زِيَادِ بْنِ أَبِي سُوْدَةَ، عن مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُولَ اللَّهِ! أَفْتِنَا فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَتَوْهُ فَصَلُّوا فِيهِ» - وَكَانَتْ الْبِلَادُ إِذْ ذَاكَ حَرْبًا - «فَإِنْ لَمْ تَأْتُوهُ وَتَصَلُّوا فِيهِ، فَابْعَثُوا بِرَبِيبٍ يُسْرَجُ فِي قَنَادِيلِهِ».

(المعجم ۱۵) - بَابُ: فِي حَصَى الْمَسْجِدِ (التحفة ۱۵)

۴۵۸- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَرِيعٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَلِيمِ الْبَاهِلِيُّ عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَانَ عُمَرَ عَنِ الْحَصَى الَّذِي فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مُطْرَنًا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَصْبَحَتِ الْأَرْضُ مُبْتَلَّةً، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْحَصَى فِي تَوْبِهِ [فَيَسْطِطُهُ] تَحْتَهُ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: «مَا أَحْسَنَ هَذَا!».

۴۵۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ قَالَا: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: كَانَ يُقَالُ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَخْرَجَ الْحَصَى مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَأَشِدُّهُ.

۴۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۴۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۹۸ * نقل ابن الترمذاني عن ابن القطان (الفاسي) عن ابن الجارود مانصه: عمرو بن سليم لم يسمعه من أبي الوليد، فالسند معلل.
۴۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انفراد به أبو داود * الأعمش مدلس كما تقدم ح: ۱۴، وعن هاهنا.

☀️ ملحوظہ: یہ ابوصالح تابعی کا قول (مقطوع) ہے نہ کہ مرفوع حدیث۔

۴۶۰- جناب ابوصالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ابو بدر (سند کے ایک راوی) نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے مرفوع بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”جو آدمی کنکریوں کو مسجد سے نکالتا ہے تو وہ اسے اللہ کا واسطہ دیتی ہیں۔“

۴۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي الصَّاعَانِيَّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ: حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، - قَالَ أَبُو بَدْرٍ: أَرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ: «إِنَّ الْحَصَاةَ لَتَنَاشِدُ الَّذِي يُخْرِجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ».

باب: ۱۶- مسجد میں جھاڑو دینے کا بیان

(المعجم ۱۶) - باب كُنْسِ الْمَسْجِدِ
(التحفة ۱۶)

۴۶۱- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”مجھے میری امت کے ثواب (اور نیکیاں) دکھانی گئیں، حتیٰ کہ ایک تنکا بھی جو کوئی مسجد سے نکالتا ہے۔ (یہ بھی نیکیوں میں شامل تھا) اور مجھے میری امت کے گناہ دکھائے گئے تو میں نے دیکھا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں کہ ایک آدمی کو قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو اور وہ اسے بھلا دے۔“

۴۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْخَزَّازُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَدَاؤُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي، فَلَمْ أَرْ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أَوْيَتْهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا».



۴۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۴۷۸ من حديث أبي داود به * شك أبو بدر في رفعه، فالسند معلل.

۴۶۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب: لم أر ذنبًا أعظم من سورة أوتيتها رجل ثم نسيها، ح: ۲۹۱۶ عن عبد الوهاب الوراق البغدادي به وقال: "غريب" * ابن جريج، مدلس كما تقدم، ح: ۱۹ ولم يسمع من المطلب شيئًا، والمطلب لم يسمع من أنس رضي الله عنه، ومع ذلك صححه ابن خزيمة ح: ۱۲۹۷، وانظر النكت الظراف: ۴۰۷/۱.

🌞 فوائد و مسائل: ① امام ترمذی نے اس روایت کو ”غریب“ مگر امام ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔ علامہ خطابی ناقل ہیں کہ امام بخاری اور دیگر کہتے ہیں کہ مطلب بن عبد اللہ کو کسی صحابی سے سماع حاصل نہیں ہے۔ نیز عبد الحمید بن عبد العزیز پر بھی کلام ہے، بہر حال دوسری صحیح روایات سے مسجد کی صفائی ستھرائی کی فضیلت ثابت ہے۔ جیسے کہ ایک صحابی نے مسجد کی صفائی کو اپنا معمول بنایا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر جا کر اس کا جنازہ پڑھا تھا۔ (صحیح بخاری؛ حدیث: ۳۵۸) ② اسی طرح قرآن مجید یاد کر کے بھلا دینا بھی مجبوری کی ذیل میں آسکتا ہے، اس لیے یہ بھی قابل گرفت ہو سکتا ہے۔

(المعجم ۱۷) - باب اغْتِزَالِ النِّسَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ عَنِ الرِّجَالِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- مسجد میں عورتوں کا مردوں سے علیحدہ رہنا

۴۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو مَعْمَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَوْ تَرَكَنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ» .

۳۶۲- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لیے چھوڑ دیں.....“ (اور مرد اس سے داخل نہ ہوں تو بہت بہتر ہو)۔

قال نافع: فلم يدخل منه ابن عمر حتى مات. وقال غير عبد الوارث: قال عمر وهو أصح.

نافع کہتے ہیں کہ (یہ ارشاد سننے کے بعد) ابن عمر رضی اللہ عنہما مرتے دم تک کبھی اس دروازے سے مسجد میں نہیں آئے۔ عبدالوارث کے علاوہ دیگر راویوں نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ظاہر ہے کہ جب مسجد جیسے پاکیزہ مقام و ماحول میں بھی عورتوں، مردوں کے اختلاط کی اجازت نہیں ہے تو دیگر مقامات اور مواقع پر اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ② صاحب عون المجدد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوع اور مقوف دونوں طرح ہو سکتی ہے۔ عبدالوارث ثقہ ہیں اور ان کی زیادت قابل قبول ہے۔

۴۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَغْيَنَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ : قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، بِمَعْنَاهُ وَهُوَ أَصْحَحُ .

۳۶۳- جناب نافع نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا..... اور یہ (زیادت یعنی حضرت عمر کا قول ہونا) زیادہ صحیح ہے۔

۴۶۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲/۳۹۷ من حديث أبي داود به، ويأتي، ح: ۵۷۱.

۴۶۳- تخریج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۴۶۲ * نافع لم يدرك عمر رضي الله عنه.

مساجد کے احکام و مسائل

۴۶۴- جناب نافع سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما عورتوں والے دروازے سے داخل ہونے سے منع کیا کرتے تھے۔

۴۶۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَنْهَى أَنْ يَدْخَلَ مِنْ بَابِ النِّسَاءِ.

باب: ۱۸- مسجد میں داخل ہونے کی دعا

(المعجم ۱۸) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدِ (التحفة ۱۸)

۴۶۵- جناب عبد الملک بن سعید بن سوید ابو حمید رضی اللہ عنہما سے یا ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھے پھر کہے: [اللَّهُمَّ! افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] ”اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“ اور جب باہر نکلے تو کہے: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ] ”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل و عنایت کا سوال کرتا ہوں۔“

۴۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ ابْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمِيدٍ، أَوْ أَبَا أُسَيْدَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ! افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ».



۴۶۶- جناب حیوہ بن شریح کہتے ہیں کہ میں عقبہ بن مسلم سے ملا اور ان سے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب مسجد میں

۴۶۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بَشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَيَوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: لَقِيتُ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ فَقُلْتُ

۴۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۱۳۱/۳، ۱۳۲ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق لعلته.

۴۶۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب ما يقول إذا دخل المسجد، ح: ۷۱۳ من حديث ربعة الرأي به.

۴۶۶- تخریج: [إسناده صحيح] انفرد به أبو داود.

مساجد کے احکام و مسائل

داخل ہوتے تو کہا کرتے تھے: [أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ
وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ] ”میں شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا
ہوں جو انتہائی عظمت والا ہے میں اس کے انتہائی محترم
چہرے کی پناہ لیتا ہوں اور اس کے سلطان قدیم کی پناہ
لیتا ہوں۔“ کہا بس اتنا ہی؟ میں نے کہا: ہاں..... کہا کہ
انسان جب یہ کہہ لیتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ آج سارے
دن کیلئے یہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔

باب: ۱۹- مسجد میں داخل ہونے پر نماز کا بیان

لَهُ: بَلَّغْنِي أَنَّكَ حَدَّثْتَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّهُ كَانَ
إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: «أَعُوذُ بِاللَّهِ
الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ». قَالَ: أَقْطُ؟ قُلْتُ:
نَعَمْ. قَالَ: «فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ، قَالَ
الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ».

(المعجم ۱۹) - باب ما جاء في الصلاة
عند دخول المسجد (التحفة ۱۹)

۴۶۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ
عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو
ابْنِ سُلَيْمِ الزُّرْقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ
فَلْيُصَلِّ سَجْدَتَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْلِسَ».

۴۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عُبَيْدُ
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الزُّبَيْرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، عَنْ أَبِي
قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، زَادَ: «ثُمَّ
لْيُقْعِدْ بَعْدَ أَنْ شَاءَ، أَوْ لِيَذْهَبَ لِحَاجَتِهِ».

۳۶۷- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو
بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔“

۳۶۸- جناب عامر بن عبد اللہ بن زبیر بنی زریق
کے ایک آدمی سے وہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے وہ
نبی ﷺ سے اسی کے مانند روایت کرتے ہیں۔ اس میں
یہ اضافہ ہے: ”پھر اس کے بعد بیٹھا رہے یا چاہے تو اپنے
کام کے لیے چلا جائے۔“

۴۶۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، ح: ۴۴۴، ومسلم، صلوة
المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين... الخ، ح: ۷۱۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(يحيى): ۱/۱۶۲ (والقعنبي، ص: ۱۱۰).

۴۶۸- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق * رجل من بني زريق هو عمرو بن سليم.



☀️ **نوائد و مسائل:** تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ کے حکم میں علماء کا اختلاف رہا ہے۔ اصحابِ ظواہر اور کچھ اصحابِ الحدیث اس کے وجوب کے قائل ہیں جب کہ جمہور کے نزدیک یہ حکم استحباب ہے اور اوقات غیر مکروہہ سے خاص ہے۔ ہمارے مشائخ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ جیسے کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی تبویب و استدلال سے ظاہر ہے: **بَابُ الرُّحْصَةِ فِي الْخُلُوسِ فِيهِ وَالْخُرُوجُ مِنْهُ بِغَيْرِ صَلَاةٍ** (حدیث: ۴۳۲) اس ضمن میں وہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث لائے ہیں: **[حَتَّى جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمْتُ بِسَمِّ الْمُغْضَبِ لَمْ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ] اور آخر حدیث میں ہے:** **[أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَّقَ فَقُمْتُ حَتَّى يَقُضِيَ اللَّهُ فِيكَ فَقُمْتُ فَمَضَيْتُ]** (سنن نسائی، حدیث: ۴۳۲) اس حدیث میں ظاہر یہی ہے کہ انہوں نے تحیۃ المسجد کے نفل نہیں پڑھے تھے۔ دوسرے علماء **[إِذَا]** "جب بھی مسجد میں داخل ہو" کے عموم سے اوقات مکروہہ میں بھی تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنے کو مستحب اور بعض واجب قرار دیتے ہیں۔ بہر حال تحیۃ المسجد کا حکم بلاشبہ تاکید ہے حتیٰ کہ آپ نے اثنائے خطبہ جمعہ میں بھی ان کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

باب: ۲۰- مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت

(المعجم ۲۰) - **باب فَضْلِ الْقُعُودِ فِي**

الْمَسْجِدِ (التحفة ۲۰)



۳۶۹- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فرشتے تم میں سے ایک کے لیے دعا واستغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو جب تک کہ بے وضو نہ ہو یا وہاں سے اٹھ نہ جائے۔ (ان کی دعا ہوتی ہے: (اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ الْوَجْهَةَ أَرْحَمَهُ)) "اے اللہ! اس کی بخشش فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔"

۴۶۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، مَا لَمْ يُحَدِّثْ أَوْ [يَقُمْ] اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! أَرْحَمَهُ».

۳۷۰- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تک بندے کو نماز (مسجد میں)

۴۷۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۴۶۹- **تخریج:** أخرجه البخاري، الصلوة، باب الحدث في المسجد، ح: ۴۴۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۶۰ (والقنعبي، ص: ۱۰۶).

۴۷۰- **تخریج:** أخرجه البخاري، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلوة وفضل المساجد، ح: ۶۵۹، ومسلم، المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة وفضل انتظار الصلوة... الخ، ح: ۶۴۹/ ۲۷۵ بعد، ح: ۶۶۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۶۰ (والقنعبي، ص: ۱۰۶).

آن رسول الله ﷺ قال: «لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ، لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَتَقَلَّبَ إِلَيَّ أَهْلِي إِلَّا الصَّلَاةُ».

فائدة: یعنی مسجد میں رکنا صرف نماز اور ذکر اذکار کے لیے ہونے کی اور غرض سے۔

۴۷۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ فِي مُصَلَاةٍ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، تَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! ارْحَمْهُ، حَتَّى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحَدِّثَ». فَقِيلَ: مَا يُحَدِّثُ؟ قَالَ: «يَفْسُو أَوْ يَضْرِبُ».

۳۷۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ اس وقت تک نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک کہ اپنے مصلے پر بیٹھا (دوسری) نماز کا انتظار کر رہا ہو۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ حتیٰ کہ وہ اٹھ جائے یا بے وضو ہو جائے۔“ کہا گیا: بے وضو کیسے ہو؟ کہا: ”پچھلکی مارے یا گوز (پاد) مارے۔“

فوائد ومسائل: ① نماز کے بعد بیٹھنے کی احادیث اور ان کی فضیلت کو عموم پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ انسان سنتوں کے بعد فرضوں کا انتظار کر رہا ہو یا فرضوں کے بعد سنتوں کے لیے بیٹھا ہو یا دوسری نماز کا انتظار کر رہا ہو یا ذکر اذکار میں مشغول ہو۔ ان شاء اللہ اس فضیلت سے محروم نہیں ہوگا۔ چاہیے کہ مسلمان لایحییٰ اور بے فائدہ مجالس و مشاغل کو چھوڑ کر مسجد کی مجلس اختیار کرے۔ ② [فُسَّاء] بغیر آواز کے ہو یا خارج ہونا ہے اور [ضُرَاط] کہتے ہیں آواز کے ساتھ ہوا کے خارج ہونے کو۔ اردو میں اسے پھسکی اور گوز یا پاد مانا کہتے ہیں۔

۴۷۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَازِبَةِ الْأَزْدِيُّ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِيٍّ وَالْعَنْسِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَتَى الْمَسْجِدَ لِيَشِيءَ فَهُوَ حَطُّهُ».

۳۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جس نیت سے مسجد میں آیا ہو، اس کا وہی نصیب ہے۔“

۴۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة... الخ، ح: ۶۴۹، بعد، ح: ۶۶۱ من حديث حماد بن سلمة به.

۴۷۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۴۷/۲، ۶۶/۳ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد معنوية، انظر تنقيح الرواة: ۱/۱۳۱، ح: ۷۳۰ * عثمان الأزدي ضعيف عند الجمهور وبعضهم مشاه في غير علي بن يزيد الألهاني، وقولهم مرجوح.

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً اضعیف ہے، لیکن معنا صحیح ہے، کیونکہ یہ حدیث [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحیح بخاری، حدیث: ۱) کے ہم معنی ہے۔ یہ حدیث انتہائی اہم ہے کہ انسان کو خیال رکھنا چاہیے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ وہ کس نیت سے اپنے اعمال سرانجام دے رہا ہے۔ جو نیت ہوگی اسی کے مطابق اجر ملے گا۔ چاہیے کہ ہمیشہ اللہ کی رضا پیش نظر رہے۔

(المعجم ۲۱) - **بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ إِنْشَادِ الضَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۲۱)**

باب: ۲۱- مسجد میں گم شدہ چیزوں کے اعلان کی کراہت

۴۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجُسَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا حَبِوَةُ يَعْنِي ابْنَ شَرِيحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَسْوَدِ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَادٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَلَاةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا آذَاهَا اللَّهُ إِلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا».

۴۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”جو کسی کو سنے کہ گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کر رہا ہے تو اسے کہے: اللہ کرے تجھے یہ نہ ملے۔ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں۔“

☀️ فائدہ: مسجد سے باہر دروازے کے قریب اعلان کیا جاسکتا ہے۔ ”ضَلَاةً“ گم شدہ جانور کو کہتے ہیں۔ گم شدہ چیز کو ”ضائع“ کہتے ہیں۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مساجد میں گم شدہ بچوں کا اعلان کرنے کی بابت اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اس کے جواز اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔ انسانی حرمت اور انسانی ہمدردی کے پیش نظر اس مسئلہ میں بہر حال اعلان کرنے کے جواز کی گنجائش ہے۔ گوا کثر علماء اس کی اجازت نہیں دیتے۔

(المعجم ۲۲) - **بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ الْبُرَاقِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۲۲)**

باب: ۲۲- مسجد میں تھوکنے کی کراہت

۴۷۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سَيِّدَانَا ابْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ سَعْدِيٌّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَلَاةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا آذَاهَا اللَّهُ إِلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا».

۴۷۳- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن نشد الضلالة في المسجد... الخ، ح: ۵۶۸ من حدیث حبوۃ بن شریح بہ.

۴۷۴- تخریج: أخرجه البخاری، الصلوة، باب كفارة البراق في المسجد، ح: ۴۱۵، ومسلم، المساجد، باب

حدثنا هِشَامٌ وَسُعْبَةُ وَأَبَانٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «التَّغْلُّ فِي الْمَسْجِدِ حَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُوَارِيَهُ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”مسجد میں تھوکننا غلطی ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے چھپادے۔“

۴۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْبُرْأَقَ فِي الْمَسْجِدِ حَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا».

۴۷۵- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسجد میں تھوکننا خطا ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔“

☀️ فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ حکم ان مساجد سے متعلق ہے جن کا فرش کچا ہو۔ اگر پختہ فرش پر یہ تقصیر ہو تو ضروری ہے کہ اسے اچھی طرح سے پونچھ دیا جائے یا دھوا دیا جائے۔

۴۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «التَّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ».

۴۷۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھنکار مسجد میں (ڈالنا گناہ ہے۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کے مانند بیان کیا۔

۴۷۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مَوْدُودٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حَدَرٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ دَخَلَ هَذَا الْمَسْجِدَ فَبَرَّقَ فِيهِ أَوْ تَنَحَّمَ فَلْيُحْفِرْ وَلْيُدْفِنْهُ، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَبْرِقْ فِي تَوْبِهِ ثُمَّ لِيُخْرِجْ بِهِ».

۴۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس مسجد میں داخل ہو اور اس میں تھوک دے یا بلغم گرائے تو چاہیے کہ جگہ کھود کر اسے دفن کر دے۔ اگر ایسے نہ کرے تو اپنے کپڑے میں تھوکے اور پھر اسے باہر لے جائے۔“

« النهي عن البصاق في المسجد في الصلوة وغيرها . . . الخ، ح: ۵۵۲ من حديث شعبة به.

۴۷۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . الخ، ح: ۵۵۲ من حديث أبي عوانة به.

۴۷۶- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۰۹/۳ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، والحديث السابق شاهد له، وللحديث طرق أخرى عند أحمد: ۲۷۷/۳، وعبدالرزاق، ح: ۱۶۹۷ وغيرهما.

۴۷۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۶۰/۲ من حديث أبي مودود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۱۰.



۳۷۸- حضرت طارق بن عبد اللہ مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو..... یا فرمایا..... تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے آگے یا دائیں جانب ہرگز نہ تھو کے۔ لیکن بائیں جانب اگر خالی ہو تو تھوک سکتا ہے یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے اور پھر اسے مسل ڈالے۔“

۴۷۸- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ الرَّجُلُ إِلَى الصَّلَاةِ، أَوْ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُقَنَّ أَمَامَهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلَكِنْ عَنْ تَلْقَاءِ يَسَارِهِ إِنْ كَانَ فَارِغًا، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ لِيُقْلَبَ بِهِ».

۳۷۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے قبلہ رخ کی دیوار پر دیکھا کہ اس پر بلغم لگا ہوا ہے تو آپ لوگوں پر ناراض ہوئے۔ پھر اسے کھرچ ڈالا۔ حضرت عبد اللہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ پھر آپ نے زعفران منگوا دیا اور اس پر لگایا اور فرمانے لگے: ”جب تم نماز پڑھتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہوتا ہے لہذا کوئی شخص اپنے سامنے نہ تھو کے۔“

۴۷۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمًا إِذْ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَتَعَيَّنَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَكَّهَا قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: فَدَعَا بَزْعَفْرَانَ فَلَطَّخَهُ بِهِ، وَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قِبَلَ وَجْهِ أَحَدِكُمْ إِذَا صَلَّى، فَلَا يَبْرُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ».

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: اس حدیث کو اسماعیل اور عبد الوارث نے ایوب سے انہوں نے نافع سے اور مالک، عبید اللہ اور موسیٰ بن عقبہ (تینوں) نے نافع سے حماد کی مانند روایت کیا ہے مگر انہوں نے ”زعفران“ کا ذکر نہیں

قال أبو داود: رواه إسماعيل وعبد الوارث عن أيوب، عن نافع - ومالك وعبيد الله وموسى بن عقبه، عن نافع - نحو حماد، إلا أنه لم يذكروا الزعفران.



۴۷۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية البزاق في المسجد، ح: ۵۷۱، والنسائي، ح: ۷۲۷، وابن ماجه، ح: ۱۰۲۱ من حديث منصور به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۴۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب ما يجوز من البصاق والنفخ في الصلوة، ح: ۱۲۱۳ من حديث حماد به، ومسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد... الخ، ح: ۵۴۷ من حديث أيوب السخيتاني به.

کیا۔ لیکن اس کو معمر نے ایوب سے روایت کیا تو ”زعفران“ کا ذکر کیا ہے۔ اور یحییٰ بن سلیم نے عبید اللہ سے انہوں نے نافع سے روایت کیا تو اس نے [خَلْقُوق] یعنی ”خوشبو“ کا ذکر کیا۔

وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ وَأَثَبَتِ الرَّعْفَرَانُ فِيهِ . وَذَكَرَ يَحْيَى بْنُ سَلِيمٍ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ : الْخَلْقُوقُ .

۴۸۰- جناب عیاض بن عبد اللہ حضرت ابو سعید

خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے خوشے کی شاخ پسند تھی اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی شاخ آپ کے دست مبارک میں رہتی تھی۔ (ایک بار) آپ مسجد میں داخل ہوئے اور قبلہ کی دیوار پر دیکھا کہ اس پر بلغم لگا ہے تو آپ نے اسے کھرچ ڈالا اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ غصے میں تھے۔ فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کے چہرے پر تھوکا جائے؟ تم میں سے جب کوئی شخص قبلہ رخ ہوتا ہے تو اپنے رب عزوجل کی طرف رخ کرتا ہے اور فرشتہ اس کی دائیں جانب ہوتا ہے لہذا کوئی اپنے دائیں جانب یا قبلہ رخ نہ تھو کے۔ اگر تھوکنایا ہو تو اپنی بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھو کے۔ اگر جلدی ہو تو ایسے کر لے۔“ پھر ابن عمیلان نے کر کے دکھایا کہ اپنے کپڑے میں تھوک لے اور اس کو آپس میں مسل دے۔

۴۸۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنِ عَرَبِيِّ : حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحِبُّ الْعَرَاجِينَ وَلَا يَزَالُ فِي يَدِهِ مِنْهَا ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى نَحَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغْضَبًا فَقَالَ : «أَيَسُرُّ أَحَدَكُمْ أَنْ يُبْصَقَ فِي وَجْهِهِ ، إِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَإِنَّمَا يَسْتَقْبِلُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمَلَكُ عَنْ يَمِينِهِ ، فَلَا يَتَمَلَّعُ عَنْ يَمِينِهِ وَلَا فِي قِبْلَتِهِ ، وَيُبْصِقُ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ، فَإِنْ عَجَلَ بِهِ أَمْرٌ فَلْيُقَلِّ هَكَذَا» - وَوَصَفَ لَنَا ابْنُ عَجَلَانَ ذَلِكَ - أَنْ يَتَمَلَّعَ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ يَرُدُّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ ﴿٤٨٠﴾

۴۸۵- جناب عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت

نے کہا، ہم حضرت جابر یعنی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں

۴۸۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ السَّجِسْتَانِيُّ وَهَشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَلِيمَانُ بْنُ

۴۸۰- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۹/۳، ۲۴ من حديث خالد بن الحارث به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۲۵۷، ووافقه الذهبي * ابن عميلان صرح بالسماع وللهدایت طرق.

۴۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ح: ۳۰۰۸ من حديث حاتم بن إسماعيل به.

﴿٤٨٠﴾ حدیث (481) اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مساجد کے احکام و مسائل

آئے اور وہ اپنی مسجد میں تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہماری اس مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ابن طاب کھجور کی شاخ تھی۔ آپ نے دیکھا تو آپ کی نظر قبیلے کی دیوار پر لگے بلغم پر پڑی۔ آپ اس کی طرف گئے اور شاخ سے اسے کھرچ ڈالا، پھر فرمایا: ”تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اللہ اس سے منہ پھیر لے؟“ پھر فرمایا: ”تم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہوتا ہے، تو کوئی شخص اپنے قبلہ رخ یا دائیں طرف ہرگز نہ تھو کے بلکہ اپنے بائیں جانب یا بائیں قدم کے نیچے تھو کے۔ اگر جلدی ہو تو اپنے کپڑے میں ایسے ایسے کر لیا کرے۔“ آپ نے کپڑا اپنے منہ پر رکھا پھر اسے مسل دیا، پھر فرمایا: ”خوشبو لاؤ۔“ تو قبیلے کا ایک نوجوان اٹھا اور دوڑتا ہوا اپنے گھر گیا اور اپنی ہتھیلی میں خوشبو لے آیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے شاخ کے سرے پر لگا کر بلغم والی جگہ پر لگا دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: بس یہیں سے تم لوگ اپنی مساجد میں خوشبو لگاتے ہو۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ الدَّمَشَقِيُّ بِهَذَا الْحَدِيثِ - وَهَذَا لَفْظُ يَحْيَى بْنِ الْفَضْلِ السَّجِسْتَانِيِّ - قَالُوا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ، عَنْ عَبْدِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرًا يَغْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَهُوَ فِي مَسْجِدِهِ فَقَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَسْجِدِنَا هَذَا، وَفِي يَدِهِ عُرْجُونُ ابْنِ طَابٍ، فَنَظَرَ قَرَأَى فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نَحَامَةً، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا فَحَتَّتَهَا بِالْعُرْجُونِ ثُمَّ قَالَ: «أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ اللَّهُ عَنْهُ بَوَجْهَهُ»، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي فَإِنَّ اللَّهَ قِبَلَ وَجْهِهِ، فَلَا يَبْصُقَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عَن يَسَارِهِ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَجَلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ فَلْيَقْلُ بِشَوْبِهِ هَكَذَا»، وَوَضَعَهُ عَلَى فِيهِ ثُمَّ دَلَّكَهُ ثُمَّ قَالَ: «أَرُونِي عَيْرًا»، فَقَامَ فَتَى مِنَ الْحَيِّ يَسْتَدُّ إِلَى أَهْلِهِ، فَجَاءَ بِخَلْقٍ فِي رَاحَتِهِ، فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَهُ عَلَى رَأْسِ الْعُرْجُونِ ثُمَّ لَطَحَ بِهِ عَلَى أَثَرِ النَّحَامَةِ.

قَالَ جَابِرٌ: فَمِنْ هُنَاكَ جَعَلْتُمْ الْخَلْقَ فِي مَسَاجِدِكُمْ. (۱)

☀️ فائدہ: تھوک، بلغم یا ناک کی آلائش محض نہیں ہیں، کپڑے میں لگ جائیں تو کپڑا پاک رہتا ہے مگر نظافت کے بالکل خلاف ہے۔ مسجد اور دیگر محترم مقامات اور اشیاء کا انتہائی ادب و اعزاز رکھنا واجب ہے۔

۴۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: ۴۸۱- حضرت ابوسہلہ سائب بن خلاد سے روایت

۴۸۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵۶/۴ من حديث ابن وهب به، و صححه ابن حبان، ح: ۳۳۴.

(۱) یہ حدیث اصل بخاری کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

مساجد کے احکام و مسائل

ہے احمد (بن صالح) امام ابو داؤد کے استاد) کہتے ہیں کہ وہ (سائب) ایک صحابی ہیں۔ ان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی قوم کی امامت کرائی اور اس نے قبیلے کی جانب تھوک دیا جب کہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے (اس کی قوم سے) فرمایا: ”(آئیدہ) یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔“ اس کے بعد اس نے انہیں نماز پڑھانا چاہی تو انہوں نے اس کو روک دیا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنایا۔ تو اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ”تم نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔“

حدثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ الْجُدَامِيِّ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ خَيْثَانَ، عَنْ أَبِي سَهْلَةَ السَّائِبِ بْنِ خَلَادٍ - قَالَ أَحْمَدُ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؛ - أَنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْعِبْتَلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ فَرَغَ: «لَا يُصَلِّي لَكُمْ»، فَأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ، فَمَنَعُوهُ وَأَخْبِرُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «نَعَمْ»، وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّكَ أَذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ».

فائدہ: اس توہین پر قیاس کرتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ شریعت میں بیان کردہ آداب و حدود کی خلاف ورزی اللہ اور اللہ کے رسول کو ایذا دینا ہے۔

۴۸۲- جناب مطرف اپنے والد (حضرت عبداللہ بن شحیر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکا۔

۴۸۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَبَرَقَ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى.

فائدہ: تھوک، بلم اور ناک آنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور کچی زمین میں آدی اپنے بائیں پاؤں سے مسل دے۔

۴۸۳- جناب ابو العلاء نے اپنے والد سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور اضافہ کیا کہ پھر اسے اپنے جوتے سے مسل دیا۔

۴۸۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ بِمَعْنَاهُ، زَادَ: ثُمَّ ذَلِكَ بِتَعْلِهِ.

۴۸۲- تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث الآتي.

۴۸۳- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . الخ، ح: ۵۵۴ من حديث يزيد بن زريع به.

مساجد کے احکام و مسائل

۳۸۳- جناب ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما کو دمشق کی مسجد میں دیکھا کہ انہوں نے چٹائی پر تھوکا اور پھر اسے پاؤں سے مسل دیا، تو انہیں کہا گیا کہ آپ نے ایسے کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

۴۸۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَصَالَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: رَأَيْتُ وَائِلَةَ بِنَ الْأَسْقَعِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ بَصَقَ عَلَى الْبُورِيِّ ثُمَّ مَسَحَهُ بِرِجْلِهِ، فَقِيلَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: لِأَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ ۝

باب ۲۳۳- کسی مشرک کا مسجد میں داخل ہونا

(المعجم ۲۳) - باب ما جاء في

المُشْرِكِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ (التحفة ۲۳)

۳۸۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا وہ اونٹ پر تھا، اس نے اونٹ کو مسجد (کے احاطے) میں بٹھایا، پھر اسے باندھا، پھر کہا: تم میں سے ”محمد“ کون ہے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے درمیان ٹیک لگائے بیٹھے تھے، ہم نے کہا کہ یہ جو گورا چٹا شخص ٹیک لگائے ہوئے ہے (یہی محمد ﷺ ہیں) تو اس آدمی نے آپ سے کہا: اے ابن عبدالمطلب! آپ نے اسے فرمایا: ”جواب دے رہا ہوں۔“ اس نے کہا: اے محمد! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں..... اور حدیث بیان کی۔

۴۸۶- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَعْمٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاحَهُ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَّكِيٌّ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ، فَقُلْنَا لَهُ: هَذَا الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِيُّ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ»، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي سَأَلْتُكَ، وَسَأَقُ الْحَدِيثَ.



☀️ توضیح و فوائد: ① صحیح بخاری میں یہ روایت مفصل آئی ہے۔ اس نے کہا: میرے پوچھنے میں کچھ کرنگی ہو تو محسوس نہ فرمائیے گا۔ آپ نے فرمایا: ”پوچھو کیا پوچھتے ہو؟“ اس نے کہا: میں تمہیں تمہارے اور تم سے پہلوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“

۴۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۹۰/۳ من حديث الفرغ بن فضالة به، وهو ضعيف (تقريب) ضعفه الجمهور، وشيخه مجهول.

۴۸۶- تخریج: أخرجه البخاري، العلم، باب ماجاء في العلم، ح: ۶۳ من حديث الليث بن سعد به مطولاً.

① حدیث (485) صفحہ (393) پر نظر رکھئے۔

بلاشبہ۔“ کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمہیں دن اور رات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں بلاشبہ۔“ کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمہیں ہر سال اس مہینے کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں بلاشبہ۔“ کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ہمارے اغنیاء سے آپ یہ صدقات لیں اور ہمارے فقراء میں بانٹ دیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں بلاشبہ۔“ تو اس نے کہا: میں ایمان لاتا ہوں ان باتوں پر جو آپ لے کر آئے ہیں اور میں اپنے پیچھے اپنی قوم کا نمائندہ ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور قبیلہ بنی سعد بن بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۶۳) ⑤ اس حدیث سے اور دیگر درج ذیل احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم یہود، نصاریٰ، ہندو یا مجوسی وغیرہ کوئی بھی ہوں کسی بھی معقول ضرورت سے مسجدوں میں آسکتے ہیں۔ البتہ قرآن مجید کی آیت کریمہ: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا﴾ (توبہ: ۳۸) ”مشرکین نجس ہیں، تو اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔“ اس سے مراد ان کی معنوی نجاست ہے یعنی ان کا عقیدہ نجس ہے اور اس آیت میں مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ اب تک بیت اللہ پر کفار کا جو تسلط تھا اسے توڑ دیا گیا ہے، تو آئندہ کے لیے یہ لوگ اپنے کفریہ شعائر کے ساتھ یا ان کے اظہار کے لیے یہاں نہ آئیں۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ بیت اللہ کی ظاہری و معنوی طہارت و حفاظت کا اہتمام کریں۔



۴۸۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا، تو وہ آپ کے پاس آیا۔ اس نے آکر اپنا اونٹ دروازے کے پاس بٹھایا، پھر اسے باندھا اور مسجد کے اندر آ گیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس نے کہا: تم میں سے ابن عبد المطلب کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ابن عبد المطلب ہوں۔“ اس نے کہا: اے ابن عبد المطلب! اور حدیث بیان کی۔

۴۸۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو : حَدَّثَنَا سَلْمَةُ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ : حَدَّثَنِي سَلْمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ نُوَيْعٍ عَنْ كُرَيْبٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : بَعَثْتُ بَنُو سَعْدِ بْنِ بَكْرِ ضِمَامَ بْنَ ثَعْلَبَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ ، فَأَتَانَا بِعَيْرِهِ ، عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ، ثُمَّ عَقَلَهُ ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ ، قَالَ : فَقَالَ : أَيُّكُمْ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ» ، قَالَ : يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَسَاقِ الْحَدِيثَ .

۴۸۷- تخریج: [اسنادہ حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۶۵۸ من حديث سلمة به، وصححه الحاكم: ۳/ ۵۴، ۵۵، ووافقه الذهبي.

۴۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ، وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: الْيَهُودُ أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَيْنَا مِنْهُمْ.

۳۸۸- قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے جب کہ ہم سعید بن مسیب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی کہ (کچھ) یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں آئے جب کہ آپ مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے، انہوں نے آکر کہا: اے ابوالقاسم! اور ان کے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا تھا اس کے بارے میں دریافت کیا۔

☀️ فائدہ: اگرچہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اصل واقعہ صحیحین میں موجود ہے۔ اور یہ حدیث کتاب الحدود میں بھی مفصل آئی ہے۔ (سنن أبی داود، حدیث: ۴۳۵۰) اس سے معلوم ہوا کہ اہم ضرورت کے تحت یہودی مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں۔

باب: ۲۴- وہ مقامات جہاں نماز جائز نہیں (المعجم ۲۴) - بَابُ فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِي لَا تَحُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ (التحفة ۲۴)

۴۸۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَهْرًا وَمَسْجِدًا».

۳۸۹- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین میرے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اور جائے سجدہ بھی۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ امت محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ ہم بالعموم ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں، سوائے چند مخصوص مقامات کے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے جبکہ دیگر امتوں کے لیے پابندی تھی کہ اپنے مخصوص عبادت خانوں ہی میں نماز ادا کریں۔ ② پاک مٹی اور اس کی تمام اجناس سے تیمم جائز ہے۔

۴۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۴۴/۲ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۱۳۳۳۰* رجل من مزينة لم أعرفه، وأصل الحديث متفق عليه، انظر تفسير ابن كثير: ۶۰/۲.

۴۸۹- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۴۵/۵ من حديث الأعمش به، مطولاً، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۰، وله شواهد عند البخاري: ۴۳۶/۱، ومسلم، ح: ۵۲۱، وغيرهما.

۴۹۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ لَهْيَعَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَزْهَرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدِ الْمُرَادِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحِ الْغِفَارِيِّ: أَنَّ عَلِيًّا مَرَّ بِبَابِلَ وَهُوَ يَسِيرُ، فَجَاءَهُ الْمُؤَدَّنُ يُؤَدِّنُهُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ، فَلَمَّا بَرَزَ مِنْهَا أَمَرَ الْمُؤَدَّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: إِنَّ جَبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهَانِي أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَقْبَرَةِ، وَنَهَانِي أَنْ أُصَلِّيَ فِي أَرْضِ بَابِلَ فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ.

۴۹۰- جناب ابوصالح غفاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ سے گزر کر چارہے تھے تو مؤذن ان کے پاس آیا اور انہیں نماز عصر کی اطلاع دی مگر جب وہ اس سے باہر نکل گئے تو انہوں نے مؤذن کو حکم دیا اور اس نے نماز کی اقامت کہی جب فارغ ہوئے تو فرمانے لگے: میرے حبیبؑ نے مجھے قبرستان اور سرزمین بابل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ ملعون ہے۔

🌞 ملحوظ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ امام خطابی فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی بھی عالم نے ارض بابل میں نماز کو حرام کہا ہو جبکہ صحیح حدیث میں ہے: ”تمام روئے زمین میرے لیے مسجد اور مطہر بنا دی گئی ہے۔“ البتہ امام بخاری نے حضرت علیؑ کی طرف منسوب قول تعلیقاً (بغیر سند کے) نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے ارض بابل میں نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔ (صحیح بخاری، الصلاة، باب: ۵۳، باب الصلاة فی مواضع الخسف و العذاب) اس باب میں یہ مرفوع حدیث امام بخاری نے نقل کی ہے۔ ”تم ان عذاب یافتہ لوگوں پر داخل نہ ہو الا یہ کہ روئے ہوئے اگر تم رونے والے نہ ہو تو پھر ان پر داخل نہ ہو.....“ اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ اس قسم کی جگہوں پر نماز پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔

۴۹۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَزْهَرَ وَابْنُ لَهْيَعَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِي صَالِحِ الْغِفَارِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْتَنِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ مَكَانَ فَلَمَّا بَرَزَ.

۴۹۱- ابوصالح غفاری حضرت علیؑ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمان بن داود کی حدیث کے ہم معنی مروی ہے (جو اوپر ذکر ہوئی ہے) مگر اس میں [فَلَمَّا بَرَزَ] کی بجائے [فَلَمَّا خَرَجَ] کے لفظ بیان کیے ہیں۔ (معنی دونوں کے ایک ہیں۔)

۴۹۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۵۱ من حديث أبي داود به * رواية أبي صالح الغفاري عن

علي مرسله كما قال ابن يونس المصري، راجع التهذيب لمزيد التحقيق.

۴۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۵۱ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۴۹۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؛ وَقَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ - فِيمَا يَحْسِبُ عَمْرُو - إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْحَمَّامَ وَالْمَقْبَرَةَ».

۴۹۲- حضرت ابو سعید (خدری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... اور موسیٰ (بن اسماعیل) نے اپنی روایت میں کہا..... عمرو (بن یحییٰ) کا خیال ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”زمین ساری کی ساری مسجد ہے سوائے حمام اور مقبرہ کے۔“

🌞 نوآمد مسائل: ① مذکورہ سندوں میں سے روایت مسدّد "یقینی طور" پر مرفوع ہے مگر عمرو بن یحییٰ کی روایت میں "گمان" ہے یقین نہیں۔ محدثین کرام فرامین رسول کے نقل کرنے میں بہت ہی حساس اور محتاط واقع ہوئے تھے ﷺ - ② قاضی ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں کہ وہ مقامات جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی تیرہ ہیں: ① کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ② زنج خانہ ③ مقبرہ ④ راستے کے درمیان ⑤ حمام ⑥ اونٹوں کا باڑا ⑦ بیت اللہ کی چھت ⑧ قبرستان کے رخ پر ⑨ بیت الخلاء کی دیوار کی طرف، جب کہ اس پر نجاست لگی ہو ⑩ یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے ⑪ بتوں اور تصویروں کی طرف رخ کر کے ⑫ مقام عذاب اور عراقی نے مزید اضافہ کیا کہ ⑬ غصب شدہ زمین پر ⑭ مسجد ضرار ⑮ اور وہ جگہ جہاں تنور سامنے ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نبیل الأوطار: باب المواضع المنہی عنها والمأذون فیہا للصلوة: ۵۵/۲)



(المعجم ۲۵) - باب النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ (التحفة ۲۵)

باب: ۲۵- اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت

۴۹۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ

۴۹۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کے باڑوں میں نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ان میں نماز نہ پڑھا کرو بلاشبہ یہ شیاطین میں سے ہیں۔“ اور بکریوں کے باڑوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ”ان میں نماز

۴۹۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب المواضع التي تترك فيها الصلوة. ح: ۷۴۵ من حديث عمرو بن يحيى به، وعلقه الترمذي، ح: ۳۱۷، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۹۱، وابن حبان، ح: ۳۳۹، ۳۳۸، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۵۱، ووافقه الذهبي.

۴۹۳- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۱۸۴ أخرجه البيهقي: ۲/ ۴۴۹ من حديث أبي داود به.

بچے کو نماز کا حکم دینے کے احکام و مسائل

پڑھ لیا کرو بلاشبہ یہ بابرکت ہوتی ہیں۔“

فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ، فَقَالَ: «لَا تُصَلُّوا فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ»، وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: «صَلُّوا فِيهَا فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ».

☀️ فائدہ: یہ حکم اونٹوں کے باڑے سے متعلق ہے جہاں انہیں رات کو باندھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جگہ میں جہاں ایک دواونٹ ہوں وہاں جائز ہے بلکہ اسے سترہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۲۶) - **بَابُ: مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ (التحفة ۲۶)** باب: ۲۶- بچے کو کس عمر میں نماز کا حکم دیا جائے؟

۳۹۴- عبد الملک بن ربیع بن سبرہ عن ابیہ عن جدہ

(حضرت سبرہ بن معبد جعفی رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

نے فرمایا: ”بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے (اور نہ پڑھے) تو اسے مارو۔“

۴۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى يَعْنِي

ابن الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا».

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حکم کا تعلق بچے اور بچی دونوں سے ہے اور مقصد یہ ہے کہ شعور کی عمر کو پہنچنے ہی شریعت کے اوامر و نواہی اور دیگر آداب کی تلقین و مشق کا عمل شروع ہو جانا چاہیے تاکہ بلوغت کو پہنچتے پہنچتے اس کے خوب عادی ہو جائیں۔ ② اسلام میں جسمانی سزا کا تصور موجود ہے مگر بے تکا نہیں ہے۔ پہلے تین سال تک تو ایک طرح سے والدین کا امتحان ہے کہ زبانی تلقین سے کام لیں اور خود عملی نمونہ پیش کریں۔ اس کے بعد سزا بھی دیں مگر ایسی جو ڈیڑھی نہ کرے اور چہرے پر بھی نہ مارا جائے۔ کیونکہ چہرے پر مارنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۳۹۳)

۴۹۵- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ يَعْنِي

۳۹۵- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب)

۴۹۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء متى يؤمر الصبي بالصلوة، ح: ۴۰۷ من حديث عبد الملك بن الربيع بن سبره، وقال: "حسن صحيح" وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۰۲، والحاكم على شرط مسلم: ۲۰۱/۱، ووافقه الذهبي.

۴۹۵- تخریج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۱۸۰/۲، ۱۸۲ من حديث سوار أبي حمزة به، وسنده حسن، والحدیث السابق شاهد له.

۲- کتاب الصلوة

بچے کو نماز کا حکم دینے کے احکام و مسائل

سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نہ پڑھیں) تو انہیں اس پر مار دو اور ان کے بستر جدا کر دو۔“

التَّشْكُرِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ سَوَّارِ أَبِي حَمْرَةَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو حَمْرَةَ الْمُزَنِيُّ الصَّيْرَفِيُّ - عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ.»

🌅 نوادہ و مسائل: اس حدیث سے کئی اہم مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کر دیے جائیں۔ چاہے وہ حقیقی بھائی ہوں یا بہنیں یا بھائی بہن ملے جلے۔ اس حکم شریعت کی حکمت..... واللہ اعلم..... یہ ہو سکتی ہے کہ شعور کی ابتدائی عمر ہی سے بچوں کو ایسی مجلس و محفل سے دور کر دیا جائے جس سے ان کے خیالات اور عادات و اطوار کے بگڑنے اور پراگندہ ہونے کا خطرہ ہو۔ گویا کہ یہ نبوی حکم منکرات کے اثرات سے بچنے اور اولاد کو بچانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نیز اس حدیث سے نماز کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ نماز کے سوا دوسرا کوئی شرعی عمل ایسا نہیں ہے کہ جس کے بارے میں یہ حکم ہو کہ سات سال کی عمر کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس کے کرنے کی تلقین و تاکید کی جائے اور دس سال کی عمر کو پہنچ کر نہ کرنے کی صورت میں مارا پٹا جائے۔ نماز نہ پڑھنے والے شخص کے بارے میں متقدمین اسلاف اہل علم کے اقوال درج ذیل ہیں: امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں کہ [يُقْتَلُ تَارِكُ الصَّلَاةِ] یعنی تارکِ عبادت کو قتل کر دیا جائے۔ مکحول حماد بن یزید اور وکیع بن جراح کہتے ہیں: ”اس سے توبہ کرائی جائے اگر وہ توبہ کر لے تو درست ورنہ قتل کر دیا جائے۔“ امام زہری کہتے ہیں: ”وہ فاسق ہے اس کو سخت سزا دے کر جیل میں ڈال دیا جائے۔“ ابراہیم نخعی، ابوب سختیانی، عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہما اور علماء کی ایک جماعت کا قول یہ ہے: ”جو شخص شرعی عذر کے بغیر نماز نہیں پڑھتا، حتیٰ کہ نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔“ (عون المعبود ۲/ ۱۱۵۲ طبع جدید)

۴۹۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ سَوَّارِ الْمُزَنِيُّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَرَادًا: «وَإِذَا زَوَّجَ أَحَدَكُمْ

۴۹۶- داود بن سوار مزنی نے مذکورہ سند سے اسی کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں اضافہ کیا: ”اور جب تم میں سے کوئی اپنی کسی لونڈی کی اپنے غلام سے یا نوکر سے

۴۹۶- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق أخرجه أحمد: ۲/ ۱۸۰ عن وكيع به.



۲- کتاب الصلاة

اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

خَادِمَهُ عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ، فَلَا يَنْظُرُ إِلَى مَا دُونَ السَّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ». شادی کر دے تو (اب) اس کی ناف سے گھٹنوں کے مابین کی طرف نہ دیکھے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَمَّ وَكَبِعَ فِي اسْمِهِ، وَرَوَى عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّبَّالِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَمْرَةَ سَوَّارُ الصَّيْرَفِيُّ. امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ جب وہ اس کے نام میں وہم ہوا ہے (درحقیقت سوار بن داؤد ہے) ابو داؤد طیبی نے یہ حدیث روایت کی ہے تو اس کا نام ابو حمزہ سوار صیرفی ذکر کیا ہے۔

فائدہ: بچوں کو بستروں میں اختلاط سے بچانے کا اہتمام کرنے کے علاوہ بڑوں کو بھی صنفی معاملات میں انتہائی محتاط رویہ اپنانا چاہیے۔ لوٹڈی بلاشبہ اپنی زر خرید اور ملکیت ہے مگر جب اس کی عصمت عقد شرعی سے دوسرے کے حوالے کر دی تو اب مالک کو بھی اس کی طرف ایسی نظر اٹھانی منع ہے۔

۴۹۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ حُصَيْبٍ الْجُهَنِيُّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: مَتَى يُصَلِّي الصَّبِيُّ؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَجُلٌ مَنَّا يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: «إِذَا عَرَفَ يَمِينَهُ مِنْ شِمَالِهِ فَمَرُوهُ بِالصَّلَاةِ». ۳۹۷- معاذ بن عبد اللہ بن حبیب جمہنی سے مروی ہے (ہشام بن سعد نے کہا کہ) ہم معاذ بن عبد اللہ کے ہاں گئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ بچہ کب نماز پڑھے؟ تو اس نے بتایا کہ ہمارے ہاں ایک صاحب تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”جب وہ دائیں بائیں کا فرق سمجھنے لگے تو اسے نماز کا حکم دو۔“

فائدہ: سات سال کی عمر میں بچے کے شعور میں مناسب پہنچلی آجاتی ہے۔ نماز کے معاملے میں اس پر اس سے پہلے ہی محنت شروع کر دینی چاہیے۔

(المعجم ۲۷) - باب بَدْءِ الْأَذَانِ
(التحفة ۲۷)

فائدہ: ”اذان“ بمعنی اطلاع و اعلان۔ یعنی مخصوص کلمات کے ساتھ لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع دینا۔ بلند

۴۹۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳/ ۸۴ من حديث عبد الله بن وهب به، وسنده ضعيف * امرأة مجهولة، والرجل لم أعرفه، وللحديث طريق شاذ عند الطبراني في الصغير: ۱/ ۹۹.

آواز سے اذان کہنا اسلام کے خاص شعائر (علامات) میں سے ہے۔ فقہاء نے اسے واجب کہا ہے اور بعض مستحب ہونے کے قائل ہیں۔ اس کے الفاظ میں اللہ عزوجل کی توحید و کبریائی، رسول کی رسالت کے اظہار و اعلان کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ کی اجتماعی بندگی کی دعوت ہوتی ہے اور یہ کہ دنیا و آخرت کی فلاح کا یہی ایک حقیقی راستہ ہے۔ اذان کے الفاظ معانی اور آہنگ مسلمانوں کو دنیا کی تمام ملتوں سے ہر اعتبار سے ممتاز کرتے ہیں۔

۴۹۸- جناب ابو عمیر بن انس اپنے ایک انصاری بچے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فکر مند ہوئے کہ کس طرح لوگوں کو نماز کے لیے (بروقت) جمع کیا جائے تو آپ سے کہا گیا کہ نماز کے وقت جھنڈا بلند کر دیا کریں۔ لوگ جب اسے دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو خبر کر دیا کریں گے مگر آپ کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ پھر زسکھے کا ذکر کیا گیا جیسے کہ یہود کا ہوتا ہے۔ یہ رائے بھی آپ کو پسند نہ آئی اور فرمایا: ”یہ یہودیوں کا عمل ہے۔“ پھر آپ سے ناقوس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ انصاری کا عمل ہے۔“ چنانچہ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ مجلس سے لوٹے تو وہ اسی فکر میں غلطیاں تھے جس میں کہ رسول اللہ ﷺ تھے، تو انہیں خواب میں اذان بتائی گئی۔ چنانچہ وہ صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کو خبر دی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں سونے جاگنے کی کیفیت میں تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور مجھے اذان بتا گیا۔ (راوی نے کہا کہ) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما بھی ان سے پہلے یہ اذان خواب میں دیکھ چکے تھے مگر بیس دن تک خاموش رہے۔ پھر انہوں نے نبی ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ”ہمیں خبر دینے

۴۹۸- حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ مُوسَى الْحَتَلِيُّ وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ - وَحَدِيثُ عَبَادٍ أَتَمُّ - قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ زِيَادٌ: أُنْبَأْنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ أَبِي عَمِيرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةَ لَهٗ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: اهْتَمَّ النَّبِيُّ ﷺ لِلصَّلَاةِ كَيْفَ يَجْمَعُ النَّاسَ لَهَا، فَقِيلَ لَهٗ: أَنْصِبْ رَايَةً عِنْدَ حُضُورِ الصَّلَاةِ، فَإِذَا رَأَوْهَا آذَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ. قَالَ: فَذَكَرَ لَهٗ الْقَنْعُ - يَعْنِي السُّبُورَ - وَقَالَ زِيَادٌ: سُبُورُ الْيَهُودِ، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ وَقَالَ: «هُوَ مِنْ أَمْرِ الْيَهُودِ». قَالَ: فَذَكَرَ لَهٗ النَّاقُوسُ، فَقَالَ: «هُوَ مِنْ أَمْرِ النَّصَارَى». فَأَنْصَرَفَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ وَهُوَ مُهْتَمٌّ لِهَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَرَى الْأَذَانَ فِي مَنَامِهِ. قَالَ: فَغَدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَبَّيْنُ نَائِمٌ وَيَقْظَانِ إِذْ أَتَانِي آتٍ فَأَرَانِي الْأَذَانَ. قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَدْ رَأَاهُ قَبْلَ ذَلِكَ، فَكَتَمَهُ



۴۹۸- تخریج: [استادہ صحیح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۳۹۰ من حديث أبي داود به، وذكره الحافظ في فتح الباري: ۲/ ۸۱، وصححه إلى أبي عمير بن أنس.

اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

سے تمہیں کس چیز نے روکا تھا؟“ تو انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن زید مجھ سے سبقت لے گئے تھے اس لیے مجھے حیا آئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے بلال! کھڑے ہو جاؤ، دیکھو جو عبد اللہ بن زید تمہیں بتائے وہ کرو۔“ چنانچہ بلال نے اذان دی۔ ابو بشر کہتے ہیں کہ ابو عمیر نے مجھے بتایا کہ انصاریوں کا خیال تھا کہ عبد اللہ بن زید اگر ان دنوں بیمار نہ ہوتے تو رسول ﷺ انہی کو مؤذن مقرر کرتے۔

عَشْرِينَ يَوْمًا. قَالَ: ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: «مَا مَعَكَ أَنْ تُخْبِرَنِي؟» فَقَالَ: سَبَقَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فَأَسْتَحْيَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا بِلَالُ! قُمْ فَانظُرْ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فَأَفْعَلْهُ». قَالَ: فَأَذَّنَ بِلَالٌ. قَالَ أَبُو بَشِيرٍ: فَأَخْبَرَ نِي أَبُو عُمَيْرٍ؛ أَنَّ الْأَنْصَارَ تَزَعُمُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ لَوْلَا أَنَّهُ كَانَ يَوْمَئِذٍ مَرِيضًا لَجَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُؤَدِّنًا.

باب: ۲۸- اذان کیسے دی جائے؟

(المعجم ۲۸) - بَابُ: كَيْفَ الْأَذَانَ

(التحفة ۲۸)

۳۹۹- جناب محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تاکہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے جمع کیا جائے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس سے ایک آدمی گزر رہا ہے ہاتھ میں ناقوس لیے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس بیچے گا؟ اس نے کہا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس سے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے۔ وہ کہنے لگا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتا دوں جو اس سے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: تم یوں کہا کرو: [اللَّهُ

۴۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي|عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ، طَافَ بِي، وَأَنَا نَائِمٌ، رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فِي يَدِهِ، فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! أَتَبِيعُ النَّاقُوسَ؟ قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ فَقُلْتُ: نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ،

۴۹۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأذنان، باب بدء الأذنان، ح: ۷۰۶ من حديث ابن إسحاق به، وصححه الترمذي، ح: ۱۸۹، وابن خزيمة، ح: ۳۷۱، وابن حبان، ح: ۲۸۷ وغيرهم.



اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

چنانچہ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور انہیں وہ الفاظ بتاتا گیا اور وہ اذان کہتے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر میں تھے انہوں نے اسے سنا تو (جلدی سے) چادر کھینچتے ہوئے آئے، کہنے لگے: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، اے اللہ کے رسول! میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جیسے کہ اسے دکھایا گیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔“

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ زہری کی سعید بن مسیب سے اور ان کی عبد اللہ بن زید سے روایت ایسے ہی ہے۔ اس میں ابن اسحاق نے زہری سے یہی الفاظ نقل کیے ہیں: [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] جبکہ معمر اور یونس زہری سے (صرف) [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] روایت کیا ہے۔ انہوں نے دہرا کر ذکر نہیں کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَقَالَ فِيهِ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ. وَقَالَ مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِيهِ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَمْ يُتَيْنَا.

فوائد و مسائل: ① سچے خوابوں کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ یہ نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہوتے ہیں اور بالعموم انسان کے اعمال و افکار اور خوابوں میں مطابقت ہوا کرتی ہے اور یہ خواب حضرت عبد اللہ بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فطری سعادت کی دلیل ہے۔ ② چاہیے کہ مؤذن بلند و شیریں آواز اور عمدہ لہجہ والا ہو۔ ③ بہتر ہے کہ اذان اور اقامت کی جگہیں مختلف ہوں۔ ④ حضرت بلال رضی اللہ عنہما کی اذان میں اذان و زہری اور اقامت اکہری ذکر ہوئی ہے۔

۵۰۰- جناب محمد بن عبد الملک بن ابی محذورہ اپنے والد (عبد الملک) سے وہ ان کے (یعنی محمد کے) دادا (حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہما) سے راوی ہیں (ابو محذورہ) کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیجیے۔ چنانچہ آپ نے میرے سر کے

۵۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَّمْنِي سُنَّةَ الْأَذَانِ. قَالَ: فَمَسَحَ مُقَدِّمَ رَأْسِي. قَالَ: «تَقُولُ: اللَّهُ

۵۰۰- تخریج: [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۷۴/۷ من حديث مسدد به، وسنده ضعيف، وانظر، ج: ۵۰۲ فهو شاهد له.

۵۰۱- جناب عثمان بن سائب اپنے والد (سائب) سے وہ اور ام عبد الملک بن ابی محذورہ (یعنی زوجہ ابو محذورہ) دونوں حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہما سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خبر کی مانند روایت کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ [الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ] پہلی یعنی صبح کی اذان میں ہے۔

۵۰۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ السَّائِبِ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَأُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا الْخَبَرِ وَفِيهِ: «الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فِي الْأُولَى مِنَ الصُّبْحِ».

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مسدود کی حدیث زیادہ واضح ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نے مجھے اقامت سکھائی اس کے کلمات دو دو بار تھے: [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.]

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثٌ مُسَدَّدٌ أَثِينٌ، قَالَ فِيهِ: وَعَلَّمَنِي الْإِقَامَةَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، «اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ».

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبد الرزاق نے کہا: جب تو نماز کی اقامت کہے تو [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] دو بار کہہ۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو محذورہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ”کیا تم نے سن لیا؟“ (یعنی اذان و اقامت کو سمجھ لیا ہے؟) (سائب نے) کہا کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہما اپنے ماتھے کے بال کاٹا کرتے تھے نہ مانگ نکالا کرتے تھے، اسی سبب سے کہ

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَإِذَا أَقَمْتَ فَقُلْهَا مَرَّتَيْنِ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، أَسَمِعْتَ؟ - قَالَ -: فَكَانَ أَبُو مَحْذُورَةَ لَا يَجْزُ نَاصِيَتَهُ وَلَا يَفْرِقُهَا، لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَيْهَا.

۵۰۱- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الأذان، باب الأذان في السفر، ح: ۶۳۴ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن خزيمة: ۲۰۱/۱، وهو في مصنف عبد الرزاق (ح: ۱۷۷۹) بطوله.



۵۰۴۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان کا ایک ایک حرف سکھایا: [اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] بیان کیا کہ اور وہ فجر کی اذان میں [الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ] کہا کرتے تھے۔

۵۰۴۔ حَدَّثَنَا الثَّمَلِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْدُورَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي عَبْدِ الْمَلِكِ بْنَ أَبِي مَحْدُورَةَ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَحْدُورَةَ يَقُولُ: أَلْقَى عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَذَانَ حَرْفًا حَرْفًا: «اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ»، قَالَ: وَكَانَ يَقُولُ فِي الْفَجْرِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.

۵۰۵۔ جناب عبد اللہ بن مجہر بن جحی حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان سکھائی کہ یوں کہیں: [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ - أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] پھر ابن جریج عن عبد العزیز بن عبد الملک کی حدیث میں مروی اذان کی مانند اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا زِيَادٌ يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ يَعْنِي الْجَمْعِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْدُورَةَ، أَخْبَرَهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَيَّرِ بْنِ الْجَمْعِيِّ، عَنْ أَبِي مَحْدُورَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ. يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ

۵۰۴۔ تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين.

۵۰۵۔ تخریج: [ضعیف] هذا مختصر، ورواه إبراهيم بن عبد العزيز، الترمذي، ح: ۱۹۱، ومحمد بن عبد الملك ابن أبي محذورة (تقدم، ح: ۵۰۰) وغيرهما عن عبد الملك به مطولاً بتربيع التكبير، وهو الصواب، وقال الترمذي: "حديث صحيح"، وهذا الحديث شاذ.

أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ»
ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ أَذَانِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ
عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ وَمَعْنَاهُ .

قال أبو داود: وفي حديث مالك بن
دينار قال: سألت ابن أبي محذورة قلت:
حدثني عن أذان أبيك عن رسول الله ﷺ،
فذكر فقال: «الله أكبر الله أكبر» قط. وكذلك
حديث جعفر بن سليمان عن ابن أبي
محذورة، عن عمه، عن جدّه، إلا أنه قال:
«ثم ترجع فترفع صوتك الله أكبر الله أكبر» .

امام ابو داود رضي الله عنه نے کہا: مالک بن دینار کی حدیث
میں ہے: میں نے ابن ابی محذورہ سے کہا کہ مجھے اپنے
والد کی اذان سناؤ جو وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے
تھے، تو انہوں نے سنائی اور صرف [اللہ اکبر - اللہ
اکبر] کہا اور ایسے ہی جعفر بن سلیمان کی روایت میں
ہے جو وہ ابن ابی محذورہ سے وہ اپنے چچا سے اور وہ اس
کے دادا سے بیان کرتے ہیں۔ مگر اس میں ہے کہ پھر
آپ نے فرمایا: ”دوبارہ دہراؤ اور اپنی آواز اونچی کرو
[اللہ اکبر - اللہ اکبر]۔“

🌞 **طوطی:** صحیح تر روایات میں اللہ اکبر چار بار ہے اور ترجیح (دوسری مرتبہ دہرانا) صرف شہادتین کے کلمات میں ہے۔

۵۰۶- جناب ابن ابی لیلیٰ رضي الله عنه کہتے ہیں کہ نماز تین
حالتوں سے گزری ہے۔ ہمارے اصحاب نے ہم سے
بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ بات پسند
ہے کہ مسلمانوں -“ یا فرمایا: ”مومنوں کی نماز ایک ہو
(یعنی جماعت سے ادا کریں) حتیٰ کہ میرا دل چاہا کہ کچھ
لوگوں کو مکلوں میں بھیجوں جو وہاں جا کر اعلان کریں کہ
نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ میں نے یہاں تک چاہا کہ وہ
اونچے مکانوں یا قلعوں کے اوپر کھڑے ہو کر مسلمانوں
میں اعلان کریں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ انہوں
نے ناقوس بجائے یا ناقوس بجانے کا ارادہ کیا۔“ اس

۵۰۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ:
أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرُو بْنِ مُرَّةَ قَالَ:
سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى؛ ح. وَحَدَّثَنَا ابْنُ
الْمُنْتَنَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرُو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ
ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ: أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ
أَحْوَالٍ. قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَقَدْ أَعْجَبَنِي أَنْ
تَكُونَ صَلَاةُ الْمُسْلِمِينَ - أَوْ قَالَ:
الْمُؤْمِنِينَ - وَاحِدَةً، حَتَّى لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ

۵۰۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳/ ۹۳، ۹۴ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة،
ح: ۳۸۳، وللحديث شواهد ضعيفة عند أبي داود، ح: ۵۰۶ وغيره.

(ابن ابی لیلیٰ) نے بیان کیا کہ ایک انصاری آئے (عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ) اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! جب میں (آپ کے ہاں سے) واپس گیا تھا تو مجھے آپ کی فکر مندی کا خیال تھا۔ چنانچہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک آدمی ہے جس پر سبز رنگ کے دو کپڑے ہیں۔ وہ مسجد کے پاس کھڑا ہوا اور اذان کہی۔ پھر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گیا اور پھر کھڑا ہوا اور اسی طرح کہا اور [قد قامت الصلاة] کا اضافہ کیا۔ اگر مجھے لوگوں کی چہ میگوئیوں کا خیال نہ ہوتا..... ابن شہابی نے کہا..... اگر مجھے تم لوگوں کی چہ میگوئیوں کا خیال نہ ہوتا تو میں کہتا کہ میں جاگ رہا تھا سو بیا ہوا نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن شہابی کے لفظ ہیں: ”تحقیق اللہ نے تمہیں خیر دکھائی ہے۔“ عمرو نے یہ لفظ بیان نہیں کیے (یعنی لَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ خَيْرًا) ”بلال کو بتلاؤ کہ وہ اذان کہے“..... ابن ابی لیلیٰ راوی ہیں کہ..... (بعد میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی یہی کچھ دیکھا ہے جیسے کہ اس نے دیکھا ہے۔ لیکن چونکہ یہ سبقت لے گیا ہے، لہذا مجھے حیا آئی..... (دوسری حالت) اس (ابن ابی لیلیٰ) نے کہا: ہم سے ہمارے اصحاب نے بیان کیا کہ..... جب کوئی آدمی آتا (اور جماعت ہو رہی ہوتی) تو (وہ اپنے ساتھی سے) پوچھ لیا کرتا تھا اور اسے بتا دیا جاتا تھا کہ کتنی نماز گزر چکی ہے۔ اور (بعد میں آنے والے اکثر لوگ جماعت میں شامل ہو کر پہلے فوت شدہ رکعتیں ادا کرتے اور پھر نبی ﷺ کے ساتھ بقیہ نماز ادا کرتے) چنانچہ آپ کے ساتھ) کھڑے ہوتے ہوئے کوئی قیام میں

أَبُتَّ رَجَالًا فِي الدُّورِ يُتَادُونَ النَّاسَ بِحِجِينِ الصَّلَاةِ، وَحَتَّى هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ رَجَالًا يَقُومُونَ عَلَى الْأَطَامِ يُتَادُونَ الْمُسْلِمِينَ بِحِجِينِ الصَّلَاةِ، حَتَّى نَفَسُوا أَوْ كَادُوا أَنْ يَنْفَسُوا». قال: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَمَّا رَجَعْتُ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ اهْتِمَامِكَ، رَأَيْتُ رَجُلًا كَانَ عَلَيْهِ نَوْبَيْنِ أَحْضَرَيْنِ فَقَامَ عَلَى الْمَسْجِدِ فَأَذَّنَ ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، وَلَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ- قال ابن المثنى: أَنْ تَقُولُوا - لَقُلْتُ، إِنِّي كُنْتُ يَقْظَانًا غَيْرَ نَائِمٍ، فقال رسول الله ﷺ، وقال ابن المثنى: «لَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ خَيْرًا» - وَلَمْ يَقُلْ عَمْرُو: «لَقَدْ أَرَاكَ اللَّهُ خَيْرًا» - فَمُرَّ بِأَلَا فَلْيُؤْذَنَ». قال: فقال عُمَرُ: أَمَا إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى وَلَكِنْ لَمَّا سَبِقْتُ اسْتَحْيَيْتُ. قال: وحدثنا أصحابنا -



اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

ہوتا، کوئی رکوع میں اور کوئی جلوس میں اور کوئی (شروع ہی میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں مل جاتا۔

ابن شہین نے کہا عمرو نے کہا کہ مجھ سے حصین نے ابن ابی لیلیٰ سے بیان کیا کہ..... حتیٰ کہ معاذ آئے..... شعبہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت حصین سے سنی اس میں ہے کہ..... (معاذ نے) کہا..... میں آپ ﷺ کو جس حال میں پاؤں گا (وہی کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا): ”تم بھی ویسے ہی کیا کرو۔“

قال: - وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا جَاءَ يَسْأَلُ فَيُخْبِرُ بِمَا سَبَقَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَأَنْتَهُمْ قَامُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ قَائِمٍ وَرَاكِعٍ وَقَاعِدٍ وَمُضَلٍّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. - قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: قَالَ عَمْرُو: وَحَدَّثَنِي بِهَا حُصَيْنٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى: - حَتَّى جَاءَ مُعَاذٌ. - قَالَ شُعْبَةُ: وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ حُصَيْنٍ. - فَقَالَ: لَا أَرَاهُ عَلَى حَالٍ - إِلَى قَوْلِهِ: - كَذَلِكَ فَافْعَلُوا.

قال أبو داود: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حَدِيثِ عَمْرُو بْنِ مَرْزُوقٍ قَالَ: فَجَاءَ مُعَاذٌ فَأَشَارُوا إِلَيْهِ. - قَالَ شُعْبَةُ: وَهَذِهِ سَمِعْتُهَا مِنْ حُصَيْنٍ - قَالَ: فَقَالَ مُعَاذٌ: لَا أَرَاهُ عَلَى حَالٍ إِلَّا كُنْتُ عَلَيْهِ. قَالَ: فَقَالَ: إِنَّ مُعَاذًا قَدْ سَنَّ لَكُمْ سُنَّةً كَذَلِكَ فَافْعَلُوا.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے عمرو بن مرزوق کی حدیث کی طرف مراجعت کی۔ (اس میں ہے کہ) معاذ رضی اللہ عنہ آئے تو لوگوں نے ان کی طرف (پڑھی گئی نماز کے متعلق) اشارہ کیا۔ شعبہ نے کہا: یہ جملہ میں نے حصین سے سنا ہے کہ..... اس (ابن ابی لیلیٰ) نے کہا کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز کی) جس حالت میں پاؤں گا، وہی کروں گا (یعنی صف میں مل کر پہلے فوت شدہ رکعتیں ادا نہیں کروں گا بلکہ ان کو سلام پھرنے کے بعد ادا کروں گا۔) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”معاذ نے تمہارے لیے ایک عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے تو تم بھی ایسے ہی کیا کرو۔“ (یعنی امام کے ساتھ اس حال میں مل جایا کرو، جس میں اسے پاؤں تیسری حالت تحویل قبلہ کی ہے جس کا ذکر اس روایت کی بجائے اگلی روایت میں



اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

ہے۔ اب اس کے بعد روزوں کی تین حالتوں کا بیان ہے۔ پہلی حالت)

ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں آئے تو اہل مدینہ کو (ہر ماہ) تین روزے رکھنے کا حکم دیا۔ پھر رمضان کا حکم نازل ہوا۔ لوگ روزوں کے عادی نہ تھے اور یہ عمل ان کے لیے از حد مشکل تھا، تو جو روزہ نہ رکھتا ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا تھا (یہ پہلی حالت تھی۔) حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ”تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے تو بالضرور اس کے روزے رکھے۔“ اس طرح رخصت صرف مریض اور مسافر کے لیے رہ گئی اور (دوسروں کو) روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ (یہ روزے کی دوسری حالت بیان ہوئی۔ آگے تیسری حالت کا بیان ہے۔)

قال: وحدثنا أصحابنا أن رسول الله ﷺ لما قدم المدينة أمرهم بصيام ثلاثة أيام. ثم أنزل رمضان وكانوا قوما لم يتعودوا الصيام وكان الصيام عليهم شديدا، فكان من لم يصم أطعم مسكينا، فنزلت هذه الآية ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة: ۱۸۵] فكانت الرخصة للمريض والمسافر، فأمرُوا بالصيام.



(ابن ابی لیلیٰ نے) کہا کہ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ (ابتداء میں) جب آدمی افطار کر لیتا تھا اور کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تو پھر صبح تک کچھ نہ کھا سکتا تھا۔ بیان کیا کہ (پھر ایسے ہوا کہ) حضرت عمرؓ (گھر) آئے اور اپنی اہلیہ (سے صحبت) کا قصد کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں ایک مرتبہ سوچ چکی ہوں۔ مگر انہوں نے سمجھا کہ شاید بہانہ بنا رہی ہے لہذا وہ اس کے پاس آئے۔ (یعنی اس سے ہم بستری کی۔ اسی طرح) ایک دوسرا انصاری (گھر) آیا اور کھانا طلب کیا۔ انہوں نے کہا کہ (ذرا انتظار کریں) ہم آپ کے لیے کچھ گرم کر دیتے ہیں، مگر اس اثنا میں وہ خود سو گیا، تو

قال: وحدثنا أصحابنا قال: وكان الرجل إذا أفطر فنام قبل أن يأكل لم يأكل حتى يضحج. قال: فجاء عمر فأراد امرأته فقالت: إني قد نمت، فظن أنها تعنت فأتاها، فجاء رجل من الأنصار فأراد الطعام، فقالوا: حتى نسخن لك شيئا، فنام، فلما أصبحو نزلت عليه هذه الآية فيها ﴿أحل لكم ليلة الصيام الرفق إلى نسائكم﴾ [البقرة: ۱۸۷].

اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

جب صبح ہوئی تو یہ آیت اتری: ﴿أَجِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ﴾ ”تمہارے لیے (رمضان المبارک میں) روزے کی رات میں اپنی عورتوں (بیویوں) کے ساتھ ہم بستری (اور صحبت) کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔“ (اور آگے چل کر اسی آیت میں ساری رات طلوع فجر تک کھانے پینے کی اجازت دے دی گئی۔)

۵۰۷- ابن ابی لیلیٰ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نماز اور روزے کے احوال میں تین تین تبدیلیاں آئی ہیں۔ نصر نے تفصیل سے حدیث بیان کی۔ اور ابن شنی نے اس میں سے صرف نماز کے متعلق بیان کیا کہ لوگ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے (اس) تیسرے حال کی تفصیل اس طرح بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے اور تیرہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، تب اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ سَطْرَهُ﴾ [البقرة: ۱۴۴] کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے، تو آپ اپنا منہ مسجد حرام کی جانب کر لیجیے اور تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنا رخ اسی کی طرف کیا کرو۔“ نازل فرمائی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے آپ کا رخ کعبہ کی طرف پھیر دیا۔ اور (ابن شنی کی) حدیث (یہاں) مکمل ہو گئی۔ اور نصر بن مہاجر نے صاحب خواب کا نام ذکر کیا اور کہا کہ عبد اللہ بن زید

۵۰۷- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي دَاوُدَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أُجِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ وَأَجِلَّ الصِّيَامُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ. وَسَاقَ نَصْرُ الْحَدِيثَ بِطَوْلِهِ، وَاقْتَصَّ ابْنُ الْمُثَنَّى مِنْهُ قِصَّةَ صَلَاتِهِمْ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَطْرًا. قَالَ: الْحَالُ الثَّلَاثُ؛ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَصَلَّى - يَعْنِي نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، - ثَلَاثَةَ عَشَرَ شَهْرًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ سَطْرَهُ﴾ [البقرة: ۱۴۴] فَوَجَّهَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى الْكَعْبَةِ. وَتَمَّ حَدِيثُهُ. وَسَمَى نَصْرٌ صَاحِبَ الرُّؤْيَا.

۵۰۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۴۶/۵، ۲۴۷ وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ۵۶۶ بالاختصار، وسقط: "الله أكبر الله أكبر" ها هنا من أول الأذان * عبدالرحمن بن أبي لیلی لم یسمع من معاذ رضي الله عنه .



اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

کے پاس ایک آدمی آیا جو کہ انصار میں سے تھا اسی (نصر) کی روایت میں ہے..... چنانچہ وہ آدمی (خواب میں) قبلہ رخ ہوا اور کہا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ - اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ دو بار، [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] دو بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [پھر کچھ دیر پھر، پھر کھڑا ہوا اور اسی طرح کہا، مگر [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] کے بعد [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ سب بلال کو بتاؤ۔“ چنانچہ بلال نے اذان کہی۔

اور روزے کے بارے میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین روزے اور عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ.....﴾ ”تم پر روزے رکھے فرض کیے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ گنتی کے ایام ہیں، تو جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو دوسرے دنوں میں ان کی گنتی پوری کرے اور جو اس کی طاقت رکھتے ہیں (اور روزہ نہیں رکھنا چاہتے) تو ان پر ایک مسکین کا طعام ہے۔“ چنانچہ جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا چھوڑ دیتا اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا اور یہ اس کے لیے کافی ہوتا تھا..... یہ ایک حال ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

قال: فَجَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ - رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ - وقال فيه: فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قال: الله أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، مَرَّتَيْنِ، اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. ثُمَّ أَهْمَلَ هُنَيْئَةً، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: زَادَ - بَعْدَ مَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. قَالَ: فقال رسول الله ﷺ: «لَقَنَّهَا بِلَالًا». فَأَذَّنَ بِهَا بِلَالٌ. وقال في الصَّوْمِ قال: فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَيَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لِمَنْكُمُ تَنَفُّونَ ۝ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَتْ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرة: ۱۸۳، ۱۸۴] فَكَانَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ صَامًا، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُفْطِرَ وَيُطْعِمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا أَجْرَاهُ ذَلِكَ، فَهَذَا حَوْلُ. فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ



﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ ”رمضان کا مہینہ ایسا ہے کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا۔ لوگوں کے لیے ہدایت ہے (جس میں) ہدایت کی روشن دلیلیں ہیں اور (حق و باطل میں) فرق کرنے والا ہے۔ سو تم میں سے جو اس مہینے کو پائے تو وہ اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا مسافر تو دوسرے دنوں میں اس کی گنتی پوری کرے۔“ اس سے لازم آیا کہ جو اس مہینے کو پائے اور مقیم ہو روزہ رکھے اور مسافر قضا کرے۔ بوڑھا کھوسٹ اور بڑھیا جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے ان کے ذمے کھانا کھلانا ہوا..... چنانچہ حضرت صرمہ رضی اللہ عنہ آئے اور وہ سارا دن کام کرتے رہے تھے..... اور (نصر بن مہاجر نے) حدیث بیان کی۔

الْهَدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ﴿﴿البقرة: ۱۸۵﴾
فَثَبَتَ الصِّيَامَ عَلَى مَنْ شَهِدَ الشَّهْرَ وَعَلَى الْمُسَافِرِ أَنْ يَتَضَيَّ، وَثَبَتَ الطَّعَامَ لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْعَجُوزِ اللَّذِينَ لَا يَسْتَطِيعَانِ الصَّوْمَ، وَجَاءَ صِرْمَةُ وَقَدْ عَمِلَ يَوْمَهُ. وَسَاقِ الْحَدِيثَ.



☀️ فائدہ: حضرت صرمہ رضی اللہ عنہ کا قصہ مسند احمد: ۲۳۶/۵، ۲۳۷/۱ میں یوں ہے: ”ایک صحابی جن کا نام صرمہ تھا، سارا دن روزے کی حالت میں کام کرتے رہے جب شام ہوئی تو اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور کچھ کھائے پیے بغیر نماز عشاء پڑھ کر سو گئے۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور روزہ رکھ لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا کہ وہ از حد نڈھال تھے۔ آپ نے پوچھا: ”تمہیں کیا ہوا ہے کہ اس قدر نڈھال ہو رہے ہو؟“ انھوں نے بتایا کہ اے اللہ کے رسول! میں کل سارا دن کام کرتا رہا، جب واپس آیا تو بس اپنے آپ کو ڈال دیا اور سو گیا اور صبح ہو گئی تو اسی طرح روزہ رکھ لیا۔ راوی نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کچھ دیر سولینے کے بعد اپنی کسی بیوی یا لونڈی کے پاس آئے..... اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا قصہ بتایا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اجْعَلْ لَّكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثَ إِلَى نِسَائِكُمْ.....﴾ (الآیة) ”تمہارے لیے حلال ہے کہ روزے کی رات میں اپنی بیویوں سے ہم بستر ہو سکتے ہو۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں کی خیانت کرتے تھے، تو اس نے تم کو معاف کر دیا اور درگزر کیا۔ سو مباشرت کرو اپنی عورتوں سے اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اسے طلب کرو۔ اور کھاؤ پیتو حتیٰ کہ صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے نمایاں نظر آنے لگے، پھر رات تک روزہ پورا کرو۔“ (عمون المعبود)

ملاحظہ: حدیث ۵۰۶ اور ۵۰۷ کو ہمارے فاضل شیخ علی زئی رضی اللہ عنہ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ان کے بعض شواہد صحیح احادیث میں موجود ہیں۔ غالباً انہی شواہد کی وجہ سے شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں حدیثوں کی تصحیح کی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثية: ۳۶/۳۶-۳۳۲)

۲- کتاب الصلاة - اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

(المعجم ۲۹) - بَابُ: فِي الْإِقَامَةِ

(التحفة ۲۹)

۵۰۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَمَرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُؤَيِّرَ الْإِقَامَةَ. زَادَ حَمَّادٌ فِي حَدِيثِهِ: إِلَّا الْإِقَامَةَ.

۵۰۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے ایک ایک بار کہے۔ حماد نے اپنی حدیث میں اضافہ کیا کہ مگر اقامت۔ (یعنی قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ دو بار کہے۔)

۵۰۹- حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ مِثْلَ حَدِيثِ وَهَيْبٍ. قَالَ إِسْمَاعِيلُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَيُّوبَ فَقَالَ: إِلَّا الْإِقَامَةَ.

۵۰۹- جناب خالد حداء نے ابو قلابہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے (مذکورہ بالا) روایت وہیب کی مثل بیان کی۔ اسماعیل (راوی) نے کہا: میں نے یہ حدیث ایوب کو بیان کی تو کہا: ”مگر اقامت۔“ (یعنی قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ)

۵۱۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُسْلِمِ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ

۵۱۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار کہے جاتے تھے اور اقامت (کبیر) کے ایک ایک بار۔ سوائے اس کے کہ مؤذن [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ - قَدْ

۵۰۸- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان مثنى مثنى، ح: ۶۰۵ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الصلوة، باب الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة إلا كلمة الإقامة فإنها مثناة، ح: ۳۷۸ من حديث أيوب السخيتاني به.

۵۰۹- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: الإقامة واحدة إلا قوله: قد قامت الصلوة، ح: ۶۰۷، ومسلم، الصلوة، باب: الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة إلا كلمة الإقامة فإنها مثناة، ح: ۳۷۸ من حديث إسماعيل ابن علي، به، وانظر الحديث السابق.

۵۱۰- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب تنبيه الأذان، ح: ۶۲۹ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۷۴، وابن حبان، ح: ۲۹۰، ۲۹۱، والحاكم: ۱/۱۹۷، ۱۹۸، ووافقه الذهبي، وسنده حسن، وله شاهد صحيح عند أبي عوانة: ۱/۳۲۹، والدارقطني: ۱/۲۳۹ وغيرهما.



۲- کتاب الصلاة اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، فَإِذَا سَمِعْنَا الْإِقَامَةَ تَوَضَّأْنَا ثُمَّ حَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ.

قَامَتِ الصَّلَاةُ] کہا کرتا تھا (یعنی دو بار) تو جب ہم اقامت سنتے تو وضو کر کے نماز کے لیے نکل پڑتے۔

قال شُعْبَةُ: لَمْ أَسْمَعْ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ.

شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے صرف یہی حدیث سنی ہے۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً اقامت سے پہلے مسجد میں تشریف لاکر نماز کا انتظار کیا کرتے تھے مگر اتفاق سے کبھی کوئی چوک جاتا تو اقامت سنتے ہی جھٹ وضو کر کے نماز کے لیے آ جاتا۔

۵۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيُّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُؤَدَّنٍ مَسْجِدِ الثُّرَيَّانِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَنَّى مُؤَدَّنَ مَسْجِدِ الْأَكْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۵۱۱- جناب شعبہ ابو جعفر مسجد عریان کے مؤذن سے اور وہ ابوشئی مسجد اکبر کے مؤذن سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور حدیث بیان کی۔

فائدہ: مسجد عریان اور مسجد اکبر غالباً کوفہ کی دو مسجدوں کے نام ہیں۔

(المعجم ۳۰) - باب الرَّجُلِ يُؤَدِّنُ وَيُقِيمُ آخَرَ (التحفة ۳۰)

باب: ۳۰- یہ مسئلہ کہ ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت (تکبیر کہے)

۵۱۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ فِي

۵۱۲- جناب محمد بن عبد اللہ اپنے چچا حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (شروع میں) اذان کے متعلق کچھ چیزوں کا ارادہ فرمایا مگر ان پر عمل نہ کیا۔ چنانچہ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما کو خواب میں اذان

۵۱۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۵۱۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد ۴/ ۴۲ من حديث محمد بن عمرو به، واختلف في تعيينه فالسند ضعيف، وله شاهد عند البيهقي ۱/ ۳۹۹ بإسناد ضعيف، وروى البيهقي بإسناد صحيح عن عبدالعزيز بن رفيع قال: رأيت أبا محذورة جاء وقد أذن إنسان قبله فأذن ثم أقام، وقال البيهقي: 'إسناده صحيح'.



اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

دکھلائی گئی: تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کلمات بلال کو بتاؤ۔“ چنانچہ انہوں نے بتائے اور بلال نے اذان کہی۔ عبد اللہ نے کہا: میں نے یہ خواب دیکھا اور میں اس کا خواہش مند تھا۔ فرمایا: ”تم اقامت کہہ لو۔“

الْأَذَانَ أَشْيَاءَ لَمْ يَصْنَعْ مِنْهَا شَيْئًا. قَالَ: فَأَرَى عَبْدُ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَذَانَ فِي الْمَنَامِ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: «أَلْقِهِ عَلَيَّ بِلَالٍ». فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ. فَأَذَّنَ بِلَالٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: «أَنَا رَأَيْتُهُ وَأَنَا كُنْتُ أُرِيدُهُ. قَالَ: «فَأَقِمِ أَنْتَ».

۵۱۳- جناب محمد بن عمر و انصار مدینہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن محمد کو سنا، کہتے تھے کہ میرے دادا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ (عبد اللہ بن محمد نے) کہا: چنانچہ میرے دادا نے اقامت (تکبیر) کہی۔

۵۱۳- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ - قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ جَدِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ [يُحَدِّثُ]، بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَأَقَامَ جَدِّي.

۵۱۴- حضرت زیاد بن حارث صدیقی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب صبح کی پہلی اذان کا وقت ہوا تو نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اذان کہی۔ پھر میں کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! اقامت کہوں؟ مگر آپ مشرق کی جانب فجر کو دیکھتے اور فرماتے: ”نہیں۔“ حتیٰ کہ جب فجر (اچھی طرح) طلوع ہو گئی تو آپ اپنی سواری سے اترے اور وضو کیا، پھر آپ میری طرف آئے اور اس اثنا میں آپ کے صحابہ بھی آپ کو آٹے (بروز سے مراد ہے)۔

۵۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ غَزِيمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَبِي إِفْرِيْقِيٍّ، أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ نَعِيمِ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ الْحَارِثِ الصَّدَائِيَّ قَالَ: لَمَّا كَانَ أَوَّلُ أَذَانَ الصُّبْحِ أَمْرَنِي - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - فَأَذَنْتُ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَقِيمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيَّ إِلَى نَاحِيَةِ الْمَشْرِقِ إِلَى الْفَجْرِ



۵۱۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۲۴۵، ح: ۹۵۱ من حديث أبي داود به، وأعله البخاري، انظر الحديث السابق.

۵۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن من أذن فهو يقيم، ح: ۱۹۹، وقال: "وحدیث زیاد إنما نعرفه من حدیث الإفريقي * والإفريقي ضعيف عند أهل الحديث، وضعفه يحيى بن سعيد القطان وغيره"، ورواه ابن ماجه، ح: ۷۱۷.

فَيَقُولُ: «لَا»، حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ نَزَلَ فَبَرَزَ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيَّ وَقَدْ تَلَّحَقَ أَصْحَابُهُ، - يَعْنِي فَتَوَضَّأَ - فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ لَهُ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَحَا صُدَاءَ هُوَ أَدْنَى، وَمَنْ أَدْنَى فَهُوَ يُقِيمُ»، قَالَ: فَأَقَمْتُ.

☀️ فائدہ: اس باب کی مذکورہ تینوں روایتیں ضعیف ہیں اس لیے ان سے کسی مسئلے کا اثبات نہیں ہوتا۔ لیکن بعض شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہے تو مناسب ہے تاہم اگر دوسرا اقامت کہے تو کوئی حرج نہیں۔ (عون المعبود - نیل الاوطار)

باب رَفْعِ الصَّوْتِ (المعجم ۳۱) - باب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ (التحفة ۳۱)

باب: ۳۱- بلند آواز سے اذان کہنا

۵۱۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَثْمَانَ، عَنْ أَبِي بَحْبَحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمُؤَذِّنُ يُعْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ، وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهُ خَمْسُونَ وَعِشْرُونَ صَلَاةً، وَيُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا».

۵۱۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مؤذن کو جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے بخش دیا جاتا ہے۔ اور ہر خشک و تر چیز اس کے لیے گواہی دیتی ہے۔ اور جو جماعت میں حاضر ہوتا ہے اس کے لیے پچیس نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور (دوسری نماز تک کے) ماہین کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① مؤذن کا یہ شرف ہے کہ اس قدر طویل و عریض اور وسیع مغفرت کا مستحق بنتا ہے۔ یا یہ ایک تشبیہ و تمثیل ہے کہ بالفرض اس کے گناہ اس قدر بھی ہوں جو اتنی جگہ میں آئیں تو بھی معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس قدر بلند آواز سے اذان کہے گا اسی قدر مغفرت کا مستحق بنے گا۔ لہذا بلند آواز سے اذان کہنا مستحب اور موکد ہے۔ ② اذان سے اور جماعت میں شرکت سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کبار کی معافی کے لیے توبہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ضروری ہے۔ ویسے اللہ کی رحمت وسیع ہے چاہے تو معاف فرمادے۔

۵۱۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ۵۱۶- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول

۵۱۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأذنان، باب فضل الأذنان وثواب المؤذنين، ح: ۷۲۴، والنسائي، ح: ۶۴۶ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۹۰، وابن حبان، ح: ۲۹۲، وللحديث شواهد كثيرة.

۵۱۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأذنان، باب فضل التأذنين، ح: ۶۰۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ



۲- کتاب الصلاة اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

أَبِي الزَّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّائِبِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النَّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا نُوبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّوْبِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ وَيَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَطَّلَ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کے لیے اذان کی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر پاد مارتا ہوا پلٹ جاتا ہے۔ (اور اتنی دور چلا جاتا ہے۔) حتیٰ کہ اذان نہیں سنتا۔ جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے۔ پھر جب اقامت کی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے۔ اور جب اقامت ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے اور نمازی کے دل میں طرح طرح کے خیالات ڈالتا ہے اور کہتا ہے: یہ یاد کر یہ یاد کر۔ ایسی ایسی باتیں یاد دلاتا ہے جو اسے یاد نہ آتی ہوں۔ حتیٰ کہ آدمی کو خیال ہی نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔“



فوائد و مسائل: ① بظاہر شیطان سے مراد ”ابلیس“ ہی ہے اور ممکن ہے کہ شیاطین الجن مراد ہوں۔ ② زور سے اور آواز سے شیطان سے رنج کا خارج ہونا دلیل ہے کہ اذان کے مبارک کلمات میں وزن ہے۔ ③ اذان کے وقت شور کرنا شیطانی عمل کے ساتھ مشابہت ہے۔ ④ شیطان مسلمان نمازیوں پر بار بار حملے کرتا ہے اور نبی ﷺ نے بھی علاج بیان فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں تعویذ پڑھا جائے اور بائیں طرف پھونک ماری جائے۔ خیال کیا جائے کہ بے نماز لوگوں پر اس کے حملے کتنے شدید ہوں گے۔ ⑤ اذان میں آواز خوب بلند کرنی چاہیے یہ اسلام اور مسلمانوں کا شعار ہے۔ لیکن آواز کی یہ بلندی اس طرح اور اس حد تک ہو کہ اس میں کراہت اور بھداپن پیدا نہ ہو کیونکہ رفع صوت کے ساتھ حسن صوت بھی مطلوب اور پسندیدہ ہے۔

(المعجم ۳۲) - **باب مَا يَجِبُ عَلَيَّ الْمُؤَذِّنِ مِنْ تَعَاهُدِ الْوَقْتِ** (التحفة ۳۲)

باب: ۳۲- مؤذن کے لیے واجب ہے کہ وقت کی پابندی کرے

۵۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ

۵۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام ضامن اور ذمہ دار ہے اور

«(بحی): ۱/۶۹، ۷۰، والقنبي، ص: ۸۸، ورواه مسلم: ۱۹/۳۸۹، الصلوة، باب فضل الأذان وهرّب الشيطان عند سماعه، من حديث أبي الزناد به.

۵۱۷- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن، ح: ۲۰۷ من حديث الأعمش به، ولم يسمعه من أبي صالح، وللحديث شاهد عند أحمد: ۶/۶۵ وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة: ۱۶/۳، وابن حبان، ح: ۳۶۲.

۲- کتاب الصلاة اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

رَجُلٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ، اللَّهُمَّ! أَرْشِدِ الْأَيَّمَةَ وَاعْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ».

مؤذن امین اور قابل اعتماد ہے۔ اے اللہ! اماموں کو (صحیح علم و عمل کی) توفیق دے اور مؤذنین کو بخش دے۔“

۵۱۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: جناب ابوصالح کہتے ہیں میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ میں نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ہی سے سنا ہے۔

عن أبي صالح قال: ولا أراني إلا قد سمعته منه عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ مثله.

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

🌞 نوائد و مسائل: ① امام کی ذمے داری یہ ہے کہ صحیح سنت کے مطابق نماز پڑھائے۔ دعاؤں میں اپنے مقتدیوں کو شامل رکھے اور صرف اپنے آپ ہی کو مخصوص نہ کرے وغیرہ۔ ② مؤذن کا اذان وینا اعلان عام ہوتا ہے کہ نماز، بحر یا افطار کا وقت ہو گیا ہے۔ اس لیے اس پر اعتماد کیا جانا چاہیے اور اس پر بھی واجب ہے کہ اپنی ذمے داری کا خوب احساس کرے۔ ③ نماز کی امامت اور مؤذن بننا اسلامی معاشرے کے انتہائی باوقار مناصب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی فضیلت بیان کی ہے۔ اس لیے انہیں کامل عزت و احترام دیا جائے اور بلاوجہ ان کی تحقیر اور عیب چینی سے بچا جائے، واصل یہ ہے کہ یہ مناصب دیکھ بھال کر صاحب صلاحیت افراد ہی کو دیے جائیں۔

(المعجم ۳۳) - باب الأذان فوق
باب: ۳۳- مینار پر اذان کہنا
المَنَارَةُ (التحفة ۳۳)

۵۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ: كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ

۵۱۹- بنونجار کی ایک خاتون سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میرا گھر مسجد کے اطراف کے گھروں میں سب سے اونچا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہما فجر کی اذان اسی پر آ کر دیا کرتے تھے۔ وہ صبح کے وقت آ کر اس پر بیٹھ جاتے اور صبح صادق کو دیکھتے رہتے جب صبح کو طلوع ہوتا دیکھتے

۵۱۸- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۸۲ من حديث ابن نمير به، وانظر الحديث السابق.

۵۱۹- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۴۲۵ من حديث أبي داود به * محمد بن إسحاق بن يسار صرح بالسماع في السيرة لابن هشام: ۲/ ۱۵۶ (بتحقيقي)، وقال الحافظ في الدراية (۱/ ۱۲۰): "إسناده حسن".



اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

تو انگریزی لیتے اور کہتے: اے اللہ! میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش پر تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ پھر اذان کہتے۔ قسم اللہ کی! مجھے نہیں معلوم کہ بلال نے کسی رات بھی یہ کلمات چھوڑے ہوں۔

بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَكَانَ بِلَالٌ يُؤَدِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ، فَيَأْتِي بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ، فَإِذَا رَأَهُ تَمَطَّى ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَحْمَدُكَ. أَسْتَعِينُكَ عَلَى قُرَيْشٍ أَنْ يُقِيمُوا دِينَكَ. قَالَتْ: نُمَّ يُؤَدِّنُ. قَالَتْ: وَاللَّهِ! مَا عَلِمْتُهُ كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَاحِدَةً هَذِهِ الْكَلِمَاتِ.

🌞 نوآند و مسائل: ① اونچی آواز اور اونچی جگہ سے اذان کہنا مستحب ہے مگر آج کل کے لاؤڈ سپیکروں نے یہ کی پوری کر دی ہے۔ ② حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اذان سے پہلے دعائے کلمات کی طرح بھی اذان کا حصہ نہ تھے، بلکہ یہ عام طرح کی دعا ہوتی تھی جس میں کہ وہ کافی دیر سے مشغول ہوتے اور صبح صادق کا انتظار کر رہے ہوتے تھے۔ قریش کی ہدایت کے لیے دعا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس قبیلے کو عربوں میں بڑی اہمیت حاصل تھی اس کی مخالفت کی وجہ سے عام عرب بھی اسلام قبول کرنے سے گریز کر رہے تھے جب اللہ نے اس قبیلے کو قبول اسلام کی توفیق سے نوازا تو پھر فوج و رواج لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔



(المعجم ۳۴) - باب الْمُؤَدِّنِ يَسْتَدِيرُ فِي أَذَانِهِ (التحفة ۳۴)

۵۲۰- جناب عون بن ابی حنیفہ اپنے والد سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا جب کہ آپ مکہ میں تھے اور ایک خیمے میں ٹھہرے ہوئے تھے جو کہ سرخ چمڑے کا تھا۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نکلے اور اذان کہی اور میں ان کا منہ دیکھ رہا تھا کہ دائیں بائیں پھرتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ سرخ رنگ کا حلہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور یہ یمن کی قطری چادریں تھیں۔ موسیٰ (دوسری سند کے راوی اور امام

۵۲۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ الرَّبِيعِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَانَ، جَمِيعًا عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَكَّةَ وَهُوَ فِي قُبَّةِ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمَ، فَخَرَجَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ، فَكُنْتُ أَتَّبِعُ فَمَهُ هَهُنَا وَهَهُنَا. قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ

۵۲۰- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوة إلى سترة... الخ، ح: ۵۰۳ من حديث وكيع به.

حَمْرَاءُ بُرُودٌ يَمَانِيَّةٌ [قَطْرِيَّةٌ]. وقال موسى: قال: رَأَيْتُ بِلَالًا خَرَجَ إِلَى الْأَبْطَحِ فَأَذَّنَ، فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، لَوَى عُنُقَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَمْ يَسْتَدِرْ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنْزَةَ وَسَاقَ حَدِيثَهُ.

ابوداؤد کے استاذ نے کہا: ابو حنیفہ نے کہا: میں نے بلال کو دیکھا کہ وہ وادی الطح کی طرف نکلے اور اذان کہی۔ جب [حیّ علی الصلاة] اور [حیّ علی الفلاح] پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں بائیں پھیرا اور خود پورے نہیں گھومے۔ پھر اندر آئے اور اپنا بھالا نکالا اور (موسیٰ نے باقی) حدیث بیان کی۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① مؤذن کا قبلہ رخ ہونا مستحب ہے اور جب وہ [حیّ علی الصلاة] اور [حیّ علی الفلاح] پر پہنچے تو دائیں اور بائیں جانب منہ کر کے یہ کلمات کہے۔ ② غلّہ اس لباس کو کہتے ہیں جس میں چادر اور تہبند دونوں کپڑے ایک ہی جس کے ہوں۔ ③ سرخ رنگ کے لباس کی عمومی طور پر نہی وارد ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جو پہنا ہے تو شارحین اس کی بابت یہ فرماتے ہیں کہ اس میں سرخ دھاریاں نہیں۔ (واللہ اعلم) ④ اطح مکہ میں صفاروہ کی طرف آنے والے راستے کو کہتے ہیں۔ ⑤ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے الفاظ "اور خود پورے نہیں گھومے" کو شاذ بلکہ منکر قرار دیا ہے۔ (مفصل صحیح سنن ابوداؤد للالبانی' حدیث: ۵۳۳) اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ گردن کے گھومنے کے ساتھ اگر جسم بھی گھوم جائے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

(المعجم ۳۵) - **بَابُ: فِي الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ** (التحفة ۳۵)

باب: ۳۵- اذان اور اقامت کے درمیان دعا کی اہمیت

۵۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ الْعَمِيِّ، عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَرُدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ».

۵۲۱- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذان اور اقامت کے مابین دعا رد نہیں کی جاتی۔"

🌞 **فوائد و مسائل:** ① معلوم ہوا کہ یہ وقت انتہائی قیمتی ہوتا ہے۔ نماز، دعا، ذکر اور تلاوت میں مشغول رہ کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے جبکہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ حتیٰ کہ مساجد کے خادمین تک اس وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ② اس وقت میں دعا مقبول ہوتی ہے بشرطیکہ دیگر آداب و شرائط کا لحاظ بھی رکھا گیا ہو بالخصوص صحت عقیدہ، رزق حلال،

۵۲۱- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في أن الدعاء لا يرد بين الأذان والإقامة، ح: ۲۱۲ من حديث سفیان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف، وله شواهد عند أحمد: ۳/۲۲۵ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۲۶، ۴۲۷، وابن حبان، ح: ۲۹۶.



صدق مقال، اور اخلاص و یقین کامل وغیرہ۔

باب: ۳۶- مؤذن کو سننے تو کیا کہے؟

(المعجم ۳۶) - باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ

الْمُؤَذِّنُ (التحفة ۳۶)

۵۲۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جیسے کہ مؤذن کہتا ہے۔“

۵۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النَّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ».

۵۲۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے: ”جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو۔ تحقیق جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ پھر میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کرو۔ بلاشبہ یہ (وسیلہ) جنت میں ایک منزل کا نام ہے جو اللہ کے کسی ایک بندے کو ملے گی اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ سو جس نے میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کیا اس کے لیے شفاعت حلال ہوگئی۔“

۵۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَحَيَّوَةَ وَسَعِيدِ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ؛ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيْلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَبْغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ لِي الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ».

۵۲۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ح: ۶۱۱، ومسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه... الخ، ح: ۳۸۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۷/۱ (والقنبي، ص: ۸۴، ۸۵).

۵۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه... الخ، ح: ۳۸۴ عن محمد بن سلمة المرادي به ولم يذكر ابن لهيعة.



۲- کتاب الصلاة .. اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

🌅 فوائد و مسائل: ① جواب اذان کا حکم استحباب پر محمول ہے اور شرعی عذر کے علاوہ تمام کیفیتوں میں اس کا جواب دینا چاہیے۔ حدیث، جنابت اور حیض اس سے مانع نہیں ہیں۔ نیز اقامت کا جواب بھی اس سے ماخوذ ہے۔ (امام نووی) ② جواب ہر کلمہ پر دینا چاہیے نہ کہ اذان مکمل ہونے پر۔ تاہم ساتھ ساتھ جواب دینے میں کوئی معقول رکاوٹ ہو تو آخر میں اذان کا مکمل جواب دے کر دعائیں پڑھ لے۔ ③ دعوتِ عمل میں ترغیب و تشویق کا پہلو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے درود پڑھنے کا جیسا پہلو سے ارشاد فرمایا ہے۔ ④ اعمال میں اخلاص شرط ہے۔

ملاحظہ: تعجب ہے کہ بدعتی لوگ اپنی دعاؤں میں رسول اللہ ﷺ کے غیر مشروع و سلیے پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت سے مطالبہ فرما رہے ہیں کہ میرے لیے ”وسیے“ کا اللہ سے سوال کرو۔

۵۲۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مؤذن ہم سے فضیلت لے جا میں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم بھی ویسے ہی کہا کرو جیسے کہ وہ کہتے ہیں۔ جب تم اس سے فارغ ہو تو سوال کرو اور دعا مانگو دیے جاؤ گے۔“

۵۲۴- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي الْحُبَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ يَفْضَلُونَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَاسْأَلْ تُعْطَهُ».

۵۲۵- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے مؤذن کو سن کر یہ کہا [وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ رَضِيْتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا] اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول

۵۲۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيْتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ».

۵۲۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۲/۲ من حديث حبي بن عبد الله به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۹۵.
۵۲۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، ب استجاب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه... الخ، ح: ۳۸۶ عن قتبية به.



اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے، محمد کے رسول ہونے اور اسلام پر بحیثیت دین کے راضی ہوں۔“ تو وہ بخشتا گیا۔“

۵۲۶- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن کو سنتے اور وہ شہادت کے کلمات کہتا تو آپ فرماتے: ”اور میں بھی اور میں بھی۔“ (یعنی شہادت دیتا ہوں۔)

۵۲۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ، قَالَ : «وَأَنَا وَأَنَا» .

☀️ فائدہ: محمد ﷺ باوجودیکہ رسالت کے جلیل القدر منصب پر فائز تھے اللہ کی توحید اور اپنے رسول ہونے کے اولین مؤمن و صدق تھے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿إِذْ قَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّهِ إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ الرِّبَّاءَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (بقرہ: ۲۸۵) ”ایمان لائے رسول اس سب پر جو ان پر ان کے رب کی طرف سے اتارا گیا اور مؤمنین بھی۔“

۵۲۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مؤذن کہے [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] تو تمہارا سننے والا بھی کہے [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] اور جب وہ کہے: [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] تو سننے والا بھی کہے [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] پھر وہ کہے [أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ] اور یہ بھی کہے [أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ] پھر وہ کہے [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] اور یہ کہے [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ] پھر وہ کہے [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] اور یہ کہے [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ] پھر وہ کہے [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] اور یہ کہے [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] پھر وہ کہے [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] اور یہ کہے [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] یہ

۵۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسَافٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ : اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَحَدُكُمْ : اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَإِذَا قَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالَ : أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ : أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ : حَيَّ عَلَى



۵۲۶- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۴۰۹ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۸۱، والحاكم: ۱/ ۲۰۴، وللحديث طرق عند ابن أبي شيبة: ۱/ ۲۲۷ وغيره.

۵۲۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه... الخ، ح: ۳۸۵ من حديث محمد بن جهمس الثقفي به.

الصَّلَاةُ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مِنْ قَلْبِهِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① جنت کا داخلہ توحید و رسالت اور شریعت کی قول و عمل سے تصدیق ہی پر مبنی ہے اور اذان ان سب کی جامع ہے۔ ② [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ] کا معنی ہے کہ ”کسی برائی اور شر سے بچنا اور کسی نیکی یا خیر و صلاح کی توفیق اللہ کے بغیر ممکن نہیں۔“ ③ اس حدیث سے اذان کا جواب دینے کی فضیلت واضح ہے۔ البتہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہنا ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ
الإِقَامَةَ (التحفة ۳۷)

باب: اقامت سنے تو کیا کہے؟

۵۲۸- اہل شام کے ایک فرد نے شہر بن حوشب سے روایت کیا انہوں نے ابو امامہ یا نبی ﷺ کے کسی دوسرے صحابی سے روایت کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا شروع کی تو جب [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] کہا تو نبی ﷺ نے کہا: [أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا] ”اللہ سے قائم و دائم رکھے۔“ اور دیگر کلمات کے جواب میں اسی طرح کہا جیسے کہ مذکورہ بالا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزرا ہے۔

۵۲۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَوْ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّ بِلَالَ أَخَذَ فِي الإِقَامَةِ، فَلَمَّا أَنْ قَالَ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا»، وَقَالَ فِي سَائِرِ الإِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيثِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الأَذَانِ.

☀️ ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم پچھلے باب کی احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اقامت کا جواب بھی

۵۲۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱/ ۴۱۱ من حديث أبي داود به * محمد بن ثابت العبدي ضعيف ورجل من أهل الشام مجهول، والحديث الضعيف لا يحتج به في الفضائل ولا في الأحكام ولا في العقائد في القول المرجح والحمد لله.



اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

دیا جائے اور «قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ» کے جواب میں بھی یہی الفاظ دہرائے جائیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (فتح

الباری: ۹۲/۲)

باب: ۳۷- اذان کے بعد دُعا

(المعجم ۳۷) - باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ

عِنْدَ الْأَذَانِ (التحفة ۳۸)

۵۲۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اذان سن کر یہ (درج ذیل) دعا پڑھے تو قیامت کے روز اس کے لیے شفاعت لازم ہوگی۔ [اللَّهُمَّ! رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ النَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَأَبْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ] ”اے اللہ! اس کامل پکار اور قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد کو منزل و وسیلہ اور فضیلت سے سرفراز فرما اور انہیں اس مقام محمود پر کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔“

۵۲۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الدُّعَاءَ: اللَّهُمَّ! رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ النَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَأَبْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

توضیح: ① [دعوتِ نامَّة] ”کامل پکار“ سے مراد توحید و رسالت کی پکار ہے۔ [صلَاةِ قَائِمَةٍ] ”قائم رہنے والی نماز“ سے مراد یہ ہے کہ کوئی ملت اس سے خالی نہیں رہی ہے اور نہ کسی شریعت نے اسے منسوخ ہی کیا ہے اور زمین و آسمان کے باقی رہنے تک یہ بھی باقی رہے گی۔ [وسیلۃ] جنت کی ایک منزل کا نام ہے۔ [مقام محمود] سے مراد وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ میدانِ حشر میں مخلوقات کے لیے شفاعت کی خاطر سجدہ ریز ہوں گے اور یہ سجدہ سات دن رات تک طویل ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سجدے میں میں اللہ کی حمد و ثنا کروں گا جو اس وقت مجھے اللہ الہام فرمائے گا۔ تب مجھے حکم ہوگا کہ سر اٹھاؤ، سفارش کرو، قبول ہوگی۔ (صحیح بخاری، التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: وَجُوهُ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ أَلَىٰ رَبِّهَا نَاضِرَةٌ ○ الی رہبا ناظرۃ ○ حدیث: ۷۳۴۰) [فضیلۃ] سے مراد تمام مخلوقات سے بڑھ کر عالی مرتبہ ○ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا مستحق بن جانا بہت بڑی فضیلت اور شرف کا مقام ہے، اس لیے ہر مسلمان کو اس کا حریص ہونا چاہیے۔ جو محض تمناؤں اور امیدوں سے ممکن نہیں اس کے لیے قول تصدیق اور عمل ضروری ہے۔

۵۲۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء عند النداء، ح: ۶۱۴ عن علي بن عيَّاش به، وهو في المسند

للإمام أحمد: ۳/۳۵۴.

۲- کتاب الصلاة اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

باب: ۳۸- مغرب کی اذان کے وقت دعا

۵۳۰- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم دی کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ (درج ذیل) دعا پڑھا کروں: «اللَّهُمَّ! إِنَّ هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، فَاعْفِرْ لِي» [اے اللہ! بے شک یہ وقت ہے کہ تیری رات آرہی ہے، تیرا دن جا رہا ہے اور تیری طرف پکارنے والوں کی صدائیں ہیں لہذا تو مجھے بخش دے۔]

باب: ۳۹- اذان پر اجرت لینا؟

۵۳۱- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی قوم کا امام بنا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”تم ان کے امام ہو اور ان کے ضعیف ترین کی اقتدا (رعایت) کرنا اور مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔“

🌞 **نوٹ:** اس روایت کا آخری حصہ ”اور مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔“ اولیٰ کی طرف

(المعجم ۳۸) - باب مَا يَقُولُ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ (التحفة ۳۹)

۵۳۰- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِهَابٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقُولَ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ: «اللَّهُمَّ! إِنَّ هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ، وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، فَاعْفِرْ لِي».

(المعجم ۳۹) - باب أَخِذِ الْأَجْرَ عَلَى التَّأْذِينِ (التحفة ۴۰)

۵۳۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ: أَبْنَانَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: قُلْتُ: - وَقَالَ مُوسَى فِي مَوْضِعٍ آخَرَ - إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي. قَالَ: «أَنْتَ إِمَامُهُمْ، وَاقْتَدِ بِأُضْعَفِهِمْ، وَاتَّخِذْ مُؤَدَّنَا لَا يَأْخُذْ عَلَيَّ أَذَانُهُ أَجْرًا».

۵۳۰- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب دعاء أم سلمة، ح: ۳۵۸۹ من حديث أبي كثير به وقال: "غريب"، وصححه الحاكم: ۱/ ۱۹۹، ووافقه الذهبي.

۵۳۱- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب اتخاذ المؤذن الذي لا يأخذ على أذانه أجرا، ح: ۶۷۳ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ۱/ ۱۹۹، ۲۰۱ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

اشارہ ہے۔ یعنی افضل و اعلیٰ یہی ہے کہ یہ منصب کسی ایسے شخص کے سپرد کیا جائے جو اللہ کی رضا کے لیے یہ کام کرے۔ اگر ایسا کوئی شخص میسر نہ ہو تو تنخواہ پر مؤذن رکھا جاسکتا ہے کیونکہ اس عمل میں ایک اہم دینی مصلحت ہے۔

(المعجم ۴۰) - **بَابُ: فِي الْأَذَانِ قَبْلَ** باب: ۴۰- قبل از وقت اذان کہہ دی جائے تو؟
دُخُولِ الْوَقْتِ (التحفة ۴۱)

۵۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے (ایک بار) طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور اعلان کرو کہ خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔ خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔ موسیٰ نے اضافہ کیا، چنانچہ انہوں نے جا کر اعلان کیا: خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔

۵۳۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بْنُ شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ بِلَالَ أَدَانَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِي: أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ، أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ. زَادَ مُوسَى: فَرَجَعَ فَنَادَى أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ایوب سے سوائے حماد بن سلمہ کے کسی نے روایت نہیں کیا۔

قال أبو داؤد: وهذا الحديث لم يرويه عن أيوب إلا حماد بن سلمة.

۵۳۳- جناب نافع رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن سے روایت کرتے ہیں، جس کا نام مسروح تھا، کہ انہوں نے (ایک بار) فجر (صادق) سے پہلے ہی اذان کہہ دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا، اور مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت کیا۔

۵۳۳- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رَوَادٍ: أَنَّ نَافِعَ بْنَ مَوْذِنٍ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ: مَسْرُوحٌ، أَدَانَ قَبْلَ الصُّبْحِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حماد بن زید نے اسے عبید اللہ بن عمر سے انہوں نے نافع سے یا کسی دوسرے سے

قال أبو داؤد: وَقَدَّرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ أَوْ غَيْرِهِ؛ أَنَّ

۵۳۲- تخريج: [حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح: ۷۸۲ وغيره من حديث حماد بن سلمة به، وعلقه الترمذي، ح: ۲۰۳، وللحديث شواهد عند البيهقي: ۳۸۳/۱ وغيره كما حققته في "أنوار السنن في تحقيق آثار السنن"، ح: ۲۶۱.

۵۳۳- تخريج: [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ۲۲۲/۱ من حديث عبد العزيز بن أبي رواد به، وعلقه الترمذي: ۲۰۳، وقال: "هذا لا يصح... الخ"، وللحديث شواهد.



اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مؤذن تھا جس کا نام مسروح یا کچھ اور تھا۔

مُؤذِنًا لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ: مَسْرُوحٌ [أَوْ غَيْرُهُ].

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: اور دروردی نے اسے عبید اللہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن کا نام مسعود تھا۔ اور اس کے مثل بیان کیا اور یہ اس سے زیادہ صحیح ہے۔

قال أبو داؤد: وَرَوَاهُ الدَّرَّاورِدِيُّ عن عُبَيْدِ اللَّهِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ لِعُمَرَ مُؤذِّنٌ يُقَالُ لَهُ: مَسْعُودٌ، وَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ ذَلِكَ.

۵۳۴- ہجرت ادمولی عیاض بن عامر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا: ”جب تک فجر اس طرح نمایاں نہ ہو جایا کرے اذان نہ کہا کرو۔“ اور آپ نے اطراف عرض میں اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر اشارہ فرمایا۔

۵۳۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عن شَدَّادِ مَوْلَى عِيَاضِ بْنِ عَامِرٍ، عن بلالٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قال لَهُ: «لَا تُؤذِّنْ حَتَّى يَسْتَبِينَ لَكَ الْفَجْرُ هَكَذَا»، وَمَدَّ يَدَيْهِ عَرْضًا.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہجرت ادمولی عیاض نے حضرت بلال کو نہیں پایا۔

قال أبو داؤد: شَدَّادٌ مَوْلَى عِيَاضٍ لَمْ يَدْرِكْ بِلَالَ.

فوائد و مسائل: ① فجر دو طرح سے ہوتی ہے۔ پہلی کو فجر کاذب اور دوسری کو فجر صادق کہتے ہیں۔ صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فجر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فجر جس میں کھانا حرام اور نماز (نماز فجر) حلال ہوتی ہے۔ اور دوسری وہ ہے جس میں نماز (نماز فجر) حرام اور کھانا (سحری کا) حلال ہوتا ہے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ وہ (فجر صادق) جس میں کھانا حرام ہوتا ہے افق میں طویل ہوتی ہے اور دوسری (فجر کاذب) یہ بھیڑیے کی دم کی طرح فضا میں بلند ہوتی ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث: ۳۵۶ - مستدرک حاکم: ۱۹۱/۱) ② نماز کا وقت ہونے سے پہلے اذان صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر غلطی سے تھوڑا فرق ہو تو اذان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن وقفہ اگر بہت زیادہ ہو تو اذان دہرائی جائے اور پہلی کے متعلق اعلان کر دیا جائے کہ یہ غلطی سے ہوئی ہے۔ خیال رہے کہ نماز فجر کی اذان کے بارے میں کچھ اصحاب الحدیث کا میلان یہ ہے کہ یہ فجر کاذب میں کہی جائے تاکہ صبح صادق ہوتے ہی نماز کھڑی کی جا سکے اور وہ اندھیرے میں پڑھی جائے۔ ان کی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

۵۳۴- نخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۱/ ۲۱۴ عن وكيع به، وقال البيهقي: ۱/ ۳۸۴ * وهذا مرسل *.



۲- کتاب الصلاة اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

فرمایا: ”تمہیں بلال کی اذان سحری کھانے سے ہرگز نہ روکے، بے شک وہ رات میں اذان کہتے ہیں تاکہ تمہارا قیام کرنے والا متنبہ ہو جائے اور سونے والا جاگ جائے۔“ (صحیح بخاری؛ الاذان باب الاذان قبل الفجر؛ حدیث: ۲۳۱) اس کے قائل امام مالک، اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم علیہم ہیں۔ (خطابی) مگر بخاری مسلم کی یہ روایت حقیقت کو نکھارتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلال رات میں اذان کہتے ہیں تو کھاؤ پیو حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔ اور (یہ ناپینا تھے) اور اس وقت تک اذان نہ کہتے تھے جب تک انہیں بتا نہ دیا جاتا صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔“ (صحیح بخاری؛ حدیث: ۶۱۷، صحیح مسلم؛ حدیث: ۳۸۰، ۳۸۱) مقصد یہ ہے کہ فجر طلوع ہونے ہی پر فجر کی اذان کہنا راجح ہے۔

(المعجم ۴۱) - باب الْأَذَانِ لِلْأَعْمَى (التحفة ۴۲)

۵۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ. وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ كَانَ مُؤَذِّنًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ أَعْمَى.

۵۳۵- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم رسول اللہ کے مؤذن تھے اور ناپینا تھے۔



☀️ فائدہ: ناپیے شخص کا اذان دینا یا امامت کا اہل ہونے کی صورت میں امامت کرنا بالکل صحیح اور جائز ہے اور اذان کے بارے میں ظاہر ہے کہ کوئی دوسرا ہی اس کی رہنمائی کرے گا اور آج کل تو ایسی گھڑیاں بھی ایجاد ہو چکی ہیں جن سے ایسے لوگوں کو وقت معلوم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

(المعجم ۴۲) - باب الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ (التحفة ۴۳)

۵۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي

۵۳۶- جناب ابو الشعثاء بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں بیٹھے تھے

۵۳۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب جواز أذان الأعمى إذا كان معه بصير، ح: ۳۸۱ عن محمد بن سلمة به .
 ۵۳۶- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن، ح: ۶۵۵ من حدیث إبراهيم بن المهاجر به .

۲- کتاب الصلاة اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

السَّعْنَاءِ قَالَ: كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ رَجُلٌ حِينَ أَدَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلْعَصْرِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ رضي الله عنه.

کہ مؤذن نے عصر کی اذان کہی تو اس کے بعد ایک شخص مسجد سے نکل گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه نے کہا: اس نے حضرت ابوالقاسم رضي الله عنه کی نافرمانی کی ہے۔

🌅 فائدہ: اذان ہو جانے کے بعد معقول شرعی وجہ کے بغیر مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ۴۳) - بَابُ: فِي الْمُؤَذِّنِ يَنْتَظِرُ
الإمام (التحفة ۴۴)

۵۳۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ ثُمَّ يُمْهَلُ، فَإِذَا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ.

۵۳۷- حضرت جابر بن سمرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضي الله عنه اذان کہتے، پھر زرادیر رکتے، جب دیکھتے کہ نبی ﷺ تشریف لارہے ہیں تو اقامت کہتے۔

🌅 فائدہ: اقامت کہنے کے لیے ضروری نہیں کہ پہلے امام اپنے مصلے پر کھڑا ہو تب ہی اقامت کہی جائے بلکہ اسے آتا دیکھ کر بھی تکبیر کہنا جائز ہے۔

(المعجم ۴۴) - بَابُ: فِي التَّوْبِ
(التحفة ۴۵)

۵۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْقَتَّانُ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَتَوَبَ رَجُلٌ فِي الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ قَالَ: اُخْرَجَ بِنَا، فَإِنَّ هَذِهِ بَدْعَةٌ.

۵۳۸- جناب مجاہد کہتے ہیں کہ میں (ایک بار) حضرت ابن عمر رضي الله عنهما کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے ظہر یا عصر میں توبہ کی (یعنی اذان کے بعد دوبارہ اعلان کیا) تو انہوں نے فرمایا: مجھے یہاں سے لے چلو، بیشک یہ بدعت ہے۔

۵۳۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلوة؟، ح: ۶۰۶ من طريق آخر عن سماك بن حرب به بالفاظ مختلفة نحو المعنى.

۵۳۸- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي ۱/ ۴۲۴ من حديث أبي داود به، وعلقه الترمذي، ح: ۱۹۸، وللحديث طريق آخر عند عبدالرزاق، ح: ۱۸۳۲ وغيره.



توضیح: تحویب سے مراد ایک تو وہ کلمہ ہے جو فجر کی اذان میں کہا جاتا ہے یعنی [الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] یہ حق اور مسنون ہے مگر یہاں اس سے مراد وہ اعلانات وغیرہ ہیں جو اذان ہو جانے کے بعد لوگوں کو مسجد میں بلانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کچھ حیلہ بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہیں درود شریف پڑھا جاتا ہے اور کہیں تلاوت قرآن کی جاتی ہے اور کہیں صاف سیدھا اعلان بھی کیا جاتا ہے کہ جماعت میں اتنے منٹ باقی ہیں تو ایسی کوئی صورت بھی جائز نہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ نماز کا وقت ہو جانے کے بعد بروقت نماز کے لیے حاضر ہوں۔ ہاں مسجد کی طرف راہ چلتے ہوئے کسی سوائے کو جگانا یا غافل اور ست لوگوں کو متنبہ کر دینا کہ اٹھو نماز کے لیے چلو، بلاشبہ جائز اور مطلوب ہے۔ یہ ممنوعہ تحویب میں شمار نہیں۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آخر میں نابینا ہو گئے تھے اس لیے انہوں نے اپنے قائد سے کہا کہ ”مجھے یہاں سے لے چلو۔“ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدعت اور بدعتیوں سے انتہائی نفرت کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اتباع سنت کا شوق مثال تھا۔

باب: ۳۵- اگر اقامت کے بعد امام

نہ پہنچا ہو تو مقتدی حضرات بیٹھ کر اس کا

انتظار کریں (کھڑے نہ رہیں)

(المعجم ۴۵) - بَابُ: فِي الصَّلَاةِ تَقَامُ

وَلَمْ يَأْتِ الْإِمَامَ يَنْتَظِرُونَهُ قُعُودًا

(التحفة ۴۶)

۵۳۹- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب اقامت کہہ دی جائے تو جب تک مجھے (آتا) نہ دیکھ لو کھڑے نہ ہوا کرو۔“

۵۳۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبَانٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي».

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: ایوب اور حجاج الصوفی نے یحییٰ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ (یعنی صیغہ ”عَنْ“ کے ساتھ) اور ہشام دستوائی نے کہا: یحییٰ نے مجھے لکھا۔ اور اسے معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک نے یحییٰ سے روایت کیا۔ ان دونوں نے اس روایت میں کہا:

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ أَيُّوبُ وَحَجَّاجُ الصَّوْفِ عَنْ يَحْيَى. وَهَشَامٌ الدُّسْتَوَائِيُّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى. وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى وَقَالَ فِيهِ: «حَتَّى

۵۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: متى يقوم الناس إذا رآوا الإمام عند الإقامة؟، ح: ۶۳۷، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلاة؟، ح: ۶۰۴ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ» .

”(اس وقت تک کھڑے نہ ہو) جب تک کہ مجھے دیکھ نہ

لو اور آرام و سکون اختیار کرو۔“

☀️ **فائدہ:** معلوم ہوا کہ بعض اوقات آپ ﷺ کی آمد سے قبل بھی اقامت کہہ دی جاتی تھی، جب کہ آپ کو پہلے جماعت کا وقت ہونے کی اطلاع دی جاتی تھی۔

۵۴۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا عَيْسَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بِإِسْنَادِهِ، مِثْلَهُ قَالَ: «حَتَّى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ» .

۵۴۰- یحییٰ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے مثل روایت کیا۔ کہا: ”(اس وقت تک کھڑے نہ ہو) حتیٰ کہ مجھے دیکھ لو کہ میں گھر میں سے نکل آیا ہوں۔“

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ [قَدْ خَرَجْتُ] کے لفظ صرف معمر نے روایت کیے ہیں۔ ابن عیینہ نے معمر سے روایت کیا تو اس میں [قَدْ خَرَجْتُ] کے لفظ بیان نہیں کیے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ «قَدْ خَرَجْتُ» إِلَّا مَعْمَرٌ. وَرَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ، لَمْ يَقُلْ فِيهِ: «قَدْ خَرَجْتُ» .

۵۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: قَالَ أَبُو عَمْرٍو؛ ح: وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُسَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ- وَهَذَا لَفْظُهُ- عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَقَامَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ النَّبِيُّ ﷺ.

۵۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے نماز کی اقامت کہی جاتی اور لوگ نبی ﷺ کے مصلے پر تشریف لانے سے پہلے ہی اپنی جگہیں لے چکے ہوتے تھے۔ (یعنی صفیں برابر کر چکے ہوتے تھے۔)

☀️ **فائدہ:** قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایسا شاید ایک دو بار ہی ہوا ہے۔ غرض اس سے بیان جواز تھا یا کوئی اور عذر۔ اور غالباً پہلے ایسے ہی ہوتا ہوگا اور بعد میں کسی وقت آپ کے آنے میں دیر ہوگئی تو آپ نے فرمایا ہوگا: ”جب تک مجھے دیکھ نہ لو کھڑے نہ ہوا کرو۔“ (عون المعبود)

۵۴۰- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابق.

۵۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا قال الإمام: مكانكم حتى نرجع، انظره، ح: ۶۴۰ من حديث الأوزاعي، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلاة؟، ح: ۶۰۵ من حديث الوليد بن مسلم به، وانظر، ح: ۲۳۵.



اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

۵۴۲- جناب مُعَاذُ بنِ مَعَاذٍ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ ثَابِتًا الْبُنَائِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا تَقَامُ الصَّلَاةُ، فَحَدَّثَنِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَعَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بَعْدَ مَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ.

۵۴۳- جناب مُعَاذُ بنِ مَعَاذٍ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ ثَابِتًا الْبُنَائِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا تَقَامُ الصَّلَاةُ، فَحَدَّثَنِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَعَرَضَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بَعْدَ مَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ.

۵۴۴- أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، الْأَذَانَ، بَابُ الْكَلَامِ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، ح: ۶۴۳ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْأَعْلَى بِهِ، وَانظُرْ، ح: ۵۴۴.

۵۴۵- أَخْرَجَهُ الضَّعِيفُ [إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ] أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ ۲/ ۲۰ مِنْ حَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ بِهِ * شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ لَمْ يَعْرِفْهُ وَحَدِيثُ: (۶۶۴) يَغْنِي عَنْهُ.

۵۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ سُوَيْدٍ ابْنَ مَنجُوفٍ السَّدُوسِيُّ: حَدَّثَنَا عَوْثُ بْنُ كَهْمَسٍ عَنْ أَبِيهِ كَهْمَسٍ قَالَ: قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ بِمِنَى وَالْإِمَامُ لَمْ يَخْرُجْ، فَفَعَدَدَ بَعْضُنَا، فَقَالَ لِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ: مَا يُفْعَدُكَ؟ قُلْتُ: ابْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: هَذَا السَّمُودُ. فَقَالَ لِي الشَّيْخُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كُنَّا نَقُومُ فِي الصُّفُوفِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَوِيلًا قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ. قَالَ: وَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلَايِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَيَّ الَّذِينَ يَلُونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى، وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبَّ إِلَيَّ اللَّهُ مِنْ



فوائد و مسائل: ① اقامت اور تکبیر تحریرہ میں فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور مناسب بات کر لینا بھی جائز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ انتہائی متواضع انسان تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی از حد دل جوئی فرمایا کرتے تھے۔

۵۴۳- كَهْمَسٌ كَيْفَ هُوَ؟ قَالَ: ابْنُ بَرَيْدَةَ قَالَ: هَذَا السَّمُودُ. فَقَالَ لِي الشَّيْخُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كُنَّا نَقُومُ فِي الصُّفُوفِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَوِيلًا قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ. قَالَ: وَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلَايِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَيَّ الَّذِينَ يَلُونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى، وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبَّ إِلَيَّ اللَّهُ مِنْ

۵۴۴- أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، الْأَذَانَ، بَابُ الْكَلَامِ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، ح: ۶۴۳ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْأَعْلَى بِهِ، وَانظُرْ، ح: ۵۴۴.

۵۴۵- أَخْرَجَهُ الضَّعِيفُ [إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ] أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ ۲/ ۲۰ مِنْ حَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ بِهِ * شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ لَمْ يَعْرِفْهُ وَحَدِيثُ: (۶۶۴) يَغْنِي عَنْهُ.

۵۴۳- كَهْمَسٌ كَيْفَ هُوَ؟ قَالَ: ابْنُ بَرَيْدَةَ قَالَ: هَذَا السَّمُودُ. فَقَالَ لِي الشَّيْخُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كُنَّا نَقُومُ فِي الصُّفُوفِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ طَوِيلًا قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ. قَالَ: وَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلَايِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَيَّ الَّذِينَ يَلُونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى، وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبَّ إِلَيَّ اللَّهُ مِنْ



۲- کتاب الصلاة اذان اور اقامت کے احکام و مسائل

حُطُوَّةٌ يَمْشِيهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا» . سے بڑھ کر اور کوئی قدم محبوب نہیں جس سے وہ چل کر آتا اور صف کو ملاتا ہے۔“

۵۴۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَجِيًّا فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، فَمَا قَامَ إِلَيَّ الصَّلَاةَ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ.

۵۴۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ مسجد کی ایک جانب میں (کسی کے ساتھ) سرگوشی میں مشغول رہے اور آپ نماز کے لیے آئے تو لوگوں کو نیندا رہی تھی۔

☀️ فائدہ: اس قدر طویل انتظار رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ تاہم اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تکبیر کے بعد امام کسی سے ضروری بات میں مشغول ہو جائے تو ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ امام کا انتظار کیا جائے اور اس پر امام کو مطعون نہ کیا جائے۔

۵۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُقَامُ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ، إِذَا رَأَهُمْ قَلِيلًا جَلَسَ لَمْ يُصَلِّ وَإِذَا رَأَهُمْ جَمَاعَةً صَلَّى.

۵۴۵- سالم ابو النضر رضی اللہ عنہ (تابعی) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اقامت کہے جانے کے بعد مسجد میں حاضرین کو کم محسوس کرتے تو بیٹھ جاتے اور نماز نہ پڑھاتے اور جب دیکھتے کہ جمع ہو گئے ہیں تو نماز پڑھ دیتے۔

☀️ ملحوظہ: حدیث مرسل ہے یعنی تابعی (ابو النضر) بلا واسطہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ شیخ البانی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ صحیح روایات کی رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتظار اذان کے بعد کرتے تھے نہ کہ تکبیر کے بعد۔

۵۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ بِنِ ابْنِ طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَسَى كَمَا مَثَلُ رَوَايَتِ كَرْتِي هُنَّ۔

۵۴۶- نافع بن جبیر ابو مسعود زرقی سے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۴۴- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الإمام تعرض له الحاجة بعد الإقامة، ح: ٦٤٢، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء، ح: ٣٧٦ من حديث عبدالوارث بن سعيد به، وانظر، ح: ٥٤٢.

۵۴۵- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ٢٠/٢، والحديث الآتي شاهد له.

۵۴۶- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ٢٠/٢ * وابن جريج صرح بالسماع.

مُوسَىٰ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلَ ذَلِكَ.

باب: ۴۶- جماعت چھوڑنے پر انکار شدید

(المعجم ۴۶) - باب التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ

الْجَمَاعَةِ (التحفة ۴۷)

۵۴۷- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، فرماتے تھے: ”جس کسی گاؤں یا بستی میں تین فرد بھی ہوں اور ان میں نماز باجماعت کا اہتمام نہ ہو تو شیطان ان پر مسلط ہو جاتا ہے لہذا تم جماعت کو لازم پکڑو۔ بھیڑیا ہمیشہ دور رہنے والی اکیلی بکری ہی کو کھاتا ہے۔“

۵۴۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ: حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ حُسَيْبٍ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ تَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا تَقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدْ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذُّبُّ الْقَاصِيَةَ».

جناب زائدہ بیان کرتے ہیں کہ سائب نے کہا کہ ”جماعت“ سے مراد باجماعت نماز ہے۔

قال زَائِدَةُ: قال السَّائِبُ: يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ الصَّلَاةَ فِي الْجَمَاعَةِ.

☀️ فائدہ: [عَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ] ”جماعت کو لازم پکڑو۔“ کی تاکید سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے ظاہری و باطنی فتنوں سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ ”نماز باجماعت“ کا اہتمام ہے۔ اس جملے کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ اجتماعیت کا التزام رکھو اور کوئی عقیدہ یا عمل ایسا اختیار نہ کرو جو جماعت صحابہ کے عقیدہ و عمل کے برعکس ہو۔ جماعت اور اجتماعیت میں عدد اور کثرت کی اہمیت نہیں ہے کیونکہ دین اسلام کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت صحیحہ پر ہے۔ اس کے اختیار کرنے ہی میں اجتماعیت ہے خواہ افراد کتنے ہی کم ہوں اور اس اصل کو چھوڑنے میں افتراق ہے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ دیکھیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اکیلے ہوتے ہوئے بھی ”امت“ قرار دیا گیا ہے: ﴿إِنَّا إِبْرَاهِيمَ سَخَانَ آتَمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (النحل: ۱۲۰) ”بلاشبہ ابراہیم ایک امت تھے اللہ کے مطیع“ کیسوا اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔“

۵۴۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب التشديد في ترك الجماعة، ح: ۸۴۸ من حديث زائدة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۸۶، وابن حبان، ح: ۴۲۵، والحاكم: ۲/۱، ۲۴۶، ووافقه الذهبي.

باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

۵۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ نماز کی اقامت کا حکم دوں، پھر ایک آدمی کو کہوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور خود ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز (کی جماعت) میں حاضر نہیں ہوتے اور میرے ساتھ کچھ لوگ ہوں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں پھر میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“

۵۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتَقَامَ ثُمَّ أَمُرَ رَجُلًا فَيَصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِيَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزْمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحْرَقَ عَلَيْهِمْ بَيْتُهُمْ بِالنَّارِ».

۵۴۹- جناب یزید بن اہم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کریں، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو اپنے گھروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، حالانکہ انہیں کوئی عذر نہیں ہے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“ (یزید بن یزید نے کہا) میں نے (اپنے شیخ) یزید بن اہم سے کہا: اے ابو عوف! اس سے آپ کی مراد جمعہ (کی نماز) تھی یا کچھ اور؟ انہوں نے کہا: میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے ابو ہریرہ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے نہ سنا ہو۔ انہوں نے جمعہ یا دوسری نماز کا ذکر نہیں کیا۔ (یعنی کوئی تخصیص نہیں، جمعہ سمیت تمام نمازوں کی جماعت کا مسئلہ ہے۔)

۵۴۹- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ فِتْيَتِي فَيَجْمَعُوا حُزْمًا مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ آتِي قَوْمًا يُصَلُّونَ فِي بُيُوتِهِمْ لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ فَأُحْرَقَهَا عَلَيْهِمْ». قُلْتُ لِيَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ: يَا أَبَا عَوْفٍ! الْجُمُعَةُ عَنِّي أَوْ غَيْرَهَا؟ قَالَ: صُمَّمَا أُنذَانِي إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَأْتُرُهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا ذَكَرَ جُمُعَةً وَلَا غَيْرَهَا.

۵۴۸- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلوة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها . . . الخ، ح: ۶۵۱ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الأذان، باب فضل صلوة العشاء في الجماعة، ح: ۶۵۷ من حديث الأعمش به.

۵۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، من حديث يزيد بن الأصم به، وانظر الحديث السابق.



☀️ فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا دونوں احادیث کے الفاظ تو ایسے ہیں جو نماز کے لیے ”جماعت“ کے فرض عین ہونے کا اشارہ دیتے ہیں۔ اگر یہ عام ہی سنت ہوتی تو اس کے ترک پر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگائے جانے کی شدید ترین وعید نہ سنائی جاتی۔ نماز باجماعت ائمہ امت عطاء، اوزاعی، احمد، ابو داؤد، ابن خزیمہ، ابن منذر اور ابن حبان رحمہم کے نزدیک ”فرض عین“ ہے۔ داؤد ظاہری نے جماعت کو صحت صلاۃ کے لیے شرط کہا ہے۔ تمام طرح کے دلائل کی روشنی میں امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو ”بَابُ وُجُوبِ الْجَمَاعَةِ“ کے ذیل میں لائے ہیں اور شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے اسے ”سنت مؤکدہ“ لکھا ہے۔ ② جب صرف جماعت چھوڑنے پر اس قدر سخت وعید ہے تو جو لوگ نماز ہی نہیں پڑھتے، وہ کتنی بڑی سزا کے مستحق ہوں گے۔ بلاشبہ ان کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ ③ ملی اور اجتماعی امور میں رخصتا نمازی یا ان سے پیچھے رہنا نہایت بڑا جرم ہے جیسا کہ نبی ﷺ کے اس ارادے کے اظہار سے واضح ہے کہ ”میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“

۵۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان پانچوں نمازوں کی حفاظت اور پابندی اختیار کرو جہاں کہیں ان کے لیے اذان کہی جائے۔ کیونکہ نمازوں کی (باجامعت) پابندی ”سنن ہدیٰ“ میں سے ہے۔ (یعنی حق و ہدایت کی راہ ہے۔) اور اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے لیے ہدایت کی سنتیں مشروع کی ہیں۔ اور میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ واضح اور کھلے منافق کے علاوہ کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہ رہتا تھا۔ اور میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ ایک آدمی کو دو دو افراد سہارا دے کر لاتے تھے اور اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا اور تم ہو کہ ہر ایک نے اپنے گھر ہی میں مسجد بنا رکھی ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو اور مسجدوں کو چھوڑ دو تو اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے۔ اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو کافر ہو جاؤ گے۔

۵۵۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: حَافِظُوا عَلَيَّ هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ شَرَعَ لِنَبِيِّهِ ﷺ سُنْنَ الْهُدَى وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ بَيْنُ النَّفَاقِ، وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لِيَهَادِيَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَقَامَ فِي الصَّفِّ، وَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَهُوَ مَسْجِدٌ فِي بَيْتِهِ، وَلَوْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَتَرَكْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ لَكَفَرْتُمْ.



☀️ فوائد و مسائل: ① جماعت سے پیچھے رہنا منافقین کی علامات میں سے بتایا گیا ہے اور یہ اس کے ”کبیرہ گناہ“

۵۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب صلوة الجماعة من سنن الهذلي، ح: ۶۵۴ من حديث علي بن الأقمريه.

باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

ہونے سے بھی بڑھ کر ہے۔ ⑤ نبی ﷺ کی سنتوں سے اعراض کا نتیجہ بالآخر کفر تک پہنچا سکتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ.

۵۵۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مؤذن کو سنا اور اس کی اتباع کرنے میں (یعنی مسجد میں آنے سے) اسے کوئی عذر مانع نہ ہوا..... سننے والوں نے پوچھا..... عذر سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”کوئی خوف یا بیماری۔ تو ایسے آدمی کی نماز جو وہ پڑھے گا مقبول نہ ہوگی۔“

۵۵۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ أَبِي جَنَابٍ، عَنْ مَعْرَاءَ الْعُبَيْدِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ اتِّبَاعِهِ عَذْرٌ» . قَالُوا: وَمَا الْعَذْرُ؟ قَالَ: «خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ، لَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةَ الَّتِي صَلَّى»

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: معرء سے ابو اسحاق نے روایت کیا ہے۔

قال أبو داؤد: رَوَى عَنْ مَعْرَاءَ أَبُو إِسْحَاقَ .

۵۵۲- حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں نابینا آدمی ہوں، گھر دور ہے اور میرا قائد (ہاتھ پکڑ کر لانے والا) میری مدد نہیں کرتا، تو کیا میرے لیے رخصت ہے کہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”کیا اذان سنتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”میں تیرے لیے رخصت نہیں پاتا۔“

۵۵۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، عَنْ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرٌ الْبَصَرِ شَاسِعُ الدَّارِ وَلِيَّيْ قَائِدٌ لَا يُلَاؤِمُنِي، فَهَلْ لِي رُخْصَةٌ أَنْ أَصَلِّيَ فِي بَيْتِي؟ قَالَ: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ؟» قَالَ: نَعَمْ: قَالَ: «لَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً» .

۵۵۳- حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے

۵۵۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنِ أَبِي

۵۵۱- تخريج: [إسناده ضعيف] * أبو جناب يحيى بن أبي حية الكلبي ضعيف مدلس، وحديث ابن ماجه، ح: ۷۹۳ يفتني عنه.

۵۵۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة، ح: ۷۹۲ من حديث عاصم به، وللحديث شواهد، أبو رزین عن عمرو بن أم مکتوم مرسل، قاله ابن معین، وحديث مسلم، ح: ۶۵۳، وأحمد: ۴۲۳/۳ يفتني عنه.

۵۵۳- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن، ح: ۸۵۲ عن هارون بن زيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۷۸، وللحديث طريق آخر عند أحمد: ۴۲۳/۳ صححه ابن خزيمة، ۴۴



باجماعت نماز ادا کرنے پر وعید کا بیان

روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مدینے میں کیڑے اور درندے بہت زیادہ ہیں۔ (کیا میرے لیے رخصت ہے کہ گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”[حَتَّىٰ عَلَى الصَّلَاةِ] اور [حَتَّىٰ عَلَى الْفَلَاحِ] (کی آواز) سنتے ہو تو ضرور آؤ۔“

الرَّزَقَاءَ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِّ وَالسَّبَاعِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَسْمَعُ حَتَّىٰ عَلَى الصَّلَاةِ، حَتَّىٰ عَلَى الْفَلَاحِ فَحَتَّىٰ هَلَا».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: قاسم جری نے بھی سفیان سے ایسے ہی روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں [حَتَّىٰ هَلَا] ”ضرور آؤ۔“ کے لفظ نہیں ہیں۔

قال أبو داؤد: وكذا رواه القاسم الجرمي عن سفیان، ليس في حديثه: «حَتَّىٰ هَلَا».



🌞 فائدہ: یہ اور دیگر احادیث واضح دلیل ہیں کہ نماز باجماعت واجب ہے۔ سب جانتے ہیں کہ خوف کے موقع پر بھی صلاۃ خوف باجماعت ہی مشروع ہے۔ اور اصحاب اعذار کے لیے دلائل سے ثابت ہے کہ جماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت ضرور ہے مگر اس فضیلت سے محروم رہیں گے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ جناب عبداللہ ابن ام مکتوم رحمہ اللہ کو رخصت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ شاید ان کا سوال ”عزیمت“ کے متعلق تھا جبکہ نبی ﷺ نے حضرت تہان بن مالک رحمہ اللہ کے گھر میں جا کر ان کی جائے نماز کا افتتاح فرمایا تھا اور مذکورہ بالا حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں بھی شرعی عذر خوف یا مرض کا استثنا موجود ہے۔

(المعجم ۴۷) - **بَابُ فِي فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ** (التحفة ۴۸)

۵۵۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد فرمایا: ”کیا فلاں حاضر ہے؟“ لوگوں نے کہا:

۵۵۴- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: صَلَّى

ح: ۱۴۷۹، والحاكم: ۲۴۷/۱، ووافقه الذهبي.

۵۵۴- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۴۰/۵ من حديث شعبة به، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۷۷، وابن حبان، ح: ۴۲۹، ورواه ابن ماجه، ح: ۷۹۰، والنسائي، ح: ۸۴۴ من حديث أبي إسحاق عن عبد الله بن أبي بصير عن أبيه عن أبي بن كعب به، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۷۶، وابن حبان، ح: ۴۳۰، وللحديث شواهد كثيرة.

۲- کتاب الصلاة باجماعت نماز ادا کرنے پر وعید کا بیان

بنا رسول الله ﷺ يَوْمًا الصُّبْحُ فَقَالَ: «أَشَاهِدُ فَلَانَ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «أَشَاهِدُ فَلَانَ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُتَنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهَا وَلَوْ حَبَوْنَا عَلَى الرُّكْبِ، وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَأَبْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهَوَ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ».

نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا فلاں حاضر ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ یہ دو نمازیں منافقوں پر سب نمازوں سے بھاری ہیں (یعنی عشاء اور فجر) اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان میں کیا کچھ اجر و ثواب ہے تو تم ان میں ضرور آؤ، اگرچہ گھٹنوں کے بل ہی آنا پڑے۔ اور پہلی صف (اجر و ثواب میں) فرشتوں کی صف کی مانند ہے۔ اگر تمہیں اس کی فضیلت معلوم ہو تو اس کے لیے ضرور سبقت کرو۔ انسان کی نماز ایک آدمی کے ساتھ زیادہ اجر و ثواب والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اکیلا پڑھے۔ اور اس کی نماز دو آدمیوں کے ساتھ زیادہ فضیلت والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ مل کر پڑھے۔ جس قدر اہل جماعت کی تعداد زیادہ ہوگی وہ زیادہ پاکیزہ اور اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① تربیت اور تذکیر کے لیے نمازیوں کی حاضری لگائی جاسکتی ہے۔ ② انسانی کمزوری ہے کہ وہ دنیاوی اور فوری فوائد کے لیے ہر طرح کی مشقت برداشت کر لیتا ہے مسلمان کو چاہیے کہ اپنی نظر آخرت پر رکھے۔ نونیز بچوں کو ترغیب و تشویق کی خاطر اگر انعامات دیے جائیں تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح تبلیغی اجتماعات میں دعوت وغیرہ کا اہتمام لوگوں کی رغبت کو بڑھا سکتا ہے۔ ③ بڑی مسجد میں حاضرین کی کثرت کے لحاظ سے اگرچہ ثواب زیادہ ہے لیکن اگر قریبی مسجد کو آباد کرنے کی نیت سے ترجیح دی جائے تو ان شاء اللہ اس میں بھی بہت فضیلت ہوگی۔

۵۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي سَهْلٍ يَعْنِي عُثْمَانَ بْنَ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ عُثْمَانَ

۵۵۵- سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو یہ آدھی رات کے قیام کی طرح ہے اور جس نے عشاء اور فجر کی نمازیں باجماعت پڑھیں تو یہ پوری رات کے

۵۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، ح: ۶۵۶ من حديث سفیان الثوري به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۱/ ۶۸.

باجامعت نماز ادا کرنے پر وعید کا بیان

ابنِ عَمَّانٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ».

☀️ فائدہ: اور جو شخص یہ نمازیں باجماعت پڑھنے کے بعد رات کو قیام بھی کرے تو اس کا مقام بہت ہی اونچا ہوگا۔
وَقَفْنَا لِلَّهِ.

(المعجم ۴۸) - باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَشِيِّ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ۴۹)

باب: ۴۸- نماز کیلئے پیدل چل کر جانے کی فضیلت
۵۵۶- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جو شخص جتنا مسجد سے دور ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ ثواب کا حق دار ہوتا ہے۔“

۵۵۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْأَبْعَدُ فَلْأَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْرًا».



☀️ فائدہ: جو شخص جس قدر زیادہ قدم چل کر جائے گا اور مشقت برداشت کرے گا اس کو اسی قدر ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

۵۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ: أَنَّ أَبَا عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ يُصَلِّي الْقِبْلَةَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَبْعَدَ مَنْزِلًا مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ، وَكَانَ لَا

۵۵۷- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے ہیں کہ ایک شخص تھا، جہاں تک میں جانتا ہوں، اہل مدینہ میں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والوں میں اس کا گھر سب سے دور تھا اور مسجد میں کوئی نماز بھی اس سے نہ چوکتی تھی۔ میں نے اس سے کہا: اگر آپ ایک گدھا خرید لیں، گرمی اور اندھیرے میں اس پر سوار ہوں (تو سہولت رہے۔) اس نے کہا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر مسجد کے

۵۵۶- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب الأبعد فالأبعد من المسجد أعظم أجرا، ح: ۷۸۲ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الحاكم: ۲۰۸/۱، ووافقه الذهبي، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/ ۴۳۲، ح: ۴۹۸، ۴۹۹، وهو في المسند للإمام أحمد: ۱/ ۶۸، وله شاهد في صحيح مسلم: ۶۶۲.

۵۵۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، ح: ۶۶۳ من حديث سليمان التيمي به.

باجماعت نماز ادا کرنے پر وعید کا بیان

قریب ہو۔ اس کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نیت یہ ہے کہ میرا مسجد میں آنا اور یہاں سے گھر واپس جانا سب ہی لکھا جائے۔ تو آپ نے فرمایا: ”اللہ نے تمہیں یہ سب عطا فرمادیا۔ جس اجر و ثواب کی تو نے امید کی ہے اللہ نے وہ سب عنایت فرمادیا۔“

تُخَطِّئُهُ صَلَاةً فِي الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: لَوْ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرَكْبُهُ فِي الرَّمْضَاءِ وَالظَّلْمَةِ، فَقَالَ: مَا أَحَبُّ أَنْ مَنِّلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، فَنَمِّي الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: أَرَدْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْ يُكْتَبَ لِي إِقْبَالِي إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوعِي إِلَى أَهْلِي إِذَا رَجَعْتُ. فَقَالَ: «أَعْطَاكَ اللَّهُ ذَلِكَ كُلَّهُ، أَنْطَاكَ اللَّهُ مَا احْتَسَبْتَ كُلَّهُ أَجْمَعُ».

۵۵۸- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لیے نکلتا ہے تو اس کا اجر و ثواب ایسے ہے جیسے کہ حاجی احرام باندھے ہوئے آئے اور جو شخص چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور اس مشقت یا اٹھ کھڑے ہونے کی غرض صرف یہی نماز ہو تو ایسے آدمی کا ثواب عمرہ کرنے والے کی مانند ہے۔ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کہ ان دونوں کے درمیان کوئی لغو نہ ہو۔ علیین میں اندراج کا باعث ہے۔“

۵۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الضُّحَى لَا يُنْصَبُ إِلَّا إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلَى إِثْرِ صَلَاةٍ لَا لَعْوُ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عَلَيِّينَ».

🌞 نوائد و مسائل: ① نوائل گھر میں پڑھنا افضل ہے اور مسجد میں بھی جائز ہے۔ ویسے الفاظ حدیث میں نماز چاشت کے لیے مسجد میں جانے کی صراحت نہیں بلکہ صرف نماز کے لیے اٹھنے یا جانے کا بیان ہے۔ ② [علیین] اس دیوان کا نام ہے جس میں ابرار کے اعمال درج کیے جاتے ہیں۔

۵۵۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو ۵۵۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں

۵۵۸- تخریج: [انسنادہ حسن] أخرجه أحمد ۲۶۸/۵ من حديث يحيى بن الحارث به.

۵۵۹- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة في مسجد السوق، ح: ۴۷۷ عن مسدده، ومسلم، المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة وانتظار الصلوة... الخ، ح: ۶۴۹ من حديث أبي معاوية الضرير به.



باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”باجامعت نماز گھریا بازار میں اکیلے نماز (پڑھنے) کی بہ نسبت پچیس درجے زیادہ ہوتی ہے۔ وہ یوں کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور کامل اور اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں آئے اور اس کی نیت صرف نماز ہی ہو اور نماز ہی نے اسے اٹھایا ہو تو وہ جو قدم بھی اٹھائے گا اس سے اس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک غلطی معاف ہوگی حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ اور جب مسجد میں داخل ہو جائے تو وہ نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک کہ نماز سے روکے رکھے۔ اور جب تک کوئی اپنی اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو تو فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں: ”اے اللہ! اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔“ اور ان کی یہ دعا (اس وقت تک) جاری رہتی ہے جب تک کہ وہ وہاں کسی کو ایذا نہ دے یا بے وضو نہ ہو جائے۔“

مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وَذَلِكَ بِأَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ التَّوَضُّؤَ وَأَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ وَلَا يَنْهَهُهُ - يَعْنِي - إِلَّا الصَّلَاةَ، - ثُمَّ لَمْ يَحْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْسِبُهُ، وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ أَوْ يُحَدِّثْ فِيهِ».



۵۶۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”باجامعت کے ساتھ نماز پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور جب کوئی شخص بیابان میں نماز پڑھتا ہے اور اس کے رکوع اور سجود کو کامل کرتا ہے تو اس کا ثواب پچاس نمازوں تک پہنچ جاتا ہے۔“

۵۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ هِلَالِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الصَّلَاةُ فِي جَمَاعَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً، فَإِذَا صَلَّاهَا فِي فَلَاةٍ فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا بَلَغَتْ خَمْسِينَ صَلَاةً».

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبد الواحد بن زیاد نے

قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ

۵۶۰- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب فضل الصلوة في جماعة، ح: ۷۸۸ من حديث أبي معاوية به، وصححه ابن حبان، ح: ۴۳۱، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۲۰۸، ووافقه الذهبي.

۲- کتاب الصلاة باجماعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

زِيَادٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْفَلَائِةِ تُضَاعَفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي الْجَمَاعَةِ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ. (عبدالواحد نے مکمل) حدیث بیان کی۔

☀️ **ملاحظہ:** یعنی بیابان میں نماز کی فضیلت دو چند ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیابان میں انسان اکیلا ہوتے ہوئے بھی اذان و اقامت کہہ کر نماز پڑھے تو وہ جماعت ہے۔

(المعجم ۴۹) - **باب مَا جَاءَ فِي الْمَشِيِّ إِلَى الصَّلَاةِ فِي الظُّلْمِ** (التحفة ۵۰)

باب: ۴۹- اندھیرے میں نماز کے لیے پیدل جانے کی فضیلت

۵۶۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَبُو سُلَيْمَانَ الْكَحَّالُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلْمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ النَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۶۱- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما نے بیان کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: ”خوشخبری دو، قیامت کے روز کامل نور کی، ان لوگوں کو جو اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل چل کے آتے ہیں۔“

☀️ **فائدہ:** اس میں آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے: ﴿نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَآغْفِرْ لَنَا﴾ (تحریم: ۸) ”ان کا نور ان کے آگے اور دائیں دوزٹا ہوگا۔ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے۔“

(المعجم ۵۰) - **باب مَا جَاءَ فِي الْهَدْيِ فِي الْمَشِيِّ إِلَى الصَّلَاةِ** (التحفة ۵۱)

۵۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُمْ

۵۶۲- جناب ابو ثامرہ حاطب بیان کرتے ہیں کہ انہیں حضرت کعب بن عمر رضی اللہ عنہما ملے جبکہ وہ مسجد کو جا رہے

۵۶۱- **تخریج:** [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في فضل العشاء والفجر في الجماعة، ح: ۲۲۳، من حديث إسماعيل الكحال به، وقال: 'غريب'، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن ماجه، ح: ۷۸۰، وابن خزيمة، ح: ۱۴۹۹ وغيرهما.

۵۶۲- **تخریج:** [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۲۴۱ من حديث داود بن قيس به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۴۱، وابن حبان، ح: ۳۱۶، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۳۸۶ وغيره.

باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

تھے۔ دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو پایا۔ کہتے ہیں کہ حضرت کعب نے مجھے پایا کہ میں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں دیے ہوئے تھا، تو انہوں نے مجھے اس سے منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کا قصد کرے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں ہرگز نہ دے۔ کیونکہ وہ نماز میں ہے۔“

عن داؤد بن قیس: حدثني سعد بن إسحاق: حدثني أبو ثمامة الحنطاط أن كعب ابن عجرة أذركه وهو يريد المسجد، أذرك أحدهما صاحبه، قال: فوجدني وأنا مُشَبَّكُ يَدَيَّ، فنهاني عن ذلك وقال: إن رسول الله ﷺ قال: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی کتاب الصلاة ”باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره“ میں احادیث پیش کی ہیں جن سے اس عمل کی رخصت ثابت ہوتی ہے اور مذکورہ بالا حدیث بھی صحیح ہے (شیخ البانی رحمہ اللہ) ان میں جمع و تطبیق یہ ہے کہ اثنائے نماز یا نماز کی طرف جاتے ہوئے خاص طور پر یہ عمل منع ہے اور نہ ہی تزیینی ہے۔ اس کے علاوہ میں نہیں۔ ② مسجد کو آتے ہوئے انگلیوں کو ایک دوسری میں دینا، انہیں چٹخانا یا اس طرح کے دوسرے لایعنی عمل مثلاً دوڑنا، ادھر ادھر تاک جھانک، فضول گفتگو اور تہقیر لگانا وغیرہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کیونکہ آدمی حکماً نماز میں ہوتا ہے۔

۵۶۳- جناب سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کی موت کا وقت آ گیا تو اس نے کہا: میں تمہیں ایک حدیث سنا تا ہوں اور محض اجر کے لیے سنا تا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جب تم میں سے کوئی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح کرتا ہے پھر نماز کے لیے نکلتا ہے تو جب وہ اپنا دایاں قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور وہ بائیں قدم نہیں نکاتا کہ اللہ عزوجل اس کی ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔ تو جو چاہے (مسجد کے) قریب رہے یا

۵۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ عَبَّادِ الْعَبْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَعْلَى ابْنِ عَطَاءٍ، عَنْ مَعْبُدِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَضَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ الْمَوْتَ فَقَالَ: إِنِّي مُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا مَا أَحَدْتُكُمْوه إِلَّا أَحْتِسَابًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، لَمْ يَرْفَعْ قَدَمَهُ الْيُمْنَى إِلَّا كَتَبَ



۵۶۳- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۶۹/۳ من حديث أبي داود به، ووقع في سنده وهم مطبعي، والحديث الآتي شاهده.

باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ حَسَنَةٌ، وَلَمْ يَضَعْ قَدَمَهُ
الْيُسْرَىٰ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ سَيِّئَةً،
فَلْيُقْرَبْ أَحَدُكُمْ أَوْ لِيُبْعَدْ، فَإِنْ أَتَى
الْمَسْجِدَ فَصَلَّىٰ فِي جَمَاعَةٍ غُفِرَ لَهُ فَإِنْ
أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا بَعْضًا وَبَقِيَ
بَعْضٌ صَلَّىٰ مَا أَدْرَكَ وَأَنْتُمْ مَا بَقِيَ، كَانَ
كَذَلِكَ، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا
فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ، كَانَ كَذَلِكَ.»

بعید۔ (تمہاری مرضی ہے۔) اگر وہ مسجد میں آ کر جماعت
کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی
ہے۔ اگر وہ مسجد میں آیا اور لوگ کچھ نماز پڑھ چکے تھے اور
کچھ باقی تھی تو جو اسے مل گئی اس نے ان کے ساتھ پڑھی
اور باقی کو پورا کر لیا تو ایسے ہی ہوگا۔ (یعنی اس کی بھی
مغفرت ہوگی۔) اور اگر وہ مسجد میں آیا اور لوگ نماز پڑھ
چکے تھے پھر اس نے (اکیلے ہی) نماز پوری کی تو بھی
ایسے ہی ہوگا۔ (یعنی بخشا جائے گا۔“)

☀️ **فائدہ:** اس انداز کی کئی احادیث ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں اپنے آخری اوقات میں بیان فرمایا ہے اور واضح
کیا ہے کہ کہیں ہمیں علم چھپانے کا گناہ نہ ہو۔ دراصل ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ اور اعمال خیر پر انتہائی
اجر عظیم کا ذکر آیا ہے، جس سے عام لوگوں کے لیے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ چند ایک بار کے عمل پر تکیہ کر بیٹھیں گے اور پھر
بے عمل ہو جائیں گے۔ اس لیے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو کھلے عام بیان نہیں فرمایا بلکہ اپنے آخری اوقات میں
کسمان علم (علم چھپانے) کے گناہ کے خوف سے بیان کیا لہذا علماء اور وعاظ کو بھی ایسی احادیث خاص علمی حلقوں اور
دانا لوگوں کی مجالس ہی میں بیان کرنی چاہئیں۔

(المعجم ۵۱) - **بَابُ: فِي مَنْ خَرَجَ**
يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَسَبَقَ بِهَا (التحفة ۵۲)

باب: ۵۱- جو شخص نماز کی غرض سے آیا
مگر دیکھا کہ نماز ہو چکی ہے؟

۵۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ
مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ طَحْلَاءَ عَنْ مُحْصِنِ بْنِ
عَلِيٍّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ
فَأَحْسَنَ وُضُوئَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ
صَلَّوْا، أَعْطَاهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ
۵۶۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی
ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا
(یعنی سنت کے مطابق کامل وضو) پھر (مسجد کی طرف)
گیا مگر لوگوں کو پایا کہ وہ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں تو اللہ
عزوجل ایسے بندے کو بھی اتنا ہی اجر عنایت فرماتا ہے
جتنا کہ اس کو جس نے جماعت میں حاضر ہو کر نماز پڑھی
ہو۔ اور یہ ان کے اجروں میں کسی کی کا باعث نہیں ہوتا۔“

۵۶۴- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الإمامة، باب حد إدراك الجماعة، ح: ۸۵۶، من حديث عبدالعزيز بن
محمد الدراوردي به، وصححه الحاكم ۱/ ۲۰۸، ۲۰۹، ووافقه الذهبي.

صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا».

☀️ فائدہ: یہ فعل عظیم اس شخص کی حسن نیت اور جہد کمال کی بنا پر ہوتا ہے۔

(المعجم ۵۲) - باب مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ (النحفة ۵۳)

باب ۵۲- عورتوں کا مسجد میں جانا

۵۶۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ وَلَكِنْ لِيُخْرِجَنَّ وَهُنَّ تَقْلَاتٌ».

۵۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی بندگیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو، لیکن انہیں چاہیے کہ زیب و زینت کے بغیر نکلیں۔“ (یعنی سادہ کیفیت میں آئیں۔)

☀️ فائدہ: یہ عمل عورتوں کے اپنے شوق پر مبنی ہے۔ اگر وہ اجازت لے کر مسجد میں آنا چاہیں تو روکا نہ جائے صحابيات آیا کرتی تھیں، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ باپردہ اور سادہ لباس میں آئیں۔ تاہم افضل یہی ہے کہ عورتیں گھر میں باپردہ ہو کر نماز پڑھیں۔ جیسا کہ آئندہ کی مزید احادیث سے واضح ہے۔

۵۶۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ».

۵۶۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی بندگیوں کو اللہ کی مساجد سے منع نہ کرو۔“

۵۶۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ

۵۶۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی عورتوں کو

۵۶۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۳۸/۲ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۷۹، وابن حبان، ح: ۳۲۷، ورواه سلمة بن صفوان الزرقني عن أبي سلمة به عند البخاري في التاريخ الكبير: ۷۹/۴.

۵۶۶- تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: ۱۳، ح: ۹۰۰، ومسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد... الخ، ح: ۴۴۲ من حديث نافع به.

۵۶۷- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۷۶/۲ عن يزيد بن هارون به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۸۴، والمحاكم على شرط الشيخين: ۲۰۹/۱، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند البيهقي: ۱۳۱/۳ وغيره.



۲- کتاب الصلاة ... باجماعت نماز ادا کرنے پر وعید کا بیان

حَوْشِبُ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمْ الْمَسَاجِدَ وَيُؤْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ».

۵۶۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذْنُوا لِلنِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ»، فَقَالَ ابْنُ لَه: «وَاللَّهِ! لَا نَأْذُنُ لَهُنَّ فَيَتَّخِذْنَهُ دَعْلًا، وَاللَّهِ! لَا نَأْذُنُ لَهُنَّ». قَالَ: فَسَبَّهُ وَغَضِبَ، وَقَالَ: أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذْنُوا لَهُنَّ»، وَتَقُولُ: لَا نَأْذُنُ لَهُنَّ.

۵۶۸- جناب مجاہد نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کو رات کے وقت مساجد میں جانے کی خاطر اجازت دے دیا کرو۔“ اس پر ان کے ایک صاحبزادے نے ان سے کہا: قسم اللہ کی! ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ وہ اسے (باہر نکلنے کا) ایک بہانہ بنا لیں گی۔ قسم اللہ کی! ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بہت سخت ست کہا اور ناراض ہو گئے۔ کہا کہ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ان کو اجازت دو۔“ اور تم کہتے ہو کہ ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔

🌅 فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اہم مسئلہ واضح فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں اپنی سوچ اور فہم واستدلال کو اہمیت دے۔ اس پر اصرار میں کفر کا اندیشہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (الاحزاب: ۳۶) ”کسی بھی مومن مرد یا عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ فرمادیں تو انہیں اپنے معاملے کا اختیار ہے۔“ افسوس ہے ایسے مسلمان کہلانے والوں پر جو اپنے ذوق و مزاج، عادات، رزم و رواج اور اپنے امام کے قول پر ایسے سخت ہوتے ہیں کہ آیات قرآنیکی تاویل اور احادیث صحیحہ کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں؛ حالانکہ ائمہ عظام کی اپنی سیرتیں اور ان کے اقوال اس معاملے میں انتہائی صاف اور بے میل ہیں۔ بطور مثال امام ابو حنیفہ کا قول ہے: [إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي] (حاشیہ ابن عابدین: ۶۸/۱) ”صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔ [لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ آيِنِ

۵۶۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنه... الخ، ح: ۴۴۲ من حدیث ابی معاویہ بہ، وعلقہ البخاری، ح: ۸۶۵ من حدیث شعبۃ عن الأعمش عن مجاہد بہ.



باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

أَحَدُنَا] (الانتقاء في فضائل الثلاثة الاثمة من الفقهاء، لابن عبد البر) ”کسی کو رو انہیں کہ ہمارا قول اختیار کرے جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ہم نے اسے کہاں سے لیا ہے۔“ ایک قول کے الفاظ یوں ہیں: [حَرَامٌ عَلَى مَنْ لَمْ يَعْرِفْ دَلِيلِي أَنْ يُقْتَبِيَ بِكَلَامِي] ”جس شخص کو میری دلیل معلوم نہ ہو، اسے میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے۔“ ایسے ہی دیگر ائمہ کرام کے اقوال بھی اس مفہوم میں ثابت ہیں۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ) ① ان احادیث کی رو سے عورتوں کو مسجدوں میں جانے کی اجازت ہے، مگر شرط یہ ہے کہ باپردہ ہوں، خوشبو اور دیگر زیب و زینت سے مبرا ہوں مگر اللہ تعالیٰ اصلاح حال فرمائے صورت حال واقعتاً بہت خطرناک ہے۔ ② ان احادیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو حج یا عمرہ کے سفر سے نہیں روک سکتا کیونکہ یہ سفر [مسجد حرام] کی طرف ہوتا ہے اور یہ تمام مساجد سے افضل ہے اور حج و عمرہ شرعی فرائض میں سے ہیں۔ اس لیے استطاعت کی صورت میں خاوند کو بیوی کا یہ جائز اور شرعی مطالبہ اولین فرصت میں پورا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(المعجم ۵۳) - باب التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۵۴)

۵۶۹- عمرہ بنت عبد الرحمن سے مروی ہے انہوں نے بتلایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ یہ صورت حال دیکھ لیتے جو عورتوں نے اپنائی ہے تو انہیں مسجدوں میں آنے سے منع فرما دیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ بچی کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ سے کہا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو اس سے روک دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

۵۶۹- حَدَّثَنَا الْقَعْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَحَدَتِ النِّسَاءُ لَمَنْعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مَنَعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ. قَالَ يَحْيَى: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَمْنِعَهُ نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ.

☀️ فائدہ: اگرچہ حقیقت واقعہ ہمارے اس دور میں از حد ناگفتہ بہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور اللہ کی شریعت ہی راجح ہے۔ اگر عورتوں کو ان کی غلط کیشیوں کی بنا پر مسجدوں سے روکنا جائز ہو تو بازار یا دیگر مقامات سے روکنا اور زیادہ اولیٰ ہوگا۔ مگر صحیح یہی ہے کہ باپردہ ہو کر نکلیں، خوشبو نہ لگائی ہو، چلتے ہوئے پاؤں نہ پگیں اور آواز دار زیور نہ پہنے ہوں وغیرہ۔

۵۶۹- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، ح: ۸۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۹۸ (والقنبي، ص: ۱۱۵، ۱۱۶)، ورواه مسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد... الخ، ح: ۴۴۵ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

۵۷۰- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”عورت کی نماز اس کے اپنے گھر میں صحن کی بجائے کمرے کے اندر زیادہ افضل ہے، بلکہ کمرے کی بجائے (اندرونی) کوٹھڑی میں اور زیادہ افضل ہے۔“

۵۷۰- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: أَنَّ عَمْرَوَ ابْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُورِقٍ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا».

☀️ فائدہ: غرض یہ ہے کہ عورت جس قدر ہو سکے پردے کا اہتمام کرے۔

۵۷۱- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لیے چھوڑ دیں (انہی کے لیے مخصوص کر دیں تو بہت بہتر ہو)“ نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مرتے دم تک اس دروازے سے مسجد میں نہیں آئے۔

۵۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ». قَالَ نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابْنُ عَمَرَ حَتَّى مَاتَ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: اس روایت کو اسماعیل بن ابراہیم نے ایوب سے انہوں نے نافع سے روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

قال أبو داؤد: رواه إسماعيل بن إبراهيم عن أيوب، عن نافع قال: قال عمر: وهذا أصح.

☀️ فائدہ: چاہیے کہ مساجد میں ایسا اہتمام ہو کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو۔ (یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے: ۳۶۳)

باب: ۵۳- نماز کے لیے دوڑ کر آنا

(المعجم ۵۴) - باب السَّعْيِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ۵۵)

۵۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۶۸۸ من حديث عمرو بن عاصم به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۲۹، ۳۳۰، والحاكم: ۱/۲۰۹، ووافقه الذهبي، وأصله عند الترمذي، ح: ۱۱۷۳، وقال: "حسن صحيح غريب" * قتادة مدلس رعتن، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

۵۷۱- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۴۶۲.



باجاماعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

۵۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: ”جب نماز کی اقامت ہو جائے تو تم اس کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آیا کرو بلکہ چلتے ہوئے آؤ اور اطمینان و سکون اختیار کرو۔ تو جوں جوں پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے مکمل کرو۔“

۵۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْسَةَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعُونَ وَتَأْتُوهَا تَمَشُونَ، وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأْتِمُوا».

امام ابو داؤد نے کہا: زبیدی، ابن ابی ذئب، ابراہیم بن سعد، معمر اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے [وَمَا فَاتَكُمْ فَأْتِمُوا] ”جو تم سے رہ جائے اسے مکمل کرو۔“ کے لفظ روایت کیے ہیں مگر اکیلے ابن عیینہ نے زہری سے [فَاقْضُوا] ”تقضا دو۔“ بیان کیا ہے۔ اور محمد بن عمرو نے ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور جعفر بن ربیعہ نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے [فَأْتِمُوا] روایت کیا ہے اور ابن مسعود ابو قتادہ اور انس رضی اللہ عنہم سبھی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے [فَأْتِمُوا] کا لفظ بیان کیا ہے۔

قال أبو داؤد: وكذا قال الزُّبَيْدِيُّ وابنُ أَبِي ذئبٍ وإبراهيمُ بنُ سعيدٍ ومَعْمَرٌ وشُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْرَةَ: عن الزُّهْرِيِّ «وَمَا فَاتَكُمْ فَأْتِمُوا» وقال ابنُ عِيْنَةَ: عن الزُّهْرِيِّ وَحْدَهُ «فَاقْضُوا» وقال مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَعْفَرُ بنُ رَبِيعَةَ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ «فَأْتِمُوا» وابنُ مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَأَبُو قَتَادَةَ وَأَنَسٌ عن النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قَالُوا: «فَأْتِمُوا».



☀️ فوائد و مسائل: ① لفظ [فَأْتِمُوا] ”مکمل کرو۔“ سے استدلال یہ ہے کہ مسبوق (جسے پوری جماعت ندلی ہو) جہاں سے اپنی نماز شروع کرتا ہے وہ اس کی ابتدا ہوتی ہے اور بعد از جماعت کی نماز اس کا آخر۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل دیے ہیں کہ اکثر رواۃ [فَأْتِمُوا] کا لفظ بیان کرتے ہیں مگر کچھ حضرات کہتے ہیں کہ [فَاقْضُوا] ”تقضا دو۔“ کا مفہوم یہ ہے کہ مسبوق امام کے ساتھ جو پڑھتا ہے وہ اس کی نماز کا آخری حصہ ہوتا ہے جیسے کہ امام کی نماز کا لہذا اٹھ

۵۷۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يسمي إلى الصلوة وليأتها بالسكينة والوقار، ح: ۶۳۶، ومسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلوة بوقار وسكينة، والنهي عن إتيانها سعيًا، ح: ۶۰۲ من حديث ابن شهاب الزهري به باختلاف يسير.

۲- کتاب الصلاة باجماعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

کر اسے فوت شدہ نماز کی قضا کی نیت کرنی چاہیے۔ لیکن یہ لفظ شاذ ہے جیسا کہ اس کی بابت شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت آگے آ رہی ہے۔ اس لیے راجح یہ ہے کہ جہاں سے شروع کرنے کا وہ اس کی ابتدا ہی ہوگی اور لفظ [فَاقْضُوا] میں قضا ہمیشہ فوت شدہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ ”ادا کرنے اور پورا کرنے“ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ مثلاً ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ.....﴾ ”جب نماز پوری ہو جائے.....“ اور ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ.....﴾ ”جب تم اپنے مناسک حج پورے کر لو.....“ اس طرح [فَأْتِمُوا] اور [فَاقْضُوا] میں تعارض نہیں رہتا۔ (عون المعبود) ① سورہ جمعہ کی آیت کریمہ میں بظاہر اللہ کے ذکر کی طرف ”دوڑ کر“ آنے کا حکم ہے: ﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ اور حدیث مذکورہ بالا میں سَعَى (دوڑنا) منع ہے تو اس میں تعارض کامل یہ ہے کہ دراصل آیت کریمہ میں حکم یہ ہے کہ اپنے مشاغل دنیوی یا غفلت اور کسل مندی و سستی کو ترک کر کے جمعہ کے لیے جلدی کرو۔ گویا آیت میں سَعَى (دوڑ کر آنے) کا مطلب فوراً دنیوی مشاغل ترک کر کے مسجد میں پہنچنا ہے۔ اور حدیث میں مسجد کی طرف آنے کا ادب بتایا گیا ہے کہ ”دوڑنے“ کی بجائے ”باوقار چال“ سے چل کر آؤ۔



۵۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَالِيُّ : ۵۷۳- ابوسلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”نماز کے لیے آؤ تو اطمینان و سکون سے آؤ۔ جو پالو پڑھ لو اور جو پڑھی جا چکی ہو اس کی قضا دو۔“ (یعنی پورا کر لو۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ ابْنُ سِيرِينَ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ «وَلْيَقْضِ»، وَكَذَا قَالَ أَبُو رَافِعٍ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَأَبُو ذَرٍّ رَوَى عَنْهُ «فَأْتِمُوا» «وَأَقْضُوا» وَاخْتَلَفَ فِيهِ. امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اسی طرح ابن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے [وَلْيَقْضِ] روایت کیا ہے۔ ایسے ہی ابو رافع نے بھی (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت کیا ہے اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے [فَأْتِمُوا] اور [أَقْضُوا] مروی ہے۔ اور اس میں اختلاف کیا گیا ہے۔ (یعنی بعض ان سے ”آتیمو“ کا لفظ بیان کرتے ہیں اور بعض ”أَقْضُوا“ کا۔)

۵۷۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/۳۸۲ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۷۲، ۱۵۰۵.

۲- کتاب الصلاة باجماعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

(المعجم ۵۵) - **بَابُ: فِي الْجَمْعِ فِي** باب: ۵۵- مسجد میں دو بار جماعت کا ہونا

الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ (التحفة ۵۶)

۵۷۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
 حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک آدمی اکیلے ہی نماز
 أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي: پڑھ رہا ہے تو آپ نے فرمایا: ”کیا کوئی آدمی اس پر
 وَحْدَهُ، فَقَالَ: «أَلَا رَجُلٌ يَتَّصِدُّكَ عَلَى هَذَا فَيُصَلِّي مَعَهُ» صدقہ نہیں کر سکتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے؟“

🌞 فوائد و مسائل: ① جامع ترمذی میں درج ذیل حدیث کا عنوان ہے: **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي**

مَسْجِدٍ قَدْ صَلَّى فِيهِ مَرَّةً” جس مسجد میں ایک بار (باجماعت) نماز ہو چکی ہو اس میں جماعت کا بیان۔“ صحابہ
 و تابعین کے علاوہ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ اس کے قائل ہیں۔ مگر کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ دیر سے آنے والے اپنی
 نماز اکیلے ہی پڑھیں۔ مثلاً امام سفیان، ابن مبارک، امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہم غالباً ان کی نظر اس پہلو پر ہے کہ
 لوگوں میں پہلی جماعت کی اہمیت قائم رہے اور وہ اس سے غافل نہ ہوں۔ بہر حال درج ذیل صحیح حدیث سے دوسری
 جماعت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ② چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ (ابن ابی
 شیبہ۔ بحوالہ نیل الاوطار: ۱۴۱/۳) ③ اکیلے نماز پڑھنے والے کو اپنا امام بنا لینا جائز ہے اگرچہ دوسرے نے اپنی
 نماز پڑھ لی ہو اور پہلے نے شروع میں امام بننے کی نیت نہ کی ہو۔



(المعجم ۵۶) - **بَابُ: فِيمَنْ صَلَّى فِي** باب: ۵۶- جو شخص اپنی منزل میں نماز پڑھ کر آیا ہو

مَنْزِلِهِ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ يُصَلِّي مَعَهُمْ پھر جماعت کو پائے تو ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھے

(التحفة ۵۷)

۵۷۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حدثنا جناب جابر بن یزید بن اسود اپنے والد

۵۷۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الجماعة في مسجد قد صلى فيه مرة،
 ح: ۲۲۰ من حديث سليمان بن الأسود الناجي به، وقال: "حسن" وزاد: "فقام رجل فصلى معه"، و صححه ابن
 خزيمة، ۱۶۳۲، وابن حبان، ح: ۴۳۶، ۴۳۸، والحاكم ۲۰۹/۱، ووافقہ الذہبی.

۵۷۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الرجل يصلي وحده ثم يدرك
 الجماعة، ح: ۲۱۹ من حديث يعلى بن عطاء به، وقال: "حسن صحيح"، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۷۹، وابن
 حبان، ح: ۴۳۴، ۴۳۵، ورواه السنائي، ح: ۸۵۹.

سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی جبکہ وہ نوجوان تھے۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو دیکھا کہ دو آدمی مسجد کی ایک جانب میں موجود ہیں اور انہوں نے (جماعت کے ساتھ) نماز نہیں پڑھی۔ آپ نے انہیں بلوایا۔ انہیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کی یہ حالت تھی کہ ان کے پٹھے کانپ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”تمہیں کیا رکاوٹ تھی کہ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟“ انہوں نے کہا: ہم اپنی منزل میں نماز پڑھ آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”ایسے نہ کیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی اپنی منزل میں نماز پڑھ چکا ہو پھر امام کو پائے کہ اس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تو اس کے ساتھ بھی مل کر پڑھے، یہ اس کے لیے نفل ہوگی۔“

شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ، فَلَمَّا صَلَّى إِذَا رَجُلَانِ لَمْ يُصَلِّيَا فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَدَعَا بِهِمَا، فَجَاءَ بِهِمَا تَرَعَدُ فَرَأَيْتُهُمَا، فَقَالَ: «مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا؟ قَالَا: قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا، فَقَالَ: لَا تَفْعَلُوا، إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ أَذْرَكَ الْإِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ فَلْيُصَلِّ مَعَهُ فَإِنَّهَا لَهُ نَافِلَةٌ.»



🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ باوجودیکہ از حد متواضع تھے انتہائی بارعب و باہیت بھی تھے اور اس کی واحد وجہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا تقویٰ اور اس کی خشیت تھی۔ ② جس نے اکیلے نماز پڑھی ہو پھر اس کو جماعت مل جائے تو وہ امام کے ساتھ مل کر دوبارہ نماز پڑھے۔ ③ خواہ نماز کوئی سی ہو، ظاہر الفاظ حدیث سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ ④ معلوم ہوا کہ شرعی سبب کے باعث فجر اور عصر کے بعد نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ ⑤ اس میں یہ بھی ہے کہ اکیلے کی نماز ہو جاتی ہے اگرچہ جماعت سے پڑھنا ضروری ہے۔ ⑥ یہ بھی ثابت ہوا کہ پہلی نماز فرض اور دوسری نفل ہوگی۔

۵۷۶- جناب جابر بن یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں فجر کی نماز پڑھی۔ اور اوپر والی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۵۷۶- حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ بِمَنَى بِمَعْنَاهُ.

۵۷۷- حضرت یزید بن عامر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

۵۷۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ

۵۷۶- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

۵۷۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه المذاهب قطني: ۱/ ۲۷۶، والطبراني: ۲۲/ ۲۳۸ من حديث معن بن عيسى به

باجامعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید کا بیان

کہ میں آیا اور نبی ﷺ نماز میں تھے۔ میں بیٹھ گیا ان کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا۔ پھر آپ فارغ ہوئے تو ہماری طرف رخ کیا اور مجھے بیٹھے دیکھا تو پوچھا: ”یزید! کیا تم مسلمان نہیں ہوئے؟“ میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو تمہیں کیا ہوا کہ تم لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوئے؟“ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ کر آیا ہوں اور میرا خیال تھا کہ شاید آپ نماز پڑھ چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم نماز کے لیے آؤ اور لوگوں کو نماز میں پاؤ تو ان کے ساتھ مل کر پڑھو اگرچہ اکیلے پڑھ چکے ہو۔ یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی اور وہ (پہلی نماز) فرض۔“

۵۷۸- جناب عقیف بن عمرو بن مسیب کہتے ہیں کہ مجھے بنی اسد بن خزیمہ کے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ ہم میں سے ایک اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے اور پھر مسجد میں آتا ہے اور نماز کی اقامت ہو جاتی ہے تو میں ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیتا ہوں مگر اس سے میرے دل میں کچھ ٹھٹک سی ہے۔ حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے اس بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا: ”یہ اس کے لیے جماعت کا ایک حصہ ہے۔“ (یعنی اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ باعث ثواب ہے۔)

عِيسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ نُوحِ بْنِ صَعْصَعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: جِئْتُ وَالنَّبِيَّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ، فَجَلَسْتُ وَلَمْ أُدْخَلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلَاةِ. قَالَ: فَأَنْصَرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَأَى يَزِيدَ جَالِسًا فَقَالَ: «أَلَمْ تُسَلِّمْ يَا يَزِيدُ؟» قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ أَسَلَمْتُ. قَالَ: «فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِي صَلَاتِهِمْ؟» قَالَ: إِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي مَنْزِلِي وَأَنَا أَحْسِبُ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ، فَقَالَ: «إِذَا جِئْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَوَجِدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ مَعَهُمْ، وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ لَكَ نَافِلَةٌ وَهَذِهِ مَكْتُوبَةٌ.»

۵۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ بُكَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَقِيفَ بْنَ عَمْرٍو بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدِ ابْنِ خُرَيْمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ فَقَالَ: يُصَلِّي أَحَدُنَا فِي مَنْزِلِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ وَتَقَامُ الصَّلَاةُ فَأُصَلِّي مَعَهُمْ فَأَجِدُ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا. فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «فَدَلِّكَ لَهُ سَهْمٌ جَمْعٌ.»



«* نوح بن صعصعة مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

۵۷۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۳۰۰ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ: ۱/ ۱۳۳

موقوف * رجل من بني أسد لم أعرفه.

امامت کے احکام و مسائل

باب: ۵۷- جب کسی آدمی نے جماعت سے نماز پڑھ لی ہو پھر دوسری جماعت پائے تو دوبارہ پڑھ سکتا ہے؟

(المعجم ۵۷) - **بَابُ: إِذَا صَلَّى فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ أَدْرَكَ جَمَاعَةً يُعِيدُ**
(التحفة ۵۸)

۵۷۹- سلیمان یعنی مولیٰ میمونہ کہتے ہیں کہ میں

۵۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کی بیٹھک پر آیا وہاں لوگ نماز پڑھ رہے تھے (اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں شریک نہ تھے) میں نے ان سے کہا: کیا آپ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے؟ انہوں نے کہا کہ میں پڑھ چکا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ سے سن چکا ہوں آپ فرماتے تھے: "ایک نماز کو ایک دن میں دو بار مت پڑھو۔"

ابن زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي مَوْلَى مَيْمُونَةَ قَالَ: أَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ يُصَلُّونَ، فَقُلْتُ: أَلَا تُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قَالَ: قَدْ صَلَّيْتُ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُصَلُّوا صَلَاةً فِي يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ».

فائدہ: اس کا مطلب ہے کہ اپنے طور پر بغیر کسی سبب کے ایک نماز کو دوبارہ نہ پڑھو۔ تاہم کوئی سبب ہو تو دوبارہ پڑھنا جائز ہے۔ جیسے کسی نے پہلے اکیلے نماز پڑھی ہو پھر جماعت پائے یا کسی اکیلے کے ساتھ بطور صدقہ نماز میں شریک ہو تو جائز ہے۔ (حدیث: ۵۷۴) یا کسی کی امامت کرائے تو بھی جائز ہے۔ (حدیث: ۵۹۹) ان صورتوں میں دوسری مرتبہ پڑھی گئی نماز اس کے لیے نفل نماز ہوگی۔

باب: ۵۸- امامت کی فضیلت اور احکام کا بیان

(المعجم ۵۸) - **بَابُ جُمَاعِ الْإِمَامَةِ وَفَضْلِهَا** (التحفة ۵۹)

۵۸۰- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۵۸۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: "جو شخص لوگوں کی امامت کرائے اور بروقت کرائے تو یہ اس کے لیے اور نمازیوں کے لیے باعث اجر ہے اور

الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ:

۵۷۹- **تخریج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب سقوط الصلوة عن صلي مع الإمام في المسجد جماعة، ح: ۸۶۱ من حديث حسين المعلم به، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۴۱، وابن حبان، ح: ۴۳۲، وبوب عليه ابن خزيمة "باب النهي عن إعادة الصلوة على نية الغرض"، و حديث الموطأ: ۱/۱۳۳ يؤيده.

۵۸۰- **تخریج:** [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يجب على الإمام، ح: ۹۸۳ من حديث عبدالرحمن بن حرملة به، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۱۳، وابن حبان، ح: ۳۷۴، والحاكم، ۱/۲۱۰، روافقه الذهبي.

سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ الْوَقْتَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَمَنْ انْتَقَصَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ».

جس نے اس میں کوئی کمی کی تو اس کا گناہ امام پر ہے، نمازیوں پر نہیں۔“

☀️ فائدہ: امام کی ذمے داری انتہائی اہم ہے۔ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا قبیح ہوتے ہوئے لوگوں کا مقتدا (پیشوا) بننا چاہیے نہ کہ ان کی منشا پر چلنے والا۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ صاحب علم و فراست ہو صرف اللہ سے ڈرنے والا ہو، للہیت اور داعیانہ جذبات سے مملو ہو۔ گویا امام کو صاحب عزیمت بھی ہونا چاہیے اور اپنی ذمے داری کو صحیح طریقے سے ادا کرنے والا بھی۔

باب: ۵۹- امامت کا بار ایک دوسرے

(المعجم ۵۹) - بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ

پڑانے کی کراہیت

التَّدَاغِعِ عَنِ الْإِمَامَةِ (التحفة ۶۰)

۵۸۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ أُمُّ غُرَابٍ عَنْ عَقِيلَةَ - امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي فِزَارَةَ مَوْلَاةٍ لَهُمْ - عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أَخْتِ خَرِشَةَ بْنِ الْحُرِّ الْفِزَارِيِّ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَاغَعَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ».

۵۸۱- طلحہ ام غراب عقیلہ سے جو کہ بنی فزارہ کی ایک خاتون تھی اور ان کی آزاد کردہ لونڈی تھی، وہ سلامہ بنت حر سے جو خرشہ بن حرفزاری کی بہن تھی بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: ”(قرب) قیامت کی علامات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اہل مسجد امامت کو ایک دوسرے پر ٹالیں گے اور کسی کو نہیں پائیں گے جو ان کی امامت کرائے۔“

☀️ توضیح: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم معنوی طور پر اس لیے صحیح ہے کہ قیامت کے قریب شرعی علم کی ناقدری ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک دوسرے کو کہے گا کہ تم امامت کراؤ، میں اس کا اہل نہیں ہوں کیونکہ وہ سب علم شریعت سے بے بہرہ ہوں گے۔ اس لیے جو صاحب صلاحیت ہو یعنی علم و فضل سے بہرہ ور ہو تو بلا وجہ اس عمل سے انکار نہ کرے۔ نیز مسلمانوں کو ایسے افراد تیار کرتے رہنا چاہیے جو ان کے دینی امور کے کفیل بن سکیں۔

باب: ۶۰- امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

(المعجم ۶۰) - بَابٌ مَنِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ؟

(التحفة ۶۱)

۵۸۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يجب على الإمام، ح: ۹۸۲ من حديث أم غراب به * أم غراب وعقيلة لا يعرف حالهما.

۵۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلَبِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَوْمُ الْقَوْمِ أَفْرُؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَلْيَوْمُهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةَ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَلْيَوْمُهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًا، وَلَا يَوْمُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

۵۸۲- حضرت ابو مسعود بدري رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قوم کی وہ شخص امامت کرائے جو قرآن کریم کا بڑا اور پرانا قاری ہو۔ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو ہجرت کرنے میں اول ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہوں تو بڑی عمر والا امامت کرائے۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گھر میں امامت کرائے نہ اس کی حکومت کی جگہ میں اور نہ اس کی خاص مسند ہی پر بیٹھے (جو اس کی عزت کی جگہ ہو) الا یہ کہ وہ اجازت دے۔“

قال شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِإِسْمَاعِيلَ: مَا تَكْرِمَتُهُ؟ قَالَ: فَرَأْسُهُ.

شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے اسماعیل سے پوچھا: تکریمتہ [کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے کہا: ”اس کا بستر۔“

فوائد و مسائل: ① ہمارے اس دور میں ”حافظ، قاری اور عالم“ ہونے کے خاص معیار متعارف ہو گئے ہیں حالانکہ سلف کے ہاں یہ فرق معروف نہ تھے۔ حافظ حضرات ایک حد تک مجتہد اور صاحب علم بھی ہوتے تھے اور ان کا لقب ”قاری“ ہوتا تھا چونکہ نماز کا تعلق قرآن مجید کی قراءت کے ساتھ ساتھ دیگر اہم مسائل سے بھی ہے اس لیے ایسا شخص افضل ہے جو حافظ اور عالم ہو۔ صرف حافظ ہونا فضیلت ہے افضلیت نہیں۔ ② اس حدیث کی دوسری روایت میں قاری کے بعد ”سنت کے عالم“ کا درجہ بیان ہوا ہے۔ ③ ہجرت کی فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے ساتھ مخصوص تھی۔ ④ کسی دوسرے شخص کے حلقہ عمل میں بلا اجازت امامت کرانا (اور ضمنی فتوے دینے شروع کر دینا) شرعاً ممنوع ہے۔ ایسے ہی اس کی خاص مسند (نشست یا بستر) پر بلا اجازت بیٹھنا بھی منع ہے۔

۵۸۳- حَدَّثَنَا ابْنُ مِعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: «وَلَا يَوْمُ الرَّجُلِ الرَّجُلِ فِي سُلْطَانِهِ».

۵۸۳- جناب ابن معاذ راوی ہیں کہ میرے والد نے شعبہ سے یہ حدیث بیان کی اس میں انہوں نے کہا: ”کوئی آدمی دوسرے کی حکومت (سربراہی) کی جگہ میں امامت نہ کرائے۔“

۵۸۲- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ۶۷۳ من حديث شعبه به.

۵۸۳- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.



امامت کے احکام و مسائل

امام ابو داؤد نے کہا: اور اسی طرح یحییٰ القطان نے شعبہ سے [أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً] روایت کیا ہے۔ (یعنی قراءت میں پرانا ہو۔)

۵۸۴- اوس بن ضمعج حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہا: ”اگر قراءت قرآن میں برابر ہوں تو سنت کا زیادہ عالم امامت کرائے۔ اگر سنت میں برابر ہوں تو وہ امام بنے جو ہجرت میں اوّل ہو۔“ اس روایت میں [أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً] بیان نہیں کیا۔ (یعنی قراءت میں پرانا ہونے کا ذکر نہیں کیا۔)

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: حجاج بن ارطاة نے اسماعیل سے روایت کیا: ”کسی کی مسند (عزت کی جگہ) پر بغیر اس کی اجازت کے مت بیٹھو۔“

۵۸۵- حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیے ہوئے تھے کہ لوگ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو ہمارے پاس سے گزر کر آتے اور واپسی پر بھی ہمارے پاس سے ہو کر جاتے اور ہمیں بتایا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ایسے کہا ہے۔ اور میں ایک ذہین لڑکا تھا۔ اس طرح میں نے کافی سارا قرآن حفظ کر لیا۔ آخر کار میرے والد اپنی قوم کا ایک وفد لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ شُعْبَةَ: «أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً».

۵۸۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، وَلَمْ يَقُلْ فَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً».

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَرطَاةَ عَنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: «وَلَا تَقْعُدْ عَلَيَّ تَكْرِمَةً أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

۵۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرٍو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كُنَّا بِحَاضِرِ يَمْرُؤَ بِنَا النَّاسِ إِذَا أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَكَانُوا إِذَا رَجَعُوا مَرُّوا بِنَا فَأَخْبَرُونَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَذَا وَكَذَا، وَكُنْتُ غُلَامًا حَافِظًا، فَحَفِظْتُ مِنْ ذَلِكَ قُرْآنًا كَثِيرًا، فَانْطَلَقَ أَبِي وَافْدًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَعَلَّمَهُمُ الصَّلَاةَ

۵۸۴- تخریج: [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين.

۵۸۵- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب (۵۴) بعد باب مقام النبي ﷺ بمكة زمن الفتح، ح: ۴۳۰۲ من حديث أيوب السخيتاني به.



آپ ﷺ نے انہیں نماز کی تعلیم دی اور فرمایا: ”تمہارا وہ آدمی امامت کرائے جو قرآن سب سے زیادہ پڑھا ہو۔“ چنانچہ میں ہی قوم میں زیادہ پڑھا ہوا تھا کیونکہ میں (بہت دنوں سے) قرآن یاد کرتا رہا تھا۔ تو انہوں نے مجھے امامت کے لیے آگے کر دیا اور میں ان کی امامت کرانے لگا۔ اور مجھ پر زرد رنگ کی ایک چھوٹی سی چادر ہوا کرتی تھی۔ جب میں سجدے میں جاتا تو کچھ بے پردہ سا ہو جاتا۔ ہماری عورتوں میں سے ایک نے کہا: ہم سے اپنے قاری کا ستر تو ڈھانپ دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے مجھے ایک عمانی قمیص خرید کر دی۔ اس سے مجھے ایسی خوشی ہوئی کہ اسلام لانے کے بعد کسی اور شے سے نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ میں ان کی امامت کرایا کرتا تھا اور میری عمر اس وقت سات یا آٹھ سال تھی۔

وقال: «يَوْمُكُمْ أَقْرُوكُمْ»، فَكُنْتُ أَقْرَاهُمْ لِمَا كُنْتُ أَحْفَظُ فَقَدَّمُونِي فَكُنْتُ أَوْمُهُمْ وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ لِي صَغِيرَةٌ صَفْرَاءُ، فَكُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَكَشَّفَتْ عَنِّي، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسَاءِ: وَارُوا عَنَّا عَوْرَةَ قَارِئِكُمْ، فَاشْتَرَوْا لِي قَمِيصًا عُمَانِيًّا، فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرِحِي بِهِ فَكُنْتُ أَوْمُهُمْ وَأَنَا ابْنُ سَبْعٍ أَوْ ثَمَانٍ سِنِينَ.



سورہ فوائد و مسائل: ① حسب ضرورت چھوٹی عمر کا نو عمر بچہ جب قرآن کا قاری اور نماز کے مسائل کو سمجھتا ہو تو اسے امام بنایا جاسکتا ہے۔ ② امام اگر نفل پڑھ رہا ہو تو اس کے پیچھے فرض کی نیت کی جاسکتی ہے کیونکہ بچے کی نماز اس کے حق میں نفل ہوتی ہے۔

۵۸۶- جناب عاصم احوول حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں اس میں ہے کہ میں ان کی امامت کراتا اور مجھ پر ایک بیوند لگی چادر ہوتی تھی جس میں ایک سوراخ تھا۔ جب میں سجدے میں جاتا تو میری مقعد اس سے ننگی ہو جاتی تھی۔

۵۸۶- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَكُنْتُ أَوْمُهُمْ فِي بُرْدَةٍ مُوَصَلَةٍ فِيهَا فَتَقٌ فَكُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ خَرَجَتْ اسْتِي.

سورہ فائدہ: نماز میں ستر ڈھانپنا واجب ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے امام کے لیے عمانی قمیص خریدی۔ (مذکورہ بالا حدیث: ۵۸۵)

۵۸۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب الصلوة في الإزار، ح: ۷۶۸ من حديث عاصم الأحول به، وانظر الحديث السابق.

۵۸۷- جناب مسعر بن حبیب جرمی نے حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا وفد لے کر گئے۔ ان لوگوں نے جب واپسی کا ارادہ کیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری امامت کون کرے؟ آپ نے فرمایا: ”جس نے قرآن زیادہ یاد کیا ہو۔“ چنانچہ برادری میں کوئی ایسا نہ تھا جسے اس قدر قرآن آتا ہو جتنا کہ مجھے آتا تھا۔ تو انہوں نے مجھے آگے کر دیا اور میں نو عمر لڑکا تھا اور مجھ پر میری چادر (شملہ) ہوتی تھی۔ میں اپنی قوم بنی جرم کے جس اجتماع میں بھی ہوتا میں ہی ان کی امامت کرایا کرتا اور ان کے جنازے بھی پڑھاتا اور آج تک پڑھا رہا ہوں۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے مسعر بن حبیب سے۔ انہوں نے عمرو بن سلمہ سے روایت کیا کہ جب میری قوم اپنا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئی۔ اس سند میں [عَنْ أَبِيهِ] کا واسطہ نہیں ہے۔

۵۸۸- جناب نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ جب مہاجرین اولین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے مقام غصبہ پر (قباء کے قریب) پڑاؤ کیا، تو سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کی امامت کرایا کرتے تھے۔ ان لوگوں میں انہیں ہی قرآن سب سے زیادہ یاد تھا۔ یشم نے اضافہ کیا کہ اس جماعت میں حضرت عمر بن خطاب اور ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تھے۔

۵۸۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ حَبِيبٍ الْجَرْمِيِّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُمْ وَفَدُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَنْصَرِفُوا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ يُؤَمِّنُنَا؟ قَالَ: «أَكْثَرُكُمْ جَمْعًا لِلْقُرْآنِ، أَوْ أَخَذًا لِلْقُرْآنِ»، فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ جَمَعَ مَا جَمَعْتُ، فَقَدَّمُونِي وَأَنَا غَلَامٌ وَعَلَيَّ شِمْلَةٌ لِي. قَالَ: فَمَا شَهِدْتُ مَجْمَعًا مِنْ جَرْمٍ إِلَّا كُنْتُ إِمَامَهُمْ وَكُنْتُ أَصْلِي عَلَى جَنَائِزِهِمْ إِلَى يَوْمِي هَذَا.

قال أبو داؤد: ورواه يزيد بن هارون عن مسعر بن حبيب، عن عمرو بن سلمة قال: لما وفد قومي إلى النبي ﷺ لم يقل عن أبيه.

۵۸۸- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ - يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ ثَمِيرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ نَزَلُوا الْعُصْبَةَ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَكَانَ يَوْمُهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا. زَادَ الْهَيْثَمُ: وَفِيهِمْ عُمَرُ بْنُ



۵۸۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۹/۵ عن وكيع به.

۵۸۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إمامة العبد والمولى، ح: ۶۹۲ من حديث أنس بن عياض به.

الْخَطَّابِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ .

☀️ فائدہ: یہ حفظ قرآن کی برکت تھی کہ قریش کے اشراف کے مقابلے میں ایک نو عمر غلام ان کا امام تھا۔

۵۸۹- جناب ابو قلابہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے یا ان کے ساتھی سے فرمایا: ”جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کہو، پھر اقامت کہو اور امامت وہ کرائے جو تم میں عمر میں بڑا ہو۔“

۵۸۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ لِصَاحِبٍ لَهُ: «إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنْ نَمَّ أَيْمًا ثُمَّ لِيَوْمَكُمَا أَكْبَرُكُمَا [سِنًا]» .

اور مسلمہ کی روایت میں ہے کہ ان دنوں ہم علم میں برابر برابر تھے۔

وَفِي حَدِيثِ مَسْلَمَةَ قَالَ: وَكُنَّا يَوْمَئِذٍ مُتَقَارِبِينَ فِي الْعِلْمِ .

اور اسطعلی (ابن علی) کی روایت میں ہے کہ خالد حذاء نے کہا: میں نے ابو قلابہ سے پوچھا: قراءت قرآن کا مسئلہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: یہ دونوں اس میں قریب قریب تھے۔

وَقَالَ فِي حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ خَالِدٌ: قُلْتُ لِأَبِي قَلَابَةَ: فَأَيْنَ الْقُرْآنُ؟ قَالَ: إِنَّهُمَا كَانَا مُتَقَارِبِينَ .

۵۹۰- جناب عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاہیے کہ تمہارے بھلے اور عمدہ لوگ اذان کہیں اور تمہارے قراء (حافظ و عالم) امامت کرائیں۔“

۵۹۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَيْسَى الْحَنْفِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِيُؤَذَّنَ لَكُمْ خَيْرُكُمْ وَلِيُؤَمَّمَكُمْ قُرَاؤُكُمْ» .

☀️ فائدہ: حافظ و عالم اور جو یہ لوگوں کا امام ہونا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مسئلہ میں انتہائی موثر ہوتا ہے لوگ

۵۸۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة والإقامة . . . الخ، ح: ۶۳۰، ومسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ۶۷۴ من حديث خالد الحذاء به .

۵۹۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأذان، باب فضل الأذان وثواب المؤذنين، ح: ۷۲۶ عن عثمان بن أبي شيبة به * حسين بن عيسى الحنفي ضعيف، ضعفه الجمهور .



ان کی بات بخوشی قبول کر لیتے ہیں۔

باب: ۶۱- عورتوں کی امامت کا مسئلہ

(المعجم ۶۱) - باب إِمَامَةِ النِّسَاءِ

(التحفة ۶۲)

۵۹۱- حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بدر کے لیے گئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے۔ میں آپ کے مریضوں کا علاج معالجہ اور خدمت کروں گی اور شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمادے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے گھر ہی میں ٹھہرو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کی موت دے گا۔“ چنانچہ یہ ”شہیدہ“ کے لقب سے پکاری جانے لگی اور اس نے قرآن پاک پڑھا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گھر میں مؤذن رکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ اس نے ایک غلام اور لونڈی کو مدبر بنا لیا تھا۔ (یعنی اس کی موت کے بعد آزاد ہوں گے۔) یہ دونوں ایک رات اس کی طرف اٹھے اور ایک چادر سے اس کا منہ بند کر دیا حتیٰ کہ وہ مر گئی اور خود بھاگ گئے۔ صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جسے ان کے بارے میں کچھ علم ہو یا انہیں دیکھا ہو تو انہیں لے آئے۔ چنانچہ ان کے بارے میں حکم دیا اور وہ دونوں سولی چڑھا دیے گئے اور یہ مدینہ میں پہلے آدمی تھے جن کو سولی دی گئی۔

۵۹۱- حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُمَيْعٍ: حَدَّثَنِي جَدَّتِي وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَلَّادِ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ نُوْفَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قَالَتْ قُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ائْتِدْنِي لِي فِي الْعَزْوِ مَعَكَ أَمْرٌ مَرَضًاكُمْ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً قَالَ: «قَرِّي فِي بَيْتِكَ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَرْزُقُكَ الشَّهَادَةَ». قَالَ: فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةَ. قَالَ: كَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ، فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَّخِذَ فِي دَارِهَا مُؤَدِّنًا، فَأُذِنَ لَهَا. قَالَ: وَكَانَتْ دَبَّرَتْ غُلَامًا وَجَارِيَةً، فَقَامَا إِلَيْهَا بِاللَّيْلِ فَعَمَّامَا بِقَطِيفَةٍ لَهَا حَتَّى مَاتَتْ وَذَهَبَا، فَأَصْبَحَ عَمْرٌ فَقَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: مَنْ عِنْدَهُ مِنْ هَذَيْنِ عِلْمٌ، أَوْ مَنْ رَأَاهُمَا فَلْيَجِءْ بِهِمَا. فَأَمَرَ بِهِمَا فَضَلَّيْنَا، فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبٍ بِالْمَدِينَةِ.

۵۹۲- جناب عبدالرحمن بن خالد سے روایت ہے

۵۹۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ

۵۹۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد ۴۰۵/۶ من حديث الوليد بن عبد الله به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۷۶، وابن الجارود، ح: ۳۳۳.

۵۹۲- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي في الخلافيات (قلمي ۴ب) من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.



انہوں نے حضرت ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث بیان کی ہے۔ اور پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ہاں اس کے گھر میں ملنے کے لیے آیا کرتے تھے اور اس کیلئے ایک مؤذن مقرر کیا تھا جو اس کیلئے اذان دیتا تھا اور آپ نے اسے (ام ورقہ کو) حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کرایا کرے۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے اس کے مؤذن کو دیکھا تھا جو بہت بوڑھا تھا۔

الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ
عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الْحَارِثِ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ.
قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا فِي
بَيْتِهَا، وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَدِّنُ لَهَا، وَأَمَرَهَا
أَنْ تَوْمَّ أَهْلَ دَارِهَا. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ:
فَأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخًا كَبِيرًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر عورت اہلیت رکھتی ہو تو وہ عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی فرض اور تراویح میں عورتوں کی امامت کرائی ہے۔ (التلخیص الحبین) بعض لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے، کیونکہ وہ بوڑھا مؤذن بھی ان کے پیچھے ہی نماز پڑھتا ہوگا، لیکن یہ محض ایک احتمال ہی ہے حدیث میں مؤذن کے نماز پڑھنے کا قطعاً ذکر نہیں ہے۔ اس لیے غالب احتمال یہی ہے کہ وہ مؤذن اذان دے کر نماز مسجد نبوی ہی میں پڑھتا ہوگا۔ اسلام کے مزاج اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمومی طرز عمل اسی بات کا مؤید ہے نہ کہ پہلے احتمال کا۔ دوسرا استدلال لفظ ”دار“ سے کرتے ہیں کہ اس میں ”بیت“ سے زیادہ وسعت ہے اور یہ محلے کے مفہوم میں ہے یعنی نبی ﷺ نے ان کو اہل محلہ کی امامت کا حکم دیا تھا جن میں عورتوں کے ساتھ مرد بھی ہوتے ہوں گے۔ لیکن یہ استدلال بھی احتمالات ہی پر مبنی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ”دار“ کا لفظ حویلی کے لیے خاندان اور قبیلے کے لیے اور گھر کے لیے سب ہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہاں یہ گھر ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ سنن دارقطنی کے الفاظ ہیں: [وَتَوْمَّ نِسَاءً هَا] ”وہ اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کرے۔“ (سنن دارقطنی باب فی ذکر الجماعۃ.....) حدیث (۱۰۶۹) کے الفاظ سے [أَنْ تَوْمَّ أَهْلَ دَارِهَا] کا مفہوم متعین ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد نہ محلے یا حویلی کے لوگ ہیں اور نہ اس میں مردوں کی شمولیت کا کوئی احتمال ہے۔ بلکہ اس سے مراد صرف اپنے گھر کی عورتیں ہیں۔ اور عورت کا عورتوں کی امامت کرنا بالکل جائز ہے۔ اور حضرت ام ورقہ کی اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ② جہاد اور دیگر اہم ضرورت کے مواقع پر عورتیں مردوں کا علاج معالجہ کر سکتی ہیں مگر اسلامی ستر و حجاب کی پابندی ضروری ہے۔ ③ حکومت اسلامیہ اپنی رحمت کے جان و مال اور عزت کی محافظہ ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ مجرمین کو پکڑنا اور قانون کے مطابق فوری سزا دینا ضروری ہے۔ اس سے معاشرے میں امن اور اللہ کی رحمت اترتی ہے۔

۲- کتاب الصلاة امامت کے احکام و مسائل

باب: ۶۲- اس آدمی کا امامت کرانا
جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں

(المعجم ۶۲) - باب الرَّجُلِ يَوْمُ الْقَوْمِ
وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ (التحفة ۶۳)

۵۹۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”تین شخصوں کی نماز اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوتی: (ایک) وہ شخص جو کسی قوم کے آگے ہو اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں (دوسرا) وہ شخص جو نماز کے لیے جماعت نکل جانے کے بعد دیر سے آتا ہو۔ اور (تیسرا) وہ شخص جس نے کسی آزاد شخص کو اپنا غلام بنا لیا ہو۔“

۵۹۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ بْنِ غَانِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَعْفَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُمْ صَلَاةً: مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَرَجُلٌ أَتَى الصَّلَاةَ دِبَارًا، وَالذُّبَارَ أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوتَهُ، وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً».



🌞 نوآمد و مسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا پہلا حصہ صحیح ہے یعنی جس امام پر اس کی قوم راضی نہ ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور امام کی ناپسندیدگی کی وجہ اگر واقعی شرعی ہو تو یہ وعید ہوگی۔ مثلاً اس منصب پر جبراً مسلط ہونا نماز بے وقت اور خلاف سنت پڑھانا یا اقراءت میں لحن فاحش کرنا وغیرہ، لیکن اگر ناراضی کے اسباب ذاتی قسم کے ہوں یا نئی الواقع شرعی نہ ہوں تو اس وعید سے بری ہوگا۔ نیز متدین (دین دار) افراد اور ان کی کثیر تعداد کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ چند ایک افراد کی ناراضی معتبر نہیں ہے۔ بہر حال امام کو چونکہ مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ رہتا ہے جن کی طوائف اور اوقات میں بہت فرق ہوتا ہے اس لیے اسے علم، حلم اور حکمت سے کام لیتے رہنا چاہیے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت کا بیان قرآن کریم میں آیا ہے: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران: ۱۵۹) ”اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ سے بکھر جاتے۔“ ② دوسرے دو امور اگرچہ سنداً کمزور ہیں مگر انتہائی اہم ہیں یعنی جو شخص عادتاً جماعت سے پیچھے رہتا ہو یا بردہ فروش کا کام کرتا ہو، یہ کبیرہ گناہ ہیں۔

باب: ۶۳- صالح اور فاجر کی امامت
(المعجم ۶۳) - باب إِمَامَةِ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ
(التحفة ۶۴)

۵۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

۵۹۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا

۵۹۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب من أم قوما وهم له كارهون، ح: ۹۷۰ من حديث عبدالرحمن بن زياد الإفريقي به * الإفريقي ضعيف تقدم: ۶۲، ۵۱۴ وعمران المعافري ضعيف كما في التقريب وغيره.

۵۹۴- تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود * مكحول لم يدرك أبا هريرة، وانظر، ح: ۲۵۳۳.

۲- کتاب الصلاة امامت کے احکام و مسائل

ابن وَهَبٍ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمَصَلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ وَاجِبَةٌ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ».

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز ہر مسلمان کے پیچھے واجب ہے خواہ نیک ہو یا بد اگرچہ وہ کبائر کا مرتکب ہو۔“

توضیح: یہ روایت سنداً ضعیف ہے البتہ کبھی اتفاقاً اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی پڑ جائے تو نماز ہو جائے گی۔ بشرطیکہ موحد مسلمان ہو۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس کی اپنی نماز صحیح ہے اس کی امامت بھی صحیح ہے۔ تاریخ بخاری میں ہے عبد الکریم کہتے ہیں کہ میں نے دس اصحاب محمد ﷺ کو پایا جو ظالم حکام کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ کتاب الصلاة ہی کے گذشتہ باب: ۱۰: إِذَا أُخِّرَ لِإِمَامِ الصَّلَاةِ عَنِ الْوَقْتِ، میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے حکام ہوں گے جو نماز کو بے وقت کر کے پڑھیں گے یا فرمایا نماز کو ان کے اوقات سے مار دیں گے۔“ کہا: تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نماز اپنے وقت پر پڑھنا، اگر ان کے ساتھ پاؤ تو ان کے ساتھ مل کر بھی ادا کر لینا یہ تمہارے لیے نفل ہوگی۔“ اس حدیث میں آپ نے ان ظالموں کے پیچھے نماز کی اجازت دی ہے اور بتایا کہ یہ نفل ہوگی۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۶۲۸، سنن أبی داؤد، حدیث: ۴۳۱) رہا کسی انسان کا بد عقیدہ ہونا اگر کوئی امام ایسا ہو جو علانیہ شرک اکبر کا مرتکب ہوتا ہو یعنی غیر اللہ کی ندا اور غیر اللہ سے استغاثہ وغیرہ کو مباح جانتا ہو تو اس کے پیچھے نماز کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ اگر کہیں کوئی اضطراری صورت پیش آجائے تو اعادہ ضروری ہوگا لیکن اگر کوئی پوشیدہ طور پر ایسے عقائد رکھتا ہو تو ہم اس کی کرید کے مکلف نہیں ہیں۔ ان کے پیچھے نماز درست ہے۔ فقہی اختلافات و ترجیحات قابل برداشت ہیں۔ اگر کوئی ”عدم اعتدال“ کا مرتکب ہو اور جلدی جلدی نماز پڑھاتا ہو کہ ارکان کی ادائیگی مشکل ہوتی ہو تو اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کی مثال ظالم حکام کی سی ہے اور اس کا حل ذکر ہو چکا ہے۔

باب ۶۴- نابینے کی امامت (المعجم ۶۴) - باب إِمَامَةِ الْأَعْمَى (التحفة ۶۵)

۵۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ

۵۹۵- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے سفرغزوہ کے موقع پر) حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا تھا اور یہی لوگوں کی امامت کرتے

۵۹۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۳۲/۳ من حديث عبد الرحمن بن مهدي به، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن حبان، ح: ۳۷۰ وغيره، وانظر، ح: ۵۵۳، ۵۳۵ من هذا الكتاب، والرقم الأمي: ۲۹۳۱.

انس: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَحْلَفَ ابْنَ أُمَّ مَكَتُومٍ يُؤْمُ النَّاسَ وَهُوَ أَعْمَى .

☀️ فائدہ: نابینے شخص کی امامت بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ اس میں صلاحیت ہو۔

(المعجم ۶۵) - باب إِمَامَةِ الرَّائِرِ (التحفة ۶۶)

باب: ۶۵- زائر (مہمان) کی امامت

۵۹۶- جناب ابو عطیہ نے بیان کیا کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما ہمارے ہاں اسی جگہ جہاں ہم نماز پڑھتے ہیں آیا کرتے تھے۔ چنانچہ نماز کی اقامت کہی گئی تو ہم نے ان سے کہا: آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں۔ انہوں نے کہا: کوئی اپنا آدمی آگے کرو جو تمہیں نماز پڑھائے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں اس وقت کیوں نماز نہیں پڑھاتا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ”جو شخص کسی قوم کو ملنے کے لیے جائے تو ان کی امامت نہ کرے بلکہ ان ہی میں سے کوئی شخص امامت کرے۔“

۵۹۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ عَنْ بُدَيْلٍ، حَدَّثَنِي أَبُو عَطِيَّةَ مَوْلَى مَنَا قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ حُوَيْرِثٍ يَأْتِينَا إِلَى مُصَلَّاتِنَا هَذَا فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَقُلْنَا لَهُ: تَقَدَّمَ فَصَلِّهِ، فَقَالَ لَنَا: قَدَّمُوا رَجُلًا مِنْكُمْ يُصَلِّي بِكُمْ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ لِمَ لَا أُصَلِّي بِكُمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يُؤْمَهُمْ وَيُؤْمِئُهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ» .



☀️ فائدہ: اصل مسئلہ یونہی ہے اور اس کی حکمت واضح ہے کہ مقامی امام اور مقتدیوں کو ایک دوسرے کی عادات و احوال کا بخوبی علم ہوتا ہے جبکہ زائر کو بالعموم علم نہیں ہوتا اور اس سے مقتدیوں کو مشکل ہو سکتی ہے۔ تاہم اگر وہ اس کی خواہش کریں اور امام اجازت دے تو بلاشبہ جائز ہے۔

(المعجم ۶۶) - باب الإِمَامِ يَقُومُ مَكَانًا أَرْفَعُ مِنْ مَكَانِ الْقَوْمِ (التحفة ۶۷)

باب: ۶۶- امام کا مقتدیوں سے

بلند مقام پر کھڑا ہونا

۵۹۷- جناب ہمام سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما مدائن میں ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر

۵۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَانَ وَأَحْمَدُ ابْنُ الْفَرَاتِ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ الْمَعْنَى

۵۹۶- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء فيمن زار قوما فلا يصل بهم، ح: ۳۵۶ من حديث أبان به، وقال: "حسن صحيح"، ولبعض الحديث شاهد تقدم: ۹۱ .

۵۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الشافعي في الأم: ۱/۱۷۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۲۳، وابن حبان، ح: ۳۷۳، وابن الجارود، ح: ۳۱۳، والحاكم، ۱/۲۱۰، ووافقه الذهبي * الأعمش مدلس كما تقدم: ۱۴، ولم أجد تصريح سماعه، ولحديثه شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

لوگوں کی امامت کر رہے تھے کہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو ٹیپس سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کو اس سے منع کیا جاتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں، جب آپ نے مجھے کھینچا تو مجھے بھی یاد آ گیا۔

قالا: حدثنا يعلى: حدثنا الأعمش عن إبراهيم، عن همام أن حذيفة أم الناس بالمداين على دكان، فأخذ أبو مسعود بقميصه فجبده، فلما فرغ من صلاته قال: ألم تعلم أنهم كانوا ينهون عن ذلك؟ قال: بلى قد ذكرت حين مددتني.

۵۹۸- جناب عدی بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ وہ مدائن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ نماز کی امامت کہی گئی تو عمار آگے بڑھے اور ایک چوتھے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے جبکہ دوسرے لوگ ان سے نیچے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ پیچھے ہٹے آئے، حتیٰ کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نیچے اتار دیا۔ جب عمار اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو حذیفہ نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا آپ فرمایا کرتے تھے: ”جب کوئی امامت کرائے تو دوسرے لوگوں سے اونچا کھڑا نہ ہو۔“ یا کچھ ایسے ہی فرمایا۔ عمار نے جواب دیا: اسی لیے تو میں آپ کے ساتھ پیچھے ہٹ آیا تھا جب آپ نے میرے ہاتھ پکڑے تھے۔

۵۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو خَالِدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِالْمَدَائِنِ، فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَتَقَدَّمَ عَمَّارٌ وَقَامَ عَلَى دُكَّانٍ يُصَلِّي وَالنَّاسُ أَسْفَلَ مِنْهُ، فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ فَأَخَذَ عَلَى يَدَيْهِ، فَاتَّبَعَهُ عَمَّارٌ حَتَّى أَنْزَلَهُ حُذَيْفَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِي مَكَانٍ أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ» أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ. قَالَ عَمَّارٌ: لِذَلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِينَ أَخَذْتَ عَلَى يَدَيْ.

سورۃ فوائد و مسائل: ① امام اور مقتدیوں کو ایک ہی سطح پر ہونا چاہیے اور وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی تھی تو اس میں مقصد تعلیم تھا۔ گویا اگر کسی مقصد یا ضرورت کے پیش نظر امام کو بلند مقام پر یا امتیازی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا پڑے تو بلا کراہت جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح بخاری، باب الصلاة فی السطوح والمنبر والحشب، حدیث: ۳۷۷) ② نماز میں کوئی واضح غلطی ہو رہی ہو اور اس کی

۵۹۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۰۹/۳ من حديث أبي داود به * رجل مجهول، وأبو خالد مثله، والحديث السابق شاهد له.

برموقع اصلاح ممکن ہو تو کر دینی چاہیے اور وہ اصلاح قبول بھی کر لینی چاہیے۔

(المعجم ۶۷) - باب إِمَامَةِ مَنْ صَلَّى
بِقَوْمٍ وَقَدْ صَلَّى تِلْكَ الصَّلَاةَ (التحفة ۶۸)

باب: ۶۷- جو کوئی کسی قوم کو نماز پڑھائے
حالانکہ خود وہی نماز پڑھ چکا ہو

۵۹۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ
مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ
ابْنِ عَجَلَانَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ
يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْتِي
قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ.

۵۹۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر اپنی قوم کے پاس
آتے اور انہیں وہی نماز پڑھاتے۔

۶۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: إِنَّ مُعَاذًا كَانَ يُصَلِّي مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُؤَمُّ قَوْمَهُ.

۶۰۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر
واپس جا کر اپنی قوم کو امامت کراتے۔



🌞 فوائد و مسائل: ① جب کوئی معقول سبب موجود ہو تو نماز کو دہرایا جاسکتا ہے مگر دوسری نماز نفل ہوگی جیسے کہ
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی پہلی نماز فرض اور دوسری نفل ہوتی تھی۔ اور ایک بار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک پیچھے رہ جانے
والے کے ساتھ مل کر نماز پڑھی تھی۔ (دیکھیے سنن ابی داؤد۔ حدیث: ۵۷۳) ② امام نفل پڑھ رہا ہو تو مقتدی
فرض کی نیت کر سکتا ہے۔ یہ صورت بالعموم رمضان میں نماز تراویح میں پیش آسکتی ہے اور جائز ہے کہ دیر سے آنے
والا امام کے پیچھے فرض کی نیت کر لے۔ امام دو رکعت پر سلام پھیر دے تو وہ کھڑے ہو کر اپنی لقیہ نماز پوری کر لے۔

(المعجم ۶۸) - باب الْإِمَامِ يُصَلِّي مِنْ
قَوْمِهِ (التحفة ۶۹)

باب: ۶۸- امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے

۶۰۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
حَضْرَتِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعَةَ رَوَايَةٍ هِيَ

۵۹۹- تخریج: [سننہ حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۰۲ عن يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۳۳.
۶۰۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في العشاء، ح: ۴۶۵ من حديث سفیان بن عیینة به، ورواه
البخاري، (ح: ۷۰۰، ۷۰۱) وغيرهما من حديث عمرو بن دينار به.
۶۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: ۶۸۹، ومسلم، الصلوة، باب

ابن شہاب، عن أنس بن مالك: أن رسول الله ﷺ ركب فرسا فصرع عنه فجحش شقته الأيمن فصلى صلاة من الصلوات وهو قاعد، فصلينا وزاءه فعودا فلما انصرف قال: «إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا صلى قائما فصلوا قياما وإذا ركع فاركعوا، وإذا رفع فارفعوا، وإذا قال: سمع الله لمن حمده، فقولوا: ربنا ولك الحمد، وإذا صلى جالسا فصلوا جلوسا أجمعون».

کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے۔ اس سے آپ کا دایاں پہلو چھل گیا تو آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی۔ ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ وہ جب کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھو۔ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب [سمع اللہ لمن حمده] ”سن لیا اللہ نے اس کو جس نے اس کی تعریف کی“ کہے تو کہو [ربنا ولك الحمد] ”اے ہمارے رب اور تیری ہی تعریف ہے۔“ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔“



۶۰۲- حدثنا عثمان بن أبي شيبة: حدثنا جريرٌ ووكيعٌ عن الأعمش، عن أبي سفيان، عن جابر قال: ركب رسول الله ﷺ فرسا بالمدينة فصرعه على جذم نخلة فانفكت قدمه، فأتيناه نعوذُه فوجدناه في مشربةٍ لعائشة رضي الله عنها يسبح جالسا. قال: فقمنا خلفه، فسكت عنا، ثم أتينا مرة أخرى نعوذُه، فصلى المكتوبة جالسا، فقمنا خلفه، فأشار إلينا، فعدنا. قال: فلما قضى الصلاة قال: «إذا صلى الإمام جالسا فصلوا جلوسا، وإذا صلى الإمام قائما فصلوا قياما، ولا تفعلوا كما يفعل

۶۰۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں ایک گھوڑے پر سوار ہوئے، اس نے آپ کو کھجور کے ایک تنے پر گرا دیا۔ اس سے آپ کے پاؤں میں موج آگئی (یا اپنے جوڑے سے نکل گیا)، ہم آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں پایا۔ آپ بیٹھ کر نفل پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ ہماری بابت خاموش رہے۔ ہم پھر دوبارہ عیادت کے لیے آئے تو آپ نے فرض نماز بیٹھ کر پڑھی اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے ہمیں اشارہ کیا تو ہم بیٹھ گئے۔ راوی نے کہا جب آپ نے نماز پوری کی تو فرمایا: ”جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو بیٹھ کر پڑھا کرو اور جب وہ

﴿اتمام المأموم بالإمام، ح: ۴۱۱ من حدیث مالک بہ، وهو فی الموطأ (یحیی): ۱/ ۱۳۵﴾

۶۰۲- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۶۱۵ من حدیث جریر بہ، و صححه ابن حبان، ح: ۳۶۵، وللحدیث طریق آخر، انظر، ح: ۶۰۶.

کھڑے ہو کر پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھو اور اس طرح نہ کرو جیسے اہل فارس اپنے بڑوں کے ساتھ کرتے ہیں۔“

۶۰۳- جناب ابو صالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ وہ جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب تک وہ تکبیر نہ کہے کہہ لے تم تکبیر نہ کہو۔ اور جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ۔ اور اس وقت تک رکوع میں نہ جاؤ جب تک کہ وہ رکوع کے لیے جھک نہ جائے اور جب وہ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم کہو [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] مسلم (بن ابراہیم) کے لفظ ہیں: [وَلَكَ الْحَمْدُ] وہ جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور اس وقت تک سجدے کے لیے نہ جھکو جب تک کہ وہ سجدے میں چلانا جائے اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] کے الفاظ ہمارے بعض ساتھیوں نے (استاد) سلیمان بن حرب سے مجھے سمجھائے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ابتدائے اسلام میں حکم ایسے ہی تھا کہ امام اور مقتدی دونوں ایک ہی حالت میں ہوں۔ لیکن اب یہ حکم نہیں ہے بلکہ امام کسی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے، کیونکہ نبی ﷺ کا آخری عمل یہی تھا۔ ② مقتدی کے لیے واجب ہے کہ انتقال ارکان میں امام سے پیچھے رہے، اس سے سبقت (پہل) نہ کرے۔

۶۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان

۶۰۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ عَنْ وَهَيْبٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَلَا تُكَبِّرُوا حَتَّى يُكَبِّرَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَلَا تَرْكَعُوا حَتَّى يَرْكَعَ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ قَالَ مُسْلِمٌ: وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَلَا تَسْجُدُوا حَتَّى يَسْجُدَ، وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ».

قال أبو داؤد: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ». أَفْهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ سُلَيْمَانَ.



۶۰۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۴۱، ح: ۸۴۸۳ من حديث وهيب به.

۶۰۴- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب تأويل قوله عز وجل: "وإذا قرأ القرآن... الخ"، ۴۴

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔“ اور اس روایت میں اضافہ کیا: ”اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔“

المُصَيَّبِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ» بِهَذَا الْخَبَرِ زَادَ: «وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ اضافہ [وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا] یعنی جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ محفوظ نہیں ہے اور ہمارے نزدیک یہ ابو خالد کا وہم ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذِهِ الزِّيَادَةُ «وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا» لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، أَلَوْهَمْ عِنْدَنَا مِنْ أَبِي خَالِدٍ.

🌞 فائدہ: اور دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جہری نمازوں میں مقتدی کو خاموش رہنے کا یہ حکم فاتحہ کے علاوہ کی قراءت کے لیے ہے۔ اور مقتدی کو ہر صورت میں خاموشی کے ساتھ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔



۶۰۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور آپ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے چنانچہ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔“

۶۰۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فَصَلَّى وَرَأَاهُ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا».

۶۰۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

۶۰۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ

۹۲۲: ح ۹۲۲، وابن ماجه، ح ۸۴۶ من حديث أبي خالد الأحمر به، وصححه الإمام مسلم في صحيحه، انظر الحديث الآتي، ح ۹۷۳، وهذا الحديث منسوخ بدليل فتوى أبي هريرة بقراءة الفاتحة في الجهرية بعد وفاة رسول الله ﷺ، أخرجه الحميدي: (۹۸۰)، بتحقيقي، وأصله في صحيح مسلم كما يأتي، ح ۸۲۱.

۶۰۵- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح ۶۸۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۳۵، ورواه مسلم، ح ۴۱۲ من حديث هشام بن عروة به.

۶۰۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب اتمام المأموم بالإمام، ح ۴۱۳ عن قتيبة به.

امامت کے احکام و مسائل

بیمار ہو گئے تو ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے تاکہ لوگوں کو آپ کی تکبیر سنوائیں۔ پھر حدیث بیان کی۔

خَالِدُ بْنُ مَوْهَبٍ الْمَعْنَى أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اشْتَكَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ لِيُسْمِعَ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ.

☀️ فوائد و مسائل: امام بیمار ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھا سکتا ہے۔ لیکن مقتدی کھڑے ہو کر ہی پڑھیں گے۔ ① امام کی تکبیر کی آواز لوگوں تک پہنچانے کیلئے مکبر اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ اور آج کل آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) یہ ضرورت پوری کر دیتے ہیں۔

۶۰۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ يَعْنِي ابْنَ الْحُبَابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي حُصَيْنٌ مِنْ وَلَدِ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَوْمَئِذٍ. قَالَ: فَجَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَعُودُهُ، [فَقَالُوا]: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ إِمَامَنَا مَرِيضٌ. فَقَالَ: «إِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

۶۰۷ - جناب حصین یہ سعد بن معاذ کی اولاد میں سے تھے، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کی امامت کرایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا امام بیمار ہے تو آپ نے فرمایا: ”جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھا کرو۔“

قال أبو داؤد: وَهَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حدیث متصل نہیں ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن یہ اور اس مفہوم کی دیگر احادیث اوائل دور کی ہیں جس میں یہی حکم تھا کہ امام و مقتدی کھڑے ہونے یا بیٹھنے کی صورت میں یکساں ہوں۔ مگر نبی ﷺ کی آخری نماز میں جو آپ نے بیٹھ کر پڑھائی اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے تھے، تو وہ ان کی ناخ ہے۔ ② نبی ﷺ بشری عوارض سے دوچار ہوتے رہتے تھے۔ ③ نماز میں مقتدی کو انتقال ارکان میں امام سے پیچھے پیچھے رہنا واجب ہے۔ وہ کسی بھی رکن میں امام سے پہلے نہ کریں۔

۶۰۷ - تخریج: [اسنادہ ضعیف] وللحدیث شواہد، انظر، ح: ۶۰۱ * محمد بن صالح مجهول الحال و حصین بن عبدالرحمن الأشہلی، لم یدرک أسید بن حضیر وثبت عن أسید نحوه موقوفًا، انظر الفتح: ۱۷۶/۲.

(المعجم ۶۹) - باب الرَّجْلَيْنِ يَوْمُ

أَحَدُهُمَا صَاحِبُهُ كَيْفَ يَقُومَانِ

(التحفة ۷۰)

باب: ۶۹- جب دو آدمی ہوں، ایک امام ہو

تو کیسے کھڑے ہوں؟

۶۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ أُمَّ حَرَامَ فَأَتَوهُ

يَسْمَنٌ وَتَمْرٌ، فَقَالَ: «رُدُّوْا هَذَا فِي وَعَائِهِ

وَهَذَا فِي سِقَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ»، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى

بَيْنَا رَكَعَتَيْنِ تَطَوُّعًا، فَقَامَتْ أُمَّ سَائِمٍ وَأُمَّ

حَرَامٍ خَلْفَنَا. قَالَ ثَابِتٌ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا

قَالَ: أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ عَلَيَّ بِسَاطِ .

۶۰۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

ﷺ (ان کی خالہ) اُمّ حرام رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے

گئے تو انہوں نے آپ کو گھی اور کھجوریں پیش کیں۔ آپ

نے فرمایا: ”کھجوروں کو ان کے برتن میں اور گھی کو اس کے

مشکیزے میں ڈال دو۔ میں روزے سے ہوں۔“ پھر

آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفل پڑھائے تو ام

سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس کی والدہ) اور ام حرام ہمارے

پیچھے کھڑی ہوئیں..... ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں

یہی سمجھتا ہوں کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: آپ نے مجھے اپنی

دائیں جانب چٹائی پر کھڑا کیا تھا۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① بعض اوقات نفل نماز کی جماعت ہو سکتی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برکت

رسانی کے ارادے سے نماز پڑھائی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں نماز کی تعلیم کے لیے ایسے کیا ہوتا کہ

عورتیں بھی قریب سے آپ کی نماز کا مشاہدہ کر لیں۔ (نووی) ② جماعت میں دو مرد ہوں تو دونوں کی ایک صف ہوگی۔

امام بائیں جانب اور مقتدی اس سے دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ اور عورت خواہ اکیلی ہو یا زیادہ ان کی علیحدہ صف ہوگی۔

۶۰۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ

مُوسَى بْنِ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُمَّهُ وَامْرَأَةً مِنْهُمْ، فَجَعَلَهُ

عَنْ يَمِينِهِ وَالْمَرْأَةَ خَلْفَ ذَلِكَ .

۶۰۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے ان کی اور ان میں سے ایک خاتون کی

امامت کرائی تھی۔ پس آپ نے انس کو اپنی دائیں

جانب اور عورت کو پیچھے کھڑا کیا تھا۔

۶۰۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۶۰/۳ من حديث حماد بن سلمة به، وأخرج أيضًا: ۱/۳۳۰

عن ابن عباس قال: " . . . فجعلني حذاءه "، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳/۵۳۴، ووافقه الذهبي .

۶۰۹- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة . . . الخ، ح: ۶۶۰ من حديث شعبة به .

امامت کے احکام و مسائل

۶۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے (ایک بار) اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ رات کو اُٹھے، آپ نے مشکیزہ کھولا اور اس سے وضو کیا، پھر اس کا منہ بند کر دیا، پھر آپ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ تب میں بھی اُٹھا اور اسی طرح وضو کیا جیسے کہ آپ نے کیا تھا اور آ کر آپ کے ساتھ بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے مجھے میرے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچھے سے گھمایا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور میں نے آپ کے ساتھ مل کر نماز (تہجد) پڑھی۔

۶۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سَلِيمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَثُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَأَطْلَقَ الْفَرْبَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَوْكَأَ الْفَرْبَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كَمَا تَوَضَّأَ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي بِيَمِينِي فَأَدَارَنِي مِنْ وَرَائِهِ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ.

۶۱۱- جناب سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے میرے سر سے پکڑا یا میرے بال پکڑے اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔

۶۱۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: فَأَخَذَ بِرَأْسِي أَوْ بَدْوِ أَبِيي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ.



🌞 **فوائد و مسائل:** ① اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا اثبات ہے کہ انہیں اوائل عمر ہی میں نبی ﷺ کے معمولات کے مشاہدہ کا شوق تھا۔ ② ایک شخص جو اپنی نماز پڑھ رہا ہو، اس کو امام بنانا جائز ہے خواہ اس نے امام بننے کی نیت نہ کی ہو۔ ③ بعض اوقات تہجد یا نفل نماز کی جماعت کرائی جاسکتی ہے۔ ④ دو آدمیوں کی جماعت بھی درست ہے اور اس صورت میں وہ دونوں ایک صف میں برابر کھڑے ہوں گے۔ ⑤ اثنائے نماز میں کوئی ضروری اصلاح ممکن ہو تو کر دینے اور قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

باب: ۷۰ - **بَابُ: إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً**
كَيْفَ يَقُومُونَ (التحفة ۷۱)

۶۱۲- حَدَّثَنَا الْقَعْتَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۶۱۰- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرین، باب صلوة النبی ﷺ ودعائه باللیل، ح: ۱۹۳/۷۶۳ من حدیث عبدالمملک بن ابی سلیمان بہ.

۶۱۱- تخریج: أخرجه البخاری، اللباس، باب الذوائب، ح: ۵۹۱۹ من حدیث هشیم بہ، وصرح بالسمع.

۶۱۲- تخریج: أخرجه البخاری، الصلوة، باب الصلوة علی الحصر، ح: ۳۸۰، ومسلم، المساجد، باب جواز

کی ثانی ملکہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا۔ آپ نے کھانا تناول فرمایا پھر کہا: ”کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔“ اُس کہتے ہیں کہ میں ایک چٹائی لے آیا جو طویل استعمال سے کالی ہو گئی تھی۔ میں نے اس پر پانی چھڑک دیا۔ (تاکہ کچھ نرم ہو جائے۔) آپ اس پر کھڑے ہو گئے۔ میں نے اور یتیم (ابن ابی ضمیرہ، مولیٰ رسول اللہ ﷺ) نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا (ملکہ ﷺ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ تشریف لے گئے۔

☀️ فائدہ: تین مرد ہوں تو امام آگے اور باقی دو اس کے پیچھے صف بنائیں اور عورت کی علیحدہ صف ہوگی خواہ اکیلی ہی ہو۔

۶۱۳- جناب عبد الرحمن بن اسود اپنے والد سے راوی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جناب علقمہ اور اسود نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے (ان کے گھر میں طے کی) اجازت چاہی۔ اور ہمیں ان کے دروازے پر کافی دیر بیٹھنا پڑا تھا۔ بلا آخر ایک لونڈی آئی جس نے ہمارے لیے اجازت طلب کی تو آپ نے ہمیں بلوایا۔ پھر آپ نماز کے لیے اٹھے تو میرے اور ان کے درمیان کھڑے ہوئے (اور ہمیں نماز پڑھانی) پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی دیکھا تھا۔

إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنَّ جَدَّتَهُ مَلِيكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِطَعَامٍ صَنَعْتُهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: «قَوْمُوا فَلِأَصْلِي لَكُمْ» قَالَ أَنَسٌ: فَسَمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ طَوْلِ مَا لُبِسَ فَتَضَخْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَأَاهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

۶۱۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ عَتْرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عَلَقْمَةُ وَالْأَسْوَدُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ - وَقَدْ كُنَّا أَطْلَنَّا الْقُعُودَ عَلَى بَابِهِ - فَخَرَجَتِ الْحَارِيَةُ فَاسْتَأْذَنَتْ لَهُمَا، فَأَذِنَ لَهُمَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بَيْنِي وَبَيْنَهُ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَ.

☀️ ملحوظہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں بیان کرتے ہیں کہ ابن سیرین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ شاید جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایسے کیا ہو۔ ابو عمر النخعی نے اسے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما پر موقوف کہا ہے اور کچھ نے اسے منسوخ کہا ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے عمل کو ان کی عدم اطلاع یا نسیان پر محمول کیا ہے۔

۴ الجماعة في النافلة... الخ، ح: ۶۵۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۵۳.

۶۱۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الإمامة، باب موقف الإمام إذا كانوا ثلاثة... الخ، ح: ۸۰۰ من حديث محمد بن فضيل به.

باب: ۷۱- امام سلام کے بعد قبلے کی طرف سے پھر جائے

(المعجم ۷۱) - باب الْإِمَامِ يَنْحَرِفُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ۷۲)

۶۱۴- جناب جابر بن یزید بن اسود اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو (دیکھا کہ) آپ جب نماز سے فارغ ہوتے تو قبلے کی طرف سے (مقتدیوں کی طرف) پھر جایا کرتے تھے۔

۶۱۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُقْيَانَ، حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ انْحَرَفَ.

۶۱۵- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو پسند کرتے کہ آپ کی دائیں جانب کھڑے ہوں کہ آپ (بعد از سلام) ہماری طرف رخ کریں گے۔

۶۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ فَيَقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ ﷺ.

☀ فائدہ: سلام کے بعد امام کا حالت تشہد سے پھر کر مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا مسنون ہے۔ اور اس طرح بیٹھے کہ دائیں جانب والوں کی طرف رخ قدرے زیادہ ہو اور بائیں طرف والے بھی اچھی طرح اس کی نظر میں ہوں۔ اس طرح بیٹھنا کہ بائیں جانب والوں کی طرف پشت ہو جائے صحیح نہیں ہے۔ اور مذکورہ عمل دائیں نہیں ہونا چاہیے بلکہ کبھی کبھی رخ بائیں جانب بھی ہونا چاہیے۔

باب: ۷۲- امام کا اپنی جگہ (اپنے متصلے) پر سنت یا نفل ادا کرنا

(المعجم ۷۲) - باب الْإِمَامُ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ (التحفة ۷۳)

۶۱۶- عطاء خراسانی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے

۶۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ

۶۱۴- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۵۷۵.

۶۱۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب يمين الإمام، ح: ۷۰۹ من حديث مسعر به.

۶۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة النافلة حيث تصلي المكتوبة، ح: ۱۴۲۸ من حديث عطاء الخراساني به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة مردودة في فتح الباري: ۲/ ۳۳۵ وغيره، بعضها حسنها الحافظ ابن حجر.

امامت کے احکام و مسائل

۱- کتاب الصلاة

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام نے جس جگہ نماز پڑھائی ہو، اسی جگہ (سنت یا نقل) نہ پڑھے حتیٰ کہ وہاں سے ہٹ جائے۔“

نَافِعُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيُّ عَنْ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُصَلِّي الْإِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ حَتَّى يَتَحَوَّلَ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عطاء خراسانی نے مغیرہ بن شعبہ کو نہیں پایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيُّ لَمْ يُدْرِكِ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ.

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت گوسنداً ضعیف ہے، لیکن یہ مسلک صحیح ہے، کیونکہ دیگر روایات سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔ جیسے صحیح مسلم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”جب تم جمعہ پڑھ لو تو اس کے بعد اسے دوسری نماز سے مت ملاؤ، حتیٰ کہ بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔“ اسی روایت میں آگے یہ بھی ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم کسی نماز کو کسی نماز کے ساتھ نہ ملائیں، حتیٰ کہ ہم گفتگو کر لیں یا اس جگہ سے نکل جائیں۔“ اس حدیث کے الفاظ میں عموم ہے جس سے مسئلہ زیر بحث کے لیے استدلال کرنا صحیح ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۸۸۳) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۳/۳۵۱۲ ② حکمت اس میں یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ جگہوں پر جمعہ ثبت ہو۔ یہ مقامات قیامت کے روز گواہی دیں گے جیسے کہ آیت کریمہ ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ (الزلزال: ۳) ”زمین اس دن اپنی خبریں بتائے گی۔“ کی تفسیر میں آتا ہے۔ ③ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی سند میں انقطاع ہے مگر دیگر شواہد کی روشنی میں حدیث صحیح ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

باب ۷۳ - باب الإمام يُحَدِّثُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ رُكْعَةٍ (التحفة ۷۴)

باب ۷۳ - باب الإمام يُحَدِّثُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ رُكْعَةٍ (التحفة ۷۴)

۶۱۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ وَبَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۶۱۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ وَبَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۶۱۷ - تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الرجل يحدث في التشهد، ح: ۴۰۸ من حديث عبد الرحمن بن زياد الإفريقي به، وضعفه * وقال الدارقطني: ۱/ ۳۷۹ "عبد الرحمن بن زياد ضعيف لا يحتج به"، وانظر: ۶۲، ۵۱۴.



۲- کتاب الصلاة امامت کے احکام و مسائل

قال: «إِذَا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ وَقَعَدَ فَأَحَدَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَمَنْ كَانَ خَلْفَهُ مِمَّنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ».

اس کی نماز ہو گئی اور اس کے مقتدیوں کی بھی جنہوں نے نماز پوری پڑھی ہو، نماز کامل ہوگی۔“

🌞 **ملاحظہ:** یہ روایت سداً ضعیف ہے اس لیے قابل حجت نہیں۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ تشہد اور سلام واجب ہے۔ اس لیے امام یا مقتدی کا سلام سے پہلے وضو ٹوٹ جائے تو نماز دہرائے سلام کے وجوب کے لیے درج ذیل حدیث دلیل ہے۔

۶۱۸- حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۶۱۸- حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کی مفتاح (چابی) وضو ہے۔ اس کی تحریم، بھگیور اور تحلیل سلام ہے۔“

عن مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عن عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

🌞 **توضیح:** بھگیور یعنی [اللہ اکبر] کہنے سے عام مشاغل حرام ہو جاتے ہیں اور [السلام علیکم] کہنے سے یہ مشاغل حلال ہو جاتے ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کی ابتدا لفظ [اللہ اکبر] سے ہے اور اس سے نکلنے کے لیے [السلام علیکم ورحمة اللہ] مشروع ہے نہ کہ کوئی اور کلمات یا اعمال۔

(المعجم ۷۴) - **باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْمَأْمُومُ** (باب ۷۴- مقتدی کو امام کی (پوری طرح) پیروی کرنے کا حکم)

مِنْ أَتْبَاعِ الْإِمَامِ (التحفة ۷۵)

۶۱۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: ۶۱۹- حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رکوع اور سجود میں تم مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیا کرو کیونکہ میں رکوع کرنے میں تم سے جس قدر آگے ہوں گا، میرے سر اٹھانے پر تمہاری یہ تلافی ہو جائے گی (تم اتنا ہی تاخیر

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُبَادِرُونِي بِرُكُوعٍ وَلَا بِسُجُودٍ فَإِنَّهُمَا

۶۱۸- تخریج: [حسن] تقدم تخریجہ، ح: ۶۱.

۶۱۹- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب النهي أن يسبق الإمام بالركوع والسجود، ح: ۹۶۳ من حديث يحيى القطان به، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۹۴ وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، وسنده حسن، وللحديث شواهد.

أَسْبِقُكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا سَرَأْتُهُاُوْگے) بلاشبہ میں کسی قدر بھاری ہو گیا ہوں۔“ رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَنْتُ“.

🌞 توضیح: یہاں جسمانی طور پر بھاری پن کے اظہار سے نبی ﷺ کا مطلب نماز کے ارکان کی ادائیگی میں اعتدال و توازن ہے۔ یعنی میں زیادہ تیزی سے رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے لیے حرکت نہیں کر سکتا، اس لیے سرعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ سے پہل نہ کرنا بلکہ میرے بعد ہی سارے ارکان ادا کرنا۔

۶۲۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْخَطْمِيَّ يَخْطُبُ النَّاسَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ: أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ مِنَ الرُّكُوعِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَامُوا قِيَامًا، فَإِذَا رَأَوْهُ قَدْ سَجَدَ سَجَدُوا.

۶۲۰- جناب عبداللہ بن یزید خطمی لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حضرت براءؓ نے بیان کیا... اور وہ جھوٹے نہیں تھے... کہ صحابہ کرامؓ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رکوع سے سر اٹھاتے تو کھڑے رہتے۔ جب دیکھتے کہ آپ سجدے میں چلے گئے ہیں تب سجدے کیلئے جھکتے۔

۶۲۱- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَارُونُ ابْنُ مَعْرُوفٍ الْمَعْنِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ زُهَيْرُ: حَدَّثَنَا الْكُوفِيُّونَ أَبَانَ وَغَيْرُهُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَحْتَوُ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَرَى النَّبِيَّ ﷺ يَضَعُ.

۶۲۱- جناب عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، حضرت براءؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا تھا جب تک کہ نبی ﷺ کو نہ دیکھ لیتا کہ انہوں نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی ہے۔

۶۲۲- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا

۶۲۲- جناب محارب بن دثار روایت کرتے ہیں کہ

۶۲۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلوة، ح: ۷۴۷ من حديث شعبة، ومسلم، الصلوة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، ح: ۴۷۴ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

۶۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، ح: ۴۷۴ من حديث سفيان بن عيينة به.

۶۲۲- تخریج: أخرجه مسلم من حديث أبي إسحاق الفزاري به، انظر الحديث السابق * الفزاري رواه عن أبي إسحاق الشيباني.

أَبُو إِسْحَاقَ - يَعْنِي الْفَزَارِيَّ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دَثَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: حَدَّثَنِي الْبُرَاءُ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا رَكَعُوا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ تَزَلْ قِيَامًا حَتَّى يَرَوْنَهُ قَدْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ يَتَّبِعُونَهُ ﷺ.

..... امامت کے احکام و مسائل
عبداللہ بن یزید نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: مجھ سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپ رکوع کرتے تو وہ رکوع کرتے جب آپ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہتے (تو وہ سر اٹھاتے) اور پھر کھڑے رہتے حتیٰ کہ آپ کو دیکھ لیتے کہ آپ نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی ہے۔ پھر وہ آپ ﷺ کی پیروی کرتے۔ (یعنی سجدہ کرتے۔)

☀️ فائدہ: ان احادیث میں مقتدی کو امام کی اقتداء کا ادب بتایا گیا ہے کہ جب امام رکوع میں چلا جائے تب مقتدی رکوع کریں۔ اسی طرح جب وہ سر اٹھائے تب سر اٹھائیں اور جب وہ اپنی پیشانی زمین پر رکھ چکے تب سجدہ کریں اور مقتدی کا اپنے امام سے پیچھے رہنا واجب ہے۔

باب: ۷۵- امام سے پہلے سر اٹھانے یا رکھنے پر وعید

(المعجم ۷۵) - باب التَّشْدِيدِ فِيمَنْ يَرْفَعُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْ يَضَعُ قَبْلَهُ (التحفة ۷۶)

۶۲۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا يَخْشَى، أَوْ أَلَا يَخْشَى أَحَدَكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ أَنْ يُحَوَّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ، أَوْ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ».

۶۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (امام سے پہلے) اپنا سر اٹھاتا ہے جبکہ وہ امام سجدے میں ہوا ہے اور سجدہ کرنا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا نہ بنا دے یا اس کی شکل گدھے کی شکل نہ بنا دے۔“

☀️ فائدہ: نماز کے اہم واجبات سے غافل رہنا انتہائی جاہل اور غبی ہونے کی علامت ہے۔ اسی معنی میں یہ وعید سنائی گئی ہے لہذا مقتدی کو ہر حال میں اپنے امام سے پیچھے رہنا واجب ہے۔

(المعجم ۷۶) - بَابُ: فِيمَنْ يَنْصَرِفُ قَبْلَ الْإِمَامِ (التحفة ۷۷)

باب: ۷۶- امام سے پہلے اٹھ کر جانے کا مسئلہ

۶۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ح: ۴۲۷ من حديث شعبة به.



۲- کتاب الصلاة نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

۶۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَنبَأَنَا حَفْصُ بْنُ بُعَيْلِ الدُّهْنِيُّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْقِلٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ وَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْصَرِفُوا قَبْلَ أَنْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ.

۶۲۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز کی ترغیب دی اور انہیں منع فرمایا کہ آپ کے اٹھ کر جانے سے پہلے اٹھ کر جائیں۔

☀️ فائدہ: سلام کے بعد اگر چہ اٹھنا جائز ہے مگر چونکہ اس دور میں صحابیات بھی نماز میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور وہ بچھلی صفوں میں ہوتی تھیں۔ لہذا انہیں ہدایت فرمائی تھی کہ کچھ دیر انتظار کر لیا کریں تاکہ وہ مردوں سے پہلے مسجد سے نکل جائیں۔ نیز راستے میں بھی مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو۔ نیز یہ بھی ہے کہ سلام کے بعد مسنون اذکار سے غفلت نہ کریں۔ شیخ البانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ اس روایت میں ”ترغیب نماز“ والا حصہ ضعیف ہے۔

(المعجم ۷۷) - باب جُمَاعِ أَنْوَابِ مَا يُصَلَّى فِيهِ (التحفة ۷۸) باب: ۷- کتنے کپڑوں میں نماز پڑھی جائے؟

۶۲۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْ لِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ».

۶۲۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو دو کپڑے ہیں؟“

☀️ فائدہ: یعنی جب فی الواقع ہر انسان کو دو کپڑے مہیا نہیں تو شریعت میں بھی تنگی نہیں۔ ایک کپڑے میں بھی نماز جائز ہے۔ اس کے باندھنے کا طریقہ درج ذیل احادیث میں بیان ہوا ہے۔

۶۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي

۶۲۶- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں

۶۲۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البخاري في شرح السنة، ح: ۷۰۷ من حديث أبي داود به، ورواه أبو سعيد مولى بني هاشم، (أحمد: ۲۴۰/۳) ومعاوية بن عمرو، (البيهقي: ۱۹۲/۲) عن زائدة به.

۶۲۵- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة في الثوب الواحد ملتحقاً به، ح: ۳۵۸، ومسلم، الصلوة، باب الصلوة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۴۰/۱.

۶۲۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الصلوة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۶ من حديث سفیان بن عیینة به.

۲- کتاب الصلاة ... نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُصَلُّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَيَّ مَكْتَبِي مِنْهُ شَيْءٌ».

نماز نہ پڑھے اس حال میں کہ اس میں سے کچھ اس کے کندھوں پر نہ ہو۔“

۶۲۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَنْبَأَنَا يَحْيَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ الْمَعْنَى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فِي ثَوْبٍ فَلْيُخَالِفْ بِطَرْفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ».

۶۲۷- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اس چادر کے دونوں پلوؤں میں سے دائیں پلو کو بائیں کندھے پر اور بائیں پلو کو دائیں کندھے پر ڈال لے۔“

☀️ فائدہ: یعنی کمر پر اس طرح لپیٹے کہ اس کا دائیں پلو بائیں کندھے پر اور بائیں پلو دائیں کندھے پر آجائے۔ اس طرح یہ کپڑا تہ بند اور اوپر کی چادر دونوں کا کام دے گا۔

۶۲۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا مُخَالَفًا بَيْنَ طَرْفَيْهِ عَلَى مَكْتَبِيهِ.

۶۲۸- سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک کپڑا لپیٹے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے اس کے دونوں پلوؤں (کناروں) کو ایک دوسرے کی مخالف سمت سے اپنے کندھوں پر ڈالا ہوا تھا۔

۶۲۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُلَازِمٌ ابْنُ عَمْرٍو الْحَنْفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا تَرَى فِي الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ

۶۲۹- حضرت قیس بن طلح اپنے والد سے راوی ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا تہ بند کھولا اور اس پر

۶۲۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، ح: ۳۶۰ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۶۲۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الصلوة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ۵۱۷ عن قتيبة به.

۶۲۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۲۲ من حديث ملازم بن عمرو به.

۲- کتاب الصلاة - نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

الْوَالِدِ؟ قَالَ: فَأَطْلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِزَارَهُ طَارِقَ بِهِ رِدَاءَهُ، فَاسْتَمَلَ بِهِمَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا نَبِيِّ اللَّهِ فَلَمَّا أَنْ قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «أَوْكَلْتُكُمْ يَجِدُ تَوْبِينَ».

اور پروالی چادر کو لپیٹنا (اس طرح دونوں ایک ہی چادر بن گئیں) اور اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”کیا تم سب کو دو دو کپڑے میسر ہیں؟“

☀️ فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دو کپڑے میسر نہ ہونے کی صورت میں ایک چادر میں نماز جائز ہے اور حکم ہے کہ اس کے پلو کندھوں پر بھی آئیں۔

(المعجم ۷۸) - باب الرَّجُلِ يَعْقُدُ الثَّوْبَ فِي قَفَاهُ ثُمَّ يُصَلِّي (التحفة ۷۹)

باب: ۷۸- کوئی اپنے تہ بند کے پلوؤں کو اپنی گردن میں گرہ دے کر نماز پڑھے؟

۶۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سَفْيَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ الرَّجَالَ عَاقِدِي أُرْزِهِمْ فِي أَعْنَاقِهِمْ مِنْ ضَيْقِ الْأُزْرِ حَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ كَأُمَّتَالِ الصَّبِيَّانِ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! لَا تَرْفَعَنَّ رُؤُوسَكُمْ حَتَّى يَرْفَعَ الرَّجَالُ.

۶۳۰- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ کپڑوں کی تنگی کے باعث انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں اپنے تہ بندوں کے پلوؤں کو اپنی گردنوں میں گرہ لگائی ہوتی تھی جیسے کہ بچوں کی ہوتی ہے تو ایک شخص نے کہا: اے عورتو! تم مردوں سے پہلے اپنے سر نہ اٹھایا کرو۔ (کہیں کسی کے ستر پر نظر نہ پڑ جائے۔)

☀️ فائدہ: معلوم ہوا نماز میں ستر ڈھانپنا واجب ہے اور معلوم رہے کہ مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر ہے (یعنی اس حصے کو ڈھانپنا ضروری ہے) اور کندھوں کو بھی ڈھانکا جائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے اولین دور میں از حد تنگ دستی کا شکار تھے۔

(المعجم ۷۹) - باب الرَّجُلِ يَصَلِّي فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَى غَيْرِهِ (التحفة ۸۰)

باب: ۷۹- انسان ایسے کپڑے میں نماز پڑھے کہ اس کا کچھ حصہ دوسرے پر ہو؟

۶۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَالِيُّ: سَيِّدَةُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ

۶۳۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب أمر النساء المصليات وراء الرجال، ح: ۴۴۱ من حديث وكيع، والبخاري، الصلوة، باب إذا كان الثوب ضيقاً، ح: ۳۶۲ من حديث سفیان الثوري به.

۶۳۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۷۰/۶ من حديث زائدة به، وانظر، ح: ۳۶۹، ۳۷۰، ۶۵۶.

۲- کتاب الصلاة نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

حدثنا زَائِدَةُ عن أَبِي حَصِينٍ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ.

نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس کا کچھ حصہ مجھ پر بھی تھا۔

☀️ فائدہ: جائز ہے کہ ایک بڑی چادر یا کبل وغیرہ کا کچھ حصہ نمازی پر ہو اور کچھ حصہ اس کی بیوی پر خواہ وہ ایام سے بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابوداؤد، حدیث: ۳۶۹۰-۳۷۰۰)

(المعجم ۸۰) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ (التحفة ۸۱)

باب: ۸۰- انسان ایک قمیص میں نماز پڑھے

۶۳۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عن مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عن سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَصِيدُ أَفْصَلِي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ: «نَعَمْ وَازْرُزْهُ وَلَوْ بِسَوْكَةٍ».

۶۳۲- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں شکاری آدمی ہوں۔ کیا میں صرف ایک قمیص میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں اور اسے ٹٹن لگالیا کرو خواہ کانٹے ہی کے ہوں۔“

☀️ فائدہ: ظاہر ہے کہ اس سے مراد عرب کی خاص لمبی قمیص ہے۔ اگر اس کے نیچے شلوار یا چادر نہ بھی ہو تو نماز جائز ہے بشرطیکہ ستر پوری طرح ڈھکا ہوا ہو اگر کھلنے کا اندیشہ ہو تو اسے باندھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۶۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بنِ بَزِيْعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عن إِسْرَائِيلَ، عن أَبِي حَوْمَلٍ الْعَامِرِيِّ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قَالَ، وَهُوَ أَبُو حَوْمَلٍ [وَالصَّوَابُ: أَبُو حَرْمَلٍ] عن مُحَمَّدِ بْنِ

۶۳۳- جناب محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر (ملکی) اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک قمیص میں ہمیں نماز پڑھائی اور ان پر چادر نہ تھی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایک ہی قمیص میں نماز پڑھائی تھی۔

۶۳۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القبلة، باب الصلوة في قميص واحد، ح: ۷۶۶ من حديث موسى ابن إبراهيم به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۴/ ۴۹، وصرحه ابن خزيمة، ح: ۷۷۷، ۷۷۸ وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۹۱، والحاكم: ۱/ ۲۵۰، ووافقه الذهبي، وأعله البخاري في صحيحه (فتح: ۱/ ۴۶۵).

۶۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۳۹ من حديث أبي داود به * العامري لا يعرف * ومحمد بن عبدالرحمن بن أبي بكر وأبوه ضعيفان، ضعفهما الجمهور.



نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
أَمَّنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي قَمِيصٍ لَيْسَ عَلَيْهِ
وَدَاءٌ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي قَمِيصٍ.

(المعجم ۸۱) - بَابُ: إِذَا كَانَ النَّوْبُ
ضَيْقًا يَتَزَرُّ بِهِ (التحفة ۸۲)

باب: ۸۱- جب کپڑا تنگ ہو تو اس کا
تہبند باندھ لے

۶۳۴- جناب عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت

کہتے ہیں کہ ہم حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے ہاں
آئے تو انہوں نے بتایا کہ میں ایک غزوے میں رسول
اللہ ﷺ کے ساتھ چلا۔ آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور
مجھ پر ایک چادر تھی۔ میں نے اس کے پلوں کو اس کے
مخالف اطراف سے لپیٹنے کی کوشش کی (یعنی دایاں پلو
بائیں کندھے پر اور دایاں پلو بائیں کندھے پر ڈالنے
لگا) مگر اس میں گنجائش نہیں تھی اور اس کے کناروں پر
جھارسی لگی تھی۔ میں نے انہیں الٹا کیا اور اس کے
کناروں میں اختلاف کر کے اپنی گردن پر باندھ لیا اور
گردن کو بھٹکا لیا کہ کہیں گرنے جائے۔ پھر میں آ کر رسول
اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو
آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب
کھڑا کر دیا۔ پھر ابن صخر آئے اور وہ آپ کی بائیں
جانب کھڑے ہو گئے۔ پس آپ نے ہم دونوں کو اپنے
دونوں ہاتھوں سے پکڑا حتیٰ کہ اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔
آپ مجھے نکلیوں سے دیکھ رہے تھے مگر میں نہ سمجھ سکا۔
پھر میں سمجھ گیا اور آپ نے اشارہ کیا کہ اسے نہ بند

۶۳۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسُلَيْمَانُ
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَبَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ
السَّجِسْتَانِيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ
إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُو
حَزْرَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ
الصَّامِتِ قَالَ: أَتَيْتَنَا جَابِرًا يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: سِرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ فَقَامَ
بُصَلِّي وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ ذَهَبَتْ أُخَالِفُ بَيْنَ
طَرَفَيْهَا فَلَمْ تَبْلُغْ لِي وَكَانَتْ لَهَا ذَبَابٌ
نَنَكَسْتُهَا، ثُمَّ خَالَفْتُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا، ثُمَّ
نَوَاقَصْتُ عَلَيْهَا لَا تَسْقُطُ، ثُمَّ جِئْتُ حَتَّى
لُئِمْتُ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخَذَ بِيَدِي
نَادَانِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَجَاءَ ابْنُ
صَخْرٍ حَتَّى قَامَ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَنَا بِيَدَيْهِ
جَمِيعًا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ. قَالَ: وَجَعَلَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَرْمُقُنِي وَأَنَا لَا أَشْعُرُهُمْ فَطَنْتُ بِهِ فَأَسَارَ
لِي أَنْ أَتَزَرُّ بِهَا، فَلَمَّا فَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ:
يَا جَابِرُ؟ قُلْتُ: لَبَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ:

۶۳ - تخریج: أخرجه مسلم، تقدم، ح: ۴۸۵.



نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

بنالوں۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”اے جاہل!“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں! آپ نے فرمایا: ”جب کپڑا کھلا ہو تو اس کے کناروں میں اختلاف کر لیا کرو (اور کندھوں پر ڈال لیا کرو) اور اگر تنگ ہو تو اپنی کمر پر باندھ لیا کرو۔“ (یعنی صرف تہ بند باندھ لیا کرو۔)

«إِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، وَإِذَا كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْهُ عَلَى حَقْوِكَ» .

🌞 فوائد و مسائل: ① ایک آدمی مقتدی ہو تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو۔ ② اثنائے نماز میں امام یا مقتدی دوسرے نمازی کی مناسب اصلاح کر سکتا ہے اور اسے قبول کیا جانا چاہیے۔ ③ کپڑا کھلا ہو تو اس کے پلوؤں کو کندھوں پر ڈالنا ضروری ہے ورنہ صرف تہ بند بنالیا جائے۔

۶۳۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... یا یہ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا..... ”جب تم میں سے کسی کے پاس دو کپڑے ہوں تو ان میں نماز پڑھے۔ اگر ایک ہی ہو تو اسے تہ بند بنالے اور یہودیوں کی طرح نہ لپیٹے۔“

۶۳۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، أَوْ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: «إِذَا كَانَ لِأَحَدِكُمْ ثَوْبَانِ فَلْيَصِلْ فِيهِمَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَتَرِّزْ بِهِ وَلَا يَشْتَمِلْ اشْتِمَالَ الْيَهُودِ» .

🌞 فائدہ: اشتمال یہود..... یہودی کی طرح لپیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ چادر اس طرح اوڑھی جائے کہ دونوں ہاتھ بھی اندر ہی بند ہو کر رہ جائیں اور انہیں باہر نکالنا آسان نہ ہو۔

۶۳۶- جناب عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی چادر میں ایسے نماز پڑھے کہ اسے لپیٹا نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ صرف پا جاچے میں نماز پڑھے

۶۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الدَّهْلِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو ثَمِيلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاصِحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُثَنَّبِ عُبَيْدُ اللَّهِ الْعَتَكِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيذَةَ، عَنْ

۶۳۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۴۸/۲ من حديث نافع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۶۶ من حديث أيوب، وللحديث شواهد كثيرة.

۶۳۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۳۶/۲، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۲۵۰ ووافقه الذهبي.



أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ فِي لِحَافٍ لَا يَتَوَشَّحُ بِهِ، وَالْآخَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي سُرَاوِيلٍ وَلَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ.

اور اس پر چادر نہ ہو۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① عمداً چھوٹا کپڑا لینا کہ کندھوں پر کچھ نہ آسکے یا جان بوجھ کر کندھوں کو ننگا رکھنا ناجائز ہے۔ حسب وسعت لباس پورا ہونا چاہیے۔ ② اس حدیث اور دیگر احادیث میں مردوں کے لیے نماز میں ”سر ڈھانپنے“ کا کوئی حکم یا اس کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف: ۳۱) ”اے لوگو! ہر مسجد میں آتے وقت (یا ہر نماز کے وقت) اپنا بناؤ کر لیا کرو“ کا حکم دیا ہے۔ یعنی نماز اور طواف میں ستر عورہ فرض ہے۔ مرد کے لیے کمر سے گھٹنے تک اور عورت کیلئے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ سارا بدن۔ اور باریک کپڑا جس سے بدن یا بال نظر آئیں معتبر نہیں۔ (موضح القرآن) بہر حال اثنا عشری عبادت میں مباح زینت اختیار کرنا مطلوب ہے اور اجتناب ہوائے نفس حرام۔ اور سر کو ڈھانپنا بھی مباح زینت میں شامل ہے اور ننگے سر نماز پڑھنے میں ہوائے نفس کا شائبہ ہے۔ علاوہ ازیں نماز اور غیر نماز میں ننگے سر رہنے کو عادت بنا لینا نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے معمولات کے خلاف ہے۔ ③ پا جاے پر چادر کی تلقین ستر کے لیے ہے کہ پوشیدہ جسم کے حصے کپڑے کے اوپر سے بھی نمایاں نہ ہوں۔

(المعجم ۸۲) - باب الإِسْبَالِ فِي
الصَّلَاةِ (التحفة ۸۴)

۶۳۷- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُمَانَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فِي صَلَاتِهِ خِيَلَاءَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ فِي جَلٍّ وَلَا حَرَامٍ».

۶۳۷- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”جس نے نماز میں تکبر کرتے ہوئے اپنا تہبند ٹخنوں کے نیچے لٹکایا، اللہ اس کے گناہ معاف نہیں فرمائے گا نہ برے کاموں سے اسے بچائے گا۔“ (یا اس کے لیے جنت کو حلال اور جہنم کو حرام نہیں فرمائے گا یا جب وہ اللہ کی طرف سے کسی حلال کام میں نہیں تو اس کے لیے بھی کوئی احترام نہ ہوگا۔)

۶۳۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۹۶۸۰ من حديث أبي عوانة به، وهو في مسند أبي أود الطيالسي، ح: ۳۵۱ نحو المعنى.

۲- کتاب الصلاة نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا جَمَاعَةٌ عَنْ عَاصِمٍ مَوْفُوفًا عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ مِنْهُمْ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ وَحَمَادُ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُو الْأَحْوَصِ وَأَبُو مَعَاوِيَةَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محدثین کی ایک جماعت مثلاً حماد بن سلمہ، حماد بن زید، ابو الاحوص اور ابو معاویہ رحمہم اللہ نے اس حدیث کو عاصم سے ابن مسعود رحمہم اللہ پر موقوف روایت کیا ہے۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے عمداً انحراف اور اس کی مخالفت کا عذاب انتہائی شدید ہے۔ جسے [فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي جِلِّ وَلَا حَرَامٍ] سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ شارحین حدیث نے اس کی یہ وضاحت کی ہے کہ ایسے شخص کے گناہ معاف نہیں ہوتے۔ برے کاموں سے بچنے کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اس کے لیے جنت حلال نہیں ہوتی اور جہنم حرام نہیں کی جاتی۔ اللہ کی طرف سے کسی احترام کا مستحق نہیں رہتا۔ والعیاذ باللہ. ② تہ بند پُراد اور شلوار کا ٹخنوں سے نیچے لگانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اسے تکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے جو اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ ③ جہالت یا نسیان تو شاید کسی اعتبار سے اللہ کے ہاں معاف ہو جائے مگر علم ہو جانے کے بعد ایسے عمل کا ارتکاب ”تکبر“ میں شمار ہوتا ہے۔



٦٣٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ إِذْ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، ثُمَّ قَالَ: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا لَكَ أَمْرَتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، ثُمَّ سَكَتَ عَنْهُ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ ذِكْرُهُ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ».

٦٣٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور وہ اپنا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لگائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دیکھا تو) اسے فرمایا: ”جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔“ چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ آپ نے اسے دوبارہ فرمایا: ”جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔“ چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ تو ایک آدمی نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا پھر آپ اس سے خاموش ہو رہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ شخص اپنا تہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنا تہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا ہو۔“

٦٣٨- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦٧/٤ من حديث أبان العطار به ❁ أبو جعفر المدني حسن له الترمذي، ح: ٣٤٤٨، وصححه له ابن حبان، ح: ٢٤٠٦، وقواه ابن حجر في تخریج الأذکار، والنووي في رياض الصالحين بتصحيح حديثه؛ وروى عنه يحيى بن أبي كثير وهو لا يحدث إلا عن ثقة، قاله أبو حاتم الرازي، فلا عبرة بمن جهله والله أعلم.

۲- کتاب الصلاة۔ نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① تہبند، چادر اور شلوار کا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھنا علامت تکبر ہے۔ اس لیے یہ سخت ممنوع اور کبیرہ گناہ ہے۔ ② تاہم کیا یہ عمل ناقص وضو بھی ہے؟ اس میں اختلاف ہے، کیونکہ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ سمیت اکثر علماء کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے ان کے نزدیک ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، مگر جن کے نزدیک یہ حدیث صحیح یا حسن درجے کی ہے ان کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا جیسا کہ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ ایک تہدید کی حکم ہے جس کا مقصد لوگوں کو اسباب ازار سے روکنا ہے وضو اس سے نہیں ٹوٹے گا۔ بہر حال ایک مومن نمازی کی شلوار ہمیشہ اور ہر وقت ٹخنوں سے اوپر ہی رہنی چاہیے۔

(المعجم ۸۳) - **بَابُ: فِي كَيْفِ تَصَلِّيِ الْمَرْأَةِ** (التحفة ۸۵)

باب: ۸۳- عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟

۶۳۹- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ عورت کن کپڑوں میں نماز پڑھے؟ تو انہوں نے کہا: ”اورڑھنی اور پوری قمیص میں نماز پڑھے جو اس کے پاؤں تک کو ڈھانپ لے۔“

۶۳۹ - حَدَّثَنَا الْقُعَيْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ بِنُفْقَدٍ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ: مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَتْ: تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالذَّرْعِ السَّابِعِ الَّذِي يُعَيِّبُ ظَهْرَ قَدَمَيْهَا.

۶۴۰- جناب محمد بن زید سے روایت ہے۔ یہی حدیث انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا عورت ایک قمیص اور اورڑھنی میں نماز پڑھے جبکہ اس نے تہ بندہ باندھا ہو؟ آپ نے فرمایا: ”(ہاں) جب قمیص پوری طرح ڈھانپنے والی ہو کہ اس کے پاؤں کی پشت کو بھی ڈھک لے۔“

۶۴۰ - حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنْتُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي دَرْعٍ وَخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ؟ قَالَ: «إِذَا كَانَ الذَّرْعُ سَابِعًا يُعَيِّبُ ظَهْرَ قَدَمَيْهَا».

۶۳۹- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۳۲، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۴۲ * أم محمد بن زيد مجهولة الحال، وصحح لها الحاكم (۱/ ۲۵۰) والذهبي.

۶۴۰- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه الدارقطني: ۲/ ۶۲ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ۱/ ۲۵۰، ووافقه الذهبي.

۲- کتاب الصلاة نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

قال أبو داود: رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَبَكْرُ بْنُ مُضَرَ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي ذُنْبٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، لَمْ يَذْكَرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ النَّبِيَّ ﷺ قَصَرُوا بِهِ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو مالک بن انس، بکر بن مضر، حفص بن غیاث، اسماعیل بن جعفر، ابن ابی ذنب اور ابن اسحاق نے محمد بن زید سے انہوں نے اپنی والدہ سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اقتصار کیا ہے۔ (یعنی موقوف بیان کرتے ہیں۔)

☀️ **فوائد و مسائل:** ① یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ بنا بریں نماز کی حالت میں عورت کے لیے پیروں کا ڈھانپنا ضروری نہیں اسے زیادہ سے زیادہ پردے کے عمومی حکم کے اعتبار سے بہتر کہا جاسکتا ہے۔ بعض علماء پیروں کی پشت کے ڈھانپنے کے لیے ایک اور روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر عورت کے پیر مردوں کے لباس سے ایک بالشت سے زیادہ لگانے پر ننگے رہتے ہوں، تو پھر وہ عورتیں اپنا لباس ایک ہاتھ اور لٹکا لیا کریں۔ (ترمذی حدیث: ۱۷۳۱) اس سے وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ عورت کو پاؤں کی پشتوں سمیت نماز میں اپنا پورا جسم ہی ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا تعلق پردے کے عمومی حکم سے ہے نمازی عورت کے لیے بھی اس کو ضروری قرار دینا غلط ہے۔ اس طرح تو پھر نماز پڑھتے وقت عورت کیلئے چہرے کو بھی ڈھانپنا ضروری قرار دینا پڑے گا۔ کیونکہ پردے کے حکم میں عورت کا چہرہ بھی شامل ہے۔ اگر عورت کیلئے نماز کی حالت میں چہرہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے تو حضرت ام سلمہ کی حدیث سے نماز کی حالت میں پیروں کی پشت کے ڈھانپنے کو بھی ضروری قرار دینا غلط ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۱۱/۴۲۶-۴۳۰ طبع جدید ۱۹۹۸ء۔ الریاض) ② ان احادیث کا مرفوع (یعنی نبی ﷺ سے مروی) ہونا ثابت نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ عورت نماز میں اپنا تمام جسم ڈھانپے (کیونکہ اسے سر سمیت سارا جسم ڈھانپنے کا حکم ہے) قابل غور امر یہ ہے کہ جب مسجد جیسے پاکیزہ ماحول اور نماز جیسی عبادت کے دوران میں عورت پر پردے کی اس قدر پابندی ہے تو دیگر کھلے مقامات اور اجنبیوں میں نکلنے ہوئے اسے اپنے پردے کا کس قدر اہتمام کرنا چاہیے!!



(المعجم ۸۴) - **بَابُ الْمَرْأَةِ تُصَلِّي بِغَيْرِ خِمَارٍ** (التحفة ۸۶) باب: ۸۴- عورت کا اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنا
۶۳۱- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

۶۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا

۶۴۱- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء لا تقبل صلوة المرأة الحائض إلا بخمار، ح: ۳۷۷، وابن ماجه، ح: ۶۵۵ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن"، و صححه ابن خزيمة، ۴۴

نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔“

حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ قَتَادَةَ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ
الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:
«لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِحِمَارٍ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو سعید یعنی ابن ابی عروبہ نے قتادہ سے انہوں نے حسن سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدٌ - يَعْنِي ابْنَ
أَبِي عُرُوبَةَ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ.

☀️ **نوٹ و مسائل:** ① سر کے کپڑے کا وجوب عورت کے لیے خاص ہے نہ کہ مرد کے لیے۔ ② ایسے شفاف کپڑے جن سے عورت کے سر کے بال نظر آتے ہوں، ان میں نماز جائز نہیں ہے۔

۶۴۲- امام محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صفیہ ام طلحہ الطلحات کی مہمان ہوئیں۔ پس ان کی بیٹیوں کو دیکھا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ میرے حجرے میں ایک نو عمر لڑکی تھی۔ آپ نے اپنا تہنند میری طرف پھینکا اور فرمایا: ”اسے دو حصوں میں بھاڑو اور ایک حصہ اس لڑکی کو دے دو اور دوسرا اس کو جو ام سلمہ کے ہاں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالغ (جوان) ہوگئی ہے۔ یا (فرمایا کہ) میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں جوان ہوگئی ہیں۔“

۶۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا
حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ: أَنَّ
عَائِشَةَ نَزَلَتْ عَلَيَّ صَفِيَّةَ أُمَّ طَلْحَةَ
الطَّلِحَاتِ فَرَأَتْ بَنَاتًا لَهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ وَفِي حُجْرَتِي جَارِيَةٌ،
فَأَلْفَى إِلَيَّ حَمْوَهُ وَقَالَ لِي: «شَقِيهَ بِشَقَّتَيْنِ
فَأَعْطِي هَذِهِ نِصْفًا وَالْفَتَاةَ الَّتِي عِنْدَ أُمَّ
سَلَمَةَ نِصْفًا فَإِنِّي لَا أَرَاهَا إِلَّا قَدْ حَاضَتْ
أَوْ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا قَدْ حَاضَتَا».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ هِشَامٌ
عَنْ ابْنِ سِيرِينَ.

امام ابوداؤد نے کہا: ہشام نے بھی ابن سیرین سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

☀️ **ملاحظہ:** یہ روایت سندا ضعیف ہے۔ تاہم جوان بچیوں کے لیے پردے کی تاکید ثابت ہے۔ اس لیے کہ بچیاں

«ح: ۷۷۵، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۲۵۱، ووافقه الذهبي، ورواه هشام بن حسان وأيوب السخيتاني عن ابن سيرين به عند ابن الاعرابي في معجمه.

۶۴۲- **تخریج:** [مسندہ ضعیف] أخرجه أحمد: ۶/۹۶ من حديث حماد بن زيد به * ابن سيرين لم يسمع من عائشة رضي الله عنها شيئاً، قاله أبو حاتم الرازي رحمه الله.



۲- کتاب الصلاة نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

جب جوان ہو جائیں تو ان سے پردے کا اہتمام کروایا جائے۔ یہ خود بچپن اور ان کے سر پرستوں کا لازمی فریضہ ہے۔ قرآن کی آیات اور دیگر صحیح احادیث اس پر صریح دلالت کرتی ہیں۔

(المعجم ۸۵) - باب السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ
(التحفة ۸۷)

۶۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ
وإبراهيمُ بنُ موسى عن ابنِ المُباركِ، عن
الحَسَنِ بنِ ذَكْوَانَ، عن سُلَيْمَانَ
الأَحْوَلِ، عن عَطَاءٍ، قال إبراهيمُ عن أبي
هُرَيْرَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ السَّدْلِ
فِي الصَّلَاةِ، وَأَنْ يُعْطَى الرَّجُلُ فَاهُ.

۶۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سدل سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی کہ انسان منہ ڈھانپ کر (ڈھانٹا باندھ کر) نماز پڑھے۔

قال أبو داودَ: رَوَاهُ عِيسَى عَنْ
عَطَاءٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ.

امام ابو داود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے عیسیٰ نے عطاء سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے نماز کے دوران میں سدل سے منع فرمایا ہے۔



🌞 نوادہ و مسائل: ① "سدل" کی شارحین حدیث نے یہ وضاحت کی ہے کہ چادر کو اس کے درمیان سے اپنے سر یا کندھوں پر ڈال لیا جائے اور اس کی دائیں بائیں اطراف لگتی رہیں۔ یا صاحب النہایہ کے بیان کے مطابق کپڑے کو اس انداز سے اپنے اوپر لپیٹ لیا جائے کہ ہاتھ بھی اندر ہی بند ہو جائیں اور پھر رکوع اور سجدے میں بھی ان کو نہ نکالا جائے تو یہ صورتیں نماز کے منافی ہیں ② روایت ضعیف ہے اس لیے مسئلے کے اثبات کے لیے کافی نہیں۔ تاہم شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک صحیح ہے بنا بریں اس صورت میں سدل ممنوع ہوگا۔

۶۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بنِ
الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ
قال: أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ عَطَاءً يُصَلِّي سَادِلًا.

۶۴۴- ابن جریر کہتے ہیں کہ میں نے جناب عطاء رضی اللہ عنہ (ابن ابی رباح..... تابعی) کو بار بار دیکھا کہ وہ سدل کیے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

۶۴۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۹۱۸، ۷۷۲ من حديث عبدالله بن المبارك به ورواه ابن ماجه، ح: ۹۶۶ من حديث الحسن بن ذكوان به، مختصرًا * الحسن بن ذكوان، مدلس تقدم، ح: ۱۱، ولم أجد تصريح سماعه، وعسل بن سفيان ضعيف، ومن طريقه أخرجه الترمذي، ح: ۳۷۸، وجاء في المستدرک (۱/۲۵۳) وهم عجيب، انظر إتحاف المهرة (۱۵/۳۷۵).

۶۴۴- تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبو داود.

۲- کتاب الصلاة نمازی کے لباس کے احکام و مسائل

قال أبو داود: وَهَذَا يُضَعَّفُ ذَلِكَ
 امام ابو داؤد نے کہا کہ عطاء کا یہ فعل (گویا) مذکورہ
 بالحديث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کو ضعیف ثابت کرتا ہے۔

☀️ فائدہ: پہلی سند حسن اور دوسری (روایت عمل) صحیح ہے۔ (شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ) اور تیسری روایت تابعی کا عمل اگرچہ
 سنداً صحیح ہے مگر مذکورہ بالا حدیث کے برخلاف ہے اور کسی راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت کے
 ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ نماز میں کپڑے کو پسینے بغیر سر پر یا کندھوں پر ویسے ہی ڈال لینا یا منہ کو
 بند کر لینا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ۸۶) - باب الصَّلَاةِ فِي شِعْرِ
 ۸۶: عورتوں کے زیر استعمال
 النِّسَاءِ (التحفة ۸۸)
 کپڑوں میں نماز

۶۴۵ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا
 ۶۴۵-۱م المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے (یعنی ازواج مطہرات کے زیر
 استعمال) کپڑوں میں یا ہمارے لحافوں میں نماز نہ پڑھا
 کرتے تھے۔
 أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ
 سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا
 يُصَلِّي فِي شِعْرِنَا أَوْ لِحْفِنَا.

قال عُبَيْدُ اللَّهِ: شَكَ أَبِي.
 عبید اللہ نے کہا کہ [شِعْرِنَا أَوْ لِحْفِنَا] کے الفاظ
 میں میرے والد کو شک ہوا ہے (اس لیے لفظ [أَوْ]
 سے روایت کیا ہے)۔

☀️ فائدہ: وہ کپڑے جو جسم کے ساتھ متصل ہوتے ہیں انہیں [شِعْرَانِ] اور جوان کے اوپر ہوں انہیں [لِحْفَانِ] کہتے
 ہیں اور جیسے کہ یہ مسئلہ پہلے (احادیث: ۳۶۷، ۳۷۰) میں گزر چکا ہے کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چادروں وغیرہ
 میں نماز نہ پڑھا کرتے تھے جو آپ کی عورتوں کے استعمال میں بھی ہوتی تھیں مگر بعض اوقات ان میں نماز پڑھی بھی
 ہے۔ تو اس مسئلے میں وسعت ہے تاہم کپڑے کی طہارت کا یقین ہونا شرط ہے۔

(المعجم ۸۷) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي
 ۸۷: کوئی مرد اپنے بالوں کا
 عَاقِصًا شِعْرَهُ (التحفة ۸۹)
 جوڑا بنا کر نماز پڑھے؟

۶۴۶ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: جناب سعید بن ابی سعید مقبری اپنے والد

۶۴۵- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۳۶۷.

۶۴۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية كف الشعر في الصلوة، ح: ۳۸۴



سے بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابورافع (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) کو دیکھا کہ وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنی گدی میں اپنے بالوں کی چوٹی دھنسا رکھی تھی۔ پس ابورافع نے ان کے بال کھول دیے۔ حضرت حسن نے غصے سے ان کی طرف دیکھا، تو ابورافع نے کہا: اپنی نماز پڑھیے اور ناراض مت ہوئیے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جوڑے کا یہ مقام شیطان کی بیٹھک ہے۔

حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ ، حدثني عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمُقْبِرِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ : أَنَّهُ رَأَى أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ بِحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَدْ غَرَزَ ضَفْرَهُ فِي قَفَاهُ ، فَحَلَّهَا أَبُو رَافِعٍ فَأَلْتَمَتْ حَسَنٌ إِلَيْهِ مُغَضَّبًا ، فَقَالَ أَبُو رَافِعٍ : أَقْبِلْ عَلَيَّ صَلَاتِكَ وَلَا تَغْضَبْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «ذَلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانِ» يَعْنِي مَقْعَدَ الشَّيْطَانِ - يَعْنِي مَغْرَزَ ضَفْرِهِ .



۶۴۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ عبداللہ بن حارث نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے بال پیچھے سے بندھے ہوئے تھے، تو وہ ان کے پیچھے کھڑے ہو کر ان کے بال کھولنے لگے۔ انہوں نے (یعنی عبداللہ بن حارث نے دوران نماز میں) اس پر کوئی انکار نہ کیا۔ نماز کے بعد وہ ابن عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: آپ کو میرے سر سے کیا کام؟ (یعنی آپ نے میرے بال کیوں کھولے؟) انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”بالوں کا جوڑا بنا لینا ایسے ہے جیسے کوئی نماز پڑھے اور اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوں۔“

۶۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ : حدثنا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ : أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ مِنْ وَرَائِهِ ، فَقَامَ وَرَاءَهُ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ وَأَقْرَأَ لَهُ الْآخِرُ ، فَلَمَّا أَنْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ : مَا لَكَ وَرَأْسِي؟ قَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ» .

۴۴ من حديث عبدالرزاق به، وقال: "حسن"، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۲۹۹۱، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۱۱، وابن حبان، ح: ۴۷۴، والحاكم: ۱/۲۶۱، ۲۶۲، ووافقه الذهبي .
۶۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب... الخ، ح: ۴۹۲ من حديث عبدالله بن وهب به .

۲- کتاب الصلاة جوتوں میں نماز پڑھنے کے احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① مردوں کے لیے بالوں کا جوڑا بنانا بالخصوص نماز میں جائز نہیں۔ چاہے کہ انہیں ویسے ہی لمبا چھوڑ دیا جائے اور سجدہ کی حالت میں زمین پر لگنے دیا جائے۔ دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ ”مجھے حکم ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور بالوں کو نہ باندھوں اور کپڑوں کو نہ میٹھوں۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۸۱۲ و صحیح مسلم، حدیث: ۴۹۰) ② جن بزرگوں کے متعلق آیا ہے کہ انہوں نے جوڑا بنایا ہوا تھا تو شاید انہیں یہ ارشاد نبوی معلوم نہ تھا۔

(المعجم ۸۸) - **باب الصلاة في النعل** (التحفة ۹۰)

۶۴۸- حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ والے دن دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے جوتے آپ کی بائیں جانب رکھے ہوئے تھے۔

۶۴۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ ابْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي يَوْمَ الْفَتْحِ وَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ.

۶۴۹- حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مکے میں صبح کی نماز پڑھائی، (اس نماز میں) آپ نے سورۃ المؤمنون کی تلاوت شروع کی۔ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام آیا یوں کہا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ذکر آیا..... ابن عباد کو شک ہے یا لوگوں نے اختلاف کیا ہے..... تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانسی آگئی تو آپ نے قراءت کو مختصر کر دیا اور رکوع کر لیا اور عبد اللہ بن سائب اس میں حاضر تھے۔

۶۴۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو عَاصِمٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ بْنِ جَعْفَرٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُسَيْبِ الْعَابِدِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحِ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ مُوسَى وَعِيسَى - ابْنُ عَبْدِ يَشْكُ أَوْ

۶۴۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب: أين يضع الإمام نعليه إذا صلى بالناس، ح: ۷۷۷، وابن ماجه، ح: ۱۴۳۱ من حديث يحيى القطان به.

۶۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۵۵ من حديث عبدالرزاق، وهو في مصنفه، ح: ۲۶۶۷، وعلقه البخاري، (فتح: ۲/۲۵۵).

اِخْتَلَفُوا - أَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَعْلَةً فَحَذَفَ
فَرَكَعَ وَعَبَدُ اللَّهِ بْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ لِدَلِيكَ .

🌞 توضیح: یہ حدیث پہلی حدیث ہی کے مضمون کی تکمیل ہے۔

۲۵۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ نے (دوران نماز میں) اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ لیے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟“ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے جوتے اتارے ہیں تو ہم نے بھی اتار دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بتایا کہ آپ کے جوتے میں گندگی لگی ہے۔“ (لفظ [قَدْرًا] تھا یا [أَذَى]) آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو اپنے جوتوں کو بغور دیکھ لیا کرے۔ اگر ان میں کوئی گندگی یا نجاست نظر آئے تو اسے پونچھ ڈالے اور پھر ان میں نماز پڑھ لے۔“

۶۵۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ :
حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ [سلمة] عن أَبِي نَعَامَةَ
السَّعْدِيِّ، عن أَبِي نَضْرَةَ، عن أَبِي سَعِيدِ
الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي
بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ
يَسَارِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ،
فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: «مَا
حَمَلَكُمْ عَلَى إِفْتَائِكُمْ نِعَالَكُمْ؟» قَالُوا:
رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا قَدْرًا، أَوْ قَالَ:
أَذَى»، وَقَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى
الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ فَإِنَّ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَدْرًا أَوْ
أَذَى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا» .



🌞 فوائد و مسائل: ① جوتے پہن کر یا اتار کر نماز پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔ اگر جوتے پہنے ہوں تو ان کا پاک ہونا شرط ہے۔ اور انہیں پاک کرنے کے لیے خشک زمین پر گر لیں یا ہاتھی کافی ہے۔ ② نمازی اکیلا ہو اور اپنے جوتوں کو اپنے پہلو میں رکھنا چاہتا ہو تو اپنی بائیں جانب رکھے، مگر جب صف میں ہو تو اپنے پاؤں کے درمیان میں رکھے۔ ③ نجاست آلود جوتے یا کپڑے میں نماز جائز نہیں۔ اثنائے نماز میں اسے دور کرنا ممکن ہو تو اسے دور کر دے، ورنہ نماز چھوڑ دے اور نجاست دور کرے۔ ④ لاعلمی میں جو نماز نجس کپڑے یا جوتے میں پڑھی جا چکی ہو وہ صحیح ہے اس

۶۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۲۰ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۱۷، وابن حبان، ح: ۳۶۰، والحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۶۰، ووافقه الذهبي، ورواه البيهقي: ۲/ ۴۳۱ من حديث أبي داود به .

۲- کتاب الصلاة جوتوں میں نماز پڑھنے کے احکام و مسائل

کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ⑤ جوتوں میں نماز تمام احادیث کی روشنی میں ایک درست عمل ہے۔ اس کا ثواب کی کمی بیشی سے کوئی تعلق نہیں۔ ⑥ نبی ﷺ کو غیب کی خبریں جبریل امین کے ذریعے سے بتائی جاتی تھیں۔ ⑦ نبی ﷺ کی اتباع، افعال عبادت میں اسی طرح ضروری ہے جیسے کہ اقوال میں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خصوصیت اور خوبی یہی ہے کہ وہ آپ کے اقوال و افعال کی اتباع میں کوئی پس و پیش نہ کرتے تھے اور ہر مسلمان کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔

۶۵۱- حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا قَالَ: «فِيهِمَا خُبْتُ» قَالَ فِي الْمَوْضِعَيْنِ خُبْتُ. (اور معنی ان سب کا ”نجاست“ ہے۔)

۶۵۱- جناب بکر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ مذکورہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اس میں جہاں لفظ «قَدَّرَ» آیا ہے وہاں دونوں جگہ [خُبْتُ] استعمال کیا۔

☀ فائدہ: محدثین کرام نقل احادیث میں انتہائی محتاط اور کامل الضبط تھے۔ ﷺ

۶۵۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنِ هِلَالِ بْنِ مَيْمُونِ الرَّمْلِيِّ، عَنِ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ فِي نِعَالِهِمْ وَلَا خِيفَاهُمْ».

۶۵۲- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہود کی مخالفت کرو۔ یہ لوگ اپنے جوتوں یا موزوں میں نماز نہیں پڑھتے ہیں۔“

☀ فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ جوتوں میں نماز پڑھنا درست ہے۔ ② اہل کتاب اور مشرکین کی مخالفت ان امور میں ہے جن کی شریعت اسلامیہ نے صراحت کی ہے یا ان کی خاص مذہبی یا قومی علامت ہے۔ ③ ہمارے ہاں مذکورہ مسئلہ اور اس قسم کے بعض دیگر مسائل متروک ہو گئے ہیں۔ ان سنتوں کے احیاء کے لیے پہلے ﴿أَذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (النحل: ۱۲۵) کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی سنت سے محبت کا داعیہ پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ بے علم لوگ دین سے اور علمائے حق سے متنفر نہ ہوں۔

۶۵۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، [عَنِ أَبِيهِ عَنِ

۶۵۱- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي في معرفة السنن والآثار: ۱۲۳۰ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۶۵۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۵۳۴ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۵۷، والحاكم ۱/ ۲۶۰، ووافقه الذهبي * مروان بن معاوية صرح بالسمع عند ابن حبان.

۶۵۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الصلوة في النعال، ح: ۱۰۳۸ من حديث



۲- کتاب الصلوة

جو توں میں نماز پڑھنے کے احکام و مسائل

حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُتَنَعِّلًا.

جدہ [کے واسطے سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جوتے اتار کر بھی نماز پڑھتے تھے اور پہن کر بھی۔

🌞 فائدہ: اس عمل کا تعلق ثواب کی کمی بیشی سے نہیں ہے، جیسے کہ مسواک وغیرہ میں ثابت ہے۔

(المعجم ۸۹) - باب الْمُصَلِّي إِذَا خَلَعَ نَعْلَيْهِ أَيْنَ يَضَعُهُمَا (التحفة ۹۱)

باب: ۸۹- نمازی اپنے جوتے اتارے تو کہاں رکھے؟

۶۵۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ رُسْتَمٍ أَبُو عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعُ نَعْلَيْهِ عَنْ يَمِينِهِ وَلَا عَنْ يَسَارِهِ فَتَكُونَ عَنْ يَمِينٍ غَيْرِهِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ عَنْ يَسَارِهِ أَحَدٌ وَيُلْضَعُهُمَا بَيْنَ رَجْلَيْهِ».

۶۵۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے جوتوں کو اپنی دائیں جانب نہ رکھا کرے اور نہ بائیں جانب کہ اس طرح وہ کسی دوسرے کی دائیں جانب ہوں گے۔ ہاں اگر اس کی بائیں جانب کوئی اور نہ ہو تو اس طرف رکھ لے ورنہ انہیں اپنے دونوں قدموں کے درمیان میں رکھے۔“

۶۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ

۶۵۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب کوئی نماز پڑھنے

۶۵۴- تخريج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۴۳۲/۲ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۱۶، وابن حبان، ح: ۳۶۱، والحاكم على شرط الشيخين: ۲۵۹/۱، ووافقه الذهبي * وسنده حسن، وللحديث شواهد، وانظر الحديث الآتي.

۶۵۵- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۳۰۱ من حديث أبي داود به، ورواه الحاكم: ۲۶۰/۱ من حديث عبد الوهاب بن نجدة به، وصححه ابن حبان، ح: ۳۵۸، والذهبي في تلخيص



چٹائی اور رنگے ہوئے چمڑے پر نماز کے احکام و مسائل

الأوزاعي: حدثني مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَلَا يُؤْذِ بِهِمَا أَحَدًا، لِيَجْعَلَهُمَا بَيْنَ رَجْلَيْهِ أَوْ لِيُصَلَّ فِيهِمَا».

لگے اور اپنے جوتے اتارے تو ان سے کسی دوسرے کو ایذا نہ دے۔ (یعنی اس کے آگے یا دائیں طرف نہ رکھے یا کسی اور طرح سے بھی اذیت کا باعث نہ بنے۔) چاہیے کہ انہیں اپنے قدموں کے درمیان میں رکھے یا اپنے ہوئے ہی نماز پڑھ لے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① جوتے اتار کر یا پہن کر نماز پڑھنا دونوں ہی طرح جائز ہے البتہ کبھی کبھی یہودیوں کی مخالفت کے اظہار کے لیے پہن کر نماز پڑھنا، احیائے سنت کی نیت سے باعث اجر و فضیلت ہے مگر خیال رہے کہ یہ کام بے علم عوام میں فتنے کا باعث نہ بنے۔ ② کسی بھی مسلمان کو کسی طرح سے اذیت دینا حرام ہے۔

باب: ۹۰- چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا (المعجم ۹۰) - باب الصلاة على الخُمرة (التحفة ۹۲)

۶۵۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ: حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ نَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا جِدَاءٌ وَأَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثُوبُهُ إِذَا سَجَدَ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَيَّ الْخُمْرَةَ.

۲۵۶- ام المومنین حضرت ميمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو میں آپ کے قریب برابر ہی میں ہوتی، اور ایام سے ہوتی۔ آپ سجدے کو جاتے تو بسا اوقات آپ کا کپڑا بھی مجھے لگتا اور آپ چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: ایسی چٹائی جو کھجور کے پتوں سے بنائی گئی ہو کہ انسان اس پر صرف بیٹھ سکے یا اس پر چہرہ اور ہاتھ رکھے جا سکیں اسے [خُمْرَة] کہتے ہیں۔ اگر یہ انسان کی قامت کے برابر ہو تو اسے [حصیر] کہتے ہیں۔ درج ذیل احادیث سے استدلال یہ ہے کہ سجدے کی حالت میں پیشانی کا براہ راست زمین یا مٹی پر لگانا ضروری نہیں۔

باب: ۹۱- بڑی چٹائی پر نماز پڑھنا (المعجم ۹۱) - باب الصلاة على الحصير (التحفة ۹۳)

المستدرک علی شرط الشبخین، ولہ شواہد عند ابن خزيمة، ح: ۱۰۰۹، وابن حبان، ح: ۳۵۹، والحاکم: ۲۵۹/۱ وغیرہم۔

۶۵۶- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا أصاب ثوب المصلي امرأته إذا سجد، ح: ۳۷۹، ومسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۳ من حديث خالد بن عبد الله به، وانظر، ح: ۳۶۹.

۶۵۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:

حدثنا أبي: حدثنا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ ضَخْمٌ - وَكَانَ ضَخْمًا - لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَصَلِّيَ مَعَكَ، وَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا وَدَعَاهُ إِلَى بَيْتِهِ، فَصَلَّ حَتَّى أَرَكَ كَيْفَ تُصَلِّي فَاقْتَدَيْتَ بِكَ، فَضَضَحُوا لَهُ طَرْفَ حَصِيرٍ لَهُمْ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ. قَالَ فَلَانُ بْنُ الْجَارُودِ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَكَانَ يُصَلِّي الضَّحَى؟ قَالَ: لَمْ أَرَهُ صَلَّى إِلَّا يَوْمَئِذٍ.



۶۵۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

حدثنا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَزُورُ أُمَّ سَلِيمٍ فَتَدْرِكُهُ الصَّلَاةُ أَحْيَانًا فَيُصَلِّي عَلَى سِاطِئِ لَنَا وَهُوَ حَصِيرٌ تَنْضَحُهُ بِالْمَاءِ.

۶۵۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ

مَيْسَرَةَ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِمَعْنَى

چٹائی اور رنگے ہوئے چمڑے پر نماز کے احکام و مسائل

۶۵۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انہوں نے کہا کہ ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھاری جسم والا ہوں..... اور وہ واقعی موٹا تھا..... میں آپ کی معیت میں نماز ادا نہیں کر سکتا..... اور اس نے آپ کے لیے کھانا تیار کر دیا اور آپ کو اپنے گھر دعوت دی..... تو آپ (میرے ہاں گھر میں) نماز پڑھیں، حتیٰ کہ آپ کو دیکھوں کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں لہذا میں بھی آپ کی طرح کیا کروں۔ (چٹانچہ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے) تو ان لوگوں نے آپ کے لیے چٹائی کے ایک ٹکڑے پر پانی چھڑکا (تا کہ وہ نرم ہو جائے) آپ نے اس پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ جارود کے بیٹے فلاں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ (چاشت کے وقت) کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو صرف اسی دن یہ نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

۶۵۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے تو بعض اوقات ان کے ہاں نماز کا وقت بھی ہو جاتا۔ پس آپ ہماری ایک چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے وہ اس چٹائی پر پانی چھڑک دیا کرتی تھیں۔

۶۵۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی اور رنگے ہوئے چمڑے پر نماز

۶۵۷- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يصلي الإمام من حضر؟... ح: ۸۷۰ من حديث شعبة به.

۶۵۸- تخریج: [صحیح] وانظر، ح: ۶۱۲.

۶۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/ ۲۵۴، ح: ۱۸۴۱۴ من حديث يونس بن الحارث الطافعي به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، ومع ذلك صححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۵۹، ووافق الذهبي على شرط

۲- کتاب الصلاة چٹائی اور رنگے ہوئے چمڑے پر نماز کے احکام و مسائل

الإِسْنَادِ وَالْحَدِيثِ قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ
الزُّبَيْرِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ أَبِي
عَوْنٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ
قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى
الْحَصِيرِ وَالْفُرْوَةِ الْمَدْبُوعَةِ .

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ چمڑا باغیت دینے (رنگے) سے پاک ہو جاتا ہے لہذا اسے مصلیٰ بنانا یا اس کا لباس بنانا جائز ہے اور سجدے میں پیشانی کا براہ راست زمین یا مٹی پر ٹکانا ضروری نہیں۔

(المعجم ۹۲) - باب الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلَى
تُوبِهِ (التحفة ۹۴)

۹۲- انسان اپنے کپڑے پر سجدہ کرے

۶۶۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ
اللَّهُ : حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ يَعْنِي ابْنَ الْمُفْضَلِ :
حَدَّثَنَا غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : كُنَّا
نُصَلِّي مع رسولِ اللَّهِ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ ،
فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ
الْأَرْضِ بَسَطَ تُوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ .

۶۶۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سخت گرمی کے موسم میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو جب کوئی ہم میں سے اپنی پیشانی زمین پر نہ ٹکا سکتا تو اپنا کپڑا اچھا لیتا پھر اس پر سجدہ کرتا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① سجدے کی جگہ پر کوئی چٹائی، چمڑا یا کپڑا وغیرہ بچھایا گیا ہو تو کوئی حرج نہیں البتہ پیشانی کا رنگا ہونا اور تنگی زمین پر سجدہ کرنا افضل اور بہتر ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۳۸۵ و صحیح مسلم، حدیث: ۶۲۰) ② نماز میں خشوع ایک اہم اور ضروری عمل ہے اسے حاصل کرنے اور قائم رکھنے کے لیے گرمی سردی سے بچنے یا اس قسم کے معمولی اعمال نماز کے دوران میں بھی جائز ہیں تاکہ ذہن اور جسم ان عوارض میں الجھانہ رہے۔

◀️ مسلم، وأشار ابن حبان إلى انقطاع السند بين المغيرة والراوي عنه، وأما الصلوة على الحصير فثابت، انظر، ح: ۶۱۲ والحديث السابق.

۶۶۰- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب السجود على التوب في شدة الحر، ح: ۳۸۵، ومسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر، ح: ۶۲۰ من حديث بشر بن المفضل به.



۲- کتاب الصلاة - صف بندی کے احکام و مسائل

صف بندی کے احکام و مسائل

باب: ۹۳- صفیں سیدھی کرنے کا مسئلہ

۶۶۱- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم صفیں ویسے کیوں نہیں بناتے جیسے کہ فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟“ ہم نے کہا: فرشتے اپنے رب کے ہاں کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ پہلے ابتدائی صفیں مکمل کرتے ہیں اور آپس میں جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔“ (ان کے مابین کوئی خلا نہیں رہتا۔)

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ الصُّفُوفِ

(المعجم ۹۱۲) - باب تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

(الحففة ۹۵)

۶۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّقِيلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشَ، عَنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ فِي الصُّفُوفِ الْمُقَدَّمَةِ، فَحَدَّثَنَا عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرْفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قُلْنَا: وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قَالَ: «يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْمُقَدَّمَةَ وَيَتَرَاصُونَ فِي الصَّفِّ».



☀️ فوائد و مسائل: ① صف میں جڑ کر کھڑے ہونے سے صف سیدھی ہو جاتی ہے۔ ② معلوم ہوا کہ صالحین کا عمل اختیار کرنا شرماً مطلوب ہے اور مسلمان کو ہمیشہ ان سے مشابہت کا حریص رہنا چاہیے۔ بالخصوص نمازوں میں صف بندی کے معاملے میں۔ سورہ فاتحہ میں اسی دعا کی تعلیم دی گئی ہے کہ ﴿هُدًى نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ ③ پہلے پہلی صف مکمل ہوتی دوسری بنائی جائے۔

۶۶۲- حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْجَدَلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ

۶۶۲- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف اپنا رخ کیا اور فرمایا: ”اپنی صفیں برابر کر لو۔“ آپ نے یہ تین بار فرمایا۔

۶۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الأمر بالسكون في الصلوة والنهي عن الإشارة باليد... الخ، ح: ۴۳۰ من حديث سليمان الأعمش به.

۶۶۲- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۰۱، ۱۰۰/۳ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۰، وابن حبان، ح: ۳۹۶، وعلقه البخاري، (فتح: ۲۱۱/۲، قبل، ح: ۷۲۵) * زكريا بن أبي زائدة صرح بالسمع عند الدارقطني: ۱/۲۸۳، وابن خزيمة وغيرهما.

صف بندی کے احکام و مسائل

”قسم اللہ کی! (ضرور ایسا ہوگا کہ) یا تو تم اپنی صفوں کو برابر رکھو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت پیدا کر دے گا۔“ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ اپنے گھٹنے کو اپنے ساتھی کے گھٹنے کے ساتھ اور اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے کے ساتھ ملا کر اور جوڑ کر کھڑا ہوتا تھا۔

التُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ يَقُولُ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ» ثَلَاثًا «وَاللَّهِ! لَتُقِيمَنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ». قَالَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُلْزِقُ مَنكِبَهُ بِمَنكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَتَهُ بِكَعْبِهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر تعمیل کی وضاحت کر دی ہے کہ صحابہ کرام صفوں میں خوب جڑ کر کھڑے ہوتے تھے حتیٰ کہ کوئی غلاباقی رہتا تھا نہ کوئی ٹیڑھ۔ ② شرعی تعلیمات سے اعراض کا نتیجہ ”آپس کی پھوٹ اور نفرت“ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے..... جیسے کہ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ. ③ یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کا معاملہ ظاہری اعضاء و اعمال کے ساتھ بھی ہے۔ اگر ظاہری اعمال صحیح ہوں تو دل بھی صحیح رہتا ہے اور اس کے برعکس بھی آیا ہے کہ اگر دل صحیح ہو تو باقی جسم صحیح رہتا ہے۔ ④ امام کو چاہیے کہ اس سنت کو زندہ کرتے ہوئے نمازیوں کو تکبیر تحریر سے پہلے تاکید کرے کہ آپس میں مل کر کھڑے ہوں۔ بلکہ عملاً صفیں سیدھی کرائے۔

۶۶۳- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صفوں میں ایسے برابر اور سیدھا کیا کرتے تھے جیسے کہ تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ ہم نے آپ سے یہ درس لے لیا اور اسے خوب سمجھ لیا ہے تو ایک دن آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ ایک آدمی اپنا سینہ صف سے آگے نکالے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا: ”(قسم اللہ کی!) تم لوگ یا تو صفوں کو برابر کرو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے مابین مخالفت پیدا کر دے گا۔“

۶۶۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ التُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسَوِّنَا فِي الصُّفُوفِ كَمَا يَقَوْمُ الْقُدْحُ حَتَّىٰ إِذَا ظَنَّ أَنْ قَدْ أَخَذْنَا ذَلِكَ عَنْهُ وَفَقِهْنَا أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ بِوَجْهِهِ إِذَا رَجُلٌ مُتَنَبِّذٌ بِصَدْرِهِ فَقَالَ: «لَتُسَوَّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

۶۶۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها... الخ، ح: ۴۳۶: من حدیث حماد بن سلمة به.

۶۶۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صفوں کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف کو چلتے جاتے۔ (اس اثناء میں) آپ ہمارے سینوں اور کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ”آگے پیچھے مت ہو، ورنہ تمہارے دلوں میں بھی اختلاف آجائے گا۔“ اور آپ فرمایا کرتے تھے: ”اللہ عزوجل پہلی صفوں میں آنے والوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔“

۶۶۴- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو عَاصِمٍ بِنِ جَوَّاسِ الْحَنْفِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ، يَمَسُّحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُولُ: «لَا تَحْتَلِفُوا فَتَحْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ» وَكَانَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَيَّ الصُّفُوفِ الْأُولَى».

فائدہ: نبی ﷺ کا عملاً صفوں کو برابر کرنا کرانا اس کے انتہائی تاکید عمل ہونے کی دلیل ہے۔ نیز چاہیے کہ امام ایسا ہو جو صاحب علم، باعمل، باوقار اور باہمت ہو اور خوش اخلاق بھی کہ دینی امور میں اپنے سے چھوٹوں اور بڑوں کی بافضل اصلاح کر سکے۔ نو عمر، علم و عمل میں کوتاہ اور تنخواہ داراناموں کے لیے اس انداز سے تعلیم و تربیت بالعموم مشکل ہوتی ہے۔ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ.

۶۶۵- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو برابر کرتے۔ جب ہم درست ہو جاتے تو آپ تکبیر کہتے۔

۶۶۵- حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنْ سِمَاكِ قَالَ: سَمِعْتُ التَّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَوِّي يَعْنِي صُفُوفَنَا، إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ.

۶۶۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب: كيف يقوم الإمام الصفوف، ح: ۸۱۲ من حديث أبي الأحوص به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۵۱، ۱۵۵۶، وابن حبان، ح: ۳۸۶، ورواه ابن ماجه، ح: ۹۹۷ من طريق آخر عن طلحة بن مصرف اليامي به.

۶۶۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۱ من حديث أبي داود به، على وهم وقع في المطبوع، وانظر، ح: ۶۶۳.



۶۶۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو درست کر لو، کندھوں کو برابر رکھو، درمیان میں فاصلہ نہ رہنے دو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم بن جاؤ۔“..... راوی حدیث عیسیٰ بن ابراہیم نے [بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ] ”اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں۔“ کے لفظ بیان نہیں کیے..... ”اور شیطان کے لیے خلائہ چھوڑو۔ جس نے صف کو ملایا اللہ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اسے کاٹے۔“

۶۶۶- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْعَاقِقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ - وَحَدِيثُ ابْنِ وَهْبٍ أَنَّهُ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مَرَّةٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قُتَيْبَةُ: عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ: عَنْ أَبِي شَجْرَةَ لَمْ يَذْكُرْ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَقِيمُوا لَصُفُوفَ وَحَادُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا لُخْلُلَ وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ» - لَمْ يَقُلْ عَيْسَى بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ - «وَلَا تَذَرُوا نُجَجَاتِ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ».

قال أبو داود: أبو شجرة كثير بن مرة.

امام ابو داود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (راوی حدیث) ”ابو شجرہ“ سے مراد کثیر بن مرہ ہے۔

امام ابو داود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ۔“ کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی صف میں داخل ہونا چاہے تو (صف میں پہلے سے موجود) ہر شخص کو اپنے کندھے نرم کر دینے چاہئیں تاکہ وہ صف میں داخل ہو سکے۔

قال أبو داود: وَمَعْنَى وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ: إِذَا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الصَّفِّ نَذَهَبَ يَدْخُلُ فِيهِ فَيَتَّبِعِي أَنْ يَلِينَ لَهُ كُلُّ رَجُلٍ مَنكِبِيهِ حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”جس نے صف کو ملایا۔“ یعنی جو نماز کی صف میں حاضر ہوا، اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر کھڑا ہوا، اس میں کوئی غلایا کچی پیدا نہ کی تو اس کے لیے نبی ﷺ کی دعا ہے کہ اللہ اس کو اپنی رحمت خاص سے ملائے۔ اور جس نے صف کو کاٹا یعنی مذکورہ امور کے برعکس کیا تو اللہ اس کو اپنی رحمت سے محروم رکھے۔ ② ”بھائیوں کے لیے نرم ہونے۔“ کے معنی یہ ہیں کہ صفیں درست کرنے والے ساتھیوں کے ساتھ خوش دلی سے تعاون کیا جائے۔

۶۶۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الإمامة، باب من وصل صفاً، ح: ۸۲۰ عن عيسى بن إبراهيم مختصراً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۴۹، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۲۱۳، ووافقه الذهبي.



آگے پیچھے ہونے کے معاملے میں وہ جو کہیں مان لیا جائے اور ناراض نہ ہو جائے نیز یہ معنی بھی ہیں کہ اگر صف میں جگہ ممکن ہو تو دوسرے ساتھی کو جگہ دی جائے۔ خیال رہے کہ جگہ نہ ہو تو اس میں گھسنے کی کوشش پہلے سے کھڑے ہوئے بھائیوں کو تنگ کرنا ہے جو کسی طرح روا نہیں۔ ① امام کو تکبیر تحریر سے پہلے حسب ضرورت ان الفاظ سے نصیحت کرتے رہنا چاہیے اور عملاً بھی صف درست کرائی جائے۔

۶۶۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ إِبرَاهِيمَ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
 حدثنا أبان عن قتادة، عن أنس بن مالك عن رسول الله ﷺ قال: «رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَادُوا بِالْأَعْتَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَدْفُ».

۶۶۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اپنی صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہو کر دو۔ انہیں قریب قریب بناؤ اور گردنوں کو بھی برابر رکھو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ خالی جگہوں میں سے تمہاری صفوں میں گھس آتا ہے گویا وہ بکری کا بچہ ہو۔“

☀️ فائدہ: شیطان مومنین مخلصین پر ہر آن اور ہر مقام پر حملے کے لیے گھات میں رہتا ہے جب وہ نماز کی صفوں سے گھس آتا ہے تو مسجد سے باہر اور عام حالات میں اس کا حملہ اور سخت ہوتا ہوگا لہذا ہر مسلمان کو اپنے دفاع سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیے اور اس کی واحد صورت شریعت کا علم حاصل کرنا اور پھر تمام چھوٹے بڑے امور پر بلا تخصیص عمل پیرا ہونا ہے۔ وباللہ التوفیق.

۶۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حدثنا شعبة عن قتادة، عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ».

۶۶۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو سیدھا اور برابر کر دو۔ بلاشبہ صفوں کو برابر کرنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔“

☀️ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ صفوں میں بڑ کر کھڑے نہیں ہوتے درمیان میں خارا رکھتے ہیں یا صف میڑھی رکھتے ہیں ان کی نماز کامل نہیں ہوتی، ناقص رہتی ہے۔

۶۶۷- تخریج: [مسنادہ صحیح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب حث الإمام على رص الصفوف والمقاربة بينها، ح: ۸۱۶ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۴۵، وابن حبان، ح: ۳۸۷، ۳۹۱، وقاتدة صرح بالسماع عند النسائي، وانظر الحديث الآتي.

۶۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلوة، ح: ۷۲۳ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها . . . الخ، ح: ۴۳۳ من حديث شعبة به.

صف بندی کے احکام و مسائل

۶۶۹- جناب محمد بن مسلم بن سائب صاحب مقصورہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی تو انہوں نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ لکڑی کیوں رکھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہاتھ رکھا کرتے تھے (یعنی اپنے ہاتھ میں پکڑا کرتے تھے) اور فرماتے تھے: ”برابر ہو جاؤ اور اپنی صفوں کو سیدھا کر لو۔“

۶۶۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ بْنِ السَّائِبِ صَاحِبِ الْمَقْصُورَةِ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَوْمًا فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي لِمَ صُنِعَ هَذَا الْعُودُ؟ فَقُلْتُ: لَا وَاللَّهِ! قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ عَلَيْهِ يَدَهُ فَيَقُولُ: «اسْتَوُوا وَاعْدِلُوا صُفُوفَكُمْ».

۶۷۰- جناب محمد بن مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث بیان کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اس لکڑی کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر (دائیں صف کی طرف) متوجہ ہو کر کہتے ”سیدھے کھڑے ہو جاؤ اپنی صفوں کو برابر کر لو۔“ پھر اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑتے (اور بائیں جانب متوجہ ہوتے) اور فرماتے: ”سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اپنی صفوں کو برابر کر لو۔“

۶۷۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ أَخَذَهُ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ التَفَّتْ فَقَالَ: «اعْتَدِلُوا سَوُوا صُفُوفَكُمْ»، ثُمَّ أَخَذَهُ بَيْسَارِهِ فَقَالَ: «اعْتَدِلُوا سَوُوا صُفُوفَكُمْ».

🌞 فائدہ: حدیث ۶۶۹ اور ۶۷۰ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے اس میں صفوں کی درستگی کی تاکید والی بات تو صحیح ہے کیونکہ اس کا ذکر صحیح احادیث میں بھی ہے۔ لیکن اس کام کے لیے لکڑی کے استعمال والی بات صحیح نہیں ہے۔

۶۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(پہلے) پہلی صف کو پورا کرو پھر جو صف

۶۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ

۶۶۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۲۵۴ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وصححه ابن حبان: ۸/ ۳۸۹ * مصعب بن ثابت ضعيف ومحمد بن مسلم بن السائب مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

۶۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۲ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۶۷۱- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب الصف المؤخر، ح: ۸۱۹ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند ابن خزيمة، ح: ۱۵۴۷، وأبان بن يزيد عند ابن حبان، ح: ۳۹۱، وحديث سعيد صححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۴۶، وابن حبان، ح: ۳۹۰.



صف بندی کے احکام و مسائل

۲- کتاب الصلاة

عَطَاءٌ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: اس کے بعد ہو۔ اور جو کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہو۔“
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَتَمُّوا الصَّفَّ
 الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ
 فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ».

☀️ فائدہ: ”جو کمی ہو وہ آخری صف میں ہو“۔ سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ آخری صف جو ناقص ہو اس میں مقتدی کس طرح کھڑے ہوں؟ امام کے دائیں جانب یا بائیں جانب یا درمیان میں؟ تو یہ ایک دوسری حدیث اَوْ سَطُّوا [الإمام] ”امام کو درمیان میں کرو۔“ سے وضاحت ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم بہتر صورت یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ صف کے درمیان میں کھڑے ہوں تاکہ امام درمیان میں رہے۔ (عون المعبود)

۶۷۲- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ يَحْيَى بْنِ تَوْبَانَ: أَخْبَرَنِي عَمِّي عَمَارَةُ بْنُ تَوْبَانَ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاقِبَ فِي الصَّلَاةِ».

۶۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے کندھے نماز میں نرم ہوں۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: جَعْفَرُ بْنُ يَحْيَى مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ راوی حدیث جعفر بن یحییٰ اہل مکہ میں سے ہیں۔

☀️ توضیح: یعنی صفیں برابر کرانے والوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں یا صف میں اپنے ساتھ کھڑے ہونے والے کے ساتھ کندھے نہیں بھڑاتے بلکہ نرم خوئی کا اظہار کرتے ہیں یا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی کے لیے جگہ بنانی پڑے تو جگہ بنا دیتے ہیں۔

(المعجم ۹۴) - باب الصُّفُوفِ بَيْنَ السُّوَارِي (التحفة ۹۶)

باب ۹۴- ستونوں کے درمیان صفیں بنانے کا مسئلہ

۶۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۶۷۳- جناب عبد الحمید بن محمود بیان کرتے ہیں کہ

۶۷۲- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۰۱/۳ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۶۶، وابن حبان، ح: ۳۹۷، وللحديث شواهد.

۶۷۳- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري، ح: ۲۲۹

۱- کتاب الصلاة

صف بندی کے احکام و مسائل
میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے دن نماز پڑھی تو (ازدحام کی وجہ سے) ہمیں ستونوں کی طرف دھکیل دیا گیا۔ چنانچہ ہم (ستونوں سے) آگے پیچھے ہو گئے (یعنی ستونوں کے درمیان کھڑے نہیں ہوئے) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم اس سے بچا کرتے تھے۔ (یعنی ستونوں کے درمیان صفیں نہیں بناتے تھے۔)

عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ مَحْمُودٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَفَعْنَا إِلَى السَّوَارِي فَتَقَدَّمْنَا وَتَأَخَّرْنَا، فَقَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نَتَّقِي هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

فائدہ: چونکہ ستونوں کی وجہ سے صف کٹ جاتی ہے اس لیے جائز نہیں۔ ہاں اگر ازدحام شدید اور انبوه کثیر کی وجہ سے کہیں اور جگہ نپل رہی ہو تو ملاحظہ فرمائیے کہ جہاں جگہ خالی ہے۔

(المعجم ۹۵) - باب مَنْ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَلِيَّ الْإِمَامَ فِي الصَّفِّ وَكَرَاهِيَةِ التَّأَخُّرِ (التحفة ۹۷)

باب: ۹۵- امام کے قریب کون کھڑا ہو اور پیچھے رہنے کی کراہیت

۶۷۴- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاہیے کہ تمہارے اہل عقل و دانش میرے قریب کھڑے ہوا کریں۔ پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔ ان کے بعد وہ جو ان کے قریب ہیں۔“

۶۷۴- حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِيَلِيَّنِي مِنْكُمْ أَوْلُو الْأَحْلَامِ وَالنَّهْيُ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ».

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اہل علم و فضل کو اپنے قریب کھڑے ہونے کا حکم دیا تاکہ آپ کی نماز کا بغور مشاہدہ کر لیں اور ادب کا تقاضا بھی پورا ہو۔ چنانچہ امت میں بھی یہی مطلوب ہے تاکہ یہ لوگ امام کو اس کی خطا و سہو پر متنبہ کر سکیں اور اگر ضرورت پیش آئے تو وہ کسی کو اپنا نائب بنا سکے..... اس سے بالضرورت یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل علم و فضل کو بروقت حاضر ہو کر امام کے قریب جگہ لینی چاہیے تاکہ عملاً ان کا اہل علم و فضل ہونا ثابت ہو سکے۔ اگر

من حديث سفیان الثوري به وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۶۸، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۱۵، والحاكم: ۱/۲۱۰، ۲۱۸، ووافقه الذهبي * والثوري صرح بالسماع عند البيهقي: ۳/۱۰۴، والحاكم. ۶۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها... الخ، ح: ۴۳۲ من حديث سفیان به، وتابعه شعبة عند النسائي، ح: ۸۱۳ وغيره.

یہ صف اول سے پیچھے رہتے ہیں تو ان کا ”اہل علم و فضل“ ہونا محل نظر ہوگا جیسے کہ بالعموم مشاہدہ ہے۔

۶۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَزَادَ: «وَلَا تَحْتَلِفُوا فَتَحْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَإِنَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ».

۶۷۵- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا اور مزید بیان کیا: ”آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آجائے اور بازاروں کے شور و شغب سے بچو۔“

🌞 فائدہ: مسلمانوں کو ہمیشہ باوقار رہتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھنا چاہیے اور مساجد میں ہوں تو اس کا اور زیادہ اہتمام ہونا چاہیے خصوصاً بعض جگہ طلبہ ان میں درس و تدریس کی غرض سے اقامت پذیر رہتے ہیں اس لیے مسجد میں مقیم اور مسجد میں آنے والے عابدین کا حق ہے کہ وہ ان باتوں کا خیال رکھیں۔

۶۷۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَّامِنِ الصُّفُوفِ».

۶۷۶- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کے دائیں اطراف والوں پر اپنی رحمت (خاص) نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔“

🌞 فائدہ: مسلمان کو فضیلت والے مقام کی طرف سبقت کرنا اور اس کا حریص ہونا چاہیے تاکہ خصوصی رحمتوں اور فرشتوں کی دعاؤں کا مستحق بن سکے۔ خیال رہے کہ امام کی بائیں جانب کو بھی نہیں بھول جانا چاہیے تاکہ ”صفوں کی برابری“ قائم رہے۔ اجر و فضیلت کا تعلق نیت سے بھی ہوتا ہے۔ ایک آدمی جسے امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا ممکن ہے مگر جب دیکھتا ہے کہ اس کی بائیں جانب خالی ہے تو اس طرف کھڑا ہو جائے تو ان شاء اللہ مذکورہ اجر و فضیلت سے محروم نہیں رہے گا۔ (واللہ ذو فضل عظیم۔ واللہ اعلم)

۶۷۵- تخریج: أخرجه مسلم من حديث يزيد بن زريع به، وانظر الحديث السابق، وهذا جزء منه.

۶۷۶- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب فضل ميمنة الصف، ح: ۱۰۰۵ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۵۰، وابن حبان، ح: ۳۹۳، ۳۹۴، والحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۱۴ ووافقه الذهبي، ولفظ ابن خزيمة وغيره: "على الذين يصلون الصفوف".

علاوہ ازیں یہ روایت صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک (الفتح الربانی: ۳۱۶/۵) والموسوعة الحدیثیة (مسند احمد، حدیث: ۲۳۳۸۱) میں بایں الفاظ ہے۔ [إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصَلُّونَ الصُّفُوفَ] ”اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل فرماتا اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔“ اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو انہی الفاظ کے ساتھ ”حسن“ قرار دیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث میں [مِثَابِ الصُّفُوفِ] کی بجائے [يَصَلُّونَ الصُّفُوفَ] ہی کے الفاظ ہیں جن سے صفوں کے ملانے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ امام کے دائرے میں جانب کھڑے ہونے کی فضیلت کا اثبات۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ امام کے دائرے میں یا کھڑے یا کھڑے ہونا یکساں ہے۔ اصل فضیلت صف بندی کا صحیح طریقے سے اہتمام کرنے میں ہے۔ تاہم ہر معاملے میں داہنے پن کی جو عمومی فضیلت ہے اس کے تحت امام کی داہنی جانب باعث فضیلت ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

(المعجم ۹۶) - باب مَقَامِ الصُّبَّانِ مِنَ الصَّفِّ (التحفة ۹۸)

باب ۹۶- بچے صف میں کہاں کھڑے ہوں؟

۶۷۷- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ شَادَانَ:

۶۷۷- جناب عبدالرحمن بن غنم نے کہا کہ حضرت

حَدَّثَنَا عَيَّاشُ الرَّقَّامُ: حَدَّثَنَا

ابو مالک اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیا میں تمہارے سامنے نبی

عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا

کی نماز نہ بیان کروں؟ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ

بَدَيْلٌ: حَدَّثَنَا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنِ

آپ نے اقامت کہی پھر مردوں کی صف بنائی اور پھر

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ قَالَ: قَالَ أَبُو مَالِكٍ

بچوں کی صف ان کے پیچھے بنائی اور انہیں نماز پڑھائی۔

الْأَشْعَرِيُّ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

اور ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی پوری نماز بیان کی پھر فرمایا:

قَالَ: فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَفَّ الرَّجَالَ وَصَفَّ

ایسے ہی ہے نماز!..... عبدالاعلیٰ نے کہا: میرا خیال ہے کہ

الْعِلْمَانَ خَلْفَهُمْ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ، فَذَكَرَ

آپ نے فرمایا تھا: ”ایسے ہی ہے نماز میری امت کی۔“

صَلَاتَهُ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا صَلَاةُ - قَالَ

عَبْدُ الْأَعْلَى: لَا أَحْبِبُّهُ إِلَّا قَالَ: أُمَّتِي.

ملفوظ: حق یہ ہے کہ جماعت میں امام کے قریب اور پہلی صف میں صاحب علم اور بالغ نظر افراد کھڑے ہوں بعد

ازاں بچوں کا مقام ہے۔ مگر ان کی صف علیحدہ ہو اس کے لیے کوئی قوی دلیل نہیں ہے۔ نمازی کم ہوں تو بچے بھی پہلی

صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہے بیان کرتے ہیں: ”میں صف میں

۶۷۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۴۴/۵ من حديث قرة بن خالد به، وحسنه ابن الملقن في تحفة

۲- کتاب الصلاة صف بندی کے احکام و مسائل

داخل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر اٹکا نہیں کیا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۳۹۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۵۰۳) اور یہ اس وقت قریب البلوغ تھے۔

(المعجم ۹۷) - باب صَفِّ النِّسَاءِ
وَالتَّأخَّرَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ (التحفة ۹۹)

۶۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ
الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا
عَنْ سَهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوْلَاهَا وَشَرُّهَا
آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا
وَشَرُّهَا أَوْلَاهَا».

۶۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی بہترین صف
(اجرو فضیلت میں) پہلی صف ہے اور کم تر آخری صف
ہے۔ اور عورتوں کی بہترین صف وہ ہے جو سب سے آخر
میں ہو اور (اجرو فضیلت میں) کم تر وہ ہے جو سب سے
پہلی ہو۔“



☀️ توضیح: مردوں کے لیے نمازوں اور دیگر امور حیات کے لیے گھروں سے باہر نکلنا مطلوب ہے۔ اس لیے ان کے لیے اولین صف میں جگہ اور زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزارنا باعث اجر و فضیلت ہے اور جو جس قدر تاخیر سے آتا ہے اس کا درجہ کم ہوتا چلا جاتا ہے مگر عورتوں کے لیے افضل و اعلیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ٹکی رہیں۔ تاہم نماز کے لیے ان کا مسجد میں آنا جائز ہے تو جو عورت عین وقت پر گھر سے نکلتی اور کم سے کم وقت گھر سے باہر ہوتی ہے اور اس وجہ سے آخری صفوں میں جگہ پاتی ہے وہ افضل ہے اس عورت سے جو پہلے آتی، پہلی صف میں جگہ لیتی اور زیادہ وقت گھر سے باہر رہتی ہے۔ نیز مردوں کی آخری صف عورتوں سے قریب ہوتی ہے اور عورتوں کی پہلی صف مردوں کے قریب ہوتی ہے۔ اس لیے بھی ان دونوں صفوں کو کمتر درجے کی قرار دیا گیا جبکہ مردوں کی پہلی صف اور عورتوں کی آخری صف ایک دوسرے سے دور ہوتی ہے اور وہاں تشویش اور توجہ بٹنے کا اندیشہ نہیں رہتا اس لیے ان کا اجر زیادہ ہے۔ آج کل مردوں اور عورتوں کی نماز میں باقاعدہ آڑ اور الگ صف کا جو انتظام ہے اس میں اس تشویش کا بھی امکان بہت کم ہے۔

۶۷۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا
۶۷۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

۶۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ح: ۴۴۰ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

۶۷۹- تخریج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰۳/۳ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ۴۴

صف بندی کے احکام و مسائل

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ حَتَّى يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ فِي النَّارِ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ صف اول سے پیچھے رہتے (اور اسے اپنی عادت بنا لیتے) ہیں اللہ انہیں جہنم میں بھی پیچھے کر دے گا۔“

☀️ توضیح: یہ حکم مردوں سے مخصوص ہے اور اس میں ان کے لیے تہدید ہے جو سستی و کاہلی کی وجہ سے صف اول سے پیچھے رہتے ہیں۔ اللہ انہیں جہنم کے پچھلے درجے میں ڈالے گا..... یا جنت میں اولین داخل ہونے والوں میں شامل نہ کرے گا..... یا یہ معنی بھی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو جہنم سے نکالے گا تو انہیں آخر میں نکالے گا۔ (اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ)

۶۸۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (بعض) صحابہ میں یہ بات دیکھی کہ وہ پیچھے رہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ”آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو۔ تمہارے بعد والے تمہاری اقتداء کریں۔ اور جو لوگ پیچھے رہنے کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں ان کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل انہیں مؤخر کر دے گا۔“ (یعنی اپنی رحمت سے..... جنت میں داخل کرنے میں..... یا جہنم میں پیچھے کر دے گا یا جہنم سے تاخیر سے نکالے گا۔)

۶۸۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَزَاعِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فَقَالَ لَهُمْ: «تَقَدَّمُوا فَاتَّبَعُوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخَّرَهُمُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ».

باب: ۹۸- امام کے کھڑے ہونے کی جگہ

(المعجم ۹۸) - باب مقام الإمام من

الصَّفِّ (التحفة ۱۰۰)

۶۸۱- جناب یحییٰ بن بشیر بن خالد اپنی والدہ سے

۶۸۱- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ:

ح: ۲۴۵۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۵۹، وابن حبان، ح: ۳۹۲ * عكرمة بن عمار لم يصرح بالسماع من يحيى ابن أبي كثير، وتكلم الجمهور في روايته عنه أيضًا.

۶۸۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها... الخ، ح: ۴۳۸ من حديث أبي الأشهب به.

۶۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰۴/۳ من حديث أبي داود به * أمة الواحد أم يحيى مجهولة

۲- کتاب الصلاة

صف بندی کے احکام و مسائل

حدثنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عنِ بَشِيرِ بنِ بَشِيرٍ ابنِ خَلَادٍ، عنِ أُمِّهَا أَنَّهُا دَخَلَتْ عَلَيَّ مُحَمَّدِ ابنِ كَعْبِ القُرْظِيِّ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَسَطُوا الْإِمَامَ وَشَدُّوا الْخَلَلَ».

☀️ فائدہ: یعنی امام صفوں کے آگے اس طرح کھڑا ہو کہ وہ مقتدیوں کے وسط (درمیان) میں ہو۔ یہ نہ ہو کہ مقتدی دائیں یا بائیں کسی ایک جانب زیادہ تعداد میں ہوں ایسی صورت میں امام وسط میں نہیں رہے گا۔ یہی صورت آخری صف میں بھی ہو جس میں چند افراد ہوں یعنی وہ صف کے ایک کنارے پر کھڑے نہ ہوں بلکہ درمیان میں (امام کے دائیں اور بائیں) کھڑے ہوں۔ تاکہ امام درمیان میں رہے۔ لیکن روایت کا یہ پہلا حصہ ضعیف ہے۔ اس لیے اسے مستحب تو قرار دیا جاسکتا ہے ضروری نہیں۔ البتہ حدیث کا دوسرا حصہ ”صف کے خلا کو پورا کرو۔“ صحیح ہے کیونکہ یہ حکم دوسری احادیث سے بھی ثابت ہے۔



(المعجم ۹۹) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحَدَّهُ خَلْفَ الصَّفِّ (التتحفة ۱۰۱)

باب: ۹۹- جو شخص صف کے پیچھے اکیلا ہی نماز پڑھے

۶۸۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عنِ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عنِ هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عنِ عَمْرِو بنِ رَاشِدٍ، عنِ وَابِصَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحَدَّهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ قَالَ سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: الصَّلَاةَ.

۶۸۲- حضرت وایصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے کھڑا اکیلا ہی نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے دہرانے کا حکم دیا۔ سلیمان بن حرب نے لفظ [الصلاة] بھی بیان کیا یعنی [فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ] ”کہ نماز دہرائے۔“

☀️ فائدہ: صف میں جگہ ہوتے ہوئے اس میں شریک نہ ہونا اور الگ سے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ اسے نماز دہرائی پڑے گی۔ بچے کو بھی صف میں شامل ہونا چاہیے بلکہ کیا جائے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۶، و صحیح

۴۴ و ابنہایحیی بن بشیر مستور، کذا فی التقریب.

۶۸۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الصلوة خلف الصف وحده، ح: ۳۱ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۴۰۳، وللحديث طرق أخرى عند ابن خزيمة، ح: ۱۵۶۹، وابن حبان، ح: ۴۰۱ وغيرهما.

مسلم، حدیث: (۵۰۳) ہاں عورت کی صف علیحدہ ہوگی، خواہ وہ اکیلی ہی کیوں نہ ہو۔

(المعجم ۱۰۰) - باب الرَّجُلُ يَرْكَعُ
دُونَ الصَّفِّ (التحفة ۱۰۲)

باب: ۱۰۰- جو شخص صف میں ملنے سے پہلے
ہی رکوع کر لے

۶۸۳- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَنَّ
يَزِيدَ بْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ
أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ زِيَادِ الْأَعْلَمِ، حَدَّثَنَا
الْحَسَنُ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ حَدَّثَ: أَنَّهُ دَخَلَ
الْمَسْجِدَ وَنَبِيَّ اللَّهِ ﷺ رَاكِعًا، قَالَ:
فَرَكَعْتُ دُونَ الصَّفِّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
إِذَا ذَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدَّ.

۶۸۳- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ وہ مسجد
میں داخل ہوئے اور نبی ﷺ رکوع میں تھے، کہا چنانچہ
میں صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع میں ہو گیا۔ (نماز
کے بعد) نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تیری حرص اور
زیادہ کرے، آئندہ ایسے نہ کرنا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ”آئندہ ایسے نہ کرنا“ کا مطلب ہے کہ یہ دیکھ کر کہ جماعت ہو رہی ہے اور امام رکوع میں چلا گیا
ہے تو تم تیزی سے دوڑتے ہوئے آؤ اور پھر دروازے ہی سے رکوع کر لو اور حالت رکوع ہی میں چلتے ہوئے صف
میں شامل ہو۔ آئندہ اس طرح نہ کرنا بلکہ اطمینان اور وقار سے آ کر صف میں شامل ہو۔ باقی رہا مسئلہ کہ اس رکعت کو
شمار کیا گیا یا نہیں کیا گیا؟ اس حدیث میں اس امر کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ لیکن ایک دوسری حدیث میں نبی ﷺ
نے فرمایا ہے: [إِذَا آتَيْتَ الصَّلَاةَ فَأَتَيْهَا بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ فَصَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَ أَقْضِ مَا فَاتَكَ] (الصحيحه) حدیث: (۱۱۹۸) بحوالہ الاوسط، للطبرانی) ”جب تم نماز کے لیے آؤ تو وقار اور آرام سے آؤ، پس
جو (جماعت کے ساتھ) پالو پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اسے پورا کر لو۔“ ظاہر بات ہے کہ جب حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہما
سے قیام اور سورۃ فاتحہ پڑھی گئی تو انہوں نے یہ رکعت ہرائی ہوگی جس کا ذکر گود حدیث میں نہیں ہے، لیکن فرمان نبوی کی
رُو سے انہوں نے یقیناً ایسا کیا ہوگا اگر اسی طرح رکعت کا اثبات یا جواز ہوتا تو نبی ﷺ ان کو یہ نہ کہتے کہ آئندہ ایسا نہ
کرنا۔ بعض لوگ لا تُعَدُّ (عاد، یعود، عود سے) کو لا تُعَدُّ پڑھتے ہیں اور اسے اَعَادَ، يُعِيد سے بتلاتے ہیں
اور معنی کرتے ہیں۔ اس رکعت کو نہ لوٹانا۔ اور یوں مدرک رکوع کے لیے رکعت کا اثبات کرتے ہیں۔ لیکن اس کا
”إِعَادَهُ“ سے ہونا سیاق کلام سے میل نہیں کھاتا۔ اس طرح بعض لوگ اسے عَدَّ يُعَدُّ ”شمار کرنا“ سے قرار دے کر
لا تُعَدُّ پڑھتے ہیں، یعنی اس رکعت کو شمار نہ کرنا۔ اس طرح گویا لفظ میں متعدد احتمالات پائے جاتے ہیں۔ لیکن سیاق
کے اعتبار سے اس کے پہلے معنی ہی صحیح ہیں اور اس سے بھی مدرک رکوع کے لیے رکعت کا اثبات نہیں ہوتا۔ علاوہ
ازیں دیگر دلائل بھی اسی موقف کے مؤید ہیں اس لیے یہی راجح اور قوی ہے۔ واللہ اعلم۔

۶۸۲- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا ركع دون الصف، ح: ۷۸۳ من حديث زياد الأعلم به.

۲- کتاب الصلاة

۶۸۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا زِيَادُ الْأَعْلَمُ عَنْ الْحَسَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ جَاءَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَاكِعٌ فَرَكَعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ مَسَى إِلَى الصَّفِّ، فَلَمَّا فَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: «أَيُّكُمْ الَّذِي رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ مَسَى إِلَى الصَّفِّ؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ: أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدُّ».

قال أبو داود: زياد الأعلم زياد بن فلان ابن قرة، وهو ابن خالة يونس بن عبدي.

فوائد و مسائل: ① نیکی کرنے میں اگر کسی سے کوئی خطا ہو جائے تو پہلے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے پھر صحیح طریقہ بتانا یا سکھانا چاہیے۔ ② نمازی کو پہلے اطمینان سے صف میں پہنچنا چاہیے۔ اس کے بعد سکون سے تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو۔

سترے کے احکام و مسائل

۶۸۳- جناب حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ رکوع میں تھے، تو انہوں نے صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور پھر (اسی حالت میں) چلتے ہوئے صف میں جا ملے۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کی تو پوچھا: ”تم میں سے کس نے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کیا تھا پھر وہ چلتے ہوئے صف میں ملا؟“ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میں تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تیری (نیکی کی) حرص اور بڑھائے پھر ایسے نہ کرنا۔“

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: زیاد اعلم کا نام زیاد بن فلان ابن قرة ہے اور یہ یونس بن عبید کا خالہ زاد ہے۔

فوائد و مسائل: ① نیکی کرنے میں اگر کسی سے کوئی خطا ہو جائے تو پہلے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے پھر صحیح طریقہ بتانا یا سکھانا چاہیے۔ ② نمازی کو پہلے اطمینان سے صف میں پہنچنا چاہیے۔ اس کے بعد سکون سے تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو۔

سترے کے احکام و مسائل

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ السُّنَّةِ

فائدہ: نمازی کو بحالت نماز ایسی جگہ کھڑے ہونا چاہیے جہاں اس کے آگے سے کسی کے گزرنے کا احتمال نہ ہو۔ جگہ اگر کھلی ہو تو کوئی مناسب چیز اسے اپنے سامنے رکھ لینی چاہیے جو گزرنے والوں کیلئے آڑ اور اس کے نماز میں ہونے کی علامت ہو۔ اسے اصطلاحاً ”سترہ“ کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک تاکید سنت ہے۔ نمازی اور سترے کے درمیان فاصلہ تقریباً تین ہاتھ کا ہو اس سے زیادہ فاصلے پر موجود کوئی چیز یا آڑ مثلاً دیوار یا ستون وغیرہ سترہ نہیں کہلاتے۔ لہذا سترے کے قریب کھڑا ہونا ہی مسنون عمل ہے۔

(المعجم ۱۰۱) - باب مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّيَ (التحفة ۱۰۳)

۶۸۵- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

۶۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ

۶۸۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۳/ ۱۰۵، ۱۰۶ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.
۶۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ستره المصلي، والندب إلى الصلوة إلى ستره... الخ، ح: ۴۹۹

سترے کے احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں کہ کون تمہارے آگے سے گزرتا ہے۔“

العَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ بْنِ عُثَيْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا جَعَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ مِثْلَ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ فَلَا يَضُرُّكَ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْكَ».

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ سترہ نہ رکھنے سے نمازی کو نقصان ہوتا ہے۔ یعنی اس کے خشوع خضوع اور جبریں کمی ہوتی ہے یا کم از کم اتباع امر کی تقصیر کا نقصان تو واضح ہے اور یہ سترہ کم از کم فٹ یا ڈیڑھ فٹ کے درمیان کوئی چیز ہونی چاہیے۔

۶۸۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: جناب ابن جریج، عطاء سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: پالان کی پچھلی لکڑی ایک ذراع (ہاتھ) یا اس سے کچھ زائد ہوتی ہے۔

۶۸۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حدثنا ابنُ نميرٍ عن عُبيدِ اللَّهِ، عن نافعٍ، عن ابنِ عمرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرَبِيَّةِ فَتَوَضَّعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ.

۶۸۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید پڑھنے کے لیے نکلتے تو حکم دیتے کہ نیزہ ساتھ لے لیا جائے۔ اسے آپ کے آگے گاڑ دیا جاتا پھر آپ اس کی طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے۔ سفر میں بھی آپ کا یہ معمول ہوتا تھا۔ چنانچہ امراء نے یہ عمل اخذ کیا ہے۔

☀️ توضیح: یعنی امراء و حکام لوگ جو عید وغیرہ کے موقع پر بھالانیزہ وغیرہ لے کر نکلنے کا اہتمام کرتے ہیں اس کی اصل یہی ہے۔ نماز فرض ہو یا نفل، سفر ہو یا حضر ہر موقع پر سترے کا خیال رکھنا چاہیے۔ نیز امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہوتا ہے۔

۶۸۸- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حدثنا جناب عون بن ابی حنیفہ اپنے والد سے

◀ من حديث سمالك بن حرب به.

۶۸۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲/۲۶۹ من حديث أبي داود وغيره به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۲۲۷۲ بطوله * ابن جریج صرح بالسماع عند ابن خزيمة، ح: ۸۰۷.

۶۸۷- تخریج: أخرجه البخاري، أبواب ستره المصلي، باب ستره الإمام ستره من خلفه، ح: ۴۹۴، ومسلم، الصلوة، باب ستره المصلي والتدب إلى الصلوة إلى ستره... الخ، ح: ۵۰۱ من حديث عبدالله بن نمير به.

۶۸۸- تخریج: أخرجه البخاري، أبواب ستره المصلي، باب ستره الإمام ستره من خلفه، ح: ۴۹۵ من حديث

۲- کتاب الصلاة

سترے کے احکام و مسائل

شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ - وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ - الظُّهْرَ رَكَعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكَعَتَيْنِ يَمُرُّ خَلْفَ الْعَنَزَةِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ.

بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں (مکہ کے قریب) وادی بطحاء میں نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے چھوٹا نیزہ تھا۔ (آپ نے ہمیں) ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں پڑھائیں۔ اس نیزے کے آگے سے عورت بھی گزرتی تھی اور گدھا بھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔ ② سترے کے آگے سے کوئی بھی گزرے تو اس میں نمازی کا نقصان نہیں۔

باب: ۱۰۲- اگر سترہ کے لیے لاٹھی نہ ملے
تو خط کھینچنے کا مسئلہ

(المعجم ۱۰۲) - باب الْخَطِّ إِذَا لَمْ
يَجِدْ عَصَا (التحفة ۱۰۴)

۲۸۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے۔ اگر کچھ نہ ملے تو کوئی لاٹھی کھڑی کر لے۔ اگر اس کے پاس عصا (لاٹھی) نہ ہو تو خط ہی کھینچ لے۔ پھر اس کے آگے سے جو بھی گزرے اسے نقصان نہ ہوگا۔“

۶۸۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُقْضَلِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمِّيَّةَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ حُرَيْثًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصُبْ عَصَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصَا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرَّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ».

۲۹۰- جناب ابو محمد بن عمرو بن حریش اپنے دادا حریش سے جو بنی عذرہ کے آدمی تھے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے وہ حضرت ابو القاسم رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے

۶۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْمَدِينِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلِ بْنِ أُمِّيَّةَ، عَنْ

۴۴ شعبہ بہ، ورواہ مسلم، الصلوٰۃ، باب سترۃ المصلی... الخ، ح: ۵۰۳ من حدیث عون بن ابی جحیفۃ بہ، ورواہ ایضاً من حدیث شعبۃ عنہ.

۶۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۷۰ من حدیث ابی داود بہ، وانظر الحدیث الآتی.

۶۹۰- تخریج: [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما یستر المصلی، ح: ۹۴۳ من حدیث سفیان ابن عیینہ بہ، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۱۱، وابن حبان، ح: ۴۰۷، ۴۰۸ * هذا الحدیث ضعفه سفیان بن عیینة والطحاوی والدارقطنی والجمهور، وتحقیقهم هو الصواب.



ہیں اور لکیر کھینچنے والی حدیث بیان کی۔

أَبِي مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي عُدْرَةَ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فَذَكَرَ حَدِيثَ الْخَطِّ.

سفيان بن عيينہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایسی کوئی دلیل نہیں ملی جس سے ہم اس حدیث کو تقویت دے سکیں اور یہ صرف اسی سند سے مروی ہے۔ (ابن مدینی نے کہا) میں نے سفيان بن عيينہ سے کہا کہ محدثین اس کے راوی میں اختلاف کرتے ہیں (آیا یہ ابو محمد بن عمرو بن حریش ہے یا کوئی اور) تو انہوں نے کچھ سوچا اور پھر کہا: مجھے ابو محمد بن عمرو ہی یاد ہے۔

قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ نَجِدْ شَيْئًا نَشُدُّ بِهِ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَمْ يَجِءْ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. قَالَ: قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّهُمْ يَخْتَلِفُونَ فِيهِ. فَتَفَكَّرَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: مَا أَحْفَظُ إِلَّا أَبَا مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو.

سفيان نے کہا کہ اسماعیل بن امیہ کی وفات کے بعد ایک آدمی آیا اور اس (آنے والے) شیخ نے ابو محمد کو طلب کیا، وہ مل گیا اور اس حدیث کے متعلق پوچھا مگر اسے اشتباہ ہو گیا (یعنی وہ اسے صحیح طریقے سے بیان نہیں کر سکا)۔

قَالَ سُفْيَانُ: قَدِمَ هُنَا رَجُلٌ بَعْدَ مَا مَاتَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ فَصَلَّبَ هَذَا الشَّيْخَ أَبَا مُحَمَّدٍ حَتَّى وَجَدَهُ فَسَأَلَهُ عَنْهُ فَخَلَطَ عَلَيْهِ.

امام ابوداؤد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا: میں نے امام احمد بن حنبل رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے سنا، انہوں نے کئی بار خط کھینچنے کا وصف بیان کیا تو کہا کہ اس طرح عرض میں کھینچا جائے جیسے کہ ہلال ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يَعْنِي ابْنَ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ، سُئِلَ عَنْ وَصْفِ الْخَطِّ غَيْرَ مَرَّةٍ، فَقَالَ: هَكَذَا عَرَضًا مِثْلَ الْهَلَالِ.

امام ابوداؤد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا: میں نے مسدود سے سنا انہوں نے کہا کہ ابن داؤد (خریبی) نے کہا کہ یہ خط طول میں کھینچا جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ مُسَدَّدًا قَالَ: قَالَ ابْنُ دَاوُدَ: الْخَطُّ بِالطُّوْلِ.

ابوداؤد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا: میں نے امام احمد بن حنبل رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے سنا انہوں نے کئی بار اس خط کی صفت یہ بتائی کہ یہ

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَصَفَ الْخَطَّ غَيْرَ مَرَّةٍ فَقَالَ:

سترے کے احکام و مسائل

هَكَذَا - يَعْنِي بِالْعَرَضِ - حُورًا دُورًا - عَرَضٌ فِي هَوَاوِ هَلَالٍ كَمَا نَدَّوْا لِي فِي هُوَ -
مَثَلُ الْهَلَالِ - يَعْنِي مُنْعَطِفًا .

☀️ توضیح: حدیث ۶۸۹ اور ۶۹۰ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے ان سے خط کھینچنے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

۶۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الرُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: رَأَيْتُ
شَرِيكَاً صَلَّى بِنَا فِي جَنَازَةِ الْعَصْرِ فَوَضَعَ
فَلَنَسَوْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَعْنِي فِي فَرِيضَةٍ حَضَرَتْ .
۶۹۱- جناب سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے
شریک (بن عبد اللہ بن ابی نمر..... یا شریک بن عبد اللہ
نخعی کوفی) کو دیکھا کہ انہوں نے ہمیں ایک جنازہ کے
اجتماع میں عصر کی نماز پڑھائی تو اپنے سامنے اپنی ٹوپی
رکھ لی۔ یعنی ایک فریضہ میں جس کا وقت ہو چکا تھا۔

☀️ فائدہ: سترہ میں مسنون تو یہی ہے کہ ایک ہاتھ ہو لیکن اگر کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس سے کم بھی کفایت کر جائے گی۔

(المعجم ۱۰۳) - باب الصلاة إلى
الراحلة (التحفة ۱۰۵)

۶۹۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَوَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ وَابْنُ أَبِي خَلْفٍ وَعَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ:
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ:
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ .

۶۹۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
نبی ﷺ اپنے اونٹ کو سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھ لیا
کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: اونٹوں کے پاؤں میں نماز ممنوع ہے مگر مذکورہ صورت میں جب جانور ایک آدھ ہو تو اس کو سترہ بنا کر یا
اس کے قریب نماز پڑھنا جائز ہے۔

(المعجم ۱۰۴) - باب: إِذَا صَلَّى إِلَى
سَارِيَةٍ أَوْ نَحْوِهَا أَيْنَ يَجْعَلُهَا مِنْهُ
(التحفة ۱۰۶)

باب: ۱۰۴- کسی ستون وغیرہ کو سترہ بنا کر
تو اسے کس انداز میں اپنے سامنے رکھے؟

۶۹۱- تخریج: [إسناده صحيح].

۶۹۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ستره المصلي والندب إلى الصلوة إلى ستره... الخ، ح: ۵۰۲ من
حدیث ابی خالد الاحمر، البخاری، الصلوة، باب الصلوة فی مواضع الابل، ح: ۴۳۰ من حدیث عبید اللہ بن عمرہ .

سترے کے احکام و مسائل

۶۹۳- حضرت ضباعہ بنت مقداد بن اسود اپنے والد (حضرت مقداد رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتی ہیں، انہوں نے کہا، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی لکڑی، ستون یا درخت کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تو اسے ہمیشہ اپنے دائیں یا بائیں ابرو کی طرف رکھتے، بالکل عین سامنے نہ رکھتے تھے۔

۶۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْوَلِيدُ بْنُ كَامِلٍ عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ حُجْرٍ الْبَهْرَانِيِّ، عَنِ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهَا قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِلَى عُودٍ وَلَا عَمُودٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوْ الْأَيْسَرِ وَلَا يَضْمُدُ لَهُ صَمْدًا.

☀️ ملحوظہ: یہ روایت سندا ضعیف ہے اس لیے یہ بات جو اس میں بیان ہوئی ہے صحیح نہیں ہے۔ بنا بریں سترے کے عین سامنے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ سترہ عین سامنے ہی ہونا چاہیے۔

باب ۱۰۵- باتوں میں مشغول یا سونے والوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

(المعجم ۱۰۵) - باب الصلاة إلى المتحدثين والنيام (التحفة ۱۰۷)

۶۹۴- جناب محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا کہ میں نے ان سے یعنی عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سونے والے کے پیچھے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھو، نہ باتوں میں مشغول شخص کے پیچھے۔“

۶۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرْظِيِّ قَالَ: قُلْتُ لَهُ - يَعْنِي لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصَلُّوا خَلْفَ النَّائِمِ وَلَا الْمُتَحَدِّثِ».

☀️ فائدہ: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور (بعض اوقات) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے سوئی ہوئی ہوتی تھیں۔ (دیکھیے صحیح بخاری، حدیث: ۳۸۲۴ و صحیح مسلم، حدیث: ۵۱۲) معلوم

۶۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد ۴/۶ عن علي بن عياش به * ضباعة لا تعرف، والمهلب مجهول، والوليد بن كامل لين الحديث، كذا في التقريب.

۶۹۴- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي ۲/۲۸۹ من حديث أبي داود به، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ۹۵۹، وسنده ضعيف جدًا، وللحديث طريق حسن عند الطبراني في الأوسط، ح: ۵۲۴۲.

سترے کے احکام و مسائل

ہوا کہ یہ جائز ہے اور جہاں کہیں لوگ باتوں میں مشغول ہوں اور وہ قبلہ رخ پر ہوں تو بظاہر نمازی کو اس سے تشویش ہو سکتی ہے اور اس کے خشوع میں خلل آئے گا۔ لہذا ایسی صورتوں میں بھی احتیاط کرنا اچھا ہے۔

(المعجم ۱۰۶) - باب الدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ (التحفة ۱۰۸)

باب: ۱۰۶- سترے کے قریب کھڑے ہونے کا بیان

۶۹۵- حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کسی سترہ کی طرف نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو، کہیں شیطان اس پر اس کی نماز نہ قطع کر دے۔“

۶۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُوَيْبَانَ: أَخْبَرَنَا سُوَيْبَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى وَابْنُ السَّرْحِ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُوَيْبَانُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَنْمَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا، لَا يَقْطَعِ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ».

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: واقدر بن محمد نے اس حدیث کو صفوان سے انہوں نے محمد بن سہل سے انہوں نے اپنے والد سے یا محمد بن سہل سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے، جبکہ بعض نے نافع بن جبیر سے اس نے سہل بن سعد سے کہا ہے۔ اور اس کی سند میں اختلاف کیا گیا ہے۔

قال أبو داؤد: وَرَوَاهُ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلِ عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَاخْتَلَفَ فِي إِسْنَادِهِ.

۶۹۶- حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے قبلے (یعنی سترے) کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا کہ اس سے ایک بکری گزر سکتی تھی۔

۶۹۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ وَالثَّقَلِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ قَالَ: وَكَانَ بَيْنَ مَقَامِ النَّبِيِّ

۶۹۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب الأمر بالدنو من السترة، ح: ۷۴۹ من حديث سفيان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۰۳، ابن حبان، ح: ۴۰۹، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۵۱، ۲۵۲، ووافقه الذهبي.

۶۹۶- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب قدركم ينبغي أن يكون بين المصلي والسترة، ح: ۴۹۶، ومسلم، الصلوة، باب دنو المصلي من السترة؟، ح: ۵۰۸ من حديث عبد العزيز بن أبي حازم به.



وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مَمَرٌ عَنِي .

قال أَبُو دَاوُدَ: الْحَبْرُ لِلتُّغَيْبِيِّ .

امام ابو داؤد نے کہا: یہ حدیث (میرے شیخ) تغیبی کی بیان کردہ ہے (تغیبی کی نہیں)۔

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ سترے کے قریب کھڑا ہوا جائے اور فاصلہ اتنا ہو کہ آسانی سجدہ ہو سکے۔ اس سے ضمناً یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر دیوار (سترے) اور امام کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو تو امام کو چاہیے کہ وہ اپنے آگے ستر رکھے۔

(المعجم ۱۰۷) - باب مَا يُؤَمَّرُ الْمُصَلِّي
أَنْ يَدْرَأَ عَنِ الْمَمَرِّ بَيْنَ يَدَيْهِ (التحفة ۱۰۹)

باب: ۱۰۷- نمازی کو یہ حکم کہ اپنے آگے سے گزرنے والے کو روکے
۶۹۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو نہ چھوڑے کہ اس کے آگے سے گزرے۔ جہاں تک ہو سکے اس کو روکے۔ اگر وہ انکار و اصرار کرے تو چاہیے کہ اس کے ساتھ لڑائی کرے، بیشک وہ شیطان ہے۔“

۶۹۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدْعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَلْتَدْرَأُهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَبِي فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ» .

۶۹۸- جناب عبدالرحمن بن ابی سعید خدری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو چاہیے کہ سترہ رکھ کر پڑھے اور اس کے قریب کھڑا ہو۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۶۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلَى سِتْرَةٍ رَلِيدُنْ مِنْهَا» ثُمَّ سَأَقَ مَعْنَاهُ .

☀️ توضیح: اگر کوئی شخص سترہ کے باوجود نمازی کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرتا اور اس پر اصرار کرتا ہے تو وہ شیطان صفت ہے۔ اس کو اثنائے نماز ہی میں روکنا چاہیے اور روکنے کی کیفیت ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔ اور [فَلْيَقَاتِلْهُ] ”اس سے لڑے“ کا مفہوم زور سے روکنے کی کوشش ہے نہ کہ معروف معنی میں قتال کرنا لڑنا۔

۶۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ۵۰۵ من حديث مالك به، وهو في لموطأ (بحی): ۱/۱۵۴، ورواه البخاري، ح: ۵۰۹ من طريق آخر عن أبي سعيد به مطولاً .

۶۹۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: ادرا ما استطعت، ح: ۹۵۴ عن محمد بن لعلاء به، وانظر الحديث السابق .

سترے کے احکام و مسائل

۶۹۹- جناب ابو سعید صاحب سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن یزید لیشی کو نماز میں کھڑے دیکھا اور میں ان کے آگے سے گزرنے لگا تو انہوں نے مجھے روکا۔ پھر (نماز کے بعد) مجھ سے کہا کہ مجھے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی یہ کر سکتا ہو کہ کسی کو اپنے اور قبیلے کے درمیان میں سے نہ گزرنے دے تو چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔“

۶۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: أَخْبَرَنَا مَسْرُوعُ بْنُ مَعْبُدٍ اللَّخْمِيُّ، لَقِيْتُهُ بِالْكُوفَةِ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ حَاجِبُ سُلَيْمَانَ قَالَ: رَأَيْتُ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ قَائِمًا يُصَلِّي فَذَهَبَتْ أُمْرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَدَّنِي ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ أَحَدًا فَلْيَفْعَلْ».

۷۰۰- جناب ابوصالح نے کہا: میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے جو دیکھا سنا ہے تمہیں بتاتا ہوں۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ مروان کے پاس گئے اور بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ”آپ فرما رہے تھے: ”جب تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف نماز پڑھ رہا ہو، جو اس کے لیے لوگوں سے سترہ ہو اور کوئی اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اس کے سینے کے آگے ہاتھ کر کے اسے روک دے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرنے بلاشبہ وہ شیطان ہے۔“

۷۰۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةَ - عَنْ حَمِيدِ بْنِ يَعْنَى ابْنِ هِلَالٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو صَالِحٍ: أَعَدُّكَ عَمَّا رَأَيْتُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ وَسَمِعْتُهُ مِنْهُ، دَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِي نَحْرِهِ، فَإِنْ أَبِي فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

🌞 فائدہ: لڑائی کرنے کا مطلب ہاتھ کے ذریعے سے گزرنے والے کو زور سے روکنا ہے۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے کہا: ایک آدمی تکبر کرتے ہوئے میرے آگے سے نماز کی حالت میں گزرتا ہے تو میں اسے روک لیتا ہوں اور

قال أبو داؤد: قال سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: يَمُرُّ الرَّجُلُ يَبْتَخِرُ بَيْنَ يَدَيَّ وَأَنَا أُصَلِّي فَأَمْتَعُهُ وَيَمُرُّ الضَّعِيفُ فَلَا أَمْتَعُهُ.

۶۹۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۸۲، ۸۳ عن أبي أحمد الزبيري به مطولاً.

۷۰۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ۵۰۵ من حديث سليمان بن المغيرة، والبخاري، الصلوة، باب: يرد المصلي من مر بين يديه، ح: ۵۰۹ من حديث حميد بن هلال به.



ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی کبھی کوئی ضعیف انسان ہوتا ہے تو اسے منع نہیں کرتا۔

🌞 توضیح: حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ایک تابعی ہیں، یہ ان کا عمل ہے اس عمل کی ان کے نزدیک کیا وجہ تھی؟ وہ انہوں نے بیان نہیں کی۔ اس لیے حدیث کی رو سے ہر گزرنے والے کو ہاتھ کے ذریعے سے روکنا چاہیے چاہے کوئی تکبر سے گزرنے والا ہو یا وہ ضعیف ہو۔

(المعجم ۱۰۸) - **بَاب مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي (التحفة ۱۱۰)**

۷۰۱- جناب زید بن خالد جہنی نے انہیں (بسر بن سعید کو) حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور پچھوایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق کیا سنا ہے؟ تو حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ اس پر کتنا گناہ اور عذاب ہے تو (اس کے بدلے) اسے چالیس..... کھڑا رہنا اس کے آگے سے گزرنے سے اچھا لگے۔“ ابو نصر نے کہا: نہ معلوم آپ نے چالیس کے لفظ کے ساتھ دن، مہینہ یا سال، کیا فرمایا؟

۷۰۱- حَدَّثَنَا الْقُعَيْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عَمْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي. فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ». قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا أَذْرِي قَالَ: أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جان بوجھ کر نمازی کے آگے سے گزرنے کا کتنا سخت گناہ ہے۔ نماز خواہ فرض ہو یا نفل ② چالیس کے عدد کے بعد دن، مہینہ یا سال کا ذکر نہ ہونا اس سزا کی شدت کے لیے ہے۔ تاہم بعض ضعیف طرق میں (خریف) ”سال“ کا لفظ آیا ہے اس سے اس گناہ کی شاعت و قباحت واضح ہے۔

ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَمَا لَا يَقْطَعُهَا

(المعجم ۱۰۹) - **بَاب مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۱)**

باب: ۱۰۹- کس چیز (کے گزرنے) سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

۷۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ح: ۵۱۰، ومسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ۵۰۷، من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۵۴، ۱۵۵.

ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

۷۰۲- حفص بن عمر کی سند سے حضرت ابو ذرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی نماز کو توڑ دیتا ہے“۔ اور ان دونوں [عبدالسلام بن مطہر اور ابن کثیر] نے سلیمان بن مغیرہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابو ذرؓ نے فرمایا: آدمی کی نماز کو کاٹ دیتا ہے جب کہ اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کچھ نہ رکھا ہو گدھا، کالا کتا اور عورت۔ میں (یعنی عبداللہ بن صامت) نے کہا: کالے کتے کی کیا خصوصیت ہے، سرخ ہو یا زرد یا سفید؟ انہوں نے کہا: بھینٹے! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا جیسے کہ تم نے مجھ سے پوچھا ہے، تو آپ نے فرمایا تھا: ”کالا کتا شیطان ہے۔“

۷۰۳- حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، اسے شعبہ نے مرفوع ذکر کیا: ”نماز کو توڑ دیتی ہے بالغہ عورت اور کتا۔“

امام ابو داؤدؒ نے کہا: اسے سعید، ہشام اور ہمام نے قنادہ سے انہوں نے جابر بن زید سے روایت کرتے ہوئے ابن عباسؓ پر موقوف کیا ہے۔

۷۰۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ وَابْنُ كَثِيرٍ الْمَعْنَى أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ الْمُغِيرَةِ أَخْبَرَهُمْ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ - قَالَ حَفْصٌ: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ» وَقَالَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: «يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيدُ آخِرَةِ الرَّحْلِ الْجِمَارُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ وَالْمَرْأَةُ». فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَحْمَرِ مِنَ الْأَصْفَرِ مِنَ الْأَبْيَضِ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ: «الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ».

۷۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قَالَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

قال أبو داؤد: أَوْفَقَهُ سَعِيدٌ وَهَشَامٌ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ.

۷۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب قدر ما يستر المصلي، ح: ۵۱۰ من حديث شعبة ومن حديث سليمان ابن المغيرة به.

۷۰۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبله، باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع... الخ، ح: ۷۵۲، وابن ماجه، ح: ۹۴۹ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۳۲، وابن حبان، ح: ۴۱۲.



ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

☀️ **فائدہ:** نماز ٹوٹنے کا مفہوم بعض محدثین کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کی خشوع خضوع میں فرق آجاتا ہے اور اس کی برکت جاتی رہتی ہے۔ جبکہ امام احمد، امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے ائمہ نے ظاہری مفہوم مراد لیا ہے کہ نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے جسے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے الصحیحۃ میں نقل کیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں [تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَمَرِ الْحِمَارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ] (الصحیحہ ۹۵۹/۷) حدیث: ۳۳۳۳ "گدھے، عورت اور سیاہ فام کتے کے گزرنے پر نماز لوٹائی جائے۔"

۷۰۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کسی راوی نے کہا میرا خیال ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص بغیر سترے کے نماز پڑھے تو کتا، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت اس کی نماز توڑ دیتے ہیں۔ مگر جب یہ ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے سے گزریں تو نماز کے ٹوٹنے سے کفایت رہتی ہے۔"

۷۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُصْرِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَحْسَبُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى غَيْرِ سُتْرَةٍ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْخَنْزِيرُ وَالْيَهُودِيُّ وَالْمَجُوسِيُّ وَالْمَرْأَةُ، وَيُجْزِي عَنْهُ إِذَا مَرُّوا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَذْفَةِ بَحَجْرٍ».

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرے دل میں اس روایت کے بارے میں کچھ (تردد) سا ہے۔ میں نے ابراہیم وغیرہ سے اس کا مذاکرہ کیا تو کسی نے اسے ہشام سے روایت نہیں کیا، نہ اس کو پہچانتا تھا۔ اور نہ میں نے کسی کو دیکھا جو اسے ہشام سے بیان کرتا ہو۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ ابن ابی سمینہ کا وہم ہے۔ اور اس میں منکر حصہ "مجوسی، پتھر پھینکنے کا فاصلہ اور خنزیر" کا بیان ہے۔

قال أبو داؤد: في نفسي من هذا الحديث شيء كنت ذاكراً إِبْرَاهِيمَ وَغَيْرَهُ فَلَمْ أَر أَحَدًا [جَاءَ بِهِ] عَنْ هِشَامٍ وَلَا يَعْرِفُهُ وَلَمْ أَر أَحَدًا يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ هِشَامٍ وَأَحْسَبُ الْوَهْمَ مِنْ ابْنِ أَبِي سَمِينَةَ وَالْمُنْكَرُ فِيهِ ذِكْرُ الْمَجُوسِيِّ وَفِيهِ عَلَى قَذْفَةِ بَحَجْرٍ وَذِكْرُ الْخَنْزِيرِ وَفِيهِ نَكَارَةٌ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث صرف محمد بن اسماعیل بصری سے سنی ہے اور میرا خیال ہے کہ اسے وہم ہوا ہے کیونکہ وہ اپنے حفظ سے بیان کرتا تھا۔

قال أبو داؤد: وَلَمْ أَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، وَأَحْسَبُهُ وَهْمَ لِأَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنَا مِنْ حِفْظِهِ.

۷۰۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۱/ ۵۸ من حديث معاذ بن هشام به * شك الراوي في اتصاله بقوله: أحسبه، فالسند معلل.



ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

☀️ فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پتھر پھینکنے کے فاصلے کے بقدر جگہ چھوڑ کر نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں۔ نمازی کے آگے اگر سترہ نہ ہو تو کتنے فاصلے سے گزرنے والا گزر سکتا ہے؟ اس کی بابت کسی حدیث سے کوئی واضح صراحت نہیں ملتی۔ تاہم بعض علماء نے احتیاط کے طور پر اس کا اندازہ تین صف بیان کیا ہے۔ اس سے زیادہ یا اس کے بقدر فاصلے سے گزرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۷۰۵- جناب یزید بن نمران نے بیان کیا کہ میں نے تہوک میں ایک آدمی دیکھا جو ٹنجا تھا۔ (یعنی چل پھر نہ سکتا تھا۔) اس نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے آگے سے گزرا تھا میں گدھے پر سوار تھا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے کہا: ”اے اللہ! اس کے قدم کاٹ دے۔“ چنانچہ اس کے بعد سے میں اپنے قدموں پر نہیں چل سکا ہوں۔

۷۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَوْلَى لَيْزِيدِ بْنِ نِمْرَانَ، عَنْ يَزِيدِ بْنِ نِمْرَانَ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَبَوَّكُ مُقْعَدًا فَقَالَ: مَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اقْطَعْ أُنْزَرَهُ» فَمَا مَشَيْتُ عَلَيْهَا بَعْدُ.

۷۰۶- سعید نے مذکورہ سند کے ساتھ اسی کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: ”اس نے ہماری نماز توڑ دی، اللہ اس کے قدم توڑ دے۔“

۷۰۶- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ يَعْنِي الْمَدْحَجِيَّ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيْوَةَ عَنْ سَعِيدٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زَادَ فَقَالَ: «قَطَعَ صَلَاتَنَا قَطَعَ اللَّهُ أُنْزَرَهُ».

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو مسہر نے سعید سے روایت کیا تو اس نے صرف اس قدر کہا: ”اس نے ہماری نماز توڑ دی۔“

قال أبو داؤد: ورواه أبو مسهر عن سعيد قال فيه: «قطع صلاتنا».

۷۰۷- سعید بن غزو ان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حج کو جاتے ہوئے تہوک میں پڑاؤ کیا۔ اس نے ایک ٹنجا آدمی دیکھا (جو چل نہ سکتا تھا)

۷۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ

۷۰۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/ ۶۴ من حديث سعيد بن عبد العزيز به * مولى ليزيد بن نمران مجهول (تقريب).

۷۰۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۷۵ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق لعلته.

۷۰۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۷۵ من حديث أبي داود به * سعيد بن غزوان مستور، وأبوه مجهول، كذا في التقريب وغيره.

ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی اس نے اس کی کیفیت پوچھی تو اس نے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں مگر جب تک تجھے یہ معلوم رہے کہ میں زندہ ہوں کسی کو بتانا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ تبوک میں ایک کھجور تلے پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ہمارا قبلہ ہے۔“ پھر آپ اس کی طرف نماز پڑھنے لگے، چنانچہ میں بھاگتا ہوا آیا جب کہ میں لڑکا ہی تھا، حتیٰ کہ آپ کے اور آپ کے سترے کے درمیان میں سے گزر گیا۔ آپ نے کہا: ”اس نے ہماری نماز توڑی اللہ اس کے قدم توڑ دے۔“ چنانچہ اس دن سے آج تک میں ان پر کھڑا نہیں ہو سکا ہوں۔

عن سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ نَزَلَ بِبُتُوكَ وَهُوَ حَاجٌّ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّقْعَدٍ فَسَأَلَهُ عَنْ أَمْرِهِ فَقَالَ: سَأَحَدْتُكَ حَدِيثًا فَلَا تُحَدِّثُ بِهِ مَا سَمِعْتَ أَنِّي حَيٌّ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ بِبُتُوكَ إِلَى نَحْلَةٍ فَقَالَ: هَذِهِ قَبْلَتُنَا، ثُمَّ صَلَّى إِلَيْهَا، فَأَقْبَلْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَسْعَى حَتَّى مَرَرْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَقَالَ: «قَطَعَ صَلَاتَنَا قَطَعَ اللَّهُ أَثَرَهُ»، فَمَا قُئْتُ عَلَيْهَا إِلَى يَوْمِي هَذَا.

☀️ فائدہ: نبی ﷺ کی بددعا والی مذکورہ تینوں روایات (۷۰۵-۷۰۶ اور ۷۰۷) ضعیف ہیں۔

باب: ۱۱۰- امام کا سترہ اس کے پیچھے والوں کا بھی سترہ ہوتا ہے

(المعجم ۱۱۰) - باب سُتْرَةِ الْإِمَامِ
سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ (التحفة ۱۱۲)

۷۰۸- عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده کے واسطے سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام ”عمیہ اذخر“ میں پڑاؤ کیا۔ نماز کا وقت ہو گیا تو آپ نے ایک دیوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور ہم آپ کے پیچھے تھے۔ بکری کا ایک بچہ آیا اور آپ کے آگے سے گزرنے لگا مگر آپ اسے روکتے رہے حتیٰ کہ آپ کا پیٹ دیوار سے جا لگا اور وہ بچہ آپ کے پیچھے سے گزر گیا۔ مسدود کے الفاظ یہی تھے یا اسی طرح کے قریب۔

۷۰۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَيْسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْعَازِ عَنِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قَالَ: هَبَطْنَا مع رسولِ الله ﷺ مِنْ نَبِيَّةٍ أَدَاخِرَ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَعْنِي فَصَلَّى إِلَى جَدْرِ فَاتَّخَذَهُ قِبْلَةً وَنَحْنُ خَلْفَهُ فَجَاءَتْ بِهِمَةٌ تَمُرٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زَالَ يُدَارِيهَا حَتَّى لَصِقَ بَطْنُهُ بِالْجَدْرِ وَمَرَّتْ مِنْ وَرَائِهِ أَوْ كَمَا قَالَ مُسَدَّدٌ.

۷۰۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی

۷۰۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ

۷۰۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۹۶/۲ من حديث هشام بن الغاز به مطولاً.

۷۰۹- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲۹۱/۱ من حديث شعبة به، وقال علي بن الجعد في مسنده: ۹۰" قال

۲- کتاب الصلاة ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فَذَهَبَ جَدِّي يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَتَّبِعِهِ.

☀️ فوائد و مسائل: نمازی کو چاہیے کہ اپنی نماز کی حفاظت کرے۔ نبی ﷺ نے بکری کے ایک بچے کا گزرتا بھی گوارا نہیں فرمایا۔ ⑤ بکری کا وہ بچہ نبی ﷺ کے پیچھے سے یعنی مقتدیوں کے آگے سے گزر گیا، کیونکہ مقتدیوں کے لیے نبی ﷺ سترہ تھے۔

(المعجم ۱۱۱) - باب مَنْ قَالَ: الْمَرْأَةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۳)

۷۱۰- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِرَاهِيمَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسَبُهَا قَالَتْ: وَأَنَا حَائِضٌ.

قال أبو داود: رواه الزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ وَهَيْشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَعِرَاكُ بْنُ مَالِكٍ وَأَبُو الْأَسْوَدِ وَتَمِيمُ بْنُ سَلَمَةَ، كُلُّهُمْ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ وَإِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ وَالضُّحَى عَنِ الْمَسْرُوقِ عَنْ عَائِشَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ، لَمْ يَذْكُرُوا وَأَنَا حَائِضٌ.

◀️ رجل لشعبة: كان بين يديه عزة؟ قال: لا * يحيى بن الجزار سمعه من أبي الصهباء صهيب، انظر ح: ۷۱۷، ۷۱۶.

۷۱۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود الطيالسي في مسنده، ح: ۱۴۵۷، ورواه البخاري، ح: ۳۸۳، ومسلم، ح: ۵۱۲ من حديث عروة به.



... ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

۷۱۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ رَاقِدَةً عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِي يَرُقْدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُؤَيِّرَ أَتَقَطَّهَا فَأَوْتَرَتْ .

۷۱۱- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اپنی نماز پڑھتے اور وہ آپ کے اور قبلے کے درمیان بستر پر ہوتی تھیں جس پر کہ آپ سوتے تھے، حتیٰ کہ جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو انہیں جگادیتے۔ تب وہ (بھی اٹھ کر) وتر پڑھ لیتیں۔

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ بیوی اگر شوہر کے قریب یا سامنے لیٹی ہوئی ہو تو نماز صحیح ہے۔ گذشتہ حدیث: (۶۹۳) کا اشکال بھی اس سے دور ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر سامنے کوئی سویا ہوا ہو تو نماز کی نماز صحیح ہے۔

۷۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ : سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : بَسَسَ مَا عَدَلْتُمُونَا بِالْحِمَارِ وَالْكَلْبِ ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ عَمَزَ رَجُلِي فَضَمَمْتُهَا إِلَيَّ ثُمَّ يَسْجُدُ .

۷۱۲- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تم لوگوں نے برا کیا کہ ہمیں (یعنی عورتوں کو) گدھے اور کتے کے برابر کر دیا ہے۔ بلاشبہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور میں آپ کے سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔ آپ جب سجدہ کرنا چاہتے تو میرے پاؤں کو دبا دیتے، میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

☀️ فائدہ: یہ صورت جگہ کی تنگی اور حجرے کی تاریکی کے باعث ہوتی تھی اور یہ کیفیت نماز کیلئے کوئی حارج نہیں ہے۔

۷۱۳- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ : حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ : كُنْتُ أَكُونُ نَائِمَةً وَرَجُلَايَ بَيْنَ يَدَيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ

۷۱۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سوئی ہوئی ہوتی اور میرے پاؤں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوتے جبکہ آپ رات کو نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرنا چاہتے تو میرے پاؤں پر مارتے، میں انہیں سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

۷۱۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة خلف النائم، ح: ۵۱۲، ومسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۲ من حديث هشام بن عروة به باختلاف بسير .

۷۱۲- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: هل يغمز الرجل امرأته عند السجود لكي يسجد؟، ح: ۵۱۹ من حديث يحيى القطان به .

۷۱۳- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة على الفراش، ح: ۳۸۲، ومسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۲ من حديث عبيد الله بن عمر به .

ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ
ضَرَبَ رِجْلِي فَقَبَضْتُهَا فَسَجَدَ.

۷۱۴- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں سوتی اور رسول اللہ ﷺ کے قبلہ رخ عرض میں لیٹی ہوئی ہوتی تھی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے رہتے اور میں آپ کے سامنے ہوتی۔ جب آپ وتر پڑھنا چاہتے..... عثمان نے اضافہ کیا..... آپ مجھے دبا دیتے پھر (قعنبی اور عثمان) دونوں روایت میں متفق ہیں کہ آپ فرماتے: ”عائشہ! ایک طرف ہو جاؤ۔“

۷۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ وَهَذَا لَفْظُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا وَمُعْتَرِضَةٌ فِي قِبْلَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيُصَلِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّا أَمَامَهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُؤْتِرَ. زَادَ عُثْمَانُ: عَمَزَنِي. ثُمَّ اتَّفَقَا فَقَالَ: تَنَحَّى.



☀️ **فائدہ:** ان روایات سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے کسی کا لیٹنا ہونا اور اس کے آگے سے گزرنایا یہ دو الگ الگ باتیں ہیں آگے لیٹنا ہونا نماز میں قاذح (خراب کرنے والا عمل) نہیں۔ البتہ گزرنے کا شروع کے منافی ہے اسی لیے یہ ممنوع ہے اور آگے گزرنے والا سخت گناہ گار۔

(المعجم ۱۱۲) - **بَاب مَنْ قَالَ:**
الْحِمَارُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۴)

باب: ۱۱۲- ان کے دلائل جو کہتے ہیں کہ گدھے کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹی

۷۱۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک گدھے پر سوار ہو کر آیا۔ (دوسری سند سے) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں ان دنوں قریب البلوغ تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے،

۷۱۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جِئْتُ عَلَى حِمَارٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنِ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ

۷۱۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۸۲/۶، والحميدي، ح: ۱۷۸ (بتحقيقي) من حديث محمد بن عمرو الليثي به.

۷۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ۴۹۳، ومسلم، الصلوة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوة إلى سترة... الخ، ح: ۵۰۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/۱۵۵، ۱۵۶.

ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

چنانچہ میں صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرا، پھر میں
اترا اور گدھی کو چھوڑ دیا۔ وہ چرنے لگی اور میں صف میں
شامل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر اعتراض نہ کیا۔

بَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ
قَالَ: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ
نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي
بِالنَّاسِ بِمَنْى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ
الصَّفِّ فَتَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْنَعُ
وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ أَحَدًا.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: یہ الفاظ (استاد) تعنبی کے
ہیں اور (استاد عثمان بن ابی شیبہ کے الفاظ سے) زیادہ
کامل ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس مسئلے میں
توسع سمجھتا ہوں جبکہ نماز کھڑی ہو چکی ہو۔

قال أبو داؤد: وهذا لفظ القعنبي
وهو أتم. قال مالك: وأنا أرى ذلك
واسعاً إذا قامت الصلاة.

توضیح: ان حضرات کا استدلال یوں ہے کہ گدھی صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزری اور ان کے آگے سترہ نہ
تھا، اور کسی نے ان پر عیب نہ لگایا مگر ثابت شدہ بات یہ ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی سترہ ہے۔ اس طرح
خواہ کچھ بھی گزرے کوئی حرج نہیں۔ نیز بچے بھی بڑوں کے ساتھ صف میں شریک ہو سکتے ہیں۔



۷۱۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ
عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ
الْجَزَارِ، عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ قَالَ: تَذَاكُرْنَا مَا
بَقِطْعُ الصَّلَاةِ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: جِئْتُ
أَنَا وَعَلَامٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى حِمَارٍ
وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي، فَتَزَلْتُ وَنَزَلْتُ
وَتَرَكْنَا الْحِمَارَ أَمَامَ الصَّفِّ فَمَا بِالْأَهْلِ
وَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
فَدَخَلْنَا بَيْنَ الصَّفِّ فَمَا بِالِى ذَلِكَ.

۷۱۶- جناب ابو الصہباء بیان کرتے ہیں کہ حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں ہمارا مذاکرہ ہوا کہ کس چیز
سے نماز ٹوٹی ہے تو آنجناب نے بیان کیا کہ میں اور
بنی عبدالمطلب کا ایک لڑکا گدھے پر سوار ہو کر آئے
جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے، چنانچہ وہ اترا
اور میں بھی اور ہم نے گدھے کو صف کے آگے چھوڑ دیا،
تو آپ نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔ اور بنی عبدالمطلب کی
دو بچیاں آئیں اور صف میں داخل ہو گئیں آپ نے ان
کی بھی کوئی پروا نہ کی۔

۷۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القبلة، باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع... الخ، ح: ۷۵۵
من حديث الحكم بن عتيبة به وصرح بالسماع، وصرحه ابن خزيمة: ۲/ ۲۴، ۲۵.

ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹتا

۷۱۷- منصور نے یہی حدیث اپنی سند سے روایت کی۔ کہا کہ بنی عبدالمطلب کی دولڑکیاں لڑتی ہوئی آئیں تو آپ نے ان دونوں کو پکڑ لیا..... عثمان نے کہا: آپ نے ان دونوں کو جدا کر دیا..... اور داؤد نے کہا انہیں ایک دوسری سے چھڑا دیا اور اس کی کوئی پروا نہ کی۔

۷۱۷- حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَدَاوُدُ بْنُ مَخْرَاقٍ الْفِرْيَابِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: فَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ افْتَتَلَتَا فَأَخَذَهُمَا. قَالَ عُمَانُ: فَفَرَعَ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ دَاوُدُ: فَفَرَعَ إِخْدَاهُمَا مِنَ الْأُخْرَى فَمَا بَالِي ذَلِكَ.

☀️ فائدہ: سنن نسائی کی روایت: (۷۵۵) میں ہے کہ ”دو بچیاں آئیں اور آپ کے گھنٹوں کو پکڑ لیا“ اور ظاہر ہے گھروں میں ایسے لطائف ہوتے رہتے ہیں۔ اس میں ماں باپ کے لیے اسوہ ہے کہ نماز کے دوران میں ایسا عمل قلیل مباح ہے۔

باب ۱۱۳- ان حضرات کی دلیل جو کہتے کہ نماز کا قاطع نہیں سمجھتے

(المعجم ۱۱۳) - باب من قال: الْكَلْبُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۵)

۷۱۸- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم باہر اپنے دیہات میں تھے اور آپ کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے صحراء میں نماز پڑھی آپ کے سامنے سترہ نہ تھا۔ ہماری گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیل رہی تھیں اور آپ نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔

۷۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةِ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلَّى فِي صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سِتْرَةٌ، وَجِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَتَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالِي ذَلِكَ.

☀️ توضیح: احتمال ہے کہ یہ جانور قدرے فاصلے پر ہوں، نیز یہاں ان کے آگے سے گزرنے کی تصریح بھی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

۷۱۷- تخریج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

۷۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الفلبه، باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع... الخ ح: ۷۵۴ من حديث محمد بن عمر بن علي بن به عباس بن عبيد الله لم يدرك عمه الفضل بن عباس، فالسند منقطع.

ان چیزوں کی تفصیل جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹی

(المعجم ۱۱۴) - باب مَنْ قَالَ: لَا

باب: ۱۱۴- ان حضرات کی دلیل جو کہتے

ہیں کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ (التحفة ۱۱۶)

۷۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ:

۷۱۹- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور جہاں تک

ممکن ہو (آگے سے گزرنے والی شے کو) ہٹاؤ، بلاشبہ وہ

شیطان ہے۔“

أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُجَالِيدٍ، عَنْ أَبِي

الْوَدَّاعِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ،

وَأَذْرُوهُمَا مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

۷۲۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۷۲۰- جناب ابو الوداع بیان کرتے ہیں کہ قریش

کا ایک نوجوان حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے آگے سے

گزرنے لگا جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے

اس کو روکا۔ وہ پھر آیا تو انہوں نے اسے روکا۔ تین دفعہ

ایسا ہی ہوا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: نماز

کو کوئی شے نہیں توڑتی مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”گزرنے والے کو (جہاں تک ہو سکے روکو بلاشبہ وہ

شیطان ہے۔“

الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا مُجَالِيدٌ: حَدَّثَنَا

أَبُو الْوَدَّاعِ قَالَ: مَرَّ شَابٌّ مِنْ قُرَيْشِ بَيْنَ

يَدَيَّ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ وَهُوَ يُصَلِّي

فَدَفَعَهُ، ثُمَّ عَادَ فَدَفَعَهُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ،

فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّ الصَّلَاةَ لَا يَقْطَعُهَا

شَيْءٌ، وَلَكِنْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«أَذْرُوهُمَا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

قال أبو داود: إِذَا تَنَازَعَ الْخَبْرَانِ عَنْ

امام ابو داود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ سے

دو حدیثیں ایک دوسرے کے خلاف منقول ہوں تو دیکھا

جاتا ہے کہ آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے بعد

کیا عمل اختیار کیا تھا۔

النَّبِيِّ ﷺ نَظَرَ إِلَى مَا عَمِلَ بِهِ أَصْحَابُهُ

[رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ] مِنْ بَعْدِهِ.

فائدة: شیخ البانی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ تاہم جن کے نزدیک صحیح ہیں۔ ان کے نزدیک تو

اس عموم سے وہ تین چیزیں خارج ہوں گی جن کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وہ ہیں عورت، گدھا اور کالا

کتا۔ (دیکھیے حدیث: ۷۰۴ اور اس کا فائدہ) یعنی اس حدیث کی وجہ سے حدیث: ۷۱۹ اور ۷۲۰ کے عموم سے مذکورہ

۷۱۹- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۷۸ من حديث أبي أسامة به، وصرح بالسماع، وللحديث شاهد

قوي عند الدارقطني: ۱/ ۳۶۷.

۷۲۰- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي، انظر الحديث السابق.



افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

تینوں چیزیں مستثنیٰ ہوں گی یعنی ان کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کا اعادہ ضروری ہوگا۔ البتہ ان کے علاوہ کسی کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ واللہ اعلم۔

أَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاكِ الصَّلَاةِ
(المعجم ۱۱۴، ۱۱۵) - باب رَفْعِ
باب: ۱۱۳، ۱۱۵- نماز میں رفع الیدین کا بیان
(یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا)
الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۱۷)

🌞 ملحوظ: ہر مسلمان پر واجب ہے کہ دین کی تمام تر جزئیات کو حتی الامکان اپنے عمل میں لائے اور بالخصوص جب علم حق الیقین تک پہنچ جائے تو پھر ان سے اعراض کسی صورت بھی جائز نہیں۔ علم و تحقیق کے بعد ان سے اعراض فسق تک پہنچا دیتا ہے۔ آیات کریمہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ (البقرة: ۲۰۸) ”اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔“ ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵) ”اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی، جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف تو ہم حوالے کریں گے اس کو اسی کے جو اس نے اختیار کیا اور ڈالیں گے اس کو دوزخ میں اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔“ یہ اور دیگر آیات و احادیث واضح طور پر سنتوں کے اختیار و التزام کو واجب قرار دیتی ہیں۔ مجملہ ان سنن کے رفع الیدین، آمین بالجبر، سینے پر ہاتھ باندھنا اور صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہونا ایسی سنتیں ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں ان کی اہمیت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ یہ دیگر سنن شریعت کی محافظ بن گئی ہیں۔ ان کا عامل بالعموم دیگر سنن کا بھی عامل اور شائق بن جاتا ہے اور ان سے اعراض کرنے والا دیگر سنن سے بھی غافل رہتا ہے۔ (الامام شامی رحمہ اللہ) بہر حال نماز..... فرض ہو یا نفل..... مرد پڑھے یا عورت اور بچہ..... اس میں رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کی ثابت، متواتر، محکم اور غیر منسوخ سنت ہے۔ نبی ﷺ اس پر پوری زندگی کاربند رہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق پچاس صحابہ کرام نے اسے نقل کیا ہے جن میں خلفائے اربعہ بلکہ عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

۷۲۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، وہ
حدثنا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ سَالِمٍ، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب
عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا آپ نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے
اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے اور جب

۷۲۱- تعریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام والركوع... الخ، ح: ۳۹۰ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه البخاري، ح: ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۸ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۸/۲.



افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

مَنْ كَبَّيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ - وَقَالَ شَفِيَانُ مَرَّةً: وَيَا إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ. وَأَكْثَرَ مَا كَانَ يَقُولُ: نَعْبُدُ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ - وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

رکوع کرنا چاہتے (تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے) اور ایسے ہی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کرتے۔ اور سفیان نے ایک بار کہا: اور جب اپنا سر اٹھاتے۔ اور اکثر اوقات ان کے لفظ ہوتے تھے: [وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ] "یعنی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کرتے۔" اور سجودوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھایا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ خلافیات یہی ہیں ہے۔ فَمَا زَالَتْ تَلْكَ صَلَوتُهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ [آخر وقت تک نبی ﷺ کی یہی نماز رہی۔] امام ابن المدینی فرماتے ہیں کہ زہری عن سالم عن ابیہ کی سند سے یہ حدیث میرے نزدیک مطلق پر واضح حجت اور دلیل ہے۔ جو بھی اسے سنے لازم ہے کہ اس پر عمل کرے کیونکہ اس کی سند میں کوئی نقص و عیب نہیں ہے۔ (التلخیص الحسیب: ۲۱۸/۱) ② اس حدیث میں تکبیر تحریر، رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھنے کے بعد تین مواقع پر رفع الیدین مذکور ہے۔ چوتھا موقع دوسری رکعت سے اٹھنے کے بعد کا بھی ہے۔ دیکھیے (صحیح بخاری، حدیث: ۴۳۹) ③ اس حدیث میں تصریح ہے کہ سجودوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں: [وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ] "اور آپ سجودوں میں یہ نہ کیا کرتے تھے۔" ④ اختلاف الفاظ [بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ] اور [وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ] دونوں کا حاصل قریب قریب ہے یعنی رکوع سے سر اٹھالینے کے بعد ہاتھ اٹھاتے تھے یا رکوع سے اٹھتے ہوئے ساتھ ہی اپنے ہاتھ بھی اٹھالیتے تھے۔



۷۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى لِحَمِصِيٍّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ: عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَ حَذْوَ مَنْكَبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَهُمَا كَذَلِكَ فَيَرْكَعُ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حَتَّى تَكُونَ حَذْوَ مَنْكَبَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ بِمَنْ حَمَدَهُ»، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُودِ

۷۲۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے برابر آجاتے۔ پھر اللہ اکبر کہتے اور انہیں ویسے ہی اٹھاتے اور رکوع کرتے پھر جب اپنی کمر اٹھانا چاہتے تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے پھر کہتے: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ] اور سجودوں میں اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں اپنے ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ آپ کی نماز پوری

۷۲۲- تخریج: [صحیح] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۲۸۷، ح: ۱۰۹۸ من حديث بقیة به، ورواه ابن أخي الزهري عن زهري به عند أحمد: ۲/ ۱۳۳، ۱۳۴، وابن الجارود، ح: ۱۷۸، وسنده صحيح.

وَرَفَعُوهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ هُوَ جَائِلٌ
الرُّكُوعَ حَتَّى تَنْقُضِي صَلَاتَهُ .

🌞 **فائدہ:** اس حدیث کے الفاظ (رکوع سے پہلے ہر تکبیر) میں یہ اشارہ ہے کہ قبل از رکوع کی تکبیرات مثلاً عمیدین یا جنازہ میں رفع الیدین کیا جائے۔

۷۲۳- جناب عبد الجبار بن وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نو عمر لڑکا تھا اپنے والد کی نماز کو نہ سمجھتا تھا، تو مجھے وائل بن علقمہ نے میرے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے..... بتایا کہ..... پھر آپ نے اپنا کپڑا الپٹ لیا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے کپڑے میں کر لیا..... کہا کہ..... جب رکوع کرنا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (کپڑے سے باہر) نکالتے پھر انہیں اوپر اٹھاتے۔ اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور اپنے چہرے کو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان میں رکھا۔ اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے تو بھی اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

۷۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا لَا أَعْقِلُ صَلَاةَ أَبِي، فَحَدَّثَنِي وَائِلُ بْنُ عُلْقَمَةَ عَنْ أَبِي وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ. قَالَ: ثُمَّ التَّحَفْتُ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي ثَوْبِهِ. قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفْيَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَيْضًا رَفَعَ يَدَيْهِ، حَتَّى فَرَّغَ مِنْ صَلَاتِهِ.



محمد (بن حمادہ) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حسن بن ابی الحسن (بصری) سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: یہی ہے رسول اللہ ﷺ کی نماز، جس نے اسے اختیار کیا

قال مُحَمَّدٌ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ فَقَالَ: هِيَ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ.

۷۲۳- تخریج: [شاذ] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۴/ ۹۱، ۹۲ من حديث أبي داود به وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۰۵، وابن حبان، ح: ۴۸۹، وقوله: "وإذا رفع رأسه من السجود أيضا رفع يديه" شاذ ومعناه إن صح: إذا رفع رأسه من سجود الركعة الثانية وأراد أن يقوم من التشهد، رفع يديه * حديث همام أخرجه مسلم، ح: ۴۰۱، وهو حديث صحيح.

۲- کتاب الصلاة افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

اختیار کیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هَمَّامٌ عَنْ ابْنِ جُبَادَةَ، لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ مَعَ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ. ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو ہمام نے ابن جبادہ سے روایت کیا تو اس میں سجدوں سے اٹھ کر رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا۔

☀️ **فائدہ:** اس حدیث میں [وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَيْضًا رَفَعَ يَدَيْهِ] "یعنی سجدوں میں رفع الیدین" کے الفاظ شاذ ہیں۔ جیسے کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے خود فرمایا ہے۔ نیز صحیح مسلم: حدیث: ۳۹۰، سنن کبیری بیہقی: ۷۱۲، معرفة السنن والآثار: ۵۳۳/۱ اور مسند احمد: ۳۱۶/۳ میں بھی یہ روایت آئی ہے۔ ان میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں۔ صحیح ابن حبان: ۱۷۳/۵ (حدیث: ۱۸۶۲) میں بھی بطریق عبدالوارث بن سعید بن محمد بن جوادہ روایت بیان ہوئی ہے اس میں بھی سجدوں کے درمیان رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔

۷۲۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۷۲۴- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے مقابل ہو گئے اور انگوٹھے کانوں کے برابر آ گئے۔ پھر "اللہ اکبر" کہا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتَا بِجِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذِي بَيْنَهُمَا مِثْلَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ.

☀️ **فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ اسی طرح رفع الیدین کرنا کہ انگوٹھے کانوں کے برابر آ جائیں صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کسی بھی صحیح حدیث میں یہ بات بیان نہیں ہوئی۔

۷۲۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: ۷۲۵- جناب عبدالجبار بن وائل نے کہا کہ مجھ سے میرے اہل خانہ نے میرے والد (وائل بن حجر رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا میرے والد نے ان سے بیان کیا کہ اس حدیث میں وائل: حَدَّثَنِي أَهْلُ

۷۲۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۴، ۲۵ من حديث أبي داود به * عبدالجبار بن وائل لم يسمع من أبيه، فالسند منقطع.

۷۲۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۱۶ من حديث المسعودي به * أهل بيت عبدالجبار لم يعرفهم، وقال المنذري: "مجهولون".



افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

بَيَّنِّي عَنْ أَبِي أَنَّهُ حَدَّثَنِي: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيرِ .
 اٹھاتے تھے۔

☀️ فائدہ: یعنی اللہ اکبر کہنے اور ہاتھ اٹھانے کا عمل ایک ساتھ ہوتا تھا۔ اور اس میں توسع ہے کہ تلفظ تکبیر اور رفع الیدین اکٹھے ہوں یا آگے پیچھے سب ہی جائز ہیں۔

۷۲۶- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

میں نے کہا: میں بالضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کیسے پڑھتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا: چنانچہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے قبلے کی طرف رخ کیا اور اللہ اکبر کہا، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ آپ کے کانوں کے برابر آگئے، پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا، جب رکوع کرنا چاہا تو اپنے دونوں ہاتھ پہلے کی طرح اٹھائے اور پھر انہیں اپنے گھٹنوں پر رکھا۔ جب رکوع سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا (یعنی رفع الیدین کیا)۔ جب سجدہ کیا تو اپنا سر زمین پر اپنے ہاتھوں کے درمیان اسی مقام پر رکھا (یعنی سر اور ہاتھوں کا فاصلہ اتنا ہی تھا جتنا کہ رفع الیدین کے وقت تھا)۔ پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا اور اپنا بائیں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور دائیں ہاتھ کی کہنی کو دائیں ران سے علیحدہ اور اونچا رکھا۔ اپنی دو انگلیوں (چھنگلی اور ساتھ والی) کو بند کر لیا اور باقی سے حلقہ بنا لیا۔ (مسند کہتے ہیں کہ) میں نے اپنے شیخ وشر کو دیکھا کہ انہوں نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

۷۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَلَمَّا آزَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَهُ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَسَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ ثُنْتَيْنِ وَحَلَقَ حَلَقَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا، وَحَلَقَ بِشْرُ الْإِبْهَامِ وَالْوَسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَابِيَةِ.



۷۲۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب موضع اليمين من الشمال في الصلوة، ح: ۸۹۰، وابن ماجه، ح: ۸۱۷ من حديث عاصم بن كليب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۸۰، ۷۱۴، وابن حبان، ح: ۴۸۵.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

۷۲۷- جناب عاصم بن کلیب نے اسی سند سے اس کا ہم معنی بیان کیا اور اس میں (تفصیل سے) کہا کہ پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھائیں کہ وہ بچنے اور کلائی پر بھی آگیا۔ اس روایت میں مزید کہا کہ میں اس کے بعد سخت سردی کے موسم میں بھی آپ کے ہاں آیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بہت کپڑے اوڑھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ (رفع الیدین کرتے ہوئے) کپڑوں کے نیچے سے حرکت کرتے تھے۔

۷۲۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ فِيهِ : ثُمَّ صَعَّ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى الرَّسْغِ وَالسَّاعِدِ، وَقَالَ فِيهِ : ثُمَّ جِئْتُ لَمَّا كَانَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ شَدِيدٌ، فَرَأَيْتُ نَاسًا عَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ، تَحْرُكُ أَيْدِيَهُمْ تَحْتَ الثِّيَابِ .

فوائد و مسائل: ① حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۹ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ اگلے سال سردی کے موسم میں دوبارہ تشریف لائے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری جاڑا تھا اور اس موقع پر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رفع الیدین کرتے دیکھا۔ ② قیام میں ہاتھ باندھنے کی کیفیت میں ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھنا یا اسے پکڑ لینا دونوں جائز ہیں۔

۷۲۸- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھایا۔ کہا کہ میں پھر ان (صحابہ) کے پاس آیا میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو سینوں تک اٹھاتے تھے اور وہ بچے اور کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔

۷۲۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ يَهُ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ : رَأَيْتُ نَبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ بِنَاحِيَةِ أُذُنَيْهِ، قَالَ : ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَفْعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسٌ وَأَكْسِيَّةٌ .

فائدہ: [برانس] برنس کی جمع ہے۔ برنس ہر وہ کپڑا ہے جس میں ٹوپی لگی ہو جو بچہ ہو یا قمیص یا بارانی کوٹ۔ بعض نے کہا، لمبی ٹوپی جس کو لوگ شروع اسلام میں پہنا کرتے تھے۔ (لغات الحدیث علامہ وحید الزمان)

باب: ۱۱۵، ۱۱۶- نماز کے افتتاح کا بیان

(المعجم ۱۱۵، ۱۱۶) - باب افتتاح الصلاة (التحفة ۱۱۸)

۷۲۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي من حديث زائدة به، وانظر الحديث السابق .

۷۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۵۶۴ من حديث أبي داود به * شريك القاضي سن الحديث، مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث .

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

۷۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الشَّتَاءِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي ثِيَابِهِمْ فِي الصَّلَاةِ.

۷۳۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ابْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمِيدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ أَبُو حَمِيدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالُوا: فَلِمَ؟ فَوَاللَّهِ! مَا كُنْتُ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعَةً، وَلَا أَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً. قَالَ: بَلَى. قَالُوا: فَأَعْرِضْ. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ حَتَّى يَقَرَّ كُلَّ عَظْمٍ فِي

۷۲۹- تخریج: [صحیح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۵۶۵ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف وللحديث شواهد، منها الحديث المتقدم: ۷۲۷.

۷۳۰- تخریج: [إسناده صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في وصف الصلوة، ح: ۳۰۴ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۰۶۱، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۸۷، ۵۸۸ وابن حبان، ح: ۴۴۲، ۴۹۱، ۴۹۲ * عبد الحميد بن جعفر وثقه أكثر العلماء (نصب الراية للزيلعي الحنفي ۳/۳۴۴)، ومحمد بن عمرو بن عطاء، صرح بالسماع.



افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ دونوں کندھوں کے برابر آجاتے۔ پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور اعتدال و سکون سے رکوع کرتے نہ سر کو جھکاتے اور نہ اوپر اٹھائے ہوتے، پھر رکوع سے سر اٹھاتے، تو [سمع اللہ لمن حمدہ] کہتے، پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ کندھوں کے برابر آجاتے..... اور خوب اعتدال و سکون سے کھڑے ہوتے۔ پھر [اللہ اکبر] کہتے اور زمین کی طرف جھکتے اور (سجدے میں) اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔ پھر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بائیں پاؤں موڑ لیتے اور اس کے اوپر بیٹھ جاتے۔ اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں (قبلہ رخ) موڑ لیتے، پھر (دوسرا) سجدہ کرتے، پھر [اللہ اکبر] کہہ کر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بائیں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے، حتیٰ کہ ہر بڑی اپنی اپنی جگہ پر لوٹ آتی۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔ پھر جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لیے) اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے جیسے کہ نماز شروع کرتے وقت اٹھاتے تھے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے) پھر بقیہ نماز میں اسی طرح کرتے حتیٰ کہ جب اس سجدہ میں ہوتے جس میں سلام کہنا ہوتا (تو تشهد میں) اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور بائیں سرین کے حصے پر بیٹھ جاتے۔ ان سب صحابہ نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ آپ ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

نَوَضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَرْفَعُ، ثُمَّ يَكْبِرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَادِيَّ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا ضَبُّ رَأْسَهُ وَلَا يُفْنِعُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ يَقُولُ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَادِيَّ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ»، ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ يُجَافِي يَدَيْهِ عَنِ جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَنْشِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَنْشِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، حَتَّى يَرْجِعَ كُلَّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَضَعُ فِي الْأُخْرَى بَنَلْ ذَلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ كَبَّرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَادِيَّ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَضَعُ ذَلِكَ فِي قَبْلِهِ صَلَاتِهِ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ تَوَرَّكًا عَلَى شِقِّهِ الْيُسْرَى. قَالُوا: عَدَقْتُ، هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي ﷺ.

۷۳۱- جناب محمد بن عمرو عامری بیان کرتے ہیں کہ

۷۳۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۷۳۱- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ۸۴/۲، ۸۵ من حديث أبي داود به * ابن لهيعة تابعه الليث بن سعد، نظر الحديث الآتي.



افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک مجلس میں تھا، تو وہاں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا..... اور مذکورہ حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ اس میں کہا: آپ جب رکوع کرتے تو اپنی ہتھیلیوں سے اپنے گھٹنوں کو پکڑ لیتے اور اپنی انگلیوں کو کھول لیتے اور اپنی کمر کو ڈہرا کرتے۔ سر نہ تو اٹھایا ہوتا اور نہ اپنے رخسارے کو ادھر ادھر موڑا ہوتا (بلکہ سیدھا قبلہ رخ ہوتا)..... مزید کہا..... اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں کے تلوے پر بیٹھے اور دائیں کو کھڑا کر لیتے۔ اور جب چوتھی رکعت میں بیٹھے تو اپنی بائیں ران کو زمین پر ٹکادیتے اور اپنے دونوں پاؤں کو ایک جانب میں نکال لیتے۔

ابن لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَذَاكُرُوا صَلَاتَهُ ﷺ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: فَذَكَرَ بَعْضُ هَذَا الْحَدِيثِ، وَقَالَ: فَإِذَا رَكَعَ أُمْكَنَ كَفَّيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ غَيْرَ مُقْبِعِ رَأْسَهُ وَلَا صَافِحِ بَحْذِهِ. وَقَالَ: فَإِذَا قَعَدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَفْضَى بِوَرِكَهِ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ، وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةِ وَاحِدَةٍ.



☀️ فائدہ: ① شیخ البانیؒ نے لکھا ہے کہ جملہ [وَلَا صَافِحِ بَحْذِهِ] کو ادھر ادھر نہ موڑا ہوتا۔ "ضعیف ہے۔ ② رکوع میں گھٹنے پر ہاتھ رکھنا کافی نہیں بلکہ انگلیاں پھیلا کر گھٹنے کو پکڑنا مسنون ہے۔

۷۳۲- جناب محمد بن عمرو بن عطاء سے اسی کی مانند روایت ہے کہا: اور جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھتے، اس حالت میں کہ زمین پر بچھے ہوئے نہ ہوتے اور نہ سٹے ہوئے۔ اور انگلیوں کا رخ سیدھا قبلہ کی طرف ہوتا۔

۷۳۲- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ نَحْوَ هَذَا. قَالَ: فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرَشٍ وَلَا قَابِضَهُمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ.

۷۳۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، ح: ۸۲۸ من حديث الليث بن سعد مطولاً.

۱- کتاب الصلاة افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

☀️ فائدہ: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہوتا۔ (صحیح بخاری)

حدیث: (۸۲۸)

۷۳۳- جناب عباس یا عیاش بن سہل ساعدی سے روایت ہے کہ وہ ایک مجلس میں حاضر تھے جس میں ان کے والد بھی موجود تھے اور وہ صحابی رسول تھے اور اسی طرح اس مجلس میں حضرات ابو ہریرہ، ابو سعید ساعدی اور ابو سعیدؓ بھی تھے۔ (عیسیٰ بن عبد اللہ نے) یہی خبر بیان کی، کسی قدر کمی بیشی کے ساتھ۔ اور اس میں کہا: پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا یعنی رکوع سے تو کہا: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر کہا: [اللہ اکبر] پھر سجدہ کیا اور اپنی ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پنوں کو زمین پر ٹکایا، پھر اللہ اکبر [کہا اور بیٹھ گئے اور سرین پر بیٹھے (تورک کیا) اور دوسرے قدم کو کھڑا کیا، پھر اللہ اکبر [کہا اور (دوسرا) سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر [کہا اور کھڑے ہو گئے مگر تورک نہیں کیا (یعنی سرین پر نہ بیٹھے)..... اور حدیث بیان کی۔ کہا کہ دو رکعت کے بعد بیٹھ گئے حتیٰ کہ جب قیام کے لیے اٹھنے کا ارادہ کیا تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے اور دوسری دو رکعتیں پڑھیں اور تشہد میں تورک کا ذکر نہیں کیا۔

۷۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرِ: حَدَّثَنِي زُهَيْرٌ أَبُو خَيْمَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَرِّ: حَدَّثَنِي عَيْسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ - أَحَدِ بَنِي مَالِكٍ - عَنْ عَبَّاسٍ - أَوْ عِيَّاشِ بْنِ سَهْلِ السَّاعِدِيِّ - أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - وَفِي الْمَجْلِسِ أَبُو مُرَيْرَةَ وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَأَبُو أُسَيْدٍ، هَذَا الْخَبَرِ يَزِيدٌ أَوْ يَنْقُصُ، قَالَ فِيهِ: ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ - يَعْنِي مِنَ الرُّكُوعِ - فَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ لِحَمْدُ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» نَسَجَدًا، فَأَنْتَضَبَ عَلَى كَفْتَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ يَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، ثُمَّ كَبَّرَ فَجَلَسَ تَوَرَّكَ وَنَضَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَى، ثُمَّ كَبَّرَ سَجَدًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكَ. ثُمَّ سَأَلَ لِحَدِيثٍ. قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتَّى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ تَكْبِيرًا، ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيْنِ، وَلَمْ

۷۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان، ح: ۴۹۶، والبيهقي ۲/ ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۱۸، والطحاوي في ماني الآثار: ۱/ ۲۶۰ من حديث أبي بدر به بإثبات رفع الیدین قبل الركوع وبعده، وصححه النيموي - من غلاة الحنفية - ي آثار السنن، ح: ۴۴۹، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي دون قوله: "ثم كبر فجلس فتورك" إلى "ولم تورك"، وباقي الحديث صحيح بالشواهد عيسى بن عبد الله بن مالك مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

يَذْكُرِ التَّوَرُّكَ فِي التَّشَهُّدِ.

🌞 **ملوظہ:** حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الحمید بن جعفر کی سابقہ روایت (۷۳۰) کو راجح کہا ہے۔

۲- افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

۷۳۴- جناب عباس بن سہل نے کہا کہ حضرات ابو حمید، ابواسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم جمع تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر آیا تو حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں تم سب سے زیادہ آگاہ ہوں۔ اور اس حدیث میں سے کچھ حصہ بیان کیا۔ کہا: پھر رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا گویا انہیں پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے ہاتھوں کو تانت بنایا (جو کہ کمان پر ہوتا ہے) اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا..... بیان کیا کہ..... پھر سجدہ کیا تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر لگا یا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھا۔ پھر اپنا سر اٹھایا حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آگئی یہاں تک کہ (سجدوں سے) فارغ ہو گئے۔ پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور اپنے دائیں پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کر دیا اور اپنی دائیں ہتھیلی کو اپنے دائیں گھٹنے پر رکھا اور بائیں کو بائیں گھٹنے پر اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔

۷۳۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو : أَخْبَرَنِي فَلَيْحُ : حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ : اجْتَمَعَ أَبُو حَمِيدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ : أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَذَكَرَ بَعْضَ هَذَا . قَالَ : ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا ، وَوَتَرَ يَدَيْهِ فَتَجَافَى عَنْ جَنْبَيْهِ . قَالَ : ثُمَّ سَجَدَ فَأَمَّكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ وَنَحَى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ حَتَّى فَرَعُ ثُمَّ جَلَسَ فَأَفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ الْيُمْنَى ، وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ الْيُسْرَى ، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ .

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث کو عقبہ بن ابی حکیم نے عبد اللہ بن عیسیٰ سے انہوں نے عباس بن سہل سے روایت کیا مگر تورک (سرین پر بیٹھنے) کا ذکر نہیں کیا

قال أبو داؤد: روى هذا الحديث عتبة بن أبي حكيم عن عبد الله بن عيسى، عن العباس بن سهل، لم

۷۳۴- **تخریج:** [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء أنه يجافي يديه عن جنبه في الركوع، ح: ۲۶۰ وابن ماجه، ح: ۸۶۳ من حديث عبد الملك بن عمرو به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۸۹، ۶۰۸، ۶۳۷، ۶۴۰، ۶۸۹، وابن حبان، ح: ۴۹۴، وسنده حسن، وصححه البغوي، ح: ۴۴۴.



- کتاب الصلاة -
ذُكِرَ التَّوَرُّكُ، وَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ فُلَيْحٍ،
اور حدیث فلیح کی مانند روایت کیا جبکہ حسن بن خرنے
ذُكِرَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَرِّ نَحْوَ جَلْسَةِ
بیٹھے کا انداز فلیح اور عقبہ کی حدیث کی طرح بیان کیا۔
حدیثِ فُلَيْحٍ وَعُتْبَةَ.

🕌 فائدہ: رکوع میں گھٹنوں کو انگلیاں کھول کر پکڑنا اور بازوؤں کو رکوع اور سجدہ میں پہلوؤں سے دور رکھنا چاہیے۔
سجدوں میں اور بیٹھتے ہوئے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔

۷۳۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي عُتْبَةُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ
۷۳۵- جناب عباس بن سہل ساعدی نے حضرت
ابو حمید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی اور کہا: جب سجدہ کیا
تو اپنی رانوں کو کشادہ رکھا اور پیٹ کو رانوں سے نہ لگایا۔
امام ابو داؤد نے کہا: اور اس حدیث کو ابن مبارک
نے روایت کیا تو کہا: [أَخْبَرَنَا فُلَيْحٌ: سَمِعْتُ عَبَّاسَ
ابن سہل یحدث] مگر میں اس کو یاد نہیں رکھ سکا پس
اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی میرا (ابن مبارک کا)
خیال ہے کہ انہوں نے اپنے شیخ کا نام عیسیٰ بن عبد اللہ
بتایا اور انہوں نے عباس بن سہل سے سنا۔ انہوں نے کہا
کہ میں ابو حمید ساعدی کے پاس حاضر تھا..... اور یہ
حدیث بیان کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ:
خبرنا فليح: سمعتُ عباسَ بنَ سَهْلٍ
حَدَّثَ فَلَمْ أَحْفَظْهُ فَحَدَّثْتَنِيهِ، أَرَاهُ ذَكَرَ
بِئْسَى بِنَ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عَبَّاسِ
بنِ سَهْلٍ قَالَ: حَضَرْتُ أَبَا حُمَيْدٍ
لسَاعِدِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۷۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا
حَجَّاجُ بْنُ مِثَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا
لُحْمَدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ
رَاطِلٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا

۷۳۵- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۱۵/۲ من حديث أبي داود به * وقوله: عبدالله بن عيسى وهم،
الصواب عيسى بن عبدالله كما أخرجه الطحاوي: ۱/ ۲۶۰ بإثبات رفع البدين قبل الركوع وبعده.

۷۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹۸/۲، ۹۹ من حديث حجاج بن ميثال به * عبد الجبار لم يسمع
بن أبيه كما تقدم، ح: ۷۲۴، وشقيق مجهول (تقريب)، وحديثه مرسل.



افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

اپنی پیشانی کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا اور اپنے بغلوں سے بھی دور کیا۔

الحديث قال: فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعْنَا رُكْبَتَاهُ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَا كَفَّاهُ فَلَمَّا سَجَدَ وَصَحَّ جَبْهَتُهُ بَيْنَ كَفْيَيْهِ وَجَافَى عَنْ إِنْطِيهِ.

حجاج نے کہا کہ ہمام نے کہا: حدثنا شقيق حدثني عاصم بن كليب عن ابيه عن النبي ﷺ اسی کے مثل روایت کی۔ محمد بن مجاہد اور شقیق میں سے کسی ایک کی روایت میں ہے..... اور میرا غالب گمان ہے کہ محمد بن مجاہد کی حدیث ہے کہ آپ جب اٹھتے اپنے گھٹنوں پر اٹھتے اور اپنی رانوں پر ٹیک لگاتے۔

قال حجاج: قال همام: وحدثنا شقيق: حدثني عاصم بن كليب عن ابيه عن النبي ﷺ حديث أحدهما، وأكبر علمي أنه حديث محمد بن جحادة: وإذا نهض نهض على ركبتيه واعتمد على فخذي.

☀️ ملحوظ: زمین سے اٹھنے کی کیفیت کا بیان آگے (حدیث: ۸۳۸/۸۳۹ میں) آرہا ہے۔

۷۳۷- جناب عبد الجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے انگوٹھوں کو کانوں کی لوتک اونچا کرتے تھے۔

۷۳۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ فَطْرِ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ إِبْهَامِيهِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ.

۷۳۸- جناب ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے۔ اور جب (رکوع سے) سجدے کے لیے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور

۷۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شَعَيْبٍ ابْنِ اللَّيْثِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ

۷۳۷- تخریج: [ضعيف] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب موضع الإبهامين عند الرفع، ح: ۸۸۳ من حديث فط ابن خليفة به، وانظر، ح: ۷۲۴ لعلته.

۷۳۸- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۶۹۴، ۶۹۵، ومن طريقه أخرجه الحافظ ابن حبان في "موافقة الخبر الخبر" ۱/۴۰۹، ۴۱۰، وقال: "هذا حديث صحيح" * ابن جريج صرح بالسماع، وللحديث شواهد كثيرة.



افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

رسولُ الله ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ جَعَلَ يَدَيْهِ
حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ،
وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا
قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ.

🌞 فائدہ: احادیث ۴۳۵-۴۳۸ سب سنداُ ضعیف ہیں۔ تاہم اس حدیث میں تیسری رکعت کے لیے بھی اٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ثبوت ہے جو صحیح ہے علاوہ ازیں یہ دیگر صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے۔

۷۳۹- قتیبہ بن سعید اپنی سند سے میمون کئی سے راوی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے تھے۔) جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، جب رکوع کرتے، جب سجدہ کرتے اور جب قیام کے لیے اٹھتے اور قیام کرتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے۔ چنانچہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ میں نے ابن زبیر کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ ان کی طرح کسی اور کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور انہیں ان اشاروں (رفع الیدین) کی تفصیل بتائی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً کہا: اگر تم رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھنا پسند کرتے ہو تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کرو۔

۷۳۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
ابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ، عَنْ مَيْمُونِ الْمَكِّيِّ
أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَصَلَّى بِهِمْ يُشِيرُ
بِكَفِّهِ حِينَ يَقُومُ وَحِينَ يَرُكِعُ وَحِينَ يَسْجُدُ
وَحِينَ يَنْهَضُ لِلْقِيَامِ فَيَقُومُ فَيُشِيرُ بِيَدَيْهِ
فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُ
ابْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى صَلَاةً لَمْ أَرَأْ أَحَدًا يُصَلِّيْهَا،
فَوَصَفْتُ لَهُ هَذِهِ الْإِشَارَةَ، فَقَالَ: إِنَّ أَحَبِّتَ
أَنْ تَنْظُرَ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاقْتَدِ
بِصَلَاةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

🌞 ملحوظہ: اس حدیث میں سجدوں میں رفع الیدین کا اثبات ہے مگر عام محدثین ابن لہیعہ کی بنا پر اس کی سند کو کمزور کہتے ہیں۔ خلاصہ تہذیب تہذیب الکمال للبخاری میں ہے: ”امام احمد کہتے ہیں کہ ان کی کتابیں جل گئی تھیں، تاہم یہ صحیح الکتاب ہیں۔ جن لوگوں نے ان سے ابتدا میں سنا ہے ان کا سماع صحیح ہے یحییٰ بن معین نے کہا: یہ

۷۳۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۵۵ عن قتيبة به * ابن لهيعة، مدلس وعن ميمون المكي مجهر (تقریب)، و حديث البيهقي: ۲/ ۷۳ بخالفه.



قوی نہیں ہیں۔ امام مسلم کہتے ہیں کہ ان کو کعب، یحییٰ قطان اور ابن مہدی نے ترک کیا ہے۔“ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کتابیں جلنے کے بعد انہیں خلط ہو گیا تھا۔ صحیح مسلم میں ان کی کچھ روایات ہیں مگر دوسرے رواۃ کی معیت سے۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ سند صحیح ہے۔ علامہ صاحب موصوف اور بعض دیگر بھی ان احادیث کی روشنی میں سجدوں کے رفع الیدین کو ”بعض اوقات“ پر محمول کرتے ہیں۔ بہر حال جمہور محدثین کے نزدیک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہی جو پیچھے گزری اور صحیح بخاری میں بھی ہے، معمول بہا ہے اور اس میں صراحت ہے کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں میں یا سجدوں سے اٹھ کر رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔“ واللہ اعلم۔

۷۴۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ كَثِيرٍ يَعْنِي السَّعْدِيَّ، قَالَ: صَلَّى إِلَى جَنْبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الْأُولَى فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْهَا رَفَعَ يَدَيْهِ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ لِيُوْهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ: فَقَالَ لَهُ وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ تَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرِ أَحَدًا يَصْنَعُهُ؟ فَقَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: رَأَيْتُ أَبِي يَصْنَعُهُ، وَقَالَ أَبِي: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَصْنَعُهُ، وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ.

۷۴۰- جناب نصر بن کثیر یعنی سعدی نے بیان کیا کہ جناب عبداللہ بن طاؤس (تابعی) نے مسجد خیف میں میرے پہلو میں نماز پڑھی۔ وہ جب پہلا سجدہ کر لیتے اور اس سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے کے سامنے اٹھاتے۔ مجھے ان کا یہ عمل منکر (عجیب اور غلط) محسوس ہوا تو میں نے وہیب بن خالد کو ان کا یہ عمل بتایا۔ جناب وہیب نے ان سے کہا کہ آپ ایسا کرتے ہیں جو میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ تو عبداللہ بن طاؤس نے کہا: میں نے اپنے والد کو یہ کرتے دیکھا اور میرے والد نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کرتے دیکھا اور میں نہیں جانتا مگر انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ یہ کرتے تھے۔



☀️ **ملاحظہ:** اس حدیث میں بھی سجدوں کے رفع الیدین کا اثبات ہے۔ ابوبکر المنذر ابوعلی الطبری اور بعض اہل حدیث اس کے قائل ہیں، لیکن یہ حدیث نصر بن کثیر سعدی کی بنا پر ضعیف ہے۔ حافظ ابوالاحمد نیشاپوری نے کہا: یہ حدیث ابن طاؤس کی منکر روایات میں سے ہے۔ ابوالاحتم نے کہا ہے: اس میں نظر (اعتراض) ہے۔ امام بخاری نے کہا: ان کے پاس منکر روایات بھی ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ ثقافت سے موضوعات روایت کرتا ہے اس سے حجت لینا کسی بھی صورت جائز نہیں مگر علامہ شوکانی نے کہا کہ سجدوں کے رفع الیدین کی نفی ہی صحیح طور پر ثابت ہے تا آنکہ کوئی صحیح ترین دلیل مل جائے۔ (مخلص از عون العبود) واللہ اعلم۔

۷۴۰- تخریج: [سناده ضعیف] أخرجه النسائي، التطبيق، باب رفع اليدين بين السجدين لقاء الوجه، ح: ۱۱۴۷ من حديث النضر بن كثير به، وهو ضعيف عابد كما في التقريب.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

۷۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب نماز شروع کرتے تو [اللہ اکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے (یعنی رفع الیدین کرتے) اور (ایسے ہی) جب رکوع کو جاتے اور جب (رکوع سے اٹھتے اور) [سمع اللہ لمن حمدہ] کہتے۔ اور جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لیے) اٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ اور وہ اپنا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

۷۴۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ : أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا قَالَ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے، مرفوع حدیث نہیں۔

قال أبو داؤد: الصحيح قول ابن عمر ليس بمرفوع.

امام ابو داؤد نے کہا: اور یقیناً اس حدیث کا پہلا حصہ عبید اللہ سے بیان کیا تو اسے مرفوع ذکر کیا (بغیر اس کے کہ آپ نے دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین کیا) مگر عبدالوہاب ثقفی نے عبید اللہ سے روایت کیا تو اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف کیا اور اس میں کہا: جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنی چھاتیوں تک اٹھاتے۔ اور یہی صحیح ہے۔

قال أبو داؤد: وَرَوَى بَقِيَّةُ أَوْلَاهُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَأَسْنَدُهُ، وَرَوَاهُ الثَّقَفِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَوْفَقَهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ فِيهِ : وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُهُمَا إِلَى نَدْيَيْهِ وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ .

امام ابو داؤد نے کہا کہ اسے لیث بن سعد مالک ایوب اور ابن جریج نے موقوف ہی روایت کیا ہے۔ صرف حماد بن سلمہ نے بواسطہ ایوب مرفوع بیان کیا۔ ایوب اور مالک نے دو جہدوں (یعنی رکعتوں) سے اٹھ کر رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا، صرف لیث نے ذکر کیا ہے۔

قال أبو داؤد: رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَمَالِكُ وَأَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ مَوْفُوقًا، وَأَسْنَدُهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَحَدَّثَهُ عَنْ أَيُّوبَ . لَمْ يَذْكُرْ أَيُّوبُ وَمَالِكُ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ ، وَذَكَرَهُ اللَّيْثُ فِي حَدِيثِهِ . قَالَ

۷۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع الیدین إذا قام من الرکعتین، ح: ۷۳۹ من حدیث عبدالاعلی بن عبدالاعلی به، وصححه البخاری فی شرح السنة: ۲۱/۳، وما قال بعض الناس فی تعلیله فیلس بعله قاذحة، والحمد لله.



۲- کتاب الصلاة

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

ابن جُرَیجِ فیہ: قُلْتُ لِنَافِعِ: أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْعَلُ الْأُولَى أَرْفَعَهُنَّ؟ قَالَ: لَا، سِوَاءَ. قُلْتُ: أَشِيرُ لِي، فَأَشَارَ إِلَى التَّيْنَيْنِ أَوْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ.

ابن جریج نے اس میں کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا: کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلی بار رفع الیدین میں اپنے ہاتھ زیادہ اونچے اٹھاتے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں سب میں برابر ہی اٹھاتے تھے۔ میں نے کہا: مجھے کر کے دکھاؤ، تو انہوں نے چھاتیوں تک اٹھائے یا اس سے ذرا کم ہی۔



فائدہ: اصل مسئلہ رفع الیدین کا ہے۔ اور اس میں قدرے تنوع آجاتا ہے، تھیلیاں چھاتیوں کے برابر ہوں تو انھیوں کے سرے کندھوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ تھیلیاں اگر کندھوں کے برابر ہوں تو انگلیاں کانوں کی لوڈوں تک پہنچ جاتی ہیں اور اس سے ذرا اونچے بھی ہو سکتے ہیں اور ان سب صورتوں میں توسع ہے تاہم اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ تھیلیاں کندھوں کے برابر آجائیں۔

۷۴۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اونچا کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو انہیں ذرا کم اونچا کرتے۔

۷۴۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا ابْتَدَأَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: جہاں تک مجھے معلوم ہے، ہاتھوں کو ذرا کم اونچا اٹھانے کا ذکر مالک کے علاوہ کسی اور نے نہیں کیا۔

قال أبو داؤد: لَمْ يَذْكُرْ رَفَعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ أَحَدٌ غَيْرَ مَالِكٍ فِيمَا أَعْلَمُ.



فائدہ: اوپر بیان ہوا کہ ابن جریج نے نافع سے روایت کیا ہے کہ سب مواقع پر اپنے ہاتھ برابر ہی اونچا کرتے تھے۔ ان دونوں روایتوں کو مختلف مواقع پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

باب: دور کعتوں کے بعد تیسری کے لیے اٹھنے پر رفع الیدین

(المعجم . . .) - باب مَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ التَّيْنَيْنِ (التحفة ۱۱۹)

۷۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ

۷۴۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۷۴۲- تخریج: [إسناده صحيح] وهو حديث مختصر أخرجه الشافعي في مسنده ص: ۲۱۲ عن مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۷۷/۱.

۷۴۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۴۵/۲ عن محمد بن فضيل بن غزوان به بإثبات رفع الیدین قبل الركوع وبعده.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

ﷺ جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو [اللہ اکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔

وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ.

☀️ فائدہ: یہ رفع الیدین تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر کرنا ہے۔ نیز دیکھیے درج ذیل حدیث علی رضی اللہ عنہ۔

۷۴۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رِبِيعَةَ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَضَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَضَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ.

۷۴۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رِبِيعَةَ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَضَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَضَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث، جس میں انہوں نے نماز نبوی کی تفصیل

قال أبو داؤد: وفي حديث أبي حميد الساعدي حين وصف صلاة

۷۴۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [دعاء] وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض...، ح: ۳۴۲۳ عن الحسن بن علي به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۸۶۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۸۴.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

النَّبِيِّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ.

بیان فرمائی ہے، اس میں ہے کہ آپ جب دو رکعتوں کے بعد اٹھتے تو [اللہ اکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے جیسے کہ شروع نماز کے وقت تکبیر کہتے تھے۔

☀️ فائدہ: اس حدیث میں بھی سجدوں کے رفع الیدین کی نفی ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر رفع الیدین کرنا ہے نہ کہ بیٹھے ہوئے۔

۷۴۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَضْرٍ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى يَبْلُغَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.

۷۴۵- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر (تحریم) کہتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کو جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اپنے ہاتھ اٹھاتے اور وہ آپ کی کانوں کی لوؤں تک پہنچ جاتے۔ (..... یا..... کانوں کے اوپر کے حصے تک پہنچ جاتے تھے۔)

☀️ توضیح: [فُرُوعُ أُذُنَيْهِ] کی شرح میں دو قول ہیں۔ ایک تو یہی کہ کان کے نیچے جو نرم گوشت والا حصہ ہوتا ہے اسے [شَحْمَةُ الْأُذُنِ] بھی کہتے ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ کان کی اوپر والی چوٹی کو [فَرْعُ الْأُذُنِ] کہا جاتا ہے اور لغت اس کی تائید کرتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان مختلف روایات کو یوں جمع کیا ہے کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں اس طرح کہ انگوٹھے کانوں کی لوؤں کے برابر اور انگلیاں اوپر کے حصے کے برابر آجائیں۔

۷۴۶- حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي؛ حَدَّثَنَا مَوْسَى بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، الْمَعْتَنَى عَنْ عِمْرَانَ، عَنْ لَاحِقِ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَوْ كُنْتُ قُدَامَ النَّبِيِّ

۷۴۶- جناب بشیر بن نہیک کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نبی ﷺ کے آگے ہوتا تو میں آپ کی بغلیں دیکھ سکتا تھا۔ (یعنی آپ کے ہاتھ رفع الیدین کے وقت نمایاں طور پر بغلوں سے علیحدہ، دو در اور اونچے ہوتے تھے۔) ابن معاذ نے کہا کہ لاحق نے کہا:

۷۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین مع تکبیرة الاحرام والركوع... الخ، ح: ۳۹۱ من حدیث قتادة به.

۷۴۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب صفة السجود، ح: ۱۱۰۸ من حدیث عمران به مختصراً.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

بھلا ابو ہریرہ نماز میں ہوتے ہوئے نبی ﷺ سے آگے کیوں کر ہو سکتے تھے؟ موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے: (مقصد یہ ہے کہ) جب آپ تکبیر کہتے تو ہاتھ اونچے کرتے تھے۔ (یعنی نمایاں طور پر اونچے کرتے تھے۔)

ﷺ لَرَأَيْتُ إِنْطِيَهُ. زَادَ ابْنُ مُعَاذٍ: قَالَ يَقُولُ لِأَحِبِّ: أَلَا تَرَى أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَكُونَ قُدَّامَ النَّبِيِّ ﷺ. وَزَادَ مُوسَى: يَعْني إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ.

۷۴۷- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی تو آپ نے اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ جب رکوع کیا تو دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر گھٹنوں میں رکھ لیا۔ (یعنی تطبیق کی)۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کو یہ خبر پہنچی تو کہا: میرے بھائی نے سچ کہا۔ ہم یہ عمل کیا کرتے تھے، پھر ہمیں اس کا حکم دیا گیا۔ یعنی گھٹنے پڑنے کا۔

۷۴۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ قَالَ: فَلَبَّغَ ذَلِكَ سَعْدًا فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أَمَرْنَا بِهِذَا، يَعْنِي الْإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ.

☀️ فائدہ: رکوع میں تطبیق کا حکم منسوخ کر دیا گیا تھا مگر شاید حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو یا انہیں یاد نہ رہا ہو۔

باب: ۱۱۶/۱۱۷- جس نے رکوع کے وقت رفع الیدین کرنے کا ذکر نہیں کیا

(المعجم ۱۱۶، ۱۱۷) - باب مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ (التحفة ۱۲۰)

۷۴۸- جناب علقمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھ کر دکھاؤں؟ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ صرف ایک ہی بار اٹھائے۔

۷۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ - يَعْنِي ابْنَ كُلَيْبٍ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

۷۴۷- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب التطبيق، ح: ۱۰۳۲ من حديث عبد الله بن إدريس، وانظر الحديث الآتي: ۸۶۸.

۷۴۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن النبي ﷺ لم يرفع إلا في أول مرة، ح: ۲۵۷، والنسائي، ح: ۱۰۲۷ من حديث سفیان الثوري به * وهو مدلس، رماه بالتدليس يحيى بن سعيد القطان وابن المبارك وأبو عاصم النبيل وغيرهم، ولم أجد تصريح سماعه، وهذه العلة القاذحة وحدها كافية في تضعيف السند، ومع ذلك قد ضعفه الشافعي وأحمد والبخاري وابن المبارك والجمهور، ولم يصب من صححه.



مَسْعُودٍ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً.

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ایک لمبی حدیث سے مختصر ہے اور ان الفاظ میں صحیح نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ، وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ. (2)

۷۵۱- جناب سفیان نے اسی سند سے اس حدیث کو

بیان کیا۔ کہا: پس آپ نے پہلی ہی بار اپنے ہاتھ اٹھائے۔ اور بعض نے کہا: ایک ہی بار اٹھائے۔

۷۵۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَمْرٍو وَأَبُو حُدَيْفَةَ قَالُوا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانٌ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَرَّةً وَاحِدَةً. (2)

توضیح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت امام ترمذی کی تحقیق میں ”حسن“ اور امام ابن حزم کے نزدیک

”صحیح“ ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی اور ان سے پہلے علامہ احمد محمد شاہ رحمہما اللہ نے بھی اسے ”صحیح“ لکھا ہے۔ جبکہ متقدمین حفاظ حدیث کی تحقیق کا خلاصہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یوں بیان کیا ہے کہ ابن السبارک نے کہا: ”یہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں ہے۔“ ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے بیان کیا: [هَذَا حَدِيثٌ خَطَأً] ”یہ حدیث خطا اور غلط ہے۔“ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ان کے شیخ یحییٰ بن آدم نے کہا: ”یہ ضعیف ہے۔“ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی ان ہی کی تائید و متابعت کی ہے۔ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: ”یہ صحیح نہیں ہے۔“ دارقطنی نے کہا: یہ ثابت نہیں ہے۔“ ابن حبان نے کہا: ”اہل کوفہ کے مذہب کے مطابق رکوع کے رفع الیدین کی نفی میں یہ ان کی سب سے عمدہ (احسن) حدیث ہے حالانکہ یہ سب سے زیادہ ضعیف ہے کیونکہ اس میں کچھ علتیں ہیں جن کی بنا پر یہ ضعیف قرار پاتی ہے۔“ (التلخیص الحبیبر: ۲۲۲/۱، نیل الأوطار: ۲۰۱/۴) علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”اگر ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کو صحیح تسلیم کر لیں اور ائمہ حدیث کی تنقید کا کوئی اعتبار نہ بھی کریں تو اس حدیث اور دیگر احادیث جن میں رکوع کے رفع الیدین کا اثبات ہے، میں کوئی تعارض یا منافات نہیں ہے کیونکہ ان احادیث میں امر زائد کا بیان ہے اور (صحیح احادیث سے ثابت) امور زائد بالا جماع مقبول ہوا کرتے ہیں بالخصوص جبکہ اسے صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہو اور محدثین کی ایک جماعت اس کی راوی ہو۔ (نیل الأوطار: ۲۰۲/۲)

ملاحظہ: یہ قاعدہ سجدوں کے رفع الیدین پر منطبق نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ صحیح اسانید سے ثابت ہے کہ حضرت

۷۵۱- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۷۴۸.

(1) حدیث (749) انگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(2) یہ حدیث اصل نسوکی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بالوضاحت کہتے ہیں: ”آپ ﷺ سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۷۳۵، و صحیح مسلم، حدیث: ۳۹۰)

علامہ احمد شاہ کرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث) سے دیگر مواقع کے رفع الیدین کا ترک ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث میں ”ثنی“ کا بیان ہے اور دیگر صحیح احادیث میں ”اثبات“ ہے۔ اور اثبات ہمیشہ مقدم ہوا کرتا ہے۔ چونکہ یہ عمل سنت ہے، ممکن ہے کہ نبی ﷺ نے کبھی ایک یا زیادہ بار اسے ترک بھی کیا ہو۔ مگر اغلب اور اکثر اس پر عمل کرنا ہی ثابت ہے لہذا رکوع کیلئے جاتے اور اس سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا ہی سنت ہے۔ (حواشی جامع ترمذی: ۴۱۲، بتحقیق احمد شاہ کرہ)

راقم عرض کرتا ہے کہ صحیح احادیث میں تعارض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں کہیں محسوس ہوتا ہے وہ یا تو نفل کی خرابی ہوتی ہے یا عقل و فہم کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اسنادی بحث سے قطع نظر معنوی اعتبار سے بھی قابل بحث ہے۔ اول تو اس میں سوائے ایک بار رفع الیدین کے اثباتاً یا نفیاً اور کوئی بات مذکور نہیں ہے حالانکہ نماز کے بیسیوں مسائل ہیں۔ جیسے ان کے مذکور کرنے سے ان کی نفی نہیں ہوتی۔ ایسے ہی رکوع کا رفع الیدین ہے۔ دوسرے اس کو متنازع رفع الیدین کے ساتھ خاص کرنے کی بجائے اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ نے دوسری رکعت میں اٹھتے ہوئے پھر دو بار رفع الیدین نہ کیا، بلکہ پہلی رکعت ہی میں ایک بار ہاتھ اٹھائے تھے۔ یا جیسے کہ سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ فتوحات لکھا ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نماز شروع کرتے وقت آپ ﷺ بار بار ہاتھ نہ اٹھاتے تھے جیسے کہ عیدین میں ہوتا ہے بلکہ صرف ایک ہی بار اٹھا نا مننون ہے۔ (جیسے کہ بعض مومنین زده لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ ان کی نیت ہی سیدھی نہیں ہو پاتی ہے اور وہ بار بار ہاتھ اٹھاتے اور باندھتے ہیں۔)

محدثین کرام پر اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں، دیکھیے انہوں نے دین کی امانت پوری دیانت کے ساتھ..... اپنی اسانید سے..... بلا کم و کاست امت کے حوالے کر دی ہے۔ اور اس میں اصحاب بصیرت کو دعوت ہے کہ مسلمہ اصولوں کے تحت آپ لوگ بھی تنقیح کر سکتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عصمت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔ آپ کے بعد تلامذہ رسول، تابعین عظام اور ائمہ امت سب کے سب قابل اعزاز و اکرام ہیں مگر حجت اور اللہ کے ہاں قرابت صرف کتاب اللہ اور صحیح ثابت شدہ فرامین رسول میں ہے۔ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (الحشر: ۱۰) ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (آل عمران: ۸)

۷۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ۷۴۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۷۴۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان في المجروحين: ۱۰۰/۳، والحميدي بد (تحقيق حبيب الرحمن أعظمي، ح: ۷۲۴) من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو ضعيف مدلس، ولم يصرح بالسماع في هذا المتن، ﴿﴾

۲- کتاب الصلّٰة افتتاح نماز اور رفع الیدین کے احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے، پھر دوبارہ نہ اٹھاتے۔

۷۵۰- عبد اللہ بن محمد زہری کی سند سے یزید سے شریک کی مانند مروی ہے اور [ثُمَّ لَا يَعُودُ] کے لفظ ذکر نہیں کیے (یعنی "پھر دوبارہ نہ اٹھاتے" کے لفظ نقل نہیں کیے۔) سفیان نے کہا: بعد میں کوفہ میں ہم کو [ثُمَّ لَا يَعُودُ] کے لفظ بیان کیے۔

امام ابو داؤد نے کہا: اس حدیث کو ہشیم، خالد اور ابن ادریس نے یزید سے روایت کیا ہے مگر ان حضرات نے [ثُمَّ لَا يَعُودُ] کا لفظ روایت نہیں کیا ہے۔

۷۵۲- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھائے۔ پھر فارغ ہونے تک نہیں اٹھائے۔

الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ.

۷۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ نَحْوَ حَدِيثِ شَرِيكٍ، لَمْ يَقُلْ: ثُمَّ لَا يَعُودُ. قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ لَنَا بِالْكُوفَةِ بَعْدُ ثُمَّ لَا يَعُودُ. ❁

قال أبو داؤد: روى هذا الحديث هُشَيْمٌ وَخَالِدٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ لَمْ يَذْكُرُوا ثُمَّ لَا يَعُودُ.

۷۵۲- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أُخِيهِ عَيْسَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ.

❁ وحدث به بعد اختلافه واتفق الحفاظ على أن قوله: "ثم لم يعد" مدرج، التلخيص الحبير: ۱/ ۲۲۱ "والمدرج إلى المدرج" للسيوطي ص: ۱۹.

۷۵۰- تخريج: [ضعيف] أخرجه الحميدي عن سفیان بن عيينه به، انظر الحديث السابق.

۷۵۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح: ۱۶۸۹، والطحاوي: ۱/ ۲۲۴ من حديث وكيع به ❁ محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى ضعيف، ضعفه الجمهور، وقال أنور شاه الكشميري الديوبندي: "فهو ضعيف عندي كما ذهب إليه الجمهور" (فيض الباري: ۳/ ۱۶۸)، وهو سمع هذا الخبر من يزيد بن أبي زياد كما في "كتاب العلل" للإمام أحمد، ح: ۶۹۳.

❁ حدیث (751) سنن (564) پر گزرتی ہے۔



قال أَبُو ذَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ .
 امام ابو داؤد نے کہا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

🌞 توضیح: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حفاظ حدیث متفق ہیں کہ اس روایت (براء بن عازب رضی اللہ عنہ) میں [نَمَّ لَا يَعْوُدُ] کے لفظ مُدْرَج (یعنی الحاقی) ہیں۔ جو کہ یزید بن ابی زیاد کا اضافہ ہیں۔ جبکہ شعبہ، ثوری، خالد طحان اور زہیر وغیرہ حفاظ نے اس حدیث کو اس اضافے کے بغیر روایت کیا ہے۔ حمیدی نے کہا کہ اس اضافے کو یزید نے روایت کیا ہے اور وہ (اپنے نام کے معنی کی مناسبت سے) ”زیادتی کرنے والا ہے۔“ عثمان داری نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا کہ ”یہ صحیح نہیں ہے۔“ ایسے ہی امام بخاری، احمد، یحییٰ، دارمی، حمیدی رضی اللہ عنہم اور کئی ایک محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو سنا کہتے تھے: ”یہ حدیث واہی ہے۔“ (یعنی از حد ضعیف ہے) یزید پہلے اس کو بیان کرتا تھا تو [نَمَّ لَا يَعْوُدُ] کے لفظ اس میں نہ ہوتے تھے مگر بعد میں جب اسے ”تلقین“ کی گئی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور یہ الفاظ ذکر کرنا شروع کر دیے۔ (مزید دیکھیے التلخیص الحبیبر: ۲۲۱/۱)

۷۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ
 عن ابن أبي ذئب، عن سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ ،
 عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا .
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ
 لمبے کر کے اٹھاتے۔

🌞 فائدہ: اس حدیث میں رفع الیدین کرنے کا انداز بیان فرمایا گیا ہے۔ سنن دارمی کی روایت میں ہے: ”جب آپ نماز کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو اپنی انگلیوں کو قدرے کھولے ہوئے ہوتے تھے۔“ (نیل الاوطار: ۱۹۷/۲) اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ رکوع کا رفع الیدین نہیں ہے، کسی طور صحیح نہیں اور اس میں اس کا کوئی قرینہ بھی نہیں ہے۔

(المعجم ۱۱۷، ۱۱۸) - باب وَضْعِ
 اليَمْنَى عَلَى اليُسْرَى فِي الصَّلَاةِ
 باب: ۱۱۸، ۱۱۷- نماز میں دائیں ہاتھ کو
 بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا
 (التحفة ۱۲۱)

۷۵۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا
 حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (نماز)

۷۵۳- تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في نشر الأصابع عند التكبير، ح: ۲۴۰ من حديث ابن أبي ذئب به وقال: "حسن".

۷۵۴- تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه البيهقي: ۲/ ۳۰ من حديث أبي داود به، وأورده الضياء في المختارة (۳۰۱/۹)، ح: (۲۵۷) * وزرعة هذا روى عنه ثقتان ووثقه ابن حبان والذهبي والضياء المقدسي فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

نماز میں ہاتھ باندھنے کے احکام و مسائل

میں (قدموں کو برابر رکھنا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

أَبُو أَحْمَدَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ
زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ
ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: صَفُّ الْقَدَمَيْنِ وَوَضْعُ
الْيَدِ عَلَى الْيَدِ مِنَ السُّنَّةِ.

۷۵۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں پر رکھے ہوئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ان کے دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر کر دیا۔

۷۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ
بِالرِّيَّانِ عَنْ هُشَيْمِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ
ابْنِ أَبِي زَيْنَبٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ،
عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ
يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى فَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ
فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى.

☀️ فائدہ: قیام میں اس طرح ہاتھ باندھنا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر ہو سنت متواترہ ہے۔ نیز علماء کو چاہیے کہ عوام کی اصلاح کرتے رہا کریں۔

۷۵۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں ہتھیلی کو

ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

۷۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ:
حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ
أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: السُّنَّةُ وَضْعُ
الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

☀️ ملحوظہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں عبدالرحمن بن اسحاق کوئی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اسے ضعیف کہتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ”اس میں نظر ہے۔“ (یعنی کمزور راوی ہے۔) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔“ اور اس سے بعد والی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ناف سے اوپر ہاتھ رکھے۔

۷۵۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب: في الإمام إذا رأى الرجل قد وضع شماله على يمينه، ح: ۸۸۹، وابن ماجه، ح: ۸۱۱ من حديث هشيم به، وصرح بالسمع.

۷۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ۱/ ۱۱۰ من حديث عبدالرحمن بن إسحاق الكوفي به وهو ضعيف ضعفه الجمهور * وزیاد بن زید مجهول (تقریب).



نماز میں ہاتھ باندھنے کے احکام و مسائل

۷۵۷- جناب ابن جریر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پچھے (کلائی) کے پاس سے (یعنی جوڑ کے پاس سے) پکڑ رکھا تھا اور وہ ناف سے اوپر تھے۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہما نے کہا: جناب سعید بن جبیر سے ”ناف سے اوپر“ مروی ہے۔ اور ابو یوسف نے ”ناف سے نیچے“ کہا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی ”ناف سے نیچے“ ہی روایت کی گئی ہے۔ مگر قوی نہیں ہے۔

۷۵۸- جناب ابو داؤد نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا: نماز میں ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں سے ناف کے نیچے سے پکڑنا ہے۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کو سنا وہ (مذکورہ اثر کے ایک راوی) عبدالرحمن کوفی کو ضعیف کہتے تھے۔

۷۵۹- جناب طاؤس (بن کیسان یمنی، تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے دوران میں اپنا

۷۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ عَنْ أَبِي بَدْرٍ، عَنْ أَبِي طَالُوتَ عَبْدِ السَّلَامِ، عَنْ ابْنِ جَرِيرِ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُمِيسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرَّشْعِ فَوْقَ الشَّرَةِ.

قال أبو داؤد: رُوِيَ عن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَوْقَ الشَّرَةِ. وقال أبو يُوْسُفٍ نَحَتَ الشَّرَةَ. وَرُوِيَ عن أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

۷۵۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ لَوْاحِدِ بْنِ زِيَادٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ لُكُوفِيٍّ، عن سَيَّارِ أَبِي الْحَكَمِ، عن أَبِي زَائِلٍ قال: قال أبو هُرَيْرَةَ: أَخَذُ الْأَكْفَ عَلَى الْأَكْفِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ الشَّرَةِ.

قال أبو داؤد: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ بَضَعْفُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ لُكُوفِيٍّ.

۷۵۹- [حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بَعْنِي ابْنِ حُمَيْدٍ، عن ثَوْرٍ، عن سُلَيْمَانَ بْنِ

۷۵۷- [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳۹۰/۱ من حديث أبي طالوت به، وعلقه البخاري، في صحيحه (فتح: ۷۱/۳)، العمل في الصلوة باب: (۱)، وحسنه الحافظ في تعليق التعليق: ۴۴۳/۲.

۷۵۸- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۷۸/۲۰ من حديث أبي داود به * عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي ضعيف، كما تقدم، ح: ۷۵۶.

۷۵۹- [تخریج: [صحيح] هو في المراسيل لأبي داود، ح: ۳۳، وسنده ضعيف لإرساله، وللحديث شاهد عند أحمد: ۲۲۶/۵، وسنده حسن، وبه صح الحديث.

۲- کتاب الصلاة دعائے استفتاح کے احکام و مسائل

مُوسَى، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ بَدَأَ هَاتِهِمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ.

☀️ **فوائد و مسائل:** علامہ مزنی نے الاطراف میں کتاب المراسیل میں حرف طاء میں لکھا ہے: ”اس روایت کو ابو داؤد نے (کتاب المراسیل باب ماجاء فی الاستفتاح‘ حدیث: ۳۳ بتحقیق شعیب الارناؤوط) میں ذکر کیا ہے اور ایسے ہی امام بیہقی نے المعرف میں لکھا ہے۔“ (عمون المعجود) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ مرسل ہے مگر صحیح السند ہے۔ اور احناف کے نزدیک ویسے بھی مرسل صحیح اور حجت ہوتی ہے۔ اور اس کی تائید صحیح بخاری کی اس روایت سے ہوتی ہے: [عن سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ] (صحیح بخاری، حدیث: ۴۰۰) یعنی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

جناب ہلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ [رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ قَالَ يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ] [مسند احمد: ۵/۲۲۶] ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز سے فارغ ہو کر دائیں بائیں دونوں اطراف سے پھرتے تھے اور آپ ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے تھے۔“ علامہ شمس الرحمن عظیم آبادی نے غنیۃ الالمعی میں مسند احمد کی سند کو قوی لکھا ہے اور یہ کہ اس میں کوئی علت قادح نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ [صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ] [صحیح ابن خزیمہ: ۱/۲۳۳] ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھی تو (دیکھا کہ) آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا اور سینے پر رکھا۔“ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ یہ ہے کہ ”یہ حدیث دیگر احادیث کی روشنی میں صحیح ہے اور سینے پر ہاتھ رکھنے کی دوسری احادیث اس کی شاہد ہیں۔“ نیز صحیح بخاری کی روایت پر کوئی غبار نہیں اور ہر منصف مزاج مسلمان عملاً یہ دیکھ سکتا ہے کہ ہاتھ کو بازو (یعنی کلائی اور کہنی کے درمیان ہی) پر رکھنے سے ہاتھ کہاں تک جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ ناف سے اوپر ہی رہیں گے لہذا سینے پر ہاتھ رکھنا ہی صحیح ہے یا زیادہ سے زیادہ ناف سے اوپر رہیں۔ ناف سے نیچے والی روایات از حد ضعیف ہیں۔

(المعجم ۱۱۸، ۱۱۹) - باب مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ (التحفة ۱۲۲)

۷۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ: حَدَّثَنَا سِيدَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ بَيَانًا كَرِهَتْ فِيهِ

۷۶۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب صلوة النبي صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه بالليل، ح: ۷۷۱ من حدیث عبدالعزیز بن ابي سلمة به.

دعائے استفتاح کے احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللہ اکبر] کہتے پھر یہ دعا پڑھتے: «وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ الخ» میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ میں اسی کی طرف یکسو ہوں، اسی کا مطیع فرمان ہوں، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اولین اطاعت گزاروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ تو میرا پالنہار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے۔ مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔ پس میرے سب گناہ معاف فرمادے۔ تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی معاف نہیں کر سکتا۔ میری عمدہ اخلاق و عادات کی طرف رہنمائی فرما۔ اچھے اخلاق و عادات کی توثیق تجھی سے مل سکتی ہے۔ برے اخلاق و عادات مجھ سے دور فرمادے۔ بری عادتوں کو تو ہی پھیر سکتا ہے۔ میں تیرے دربار میں حاضر ہوں۔ پھر حاضر ہوں۔ تیرا مطیع فرمان ہوں پھر تیرا مطیع فرمان ہوں۔ خیر اور بھلائی ساری کی ساری تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور کسی شرکی نسبت تیری طرف نہیں ہے۔ میں تیرا ہوں اور میرا ٹھکانا تیری ہی طرف ہے۔ تو بڑی برکتوں والا اور نعمتوں والا ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری جانب توجہ کر رہا ہوں۔“ اور جب رکوع کرتے تو یوں کہتے: «اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ.....

أبي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: «وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَتُسْكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي فَأَغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، وَأَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ» وَإِذَا رَكَعَ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسَلَمْتُ، خَشَعْتُ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعَظَامِي وَعَصْبِي». وَإِذَا رَفَعَ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلءَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِثْلَهُمَا مَا بَيْنَهُمَا وَمِثْلَهُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ». وَإِذَا سَجَدَ قَالَ:



دعائے استفتاح کے حکام و مسائل

الخ [”اے اللہ! میں تیرے لیے جھک گیا ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرا مطیع ہوں۔ میرے کان، میری آنکھیں، میری ہڈیاں، گودا اور پٹھے سب ہی تیرے سامنے عاجزی کا مظہر ہیں۔“ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ..... الخ] ”اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی حمد کی۔ اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے آسمانوں اور زمین بھر، اور ان کا مابین بھر کر اور اس کے بعد اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔“ اور جب سجدہ کرتے تو یوں کہتے: [اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ..... الخ] ”اے اللہ! میں تیرے حضور سجدہ ریز ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرا مطیع فرمان ہوں۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا، اسے شکل دی اور بہترین شکل دی اور اس میں کان اور آنکھیں بنائیں۔ بڑی برکتوں والا ہے اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔“ اور جب نماز سے سلام پھیرتے تو یہ دعا کرتے: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ..... الخ] ”اے اللہ! میرے سب گناہ اور میری تمام تقصیریں معاف فرمادے جو میں پہلے کر چکا اور جو میں نے بعد میں کیں، جو چھپے ہوئے کیں اور جو ظاہر میں کیں اور جو میں حد سے بڑھا رہا اور جن کا تو مجھ سے زیادہ باخبر ہے۔ تو ہی (نیکی اور خیر میں) آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“



فوائد و مسائل: ① نماز شروع کرنے کے وقت کی کئی دعائیں ثابت ہیں۔ طویل بھی اور مختصر بھی۔ من جملہ ان کے مذکورہ دعائیں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حضور اپنے عجز و نیاز اور اظہار بندگی میں انتہا فرمادی ہے۔ ہمارے لیے

بھی ان دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے اور معنوی لحاظ سے ان میں توحید الوہیت، ربوبیت اور اسماء و صفات سب ہی کا اثبات و اقرار ہے۔ (۲) یہ دعا فرائض و نوافل اور دن اور رات کی سب ہی نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہے جیسے کہ امام ابن حبان اور امام شافعی رحمہما اللہ نے ان کا فرائض میں پڑھنا بیان فرمایا ہے۔ تاہم صحیح مسلم میں رات کی نماز میں پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۳) اس روایت میں تصریح ہے کہ دعا [وَجْهْتُ وَجْهِي.....] کا مقام تکبیر تحریمہ کے بعد ہے بخلاف ان حضرات کے جو اسے تکبیر سے پہلے سمجھتے ہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۷۷۱) (۴) [وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ] کا جملہ جو پہلی دعائیں آیا ہے، اس کے متعلق کچھ فقہائے مدینہ سے مروی ہے کہ وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص سمجھتے تھے اور عام مسلمانوں کو [وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ] کہنے کی تلقین کرتے تھے۔ (دیکھیے روایت: ۷۶۲) مگر حقیقت یہ ہے کہ دونوں طرح صحیح ہے اور [أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ] کا مفہوم بھی بالکل بجا ہے، یعنی بندہ یہ اقرار کرتا ہے کہ "میں تیرے احکام قبول کرنے میں سب سے پیش پیش ہوں۔"

۷۶۱۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللہ اکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اونچا کرتے (رفع الیدین کرتے) اور قراءت مکمل کر لینے پر جب رکوع کو جاتے تو ایسے ہی (رفع الیدین) کرتے اور رکوع سے اٹھ کر بھی ایسے ہی (رفع الیدین) کرتے۔ اور آپ اپنی نماز میں جب بیٹھے ہوتے تو ہاتھ نہ اٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور [اللہ اکبر] کہتے اور دعا کرتے جیسے کہ عبدالعزیز کی (سابقہ) حدیث میں بیان ہوا ہے۔ اس میں الفاظ کی کچھ کمی بیشی ہے اور یہ الفاظ ذکر نہیں کیے یعنی [وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ] اور اس روایت پر اضافہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ جب نماز سے پھرتے تو یہ دعا کرتے: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَآخَرْتُ

۷۶۱۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا نَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ : حَدَّثَنَا بُدُّ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزُّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ نُفَيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ لِحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي نَالِبٍ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ نَكْبَتِهِ، وَيَضَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَضَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنْ رُكُوعٍ، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ هُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ ذَلِكَ، وَكَبَّرَ وَدَعَا نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِالدُّعَاءِ بَزِيدٍ وَيَقْضِي الشَّيْءَ، وَلَمْ يَذْكُرْ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ

وَزَادَ فِيهِ : وَيَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ : «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَآخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ»
 ”اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادے جو میں نے پہلے کیے، جو بعد میں کیے، جو پوشیدہ کیے جو ظاہر کیے، تو میرے معبود ہے، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔“

۷۶۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ : حَدَّثَنَا شَرِيحُ بْنُ يَزِيدَ : حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْرَةَ قَالَ : قَالَ لِي ابْنُ الْمُثَنِّكِدِرِ وَأَبْنُ أَبِي فَرَوَةَ وَغَيْرُهُمَا مِنْ فَهْهَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ : فَإِذَا قُلْتَ أَنْتَ ذَلِكَ فَقُلْ : وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ - يَعْنِي قَوْلَهُ : «وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ» .

۷۶۲- شعیب بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن منکدر اور ابن ابی فروہ وغیرہ فقہائے مدینہ نے کہہ کر جب تم یہ دعا: [وَجْهَتْ وَجْهِي..... الخ] پڑھو [وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ] کی بجائے [وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ] کہا کرو۔

🌞 **ملاحظہ:** اس کی توضیح حدیث نمبر: ۷۶۰ کے فوائد میں کر دی گئی ہے کہ [وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ] کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے: ”اے اللہ! تیرے احکام کی تعمیل میں، میں سب سے پیش پیش ہوں۔“ جیسے کہ آیت کریمہ ہے: ﴿قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ (الزحرف: ۸۱) ”کہیے کہ اگر (بالفرض) رحمن کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں ہی سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔“ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الاعراف: ۱۴۳) ”میں ایمان لانے والوں میں سب سے آگے ہوں۔“

۷۶۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ قَتَادَةَ وَثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ : أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفْسُ فَقَالَ : اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ . فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ : «أَيُّكُمْ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا؟» فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ!

۷۶۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نماز کے لیے آیا اور اس کی سانس چڑھ گئی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: [اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ] ”اللہ سب سے بڑا ہے۔ حمد و ثنا اللہ ہی کے لیے ہے، بہت سی حمد، طیب پاکیزہ اور بابرکت۔“ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو پوچھا: ”تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے تھے اور اس نے کوئی بری بات نہیں کہی۔“ تو ایک شخص بولا

۷۶۲- تخریج : [إسناده صحيح] انفراد به أبو داود .
 ۷۶۳- تخریج : أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ۶۰۰ من حديث حماد سلمة به .



دعائے افتتاح کے احکام و مسائل

بعد میں یہ کلمات بھی پڑھتے: [أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْحِهِ وَنَفْسِهِ وَهَمَزِهِ] "میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان کے دم پھونک اور جنوں سے۔" (جناب عمرو بن مرہ نے ان الفاظ کی شرح میں) کہا کہ [نَفْحٌ] سے مراد لغو قسم کی شعر و شاعری ہے۔ [نَفْحٌ] کا مفہوم تکبر کی انگلیخت ہے اور [هَمَزٌ] کا معنی جنوں ہے۔

۷۶۵- جناب نافع بن جبیر اپنے والد (جبیر بن مطعم) سے بیان کرتے ہیں کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نفل نماز میں مذکورہ بالا دعا پڑھتے تھے۔

۷۶۶- جناب عاصم بن حمید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنا قیام اللیل (تہجد) کس چیز سے شروع فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی۔ آپ ﷺ جب (نماز کے لیے) کھڑے ہوتے تو کہتے: [اللہ اکبر] دس بار [الحمد لله] دس بار پھر [سبحان الله] دس بار [لا اله الا الله] دس بار [أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ] دس بار اور (یہ دعا) پڑھتے: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي] "اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھے ہدایت دے مجھے رزق عنایت فرما اور مجھے آرام و راحت سے بہرہ ور

۷۶۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: فِي التَّطَوُّعِ، ذَكَرَ نَحْوَهُ.

۷۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ: أَخْبَرَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدِ الْحَرَّازِيِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَفْتَتِحُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ اللَّهَ عَشْرًا وَسَبَّحَ عَشْرًا وَهَلَّلَ عَشْرًا وَأَسْتَغْفَرَ عَشْرًا وَقَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي»، وَتَعَوَّذُ مِنْ ضَيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۷۶۵- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۷۶۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب ذكر ما يستفتح به القيام، ح: ۱۶۱۸ من حديث زيد بن الحباب به.



دعائے افتتاح کے احکام و مسائل

فرما۔“ اور آپ قیامت کے روز (میدان حشر میں) کھڑے ہونے کی تنگی سے پناہ مانگتے تھے۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس حدیث کو خالد بن معدان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بواسطہ ربیعہ رضی اللہ عنہ، مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

۷۶۷- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف بیان

کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کس چیز سے شروع فرماتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ جب رات کو اٹھتے اور اپنی نماز شروع کرتے تو کہتے: [اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائيلَ وَإِسْرَافِيلَ الخ] ”اے اللہ! جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! سب ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے! تیرے بندوں کے مابین جو اختلاف ہوتا ہے تو ہی اس کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو اپنی خاص توفیق سے میری حق کی طرف رہنمائی فرما۔ بے شک تو ہی جسے چاہے اسے سیدھی راہ کی رہنمائی فرماتا ہے۔“

۷۶۷- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عُمَرُ

ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَانَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ أَنْتَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».

۷۶۸- جناب عکرمہ (بن عمار عجمی) نے اپنی سند سے

حدیثی کی صراحت کے بغیر اور اس حدیث کے ہم معنی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو قیام فرماتے تو (پہلے) [اللہ اکبر] کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے۔

۷۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ:

حَدَّثَنَا أَبُو نُوحٍ قُرَادًا: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بِإِسْنَادِهِ بِلَا إِخْبَارٍ وَمَعْنَاهُ قَالَ: كَانَ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ وَيَقُولُ.

۷۶۷- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرین، باب صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعاہ باللیل، ح: ۷۷۰ عن محمد بن المثنی بہ.

۷۶۸- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.



دعائے استفتاح کے احکام و مسائل

۷۶۹- جناب ثعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ نماز کے شروع میں درمیان اور آخر میں دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ نماز خواہ فرض ہو یا غیر فرض۔

۷۷۰- رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک آدمی نے کہا: [اللَّهُمَّ! رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ] "اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے، بہت ساری حمد، پاکیزہ اور بابرکت۔" جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: "ابھی ابھی کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟" اس آدمی نے کہا: میں نے اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تحقیق میں نے تمیں سے کچھ اوپر فرشتوں کو دیکھا ہے جو ان کلمات کی طرف سبقت کر رہے تھے کہ ان کو پہلے لکھتا ہے۔"

۷۶۹- حَدَّثَنَا الثَّعْنَبِيُّ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ بِالِدُعَاءِ فِي الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ وَفِي آخِرِهِ فِي الْفَرِيضَةِ وَغَيْرِهَا.

۷۷۰- حَدَّثَنَا الثَّعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرْقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرْقِيِّ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ. فَلَمَّا أَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا أَنْفَاء؟» فَقَالَ الرَّجُلُ: «أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةَ وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَتَّبِدِرُونَهَا أَبْتُهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلًا».



☀️ فائدہ: رکوع سے اٹھ کر مذکورہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے مگر تمام ہی مقتدی اونچی آواز سے پکار کر پڑھیں، صحابہ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس لیے تمام مقتدیوں کے لیے ان کلمات کو یہ آواز بلند کہنے کا پابند کرنا صحیح نہیں، نہ اس حدیث سے اس کا اثبات ہی ہوتا ہے۔ اس سے صرف ان کلمات کی فضیلت اور اسے اس موقع پر پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ تمام مقتدیوں کا اونچی آواز سے پڑھنے کا۔ نیز دیکھیے حدیث: (۷۷۳)

۷۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ سَيِّدِنَا ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما سَے روایت ہے کہ

۷۶۹- تخریج: [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (یحیی): ۱/۲۱۸ بالاختصار.

۷۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: ۱۲۶، ح: ۷۹۹ عن الثعني به، وهو في الموطأ (یحیی): ۱/۲۱۱، ۲۱۲ (والثعني، ص: ۱۰۵، ۱۰۶).

۷۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه بالليل، ح: ۷۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (یحیی): ۱/۲۱۵، ۲۱۶.

مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ
ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ
إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ
لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ
الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ،
وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ
وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ
آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنْبِتُ وَبِكَ
خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاعْفِرْ لِي مَا
قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ
إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.»

رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے
تو یوں کہتے: [اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ.....] ”اے اللہ! تیری ہی
تعریف ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ تیری ہی
تعریف ہے کہ تو آسمانوں اور زمین کی تدبیر کرنے والا
ہے۔ تیری ہی تعریف ہے کہ تو آسمانوں، زمین اور جو
کچھ ان میں ہے سب کا رب ہے۔ تو حق ہے۔ تیرا
فرمان حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے، تجھ سے ملاقات برحق
ہے۔ جنت برحق ہے۔ دوزخ برحق ہے۔ قیامت برحق
ہے۔ اے اللہ! میں تیرا مطیع فرمان ہوں۔ تجھ پر ایمان
لایا ہوں۔ میرا اعتماد تجھی پر ہے۔ میں تیری طرف رجوع
کرنے والا ہوں۔ (مخالفین حق سے) تیری ہی مدد سے
جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی کو اپنا فیصل بناتا ہوں۔ تو میرے
سب گناہ معاف فرمادے جو میں نے پہلے کیے بعد میں
کیے چھپ کے کیے اور ظاہر کیے۔ تو ہی میرا معبود ہے۔
تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔“

☀️ فائدہ: تمام ہی نمازوں میں ثنائے موقع پر اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے بالخصوص تہجد میں۔ اس دعا میں نبی ﷺ
نے جس انداز سے انہما ربودیت کیا ہے وہ آپ ہی کا مقام ہے۔ ان میں ایمان، اسلام اور احسان کا خلاصہ آ گیا ہے۔

۷۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ
بِعْنِي ابْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ
مُسْلِمٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنَا
طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
كَانَ فِي التَّهَجُّدِ يَقُولُ بَعْدَ مَا يَقُولُ: «اللَّهُ
أَكْبَرُ» ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۷۷۲- تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرین، باب صلوٰۃ النبی ﷺ ودعائه باللیل، ح: ۷۶۹ من حدیث عمران
ابن مسلم القصیر بہ.



۲- کتاب الصلاة دعائے افتتاح کے احکام و مسائل

☀️ فائدہ: معلوم ہوا یہ دعائیں جاگنے کے وقت کی نہیں ہیں، بلکہ نماز شروع کرتے ہوئے ثنا کے موقع کی ہیں۔

۷۷۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ [وَسَعِيدٌ] ابْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ نَحْوَهُ. قَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّ أَبِيهِ مَعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَطَسَ رِفَاعَةُ - لَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ: رِفَاعَةُ - فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى [تعریف اللہ کی ہے بہت زیادہ تعریف، پاکیزہ اور بابرکت (یعنی باقی رہنے والی) جیسے کہ ہمارا رب پسند فرمائے اور جس پر راضی اور خوش ہو۔] جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ”نماز میں کون بول رہا تھا؟“ پھر مالک کی حدیث کی مانند بیان کیا اور اس سے کامل تر بیان کیا۔

☀️ فائدہ: حدیث مالک سے مراد پیچھے گزری ہوئی [قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ] والی (حدیث: ۷۶۹) ہے۔ معلوم ہوا کہ

نماز میں چھینک آئے تو مذکورہ دعایا [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہنا مباح ہے۔ ان دونوں احادیث (یعنی حدیث: ۷۷۰ اور ۷۷۳) کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید رکوع سے اٹھنے اور چھینک آنے کا وقت ایک ہی تھا کہ جناب رفاعہ رضی اللہ عنہما نے یہ کلمات کہے تھے۔

۷۷۴- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَطَسَ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ:

۷۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَطَسَ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ:

۷۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَطَسَ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ:

۷۷۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الرجل يعطس في الصلوة، ح: ۴۰۴ عن قتيبة به، وقال: "حسن".

۷۷۴- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۷۲۷ من حديث أبي داود به * عاصم بن عبيد الله ضعيف (تقريب)، وشريك القاضي مدلس، كما تقدم، ح: ۷۲۸.



پاکیزہ، بابرکت، حتیٰ کہ ہمارا رب راضی ہو جائے اور دنیا و آخرت کے معاملے کے بعد جس پر وہ راضی ہو۔“ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ”کس نے کلمات کہے ہیں؟“ تو وہ نوجوان خاموش رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”کس نے کلمات کہے ہیں؟ اس نے کوئی حرج کی بات نہیں کہی۔“ تب وہ بولا: اے اللہ کے رسول! میں نے کہے ہیں اور میں نے بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کلمات عرشِ رحمن سے ورے کہیں نہیں رکے۔ (بلکہ براہ راست سیدھے عرش تک جا پہنچے ہیں۔) بلند ہے ذکر اس کا۔“

لَحْمُدُ لَهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ حَتَّى يَرْضَى رَبُّنَا وَبَعْدَ مَا يَرْضَى مِنْ أَمْرِ لَدُنَّا وَالْآخِرَةِ. فَلَمَّا انصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ؟» قَالَ: سَكَتَ الشَّابُّ، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ الْقَائِلُ لِكَلِمَةٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا؟» فَقَالَ: ارَسُولُ اللَّهِ! أَنَا قُلْتُهَا، لَمْ أَرِدْ بِهَا إِلَّا خَيْرًا. قَالَ: «مَا تَنَاهَتْ دُونَ عَرْشِ لِرَحْمَنِ جَلَّ ذِكْرُهُ».

باب: ۱۱۹، ۱۲۰ - افتتاح نماز میں [سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ] والی دعا پڑھنا

(المعجم ۱۱۹، ۱۲۰) - باب مَنْ رَأَى الْإِسْتِفْتَاخَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ (التحفة ۱۲۳)

۷۷۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام فرماتے تو اللہ اکبر کہتے پھر یوں کہتے: [سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ] ”پاک ہے تو اے اللہ! اپنی حمد کے ساتھ۔ تیرا نام بڑی برکت والا ہے۔ تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“ پھر کہتے: [إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا] تین بار ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“ پھر کہتے [اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا] تین بار ”اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے“ [أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ] ”میں اللہ سننے

۷۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرَّفَاعِيِّ، مِنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ لِحُدْرِيٍّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ بِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ». ثُمَّ يَقُولُ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» لَأَنَّا. ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا» ثَلَاثًا، أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ.

۷۷۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما يقول عند افتتاح الصلوة، ح: ۲۴۲ من حديث جعفر بن سليمان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۶۷، ورواه ابن ماجه، ح: ۸۰۴.



دعائے استفتاح کے احکام و مسائل

والے جاننے والے کی پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مردود
مجھ پر کوئی جنون کا اثر ڈالے یا مجھے تکبر پر آمادہ کرے
غلط شعر و شاعری کی طرف لے آئے۔“ اس کے بعد آپ
قراءت فرماتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا الْحَدِيثُ
يَقُولُونَ هُوَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ
الْحَسَنِ مُرْسَلًا، الْوَهُمُ مِنْ جَعْفَرٍ.
امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس حدیث سے
بارے میں اہل الحدیث کہتے ہیں کہ یہ علی بن علی عن حسن
کی سند سے مرسل ہے اور یہ وہم جعفر کو ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ثنائی پڑھی جانے والی یہ مشہور و معروف دعا ہے جو کہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابن
مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ اگر متقدمین نے اس کی سند میں بحث کی ہے جو اس کے قدرے کمزور ہونے کا اشارہ
ہے مگر اس کے مباح ہونے میں کوئی شک نہیں۔ شیخ الالبانی رضی اللہ عنہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② نیز اس میں تعویذ پڑھنے کا
بھی ثبوت ہے کہ ثناء کے بعد اور قراءت سے پہلے [أَعُوذُ بِاللَّهِ] پڑھنا سنت ہے۔ ③ اس دعا کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل
نمازوں کے اندر آیا ہے۔

۷۷۶- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَيْسَى:
حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ عَنَامٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمَلَائِيُّ عَنْ
بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ،
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: «سُبْحَانَكَ
اللَّهُمَّ وَيَبْحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى
جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ».

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبد السلام
بن حرب سے مشہور نہیں ہے۔ اسے صرف طلق بن عنان
نے روایت کیا ہے۔ بدیل سے ایک جماعت نے نماز

۷۷۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۲۹۹ من حديث حسين بن عيسى به، وصححه الحاكم: ۱/ ۲۵
وأصله عند مسلم، انظر الحديث الآتي: ۷۸۳، والحديث السابق شاهد له.



نماز میں سکتوں کے احکام و مسائل

الصَّلَاةُ عَنْ بُدَيْلِ جَمَاعَةً لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ كِتَابُ الْفَتْحِ فِيهِ تَفْصِيلُ رَوَايَتِ كَيْ هِيَ مَكْرَانِ فِي سَكَنِ مَنْ سَكَنَ فِيهِ مِنْ هَذَا. اسے ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے صحیح اسانید سے ثابت اذکار کا اختیار کرنا ہی اولیٰ اور افضل ہے۔ افتتاح نماز کی دعاؤں میں سب سے صحیح ترین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (یعنی) اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ [صحیح بخاری، حدیث: ۴۴۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۵۹۸] اس کے بعد حدیث علی رضی اللہ عنہ [وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ الخ] اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو سعید رضی اللہ عنہما [سبحانك اللهم الخ] میں کلام ہے۔ (نیل الاوطار ۲۱۵/۳ تا ۲۱۹) لیکن امام شوکانی نے اگلے باب میں اس حدیث کو بھی شواہد کی وجہ سے قابل عمل قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے علاوہ ازیں ہمارے محقق (شیخ زبیر علی زئی رضی اللہ عنہ) نے بھی اسے صحیح کہا ہے اس لیے اس دعائے افتتاح کا پڑھنا بھی صحیح ہے، گو درجات حدیث میں اس کا نمبر تیسرا ہے، لیکن یہ بھی صحیح ہے۔

باب: ۱۲۰/۱۲۱- افتتاح نماز کے موقع

پر سکتے کا بیان

(المعجم ۱۲۰، ۱۲۱) - باب السُّكُتَةِ

عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ (التحفة ۱۲۴)

۷۷۷- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نماز میں دو سکتے یاد ہیں۔ ایک تو جب امام تکبیر کہتا ہے تو قراءت شروع کرنے تک۔ اور دوسرا جب وہ فاتحہ اور سورت کی قراءت سے فارغ ہو کر رکوع کرنا چاہتا ہے۔ کہا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ان (سمرہ) پر اس کا انکار کیا۔ چنانچہ انہوں نے یہ مسئلہ مدینہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجا تو انہوں نے حضرت سمرہ کی تصدیق فرمائی۔

۷۷۷- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ سَمْرَةٌ: حَفِظْتُ سَكُتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: سَكُتَةٌ اِذَا كَبَّرَ الْاِمَامُ حَتَّى يَقْرَأَ، وَسَكُتَةٌ اِذَا فَرَغَ مِنْ قَارِئَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةِ هَذَا الرُّكُوعِ قَالَ: فَانْكُرَ ذَاكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ. قَالَ: فَكُتِبُوا فِي ذَلِكَ اِلَى مَدِيْنَةِ اِلَى اَبِيٍّ، فَصَدَّقَ سَمْرَةٌ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت میں حمید الطویل نے بھی ایسے ہی کہا ہے کہ ”دوسرا سکتہ اس وقت ہے جب وہ قراءت سے فارغ ہو۔“

قال أبو داؤد: كذا قال حميد في هذا الحديث: وَسَكُتَةٌ اِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ.

۷۷۷- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في سكتي الإمام، ح: ۸۴۵ من حديث اسماعيل ابن علي به، وانظر الحديثين الآتين * الحسن عن سمره كتاب، والرواية عن الكتاب صحيحة.

۷۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: ۷۷۸- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ دو سکتے فرمایا کرتے تھے۔ ایک نماز شروع کرتے ہوئے (قراءت سے پہلے) اور دوسرے جب پوری قراءت سے فارغ ہو جاتے۔ اور یونس کی روایت کے ہم معنی ذکر کیا۔

۷۷۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدٌ: ۷۷۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد ہیں، ایک سکتہ جب آپ تکبیر کہتے اور دوسرا سکتہ جب آپ عَبَّيْهِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پڑھ کر فارغ ہوتے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو یہ یاد تھا مگر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو ان دونوں نے یہ مسئلہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی جانب لکھ بھیجا۔ انہوں نے ان کے جواب میں لکھا کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ یاد رکھا ہے۔

۷۸۰- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ۷۸۰- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو سکتے ہیں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد ہیں۔ سعید کہتے ہیں کہ یہ

۷۷۸- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ٤٢/١١ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.
 ۷۷۹- تخريج: [مسنداه ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٥٧٨ من حديث يزيد به، وانظر الحديثين السابقين والآتي * فتادة عن ابن خزيمة يعني عنه.
 ۷۸۰- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في السكتين في الصلوة، ح: ٢٥١ عن محمد بن المثنى، وابن ماجه، ح: ٨٤٤ من حديث عبد الأعلى به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٧٨، وابن حبان، ح: ٤٤٨، والحاكم: ٢١٥/١.



۱- کتاب الصلاة نماز میں سکتوں کے احکام و مسائل

قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمْرَةَ قَالَ: سَكَّتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِيهِ: قَالَ سَعِيدٌ: قُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكَّتَانِ؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: وَإِذَا قَالَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾.

نے قنادہ سے پوچھا کہ یہ دو سکتے کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: جب نماز شروع کرتے اور جب قراءت سے فارغ ہوتے۔ پھر اسکے بعد کہا: اور جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتے۔

🌞 توضیح: مذکورہ بالا احادیث ”حسن از سرہ بن جندب“ کی سند سے مروی ہیں اور ان کے سماع میں اختلاف ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی اختلاف کی وجہ سے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور جامع ترمذی کے شارح اور محقق احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حسن (بصری) کا سماع حضرت سرہ رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے اس لیے انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دیگر محققین (شیخ بیہقی زنی سمیت) کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے اس لیے ان احادیث سے ثابت سکتات کا جواز ہے۔ تاہم شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ احادیث کو ضعیف شمار کیا ہے۔ بنا بریں ان کے نزدیک صحیح تراحدیث میں متفق علیہ سکتہ صرف ایک ہی ہے یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد جس میں ٹاپڑھی جاتی ہے۔ البتہ دیگر سکتات جن کا ان روایات میں بیان آیا ہے یہ محض ”توقفات“ ہیں اور ائمہ نے ان کو مستحب کہا ہے اور ضرورت بھی ہوتی ہے تاکہ فاتحہ کا اختتام آئین، دوسری قراءت کی ابتدا اور انتہا واضح رہے اور اس کے بعد ہی رکوع کے لیے تکبیر کہی جائے۔



۷۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ، وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ الْمَعْنَى، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّي أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، أَخْبِرْنِي مَا نَقُولُ؟ قَالَ: «اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ

۷۸۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہہ لیتے تو تکبیر اور قراءت شروع کرنے کے درمیان قدرے خاموش رہتے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! تکبیر اور قراءت کے درمیان اپنے سکوت کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ اس میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: [اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ حَطَّائِي] الخ [اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری کر دے جیسے کہ تو نے مشرق

۷۸۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ۵۹۸ من حديث محمد بن فضيل، والبخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح: ۷۴۴ من حديث عبد الواحد بن زياد به.

نماز میں بسم اللہ سری یا جبری پڑھنے کے احکام و مسائل

حَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اللَّهُمَّ أَنْفِنِي مِنْ حَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ. اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي بِالرَّيْحِ وَالْمَاءِ وَالْبَرْدِ». اور مغرب کے درمیان دوری اور فاصلہ رکھا ہے۔ ا۔ اللہ! مجھے میرے گناہوں سے ایسے صاف فرما دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① ثنا کی دعاؤں میں سے یہ دعاسب سے صحیح اسانید سے ثابت ہے۔ الفاظ میں قدرے فرق بھی مروی ہے۔ ② ثنا کو خاموشی سے پڑھنا مسنون ہے۔ ③ آخری جملہ ”اے اللہ! مجھے برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔“ اس میں برف اور اولوں کا ذکر یا تو تاکید کے لیے ہے یا اس معنی میں ہے کہ یہ پانی زمینی آلودگیوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے تو اس سے صفائی اور بھی عمدہ ہوگی۔ اور صفائی کے لیے ”برف اور اولوں“ کے ذکر میں حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ الفاظ بطور تقاؤل ہیں۔ یعنی اے اللہ! گناہوں کے باعث جو آگ کی حرارت کا سزاوار بن رہا ہوں، اس سے محفوظ رکھ اور میری خطاؤں کو ٹھنڈی برف اور اولوں سے دھو اور آگ کی جلن سے بالکل مامون و محفوظ فرما دے۔ واللہ اعلم۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام احوال کا تتبع فرمایا کرتے تھے، خواہ وہ ظاہر ہوتے یا مخفی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے دین کو محفوظ کر دیا ہے۔ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ)

(المعجم ۱۲۱، ۱۲۲) - باب مَنْ لَمْ يَرِ الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (التحفة ۱۲۵)

۷۸۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

۷۸۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي الْجَوَزَاءِ، عَنْ

۷۸۲- تخریج: [صحیح] أخرجه البخاري، في جزء القراءة: ۱۲۵ عن مسلم بن إبراهيم به، ورواه أحمد: ۱۴/۳ ۱۸۳، ۲۷۳ من حديث هشام به، ورواه البخاري في صحيحه، ح: ۷۴۳، ومسلم، ح: ۳۹۹ من حديث قتادة به. ۷۸۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يجمع صفة الصلوة وما يفتح به ويختم به... الخ، ح: ۴۹۸ حديث حسين المعلم به.

نماز میں بسم اللہ سری یا جبری پڑھنے کے احکام و مسائل

کرتے تھے۔ اور جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ اونچا رکھتے اور نہ جھکاتے بلکہ ان کے بین بین ہوتا۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک کہ صحیح سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے۔ اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ اس وقت تک نہ کرتے جب تک کہ درست انداز میں بیٹھ نہ جاتے اور ہر دو رکعت کے بعد [التَّحِيَّاتِ] (تشہد) پڑھتے۔ اور جب بیٹھے تو اپنا بائیں پاؤں بچھالیتے اور دائیں کو کھڑا کرتے۔ اور شیطان کی چوڑی اور درندے کی مانند بیٹھنے سے منع فرماتے۔ اور نماز کو سلام پر ختم کرتے۔

عَائِشَةُ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْتَحُ لِبُحْبُوحِ صَلَاةِ الْكَبِيرِ، وَالْقِرَاءَةَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾. وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يَشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ نَاعِدًا، وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ لَتَّحِيَّاتٍ، وَكَانَ إِذَا جَلَسَ يَقْرِئُ رِجْلَهُ لِيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ عَقِبِ الشَّيْطَانِ وَعَنِ فِرْشَةِ لَسْبَعٍ، وَكَانَ يَحْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ.



☀️ فوائد و مسائل: ① ان احادیث سے استدلال یہ ہے کہ قراءت کی ابتدا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ کے الفاظ سے ہوتی تھی نہ کہ ﴿بسم الله﴾ کے الفاظ سے۔ مگر شوافع وغیرہ جو ﴿بسم الله﴾ جبر پڑھنے کے قائل ہیں وہ ان احادیث کا مفہوم یہ بتاتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قراءت کی ابتدا سورت فاتحہ سے ہوتی تھی نہ کہ کسی اور سورت سے۔ اور بقول ان کے ﴿بسم الله﴾ ہر سورت کا جز ہے مگر دلائل کو جمع کیا جائے تو ان سے ﴿بسم الله﴾ کو خاموشی سے پڑھنے کی جانب راجح ثابت ہوتی ہے۔ جیسے صحیح بخاری صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”یہ حضرات بسم اللہ جبراً نہ پڑھا کرتے تھے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۷۴۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۳۹۹ و مسند احمد: ۳/۲۵۵-۲۹۸) ② ہر دو رکعت کے بعد [التَّحِيَّاتِ] تین یا چار رکعت والی نماز میں ہے مگر وتر کے لیے بصراحت ثابت ہے کہ نبی ﷺ جب تین یا پانچ رکعت وتر ایک ہی سلام سے پڑھتے تو درمیان میں کوئی [التَّحِيَّاتِ] (تشہد) نہ پڑھتے صرف آخری رکعت میں پڑھتے تھے۔ ③ شیطان کی چوڑی [أَفْعَاءُ الشَّيْطَانِ] سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے سرین کو زمین پر رکھ لے، پنڈلیاں کھڑی کر لے اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ لے۔ یہ ناجائز ہے مگر اَفْعَاءُ کی ایک دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھے جبکہ پاؤں، پنچوں پر کھڑے کیے ہوں تو سجدوں کے درمیان یہ صورت جائز ہے۔ ④ ”درندوں کی طرح بیٹھنا“ اس سے مراد یہ ہے کہ سجدے میں اپنے ہاتھ زمین پر کہنی تک لے بچھالے جیسے کہ درندے بیٹھتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

نماز میں بسم اللہ سری یا جہری پڑھنے کے احکام و مسائل

۷۸۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔“ آپ نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ - اِنَّا اَعْطٰیْنٰکَ الْکُوْتْرَ ﴿ پوری سورت پڑھ کر سنائی۔ آپ نے پوچھا: ”جانتے ہو کوئی کہ ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہت جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے جنت میں وعدہ فرمایا ہے۔“

۷۸۴- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنَا ابْنُ فَضَيْلٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ قُلْقُلٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «أَنْزِلَتْ عَلَيَّ أَيَّامًا سُورَةٌ» فَقَرَأَ : بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْتْرَ ﴿ حَتَّى خَتَمَهَا . قَالَ : «هَلْ تَدْرُونَ مَا الْكُوْتْرُ؟» قَالُوا : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ : «فِيَّانَهُ نَهْرٌ وَعَدَدِيهِ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ» .

☀️ فائدہ: مذکورہ الصدردونوں احادیث صحیح اور حسن ہیں۔ لہذا ترجیح صحیح احادیث کو ہے۔ نیز اگلے باب کی حدیث کہ [بسم اللہ] سے دو سورتوں کے مابین فرق و فصل نمایاں ہوتا تھا، اس سے یہی جانب راجح معلوم ہوتی ہے کہ [بسم اللہ] سورت کا جز نہیں ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار)



۷۸۵- جناب عروہ کے واسطے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے..... اور عروہ نے قصہ اُفک کا ذکر کیا..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے اور اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کہا: [أَعُوذُ بِالسَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ]۔ [إِنَّ الَّذِیْنَ جَاءُوا بِالْإِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ.....] (النور: ۱۱)

۷۸۵- حَدَّثَنَا قَطْنُ بْنُ نُسَیْرٍ : حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ : حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الْأَعْرَجِ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ وَذَكَرَ الْإِفْکَ قَالَتْ : جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ : «أَعُوذُ بِالسَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ﴿ إِنَّ الَّذِیْنَ جَاءُوا بِالْإِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ ﴿ [الآیة] [النور : ۱۱] .

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اسے زہری سے محدثین کی جماعت نے روایت کیا ہے مگر انہوں نے یہ کلام (یعنی تعوذ) اس طریقے سے (یعنی

قال أبو داؤد: وهذا حديث مُنْكَرٌ، قد رَوَى هذا الحديث جماعة عن الزُّهْرِيِّ، لم يذكروا هذا الكلامَ عَلَيَّ

۷۸۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب حجة من قال: البسملة آية من أول كل سورة سوى براءة، ح: ۴۰۰ م حدیث محمد بن فضیل بہ.

۷۸۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۳/۲ من حدیث أبي داود به ۵ الزهري مدلس، ولم أج تصريح سماعه.

۲- کتاب الصلاة نماز میں بسم اللہ سری یا جبری پڑھنے کے احکام و مسائل
 هذا الشرح، وأحاف أن يكون أمر الاستعاذة منه، كلام حميد.
 یہاں پر ذکر نہیں کیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان سے
 تعوذ کا بیان حمید کا کلام ہوگا۔

☀️ فائدہ: امام صاحب کا اس حدیث کو منکر بتا کر یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے تعوذ کا طریقہ یہ ثابت ہے کہ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام بھی آئے کیونکہ قرآن میں ہے: ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (النحل: ۹۸/۱۶) ”اللہ کے ذریعے سے شیطان مردود سے پناہ مانگو۔“ اور احادیث میں بھی [أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ يَا أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] کے الفاظ وارد ہیں۔ [أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ] نہیں ہے۔ یہ الفاظ صرف حمید راوی بیان کرتا ہے دوسرے راویوں نے اس طرح بیان نہیں کیا ہے۔ اس لیے یہ حدیث امام ابوداؤد کے نزدیک منکر ہے۔ لیکن صاحب عمون المعبود فرماتے ہیں کہ اس لحاظ سے یہ روایت (منکر نہیں) شاذ ہوگی اور شاذ روایت وہ ہوتی ہے جس میں مقبول راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کے مخالف بیان کرے (اور اس میں ایسا ہی ہے۔) اور منکر روایت میں ضعیف راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرتا ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ جَهَرَ بِهَا
 (التحفة ۱۲۶)

۷۸۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ يَزِيدِ الْفَارَسِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَمَانَ: مَا حَمَلَكُمْ أَنْ عَمَدْتُمْ إِلَيَّ ﴿بِرَاءَةٌ﴾ وَهِيَ مِنَ الْمَيْمِنِ، وَإِلَى ﴿الْأَنْفَالِ﴾ وَهِيَ مِنَ الْمَشَانِي، فَجَعَلْتُمُوهُمَا فِي السَّبْعِ الطَّوِيلِ وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ؟ قَالَ عُثْمَانُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَمِمَّا تَنَزَّلُ عَلَيْهِ الْآيَاتُ فَيَدْعُو بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ لَهُ وَيَقُولُ لَهُ: «ضَعْ هَذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذَكَّرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا» وَتَنَزَّلُ عَلَيْهِ

۷۸۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا بات ہوئی کہ آپ نے سورۃ براءۃ جو مئین (سوا آیتوں والی سورتوں) میں سے ہے اور سورۃ انفال کو جو مثنیٰ میں سے ہے ملا کر سات طوال سورتوں میں شامل کر دیا ہے اور ان دونوں کے درمیان ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کی سطر نہیں لکھی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ پر جب قرآن کی آیات نازل ہوتی تھیں تو آپ کسی کا تب کو بلا لیتے اور فرماتے: ”اس آیت کو اس سورت میں لکھ دو جس میں فلاں فلاں بیان ہے۔“ پھر ایک دو آیات اترتیں تو اسی طرح فرماتے۔ اور سورۃ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو آپ کی آمد مدینہ کے شروع ایام میں

۷۸۶- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذی، تفسير القرآن، باب: ومن سورة التوبة، ح: ۳۰۸۶ من حدیث عوف الأعرابي به، وقال: "حسن صحيح" و صححه ابن حبان، ح: ۴۵۲، والحاكم ۲/۳۲۱، ۳۳۰، ووافقه الذهبي.

نماز میں بسم اللہ سری یا جبری پڑھنے کے احکام و مسائل
اتری تھی اور سورۃ براءۃ نزول قرآن کے آخری دور کی
سورتوں میں سے ہے اور ان کا مضمون آپس میں مشابہ
ہے لہذا میں نے سمجھا کہ یہ سورۃ براءۃ سورۃ انفال کا
حصہ ہے اور یہیں سے میں نے ان دونوں کو طوال میں
درج کر دیا اور ان کے درمیان [بسم اللہ الرحمن
الرحیم] کی سطر نہیں لکھی۔

الآیۃ وَالْآیَاتَانِ فَيَقُولُ مِثْلَ ذَلِكَ وَكَانَتْ
﴿الْأَنْفَالِ﴾ مِنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ
وَكَانَتْ ﴿بِرَاءَةَ﴾ مِنْ آخِرِ مَا نَزَلَ مِنَ
الْقُرْآنِ، وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا،
فَطَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا. فَمِنْ هُنَاكَ وَضَعْتُهُمَا
فِي الشَّيْخِ الطُّوْلِ وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

۷۸۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ حدیث
کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی
وفات ہوگئی اور آپ نے ہمارے لیے یہ واضح نہیں فرمایا
کہ یہ (سورۃ براءۃ) سورۃ انفال میں سے ہے (یا نہیں)۔

۷۸۷- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا
مَرْوَانَ يُعْنِي ابْنَ مُعَاوِيَةَ: أَخْبَرَنَا عَوْفُ
الْأَعْرَابِيِّ عَنْ زَيْدِ الْفَارِسِيِّ، حَدَّثَنِي ابْنُ
عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ قَالَ فِيهِ: فَقِصَصَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا.

امام ابوداؤد نے فرمایا کہ شعی، ابوما لک، قتادہ اور ثابت
بن عمارہ نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے مکتوبات
وغیرہ میں) [بسم اللہ الرحمن الرحیم] لکھی
شروع نہیں کی تھی کہ سورۃ نمل نازل ہوگئی۔ یہ اس روایت
کا مقبوم ہے۔

قال أبو داؤد: قال الشَّعْبِيُّ وَأَبُو مَالِكٍ
وَقَتَادَةُ وَثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ
يَكْتُبْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حَتَّى نَزَلَتْ
سُورَةُ النَّمْلِ هَذَا مَعْنَاهُ.

۷۸۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی
ﷺ سورتوں کا فرق نہ پہچانتے تھے حتیٰ کہ [بسم اللہ
الرحمن الرحیم] نازل کی جاتی۔ یہ ابن سرح کے
الفاظ ہیں۔

۷۸۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ
ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمَرْوَزِيِّ وَابْنُ السَّرْحِ قَالُوا:
حَدَّثَنَا شُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
جُبَيْرٍ قَالَ قُتَيْبَةُ فِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَعْرِفُ فَضْلَ السُّورَةِ

۷۸۷- تخریج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

۷۸۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۴۲، ۴۳ من حديث أبي داود به، ورواه الحميدي، ح: ۵۲۸،
والنسائي في الكبرى، ح: ۱۱۶۳۶، والطحاوي في مشكل الآثار: ۲/۱۵۳، وصححه الحاكم: ۱/۲۳۱، وقال
الذهبي: "أما هذا فثابت".



حَتَّى تَنْزَلَ عَلَيْهِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . وَهَذَا لَقَطُ ابْنِ السَّرْحِ .

☀️ فائدہ: اس مسئلے میں کہ ”بسم اللہ“ کو جہراً پڑھا جائے یا سرّاً علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی بات معتدل ہے کہ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی جہراً پڑھتے تھے اور کبھی سرّاً۔ مگر آپ کا اس کو سرّاً پڑھنا زیادہ ثابت ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزانہ پانچ اوقات میں نیز سفر و حضر میں بھی جہراً پڑھتے رہے ہوں اور آپ کا یہ عمل خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم پر مخفی رہا ہو اور پھر آپ کے اہل شہر خیر القرون میں بھی اس سے بے خبر رہیں یہ از حد محال بات ہے۔ چہ جائے کہ بسم اللہ کے جہراً کو ثابت کرنے کے لیے مجمل الفاظ اور کمزور احادیث کا سہارا لیا جائے۔ اس بارے میں صحیح احادیث غیر صریح اور جو صریح ہیں وہ غیر صحیح ہیں۔“ (زاد المعاد، فصل فی ہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلاة) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (نیل الاوطار و سبل السلام) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی ”بسم اللہ“ سری پڑھنے کا ہے۔ دیکھیے (صفة صلاة النبي صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۹۲) اور یہی راجح ہے۔



باب: ۱۲۲، ۱۲۳- کسی عارض کی وجہ سے

نماز کو پلکا (مختصر) کر دینا

(المعجم ۱۲۲، ۱۲۳) - باب تخفیف

الصَّلَاةِ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ (التحفة ۱۲۷)

۷۸۹- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اسے لمبا کروں گا مگر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو اسے مختصر کر دیتا ہوں تاکہ اس کی ماں بے چین نہ ہو۔“

۷۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ: حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَبَشْرُ ابْنِ بَكْرِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ، عَنْ اَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «اِنِّيْ لَأَقُوْمُ اِلَى الصَّلَاةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَطُوْلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ كَرَاهِيَةً اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهِ» .

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز کو طویل کر کے خشوع و خضوع سے پڑھنا مستحب ہے مگر امام کے لیے شرط ہے کہ اپنے مقتدیوں میں سے کمزور افراد کا خیال رکھے۔ ② نماز میں کسی مستحب عمل کی نیت کر کے اسے پورا کرنا لازمی نہیں ہے نیت میں اس طرح کی تبدیلی جائز ہے مثلاً کسی نے قیام لمبا کرنے کی نیت کی تو اسے مختصر کر دیا یا کھڑے ہو کر نفل

۷۸۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلوة عند بكاء الصبي، ح: ۷۰۷ من حديث الأوزاعي، ومن حديث بشر بن بكر تعليقا.

۲- کتاب الصلاة تخفیف نماز کے احکام و مسائل

پڑھنے کی نیت کی تو ضروری نہیں کہ کھڑے ہو کر مکمل کرنے بیٹھ کر بھی مکمل کر سکتا ہے۔ ⑤ عورتیں بھی جماعت میں شامل ہوں تو بہتر ہے اور چھوٹے بچوں کو بھی مسجد میں لایا جاسکتا ہے۔ ⑥ نماز کو ہلکا کرنے سے مراد یہ ہے کہ قراءت مختصر اور دیگر اذکار کو مناسب حد تک کم کر دیا جائے۔ نہ کہ ارکان نماز کو جلدی جلدی ادا کیا جائے۔

(المعجم ۱۲۳، ۱۲۴) - باب تخفیف الصلاة (التحفۃ ۱۲۸)

۷۹۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر واپس آ کر ہماری امامت کرتے تھے عمرو بن دینار نے ایک بار یوں کہا کہ پھر واپس آ کر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے..... ایک رات نبی ﷺ نے تاخیر سے نماز پڑھائی..... اور ایک بار روایت کیا کہ عشاء کی نماز آپ نے تاخیر سے پڑھائی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ کو اپنی قوم کی امامت کی اور سورہ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ تو قوم میں سے ایک آدمی علیحدہ ہو گیا اور اس نے الگ ہی اپنی نماز پڑھی تو اسے کہا گیا: کیا تو منافق ہو گیا ہے اے فلاں؟ اس نے کہا: میں منافق نہیں ہوا ہوں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: حضرت معاذ رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں پھر واپس جا کر ہماری امامت کرتے ہیں اے اللہ کے رسول! اور ہم آپ پاشی کی اونٹنیوں والے ہیں اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں (گزشتہ رات) وہ آئے اور ہماری امامت کرائی اور سورہ بقرہ پڑھنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ وہ پڑھو اور وہ پڑھو۔“ ابو زبیر

۷۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو سَمِعَهُ مِنْ جَابِرٍ : كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّيَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَقُولُ مَنَا . قَالَ مَرَّةً : ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّيُ بَقَوْمِهِ . فَأَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الصَّلَاةِ وَقَالَ مَرَّةً الْعِشَاءَ . فَصَلَّى مُعَاذٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ يُؤَمُّ قَوْمَهُ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ ، فَأَعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى ، فَقِيلَ : نَأْفَقْتَ يَا فُلَانُ ! فَقَالَ : مَا نَأْفَقْتُ ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّيُ مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَقُولُ مَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ! وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاصِحٍ وَنَعْمَلُ بِأَيِّدِينَا وَإِنَّهُ جَاءَ يُؤَمُّنَا فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقْرَةِ . فَقَالَ : «يَا مُعَاذُ ! أَفَتَأْنُ أَنْتَ أَفَتَأْنُ أَنْتَ أَفَرَأُ بِكَذَا ، أَفَرَأُ بِكَذَا» - قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ : «سَجَّ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» ، «وَأَتَيْلَ إِذَا يَعْشَى» فَذَكَرْنَا لِعَمْرٍو ، فَقَالَ : أَرَأَهُ قَدْ ذَكَرَهُ .



۷۹۰- تخريج: أخرجه مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، ح: ۴۶۵ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۳/ ۳۰۸، ورواه البخاري، ح: ۷۰۰ من حديث عمرو بن دينار به.

تحفیف نماز کے احکام و مسائل

نے نام لے کر کہا کہ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ پڑھو اور ہم نے عمرو سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میرا بھی خیال ہے کہ آپ نے سورتوں کے نام ذکر کیے تھے۔

فوائد و مسائل: ① امام کو اپنے مقتدیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز مختصر پڑھانی چاہیے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز اور جماعت سے پیچھے رہنے کو نفاق سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ ③ امام، مفتی اور داعی کو کسی عمل خیر میں اس نکتے کو نہیں بھولنا چاہیے کہ عام مسلمانوں پر اس کے کیا اثرات ہوں گے ایسی صورت نہ ہو کہ لوگ دین ہی سے بدک جائیں۔ مردہ سنتوں کے احیاء کے لیے ضروری ہے کہ پہلے لوگوں کی فکری تربیت کی جائے اور ان میں سنت کی محبت بھردی جائے اور دلائل محکمہ سے انہیں مطمئن کیا جائے۔ پھر عمل شروع کیا جائے۔ بعض اوقات ایک شخص کا ارادہ تو نیکی کا ہوتا ہے مگر اس سے فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی عافیت میں رکھے۔ ائمہ اور داعی حضرات کی ذمہ داری انتہائی اہم اور حساس ہے۔ ④ پیچھے یہ گزر چکا ہے کہ کسی بھی مشروع سب سے نماز کو دھرانے اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا کرنا جائز ہے۔ دیکھیے (حدیث: ۵۹۹) کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جو نماز اپنی قوم کو پڑھایا کرتے تھے وہ ان کی نفل نماز ہوتی تھی۔

۷۹۱- جناب حزم بن ابی بن کعب کا بیان ہے کہ وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے اور وہ قوم کو مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اسی مذکورہ خبر میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے معاذ! فتنے میں ڈالنے والے نہ بنو بے شک تمہارے پیچھے بڑی عمرو والے کمزور کام کاج والے اور مسافر لوگ نماز پڑھتے ہیں۔“

۷۹۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا طَالِبُ بْنُ حَبِيبٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جَابِرٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَزْمِ بْنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّهُ أَتَى مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِقَوْمٍ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا مُعَاذُ! لَا تَكُنْ فِتْنًا فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الْكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ وَالْمُسَافِرُ».

طوطہ: اس روایت میں صرف ”مسافر“ کا ذکر صحیح نہیں ہے۔ (شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ)

۷۹۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۷۹۲- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے مروی ہے کہ

۷۹۱- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۱۱۰/۳ عن موسى بن إسماعيل به * طالب

ابن حبيب ضعفه البخاري والجمهور.

۷۹۲- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه أحمد: ۴/۴۷۴ من حديث زائدة به، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن

تخفيف نماز کے احکام و مسائل

نبی ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: ”تم نماز میں کہتے ہو؟“ اس نے کہا: میں تشہد پڑھتا ہوں پھر یوں کہہ ہوں اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور میں آپ کی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کے گنگناہٹ کو اچھی طرح نہیں سمجھتا (یعنی آپ اور معاذ کے دو عالمتے ہیں؟ آواز تو سنتا ہوں، لیکن واضح الفاظ سمجھ سکتا نہیں آتے۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہم بھی ان (جنت اور دوزخ) کے گرد ہی گنگناہٹے ہیں۔“ (یعنی جنت کا سوال اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔)

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سَلِيمَانَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ: «كَيْفَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ؟» قَالَ: «أَتَشْهَدُ وَأَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ. أَمَا إِنِّي لَا أَحْسِنُ دُنْدَنْتَكَ وَلَا دُنْدَنَةَ مُعَاذٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حَوْلَهَا نُدْنِدُنٌ».



نوائد و مسائل: ① یہ صحابی مختصر نماز اور مختصر دعائیں کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ نے ان کی توثیق و تائید فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی ہمت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہراتا ہے۔ ② لفظ حدیث [دُنْدَنَةٌ] کا مفہوم یہ ہے کہ آواز کی گنگناہٹ تو محسوس ہو مگر الفاظ واضح نہ ہوں۔ ③ خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ یہ صحابی جن سے آپ نے یہ دریافت فرمایا تھا ان کا نام ”سلیم انصاری“ ہے۔ (منذری)



۷۹۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرٍ ذَكَرَ قِصَّةَ مُعَاذٍ قَالَ: وَقَالَ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - لِّلْفَتَى: «كَيْفَ تَصْنَعُ يَا ابْنَ أُخِي! إِذَا صَلَّيْتَ؟» قَالَ: أَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَأَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، وَإِنِّي لَا أَدْرِي مَا دُنْدَنْتُكَ وَلَا دُنْدَنَةَ مُعَاذٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي وَمُعَاذٌ حَوْلَ هَاتَيْنِ»، أَوْ نَحْوَ هَذَا.

۷۹۳- عبید اللہ بن مقسم، حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کا قصہ ذکر کیا اور بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس جوان سے فرمایا: ”بھتیجے! جب نماز پڑھتے ہو تو کیسے کرتے ہو؟“ (یعنی کیا پڑھتے ہو؟) اس نے کہا: فاتحہ پڑھتا ہوں اور اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور آگ سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ آپ کی گنگناہٹ کیا ہے اور نہ معاذ کے متعلق معلوم ہے کہ ان کی گنگناہٹ کیا ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں اور معاذ ان ہی کے گرد گنگناہٹے ہیں۔“ یا اس کی مانند کچھ فرمایا۔

۷۹۳- خزیمہ، ح: ۷۲۵، وابن حبان، ح: ۵۱۴ وغیرہما * الأعمش مدلس وعنعن، والحديث الآتي (۷۹۳) يعني عنه. ۷۹۳- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۲ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وصرحه ابن خزيمه، ح: ۱۶۳۴، وانظر الحديث السابق وحديث: ۵۹۹.

- کتاب الصلاة
 فائدہ: نبی ﷺ کے حسن تعلیم و تربیت کا یہ انداز دلوں کو موہ لینے والا اور سادہ لوح مسلمانوں کی حسنت پر استقامت کا باعث تھا۔ اس میں مدرسین اور داعی حضرات کے لیے بہت بڑا درس ہے۔

۷۹۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَبِيِّ الزَّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ يَلْتَأَسُ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى لِتَنْفِسِهِ فَلْيَطْوُلْ مَا شَاءَ».

۷۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے۔ کیونکہ ان میں کمزور بیمار اور بڑی عمر کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب اپنی اکیلے نماز پڑھے، تو جتنی چاہے لمبی کر لے۔“

۷۹۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ السَّقِيمَ وَالسَّنْبَحَ الْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ».

۷۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں بیمار بڑی عمر کے اور کام کاج والے ہوتے ہیں۔“

فائدہ: نماز ہلکی اور مختصر ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ قراءت مختصر اور اذکار و تسبیحات کی تعداد مناسب حد تک کم ہو۔ اہم شرط یہ ہے کہ ارکان میں اعتدال و اطمینان ہو۔ عدم اعتدال سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِي

نُقْضَانِ الصَّلَاةِ (التحفة ۱۲۹)

۷۹۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ يَعْنَى ابْنِ مُضَرَ، عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ

۷۹۶- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:

۷۹۴- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء، ح: ۷۰۳ من حديث مالك به، وهو في الوسطا (بحی): ۱/۱۳۴.

۷۹۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/۲۷۱ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۳۷۱۳ وانظر لحديث السابق.

۷۹۶- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۶۱۲ عن قتيبة به، ورواه أحمد: ۴/۳۲۱ من حديث ابن عجلان به، وله طرق عند ابن حبان، ح: ۵۲۱ وغيره.

”انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے اس کی نماز سے صرف دسواں، نواں، آٹھواں، ساٹواں، چھٹا پانچواں، چوتھا، تیسرا اور آدھا حصہ ہی لکھا جاتا ہے۔“

سَعِيدُ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَنَمَةَ الْمُرَزِيِّ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُهَا تُسْعُهَا ثُمَّنُهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبْعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا».

☀️ فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ نقصان نماز میں سو سے اور ادھر ادھر خیال بننے کی وجہ سے اور خشوع و خضوع اور تعدیل ارکان وغیرہ میں کمی کے باعث ہوتا ہے۔ یہ حدیث شریف مسلمانوں کے تمام طبقات، علماء و عوام سب کو اپنے پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی نمازوں کی اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ۱۲۴، ۱۲۵) - باب القِرَاءَةِ في الظُّهْرِ (التحفة ۱۳۰) باب ۱۲۳: ۱۲۵- نماز ظہر میں قراءت کا بیان

۷۹۷- جناب عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہر نماز میں قراءت کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو ہمیں سنایا، ہم تمہیں سنواتے ہیں اور آپ نے جو ہم سے مخفی رکھا، ہم تم سے مخفی رکھتے ہیں۔“

۷۹۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعِيدٍ وَعُمَارَةَ بْنِ مَيْمُونٍ وَحَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى عَلَيْنَا أَخْفَيْنَا عَلَيْكُمْ.

☀️ فوائد و مسائل: ① مقدم یہ ہے کہ جو قراءت جہری تھی، ہم جہری کرتے ہیں اور جو سری تھی، ہم بھی سری کرتے ہیں۔ ② امت کا اجماع ہے کہ فجر، مغرب، عشاء (پہلی دو رکعتیں) جمعہ، عید اور استسقاء میں قراءت جہری ہوتی ہے۔ اور ظہر، عصر اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی آخری دونوں رکعتوں میں سری۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کا وہ پہلا عظیم طبقہ ہے جس نے دین کو رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا اور ان سے بعد کے لوگوں نے ان سے حاصل کیا۔

۷۹۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ۷۹۸- حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۷۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۶ من حديث حبيب بن الشهيد، والبخاري، الأذان، باب القراءة في الفجر، ح: ۷۷۲ من حديث عطاء بن أبي رباح به. ۷۹۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۴۵۱ عن محمد بن المشني، والبخاري، الأذان، باب القراءة في العصر، ح: ۷۶۲ من حديث يحيى بن أبي كثير عن عبدالله بن أبي قتادة به.

رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور دوسریں پڑھتے۔ آپ بعض اوقات ہمیں کوئی آیت سنوا بھی دیا کرتے تھے آپ ظہر کی پہلی رکعت کو طویل کرتے اور دوسری کو مختصر اور ایسے ہی فجر میں ہوتا۔

عن هشام بن أبي عبد الله؛ ح: وحدثنا ابن المثنى: حدثنا ابن أبي عدي عن الحجاج - وهذا لفظة - عن يحيى، عن عبد الله بن أبي قتادة. قال ابن المثنى وأبي سلمة ثم اتفقا عن أبي قتادة قال:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أحيانًا، وَكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقْصِرُ الثَّانِيَةَ وَكَذَلِكَ فِي الصُّبْحِ .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةَ .

امام ابوداؤد نے فرمایا: شیخ مسد نے فاتحہ اور سورت کا ذکر نہیں کیا۔

۷۹۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ وَأَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ بِبَعْضِ هَذَا وَزَادَ: فِي الْأَخْرَبَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَزَادَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطَوِّلُ فِي الثَّانِيَةِ، وَهَكَذَا فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ .

۷۹۹- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والد سے اس مذکورہ حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اور اضافہ کیا کہ آخری دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھتے۔ (یزید بن ہارون نے) ہمام سے یہ مزید بیان کیا کہ آپ پہلی رکعت اس قدر لمبی کرتے کہ دوسری اتنی لمبی نہ کرتے اور ایسے ہی عصر اور فجر میں بھی۔

☀️ فائدہ: یہ حدیث نص ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں فاتحہ پڑھی جائے۔ (فتح الباری)

۸۰۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: ۸۰۰- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والد (حضرت

۷۹۹- تخریج: أخرجه مسلم، من حديث يزيد بن هارون، انظر الحديث السابق، والبخاري، الأذان، باب: يقرأ في الأخرين بفاتحة الكتاب، ح: ۷۷۶ من حديث همام به .

۸۰۰- تخریج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۲۶۷۵ .

ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے (نبی ﷺ کے معمول سے) یہ سمجھا آپ چاہتے تھے کہ لوگ پہلی رکعت پالیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: فَظَنْنَا أَنَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يُدْرِكَ النَّاسُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى.

۸۰۱- جناب ابو عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ ہم نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوتا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ کی ڈاڑھی کے ہلنے سے۔

۸۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: قُلْنَا لِحَبَابٍ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْنَا: بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَلِكَ؟ قَالَ: بِأَضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

۸۰۲- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ قدموں کی آوازیں نہ سنتے تھے۔

۸۰۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُومُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتَّى لَا يَسْمَعَ وَقَعَ قَدَمٍ.



🌞 فوائد و مسائل: ① ظہر اور عصر کی آخری رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پر کفایت کرنا اور مزید پڑھنا بھی درست ہے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔ دیکھیے (حدیث: ۸۰۳) ② ہر نماز میں امام کے لیے مستحب ہے کہ اپنی قراءت میں سے کبھی کوئی آیت قدرے اونچی آواز سے پڑھ دیا کرے۔ ③ پہلی رکعت کو دوسری کی نسبت قدرے لمبا کرنا مستحب ہے۔ ④ امام اگر اس نیت سے قراءت کو طول دے کہ لوگ رکعت میں مل جائیں تو یہ مباح ہے۔ ⑤ ہر نماز میں قراءت میں ضروری ہے کہ الفاظ زبان سے ادا ہوں نہ کہ ہونٹ بند کر کے الفاظ پرتکر کرنا، کیونکہ نبی ﷺ کی ڈاڑھی مبارک

۸۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلوة، ح: ۷۴۶ من حديث عبد الواحد ابن زياد به.

۸۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۳۵۶ عن عفان به * رجل مجهول، وروى البيهقي: ۲/۶۶ بإسناد ضعيف جدًا وسمى الرجل المبهم طرفه الحضرمي وهو مجهول الحال، وجزم الضياء وغيره بأنه هو الواقع في هذا الإسناد ولم يذكروا دليلاً له.

۲- کتاب الصلاة نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

اثنا عشر قراءت میں حرکت کرتی تھی۔ ① معلوم ہوا کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک اس قدر لمبی تھی کہ قراءت کرنے سے اس میں حرکت ہوتی تھی۔

(المعجم ۱۲۵، ۱۲۶) - باب تَخْفِيفِ الْأَخْرَبِيِّينَ (التحفة ۱۳۱)

باب: ۱۲۵، ۱۲۶- آخری دو رکعتوں کو ہلکا رکھنے کا بیان

۸۰۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدِ: قَدْ شَكَكَ النَّاسُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي الصَّلَاةِ. قَالَ: أَمَا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأَوَّلِينَ وَأَحْذِفُ فِي الْأَخْرَبِيِّينَ وَلَا أَلُو مَا افْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ.

۸۰۳- حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (امیر کوفہ) سے کہا کہ لوگوں نے آپ کی ہر بات میں شکایت کی ہے، حتیٰ کہ نماز کے بارے میں بھی تو انہوں نے کہا: میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا اور پچھلی دو کو مختصر کرتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ والی نماز کی پیروی کرنے میں کوئی تقصیر نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کے متعلق یہی گمان ہے۔

🌞 نو آمد و مسائل: ① امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں قراءت واجب ہے۔ دیکھیے (باب وجوب القراءة للامام والمأموم في الصلوات كلها..... الخ' حدیث: ۷۵۵) ② اس سے پچھلی دو رکعتوں میں پہلی دو رکعتوں کے مقابلے میں تخفیف کا اثبات ہے۔

۸۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي النَّمْلِيَّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْهَجَبِيِّ، عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: حَزَرْنَا قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، قَدْرَ الْمَنْزِيلِ السَّجْدَةِ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأَخْرَبِيِّينَ

۸۰۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ظہر اور عصر کی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا تو وہ یہ تھا کہ آپ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ الم تنزیل السجدہ کی تقریباً تیس آیات کے برابر قیام فرماتے۔ اور ہم نے آخری دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ ان کے نصف کے برابر کیا۔ اور ہم نے عصر کی پہلی دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ لگایا تو یہ ظہر کی پچھلی دو رکعتوں کے برابر تھا۔ اور عصر کی

۸۰۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: يطول في الأوليين ويحذف في الآخرين، ح: ۷۷۰، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۴۵۳ من حديث شعبة به.

۸۰۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ۴۵۲ من حديث هشيم به.

عَلَى النُّصْفِ مِنْ ذَلِكَ، وَحَزْرُنَا قِيَامَهُ فِي
الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ الْأَخْرَيْنِ مِنَ
الظُّهْرِ، وَحَزْرُنَا قِيَامَهُ فِي الْأَخْرَيْنِ مِنَ
الْعَصْرِ عَلَى النُّصْفِ مِنْ ذَلِكَ.

بچھلی دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ ان کے بھی
نصف برابر کا تھا۔

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ ظہر اور عصر کی نمازوں میں چاروں رکعات میں قراءت ہے۔ یعنی سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی
سورت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ تاہم افضل یہ ہے کہ بچھلی رکعات ہلکی اور مختصر ہوں۔

(المعجم ۱۲۶، ۱۲۷) - باب قَدْرِ
الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
(التحفة ۱۳۲)

باب: ۱۳۶، ۱۳۷- نماز ظہر اور عصر میں
قراءت کی مقدار

۸۰۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سِمَاكٍ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ
ابْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي
الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَالسَّمَاءِ
ذَاتِ الْبُرُوجِ وَنَحْوِهِمَا مِنَ السُّورِ.

۸۰۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں سورہ ﴿وَالسَّمَاءِ
وَالطَّارِقِ﴾ اور ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾ اور
ان کی مثل سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

۸۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:
حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ:
سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِذَا أَحْضَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ
وَقَرَأَ بِنَحْوِ مَنْ: وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى،
وَالْعَصْرَ كَذَلِكَ وَالصَّلَوَاتِ كَذَلِكَ، إِلَّا
الصُّبْحَ فَإِنَّهُ كَانَ يُطِيلُهَا.

۸۰۶- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ
رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز
پڑھتے اور سورہ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ جیسی سورتیں
پڑھتے تھے۔ عصر اور باقی نمازوں میں بھی ایسے ہی قراءت
ہوتی تھی سوائے صبح کے۔ اس میں آپ لمبی قراءت کیا
کرتے تھے۔



۸۰۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في القراءة في الظهر والعصر، ح: ۳۰۷،
والنسائي، ح: ۹۸۰ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۶۷۵.
۸۰۶- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۵۹ من حديث شعبة به.

۸۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر میں سجدہ (تلاوت) کیا، پھر کھڑے ہو گئے پھر رکوع کیا، تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ نے الم تنزیل السجدہ تلاوت کی تھی۔ ابن عیسیٰ کہتے ہیں امیہ کا ذکر صرف معتمر ہی نے کیا ہے۔

۸۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَبِزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَهَشِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيُّ ، عَنْ أُمِيَّةَ ، عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ : أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ ثُمَّ قَامَ فَرَوَّعَ قَرَأْنَا أَنَّهُ قَرَأَ تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ . قَالَ ابْنُ عِيسَى : لَمْ يَذْكُرْ أُمِيَّةَ أَحَدٌ إِلَّا مُعْتَمِرًا .

🌞 ملحوظ: حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے یہ واقعہ تو صحیح نہیں۔ تاہم یہ واضح ہے کہ اگر نماز میں سجدہ تلاوت والی آیت پڑھی جائے تو سجدہ تلاوت کرنا بہتر ہوگا۔

۸۰۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَالِمٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثَيْبٍ اللَّهُ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فِي شَبَابٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَقُلْنَا لِسَابِّ مِثْنَا : سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ؟ فَقَالَ : لَا . فَقِيلَ لَهُ : لَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ ، فَقَالَ : خَمْسًا هَذِهِ شَرٌّ مِنَ الْأُولَى ، كَانَ عَبْدًا مَأْمُورًا بَلَّغَ مَا أُرْسِلَ بِهِ ، وَمَا اخْتَصَّنَا دُونَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثِ خِصَالٍ : أَمْرَنَا أَنْ نُسَبِّحَ الْوُضُوءَ

۸۰۸- جناب عبداللہ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں بنی ہاشم کے چند جوانوں کی معیت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں گیا۔ ہم نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ انہیں کہا گیا۔ شاید آپ اپنے دل میں پڑھتے تھے۔ کہا: تیرا بھلا ہو! یہ صورت پہلی سے بھی بدتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ کے) مامور بندے تھے۔ آپ کو جس چیز کے ساتھ بھیجا گیا آپ نے اسے پہنچا دیا۔ آپ نے ہمیں لوگوں سے الگ کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ سوائے

۸۰۷- تخریج : [سنادہ ضعیف] أخرجه أحمد: ۸۳/۲ عن يزيد بن هارون به ولم يذكر عن "أمية"، وقال سليمان التيمي: "ولم أسمعه من أبي مجلز"، وسمعه من أمية، بيته حديث المعتمر رضی اللہ عنہ وأميه مجهول (تقریب)، وغفل الحاكم عن هذه العلة القادحة فصححه على شرط الشيخين: ۲۲۱/۱، ووافقه الذهبي.

۸۰۸- تخریج : [سنادہ حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن ينزى الحمر على الخيل، ح: ۱۷۰۱، وابن ماجه، ح: ۴۶۶، والنسائي، ح: ۱۶۱ من حديث موسى بن سالم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث طرق، وقول ابن عباس هذا منسوخ، لأنه ثبت أنه قال: "اقرأ خلف الإمام بفاتحة الكتاب"، رواه ابن المنذر، الأوسط: ۱۰۹/۳ وغيره، وسنده صحيح، وصححه البيهقي في كتاب القراءة خلف الإمام، فعلم أن المأموم إذا كان مأمورًا بالقراءة فكيف الإمام؟.

نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

وَأَنْ لَا تَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأَنْ لَا تُنْزِيءَ الْحِمَارَ عَلَى الْفَرَسِ .
تین باتوں کے۔ یہ کہ وضو کامل کریں۔ صدقہ نہ کھائیں اور گدھے کو گھوڑی سے جفتی نہ کرائیں۔

۸۰۹- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ : أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : لَا أَدْرِي أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَمْ لَا .
۸۰۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ آیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے یا نہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ظہر اور عصر میں قراءت کے مسئلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایات مختلف ہیں۔ کسی میں انکار ہے اور کسی میں تردد اور جبکہ کچھ میں اثبات بھی مروی ہے۔ شاید انہیں پہلے علم نہ تھا پھر بعد میں دیگر صحابہ سے علم ہوا۔ بہر حال صحیح روایت میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت فرمایا کرتے تھے۔ دیکھیے (صحیح بخاری، حدیث: ۷۳۲) ② اہل بیت کو کسی خاص حکم اور وصیت سے مخصوص نہیں کیا گیا تھا۔ مذکورہ مسائل محض تاکید مزید کے معنی میں ہیں۔ صرف صدقہ کے نہ کھانے میں انہیں انفرادیت ہے۔ ③ گدھے اور گھوڑی کی جفتی ہمیں خود کرانا ممنوع ہے۔ ان میں یہ عمل از خود ہو جائے یا کوئی جاہل لوگ کریں تو ہمیں ان سے پیدا ہونے والے خچر سے فائدہ اٹھانا بالکل جائز ہے۔

باب: ۱۲۸، ۱۲۷- مغرب میں قراءت کی مقدار (المعجم ۱۲۷، ۱۲۸) - باب قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ (التحفة ۱۳۳)

۸۱۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ، فَقَالَتْ : يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لِأَخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ .
۸۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (ان کی والدہ) ام الفضل بنت الحارث نے ان کو سنا کہ وہ سورہ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ کی تلاوت کر رہے تھے تو انہوں نے کہا: بیٹے! تم نے اس سورت کی قراءت سے مجھے یاد دلایا ہے کہ یہ آخری چیز تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ آپ اسے مغرب میں پڑھ رہے تھے۔

۸۰۹- تخریج: [سنادہ صحیح] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۴۹ من حديث هشيم به، وهو منسوخ، انظر الحديث السابق.
۸۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ۷۶۳، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۶۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۷۸/۱.

۸۱۱- جناب محمد بن جبر بن مطعم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ مغرب (کی نماز) میں سورہ ”والطور“ کی قراءت کر رہے تھے۔

۸۱۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ سَهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ.

۸۱۲- مروان بن حکم سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کیا وجہ ہے کہ تم مغرب میں قصار مفصل (آخری چھوٹی سورتیں ہی) پڑھتے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ مغرب میں دو لمبی لمبی سورتوں میں سے لمبی سورت پڑھتے تھے۔ (ابن ابی ملیکہ نے) کہا: دو لمبی سورتیں کون سی ہیں؟ کہا اعراف اور انعام۔

۸۱۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: مَا لَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفْصَلِ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِطَوَلَى الطُّوَلَيْنِ؟ قَالَ: قُلْتُ: مَا طَوَلَى الطُّوَلَيْنِ؟ قَالَ: الْأَعْرَافُ وَالْآخِرُ الْأَنْعَامُ،

اور میں (ابن جریج) نے ابن ابی ملیکہ سے پوچھا تو مجھے انہوں نے اپنی طرف سے کہا کہ مادہ اور اعراف۔

وَسَأَلْتُ أَنَا ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ فَقَالَ لِي مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ: الْمَائِدَةُ وَالْأَعْرَافُ.

نوائد و مسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے مختلف مواقع پر لمبی قراءت بھی کی ہے۔ امام کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے قراءت اختیار کرنی چاہیے۔ ② سورہ حجرات سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو ”مفصل“ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس لیے کہ ان میں [بسم اللہ] سے فصل کا تکرار ہے۔ سورہ ﴿لَمْ يَكُنْ﴾ سے آخر تک قصار مفصل سورہ بروج سے ﴿لَمْ يَكُنْ﴾ تک اوساط مفصل اور سورہ حجرات سے بروج تک طوال مفصل کہلاتی ہیں۔

(المعجم ۱۲۸، ۱۲۹) - باب مَنْ رَأَى التَّخْفِيفَ فِيهَا (التحفة ۱۳۴) باب: ۱۲۸، ۱۲۹- ان حضرات کی دلیل جو مغرب میں تخفیف کے قائل ہیں

۸۱۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في المغرب، ح: ۷۶۵، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ۴۶۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۷۸/۱.

۸۱۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ۷۶۴ من حديث ابن جريج به، مختصراً، وهو في مصنف عبدالرزاق: ۲۶۹۱.

۸۱۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ :
 حَدَّثَنَا حَمَادٌ : أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ : أَنَّ
 أَبَاهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِنَحْوِ مَا
 تَقْرَأُونَ وَالْعَادِيَاتِ وَنَحْوَهَا مِنَ السُّورِ .
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ : هَذَا يَدُلُّ أَنَّ ذَاكَ
 مَنْسُوخٌ . وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ : هَذَا أَصَحُّ .

۸۱۳- جناب ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ ان کے
 والد (عروہ بن زبیر) مغرب میں اسی طرح کی سورتیں پڑھتے
 تھے جیسی تم لوگ پڑھتے ہو یعنی ”والعادیات“ وغیرہ۔
 امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا یہ دلیل ہے کہ مغرب میں
 تطویل قراءت منسوخ ہے۔ اور امام ابوداؤد نے کہا کہ
 یہی زیادہ صحیح ہے۔

☀️ فائدہ: ① امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اسی اختصار قراءت کو راجح قرار دیا ہے ورنہ دیگر صحیح روایات سے اس کا نسخ ثابت
 نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں تَوَسُّع ہے اور یہ آخری روایت تابعی کا عمل ہے۔ (عون المعبود) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری قراءت
 مغرب میں ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ تھی، جیسا کہ امام الفضل رحمہ اللہ کی روایت گزری ہے۔ (حدیث: ۸۱۰)

۸۱۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ
 السَّرْحَسِيُّ : حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ :
 حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ : سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ
 إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ ،
 عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ : مَا مِنْ
 الْمُفْصَلِ سُورَةٍ صَغِيرَةٍ وَلَا كَبِيرَةٍ إِلَّا وَقَدْ
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ النَّاسِ بِهَا فِي
 الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ .

۸۱۴- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب)
 سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جزو
 ”مفصل“ کی کوئی چھوٹی بڑی سورت نہیں جو میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو آپ اسے فرض نمازوں کی
 امامت کراتے ہوئے پڑھتے تھے۔

۸۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ : حَدَّثَنَا
 أَبِي : حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنِ النَّزَّالِ بْنِ عَمَّارٍ ، عَنْ

۸۱۵- جناب ابو عثمان نہدی سے مروی ہے کہ انہوں
 نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پیچھے مغرب کی نماز

۸۱۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۳۹۲ / ۲ من حديث أبي داود به، وقول أبي داود رحمه الله غير صحيح.

۸۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۸۸ / ۲ من حديث وهب بن جرير به * محمد بن إسحاق مدلس تقدم، ح: ۳۱۳، ولم أجد تصريح سماعه.

۸۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۹۱ / ۲ من حديث أبي داود به * النزال مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.



۱- کتاب الصلاة نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

أبي عثمان التَّهْدِيّ: أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ ابْنِ سَعُودٍ الْمَغْرَبِ فَقَرَأَ بِقُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.

(المعجم ۱۲۹، ۱۳۰) - باب الرَّجُلِ يُعِيدُ سُورَةَ وَاحِدَةً فِي الرَّكْعَتَيْنِ (التحفة ۱۳۵)

باب: ۱۳۰، ۱۲۹- دو رکعتوں میں ایک ہی سورت کا تکرار

۸۱۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ ابْنِ أَبِي هَلَالٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ فِي لِرَكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا، فَلَا أُدْرِي أَنَسِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمْ قَرَأَ ذَلِكَ عَمْدًا.

۸۱۶- جناب معاذ بن عبد اللہ جنی کا بیان ہے کہ بنو جہینہ کے ایک شخص نے نبی ﷺ کو سنا کہ آپ فجر کی نماز میں دونوں رکعتوں میں ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ پڑھ رہے تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ بھول گئے تھے یا عمداً اس کی قراءت کی تھی۔

☀️ فائدہ: کسی سورت کا نماز میں تکرار کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

(المعجم ۱۳۰، ۱۳۱) - باب الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ (التحفة ۱۳۶)

باب: ۱۳۰، ۱۳۱- فجر میں قراءت کا بیان

۸۱۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى لِرَازِيٍّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، مِنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَصْبَغِ مَوْلَى عَمْرٍو بْنِ جَرِيثٍ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: كَأَنِّي سَمِعْتُ صَوْتَ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعَدَاةِ ﴿فَلَا أَقِيمُ بِالْحُنَيْسِ﴾ أَلْحَوَارِ الْكُنُسِ.

۸۱۷- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ گویا میں نبی ﷺ کی آواز سن رہا ہوں آپ فجر کی نماز میں ﴿فَلَا أَقِيمُ بِالْحُنَيْسِ﴾ أَلْحَوَارِ الْكُنُسِ (سورۃ التکویر) پڑھ رہے تھے۔

۸۱۶- تخریج: [اسنادہ حسن] أخرجه البيهقي: ۲/ ۳۹۰ من حديث أبي داود به.

۸۱۷- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب القراءة في صلوة الفجر، ح: ۸۱۷ من حديث سماعيل بن أبي خالد به، ورواه مسلم، ح: ۴۵۶ من حديث الوليد بن سريغ عن عمرو بن حريث مطولاً.

باب: ۱۳۱، ۱۳۲- جو کوئی اپنی نماز میں
سورۃ فاتحہ کی قراءت چھوڑے

(المعجم ۱۳۱، ۱۳۲) - باب مَنْ تَرَكَ
الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
(التحفة ۱۳۷)

۸۱۸- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں
حکم دیا گیا کہ ہم (نماز میں) فاتحہ اور جو میسر ہو (تقرآن
قرآن میں سے) پڑھا کریں۔

۸۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبِيبِيُّ:
حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ،
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: أَمَرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ
الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ.

۸۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اور مدینے میں اعلان
کردو کہ قرآن (کی قراءت) کے بغیر نماز نہیں خوا
فاتحہ الكتاب ہو اور کچھ زیادہ۔ خواہ فاتحہ الكتاب
ہو اور کچھ زیادہ۔“

۸۱۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى
الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ
مَيْمُونِ الْبَصْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ
التَّهْلَبِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَخْرُجْ فَنَادِ فِي الْمَدِينَةِ
أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقُرْآنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
فَمَا زَادَ، وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ».

۸۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اعلان کر دوں کہ
قراءت فاتحہ اور کچھ مزید کے بغیر نماز نہیں۔

۸۲۰- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
يَحْيَى: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ
أُنَادِيَ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ
الْكِتَابِ فَمَا زَادَ.

☀️ فائدہ: مذکورہ روایات سناضعیف ہیں۔ لیکن اس میں بیان کردہ باتیں دوسری صحیح روایات سے ثابت ہیں۔

۸۱۸- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه أحمد: ۳/۳ من حديث همام به * قتادة مدلس، تقدم، ح: ۲۹ ولم أجد
تصريح سماعه والعجب من الحافظ ابن حبان، بأنه صرح أن لا يحتج برواية المدلس إذا عنعن وذكر قتادة في المدلس
(المجروحين: ۱/۹۲) ثم حشر هذا الحديث في صحيحه (الإحسان)، ح: ۱۷۸۷ فسبحان من لا يسهو.

۸۱۹- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه البخاري، في جزء القراءة: ۹۹ (بتحقيقي) من حديث عيسى بن يونس
وأحمد: ۲/۴۲۸ من حديث جعفر بن ميمون به، وجعفر هذا ضعيف، ضعفه أحمد، وابن معين والبخاري والجمهور.

۸۲۰- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه أحمد: ۲/۴۲۸ عن يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق لعلته.

نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

منفرد شخص کے لیے سورۃ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت یا قرآن سے کچھ حصہ پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن جبری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا جائے۔

۸۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں ام القرآن (سورۃ فاتحہ) نہ پڑھے تو ایسی نماز ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے کامل نہیں ہے۔“ (ابو سائب نے کہا) میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ تو انہوں نے میری کلائی دبائی اور کہا: اے فارسی! اسے اپنے نفس میں پڑھا کرو بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ کہتے تھے: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے لیے اور بندے کے درمیان آدمی آدھے آدھے تقسیم کر دیا ہے نصف میرے لیے ہے اور نصف میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پڑھا کرو۔ بندہ کہتا ہے ﴿الحمد لله رب العالمین﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿الرحمن الرحیم﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿مالک یوم الدین﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿ایک نعبد وایک نستعین﴾ (اللہ فرماتا ہے: یہ میرے اور بندے کے مابین ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔ بندہ کہتا ہے

۸۲۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ لَعْلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا لَسَائِبٍ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمَّ لُقْرَانَ فِيهَا خِدَاجٌ فِيهَا خِدَاجٌ فِيهَا خِدَاجٌ نَيْرٌ تَمَامٌ». قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! نِي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ. قَالَ: فَعَمَرَ بَرَائِي وَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِي فِي فَيْسِكَ! فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَسَمْتُ لَصَلَاةٍ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ». قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْرَأُوا يَقُولُ الْعَبْدُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: حَمِدَنِي عَبْدِي. يَقُولُ الرَّحْمَنُ لِرَجِيمٍ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَتَى عَلَيَّ عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ: مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَجَدَّنِي عَبْدِي. يَقُولُ الْعَبْدُ: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ، فَهَذِهِ لِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. يَقُولُ

۸۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۵ من حديث لک به، وهو في الموطأ (یحیی) ۱/ ۸۴، ۸۵ (والقنعی، ص: ۱۳۷-۱۳۹).

العَبْدُ: اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فَهَؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَعَلَيْهِمْ وَأَنَا سَأَلٌ.

﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿﴾
 سب میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔



فوائد و مسائل: ① سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص اور نا تمام رہتی ہے جس کی تعبیر دوسری احادیث میں کچھ یوں ہے۔ [لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (صحیح بخاری، حدیث: ۵۶، وصحیح مسلم، حدیث: ۳۹۳) اسماعیلی کی روایت میں جناب سفیان سے مروی ہے۔ [لَا تُجْزِي صَلَوةَ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (مسند دارقطنی، حدیث: ۱۲۱۲) ”جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ کافی نہیں ہوتی۔“ فتح الباری ابن خزیمہ، ابن حبان اور احمد میں ہے: [لَا تُقْبَلُ صَلَوةَ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ] (فتح الباری، شرح حدیث: ۷۵۶) ”جس نماز میں ام القرآن (فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ قبول نہیں ہوتی۔“ اس قسم کے مختلف الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ سورہ فاتحہ نماز کا رکن ہے۔ اس کا پڑھنا فرض اور واجب ہے الایہ کہ کوئی پڑھنے سے عاجز ہو۔ ② اس حکم میں تمام قسم کی نمازیں (فرض، نفل، جنازہ، عید اور کسوف وغیرہ) اور تمام طرح کے نمازی (مفرد، امام، مقتدی، حاضر اور مسافر) شامل ہیں۔ ③ نفس میں پڑھنا۔ اس سے مراد آواز نکالے بغیر زبان سے پڑھنا ہے۔ صرف ان الفاظ کا خیال اور تصور صحیح نہیں اسے کسی طرح قراءت (پڑھنا) نہیں کہا جاتا۔ نیز یہ مسئلہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا مذہب اور رائے محض نہیں بلکہ ان کا استدلال صریح اور صحیح فرمان نبوی سے ہے۔ ④ سورہ فاتحہ کو ”نماز“ سے تعبیر کرتے ہوئے صرف اسی کی تقسیم کی گئی ہے اور اس تقسیم میں بسم اللہ کو شمار نہیں کیا گیا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔ ⑤ امام کے پیچھے ہونے کا اشکال آج کا نیا اشکال نہیں ہے بلکہ تابعین کے دور سے ہے مگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پڑھنے کا فتویٰ اور اس کی دلیل پیش فرما کر تمام ادوہام کا ازالہ فرما دیا ہے۔ نیز آیت کریمہ ﴿إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ﴾ (اعراف: ۱۰۳) ”جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سنو۔“ کا مفہوم بھی واضح کر دیا کہ آہستہ پڑھو یعنی آواز نہ نکالو۔ اس میں انصاف بھی ہے اور قراءت پر عمل بھی۔ نیز حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تَنْفَعُوا إِلَّا بِأَمِّ الْقُرْآنِ] یعنی ”امام کے پیچھے صرف سورہ فاتحہ کی قراءت کرو۔“ ⑥ سورہ فاتحہ نماز کی سب رکعات میں پڑھی جائے۔ جیسے کہ حضرت خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث (مسئی الصلوة) میں آیا کہ [ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا] (صحیح بخاری، حدیث: ۷۹۳، وصحیح مسلم، حدیث: ۳۹۷) ”اور پوری نماز میں ایسے ہی کرو۔“



۸۲۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ ۸۲۲- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما

۸۲۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۴ من حديث سفیان بن عیینة به.

نَسْرَحَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ،
 مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ
 لُصَامِتٍ يُبْلَغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ
 مَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِقَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا».
 ال سُفْيَانُ: لِمَنْ يُصَلِّي وَحَدَّهُ.

طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جو شخص سورۃ فاتحہ اور کچھ مزید نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔“ جناب سفیان نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی شخص اکیلا پڑھ رہا ہو (تو یہ حکم ہے)۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صحیح ہے، مگر بعض روایات میں ”فَصَاعِدًا“ کا لفظ منقول نہیں ہے۔ اس لفظ کے لگانے کا فائدہ یہ ہے کہ کم از کم سورۃ فاتحہ پڑھے یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے۔ سورۃ فاتحہ سے کم نہ پڑھے۔ یعنی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بہر حال ضروری ہے۔ باقی رہا سفیان رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کہ یہ اکیلے کے لیے ہے تو یہ ان کی رائے ہے اور اس مسئلے میں ان لوگوں کے درمیان اختلاف رہا ہے۔ ② [لَا صَلَاةَ] میں لا نے نفی جنس ہے، نفی کمال نہیں۔ شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ ”نبی ﷺ کے الفاظ اس کے رکن ہونے پر دلالت کرتے ہیں: [لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقَاتِحَةِ الْكِتَابِ] اور [لَا تُحْزِي صَلَاةَ رَجُلٍ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ] ”آدی کی نماز جائز نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع اور سجودے میں اپنی کمر سیدھی نہ کرے۔“ جس عمل کو شارع علیہ نے ”صلوٰۃ“ سے تعبیر فرمایا ہے اس میں تشبیہ بلیغ ہے کہ یہ نماز میں رکن ہے۔ (حجۃ اللہ البالغۃ: ۲/۱۳) اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لائے نہیں ہے۔ اس معنی میں کہ [لَا تُصَلُّوْا إِلَّا بِقِرَاءَةِ الْكِتَابِ] یعنی فاتحہ کے بغیر نماز مت پڑھو۔“ جیسے کہ فرمایا: [لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ] (صحیح مسلم؛ حدیث: ۵۶۰) ”کھانا تیار ہو تو نماز نہیں۔“ ③ خیال رہے کہ کچھ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حدیث ”لاصلوٰۃ“ کے الفاظ سے سورۃ فاتحہ کا فرض ہونا لازم آتا ہے اور یہ قرآن پر اضافہ ہے یعنی قرآن مجید میں ہے کہ جب قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔ یعنی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا لازم ہے۔ جب کہ (ان کے نزدیک) سنت سے قرآن پر اضافہ جائز نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ خانہ ساز اصول ہے۔ اسے قرآن پر اضافے سے تعبیر کرنا ہی یکسر غلط اور حدیث کو مسترد کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ اسی من گھڑت اصول کی بابت امام شوکانی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا ہے کہ اس طرح کی بات کرنا ایک فاسد خیال ہے۔ جس کا نتیجہ بہت سی پاکیزہ سنتوں کے ترک کی صورت میں نکلتا ہے۔ اور اس قاعدے کی کوئی واضح دلیل اور حجت نہیں ہے۔ کتنے ہی مقام ہیں کہ شارع علیہ نے فرمایا ہے: لَا يُحْزِي كَذَا لَا يُقْبَلُ كَذَا۔ لَا يَصِحُّ كَذَا اور کچھ لوگ اس کے مقابل کہتے ہیں کہ: يَحْزِي۔ يَقْبَلُ اور يَصِحُّ۔ یہی وجہ ہے کہ سلف (صحابہ کرام) نے ایسے اہل الراي سے بچنے کو کہا ہے۔ دیکھیے (نبیل الاوطار؛ باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ) ④ [فَصَاعِدًا] ”یعنی کچھ مزید“ ظاہر الفاظ کا تقاضا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ مزید قراءت بھی واجب ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: اِنْفِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ



۲- کتاب الصلاة

نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَعْنَاكُمْ ، وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَحْفَيْنَا عَنْكُمْ ، وَإِنْ لَمْ تَرُدْ عَلَيَّ أُمَّ الْقُرْآنِ
أَجْرًا ، وَإِنْ زِدْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ (صحيح بخارى، حديث: ۷۷۲) ”ہر نماز میں قراءت کی جاتی ہے۔ رسول
اللہ ﷺ نے جو ہمیں سنوایا ہم تمہیں سناتے ہیں اور جس میں وہ ہم سے خاموش رہے ہم بھی تم سے خاموش رہتے
ہیں۔ اگر تم سورۃ فاتحہ سے مزید نہ پڑھو تو کافی ہے اگر مزید پڑھو تو بہتر ہے۔“ دراصل لفظ اَفْصَاءِ عَدَا میں اس شے
کا الزام ہے کہ کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ صرف اور صرف سورۃ فاتحہ پڑھنی ہے اور کچھ نہیں پڑھنا تو فرمایا کہ سورۃ فاتحہ
کے ساتھ مزید قراءت بھی ہونی چاہیے۔ الایہ کہ انسان مقتدی ہو۔

۸۲۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ہم نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے۔ آپ
نے قراءت شروع فرمائی مگر وہ آپ پر بھاری ہو گئی۔
(یعنی آپ اس میں رواں نہ رہ سکے۔) جب آپ
فارغ ہوئے تو کہا: ”شاید کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے
پڑھتے ہو؟“ ہم نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! ہم
جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”نہ پڑھا
کرو مگر فاتحہ، کیونکہ جو اسے (فاتحہ کو) نہ پڑھے اس کی
نماز نہیں۔“

۸۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الثَّقَلِيُّ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ
ابنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ مَكْحُولٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ
الرَّبِيعِ ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ : كُنَّا
خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ، فَقَرَأَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَنَلَّتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ ، فَلَمَّا
فَرَغَ قَالَ : «لَعَلَّكُمْ تَقْرُؤُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ ؟»
قُلْنَا : نَعَمْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ! قَالَ : «لَا
تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ
لَمْ يَقْرَأْ بِهَا» .



🌞 توضیح: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”ضعیف لکھا ہے“ جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔ اور
خطابی کہتے ہیں: [جید، لاظعن فیہ] ”یعنی حدیث اچھی ہے اس میں کوئی عیب نہیں۔“ (عون المعبود، علامہ ابن
قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ایک علت ہے کہ اس کو ابن اسحاق نے مکحول سے بصیغہ عن روایت کیا ہے اور
وہ مدلس ہے اور مکحول سے اپنے سماع کی صراحت بھی نہیں کی ہے۔ ایسی صورت میں حدیث ناقابل جت ہو جاتی ہے۔
فرماتے ہیں کہ امام تہذیبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ہے اور اس میں مکحول سے سماع کی صراحت
موجود ہے۔ اس طرح یہ حدیث موصول اور صحیح ہو جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب القراءت میں اسے بیان کیا ہے
اور اسے صحیح لکھا ہے۔ ابن اسحاق کی توثیق و ثابیان کی ہے۔ اور اس حدیث سے جت لی ہے۔ نیز ابن اسحاق کے علاوہ
ایک دوسری سند سے بھی بیان کی ہے اور یہ صحیح ہے۔ (تہذیب سنن ابی داؤد، لابن القیم و عون المعبود)

۸۲۳- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في القراءة خلف الإمام، ح: ۳۱۱ من حديث
محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۳۲۲/۵ وغيره، وقال الترمذي: "حسن"، وصرحه ابن
خزيمة، ح: ۱۵۸۱، وابن حبان، ح: ۴۶۰ * مكحول عنن، ولحدیثه شواهد، منها الحديث الآتي.

۸۲۴- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا لُحَيْثُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ نُكْحُولٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرَّبِيعِ لَأَنْصَارِيِّ، قَالَ نَافِعٌ: أَبْطَأَ عِبَادَةٌ عَنْ صَلَاةٍ لَصُبْحٍ فَأَقَامَ أَبُو نَعِيمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى أَبُو نَعِيمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عِبَادَةٌ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى صَفَقْنَا خَلْفَ أَبِي نَعِيمٍ وَأَبُو نَعِيمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ، فَجَعَلَ عِبَادَةٌ يَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ، فَلَمَّا نَصَرَ فَقُلْتُ لِعِبَادَةِ: سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَأَبُو نَعِيمٍ يَجْهَرُ. قَالَ: أَجَلَّ صَلَّى بِنَا سَوَّلُ اللَّهِ ﷺ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يُجْهَرُ فِيهَا الْقِرَاءَةُ. قَالَ: فَالْتَبَسْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ، فَلَمَّا أَنْصَرَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «هَلْ قَرَأْتُمْ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ؟» فَقَالَ بَعْضُنَا: نَأْتِضِعُ ذَلِكَ، قَالَ: «فَلَا، وَأَنَا أَقُولُ مَالِي بِنَازِعِنِي الْقُرْآنَ فَلَا تَقْرَأُوا بِسِنِّي مِنَ الْقُرْآنِ دَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأَمِّ الْقُرْآنِ».

۸۲۴- جناب نافع بن محمود بن ربیع انصاری نے بیان کیا کہ (ایک بار) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں تاخیر سے آئے تو ابو نعیم مؤذن نے تکبیر کہی اور نماز پڑھانا شروع کر دی۔ عبادہ رضی اللہ عنہ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا، ہم نے ابو نعیم کے پیچھے صف بنائی۔ ابو نعیم جبری قراءت کر رہے تھے اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ پڑھنی شروع کر دی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے عبادہ سے کہا: میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ سورہ فاتحہ پڑھ رہے تھے حالانکہ (امام) ابو نعیم جبری قراءت کر رہے تھے۔ (حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے) کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں آپ نے جبری قراءت کی، مگر آپ قراءت میں الجھ گئے۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو ہماری طرف چہرہ کیا اور فرمایا: ”کیا تم لوگ قراءت کرتے ہو، جب میں اونچی آواز سے قراءت کر رہا ہوتا ہوں؟“ ہم میں سے بعض نے کہا: ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”نہ کیا کرو۔ میں کہہ رہا تھا مجھے کیا ہوا ہے کہ قرآن پڑھنے میں الجھن ہو رہی ہے۔ جب میں جہر سے پڑھ رہا ہوں تو قرآن سے کچھ نہ پڑھو، مگر ام القرآن (فاتحہ)۔“



🌞 **طوطہ:** یہ روایت سنن نسائی میں بھی آئی ہے، دیکھیے (سنن نسائی، حدیث: ۹۲۱) اور دیگر صحیح روایات کی مؤید ہے اور امام کے پیچھے فاتحہ کے علاوہ دیگر قراءت خاموشی سے سنی چاہیے۔

۸۲۴- **تخریج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب قراءة أم القرآن خلف الإمام فيما جهر به الإمام، ح: ۹۲۱ من حديث زيد بن واقد به، وحسنه الدارقطني: ۳۲۰/۱، وصححه البيهقي في كتاب القراءة خلف الإمام، ص: ۵۱، ۵۰، وذكر الضياء المقدسي في المختارة: ۳۴۶/۸، ح: ۴۲۱ * نافع بن محمود ثقة، وثقه الدارقطني بالحاكم وابن حزم (المحلى: ۳/۲۴۱، ۲۴۲)، وابن حبان والبيهقي والذهبي في الكاشف، ولا عبرة بمن قال فيه جهول أو مستور بعد هذا التوثيق، وللحديث شواهد.

۸۲۵- مکحول نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے ربیع بن سلیمان کی (مذکورہ بالا) روایت کی مانند بیان کیا۔ (مکحول کے تلامذہ نے) بیان کیا کہ جناب مکحول مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں میں ہر رکعت میں سری طور پر سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔

مکحول نے کہا: جب امام جہری قراءت کر رہا ہو اور سکتے کرے تو (اس اثناء میں) خاموشی سے فاتحہ پڑھ لو۔ اگر سکتے نہ کرے تو اس سے پہلے پڑھ لو یا اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاؤ یا اس کے بعد پڑھ لو۔ کسی حال میں چھوڑ نہیں۔

☀️ ملحوظ: مکحول نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا اس لیے روایت منقطع ہے۔ (منذری) اور تابعی کا عمل واضح ہے کہ وہ بہر صورت امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے اور اس کی تاکید کرتے تھے۔

باب: ۱۳۳، ۱۳۴- ان حضرات کے دلائل جو سری نمازوں میں قراءت کے قائل ہیں

۸۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے جس میں آپ نے جہری قراءت کی تھی اور فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟“ ایک آدمی نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”میں بھی کہہ رہا

۸۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ابْنِ جَابِرٍ وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّبِيعِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالُوا: فَكَانَ مَكْحُولٌ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا. قَالَ مَكْحُولٌ: أَقْرَأُ بِهَا فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ - إِذَا قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسَكَتَ - سِرًّا، فَإِنْ لَمْ يَسْكُتْ أَقْرَأُ بِهَا قَبْلَهُ وَمَعَهُ وَبَعْدَهُ لَا تَتْرُكُهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ.

(المعجم ۱۳۲، ۱۳۳) - باب مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرَ (التحفة ۱۳۸، ۱۳۹)

۸۲۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: «هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ آيَفَاءً؟» فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ

۸۲۵- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۶۵/۲، ۱۷۱ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.
۸۲۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في ترك القراءة خلف الإمام، ح: ۳۱۲ من حديث مالك به، وقال: "حسن"، وهو في الموطأ (بهي): ۸۷، ۸۶/۱، (والقنبي، ص: ۱۳۶، ۱۳۷)، و صححا ابن حبان، ح: ۴۵۴.



نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

تھا مجھے کیا ہوا کہ قراءت قرآن میں الجھ رہا ہوں۔“ راوی نے کہا: پس لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھنے سے رک گئے ان نمازوں میں جن میں آپ جبر کر رہے ہوتے جبکہ انہوں نے آپ سے یہ فرمان سنا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِنِّي أَقُولُ مَالِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ». قَالَ: فَأَنْتَهَى النَّاسَ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن اکیمہ کی یہ روایت معمر یونس اور اسامہ بن زید نے زہری سے مالک کی روایت کے ہم معنی روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى حَدِيثَ ابْنِ أَكِيمَةَ هَذَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلَى مَعْنَى مَالِكٍ.

☀️ فوائد و مسائل: ① امام جب سری قراءت کر رہا ہو تو مقتدی بھی قراءت کریں سورہ فاتحہ اور مزید بھی پڑھیں۔
② یہ استدلال کہ امام جہری قراءت کرے اور مقتدی فاتحہ بھی نہ پڑھے ہرگز راجح نہیں ہے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اگلی روایت سے ثابت کیا ہے کہ [فَأَنْتَهَى النَّاسَ عَنِ الْقِرَاءَةِ] جناب زہری کا مقولہ ہے نہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا۔ لہذا درج ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ٹھہرا۔

۸۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، خیال ہے کہ یہ صبح کی نماز تھی..... اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی [مَالِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ] ”مجھے کیا ہوا کہ قراءت قرآن میں الجھ رہا ہوں۔“ تک بیان کیا۔

۸۲۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلْفٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ وَأَبْنُ السَّرْحِ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَكِيمَةَ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةً نَظَنُّ أَنَّهَا الضُّبْحُ - بِمَعْنَاهُ إِلَى قَوْلِهِ: «مَالِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے فرمایا: مسدود نے اپنی حدیث میں کہا کہ معمر نے بیان کیا: پس لوگ ان نمازوں میں قراءت سے رک گئے جن میں رسول اللہ ﷺ جہری قراءت

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ قَالَ مَعْمَرٌ: فَأَنْتَهَى النَّاسَ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۸۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۱۵۷، ۱۵۸ من حديث أبي داود به؛ وانظر الحديث السابق.



نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

کرتے تھے۔

اور ابن سرح نے اپنی روایت میں کہا: معمر نے بواسطہ زہری بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”پس لوگ رک گئے۔“

اور ان میں سے عبداللہ بن محمد زہری نے بیان کیا کہ سفیان نے کہا کہ زہری نے کوئی کلمہ کہا جو میں نہ سن سکا تو معمر نے بتایا کہ انہوں نے کہا ہے: ”پس لوگ رک گئے۔“

امام ابو داؤد نے کہا: اور اس حدیث کو عبدالرحمن بن اسحاق نے زہری سے روایت کیا ہے جو کہ [مَالِي] اَنْزَعُ الْقُرْآنَ کے الفاظ تک ہے۔ اور اوزاعی نے اسے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ زہری نے کہا: پس مسلمان اس پر متنبہ ہو گئے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہری قراءت کرتے تو وہ آپ کے ساتھ قراءت نہ کیا کرتے تھے۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ بن فارس سے سنا کہ [فَانْتَهَى النَّاسُ] ”یعنی لوگ رک گئے۔“ زہری کا کلام ہے۔

وقال ابن السَّرْحِ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَاَنْتَهَى النَّاسُ.

وقال عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ مِنْ بَيْنِهِمْ قَالَ سُفْيَانٌ وَتَكَلَّمَ الزُّهْرِيُّ بِكَلِمَةٍ لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ مَعْمَرٌ إِنَّهُ قَالَ: فَاَنْتَهَى النَّاسُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَأَنْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى قَوْلِهِ: «مَالِي أَنْزَعُ الْقُرْآنَ». وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ فِيهِ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَاتَّعَظَ الْمُسْلِمُونَ بِذَلِكَ فَلَمْ يَكُونُوا يَفْرُقُونَ مَعَهُ فِيمَا يَجْهَرُ بِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ قَوْلُهُ: فَاَنْتَهَى النَّاسُ، مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ.



☀️ **فائدہ:** امام ترمذی رضی اللہ عنہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ زہری کے کچھ تلامذہ [فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] کا جملہ جناب زہری کا مقولہ بتاتے ہیں..... اور یہ حدیث قائلین قراءت خلف الامام کے خلاف نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث (زیر بحث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ”جو کوئی نماز پڑھے اور اس میں ام القرآن نہ پڑھے تو ایسی نماز ناقص ہے، ناقص ہے، کامل نہیں ہے۔“ شاگرد نے کہا کہ میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں، تو انہوں نے فرمایا: ”اپنے جی میں پڑھ لیا کرو۔“ اور ابو عثمان ہمدانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اعلان کر دو کہ ”فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں۔“ چنانچہ اکثر اصحاب الحدیث کی ترجیح یہی ہے کہ جب امام جہر کر رہا ہو تو مقتدی قراءت نہ کرے بلکہ سکلت امام میں پڑھا کرے۔“ دیکھیے (جامع ترمذی، حدیث: ۳۱۲)

نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

۸۲۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، ایک آدمی آیا اور اس نے آپ کے پیچھے ﴿سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”تم میں سے کس نے قراءت کی ہے؟“ انہوں نے کہا: ایک آدمی نے قراءت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں جان گیا تھا کہ تم میں سے کسی نے مجھے قراءت میں الجھایا ہے۔“

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ابو الولید نے اپنی روایت میں شعبہ سے نقل کیا کہ میں نے قنَادَہ سے کہا: کیا سعید کا یہ قول نہیں ہے کہ ”قرآن کے لیے خاموش رہو؟“ کہا: یہ تب ہے جب وہ جہرا پڑھے۔ ابن کثیر نے اپنی روایت میں کہا: میں نے قنَادَہ سے کہا: گویا آپ نے اسے (یعنی پڑھنے کو) مکروہ جانا۔ کہا: اگر مکروہ جانتے تو روک دیتے۔

۸۲۹- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی، جب فارغ ہوئے تو پوچھا: ”تم میں سے کس نے ﴿سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ کی قراءت کی ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: میں نے آپ نے فرمایا: ”میں جان گیا تھا کہ تم میں سے کوئی مجھے (قراءت میں) الجھارہا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں

۸۲۸- تخریج: آخر جہ مسلم، الصلوة، باب نہی المأموم عن جہرہ بالقراءۃ خلف إمامہ، ح: ۳۹۸ من حدیث شعبہ بہ۔

۸۲۹- تخریج: [صحیح] انظر الحدیث السابق۔

۲- کتاب الصلاة نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

سے اکثر اہل علم تابعین اور ان کے بعد والے قراءت (فاتحہ) خلف الامام کے قائل ہیں۔ امام مالک ابن مبارک شافعی احمد اور اسحاق رضی اللہ عنہ اسی کے قائل ہیں۔ جناب عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ ”میں امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں لوگ بھی قراءت کرتے ہیں سوائے اہل کوفہ کی ایک قوم کے اور میری رائے میں جو قراءت نہ کرے اس کی نماز جائز ہے۔“ تاہم اہل علم کی ایک جماعت نے ترک قراءت فاتحہ میں از حد شدت اختیار کی ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں خواہ آدمی امام کے پیچھے ہی ہو۔ ان کا استدلال حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔ اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے اور فرمان نبوی [لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ] پر عمل پیرا تھے۔ امام شافعی اور اسحاق رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] کا معنی یہ فرماتے ہیں کہ یہ منفرد کے لیے ہے۔ ان کا استدلال حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ ”جو کوئی ایک رکعت پڑھے اور اس میں ام القرآن کی قراءت نہ کرے تو اس نے نماز نہیں پڑھی الا یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔“ (جامع ترمذی، حدیث: ۳۱۳) امام احمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بھی جماعت صحابہ کے ایک فرد ہیں ان کے نزدیک [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] کا مفہوم یہی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب وہ اکیلا ہو۔ بایں ہمہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ قراءت خلف الامام کو ترجیح دیتے ہیں کہ مُصَلِّي (نماز پڑھنے والا) خواہ امام کے پیچھے ہی ہو قراءت فاتحہ نہ چھوڑے۔ (جامع ترمذی، حدیث: ۳۱۲)



الغرض سوائے اہل کوفہ کے تمام ائمہ قراءت فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ اور یہ اہم ترین مسائل میں سے ہے کیونکہ اس کا تعلق صحت نماز کے ساتھ ہے۔ ائمہ عظام میں سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ”جزء القراءۃ“ اور امام بیہقی نے ”کتاب القراءۃ خلف الامام“ کے نام سے کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ہمارے دور حاضر کے ثقہ علماء علامہ عبدالرحمن مبارک پوری (صاحب تحفۃ الاحوزی) نے ”تحقیق الکلام فی وجوب قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام“ میں اور مولانا ارشاد الحق الاثری نے ”توضیح الکلام فی وجوب الفاتحۃ خلف الامام“ میں اس مسئلے کے مآلہ و مآغلہ کا احاطہ کیا ہے۔ جَزَاهُمْ اللَّهُ خَيْرًا.

(المعجم ۱۳۴، ۱۳۵) - باب مَا يُجْزَىءُ الْأَمِّيُّ وَالْأَعْجَمِيُّ مِنَ الْقِرَاءَةِ
باب: ۱۳۳، ۱۳۵- ان پڑھ اور عجمی آدمی کو کس قدر قراءت کافی ہو سکتی ہے؟
(التحفة ۱۴۰)

۸۳۰- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ: أَخْبَرَنَا حَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: خَرَجَ

۸۳۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے، ہم میں دیہاتی بھی تھے

۸۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/۳۹۷ من حديث خالد بنه، وللحديث طريق آخر عنده: ۳/۳۵۷.

عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَفِينَا الْأَعْرَابِيُّ وَالْعَجَمِيُّ فَقَالَ: «اقْرؤُوا فكلُّ حَسَنٌ، وَسَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يَقَامُ الْقِدْحُ، يَتَعَجَّلُونَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُونَهُ».

اور غیر عرب بھی۔ آپ نے فرمایا: ”پڑھے جاؤ سب ہی بہتر ہے۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو اسے (قراءت قرآن کو) ایسے سیدھا کریں گے جیسے کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ اس کا اجر (دنیا میں) جلد ہی لینا چاہیں گے اور (آخرت تک) مؤخر نہیں کریں گے۔“

 **فوائد و مسائل:** ① قرآن کریم کو کُن عرب میں پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے اور اس میں اپنی ہی محنت اور کوشش کرتے رہنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے مگر بدوی اور عجمی لوگوں کے لیے عربی اسلوب اور قواعد تجوید پر کما حقہ پورا اترنا مشکل ہوتا ہے اس لیے آپ نے مختلف طبقات کے لوگوں کی قراءت کی توثیق فرما کر امت پر آسانی اور احسان فرمایا ہے۔ ② ایسے لوگوں کا پیدا ہو جانا جو قراءت قرآن کو ریاء، شہرت اور حطام دنیا (دنوی ساز و سامان) جمع کرنے کا ذریعہ بنا لیں، آڑہ رقیامت میں سے ہے۔ ③ ظاہر الفاظ کی تجوید میں مبالغہ اور آواز کے زیرو بم ہی کو قراءت جانتا اور مفہوم و معنی سے صرف نظر کر لینا از حد معیوب ہے۔ ④ تلاوت قرآن اور اس کے درس و تدریس میں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھنا واجب ہے۔ ⑤ حدیث نبوی [أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ آخِرًا كِتَابُ اللَّهِ] ”سب سے عمدہ چیز جس پر تم اجر (عوض و اجرت) لے سکتے ہو اللہ کی کتاب ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الإجازہ، باب ۱۶) اور مذکورہ بالا حدیث میں تطبیق یہ ہے کہ عزیمت، عوض نہ لینے میں ہے۔ تاہم امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ معلم اس سلسلے میں کوئی شرط نہ کرے، ویسے کچھ دیا جائے تو قبول کر لے۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں درس و تدریس میں کوئی شرط نہیں لیں تو ان شاء اللہ مباح ہے، کوئی جرم نہیں۔ لیکن اگر نیت محض مال کمانا ہو تو حرام ہے اور دنیا و آخرت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی خسارے کا سودا نہیں۔

۸۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ :
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ : أَخْبَرَنِي عَمْرُو
 وَابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ وَفَاءِ
 ابْنِ شَرِيحِ الصَّدْفِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ
 السَّاعِدِيِّ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 يَوْمًا وَنَحْنُ نَقْتَرِيءُ فَقَالَ : «الْحَمْدُ لِلَّهِ

۸۳۱- حضرت سہل بن سعد ساعدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ پڑھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”الحمد للہ! کتاب اللہ ایک ہے اور تم (پڑھنے والوں) میں سرخ، سفید اور کالے سبھی لوگ ہیں۔ اسے پڑھے جاؤ! قبل اس کے کہ وہ لوگ اس کی قراءت شروع کر دیں

۸۳۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۳۸/۵ من حديث ابن لهيعة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۷۸۶* فيه وفاء بن شريح مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، والحديث السابق يغني عنه.

نماز میں قراءت کے احکام و مسائل

جو اسے ایسے سیدھا کریں گے جیسے کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے اور اس کا اجر جلد ہی (دنیا میں) لینا چاہیں گے اسے (آخرت تک) مؤخر نہ کریں گے۔“

كِتَابُ اللَّهِ وَاحِدٌ وَفِيكُمْ الْأَحْمَرُ وَفِيكُمْ الْأَبْيَضُ وَفِيكُمْ الْأَسْوَدُ، أَقْرَأُوهُ قَبْلَ أَنْ يَفْرَأَهُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يَقَوْمُ السَّهْمُ يَتَعَجَّلُ أَجْرُهُ وَلَا يُتَأَجَّلُهُ.

۸۳۲- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں قرآن سے کچھ یاد نہیں کر سکتا، مجھے کچھ سکھا دیجیے جو میرے لیے (قراءت قرآن سے) کفایت کرے۔ آپ نے فرمایا: ”تم [سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ] پڑھا کرو۔“ اللہ پاک ہے اسی کی تعریف ہے اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ برائیوں سے بچنا اور نیکی کی توفیق ملنا اللہ کے سوا کسی سے ممکن نہیں۔ وہ عالی ہے عظمت والا ہے۔“ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ تو اللہ کے لیے ہوا میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کہا کرو: اَللّٰهُمَّ! اَرْحَمْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ“ اے اللہ! مجھ پر رحم فرما۔ مجھے رزق دے راحت و عافیت سے نواز اور ہدایت سے سرفراز فرما۔“ چنانچہ جب وہ کھڑا ہوا تو اپنے ہاتھوں سے ایسے اشارہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے اپنے ہاتھ خیر سے بھر لیے ہیں۔“

۸۳۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَخَذَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا فَعَلَّمْنِي مَا يُجْزئُنِي مِنْهُ فَقَالَ: «قُلْ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا اللَّهُ فَمَا لِي؟ قَالَ: «قُلِ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي» فَلَمَّا قَامَ قَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا هَذَا فَقَدْ مَلَأَ يَدَهُ مِنَ الْخَيْرِ».



☀️ فائدہ: سابق صحیح احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ کم از کم قراءت فاتحہ واجب ہے۔ لہذا جو کوئی از حد عاجز ہو اور کسی

۸۳۲- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب ما يجزيء من القراءة لمن لا يحسن القرآن، ح: ۹۲۵ من حديث إبراهيم السكسكي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۴۴، وابن حبان، ح: ۴۷۳، والحاكم على شرط البخاري: ۲۴۱/۱، ووافقه الذهبي، وقال النسائي: "إبراهيم السكسكي" ليس بذاك القوي" قلت: وثقه الجمهور وحديثه حسن.

بھی معقول سب سے سورۃ فاتحہ اور قرآن مجید پڑھنے یا یاد رکھنے پر قادر نہ ہو تو اسے مذکورہ بالا ذکر سے اپنی نماز پوری کرنی چاہیے یا اس قسم کے دیگر کلمات طیبات پڑھا کرے۔ شارح مصابیح نے اشارہ کیا ہے کہ اس سائل کا سوال یہ تھا کہ میں فوری طور پر کچھ یاد نہیں کر سکتا جبکہ نماز فرض ہو چکی ہے، تب نبی ﷺ نے اسے یہ کلمات تعلیم فرمائے۔ (عون المجرود) بہر حال بوڑھے کھوسٹ مردوں، عورتوں اور کمزور عقل افراد کے لیے رخصت ہے کہ وہ اس قسم کے ذکر سے اپنی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۸۳۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نفل پڑھا کرتے تو قیام اور قعود میں دعا کیا کرتے تھے اور رکوع اور سجدے میں تسبیحات۔

۸۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي التَّطَوُّعَ نَدْعُو قِيَامًا وَقُعُودًا وَنُسَبِّحُ رُكُوعًا وَسُجُودًا.

☀️ فائدہ: یہ ضعیف ہونے کے ساتھ مقوف بھی ہے، یعنی ایک صحابی کا عمل۔

۸۳۴- جناب حمید نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا اور نفل کا ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی کہا کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر میں امام ہوتے ہوئے یا امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھتے اور سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہتے اور سورۃ ق اور الذاریات کے بقدر کہتے۔

۸۳۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ مِثْلَهُ، لَمْ يَذْكَرِ التَّطَوُّعَ قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ يُقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِمَامًا أَوْ خَلْفَ إِمَامٍ بِمَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيُهَلِّلُ قَدْرَ قَافٍ وَالذَّارِيَّاتِ.

☀️ ملحوظ: پہلی حدیث منقطع ہے اور دوسری جناب حسن بصری کا عمل۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت اعمال ہی میں خیر اور نجات ہے اور اس قدر ضرور ثابت ہے کہ نبی ﷺ اثنائے قراءت میں آیات رحمت پر دعا اور آیات عذاب پر تعوذ اور استغفار کیا کرتے تھے۔ ایسے ہی قنوت میں سجدوں کے درمیان رکوع اور سجدوں میں اور تشہد کے بعد حسب حال دعائیں وارد ہیں اور کی جاسکتی ہیں۔

باب: ۱۳۵، ۱۳۶- نماز میں تکبیرات کہنے کا بیان

(المعجم ۱۳۵، ۱۳۶) - باب تَمَامِ

التَّكْبِيرِ (التحفة ۱۴۱)

۸۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] * حميد الطويل مدلس وعنعن.

۸۳۴- تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق لعلته.



رکوع اور تہجد کے احکام و مسائل

۸۳۵- جناب مطرف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علیؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو وہ جب سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے، رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے دو رکعتوں سے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ جب ہم فارغ ہوئے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: انہوں نے ہمیں پہلے والی نماز پڑھائی یا کہا: ہمیں اس طرح نماز پڑھائی جو ہم پہلے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

۸۳۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ مَطْرَفٍ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا انصَرَفْنَا أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدَيَّ وَقَالَ: لَقَدْ صَلَّى هَذَا قَبْلُ، أَوْ قَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا هَذَا قَبْلُ صَلَاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

🌞 مسئلہ: دراصل لوگوں نے تکبیرات انتقال کہنی چھوڑ دی تھیں، تو حضرت عمرانؓ نے اسی سنت کی طرف اشارہ فرمایا۔

۸۳۶- جناب ابو بکر بن عبدالرحمن اور ابو سلمہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہر فرض اور غیر فرض نماز میں تکبیریں کہا کرتے تھے جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر (رکوع سے اٹھتے تو) [سمع الله لمن حمده] کہتے، اس کے بعد [ربنا ولك الحمد] کہتے۔ پھر سجدے کو جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، پھر سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کہتے، پھر دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے اور ہر رکعت میں ایسے ہی کرتے، حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ پھر جب نماز سے پھرتے تو کہتے: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نماز

۸۳۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُمَانَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَبَقِيَّةٌ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا، يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرُكِعُ، ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ، ثُمَّ يَقُولُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْجُلُوسِ

۸۳۵- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إتمام التكبير في السجود، ح: ۷۸۶، ومسلم، الصلوة، باب إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلوة... الخ، ح: ۳۹۳ من حديث حماد بن زيد به.

۸۳۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: يهوي بالنكبير حين يسجد، ح: ۸۰۳ من حديث شعيب بن أبي حمزة به.



کے معاملے میں میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہوں۔ آپ علیہ الصلاة والسلام کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرمائے۔

بِ اِثْنَيْنِ، فَيَمْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَتَيُفْرَعُ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَقُولُ حِينَ نَصَرَفَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَقْرُبُكُمْ] شِبْهًا بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَ كَانَتْ هَذِهِ لَصَلَاتِهِ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ مالک اور زہیدی وغیرہ نے ان آخری جملوں کو بواسطہ زہری جناب علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے۔ جبکہ عبدالاعلیٰ نے بواسطہ معمر شعیب بن ابی حمزہ کی موافقت کی ہے۔ (جیسے کہ مؤلف نے ذکر کیا ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْكَلَامُ الْأَخِيرُ جَعَلَهُ مَالِكٌ وَالزُّهَيْدِيُّ وَعَبْرُهُمَا عَنْ زُهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَوَأَفَقَ بَدُّ الْأَعْلَى - عَنْ مَعْمَرٍ - شُعَيْبِ بْنِ يَحْمَزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

فائدہ: ہر دو رکعت میں گیارہ اور چار رکعتوں میں بائیس تکبیریں ہوتی ہیں۔ تکبیر تحریرہ اور تیسری رکعت کی تکبیر کے علاوہ ہر رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے سب ہی کو واجب کہا ہے جبکہ دوسرے حضرات صرف تکبیر تحریرہ کو واجب کہتے ہیں اور باقی کو سنت مؤکدہ قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے کسی موقع پر بھی ان کا ترک ثابت نہیں ہے۔

۸۳۷- جناب ابن عبدالرحمن بن ابی ایوب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ سب تکبیریں نہ کہتے تھے۔

۸۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَابْنُ مُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ ابْنُ نَارِ الشَّامِيِّ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَسْقَلَانِيُّ عَنْ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ لَا يُتِمُّ التَّكْبِيرَ.

امام ابوداؤد نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ رکوع

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاؤُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ

۸۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۶/۳، ۴۰۷ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود طرابلسي، ح: ۱۲۸۷، وقال: "وهذا عندنا لا يصح"، ورواه البخاري في التاريخ الكبير: ۲/۳۰۰، ۳۰۱* الحسن: عمران الشامي لين الحديث (تقريب).

۲- کتاب الصلاة رکوع اور سجود کے احکام و مسائل
 مِنَ الرُّكُوعِ وَأَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ لَمْ يُكَبِّرْ
 وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يُكَبِّرْ .
 کرتے ہوئے تکبیر نہیں کی۔

☀️ ملحوظہ: ابوداؤد طیالسی سے مروی ہے کہ یہ ہمارے نزدیک باطل ہے۔ (متذری) تکبیرات انتقال رسول اللہ ﷺ کا متواتر عمل ہے۔

(المعجم ۱۳۶، ۱۳۷) - بَابٌ: كَيْفَ
 يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ (التحفة ۱۴۲)
 باب: ۱۳۶، ۱۳۷- (سجودوں کے لیے جھکتے ہوئے)
 گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے کیوں کر رکھے؟

۸۳۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَحُسَيْنُ
 ابْنِ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ:
 أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ
 أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ
 ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا
 نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.
 ۸۳۸- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
 میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ کرتے تو
 اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے تھے اور جب
 اٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے تھے۔

۸۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ:
 حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِثَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ:
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جِحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ
 ابْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ
 حَدِيثَ الصَّلَاةِ قَالَ: فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعْنَا
 رُكْبَتَاهُ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ يَقَعَا كَفَاهُ.
 ۸۳۹- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے
 حدیث صلاۃ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ
 نے جب سجدہ کیا تو ان کے گھٹنے زمین پر ہاتھوں سے
 پہلے پڑے۔

قال هَمَّامٌ: وَحَدَّثَنَا شَقِيقٌ: حَدَّثَنِي
 عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
 بِمِثْلِ هَذَا. وَفِي حَدِيثِ أَحَدِهِمَا،
 وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنَّهُ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ
 ہمام نے کہا کہ شقیق نے عاصم بن کلیب عن
 ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے اس کی مثل بیان کر
 ہے۔ اور محمد بن مجاہدہ یا شقیق میں سے کسی ایک کی
 روایت میں ہے۔ اور غالباً محمد بن مجاہدہ کی روایت میں

۸۳۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب السجود، ح: ۸۸۲ عن الحسن بن علي
 الخلال به، وحسنه الترمذي، ح: ۲۶۸ * شريك القاضي مدلس كما تقدم: ۷۲۸، ولم أجد تصريح سماعه.
 ۸۳۹- تخریج: [ضعيف] كما تقدم، ح: ۷۳۶.

۱- کتاب الصلاة رکوع اور سجود کے احکام و مسائل
جُحَادَةٌ: وَإِذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ هے کہ آپ جب اٹھتے تو اپنے گھٹنوں پر اٹھتے اور اپنی رَاغَمَدَ عَلَى فِخْدِهِ۔
رانوں کا سہارا لیتے تھے۔

☀️ فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں۔ اس لیے سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے نہیں بلکہ ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں جیسا کہ اگلی حدیث ۸۳۰ میں ہے۔

۸۴۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے چاہے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔“
۸۴۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(کیا) تم میں سے کوئی اپنی نماز میں اس طرح بیٹھنے کا قصد کرتا ہے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے۔“
نال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَيَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ»۔

☀️ فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند ”جید“ ہے جیسے کہ امام نووی اور زرقانی نے لکھا ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حدیث وائل کی نسبت قوی تر فرمایا ہے۔ دیکھیے (تمام المنہ، ص: ۱۹۳، ۱۹۴) اس لیے راجح یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے ہاتھ رکھے جائیں اور پھر گھٹنے۔

۸۴۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(کیا) تم میں سے کوئی اپنی نماز میں اس طرح بیٹھنے کا قصد کرتا ہے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے۔“
عَبْدُ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنٍ، عَنْ أَبِي الزُّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَعْمَدُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْجَمَلُ»۔

☀️ فائدہ: صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے۔ (کتاب الاذان باب: ۱۲۸) حافظ ابن حجر کی ترجیح بھی یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اونٹ کی مشابہت سے بچتے ہوئے

۸۴۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب: أول ما يصل إلى الأرض من الإنسان في سجوده، ج: ۱۰۹۲ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، ورواه الترمذي، ج: ۲۶۹، وقال: "غريب"، وللحديث ما، صححه الحاكم على شرط مسلم: ۲۲۶/۱، ووافقه الذهبي.

۸۴۱- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب: أول ما يصل إلى الأرض من الإنسان في سجوده، ج: ۱۰۹۱ عن قتيبة به، وانظر الحديث السابق.



۲- کتاب الصلاة رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں اور معلوم حقیقت ہے کہ حیوان کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور اونٹ جب بیٹھے کیلئے جھکتا ہے تو پہلے اپنے گھٹنے ہی رکھتا ہے۔ عام محدثین اور حنابلہ اسی کے قائل ہیں، مگر احناف اور شوافع حضرت وائلؓ والی (ضعیف) روایت پر عمل ہیں اور پہلے گھٹنے رکھتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (تحفة الاحوذی، تمام العنة)

(المعجم ۱۳۷، ۱۳۸) - باب النُّهُوضِ فِي الْفَرْدِ (التحفة ۱۴۳)
باب: ۱۳۷، ۱۳۸ - طاق رکعت (پہلی اور تیسری) سے اٹھنے کا طریقہ

۸۴۲- جناب ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت

ابو سلیمان مالک بن حویرثؓ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور کہا: قسم اللہ کی! میں تمہیں نماز پڑھاؤں گا۔ حالانکہ نماز کا ارادہ نہیں۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح نماز پڑھنے دیکھا ہے۔ (ایوب نے کہا: میں نے ابو قلابہ سے پوچھ انہوں نے کیسے نماز پڑھی؟ کہا: ہمارے اس شیخ کا مانند..... یعنی عمرو بن سلمہؓ کی مانند جو وہاں ان کے امام تھے..... اور بیان کیا کہ جب وہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے پھر (اس کے بعد) اٹھتے تھے۔

۸۴۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ قَالَ: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ الْحَوَيْرِثِ إِلَى مَسْجِدِنَا فَقَالَ: وَاللَّهِ! إِنِّي لِأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي. قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي قَلَابَةَ: كَيْفَ صَلَّى؟ قَالَ: مِثْلَ صَلَاةِ شَيْخِنَا هَذَا - يَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلَمَةَ إِمَامَهُمْ - وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى قَعَدَ ثُمَّ قَامَ.

فائدہ: پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد قیام سے پہلے ذرا سا بیٹھنے کو عرفاً جملہ استراحت کہتے ہیں۔ یہ جملہ تعبد ہے اور سنت ہے۔

۸۴۳- جناب ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت

ابو سلیمان مالک بن حویرثؓ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور کہا: قسم اللہ کی! میں نماز پڑھوں گا اور نماز کا ارادہ نہیں، مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

۸۴۳- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ قَالَ: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ الْحَوَيْرِثِ إِلَى مَسْجِدِنَا فَقَالَ: وَاللَّهِ! إِنِّي لِأُصَلِّي وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ

۸۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من صلى بالناس وهو لا يريد إلا أن يعلمهم صلوة النبي ﷺ وسنة ح: ۶۷۷ من حديث أيوب السخيتاني به.
۸۴۳- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱۹/۲۵۵ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق



رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي . قَالَ : فَقَعَدَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ .

(ابو قلابہ نے) کہا: چنانچہ وہ پہلی رکعت میں دوسرا سجدہ کرنے کے بعد بیٹھ گئے (اور پھر اٹھے۔)

۸۴۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ : أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ إِذَا كَانَ فِي وَتَرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا .

۸۴۴- جناب ابو قلابہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے تھے جب تک کہ درست ہو کر بیٹھ نہ جاتے۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① ان احادیث سے ثابت ہوا کہ پہلی اور تیسری رکعت میں جلسہ استراحت مسنون اور مستحب ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعلیم نماز کے بالخصوص بہت ہی حریص تھے انہوں نے اس کی جزئیات تک کو محفوظ رکھا اور امت تک پہنچایا۔

باب: ۱۳۸، ۱۳۹ - باب الإقعاء
بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ۱۴۴)

باب: ۱۳۸، ۱۳۹- دو سجدوں کے درمیان
اقعاء کرنا (ایڑیوں پر بیٹھنا)

۸۴۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ : حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ : قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ ، فَقَالَ : هِيَ السُّنَّةُ . قَالَ قُلْنَا : إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجْلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ .

۸۴۵- جناب طاووس فرماتے تھے کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں پر بیٹھنے کے متعلق پوچھا: تو انہوں نے کہا: یہ سنت ہے۔ ہم نے کہا: ہم تو اسے پاؤں پر بوجھ یا آدمی کے لیے باعث مشقت خیال کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آپ کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

☀️ **فائدہ:** ایڑیوں پر بیٹھنے کو "اقعاء" کہتے ہیں اور سجدوں کے درمیان کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے مگر اقعاء کی دوسری کیفیت "عقبۃ الشیطان" ناجائز ہے۔ یعنی انسان اپنی پنڈلیوں کو کھڑا کر لے اور سرین پر بیٹھ جائے۔

(المعجم ۱۳۹، ۱۴۰) - **باب مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ** (التحفة ۱۴۵)

باب: ۱۳۹، ۱۴۰- رکوع سے سر اٹھانے، تو کیا کہے؟

۸۴۴- **تخریج:** أخرجه البخاري، الأذان، باب من استوى قاعداً في وتر من صلوته ثم نهض، ح: ۸۲۳ من حديث هشيم به.

۸۴۵- **تخریج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الإقعاء على العقبين، ح: ۵۳۶ من حديث ابن جريج به.



۸۴۶- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اٹھتے تو کہتے تھے: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ] ”سن لیا اللہ نے اس کو جس نے اس کی تعریف کی! اے اللہ! اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے (اس قدر کہ) اس سے سب آسمان بھر جائیں زمین بھر جائے اور ان کے علاوہ جو تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر۔“

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج نے عید ابوالحسن سے بیان کیا کہ اس حدیث میں ”رکوع کے بعد“ کا ذکر نہیں ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بعد شیخ عبید ابوالحسن سے ملاقات کی تو انہوں نے اس روایت میں ”بعد رکوع“ کا ذکر نہیں کیا۔

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ نے کہا: جبکہ شعبہ نے ابوعصمہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عید سے روایت کیا ہے تو [بَعْدَ الرَّكْعَةِ] کا ذکر کیا ہے۔

۸۴۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہہ لیتے تو کہتے: [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ] ”اے اللہ! اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے جس سے کہ

۸۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، كُتْلَهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَسُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ عُبَيْدِ أَبِي الْحَسَنِ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ فِيهِ بَعْدَ الرَّكْعَةِ. قَالَ سُفْيَانُ: لَقِينَا الشَّيْخَ عُبَيْدًا أَبَا الْحَسَنِ بَعْدُ فَلَمْ يَقُلْ فِيهِ بَعْدَ الرَّكْعَةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِصْمَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُبَيْدٍ قَالَ: بَعْدَ الرَّكْعَةِ.

۸۴۷- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِرَازِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسَهِّرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ بَكْرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُضَعَبٍ: حَدَّثَنَا



۸۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح: ۴۷۶ من حديث أبي معاوية الضرير به.
۸۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح: ۴۷۷ من حديث سعيد بن عبدالعزيز به.

..... رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

آسمان بھر جائیں زمین بھر جائے اور ان کے علاوہ جو تو چاہے بھر جائے۔ اے وہ ذات جو تعریف و بزرگی کے اہل ہے! سب سے حق بات جو بندے و کہنی لائق ہے..... اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں..... یہی ہے کہ جو تو عنایت فرما دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور محمود نے زیادہ کیا [وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعَتْ] اور جو تو روک لے کوئی دے نہیں سکتا پھر [وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ] اور تیرے مقابلے میں کسی کی بڑائی اور بزرگی فائدہ نہیں دے سکتی یہ سب کا اتفاق ہے۔ بشر نے [اللَّهُمَّ] کے بغیر [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] بیان کیا ہے اور محمود نے [اللَّهُمَّ] کے بغیر [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] (باضافہ او) روایت کیا ہے۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، كُتِبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَطِيَّةِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ فَرَّعَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ حِينَ يَقُولُ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ». قَالَ مُؤَمَّلٌ: «مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُنَّا لَكَ عَبْدٌ، لَا مَانِعَ لِمَا أُعْطِيتَ». زَادَ مُحَمَّدٌ: «وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعَتْ» - ثُمَّ اتَّفَقُوا - «وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ». وَقَالَ بَشْرٌ: «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» لَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ: «اللَّهُمَّ» قَالَ: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

ولید بن مسلم نے سعید سے روایت کیا تو کہا: [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اور [وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعَتْ] کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

[رَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ قَالَ: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»، وَلَمْ يَقُلْ: «وَلَا مُعْطِي لِمَا مَنَعَتْ» أَيْضًا.

امام ابو داؤد نے کہا: ان کو صرف ابو سہر ہی نے بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَجِءْ بِهِ إِلَّا أَبُو مُسْهِرٍ.]

☀️ فوائد و مسائل: ① احادیث میں [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور

اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ سب طرح سے آیا ہے اور سب جائز ہے۔ ② امام اور مقتدی دونوں ہی یہ کلمات کہیں۔

۸۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ

۸۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: فضل اللهم ربنا لك الحمد، ح: ۷۹۶، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ۴۰۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۱/ ۸۸ (والقنبي، ص: ۱۴۲).



۲- کتاب الصلاة رُكُوعُ اور سُجُودُ کے احکام و مسائل

السَّمَانِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

حمده] کہے تو تم لوگ کہو [اللهم ربنا لك الحمد] کیونکہ جس کے یہ کلمات ملائکہ (فرشتوں) کے قول کے موافق ہو گئے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔“

☀️ **فوائد و مسائل:** ① معلوم ہوا کہ ملائکہ (فرشتے) بھی نمازیوں کے ساتھ یہ کلمات کہتے ہیں اور ان کی دعا کا وقت وہی ہوتا ہے جب امام رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے تسمیع سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اپنے کلمات کہتے ہیں۔

② مقتدی کو بھی امام کی اقتداء کرنی چاہیے اور اس میں ملائکہ کی موافقت ہے۔

۸۴۹- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَشْبَاطُ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: لَا يَقُولُ الْقَوْمُ خَلْفَ الْإِمَامِ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَكِنْ يَقُولُونَ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

۸۴۹- جناب عامر بن شراحیل شععی (تابعی) کہتے ہیں کہ لوگوں کو امام کے پیچھے [سمع الله لمن حمده] نہیں کہنا چاہیے۔ وہ [ربنا لك الحمد] کہیں۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① تَسْمِيعُ (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنا) 'تحمید [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا] اور دیگر دعاؤں میں منفرد امام اور مقتدی سب ہی شریک ہوں احادیث کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔ امام شافعی مالک عطاء ابوداؤد ابوریثہ محمد بن سیرین اسحاق اور داؤد رحمہم کا میلان اسی طرف ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے۔ (نیل الاوطار باب ما يقول في رفعه من الركوع وبعد انتصابه: ۲۷۹/۲) جبکہ کچھ دوسری طرف بھی گئے ہیں جیسے کہ امام شععی رحمہم کا یہ قول بیان ہوا ہے۔ پہلی صورت ان شاء اللہ راجح ہے۔ ② چاہیے کہ نوخیز بچوں اور طلبہ علم کو ان دعاؤں کے پڑھنے کا عادی بنایا جائے۔

(المعجم ۱۴۰، ۱۴۱) - باب الدَعَاءِ
بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ۱۴۶)

۸۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا كَامِلٌ أَبُو

۸۵۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

۸۴۹- تخریج: [سناده صحيح] انفراد به ابوداود.

۸۵۰- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما يقول بين السجدين، ح: ۲۸۴ من حديث زيد ابن حباب به، ورواه ابن ماجه، ح: ۸۹۸، وصححه الحاكم: ۱/۲۶۲، ووافقه الذهبي، ولأصل الحديث شاهد عند مسلم، ح: ۲۶۹۷، وانظر، ح: ۸۷۴، وهو أقوى منه * حبيب بن أبي ثابت مدلس وعنن.

- کتاب الصلاة - رکوع اور جود کے احکام و مسائل

لَعَلَّاءٍ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي تَابِتٍ عَنْ تَعْيِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ لِنَبِيِّ ﷺ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي».

[اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي] "اے اللہ! ٹوٹی ہوئی حالت کو جوڑ دے۔" دیکھیے (سنن ترمذی الصلاة باب ما يقول بين السجدين' حدیث: ۲۸۴) ① اس دعا کا پڑھنا سنت ہے مگر کچھ لوگ اس سے غافل ہیں بلکہ زیادہ ہی غافل ہیں۔ شیخ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس پر اس انداز میں افسوس کا اظہار کرتے ہیں: "لوگوں نے صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت کو چھوڑ رکھا ہے اس میں ان کے محدث، فقیہ، مجتہد اور مقلد بھی شریک ہیں نہ معلوم یہ لوگ کس چیز پر تکیہ کیے ہوئے ہیں۔" (نیل الاوطار ۲/۲۹۳) ② سنن ابوداؤد کی ایک حدیث میں صرف [رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي] پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۸۷۴) شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ دیگر علماء اور ائمہ کم از کم اتنا پڑھنے کو واجب کہتے ہیں۔

نوائد و مسائل: ① اس دعا کے سنن ترمذی میں الفاظ یہ ہیں: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي] "اجبُرْنِي" کا مفہوم ہے: "اے اللہ! ٹوٹی ہوئی حالت کو جوڑ دے۔" دیکھیے (سنن ترمذی الصلاة باب ما يقول بين السجدين' حدیث: ۲۸۴) ① اس دعا کا پڑھنا سنت ہے مگر کچھ لوگ اس سے غافل ہیں بلکہ زیادہ ہی غافل ہیں۔ شیخ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس پر اس انداز میں افسوس کا اظہار کرتے ہیں: "لوگوں نے صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت کو چھوڑ رکھا ہے اس میں ان کے محدث، فقیہ، مجتہد اور مقلد بھی شریک ہیں نہ معلوم یہ لوگ کس چیز پر تکیہ کیے ہوئے ہیں۔" (نیل الاوطار ۲/۲۹۳) ② سنن ابوداؤد کی ایک حدیث میں صرف [رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي] پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۸۷۴) شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ دیگر علماء اور ائمہ کم از کم اتنا پڑھنے کو واجب کہتے ہیں۔

باب: ۱۴۱، ۱۴۲ - باب رفع النساء إذا كن مع الإمام رؤوسهن من السجدة (التحفة ۱۴۷)

باب: ۱۴۱، ۱۴۲ - عورتیں جب امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھیں، تو سجدے سے کب سر اٹھائیں؟

۸۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ لَعَسَقْلَانِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا نَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَخِي لَزْهَرِي، عَنْ مَوْلَى لِأَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ وَهُوَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا تَرَفَعُ رَأْسَهَا حَتَّى يَرْفَعَ الرَّجَالُ رُؤُوسَهُمْ» كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَيْنَ مِنْ عَوْرَاتِ الرَّجَالِ.

۸۵۱- سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ عورتوں سے فرماتے تھے: "جو تم میں سے اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتی ہے وہ اپنا سر (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھائے جب تک کہ مرد نہ اٹھالیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم اس لیے دیا کہ کہیں ان کی نظر مردوں کے ستروں پر نہ پڑ جائے۔

۸۵۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۴۸/۶ عن عبد الرزاق به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۵۱۰۹ * فيه مولى أسماء مجهول، والحديث السابق (۶۳۰) يفني عنه.



☀️ فوائد و مسائل: ① کپڑوں کی قلت اور ناداری کے باعث بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے اور بعض اوقات وہ اس قدر مختصر ہوتی تھیں کہ انہیں گردنوں پر باندھے ہوتے تھے۔ اس لیے مذکورہ ہدایت دی گئی اور اب اگرچہ حالات بدل گئے مگر ارشاد نبوی پر عمل واجب ہے 'قرینہ اس کا آپ کا تاکید سے یہ فرمانا ہے کہ "جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے۔" نیز اس کی دوسری مثال طوافِ قدوم میں رمل کرنا ہے یعنی آہستہ آہستہ دوڑنا یہ بھی ایک وقتی ضرورت سے تھا مگر جملہ امت نے اس سنت کو علیٰ حالہا باقی رکھنا تسلیم کیا ہے۔

② صحابیات بھی نماز باجماعت کا اہتمام کرتی تھیں۔ ③ دوسرے کے ستر کو دیکھنا جائز ہے اور اچانک نظر پڑنے کے اندیشے سے بھی بچنا چاہیے البتہ زوجین اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ ایک دوسرے کا لباس ہیں۔

(المعجم ۱۴۲، ۱۴۳) - باب طویل
القیام من الرکوع و بین السجودین
(التحفة ۱۴۸)

۸۵۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ سُجُودَهُ وَرُكُوعَهُ وَقُعُودَهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

۸۵۲- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سجدہ رکوع اور دو سجودوں کے درمیان بیٹھ کر قریب قریب برابر ہوا کرتا تھا۔

☀️ ملحوظہ: [قُعُودُهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ] اس جملے میں سخنوں کا اختلاف ہے۔ منذری میں ہے۔ [كَانَ سُجُودَهُ وَرُكُوعَهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ] ایک دوسرے نے سخن میں [قُعُودُهُ] کے بعد واو عاطف نہیں ہے۔

۸۵۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَحَمِيدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَجُلٍ أَوْ جَزَّ صَلَاةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي تَمَامٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ

۸۵۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز رسول اللہ ﷺ (کی نماز) سے بڑھ کر مختصر اور کامل ہو۔ آپ ﷺ [سمع الله لمن حمده] کہہ کر کھڑے ہوتے (او اس قدر لمبا قیام کرتے) کہ ہم سمجھتے شاید آپ کو وہم، گیا ہے۔ پھر آپ تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے۔ اور آپ

۸۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذنان، باب: وحد إتمام الركوع والاعتدال فيه والاطمأنينة، ح: ۷۹۲ من حدیث شعبة، ومسلم، الصلوة، باب اعتدال أركان الصلوة وتخفيفها في تمام، ح: ۴۷۱ من حدیث الحكم بن عتيبة به.

۸۵۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب اعتدال أركان الصلوة وتخفيفها في تمام، ح: ۴۷۳ من حدیث حماد بن سلمة به.

... رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے (اور اس قدر لمبا بیٹھتے) کہ ہم کہتے کہ شاید آپ کو وہم ہو گیا ہے۔

۸۵۴- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بڑے غور سے دیکھا تو میں نے پایا کہ آپ کا قیام آپ کے رکوع اور سجدے کے برابر ہوتا تھا۔ اور آپ کا رکوع سے اعتدال (قومہ) آپ کے سجدے کے برابر ہوتا تھا۔ اور آپ کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور سجدہ جو سلام اور پھرنے کے مابین ہوتا برابر ہوتے تھے۔

أُوهِمَ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ، وَكَانَ يَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أُوهِمَ.

۸۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ - دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي الْآخِرِ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ الْأَبْرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَمَقْتُ مُحَمَّدًا ﷺ - وَقَالَ أَبُو كَامِلٍ: رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ كَرُكْعَتِهِ وَسَجْدَتِهِ. وَاعْتَدَالَهُ فِي الرُّكْعَةِ كَسَجْدَتِهِ وَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَسَجْدَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسدد نے روایت کیا کہ آپ کا رکوع اور سجدے کے درمیان اعتدال (قیام قومہ) پھر آپ کا سجدہ پھر سلام اور پھرنے کے درمیان بیٹھنا تقریباً برابر ہوتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ: فَرَكْعَتُهُ وَاعْتَدَالُهُ بَيْنَ الرُّكْعَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلْسَتُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلْسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں اسی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں: [وَاعْتَدَالَهُ بَيْنَ الرُّكْعَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلْسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ] "اور رکوع اور سجدوں کے مابین اعتدال (قومہ) پھر سجدہ اور سلام اور پھرنے کے مابین بیٹھنا تقریباً برابر ہوتے تھے۔" ② حدیث کے الفاظ کی روایت میں قدرے اختلاف ہے۔ ان الفاظ کی توجیہ یہ ہے کہ [سَجْدَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ] سے سجدہ سہمراہ ہو سکتا ہے۔ اور [اعْتَدَالَهُ بَيْنَ الرُّكْعَتَيْنِ] میں "رکعتین" سے ممکن ہے علی سبیل التغلیب رکوع اور سجدہ مراد ہو۔ (بذل المحمود) [سَجْدَتَهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ] سے آخری رکعت کا آخری یعنی دوسرا سجدہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ③ رکوع، قومہ سجدہ، مین السجدتین اور بعد سلام بیٹھنے میں اطمینان ہونا چاہیے اور حسب طول قراءت ان ارکان کو بھی مناسب طول دینا مشروع و مستنون ہے۔ بالکل برابری مراد نہیں ہے۔

۸۵۱- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۸۵۲، وأخرجه مسلم، ح: ۴۷۱ عن أبي كامل به.

باب: ۱۳۳-۱۳۴- اس آدمی کی نماز جو رکوع اور سجودے میں اپنی کمر برابر نہ کرے؟

۸۵۵- حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی نماز کفایت نہیں کرتی جب تک کہ وہ رکوع اور سجودے میں اپنی کمر کو براہ نہ کرے۔“

۸۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اس نے نماز پڑھی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ”جاؤ نماز پڑھو! تم نے نماز نہیں پڑھی۔“ چنانچہ وہ گیا اور نماز پڑھی جیسے کہ (پہلے) پڑھی تھی۔ پھر نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”وَعَلَيْكَ السَّلَامُ جَاؤْ نِمَازْ پڑھو! تم نے نماز نہیں پڑھی۔“ حتیٰ کہ اس نے تین بار ایسے ہی کیا۔ بالآخر اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مجھ کو فرمایا ہے! میں اس سے عمدہ نہیں پڑھ سکتا مجھے سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم نماز

(المعجم ۱۴۳، ۱۴۴) - باب صَلَاةٍ مَنْ لَا يُقِيمُ صَلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ۱۴۹)

۸۵۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمِرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُجْزِيءُ صَلَاةَ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

۸۵۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عَمِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ - وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْمُثَنَّى - حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَرَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقَالَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، فَارْجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَعَلَيْكَ السَّلَامُ»، ثُمَّ قَالَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، حَتَّى



۸۵۵- تخريج: [سناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء فيمن لا يقم صلبه في الركوع والسجود، ح: ۲۶۵ من حديث سليمان الأعمش به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۸۷۰.

۸۵۶- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة... الخ، ح: ۳۹۷ عن محمد بن المثنى، والبخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها... الخ، ح: ۷۵۷ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو۔ پھر تمہارے لیے جو آسان ہو قرآن سے پڑھو۔ پھر رکوع کرو حتیٰ کہ رکوع میں خوب اطمینان کر لو۔ پھر سر اٹھاؤ حتیٰ کہ درست انداز میں کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ سجدے میں خوب اطمینان کر لو۔ پھر بیٹھو حتیٰ کہ تسلی سے بیٹھ جاؤ اور پھر ایسے ہی پوری نماز میں کیا کرو۔“

عَلَّ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي مَتَّكَ بِالْحَقِّ! مَا أَحْسِنُ غَيْرَ هَذَا فَعَلَّمَنِي. اَل: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اجْلِسْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي سَلَاتِكَ كُلِّهَا».

تعبنی نے اسے بواسطہ سعید بن ابی سعید مقبریٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے تو اس کے آخر میں کہا ہے: ”اگر تم نے ایسے ہی کیا تو تمہاری نماز کامل ہوگی اور اگر اس میں کچھ کمی کی تو اپنی نماز میں کمی کی۔“ مزید اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:..... ”جب نماز کے لیے اٹھو تو وضو کامل کرو۔“

قَالَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ لِمُقَبَّرِيٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَقَالَ فِي آخِرِهِ: فَإِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَمَا تَنَقَّصْتَ مِنْ هَذَا شَيْئًا فَإِنَّمَا انْتَقَصْتَهُ مِنْ سَلَاتِكَ». وَقَالَ فِيهِ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الوُضُوءَ».

۸۵۷- علی بن یحییٰ بن خالد (بجلی کے) چچا (رفاعہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور مذکورہ بالا حدیث کے مثل ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی شخص کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ وضو نہ کر لے اور اعضاء وضو کو ٹھیک ٹھیک نہ دھو لے۔ پھر تکبیر کہے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے اور کچھ قرآن پڑھے جو اسے آسان لگے۔ پھر اللہ اکبر کہے اور رکوع کرنے حتیٰ کہ اس کے جوڑ اطمینان سے ٹک جائیں پھر کہے سمع اللہ لمن حمدہ اور

۸۵۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: نَدَّئْنَا حَمَّادَ بْنَ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، ذَكَرَ حَوْهَ، قَالَ فِيهِ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَا يَمُ صَّلَاةً لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يَتَوَضَّأَ يَضَعُ الوُضُوءَ» يَعْنِي مَوَاضِعَهُ «ثُمَّ يَكْبِرُ يَحْمَدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيُسَبِّحُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ بِمَا نَاءَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ

۸۵۷- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۴۰ من حديث علي بن يحيى به، ورواه الحاكم: ۱/ ۲۴۲، وانظر حديث الآبي.



رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

اطمینان سے سیدھا کھڑا ہو جائے، پھر کہے اللہ اکبر اور سجدہ کرے حتیٰ کہ اس کے جوڑا اطمینان سے ٹک جائیں۔ پھر اللہ اکبر کہے اور اپنا سر اٹھائے اور ٹھیک طرح سے بیٹھا جائے۔ پھر اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے حتیٰ کہ اس کے جوڑا اطمینان سے ٹک جائیں۔ پھر اپنا سر اٹھائے اور تکبیر کہے۔ جب اس طرح کرے گا تو اس کی نماز کامل ہوگی۔“

يَرْكَعُ حَتَّى تَطْمِئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمِئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمِئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَكْبُرُ، فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ».

۸۵۸- جناب علی بن یحییٰ بن خالد نے اپنے والد سے

انہوں نے اپنے چچا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا..... اس میں ہے کہ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وضو کامل نہ کرے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے۔ پس اپنا چہرہ دھوئے کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر اللہ اکبر کہے (اور نماز شروع کرے) اور اللہ عزوجل کی حمد پڑھے۔ پھر قرآن سے قراءت کرے جیسے کہ اسے حکم دیا گیا ہے اور جو آسان لگے۔“ پھر حماد کی حدیث کو مانند روایت کیا۔ اور کہا: ”پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور اپنا چہرہ زمین پر ٹکا دے۔“ ہمام نے اس مقام پر بعض اوقات [جَبَهَتُهُ مِنَ الْأَرْضِ] کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی اپنی پیشانی زمین پر ٹکائے حتیٰ کہ اس کے جوڑے

۸۵۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ وَالْحَجَّاجُ بْنُ مِثَالٍ قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «إِنَّهَا لَا تَيِّمُ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى، فَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يَكْبُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَحْمَدُهُ، ثُمَّ يَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا أُذِنَ لَهُ فِيهِ وَتَبَسَّرَ» - فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ قَالَ: - «ثُمَّ يَكْبُرُ فَيَسْجُدُ فَيَمْكُنُ وَجْهَهُ» - قَالَ هَمَّامٌ: - وَرَبَّمَا قَالَ: «جَبَهَتُهُ مِنَ الْأَرْضِ، حَتَّى تَطْمِئِنَّ مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرِحِيَ، ثُمَّ يَكْبُرُ فَيَسْتَوِيَ قَاعِدًا عَلَى



۸۵۸- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء على ما أمر الله تعالى ح: ۴۶۰ من حديث الحجاج بن الميثال، والنسائي، ح: ۱۱۳۷ من حديث همام به، وصححه الحاكم على شرو الشيخين: ۱/ ۲۴۱، ۲۴۲، ووافقه الذهبي.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

اطمینان اور سکون سے ٹک جائیں۔ پھر تکبیر کہے اور درست ہو کر سرین پر بیٹھ جائے اور کمر کو سیدھی رکھے۔“
الغرض! اسی انداز میں نماز کا طریقہ بیان فرمایا حتیٰ کہ چاروں رکعات سے فارغ ہو جائے۔ ”کسی شخص کی نماز کامل نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ ایسے ہی کرے۔“

مُعَدِّهِ وَيَقِيمُ صَلْبَهُ» فَوَصَفَ الصَّلَاةَ هَكَذَا رُبْعَ رَكَعَاتٍ حَتَّىٰ فَرَغَ، «لَا تَيْمُّ صَلَاةٌ حَدِّكُمْ حَتَّىٰ يَفْعَلَ ذَلِكَ».

۸۵۹- جناب علی بن یحییٰ بن یحییٰ بن خالد نے حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کیا کہا: ”جب تم (نماز کے لیے) کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف رخ کرو تو اللہ اکبر کہو پھر ام القرآن (فاتحہ) اور قرآن سے کچھ پڑھو جو اللہ توفیق دے۔ جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور کمر کو لمبا رکھو۔“ اور فرمایا: ”جب سجدہ کرو تو اطمینان سے ٹک کر سجدہ کرو اور جب سجدے سے اٹھو تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ۔“

۸۵۹- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ وَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ نَلِيٍّ بْنِ يَحْيَىٰ بْنِ خَلَادٍ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ إِيْفِعٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: «إِذَا قُمْتَ تَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبَّرْتَ ثُمَّ أَقْرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ إِذَا رَكَعْتَ ضَعَّ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَأَمْدَدَ ظَهْرَكَ» قَالَ: «إِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ فَإِذَا نَعَتَ فَأَقْعُدْ عَلَى فِخْذِكَ الْيُسْرَى».

☀️ فائدہ: اس روایت میں قراءت فاتحہ کی تصریح ہے اور یہ ”مَا تَيْسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ“ کی تفسیر و توضیح ہے۔

۸۶۰- جناب علی بن یحییٰ بن خالد بن رافع اپنے والد سے وہ اپنے چچا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم اپنی نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ عز و جل کی تکبیر کہو پھر جو تمہیں قرآن سے آسان لگے وہ پڑھو۔“ اس روایت میں مزید فرمایا: ”جب تم نماز کے دوران میں بیٹھو تو اطمینان سے بیٹھو اور اپنی بائیں ران بچھاؤ پھر تشہد پڑھو“

۸۶۰- حَدَّثَنَا مُؤْمَلٌ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا شَمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي نَلِيٌّ بْنُ يَحْيَىٰ بْنِ خَلَادٍ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: «إِذَا أَنْتَ قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَكَبَّرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَقْرَأَ مَا تَيْسَّرَ لَكَ مِنَ الْقُرْآنِ» وَقَالَ فِيهِ: «فَإِذَا جَلَسْتَ

۸۵۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۴۰ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه ابن خزيمة،

ح: ۶۳۸، وابن حبان، ح: ۴۸۴.

۸۶۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲/ ۱۳۳، ۱۳۴ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة،

ح: ۵۹۷، ۶۳۸.



فِي وَسْطِ الصَّلَاةِ فَاطْمَنَنَّ وَافْتَرَشَ فَنَحَدَكَ
الْيُسْرَى، ثُمَّ تَشَهَّدَ، ثُمَّ إِذَا قُمْتَ فَمِثْلَ
ذَلِكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِكَ».

۸۶۱- حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ مُوسَى الْحُتَلَبِيُّ :
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ : أَخْبَرَنِي
يَحْيَى بْنُ عَلِيٍّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَادِ بْنِ رَافِعِ
الزُّرْقِيِّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ
رَافِعٍ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - فَقَصَّ هَذَا
الْحَدِيثَ قَالَ فِيهِ : «فَتَوَضَّأُ كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ
ثُمَّ تَشَهَّدُ فَأَقِمُّ ثُمَّ كَبِّرْ، فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ
فَأَقْرَأْ بِهِ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبِّرْهُ
وَهَلِّلْهُ» - وقال فيه : - «وَإِنْ انْتَقَصَتْ مِنْهُ
شَيْئًا انْتَقَصَتْ مِنْ صَلَاتِكَ» .

۸۶۱- جناب یحییٰ بن علیٰ بن یحییٰ بن خلد بن رافع
زرقی اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ حضرت رافع
بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا..... اور یہی حدیث بیان کی۔ اس میں کہا۔
”پھر وضو کرو جیسے کہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے اور (بعد
وضو) کلمہ شہادت پڑھو۔ پھر اقامت کہو۔ پھر اللہ
اکبر کہو (اور نماز شروع کرو)۔ اگر تمہیں قرآن یاد ہو
پڑھو ورنہ اللہ تعالیٰ کی تحمید تکبیر اور تہلیل کرو۔“
روایت میں مزید فرمایا ہے ”اگر تم نے اس سے کچھ کم
تو اپنی نماز سے کم کیا۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا چھ روایات ”حدیث مسنی الصلاة“ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ (یعنی وہ
آدی جس نے غلط انداز میں نماز پڑھی تھی) اس کا نام خلد بن رافع (رضی اللہ عنہ) ہے۔ ② علم نہ ہونے کے عذر سے انسان
کے افعال عبادت کسی طور بھی صحیح اور جائز نہیں ہو سکتے اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنے دین کا ضروری علم
حاصل کرنے کا اہتمام کرے اور یہ فرض ہے۔ ③ تعلیم و تربیت کی غرض سے طلبہ میں طلب علم اور اصلاح اغلاط کا
داعیہ اجاگر کرنے کے لیے مربی کو مختلف انداز اختیار کرنے چاہئیں۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے دو تین
بار نماز پڑھوائی۔ ④ اس حدیث میں نماز کے بہت سے مسائل آگئے ہیں اور کچھ رہ بھی گئے ہیں۔ ان کے متعلق ائمہ
حدیث یہ کہتے ہیں کہ شاید وہ ان سے واقف تھا۔ ⑤ وضو کی با ترتیب تکمیل اس کے بعد دعا منفرد کے لیے اقامت
ابتدائے نماز کے لیے لفظ اللہ اکبر کی تخصیص، ثنا اور فاتحہ، قراءت قرآن تکبیرات انتقال اور تسبیح، رکوع سجود میں کمر
کوسیدھا رکھنا بیٹھتے ہوئے اقعاء کی پاؤں بچھا کر بیٹھنا اور اطمینان و اعتدال ارکان ایسے مسائل ہیں جو نبی ﷺ
نے اپنی زبان مبارک سے اسے تعلیم فرمائے ہیں۔ فقہائے کرام نے ان مسائل میں فرض واجب سنت اور مستحب کی
اصطلاحات استعمال کی ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس طرح ان کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ فرمان رسول کے

۸۶۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصلوة، باب الإقامة لمن يصلي وحده، ح: ۶۶۸ من حديث
إسماعيل بن جعفر به، مختصراً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۵۵.

۲- کتاب الصلاة رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

سامنے سوائے تسلیم و تعظیم کے اور کسی بجزت کا سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ ① اس حدیث کے پس منظر میں سب سے اہم مسئلہ "اعتدال و اطمینان" کے وجود کا ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، خواہ مسجد نبوی میں کیوں نہ پڑھی جائے۔ ائمہ احناف میں سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وجوب اطمینان کی صراحت کی ہے۔ ② کچھ لوگوں نے [ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ] سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے کہ قراءت فاتحہ واجب نہیں ہے مگر یہ استدلال از حد ضعیف ہے۔ کیونکہ اس حدیث کی ایک سند (حدیث: ۸۵۹) میں [ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ] کی صراحت موجود ہے۔ یعنی فاتحہ کی قراءت کر دو اور جو اللہ توفیق دے۔ ان لوگوں کا استدلال ضعیف ہونے کی ایک نظیر یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حج کے مسائل میں فرمایا ہے: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرة: ۱۹۶) "اور جو کوئی عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کا فائدہ اٹھائے تو اس پر قربانی ہے جو اسے میسر آئے۔" اور ظاہر ہے کہ حج تمتع میں کم از کم قربانی ایک بکری ہے اور شرط ہے کہ اس کے دانت ٹوٹ کر پھر سے نکل چکے ہوں۔ جیسے کہ صحیح احادیث میں واضح ہے۔ "میسر آئے" کا مفہوم کسی صورت بھی کھلی چھوٹ نہیں بلکہ خاص صفت سے مخصوص ہے۔ ایسے ہی [ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ] کی توضیح سورت فاتحہ ہے جیسے کہ حدیث: ۸۵۹ اور دیگر صحیح و صریح احادیث میں آیا ہے۔ الآیہ کہ کوئی از حد عاجز ہو اور کچھ بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو تسبیح و تہلیل کر سکتا ہے۔ ③ [ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا] کے الفاظ کی روشنی میں مذکورہ آداب و تعلیمات کو ہر رکعت میں ملحوظ خاطر رکھنا لازمی ہے۔ اور اس میں سے اطمینان اور قراءت فاتحہ بھی ہے اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔



۸۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبِيبِيُّ : حضرت عبدالرحمن بن شبل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے
 ۸۶۲- رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ (نماز میں) کوئے کی طرح ٹھوکیں ماری جائیں یا درندے کی مانند پھیل کر بیٹھا جائے یا کوئی شخص مسجد میں (اپنے لیے) جگہ خاص کر لے جیسے کہ اونٹ خاص کر لیتا ہے۔ اور یہ لفظ تسمیہ کے ہیں۔

۸۶۲- حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الْحَكَمِ؛ ح: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ الْمَحْمُودِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَلٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبْعِ وَأَنْ يُوْطِنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوْطِنُ الْبُعَيْرُ. هَذَا لَفْظُ قُتَيْبَةَ.

۸۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، التطبيق، باب النهي عن نقرة الغراب، ح: ۱۱۱۳ من حديث الليث ابن سعد به، و صححه ابن خزيمة، ح: ۶۶۲، ۱۳۱۹، وابن حبان، ح: ۴۷۶، والحاكم، ۱/ ۲۲۹، ووافقہ الذهبي، وللحديث شواهد، منها شاهد ضعيف في المسند، ۵/ ۴۴۷ * فيه تميم بن محمود، ضعفه البخاري والجمهور.

☀️ فائدہ: نماز میں حیوانات سے مشابہت کی ممانعت آئی ہے جیسے کہ اونٹ کی طرح بیٹھنا۔ اور اس حدیث میں جلدی جلدی نماز پڑھنے کو کوئے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یا سجدے میں انسان اپنی کہنیاں زمین پر بچھالے تو درندے کی طرح پھیل کر بیٹھنے سے تشبیہ آئی ہے۔ ایسے ہی مسجد میں نماز کے لیے اپنے لیے جگہ مخصوص کرنا بھی ممنوع ہے۔ نماز کے بعد علمی حلقے کے لیے جگہ خاص کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۸۶۳- جناب سالم بزاز بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق بتائیے۔ وہ ہمارے سامنے مسجد میں کھڑے ہو گئے اور اللہ اکبر کہا (اور نماز شروع کی۔) جب رکوع کیا تو ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور انگلیوں کو ان (گھٹنوں) سے نیچے کیا اور کہنیوں کو (پہلوؤں سے) دور رکھا، حتیٰ کہ ہر ہر جوڑ اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر [سمع اللہ لمن حمدہ] کہا اور کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ہر ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ہاتھوں کو زمین پر رکھا۔ پھر کہنیوں کو پہلوؤں سے دور کیا، حتیٰ کہ ہر عضو اپنی جگہ پر ٹک گیا پھر (سجدے سے) اپنا سر اٹھایا اور بیٹھے، حتیٰ کہ ہر ہر عضو اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر (دوسرے سجدے میں) بھی ایسے ہی کیا۔ پھر اسی طرح چار رکعتیں پڑھیں اور اپنی نماز پوری کی پھر فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

۸۶۳- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَالِمِ الْبَرَّادِ قَالَ: أَتَيْتَنَا عُقْبَةُ بْنُ عَمْرِو الْأَنْصَارِيُّ أَبَا مَسْعُودٍ فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَامَ بَيْنَ أَيْدِينَا فِي الْمَسْجِدِ فَكَبَّرَ، فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ وَجَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقَامَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ جَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَجَلَسَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا، ثُمَّ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِثْلَ هَذِهِ الرُّكُوعَةِ، فَصَلَّى صَلَاتَهُ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي.



☀️ فوائد و مسائل: ① نماز میں اعتدال واطمینان واجب ہے۔ اس کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے۔ ② رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا، بلکہ گھٹنوں کو پکڑنا منسنون ہے۔ (سنن نسائی حدیث: ۱۰۳۶۱۰۳۵) جب کہ تطبیق منسوخ ہے۔ ③ رکوع اور سجدے میں کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھنا چاہیے۔

۸۶۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب مواضع الراحيتين في الركوع، ح: ۱۰۳۶۷ من حديث عطاء بن السائب به وحدث به قبل اختلاطه وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۹۸ والحاكم ۱/ ۲۳۴ ووافقه الذهبي.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

باب: ۱۴۴، ۱۴۵- نبی ﷺ کا فرمان: ہر وہ (فرض) نماز جسے نمازی نے پورا نہ کیا ہو اسے اس کے نوافل سے پورا کیا جائے گا

۸۶۴- انس بن حکیم ضمی سے مروی ہے کہا کہ وہ زیاد یا ابن زیاد کے خوف سے مدینہ آ گیا اور یہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگی۔ انہوں نے مجھ سے میرا نسب معلوم کیا تو میں نے انہیں بتا دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا: اے جوان! کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے! (استاد) یونس کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ”قیامت کے روز لوگوں کے اعمال میں سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہوگا وہ ان کی نماز ہوگی۔ ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ (پہلے ہی) خوب جاننے والا ہے میرے بندے کی نماز دیکھو! کیا اس نے اس کو پورا کیا ہے یا اس میں کوئی کمی ہے؟ چنانچہ وہ اگر کامل ہوئی تو پوری کی پوری لکھ دی جائے گی اور اگر اس میں کوئی کمی ہوئی تو فرمائے گا کہ دیکھو! کیا میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں؟ اگر نفل ہوئے تو وہ فرمائے گا کہ میرے بندے کے فرضوں کو اس کے نفلوں سے پورا کر دو۔ پھر اسی انداز سے دیگر اعمال لیے جائیں گے۔“

(المعجم ۱۴۴، ۱۴۵) - باب قولِ النَّبِيِّ ﷺ: كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُتِمُّهَا صَاحِبُهَا تُتَمُّ مِنْ تَطَوُّعِهِ (التحفة ۱۵۰)

۸۶۴- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ الضَّبِّيِّ قَالَ: خَافَ مِنْ زِيَادٍ أَوْ ابْنِ زِيَادٍ فَآتَى الْمَدِينَةَ فَلَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: فَسَنَّبَنِي فَأَنْتَسَبْتُ لَهُ، فَقَالَ: يَا فَتَى: أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى رَحِمَكَ اللَّهُ. قَالَ يُونُسُ: وَأُحْسِبُهُ ذَكَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ النَّاسُ بِهِ يَوْمَ لِقَايَتِهِمْ مِنَ أَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ، قَالَ: يَقُولُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ: انظُرُوا نِي صَلَاةَ عَبْدِي أَتَمَّهَا أَمْ نَقَصَهَا؟ فَإِنْ كَانَتْ تَامَةً كُتِبَتْ لَهُ تَامَةً وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ بِهَا شَيْئًا. قَالَ: انظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ: أَتَمَّوْا عَبْدِي فَرِيضَتَهُ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ تَوَخَّذُوا لِأَعْمَالٍ عَلَى ذَاكَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ حدیث ۸۶۶ اس کی مؤید ہے۔ ② قیامت کے روز اعمال کا محاسب حق ہے۔ ③ شہادتین کے بعد نماز دین کا اہم ترین رکن ہے اور حقوق اللہ میں سے اسی کا سب

۸۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/۴۲۵ من حديث إسماعيل به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۴۲۵، صححه الحاكم: ۱/۲۶۲، ووافقه الذهبي وللحديث شواهد في الحسن البصري مدلس وعن ابن زبدي، هو ضعيف والحديث الآتي: ۸۶۶ يعني عنه.



۲- کتاب الصلاة رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

سے پہلے حساب ہوگا۔ (سنن نسائی، حدیث: ۳۶۶) جبکہ حقوق العباد میں سب سے پہلے خونوں کا حساب لیا جائے گا۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۶۵۳۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۱۶۷۸) @ فرائض کی ادائیگی میں کسی بھی تقصیر سے انسان کو محتلا رہنا چاہیے نیز نوافل کا بھی خوب اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ ان ہی سے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ @ نوافل بالخصوص سنن راتبہ (مؤکدہ) رسول اللہ ﷺ کی سنت متواترہ ہیں۔ سفر کے علاوہ آپ نے انہیں کبھی ترک نہیں فرمایا بلکہ بعض اوقات تاخیر ہونے پر ان کی قضا بھی ادا کی ہے۔ کچھ صالحین کا کہنا ہے کہ سنن و نوافل کی پابندی فرائض پر پابندی کے لیے مہینز کا کام دیتی ہے۔ اور جو شخص سنن میں غفلت کرتا ہے عین ممکن ہے فرائض میں غفلت کا مرتکب ہو جائے۔ @ وہ احادیث جن میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ نو مسلم بدویوں کو صرف فرائض کی پابندی کے عہد پر انہیں جنت کی خوشخبری دی ہے وہ اول تو ابتدائے اسلام کی بات ہے۔ یہی لوگ جوں جوں حق کو سمجھتے گئے نوافل میں بہت آگے بڑھتے چلے گئے جیسے کہ ان کی سیرتیں واضح کرتی ہیں۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی صحبت مبارکہ سے انہیں ایسا تزکیہ حاصل ہو جاتا تھا کہ ان کے فرائض ہی اس اعلیٰ پائے کے ہو جاتے تھے کہ وہ نوافل نہ بھی پڑھتے تو ان کی کامیابی کی ضمانت اور خوشخبری زبان رسالت سے جاری ہو گئی تھی لہذا دیگر مسلمانوں کا اس معاملے میں اپنے آپ کو ان پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے اور صرف فرائض پر تکیہ کرنا ٹھیک نہیں ہے بلکہ ”یَوْمُ الْحُسْرَةِ“ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مزید درمزد تقرب اِلَى اللّٰهِ کی کوشش کرنی چاہیے۔ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ. ہاں بعض اوقات کسی عذر کی بنا پر سنتیں رہ جائیں تو ان کی قضا کرنا واجب نہیں ہے۔



- ۸۶۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : ۸۶۵- بنی سلیط کے ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی (مذکورہ بالا حدیث) کی مانند روایت کیا۔
- ۸۶۶- حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ .
- ۸۶۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : ۸۶۶- جناب زرارہ بن اوفی نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی بیان کیا۔ کہا ”پھر زکاۃ کا محاسبہ ہوگا۔ پھر باقی اعمال اسی انداز سے لیے جائیں گے۔“
- ۸۶۶- حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْمَعْنَى قَالَ : «ثُمَّ الزَّكَاةُ مِثْلَ ذَلِكَ . ثُمَّ تَوَخَّذْ الْأَعْمَالَ عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ» .

۸۶۵- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۸۶۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في أول ما يحاسب به العبد الصلوة، ح: ۱۴۲۶ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲۶۳، ۲۶۶، ۲۶۳.

۲- کتاب الصلاة رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

☀️ فائدہ: یعنی تمام اعمال میں پہلے فرض کو دیکھا جائے گا وہ کامل ہوئے تو بہتر ورنہ اس کے بعد نوافل سے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ جیسے نفل نمازوں سے فرض نمازوں کی اور نفل صدقے سے فرضی زکوٰۃ کی کمی پوری کی جائے گی۔

(المعجم ۱۴۵، ۱۴۶) - باب تَفْرِيعُ
أَبْوَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَوَضْعِ الْيَدَيْنِ
عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ (التحفة ۱۵۱)

باب: ۱۳۶۱۳۵- رکوع و سجود کے احکام اور
ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا

۸۶۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُورَ .
قال أبو داود: وَاسْمُهُ وَقَدَانُ، عن
مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ
أَبِي فَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيْ، فَتَهَانِي عن
ذَلِكَ، فَعُدْتُ . فقال: لا تَضَعُ هَذَا فَإِنَّا كُنَّا
نَفْعَلُهُ، فَتَهَيْنَا عن ذَلِكَ وَأَمْرَنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِينَا
عَلَى الرُّكْبِ .

۸۶۷- جناب مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ
میں نے اپنے ابا جان (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)
کے پہلو میں نماز پڑھی۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں کو
(رکوع میں) اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھا تو انہوں نے
مجھے اس سے منع فرمایا۔ میں نے پھر ویسے ہی کیا تو انہوں
نے کہا: ایسے مت کرو۔ ہم (صحابہ رسول) یہ کیا کرتے
تھے مگر ہمیں اس سے روک دیا گیا تھا اور حکم دیا گیا کہ ہم
اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا کریں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ کہنا کہ ”ہمیں حکم دیا گیا۔“ یا ”ہمیں روک دیا گیا۔“ یا ”ہم ایسے ایسے کیا کرتے تھے۔“ یہ سب مرفوع احادیث کے معنی میں آتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی تھا جو انہیں ایسی ہدایات دیتا۔ ② رکوع میں تطبیق یعنی گھٹنوں کے درمیان ہاتھ دے کر کھڑے ہونا منسوخ عمل ہے۔ صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یا چند ایک صحابہ ہی اس پر عمل کرتے رہے تھے۔ جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

۸۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ
عن إبراهيم، عن عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عن
عَبْدِ اللَّهِ قال: إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَفْرِشْ
ذِرَاعِيهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَلْيَطْبُقْ بَيْنَ كَفَيْهِ فَكَأَنِّي

۸۶۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے انہوں نے کہا: جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو
اپنے بازوؤں کو اپنی رانوں پر بچھا لیا کرے اور اپنی
ہتھیلیوں کو ایک دوسری میں دے لیا کرے، گویا کہ میں
دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں ایک دوسری

۸۶۷- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب وضع الأُكف على الركب في الركوع، ح: ۷۹۰ من حديث شعبة،
ومسلم، المساجد، باب النذب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق، ح: ۵۳۵ من حديث أبي يعفور به .
۸۶۸- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النذب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق،
ح: ۵۳۴ من حديث أبي معاوية الضوير به، وقال أبو معاوية عند البيهقي: ۸۳ / ۲: " هذا قد ترك "

أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . کے اندر ہیں۔

(المعجم ۱۴۶، ۱۴۷) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ (التحفة ۱۵۲)

۸۶۹- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ [الواقعة: ۷۴] قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ»، فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ [الأعلى: ۱] قَالَ: «اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ».

۸۶۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اپنے رکوع میں کرو۔“ (یعنی [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] کہا کرو) اور جب ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ نازل ہوئی تو فرمایا: ”اسے اپنے سجدوں میں کرو۔“ (یعنی [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] کہا کرو۔“)



🌞 **مطوظہ:** یہ تسبیحات صحیح اسانید سے ثابت ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل بھی ہے۔ نبی ﷺ بذات خود رکوع اور سجود میں یہ تسبیحات پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، حدیث ۷۷۳) مذکورہ دونوں روایات (۸۶۹ اور ۸۷۰) شیخ البانی کے نزدیک سناضعیف ہیں۔ لیکن شواہد کی بنا پر یہ اضافہ ان کے نزدیک صحیح ہے۔ دیکھیے (مفصل سنن ابی داؤد وصفة الصلاة للألبانی)

۸۷۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: جَابِ الْيُوبِ بْنِ مَوْسَى يَامُوسَى بْنِ يُوبَ نَ ابْنِي قَوْمِ كَ اِيك آءى سَ انهُونَ نَ حُفرت عَقِبَه بن عامر رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور اضافہ کیا ہے کہ (ان آیات کے اترنے پر) رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو کہتے: ”[سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ]“

۸۶۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب التسبيح في الركوع والسجود، ح: ۸۸۷ من حديث عبدالله بن المبارك به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۷۰، وابن حبان، ح: ۵۰۶، والحاكم: ۴۷۷/۲، ووافقه الذهبي هاهنا.

۸۷۰- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۸۶/۲ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۲- کتاب الصلاة رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ» ثَلَاثًا .
وَبِحَمْدِهِ [تین بار اور جب سجدہ کرتے تو کہتے] «سُبْحَانَ
رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ [تین بار-»
وَبِحَمْدِهِ» ثَلَاثًا .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ نَخَافُ
أَنْ لَا تَكُونَ مَحْفُوظَةً .
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: انْفَرَدَ أَهْلُ مِصْرَ
بِاسْتِنَادِ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ: حَدِيثِ الرَّبِيعِ
وَحَدِيثِ أَحْمَدَ بْنِ يُونُسَ .

🌞 **ملاحظہ:** حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ علامہ ابن الصلاح وغیرہ نے [وَبِحَمْدِهِ] کے اضافے کا انکار کیا ہے، مگر متعدد اسانید کی بنا پر اسے تقویت مل جاتی ہے اور یہ انکار قابل توجہ نہیں رہتا۔ امام احمد سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں [وَبِحَمْدِهِ] کے لفظ نہیں کہتا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار، باب الذکر فی الركوع والسجود: ۲/۴۷۲)

۸۷۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ: قُلْتُ لِسَلِيمَانَ: أَدْعُو فِي
الصَّلَاةِ إِذَا مَرَرْتُ بِآيَةِ تَخَوُّفٍ، فَحَدَّثَنِي
عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُسْتَوْرِدٍ، عَنْ
صَلَةَ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ حُدَيْفَةَ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ:
«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ». وَفِي سُجُودِهِ:
«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى»، وَمَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ
إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَسَأَلَ، وَلَا بِآيَةِ عَذَابٍ
إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَتَعَوَّدَ.

۸۷۱- جناب شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے
سلیمان بن مهران اعمش سے پوچھا: کیا میں نماز میں
تخویف کی آیات پڑھتے وقت دعا کر لیا کروں؟ تو انہوں
نے مجھے بسند سعد بن عبیدہ بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ
نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ رکوع میں
[سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] اور سجدے میں [سُبْحَانَ
رَبِّيَ الْأَعْلَى] پڑھتے تھے۔ اور اشائے قراءت میں
جس کسی آیت رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور
سوال کرتے اور جس کسی آیت عذاب سے گزرتے تو
وہاں رکتے اور پناہ مانگتے۔

🌞 **نوٹ:** مسائل: ① قراءت قرآن انتہائی غور و فکر سے کرنی چاہیے، خواہ نماز کے دوران میں ہو یا اس کے علاوہ۔

۸۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرین، باب استحباب تطویل القراءة فی صلوة اللیل، ح: ۷۷۲ من
حدیث سلیمان الأعمش به .

① تلاوت قرآن کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ رحمت کی آیات پر دعا اور آیات عذاب پر تَعَوُّذُ کیا جائے اور یہ بھی ممکن ہے جب اس کا ترجمہ و مفہوم آتا ہو۔ لہذا علم حاصل کرنا چاہیے۔

۸۷۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ : ۸۷۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حَدَّثَنَا هِشَامٌ : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ ، عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ وَرُكُوعِهِ : «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ» .

کہ نبی ﷺ اپنے سجدہ اور رکوع میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے [سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] ”میرا رب شراکت‘ سا جھے داری اور دیگر تمام نقائص و عیوب سے بالکل پاک ہے۔ فرشتوں کا رب ہے اور روح کا بھی۔“

۸۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ : حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ : فُئِمْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ فَقَامَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ لَا يَمُرُّ بِآيَةٍ رَحْمَةً إِلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ ، وَلَا يَمُرُّ بِآيَةٍ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ . قَالَ : ثُمَّ رَكَعَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ : «سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعِظَمَةِ» ، ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِأَلِ عِمْرَانَ ، ثُمَّ قَرَأَ سُورَةَ سُورَةَ .

۸۷۳- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قیام کیا‘ آپ نے قیام کیا تو سورہ بقرہ کی تلاوت فرمائی۔ آپ جس کسی آیت رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور دعا کرتے اور جس کسی آیت عذاب سے گزرتے تو وہاں رکتے اور تَعَوُّذُ کرتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا‘ اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا۔ آپ اپنے رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے: [سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعِظَمَةِ] ”پاک ہے وہ ذات جو غلبہ و قوت‘ ملکیت‘ بڑائی اور عظمت والی ہے۔“ پھر آپ نے سجدہ کیا‘ اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا۔ اور آپ اپنے سجدے میں بھی وہی دعا پڑھتے رہے۔ پھر کھڑے ہوئے اور سورہ آل عمران کی قراءت فرمائی۔ پھر ایک سورت پڑھی (بعد ازاں ایک اور) سورت پڑھی۔“



۸۷۲- تخریج : أخرجه مسلم ، الصلاة ، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ ، ح : ۴۸۷ من حديث قتادة به .

۸۷۳- تخریج : [إسناده صحيح] أخرجه النسائي ، التطبيق ، باب : نوع آخر من الذكر في الركوع ، ح : ۱۰۵۰ من حديث معاوية بن صالح به ، وانظر ، ح : ۸۷۱ .

۸۷۴- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ کہتے تھے اللہ اکبر تین بار [ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْکِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ] ”اللہ سب سے بڑا ہے، کامل ملکیت والا، غلبے والا بڑا ہی اور عظمت والا۔“ پھر آپ نے ثنا پڑھی۔ پھر سورہ بقرہ کی قراءت کی۔ پھر رکوع کیا اور آپ کا رکوع آپ کے قیام جیسا تھا آپ رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] پھر رکوع سے سراٹھایا۔ آپ کا یہ قیام پہلے قیام کی مانند (لمبا) تھا۔ آپ یہاں پڑھتے تھے [لِرَبِّيَ الْحَمْدُ] ”میرے رب کی حمد ہے۔“ پھر سجدہ کیا تو آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کی مانند تھا۔ اور آپ سجدے میں کہتے تھے [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] ”پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند و بالا ہے۔“ پھر آپ نے سجدے سے سراٹھایا اور سجدوں کے درمیان بیٹھے اتنی دیر جتنی کہ سجدے میں لگائی اور اس دوران میں کہتے تھے [رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي] چنانچہ آپ نے چار رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورہ بقرہ آل عمران نساء اور مائدہ یا انعام کی تلاوت کی۔ شعبہ کوشک ہوا ہے۔

باب: ۱۳۷، ۱۳۸- رکوع اور سجدے میں

دعا کرنے کا بیان

۸۷۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

۸۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَالِيُّ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ نَمْرُو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْرَةَ مَوْلَى لَأَنْصَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْسٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» ثَلَاثًا «ذُو لَمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْکِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ». ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ، ثُمَّ إِكْرَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ». ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ يَقُولُ: «لِرَبِّيَ الْحَمْدُ» ثُمَّ يَسْجُدُ فَكَانَ سُجُودَهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، فَكَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى»، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، وَكَانَ يَقَعُدُ فِيمَا بَيْنَ السُّجُودَيْنِ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ، وَكَانَ يَقُولُ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي»، فَصَلَّى أَرْبَعَ كَعَابٍ فَقَرَأَ فِيهِنَّ الْبَقْرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ أَوْ الْأَنْعَامَ شَكَّ شُعْبَةُ.

(المعجم ۱۴۷، ۱۴۸) - باب الدعاء

في الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ۱۵۳)

۸۷۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَأَحْمَدُ

۸۷۴- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب ما يقول في قيامه ذلك، ح: ۱۰۷۰ من حديث شعبة به، رجل من بني عبس هو صلة بن زفر كما جاء في رواية ابن ماجه، ح: ۸۹۷، والطيالسي، ح: ۴۱۶.

۸۷۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ؟، ح: ۴۸۲ من حديث عبدالله بن وهب به.

۲- کتاب الصلاة

..... رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

ﷺ نے فرمایا: ”سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے لہذا سجدے میں بہت زیادہ دعا کیا کرو۔“ -

ابن عمرو بن السرح ومحمد بن سلمة قالوا: أخبرنا ابن وهب: أخبرنا عمرو يعني ابن الحارث، عن عمارة بن غزينة، عن سمي مؤلى أبي بكر أنه سمع أبا صالح ذكوان يحدث عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: «أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجداً فكثيروا الدعاء».

۸۷۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے مرض وفات کے دنوں میں) پردہ ہٹایا جبکہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”لوگو! نبوت کی خوشخبری پورے میں سے صرف اچھا خواب ہی باقی رہ گیا ہے جسے مسلمان دیکھ لیتا ہے یا (کسی کیلئے) اسے دکھا دیا جا رہے ہے اور مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت اور سجدے میں دعا خوب کیا کرو۔ یہ اس لائق ہوتی ہے کہ قبول کر لی جائے۔“

۸۷۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْبَانٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُهَيْمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَشَفَ السَّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مَسْرَاتِ النَّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى لَهُ، وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاجِعًا أَوْ سَاجِدًا، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظُمُوا الرَّبَّ فِيهِ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِينٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ».



☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مصلیٰ نبوی پر کھڑے ہونا نبی ﷺ کے لیے باعث الطینان و تسکین ثابت ہوا تھا اور اسی کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی اَحَقِّیَّت (سب سے زیادہ حق دار ہونے) کا قرینہ سمجھا گیا۔ ② اچھا خواب مسلمان کے لیے خوشخبری کا باعث ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات انسان خود دیکھتا ہے یا کسی دوسرے مسلمان کو دکھا دیا جاتا ہے۔ ③ اسی سے بعض علماء نے یہ دقیق سا استنباط کیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے استخارہ کر سکتا ہے۔ (نیو انگلی حدیث کے فوائد ملاحظہ فرمائیے) ④ رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت جائز نہیں۔ ⑤ سجدے میں دعا بہت زیادہ ہونی چاہیے۔ اس کی قبولیت کی بہت امید ہوتی ہے۔

۸۷۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ۴۷۹ من حديث سفيان به.

۸۷۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 ۸۷۷- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
 رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا
 پڑھا کرتے تھے: [سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي] ”پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے
 رب! اور اپنی حمد کے ساتھ۔ اے اللہ! مجھے بخش دے۔“
 آپ ﷺ اس دعا سے قرآنی تعلیم پر عمل فرماتے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اس دعا کا پس منظر یہ ہے کہ جب سورہ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ﴾ نازل ہوئی تو اس میں یہ
 ارشاد ہوا کہ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ ”سو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس
 سے استغفار کیجیے بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔“ توفیقی ﷺ نے مذکورہ دعا کو رکوع اور سجدے میں اپنا معمول
 بنالیا۔ ② اس دعا میں تسبیح، تحمید اور دعائیں چیزیں جمع ہیں۔ اور سابقہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ”رکوع میں اپنے
 رب کی عظمت اور سجدے میں دعا خوب کیا کرو“ تو ان دونوں احادیث کو جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ رکوع میں تسبیح و
 تحمید کے ساتھ ساتھ دعا جائز ہے اور ایسے ہی سجدے میں دعا کے ساتھ تسبیح و تحمید بھی۔ ③ اس کی دوسری توجیہ یہ بھی
 بیان ہوئی ہے کہ رکوع میں تعظیم رب اور سجدے میں کثرت دعا افضل واولیٰ ہے۔ اور اس مقصد کے لیے ماثر کلمات کا
 انتخاب ہی ارفع ہے۔ نوافل میں حسب مطلب بھی دعا جائز ہے۔

۸۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا
 ۸۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 نبی ﷺ اپنے سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللَّهُمَّ
 اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةً وَجِلَّةً، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ [ابن
 سرح نے مزید یہ الفاظ بھی بیان کیے۔] «عَلَانِيَتَهُ،
 وَسِرَّهُ» [”اے اللہ! میرے سب ہی گناہ معاف فرمادے
 چھوٹے بڑے پہلے پچھلے اور جو ظاہر یا چھپے ہوئے ہیں۔“
 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا
 ابْنُ وَهْبٍ ؛ ح : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ السَّرْحِ :
 أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ : أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ
 عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَرْبِيَّةَ ، عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي
 بَكْرٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ
 النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ : «اللَّهُمَّ
 اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةً وَجِلَّةً، وَأَوَّلَهُ
 وَآخِرَهُ» . رَأَى ابْنَ السَّرْحِ : «عَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ» .

☀️ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی اس انداز کی دعائیں اظہارِ شکر اور عبادت کے لیے تھیں اور امت کے

۸۷۷- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة إذا جاء نصر الله والفتح، باب: ۲: ح ۴۹۶۸، ومسلم، الصلوة،

باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ۴۸۴ من حديث جرير به .

۸۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ۴۸۳ عن ابن السرح به .

لئے تعلیم بھی ⑤ مذکورہ اور آگے آنے والی دعاؤں سے یہ بات بھی پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں نہ متماثل بلکہ اللہ تعالیٰ کے عبد کامل اور عبد مامور (حکم الہی کے پابند) ہیں۔

۸۷۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (ان کے بستر سے) گم پایا تو میں نے انہیں ان کے مصلے پر ٹٹولا تو پایا کہ آپ سجدے میں تھے۔ آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ کلمات پڑھ رہے تھے: «أَعُوذُ بِرِضَاكَ..... الخ» (اے اللہ!) میں تیری ناراضی سے تیری رضامندی کی اور تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تجھ سے (ڈر کر) تیری ہی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریفات شمار نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے۔“

۸۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَمَسْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ وَقَدَمَاهُ مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ».

باب: ۱۳۹۱۳۸- نماز میں دعا کرنا

(المعجم ۱۴۸، ۱۴۹) - باب الدعاء

في الصلوة (التحفة ۱۵۴)

۸۸۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا کرتے تھے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ..... الخ» (اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں مجھے مسیح دجال کے فتنے سے محفوظ رکھ مجھے زندگی اور موت کے فتنوں سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! مجھے گناہ کے کاموں اور قرضے سے بچائے رکھ۔“ کسی نے کہا کہ آپ قرضے سے بہت پناہ مانگتے ہیں؟ (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ

۸۸۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْتَمِّ وَالْمَعْرَمِ»، فَقَالَ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ



۸۷۹- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ۴۸۶ من حديث عبدة بن سليمان به .
 ۸۸۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ۸۳۲، ومسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلوة، ح: ۵۸۹ من حديث شعيب بن أبي حمزة به .

مَا تَسْتَعِيدُ مِنَ الْمَغْرَمِ، فَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ بِنْدِهِ جِبْرَةٌ قَرَضَ لِيَتَايَأَ تَوْبَاتٍ كَرَّتَا هِيَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَّبَ رَوَعَدَا فَأَخْلَفَ». تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① دجال کے معنی ہیں ”انتہائی فریبی۔“ اور ”سج“ سے مراد [مَسْجُوحُ الْعَيْنِ] ہے یعنی ایک آنکھ سے کاٹنا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مسیح کہا جاتا ہے وہ بمعنی [مَسِيح] ہے یعنی ان کے ہاتھ پھیرنے سے مریضوں کو شفا مل جاتی تھی۔ یا یہود کے یہاں اصطلاحاً ہر اس شخص کو مسیح کہتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لیے مامور ہوتا تھا۔ ② زندگی کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا کے بکھیروں میں الجھ کر رہ جائے اور دین کے تقاضے پورے نہ کر سکے۔ ③ موت کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ آخر وقت میں کلمہ توحید سے محروم رہ جائے یا کوئی اور نامناسب کلمہ یا کام کر بیٹھے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ۔ ④ نماز اللہ کے قرب کا موقع ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کو اپنی دنیا و آخرت کی حاجات طلب کرنے کا حریص ہونا چاہیے۔ (بالخصوص تشہد کے آخر اور سجدوں میں۔) ⑤ قرض سے انسان کو حتی الامکان بچنا چاہیے۔ اگر ناگزیر ہو تو اپنے وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اتنا قرض لے کہ وہ حسب وعدہ ادا کر سکے تاکہ جھوٹ بولنے کی یا وعدہ خلافی کی نوبت نہ آئے۔

۸۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دَاوُدَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةٍ تَطَوُّعٍ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، وَبِئْسَ مَا لَهَا مِنْ النَّارِ، وَبِئْسَ مَا لَهَا مِنَ النَّارِ» دوزخیوں کے لیے۔“

۸۸۱- جناب عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، کہا کہ میں نے (ایک بار) رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی۔ میں نے آپ کو سنا کہتے تھے: [أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، وَبِئْسَ مَا لَهَا مِنَ النَّارِ، وَبِئْسَ مَا لَهَا مِنَ النَّارِ] ”آگ سے اللہ کی پناہ۔ ہلاکت ہے دوزخیوں کے لیے۔“

☀️ فائدہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے البتہ حضرت حذیفہ اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کی حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے لہذا اثنائے تلاوت میں حسب مضمون ”تعوذ“ جائز ہے۔

۸۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ

۸۸۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ایک بدوی نے نماز میں یوں کہا:

۸۸۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إمامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلوة الليل، ح: ۱۳۵۲ من حديث ابن أبي ليلي به * محمد بن أبي ليلي ضعيف كما تقدم، ح: ۷۵۲.

۸۸۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب الكلام في الصلوة، ح: ۱۲۱۷ من حديث ابن شهاب به، ورواه البخاري، ح: ۶۰۱۰ من حديثه نحوه، وللحديث طرق، انظر، ح: ۳۸۰.

کوع اور تہجد کے احکام و مسائل

أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ فِي الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْنَا مَعَنَا أَحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: «لَقَدْ تَحَجَّرَتْ وَاسِعًا»، يُرِيدُ رَحْمَةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْنَا مَعَنَا أَحَدًا) "اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ فرما۔" جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو اس بدوی سے کہا: "تو نے وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔" آپ ﷺ کا اشارہ اللہ عزوجل کی رحمت کی طرف تھا۔

☀️ فائدہ: اس انداز سے دعائیں کرنی چاہیے اور یہ دعا کرنے والا وہی اعرابی تھا جس نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا جیسے کہ جامع الترمذی کی حدیث (۱۳۷) سے معلوم ہوتا ہے۔

۸۸۳- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَرَأَ سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى».

۸۸۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی ﷺ جب ﴿سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اپنے رب اعلیٰ کی تسبیح بیان کیجئے کی تلاوت کرتے تو (جواباً) فرماتے: «سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى» [پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند و بالا ہے۔]

قال أَبُو دَاوُدَ: خُوْلِفَ وَكَيْعٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، رَوَاهُ أَبُو وَكَيْعٍ وَشُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا.

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں وکیع کی مخالفت کی گئی ہے۔ ابوداؤد اور شعبہ نے اسے بواسطہ ابواسحاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما موقوفاً بیان کیا ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز اور غیر نماز میں آیات کا جواب ثابت ہے ان میں سے ایک مقام یہ بھی ہے۔ ② یہ حدیث صرف قاری یعنی قراءت اور تلاوت قرآن کرنے والے کے لیے ہے۔ اس سے مقتدی یا سامع کا جواب دینا بہر حال ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے مقتدی اور سامع کیلئے بہتر ہے کہ وہ جواب دینے سے اجتناب کرے۔ واللہ اعلم۔

۸۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: ۸۸۴- جناب موسیٰ بن ابی عائشہ (تالیفی) بیان

۸۸۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۳۲ عن وكيع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۶۳، ۲۶۴، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف * وأبو إسحاق عنعن.

۸۸۴- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۳۱۰ من حديث أبي داود به * موسى لم يسمعه من الصحابي، بينهما رجل، كما صرح به ابن أبي حاتم وغيره، فالسند معطل.

کرتے ہیں کہ (صحابہ میں سے) ایک صاحب اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھاتے تھے۔ تو جب وہ (سورۃ قیامہ کی آخری آیت) ﴿الَّذِينَ لَا يَدْرُونَ أَيَّامًا يَأْتِيهَا﴾ کی آیت پڑھتے تو (جواب میں) کہتے "کیا اللہ قدرت نہیں رکھتا کہ وہ مردوں کو زندہ کر دے؟" پڑھتے تو (جواب میں) کہتے [سُبْحَانَكَ قَبْلَى] "اے اللہ! تو پاک ہے تو یقیناً قدرت رکھتا ہے۔" لوگوں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

حدثني مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَوْقَ بَيْتِهِ وَكَانَ إِذَا قَرَأَ ﴿الَّذِينَ لَا يَدْرُونَ أَيَّامًا يَأْتِيهَا﴾ [القيامة: ٤٠] قَالَ: سُبْحَانَكَ قَبْلَى. فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ امام احمد کا کہنا ہے کہ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ فرض نمازوں میں قرآنی دعائیں کی جائیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَحْمَدُ: يُعْجِبُنِي نِي الْقَرِيضَةِ أَنْ يَدْعُوَ بِمَا فِي الْقُرْآنِ.

باب: ۱۴۹، ۱۵۰- رکوع اور سجود کے کی مقدار

(المعجم ۱۴۹، ۱۵۰) - باب مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ۱۵۰)

۸۸۵- جناب سعید جریری سعیدی سے وہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو ان کی نماز میں بڑے غور سے دیکھا ہے۔ آپ اپنے رکوع اور سجود میں اتنی دیر رکھتے تھے کہ [سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ] تین بار کہہ لیں۔

۸۸۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْجَرِيرِيُّ عَنْ لَسْعَدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي صَلَاتِهِ، فَكَانَ يَتَمَكَّنُ نِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ قَدْرَ مَا يَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا.

۸۸۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا بیان ہے

۸۸۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ

۸۸۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۷۱/۵ من حديث خالد بن عبد الله بن مسعود مجهول كما قال لمندري، وقال الحافظ في التفریب: "لا يعرف ولم يسم".

۸۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التسيب في الركوع والسجود، ح: ۲۶۱، وابن ماجه، ح: ۸۹۰ من حديث ابن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "ليس إسناده متصل، عون بن عبد الله بن عتبة لم يلق ابن مسعود" وإسحاق بن يزيد مجهول.

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو تین دفعہ کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔ اور جب سجدہ کرے تو کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] تین بار۔ اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔“

الْأَهْوَاذِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهَدَلِيِّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَذَلِكَ أَذْنَاهُ، فَإِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى ثَلَاثًا، وَذَلِكَ أَذْنَاهُ».

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مُرْسَل (منقطع) ہے۔ عون نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو نہیں پایا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا مُرْسَلٌ، وَعَوْنٌ لَمْ يُدْرِكْ عَبْدَ اللَّهِ.



سُورَةُ الْمُنْفِقِينَ: ۱۰۰-۱۰۱ (۸۷۳-۸۷۲) مگر تعداد کم از کم تین ہو اس سلسلے میں شاید ہی کوئی حدیث صحیح ہو۔ سب ضعیف ہیں۔ البتہ کثرت تعداد سے انہیں کچھ تقویت ملتی ہے۔ دیکھیے (مرعاة المفاتیح حدیث: ۸۸۶) شیخ البانی رحمہ اللہ نے متعدد طرق کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی فعلی حدیث یعنی جس میں تین تین بار تسبیحات کہنے کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے عملاً ملتا ہے اسے صحیح قرار دیا ہے جبکہ وہ روایات جن میں تین تین بار تسبیحات کہنے کا حکم ہے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے (صفة الصلاة: ص ۱۳۲، ۱۳۵) اس طرح گویا فضل رسول (ﷺ) سے تو مذکورہ تسبیحات کا تین تین مرتبہ کہنے کا اثبات ہوتا ہے۔

۸۸۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم میں سے سورہ ﴿وَالزَّيْتُونَ﴾ پڑھے اور اس کے آخر میں ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟“ پر پہنچے تو کہے: بلی! وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ [کیوں نہیں! اور میں اس کی گواہی دیتے والوں میں سے ہوں۔“ اور جو سورہ القیامہ پڑھے اور

۸۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَعْرَابِيًّا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ بِالزَّيْتِينَ وَالزَّيْتُونَ فَانْتَهَى إِلَى آخِرِهَا ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ فَلْيَقُلْ: بَلَى وَأَنَا عَلَى

۸۸۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الزين، ح: ۳۳۴۷ من حديث سفیان به، مختصراً * الأعرابي مجهول، وله طرق كلها ضعيفة.

اس کے آخر میں ﴿أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ﴾ ”کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر سکے؟“ تو چاہیے کہ کہے: [بلی] ”کیوں نہیں وہ قادر ہے۔“ اور جو شخص سورۃ المرسلات پڑھتے ہوئے اس آیت پر پہنچے ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ ”یہ لوگ اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟“ تو چاہیے کہ کہے: [آمننا بالله] ”ہم اللہ پر ایمان لائے۔“

اسمعیل کہتے ہیں کہ میں اس اعرابی کے پاس دوبارہ گیا تاکہ اس سے یہ حدیث دوبارہ سنوں اور دیکھوں کہیں وہ (بھولا تو نہیں) تو اس نے کہا: اے سچے! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے اس حدیث کو یاد نہیں رکھا ہوگا؟ حالانکہ میں نے ساٹھ حج کیے ہیں اور ہرج میں جس جس اونٹ پر سوار ہوتا رہا ہوں وہ سب مجھے یاد ہیں۔

☀️ **ملاحظہ:** اس حدیث میں اعرابی مجہول راوی ہے تاہم دیگر صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آیات رحمت پر اللہ سے اس کی رحمت کا سوال اور آیات عذاب پر عذاب سے محفوظ رہنے کا سوال کیا جائے۔

۸۸۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی کہ اس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت زیادہ مشابہ ہو۔ سوائے اس جوان کے یعنی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے۔ چنانچہ ہم نے اندازہ لگایا کہ وہ اپنے رکوع اور سجودے میں دس دس تسبیحات کہتے تھے۔

ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ. وَمَنْ قَرَأَ ﴿لَا أَقْسِمُ بِبَوَّابِ الْقَيْمَةِ﴾ فَانْتَهَىٰ إِلَىٰ ﴿أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ﴾ فَلْيَقُلْ: بلى. وَمَنْ قَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ فَبَلَغَ ﴿فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾ فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بالله.

قال إسماعيل: ذهبتُ أُعيدُ على الرجلِ الأعرابيِّ وأنظرُ لعلَّهُ، فقال: يا ابنَ أخي! أتظنُّ أني لَمَ أَحْفَظُهُ، لَقَدْ حَجَجْتُ سِتِّينَ حَجَّةً مَا مِنْهَا حَجَّةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُ الْبُعْبُعَ الَّذِي حَجَجْتُ عَلَيْهِ.

۸۸۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ كَيْسَانَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ وَهْبِ بْنِ مَانُوسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَشْبَهَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ هَذَا الْفَتَى يَعْنِي عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: فَحَزَرْنَا فِي


۸۸۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الاسائي، التطبيق، باب عدد التسيح في السجود، ح: ۱۱۳۶ عن محمد بن رافع به * وهب بن مانوس وثقه الذهبي، وابن حبان، وهو حسن الحديث، ولا عبرة بمن جهله.



رُكُوعِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ، وَفِي سُجُودِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: احمد بن صالح کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ راوی کا نام مانوس (نون کے ساتھ) ہے یا مانوس (باء کے ساتھ)؟ تو انہوں نے کہا کہ عبدالرزاق نے مانوس (باء کے ساتھ) بیان کیا ہے مگر مجھے مانوس (نون کے ساتھ) یاد ہے اور یہ ابن رافع کے لفظ ہیں۔ احمد نے اپنی روایت میں عنعنہ کا استعمال کرتے ہوئے ”عن سعید بن جبیر عن انس بن مالک“ کہا۔ (بجگہ ابن رافع نے سماع کی تصریح کی ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: قُلْتُ لَهُ: مَانُوسٌ أَوْ مَابُوسٌ؟ فَقَالَ: أَمَّا عَبْدُ الرَّزَّاقِ فَيَقُولُ: مَابُوسٌ، وَأَمَّا حِفْظِي: فَمَانُوسٌ. وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ رَافِعٍ. قَالَ أَحْمَدُ: عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. (۱)

 **ملاحظہ:** شیخ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رکوع اور سجود میں زیادہ سے زیادہ عدد کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نماز کی طوالت کے اعتبار سے زیادہ سے زیادہ بغیر کسی عدد معین کے تسبیحات کہی جاسکتی ہیں۔



باب: ۱۵۱، ۱۵۲- آدمی جب امام کو سجدے میں پائے تو کیسے کرے؟

(المعجم ۱۵۱، ۱۵۲) - **بَابِ الرَّجُلِ يُدْرِكُ الْإِمَامَ سَاجِدًا كَيْفَ يَضَعُ؟**
(التحفة ۱۵۷)

۸۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اسے کچھ شمار نہ کرو۔ اور جس نے رکعت کو پالیا اس نے نماز کو پالیا۔“

۸۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي الْعَتَابِ وَابْنِ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعْدُوهَا شَيْئًا، وَمَنْ

۸۹۳- تخریج: [مسندہ ضعیف] أخرجه ابن خزيمة ح: ۱۶۲۲ من حديث سعيد بن الحكم به و صححه الحاكم: ۱، ۲۱۶، ۲۷۴، ۲۷۵ ووافقہ الذہبی وأعلہ ابن خزيمة رحمه الله ولم يصححه يحيى بن أبي سليمان: ضعفه البخاري و الجمهر وللحديث شواهد ضعيفة.
[۱] حدیث (889) صحیح (665) پر ملاحظہ فرمائیں۔

🌞 نوآمد و مسائل: ① مسبوق یعنی امام سے پیچھے رہ جانے والا تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے اور امام کے ساتھ مل جائے وہ جس حالت میں بھی ہو۔ ② زیر نظر حدیث میں [الرَّكْعَةَ] کا ترجمہ ہم نے ”رکعت“ کیا ہے۔ جب کہ کچھ علماء یہاں اس سے مراد ”رکوع“ لیتے ہیں۔ ہمارے مشائخ اور علمائے پاک و ہند کی ایک کثیر تعداد اس سے ”رکعت“ ہی مراد لیتی ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے۔ جیسے کہ شیخ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار (۲۳۳۲، ۲۳۳۳) میں یہ بحث کی ہے۔ وہ تمام حضرات ائمہ کرام جو وجوب فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں وہ رکوع کی رکعت کے قائل نہیں ہیں۔ امام بخاری، امام ابن خزیمہ، تقی الدین سبکی اور دیگر علمائے شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم اسی طرف گئے ہیں۔ تاہم رکوع میں مل جانے سے رکعت کے قائلین کی تعداد بھی کافی ہے مگر رائج یہی ہے کہ رکعت دو چیزوں سے مرکب ہوتی ہے ایک قیام اور دوسری قراءت۔ اور رکوع میں ملنے والا ان دونوں سے محروم رہتا ہے۔ لہذا رکوع میں ملنے سے رکعت کو دہراناز زیادہ رائج ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اس قسم کے مسائل میں عوام الناس کو اپنے ہاں کے قابل اعتماد محقق علماء سے رابطہ کرنا چاہیے۔ ③ مدرک رکوع کے مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۶۸۳ کے نوآمد۔

(المعجم ۱۵۰، ۱۵۱) - باب أَعْضَاءِ السُّجُودِ (التحفة ۱۵۶)

۸۸۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ» - قَالَ حَمَادٌ: «أُمِرَ نَبِيُّكُمْ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ وَلَا يَكْفَ شَعْرًا وَلَا تَوْبًا».

۸۸۹ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے.....“
حماد کے الفاظ ہیں..... تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ ”سات (اعضاء) پر سجدہ کریں اور اس دوران میں اپنے بالوں یا کپڑوں کو نہ سمیٹیں۔“

🌞 فائدہ: سجدے میں اپنے سر یا اذہنی کے بالوں کو مٹی سے بچاتے ہوئے سمیٹنا درست نہیں۔ اور ایسے ہی کپڑوں کو بھی نہیں سمیٹنا چاہیے۔

۸۹۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۸۹۰ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

۸۸۹ - تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يكف شعرا، ح: ۸۱۵، ومسلم، الصلوة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والنوب... الخ، ح: ۴۹۰ من حديث حماد بن زيد به.
۸۹۰ - تخریج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.
① یہ حدیث اصل نسوکی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

۲- کتاب الصلاة

رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے۔“ اور بعض اوقات کہتے، تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ”سات اعضاء پر سجدہ کریں۔“

أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ» - وَرُبَّمَا قَالَ: «أُمِرَ نَبِيِّكُمْ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ آرَابٍ».

۸۹۱- حضرت عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔“

۸۹۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ، عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةٌ آرَابٍ: وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ».

۸۹۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرموا بیان کرتے ہیں: ”ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے کہ چہرہ سجدہ کرتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی (سجدے میں زمین پر) اپنا چہرہ رکھے تو ہاتھ بھی (زمین پر) رکھے اور جب (چہرہ) اٹھائے تو انہیں بھی اٹھالے۔“

۸۹۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهُ قَالَ: «إِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ، وَإِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا».

باب: ۱۵۲، ۱۵۳- سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھنا

(المعجم ۱۵۲، ۱۵۳) - باب السجود على الأنف والجبَّه (التحفة ۱۵۸)

۸۹۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ

۸۹۴- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا

۸۹۱- تخریج: أخرجه مسلم ' الصلاة' باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والنوب... الخ ح: ۴۹۱ عن قتيبة ۸۹۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب وضع اليدين مع الوجه في السجود، ح: ۱۰۹۳ من حديث إسماعيل ابن عليه به، وهو في المسند للإمام أحمد: ۶/۲، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۲۶، ۲۲۷، ووافقه الذهبي.

۸۹۴- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب السجود على الأنف في الطين ح: ۸۱۳، ومسلم، الصيام، باب ۴۴ حدیث (893) مطبوعاً (654) پر لا نظر فرمائیں۔



۲- کتاب الصلاة..... رکوع اور سجود کے احکام و مسائل

صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى
ابنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي
سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رُبِّيَ
عَلَى جَبْهَتِهِ وَعَلَى أَرْبَتِهِ أَثَرٌ طِينٍ مِنْ
صَلَاةٍ صَلَّىهَا بِالنَّاسِ.

۸۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۸۹۵- محمد بن یحییٰ بواسطہ عبدالرزاق معمر سے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ نَحْوَهُ. اسی کی مانند روایت کرتے ہیں۔

☀ فائدہ: سجدے میں انسان کی پیشانی ٹنگی ہو اور براہ راست زمین یا مصلے پر لگے تو راجح اور افضل ہے۔ نبی ﷺ کا
اپنی پٹری کی پٹی یا تہہ پر سجدہ کرنا ثابت نہیں ہے، مگر کچھ صحابہ کے آثار ضرور ثابت ہیں۔ دیکھیے (نبیل الاوطار:
۲۹۰۲) نیز پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر لگانی چاہیے۔

باب ۱۵۳، ۱۵۴ - باب صِفَةِ

السُّجُودِ (التحفة ۱۵۹)

۸۹۶- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعِ أَبِي
تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ:
وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَوَضَعَ يَدَيْهِ
وَاعْتَمَدَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ عَجِزَتَهُ وَقَالَ:
هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْجُدُ.

۸۹۶- جناب ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت
براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمیں سجدہ کر کے دکھایا۔ یوں کہ
انہوں نے (پہلے) اپنے ہاتھ رکھے اپنے گھٹنوں پر ٹیک
لگائی اور اپنی سرین کو اونچا کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اس
طرح سجدہ کیا کرتے تھے۔

۸۹۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ:
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا
يَقْتَرِشْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعِيَهُ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ».

۸۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ
نے فرمایا: ”سجدہ صحیح طرح (سکون) سے کیا کرو۔ اور تم
میں سے کوئی کتے کی طرح اپنے ہاتھ نہ پھیلائے۔“

« فضل ليلة القدر والحث على طلبها... الخ، ح: ۱۱۶۷ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۸۹۵- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۷۶۸۵.

۸۹۶- تخریج: [سناده ضعيف] أخرجه النسائي، التطبيق، باب صفة السجود، ح: ۱۱۰۵ من حديث شريك
القاضي به * وهو مدلس كما تقدم، ح: ۷۲۸، ولم أجد تصريح سماعه.

۸۹۷- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يفتersh ذراعيه في السجود، ح: ۸۲۲، ومسلم، الصلوة، باب
الاعتدال في السجود ووضع الكفين على الأرض... الخ، ح: ۴۹۳ من حديث شعبة به.

لَلَّيْثِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
دَرَّاجٍ، عَنْ ابْنِ حُجْبِرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَغْتَرِشْ
يَدَيْهِ أَفْتِرَاشَ الْكَلْبِ وَلْيَضْمَ فَعِذْبِهِ».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی
سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) کتے کی طرح نہ
پھیلائے اور اپنی رانوں کو ملا کر رکھے۔“

🌞 نوآمد مسائل: ① حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ”جب آپ سجدہ کرتے تو اپنی رانوں میں
فاصلہ کرتے اور اپنے پیٹ کو بھی اٹھائے ہوتے“ اسے رانوں کا سہارا نہ دیتے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۷۳۵)
② سجدہ کرنے کا یہ طریقہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے کیونکہ عورتوں کے لیے نبی ﷺ نے سجدہ کے لیے
الگ طریقہ بیان نہیں فرمایا۔ اس سلسلے میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں ان میں کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ (تفصیل کے
لیے دیکھیے حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟“ مطبوعہ دارالسلام)

(المعجم ۱۵۴، ۱۵۵) - باب الرُّخْصَةِ
فِي ذَلِكَ لِلزُّرُورَةِ (التحفة ۱۶۰)

باب: ۱۵۳، ۱۵۵ - ضرورت کے لیے
اس میں رخصت کا بیان

۹۰۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُمَيِّ، عَنْ
أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَكَى
أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَشَقَّةَ
لِسُجُودِ عَلَيْهِمْ إِذَا انْفَرَجُوا فَقَالَ:
اسْتَعِينُوا بِالرُّكْبِ.

۹۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ
کرام نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ جب وہ سجدے
میں اپنے بازوؤں کو کھلے کرتے ہیں تو اس سے بہت
مشقت ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا: ”اپنے گھٹنوں سے
مدد لے لیا کرو۔“

🌞 فائدہ: بیمار اور ضعیف کے لیے سجدوں میں رانوں کا سہارا لینا مباح ہے کیونکہ وہ معذور ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۵۵، ۱۵۶) - باب التَّخْصُّرِ
وَالْإِقْعَاءِ (التحفة ۱۶۱)

باب: ۱۵۵، ۱۵۶ - پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا
اور اقعاء کرنا

۹۰۳- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

۹۰۳- جناب زیاد بن صمیح حنفی بیان کرتے ہیں کہ

۹۰۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الاعتماد في السجود، ح: ۲۸۶ عن
نتیبة، وصححه ابن حبان، ح: ۵۰۷، والحاكم على شرط مسلم: ۲۲۹/۱، ووافقه الذهبي * محمد بن عجلان
لدلس ولم أجد تصريح سماعه، وخالفه السفينان فأرسله عن سمي عن نعمان بن أبي عياش به.

۹۰۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب النهي عن التخصر في الصلوة، ح: ۸۹۲ من
حدیث سعید بن زیاد بہ.

وکیع، عن سعید بن زیاد، عن زیاد بن صبیح الحنفی قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلَى خَاصِرَتَيْ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: هَذَا الصَّلْبُ فِي الصَّلَاةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْهُ.

میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی میں نے اس دوران میں اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں (کوکھوں) پر رکھ لیے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے فرمایا: یہ کیفیت نماز میں صلیب (مصلوب) سے مشابہت ہے اور رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔



فوائد و مسائل: ① اثنائے نماز میں کوکھ (یا کولہوں) پر ہاتھ رکھنا ناجائز ہے۔ اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو یہی مشابہت جو ذکر ہوئی ہے کہ سولی دیے جانے والے کو لکڑی پر اسی انداز میں کھڑا کرتے تھے کہ اس کے ہاتھ اس کے پہلوؤں سے دور ہوتے تھے۔ دیگر اقوال یہ ہیں۔ اس میں شیطان سے مشابہت ہوتی ہے۔ یا یہود سے مشابہت ہوتی ہے۔ یا یہ دوزخیوں کے آرام کی کیفیت ہوگی۔ یا متکبرین اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں۔ یا غم و اندوہ میں بھی لوگ اسی انداز میں کھڑے ہوتے ہیں وغیرہ (عون المعبود) الغرض جو کوئی بھی ہو یہ عمل ممنوع ہے۔ ② ”اقعاء علی القدمین“ کی وضاحت اس طرح ہے کہ ”اقعاء“ ایزیوں پر بیٹھنے کو کہتے ہیں اور دو سجدوں کے درمیان کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے حدیث: ۸۳۵ کو فوائد ملاحظہ ہو۔



(المعجم ۱۵۶، ۱۵۷) - باب البكاء في الصلاة (التحفة ۱۶۲)

۹۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَلَامٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلْمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَرِيزٌ كَأَرِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ ﷺ.

۹۰۳- جناب مطرف اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ایسے آواز آرہی تھی جیسے کوئی چکی سی چل رہی ہو۔



فائدہ: سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ کے اندر سے ہنڈیا کے اٹلنے کی سی آواز آرہی تھی۔ (حدیث: ۱۳۱۵) اور مؤمنین کی خاص صفت یہی ہے کہ ”جب ان پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو سجدوں میں گر جاتے ہیں اور روتے ہیں۔“ (سورہ مریم: ۵۸) اور یہ کیفیت ایمان اور تدبر فی الآیات ہی سے حاصل ہوتی ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی خواہ آواز سے روئے۔

۹۰۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهوي، باب البكاء في الصلوة، ح: ۱۲۱۵ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ۴۵۱ (بتحقيقي).

(المعجم ۱۵۷، ۱۵۸) - باب کراهیۃ
الْوُسْوَسَةِ وَحَدِيثِ النَّفْسِ فِي الصَّلَاةِ
(التحفة ۱۶۳)

۹۰۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا هِشَامُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا يَسْهُو فِيهِمَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۹۰۵- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے (یعنی سنت کے مطابق) پھر دو رکعتیں پڑھے اور ان میں غفلت کا شکار نہ ہو تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

۹۰۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ بَزِيدٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيَحْسِنُ الْوُضُوءَ وَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ يُقْبَلُ بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ عَلَيْهِمَا إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

۹۰۶- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے اور وہ اپنے دل اور چہرے سے ان ہی پر متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگی۔“

☀️ نوادہ و مسائل: ① وضو وہی اچھا ہو سکتا ہے جو سنت نبوی کے مطابق ہو۔ اعضا کامل دھوئے جائیں۔ پانی کا ضیاع نہ ہو اور شروع میں بسم اللہ اور آخر کی دعا بھی پڑھے۔ ② دل کے خیالات اور وسوسوں سے بچنے کی ظاہری صورت یہ ہے کہ ادھر ادھر نہ دیکھے اپنی نظر اور چہرے کو جگہ کی جگہ پر مرکوز رکھے اور معنوی اعتبار سے آیات و اذکار کے معانی و مفاتیح پر غور کرے اور اس طرح عبادت کرے گویا کہ اللہ کو دیکھ رہا ہے یا اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور سمجھے کہ شاید یہ میری آخری نماز ہے۔ علاوہ ازیں علمائے صالحین کی صحبت اور کتب احادیث میں زہد اور رقائق کے ابواب کا

۹۰۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۱۰۱۳ من حديث أبي داود به وهو في مسند الإمام أحمد: ۱۱۷/۴، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/۱۳۱، ووافقه الذهبي.
۹۰۶- تخریج: أخرجه مسلم، كما تقدم، ح: ۱۶۹، ورواه البغوي في شرح السنة، ح: ۱۰۱۴ من حديث أبي داود به.



۲- کتاب الصلاة نماز کے متفرق احکام و مسائل

بکثرت مطالعہ انسان کے لیے حسن عبادت کا بہترین ذریعہ ہیں اور یہ ماثر دعا اپنا معمول بنائے [اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ] (سنن ابی داؤد، حدیث: ۱۵۲۲) ”اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔“

(المعجم ۱۵۸، ۱۵۹) - باب الْفَتْحِ
عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۶۴)

۹۰۷- (الف) حضرت مسور بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے نماز میں قراءت فرمائی اور اس میں سے کچھ آیات چھوٹ گئیں جنہیں آپ نے تلاوت نہیں فرمایا تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو تو نے مجھے یاد کیوں نہ کرا دیں؟“

۹۰۷ (۱) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَسَلِيمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّمَشْقِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى الْكَاهِلِيِّ، عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ يَزِيدِ الْمَالِكِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - قَالَ يَحْيَى - وَرَبَّمَا قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَتَرَكَ شَيْئًا لَمْ يَقْرَأْهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَرَكْتَ آيَةً كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلَّا أَذْكَرْتَنِيهَا؟».

سليمان نے اپنی روایت میں کہا کہ اس آدمی نے کہا: میں سمجھا شاید یہ منسوخ ہوگئی ہیں۔ سليمان نے اس سند کو یوں بیان کیا..... [حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُسَوَّرُ بْنُ يَزِيدِ الْأَسَدِيُّ الْمَالِكِيُّ] (یعنی تصریح تحدیث اور وضاحت نسب کے ساتھ۔)

قال سليمان في حديثه قال: كُنْتُ أَرَاهَا نُسِخَتْ. وقال سليمان قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُسَوَّرُ بْنُ يَزِيدِ الْأَسَدِيِّ الْمَالِكِيِّ.

۹۰۷- (ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی

۹۰۷ الف - تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في جزء القراءة، ح: ۱۹۴، وعبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ۷۴/۴ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۴۸، وابن حبان، ح: ۳۷۸، ۳۷۹ * يحي بن كثير وثقه ابن حبان والجمهور، وحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۹۰۷ ب - تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲/۳، ۲۱۲، وصححه ابن حبان، ح: ۳۸۰، والنووي في المجموع: ۴/۲۴۱، وأعله الإمام أبو حاتم في علل الحديث: ۱/۷۷، ۷۸ بعله غير قاذحة، والله أعلم.



الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زُبَيْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً فَقَرَأَ فِيهَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأَبِي: «أَصَلَيْتَ مَعَنَا؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «فَمَا مَنَعَكَ».

ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھی اور اس میں قراءت کی تو کچھ خلط ہو گیا۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت ابی ہریرہ سے فرمایا: ”کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو تمہیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتادیتے)۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① بشری تقاضوں کے تحت نبی ﷺ کو بھی قراءت میں کچھ بھول ہوئی ہے جس سے ایک تو آپ کی بشریت کا اثبات ہوا۔ دوسرے آپ کا بھولنا امت کے لیے تعلیم و تشریح کا ذریعہ بن گیا۔ قرآن مجید میں ہے ﴿سَنُقَرِّئُكَ فَلَا تَنْسَى ۝ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ (الاعلیٰ: ۷۶) ② امام اگر قراءت میں بھولے تو اسے وہ آیات بتائی جائیں۔ اگر دوسرے ارکان بھول رہا ہو تو سبحان اللہ کہا جائے۔ اور عورت لئے ہاتھ پر تالی بجا کر متنبہ کرے۔

(المعجم ۱۵۹، ۱۶۰) - باب النَّهْيِ عَنِ التَّلْفِيهِ (التحفة ۱۶۵)

باب: ۱۶۰، ۱۵۹- امام کو لقمہ دینے کی ممانعت کا مسئلہ

۹۰۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْفَرِّيَابِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! لَا تَفْتَحْ عَلَيَّ الْإِمَامَ فِي الصَّلَاةِ».

۹۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! امام کو نماز میں لقمہ مت دو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو إِسْحَاقَ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْحَارِثِ إِلَّا أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ لَيْسَ هَذَا مِنْهَا.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ابواسحاق نے حارث سے صرف چار احادیث سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔

☀️ ملحوظ: اس حدیث کے ایک راوی حارث بن عبداللہ کوئی ابو زہیر الامور کو کئی ایک محدثین نے کذاب کہا ہے۔

۹۰۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۶۶ من حديث يونس بن أبي إسحاق به * الحارث الأعور ضعيف جدًا، رافضي، وأبو إسحاق لم يسمع منه هذا الحديث.

۲- کتاب الصلاة - نماز کے متفرق احکام و مسائل

اس کے مقابلے میں پچھلے باب میں مذکور حضرت ابی ذرؓ کی حدیث سنداً صحیح ہے۔ لہذا امام اگر قرأت میں بھول رہا ہو تو اسے بتا دینا چاہیے۔

(المعجم ۱۶۰، ۱۶۱) - باب الْإِنْفَاتِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۶۶)

۹۰۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَيْهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَخْوَصِ يُحَدِّثُنَا فِي مَجْلِسِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَزَالُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا التَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ».

۹۰۹- حضرت ابو ذرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے جب تک کہ وہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ جب وہ ادھر ادھر دیکھنے لگ جائے تو اللہ بھی اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔“

۹۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِنْفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «إِنَّمَا هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ».

۹۱۰- ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آدمی کا نماز کے دوران میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ ”اچکنا“ ہے۔ اس طرح سے شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔“

☀️ فائدہ: گردن گھما کر دیکھنا بالکل ناجائز ہے۔ البتہ اشد ضرورت کے تحت کسی قدر نظر گھما کر دیکھے تو جائز ہے۔

(المعجم ۱۶۱، ۱۶۲) - باب السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ (التحفة ۱۶۷)

۹۱۱- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ خَدْرَمِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مَنْقُولٍ عَنْ

۹۰۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلوة، ح: ۱۱۹۶ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۸۱، ۴۸۲، والحاكم ۲۳۶/۱، ووافقه الذهبي.

۹۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلوة، ح: ۷۵۱ عن مسدد به.

۹۱۱- تخریج: [صحيح] تقدم، ح: ۸۹۴.

۲- کتاب الصلاة نماز کے متفرق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا عَيْسَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رُئِيَ عَلَى جَبْهَتِهِ وَعَلَى أَرْبَتَيْهِ أَثَرُ طِينٍ مِنْ صَلَاةٍ صَلَّىهَا بِالنَّاسِ.

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو آپ کی پیشانی اور ناک کے بانسے پر کیچڑ کا نشان تھا۔

قال أبو علي: هذا الحديث لم يقرأه أبو داود في العرصة الرابعة.

ابوعلی لؤلؤی کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے جب چوتھی بار اپنی یہ کتاب تلامذہ پر پڑھی تو اس میں یہ حدیث نہ تھی۔

☀️ فائدہ: امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے سنن ابوداؤد روایت کرنے والے معروف محدث چار ہیں جن تک علمائے محدثین کی اسنادیں پہنچتی ہیں۔ (۱) ابوی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی البصری۔ (۲) ابوبکر بن محمد بن عبدالرزاق التمار البصری المعروف بہ ابن داسہ۔ (۳) ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بہ ابن الاعرابی۔ (۴) ابویسٰی اسحاق بن موسیٰ بن سعید الرلی وراق ابی داؤد۔ لؤلؤی کا نسخہ مشرق میں اور ابن داسہ کا نسخہ مغرب میں مشہور ہوا ہے۔ (الحطبة فی ذکر الصحاح السنة) ان نسخوں میں کہیں کہیں کچھ باہم اختلاف ہیں۔

(المعجم ۱۶۲، ۱۶۳) - باب النَّظْرِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۶۸)

باب: ۱۶۲، ۱۶۳- نماز میں نظر اٹھانے کا مسئلہ

۹۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو نِعَاوِيَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ- وَهَذَا حَدِيثُهُ وَهُوَ أَثَمٌ - عَنْ لَأَعْمَشٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنِ تَمِيمِ بْنِ طَرْفَةَ الطَّائِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: عَثِمَانُ هُوَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَرَأَى فِيهِ نَاسًا يُصَلُّونَ رَافِعِي أَيْدِيهِمْ إِلَى السَّمَاءِ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ: «لَيْسَتْ هِيَ رِجَالٌ يُشْخَصُونَ أَبْصَارَهُمْ

۹۱۲- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا: ”یا تو لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جائیں یا ان کی نظریں ان کی طرف واپس نہیں لوٹیں گی۔“

۹۱۱- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۶۶۱۔

نماز کے متفرق احکام و مسائل

۲- کتاب الصلاة

إِلَى السَّمَاءِ. - قَالَ مُسَدَّدٌ: «فِي الصَّلَاةِ -
أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبْصَارُهُمْ».

☀️ فائدہ: نماز کے دوران میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے جیسے کہ قنوت میں اٹھائے جاتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کی حمد کے لیے اٹھائے تھے۔ (دیکھیے حدیث: ۹۳۱، ۹۳۰) لیکن نظریں آسمان کی طرف اٹھانا صحیح نہیں۔ اس حدیث میں انکار نظریں اٹھانے پر ہے نہ کہ ہاتھ اٹھانے پر۔

۹۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ اپنی نمازوں کے دوران نظریں اٹھا لیتے ہیں؟“ آپ کا فرمان اس بارے میں بڑا سخت ہو گیا اور فرمایا: ”یہ لوگ اپنے اس عمل سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔“

۹۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ فِي صَلَاتِهِمْ»، فَاسْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: «لَيْتَنَّهُمْ فِي ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ».

۹۱۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی چادر میں نماز پڑھی، اس میں کچھ نقش و نگار تھے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے اس کے نقوش الجھانے لگے تھے۔ اسے ابوہم کے پاس لے جاؤ اور میرے پاس آنے جانی چادر لے آؤ۔“ (یعنی جس میں نقش نہیں ہوتے۔)

۹۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فَقَالَ: «شَعَلْتَنِي أَعْلَامُ هَذِهِ، أَذْهَبُوا بِهَا إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأَتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ».

۹۱۵- جناب ہشام نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بیان کی۔ آپ نے ابوہم کی (چادروں میں سے) گردی چادر لے لی۔ آپ سے کہا گیا کہ اونٹنی (منقش) چادر اس گردی سے عمدہ تھی۔

۹۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: وَأَخَذَ

۹۱۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلوة، ح: ۷۵۰ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

۹۱۴- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلوة، ح: ۷۵۲، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلوة في ثوب له أعلام، ح: ۵۵۶ من حديث سفيان بن عيينة به.

۹۱۵- تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم من حديث هشام بن عروة به، انظر الحديث السابق.



كُرْدِيًّا كَانَ لِأَبِي جَهْمٍ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!
الْحَمِيصَةُ كَانَتْ خَيْرًا مِنَ الْكُرْدِيِّ.

🌞 نوادہ و مسائل: ① ابو جہم رضی اللہ عنہ آپ کے صحابہ میں سے تھے ان کا نام عبید یا عامر بن حذیفہ قرشی عدوی آیا ہے۔ ان کی طرف منقش چادر اس لیے بھیجی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ چادر ہدیہ کی تھی۔ (عون المعبود) ② لباس مصلیٰ، فرش یا سامنے کی دیوار وغیرہ اگر ایسی ہو کہ اس کے نقوش سے نماز کے دوران میں الجھن ہوتی ہو تو اس سے بچنا چاہیے۔ ③ نماز کے دوران میں آنکھیں بند کر لینا کسی طرح صحیح نہیں۔ نظر حتی الامکان سجدے کی جگہ پر رہنی چاہیے مگر تشہد میں بیٹھے ہوئے انگشت شہادت پر ہو تو مستحب ہے۔ (سنن نسائی، حدیث: ۱۱۶۱) تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار، باب نظر المصلی الی موضع سجوده ص: ۲۱۱/۲)

(المعجم ۱۶۳، ۱۶۴) - باب الرُّخْصَةِ
في ذَلِكَ (التحفة ۱۶۹)

باب: ۱۶۳، ۱۶۴- نماز میں ادھر ادھر
دیکھنے کی رخصت

۹۱۶- حضرت سہل بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز فجر کی اقامت کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور آپ اس دوران میں ایک گھائی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

۹۱۶- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةَ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ، عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي السُّلُوْلِيُّ هُوَ أَبُو كَبْشَةَ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ: تُوِبَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَلْتَمِثُ إِلَى الشَّعْبِ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ نے ایک شہسوار کو اس گھائی کی طرف رات میں پہرے کے لیے بھیجا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أَرْسَلَ فَارِسًا إِلَى الشَّعْبِ مِنَ اللَّيْلِ يَحْرُسُ.

🌞 فائدہ: یہ حدیث اور دیگر وہ احادیث جن میں التفات سے منع کیا گیا ہے ان کے درمیان تطبیق یوں دی گئی ہے کہ گردن موڑے بغیر اشد ضرورت سے دیکھنا جائز ہے ورنہ ممنوع۔

(المعجم ۱۶۴، ۱۶۵) - باب الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۰)

باب: ۱۶۳، ۱۶۵- نماز میں عمل
(حرکات وغیرہ جو مباح ہیں)

۹۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۸۷ من حديث الربيع بن نافع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۴۸۷، وابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/ ۳۶۵، ح: ۳۷۶.

۹۱۷- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات اپنی نواسی) امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھاتے تھے۔ جب سجدہ کرتے تو اسے بٹھادیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھالیتے۔

۹۱۸- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ امامہ بنت ابی العاص بن ربیع کو اٹھائے ہوئے تھے۔ اور اس کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں، یہ چھوٹی بچی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے نماز پڑھائی اور یہ آپ کے کندھے پر تھی آپ جب رکوع کرتے تو اسے نیچے بٹھادیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھالیتے۔ آپ نے (اسی طرح) نماز مکمل کی اور اس دوران میں اسے اٹھاتے اور بٹھاتے رہے۔

۹۱۹- حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کے دوران میں امامہ دختر ابی العاص کو اپنی گردن (یعنی کندھے) پر اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ

۹۱۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبِ ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

۹۱۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرْقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسًا خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْمِلُ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ. وَأُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ صَبِيَّةٌ يَحْمِلُهَا عَلَى عَاتِقِهِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ عَلَى عَاتِقِهِ، يَضَعُهَا إِذَا رَكَعَ وَيُعِيدُهَا إِذَا قَامَ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ بِهَا.

۹۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَحْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرْقِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: رَأَيْتُ



۹۱۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز حمل الصبيان في الصلوة... الخ، ح: ۵۴۳ عن القعني، والبخاري، الصلوة، باب: إذا حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلوة، ح: ۵۱۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۷۰.

۹۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانفته، ح: ۵۹۹۶، ومسلم (انظر الحديث السابق) عن قتيبة من حديث ليث بن سعد به.

۹۱۹- تخریج: أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق: ۹۱۷.

- کتاب الصلاة - نماز کے متفرق احکام و مسائل

سول الله ﷺ يُصَلِّي لِلنَّاسِ وَأَمَامَهُ بِنْتُ أَبِي لَعَاصٍ عَلَى عُنُقِهِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَسْمَعْ مَخْرَمَةً مِنْ بِيهِ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا .

جب سجدہ کرتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے۔
امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ جناب مخرمہ نے اپنے والد (بکیر بن عبداللہ بن اللاح) سے ایک ہی حدیث سنی ہے۔

۹۲۰- حضرت ابوقادہ صحابی رسول ﷺ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار ہم نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے نماز ظہر کی تھی یا عصر کی۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کے لیے بلایا۔ جب آپ تشریف لائے تو امامہ بنت ابی العاص یعنی آپ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کی بیٹی آپ کی گردن پر تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے جب کہ وہ بچی اپنی اسی جگہ پر تھی (یعنی آپ ﷺ کی گردن پر)۔ آپ نے تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔ حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کرنا چاہا تو اسے پکڑ کر بٹھا دیا پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ جب آپ اپنے سجدے سے فارغ ہوئے اور کھڑے ہوئے تو اسے پھر گردن (کندھے) پر بٹھالیا۔ رسول اللہ ﷺ ہر رکعت میں ایسے ہی کرتے رہے حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

۹۲۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا بُدُّ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ شَحَاقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ لِمَقْبَرِيِّ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرْقِيِّ، بْنِ أَبِي قَتَادَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ال: بَيْنَمَا نَحْنُ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَصَلَاةٍ، فِي الظُّهْرِ أَوْ العَصْرِ وَقَدْ دَعَاهُ لِأَلِّ لِلصَّلَاةِ، إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا وَأَمَامَهُ بِنْتُ بِي العَاصِ بِنْتُ ابْنَتِهِ عَلَى عُنُقِهِ، فَقَامَ سَوَّلُ اللَّهِ ﷺ فِي مُصَلَّاهُ وَقُمْنَا خَلْفَهُ هِيَ فِي مَكَانِهَا الَّذِي هِيَ فِيهِ. قَالَ: كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا. قَالَ: حَتَّى إِذَا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْكَعَ أَخَذَهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ رَكَعَ سَجَدَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ ثُمَّ قَامَ خَذَهَا فَرَدَّهَا فِي مَكَانِهَا، فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ بِهَا ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى رَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ﷺ.

فوائد و مسائل: ① اس آخری روایت کی سابقہ احادیث سے تائید ہوتی ہے۔ ② حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد، بموجب ان کی وصیت کے نکاح کر لیا تھا، مگر ان سے

۹۲۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حزم في المحلى: ۸۸/۳، ۸۹ من حديث أبي داود به، وابن إسحاق نعن، والحديث السابق: ۹۱۸ يعني عنه .

اولا نہیں ہوئی۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کو بچوں سے بہت ہی بیار تھا اور آپ ان سے کسی طرح پریشان نہ ہوتے تھے۔
 ⑥ کچھ فقہائے کرام نے نبی ﷺ کے اس عمل کو آپ سے مخصوص باور کرانے کی کوشش کی ہے مگر حق یہ ہے کہ ایسا کوئی قرینہ نہیں ہے جس کے تحت اس قسم کے اعمال کو آپ سے مخصوص کیا جاسکے بلکہ اس میں امت کے لیے اسوہ ہے۔ ماں باپ کو اس قسم کی صورت حال کا اکثر سامنا رہتا ہے اور بعض احوال میں امام یا مقتدی کو بھی ایسی صورت پیش آسکتی ہے۔ ⑦ چھوٹے بچوں کے جسم اور کپڑے طہارت پر محمول ہوتے ہیں اور انہیں مسجد میں لے آنا جائز ہے۔ (مگر ایک حد تک) ⑧ نماز میں عمل قلیل ہو یا کثیر مباح ہے بشرطیکہ قبلے سے انحراف نہ ہو۔ جیسے کہ اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنی نواسی کو نیچے اتارا پھر اٹھایا اور بار بار ایسے کیا۔

۹۲۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: ۹۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز پڑھتے ہوئے بھی دو کا۔ جانوروں کو قتل کر دو یعنی سانپ اور بچھو۔“
 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ».



☀️ فائدہ: یہ انسان کو ایذا دینے والے جانور ہیں اس لیے ان پر ترس کھانا انسان پر ظلم ہے لہذا نماز کے دوران میں بھی انہیں قتل کر دیا جائے۔ خواہ عصا یا پتھر وغیرہ ڈھونڈنے اور اس جانور کے پھینکا کرنے میں قبلہ رخ سے منحرف ہونا پڑے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس دوسری صورت میں نماز باطل ہو جائے گی اور درہانی پڑے گی، مگر کچھ دوسرے علماء سے نماز خوف پر قیاس کرتے ہوئے نماز کو صحیح کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۹۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ - وَهَذَا لَفْظُهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفْضَلِ: حَدَّثَنَا بُرْدٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ ۹۲۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے، میں آتی اور دروازہ کھلواتی تو آپ چل کر دروازہ کھول دیتے اور پچھلے پر لوٹ آتے۔ اور (عروہ نے) ذکر کیا کہ

۹۲۱- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في قتل الأسودين في الصلوة، ح: ۳۹۰ من حديث علي بن المبارك، والنسائي، ح: ۱۲۰۳، وابن ماجه، ح: ۱۲۴۵ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصرح بالسماع أحمد: ۴۷۳/۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۶۹، وابن حبان، ح: ۵۲۸، والحاكم: ۲۵۶/۱، ووافقه الذهبي.
 ۹۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ذكر ما يجوز من المشي والعمل في صلوة الطوع، ح: ۶۰۱ من حديث بشر بن المفضل به، وقال: "حسن غريب" * الزهري تقدم: ۷۸۵، ولم أجد تصحيحاً له في هذا الحديث، وله شاهد ضعيف عند الدارقطني: ۸۰/۲.

- کتاب الصلاة - نماز کے متفرق احکام و مسائل

رسول الله ﷺ - قَالَ أَحْمَدُ: - يَصْلِي
 زَالِبًا عَلَيْهِ مُغْلَقًا، فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ،
 نَالَ أَحْمَدُ: فَمَسَى فَفَتَحَ لِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ
 لُصَلَّاهُ، وَذَكَرَ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ.

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اگر دروازہ قبلہ رخ ہو اور چند قدم کے فاصلے پر ہو اور گھر میں کوئی جواب دینے والا بھی نہ ہو تو چند قدم چل کر دروازہ کھول دینے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، بلکہ ایک تو یہ عمل قلیل ہے۔ دوسرے نمازی قبلے سے منحرف بھی نہیں ہوتا۔ تیسرے اس سے اس کا خشوع فی الصلوٰۃ بھی زیادہ متاثر نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

المعجم (۱۶۵، ۱۶۶) - باب رَدِّ السَّلَامِ
 فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۱)

باب: ۱۶۵، ۱۶۶ - نماز کے دوران میں
 سلام کا جواب دینا

۹۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 مَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ،
 مِنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ
 فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ
 بِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا
 قَالَ: «إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا».

۹۲۳ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے
 ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ نماز
 میں ہوتے تو آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے۔ پس جب
 ہم (ہجرت حبشہ کے بعد) نجاشی کے پاس سے واپس
 آئے اور ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے ہمیں جواب
 نہ دیا اور فرمایا: ”نماز میں ایک اور ہی مشغولیت ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز میں قراءت قرآن اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغولیت ہوتی ہے اس لیے کسی اور طرف متوجہ ہونا مناسب نہیں۔ سوائے اس کے جس کی رخصت آئی ہے۔ ② دوران نماز میں عمدات کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۹۲۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
 حَدَّثَنَا أَبَانٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ،

۹۲۴ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے
 ہیں کہ ہم نماز میں سلام کہا کرتے تھے اور اپنی ضرورت کی

۹۲۳ - تخریج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب ما ينهى من الكلام في الصلوة، ح: ۱۱۹۹، ومسلم، مساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ۵۳۸، كلاهما عن ابن نمير به.

۹۲۴ - تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب الكلام في الصلوة، ح: ۱۲۲۲ من حديث عاصم بن بدلة به، وعلقه البخاري قبل، ح: ۷۵۲۲، التوحيد باب: ۴۲.

بات بھی لوگوں سے کر لیتے تھے پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے میر نے آپ کو سلام کیا، لیکن آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس سے مجھے بہت غم لاحق ہوا اور اگلے پچھلا اندیشوں نے آیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ”اللہ عزوجل اپنے احکام میں چاہتا ہے تبدیلی کرتا ہے۔ اس نے اب یہ حکم دیا ہے کہ نماز کے دوران میں بات چیت نہ کیا کرو۔“ تب آپ نے میرے سلام کا جواب دیا۔

عن عبد الله قال: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ وَنَأْمُرُ بِحَاجَتِنَا، فَقَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَأَخَذَنِي مَا قَدَّمَ وَمَا حَدَّثْتُ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحَدِّثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَحَدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ»، فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ.

☀️ فائدہ: زبان سے سلام کا جواب دینا منسوخ ہو گیا تھا مگر اشارے سے جواب دینا جائز اور مسنون ہے جیسے کہ مندرجہ ذیل احادیث میں آ رہا ہے۔

۹۲۵- حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزر رہا تھا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ اشارے سے جواب دیا۔ نابل کہتے ہیں جہاں تک میر جانتا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا تھا: اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ یہ الفاظ جناب قتیبہ کی روایت کے ہیں۔

۹۲۵- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَائِلِ صَاحِبِ الْعَبَاءِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صُهَيْبٍ أَنَّهُ قَالَ: مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ إِشَارَةً. قَالَ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: إِشَارَةً بِأَصْبَعِهِ. وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ فُتَيْبَةَ.

☀️ فائدہ: نمازی کو سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں البتہ آواز مناسب ہونی چاہیے، مگر وہ اشارے سے جواب دے۔ نیز درج ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

۹۲۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

۹۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

۹۲۵- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الإشارة في الصلوة، ح: ۳۶۷ عن فتية به وقال: "حسن لا نعرفه إلا من حديث الليث عن بكير"، طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ۱۰۱۷ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۸۸، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۲۵۵، والحاكم: ۱۲/۳ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

۹۲۶- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ۵۴۰، حديث زهير به.



نے مجھے قبیلہ بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ میں آیا تو آپ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ سے بات کرنا چاہی تو آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ میں نے پھر بات کی تو آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ میں آپ کو سن رہا تھا کہ آپ قراءت کر رہے تھے اور (روک و سجود کے لیے) اپنے سر سے اشارہ کر رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ”جس کام کے لیے میں نے تمہیں بھیجا تھا اس کا تم نے کیا کیا؟ اور تم سے بات نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔“

النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أُرْسِلَنِي نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَيَّ بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ، فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هَكَذَا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ، فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ وَيَوْمِيءُ بِرَأْسِهِ. قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: «مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أُرْسَلْتُكَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْتَعْنِي أَنْ أَكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَصَلِّي.»

🌞 نوائد و مسائل: صحیح مسلم (کتاب المساجد حدیث: ۵۴۰) میں ہے کہ زہیر نے ”زمین کی طرف اشارہ“ کر کے نبی ﷺ کے اشارے کی وضاحت کی۔ ① سفر میں (نفل) نماز سواری پر پڑھی جاسکتی ہے۔ رُکوع اور سجود اشارے سے ہوں گے۔ ② اثنائے نماز میں کسی مخاطب کو اشارے سے جواب دینا جائز ہے۔ ③ اگر کوئی کسی وجہ سے جواب نہ دے سکے تو چاہیے کہ معذرت پیش کرے۔

۹۲۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد) قباء میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ (اس اثنائے آپ کے پاس) انصار آگئے۔ وہ آپ کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح جواب دیتے ہوئے دیکھا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور وہ لوگ آپ کو سلام کہتے تھے؟ انہوں نے کہا: اس طرح اور اپنی تھیلی پھیلائی۔ (حسین بن عیسیٰ نے اپنے شیخ جعفر بن عون سے اس کی وضاحت یوں نقل

۹۲۷- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْخُرَّاسَانِيُّ الدَّامِغَانِيُّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى قُبَاءٍ يُصَلِّي فِيهِ. قَالَ: فَجَاءَتْهُ الْأَنْصَارُ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي. قَالَ: فَقُلْتُ لِبَلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ قَالَ: يَقُولُ هَكَذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ وَبَسَطَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كَفَّهُ وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ

۹۲۷- تخريج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الإشارة في الصلوة، ح: ۳۶۸ من حديث هشام بن سعد، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ۲۱۵، وللحديث شواهد.

۲- کتاب الصلاة

وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَىٰ فَوْقٍ .

نماز کے متفرق احکام و مسائل

کی ہے کہ) جعفر بن عون نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو نیچے کیا اور اس کی پشت کو اوپر کی طرف۔

۹۲۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «لَا غِرَارَ فِي الصَّلَاةِ وَلَا تَسْلِيمٍ .»

۹۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”نماز اور سلام میں نقص نہیں۔“ (یعنی کمی نہ رکھو۔)

قال أَحْمَدُ: يَعْنِي فِيمَا أَرَىٰ أَنْ لَا تُسَلَّمَ وَلَا يُسَلَّمَ عَلَيْكَ وَيَعْرِزُ الرَّجُلُ بِصَلَاتِهِ فَيَنْصَرِفُ وَهُوَ فِيهَا شَاكٌ .

امام احمد فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ آپ سلام کریں نہ آپ پر سلام کیا جائے۔ اور نماز میں انسان کا کمی کرنا یوں ہے کہ انسان نماز سے فارغ ہو جائے حالانکہ اسے اس میں شک ہو۔

۹۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : أَرَاهُ رَفَعَهُ . قَالَ : «لَا غِرَارَ فِي تَسْلِيمٍ وَلَا صَلَاةٍ» .

۹۲۹- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں معاویہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے مرفوع بیان کیا۔ ”سلام میں اور نماز میں نقص نہیں۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : وَرَوَاهُ ابْنُ فَضَيْلٍ عَلَى لَفْظِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَلَمْ يَرَفَعَهُ .

امام ابوداؤد کہتے ہیں: ابن فضیل نے ابن مہدی کی (سابقہ روایت) کی مانند روایت کیا اور مرفوع نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① [غِرَار] کا لفظی معنی ”نقص اور کمی کرنا“ ہے۔ نماز میں کمی دو طرح سے ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ انسان اس کے رکوع اور سجود صحیح طور سے ادا نہ کرے۔ ارکان جلدی جلدی ادا کرے۔ اس سے نماز ناقص رہ جاتی ہے بلکہ ہوتی ہی نہیں۔ دوسری صورت شک ہونے کی ہے کہ مثلاً تین یا چار رکعت میں شک ہوا کہ نہ معلوم کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ تو انسان سمجھے کہ بس چھٹی بھی ہے پوری ہو گئی ہے یا وہ اسے چار رکعات ہی شمار کر لے۔ یہ کیفیت بھی نماز

۹۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲ / ۲۶۱ من حديث أبي داود به ، وهو في مسند الإمام أحمد: ۶۱ / ۲ ، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱ / ۲۶۴ ، ووافقه الذهبي * سفیان الثوري تقدم ، ح: ۷۴۸ ، ولم أجد تصريح سماعه .

۹۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق .

۲- کتاب الصلاة - نماز کے متفرق احکام و مسائل

میں نقص ہے۔ چاہیے کہ بندہ یقین اور اعتماد سے نماز پوری پڑھے۔ یعنی اسے چار نہیں، تین رکعات شمار کر لے۔ سلام میں نقص یوں ہے کہ سلام کہنے والے کو اس کے الفاظ کا پورا پورا جواب نہ دیا جائے۔ اگر زیادہ نہیں کہتا تو اس کے الفاظ ہی سے جواب دے ان میں کمی نہ کرے۔ مثلاً کہنے والے نے السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کہا ہے تو جواب میں وعلیکم السلام پر کفایت مناسب نہیں۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ الْمُسْلِمُ فَرُدُّوا عَلَيْهِ أَفْضَلَ مِمَّا سَلَّمَ أَوْ رُدُّوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا سَلَّمَ فَالزِّيَادَةُ مُنْذِرَةٌ وَالْمِثَالَةُ مَفْرُوضَةٌ] یعنی جب تمہیں کوئی مسلمان سلام کہے تو اس کے سلام کا جواب اس کے سلام سے افضل الفاظ سے دو یا کم از کم اس کے سلام کے مثل جواب دو۔ افضل جواب دینا مستحب اور سلام کے مثل جواب دینا ضروری اور فرض ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر ج: ۱، تفسیر سورہ نساء: آیت: ۸۶) واللہ اعلم۔ ⑤ اس حدیث سے یہ استدلال کہ نمازی کو سلام نہ کہا جائے اور وہ بھی جواب نہ دے صحیح نہیں کیونکہ صحیح ترین احادیث سے نمازی کو سلام کہنے اور اشارے سے جواب دینے کی صراحت ثابت ہے۔ (مثلاً مذکورہ بالا حدیث: ۹۲۷) اس لیے اس حدیث میں سلام کا جواب نہ دینے کی جو بات ہے وہ اولاً اس سے مندرجہ الفاظ کے ساتھ جواب نہ دینا مراد ہے۔ ثانیاً جواب دینے والی روایات تو ہی اور صریح ہیں اس بنا پر ان کو ترجیح ہوگی اور نماز میں سلام کا جواب اشارے سے دینا صحیح ہوگا۔



(المعجم ۱۶۶، ۱۶۷) - باب تَشْمِيتِ
باب: ۱۶۶، ۱۶۷- نماز میں چھینک کا جواب دینا
الْعَاطِسِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۲)

۹۳۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛
ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى عَنْ حَجَّاجِ
الصَّوَّافِ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ
هَلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ
يَسَّارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلْمِيِّ
قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَطَسَ
رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ،
فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَانْكَلَّ
أُمِّيَاهُ، مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ. قَالَ:

۹۳۰- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور قوم میں سے ایک آدمی نے چھینک ماری تو میں نے کہا [يَرْحَمُكَ اللَّهُ] ”اللہ تم پر رحم فرمائے“۔ اس پر لوگوں نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا تو میں نے کہا: افسوس میری ماں کا مجھے گم کرنا! تمہیں کیا ہوا ہے کہ مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو؟ (اس پر) ان لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے شروع کر دیے تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ مجھے خاموش کر رہے ہیں۔ (استاد) عثمان نے بیان کیا کہ جب میں نے انہیں دیکھا کہ یہ لوگ مجھے

۹۳۰- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة، ونسخ ما كان من إباحته، ح: ۵۳۷ من حديث إسماعيل بن علي به.

خاموش کر رہے ہیں (تو مجھے غصہ تو آیا) مگر میں خاموش رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی، میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے مجھے مارا نہ ڈانٹا نہ سخت سست کہا، بلکہ فرمایا: ”یہ نماز ہے اس میں لوگوں کی سی عام بات چیت جائز نہیں ہے۔ اس میں تسبیح ہوتی ہے، تکبیر ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے اسی قسم کی بات فرمائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ نئے نئے جاہلیت سے باہر آئے ہیں اور اللہ نے ہمیں اسلام (کی نعمت) سے نوازا ہے۔ تو ہم میں کچھ لوگ ہیں جو کابھوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تم ان کے پاس نہ جایا کرو۔“ میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ (پرندوں وغیرہ سے) بدفالی لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ان کے دلوں کے اوبام ہیں۔ یہ چیزیں ان کے لیے رکاوٹ نہیں بننی چاہئیں۔“ میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ ہیں جو لکیریں کھینچتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”سابقہ انبیاء میں سے ایک نبی تھے جو لکیریں کھینچا کرتے تھے تو جس کی لکیریں ان کے موافق ہوں وہ توحیح ہو سکتی ہیں۔“ (لیکن اب یہ جاننا مشکل ہے۔) میں نے کہا: میری ایک لونڈی ہے جو اُحد اور جوانیہ کی اطراف میں میری کچھ بکریاں چرایا کرتی تھی۔ میں نے ایک بار اس پر چھاپہ مارا تو دیکھا کہ بھیڑیا ان میں سے ایک بکری لے گیا ہے اور میں بھی آدم کی اولاد میں سے ہوں جس طرح انہیں افسوس ہوتا ہے مجھے بھی ہوا تو میں نے اسے تھپڑ دے مارا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو میرے لیے بڑا بھاری اور برا عمل جانا۔ میں

فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَىٰ أَفْحَادِهِمْ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ يُصَمِّتُونِي. قَالَ عُمَانُ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُسَكِّنُونِي لِكِنِّي سَكَتٌ. فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَبِي وَأُمِّي مَا ضَرَبَنِي وَلَا كَهْرَنِي وَلَا سَبَنِي، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَجِلُّ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ هَذَا إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ»، أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا قَوْمٌ حَدِيثٌ عَهْدٌ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَنَا اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ، وَمِنَّا رِجَالٌ يَأْتُونَ الْكُفَّانَ. قَالَ: «فَلَا تَأْتِيهِمْ». قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ. قَالَ: «ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدُّهُمْ» قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخْطُونَ. قَالَ: «كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ». قَالَ: قُلْتُ: جَارِيَةٌ لِي كَانَتْ تَرَعَى غَنِيمَاتٍ قَبْلَ أُحُدٍ وَالْجَوَانِيَّةِ إِذْ أَطْلَعْتُ عَلَيْهَا أَطْلَاعَةً فَإِذَا الذُّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْهَا وَأَنَا مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفٌ كَمَا يَا سَفُونَ لِكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَعَظَمَ ذَاكَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: أَفَلَا أُغْنِيهَا؟ قَالَ: «أَتَيْتَنِي بِهَا»، فَجِئْتُ بِهَا، فَقَالَ: «أَيِّنَ اللَّهِ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: «مَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ،



قال: «أَعْتَفَهَا فَإِنَّهَا مُؤَمَّنَةٌ».

نماز کے متفرق احکام و مسائل
نے کہا: کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا:
”اسے میرے پاس لاؤ“ چنانچہ میں اسے آپ کی خدمت
میں لے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”اللہ کہاں ہے؟“
اس نے کہا: آسمان میں۔ آپ نے فرمایا: ”میں کون
ہوں؟“ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ
نے فرمایا: ”اس کو آزاد کر دو بلاشبہ یہ مومنہ ہے۔“

۹۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ
لِنَسَائِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو:
حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ
بِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ
لِسُلَيْمِيِّ قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ عَلِمْتُ أُمُورًا مِنْ أُمُورِ الْإِسْلَامِ،
كَانَ فِيمَا عَلِمْتُ أَنْ قِيلَ لِي: إِذَا عَطَسْتَ
أَحْمِدِ اللَّهَ وَإِذَا عَطَسَ الْعَاطِسُ فَحَمِدِ اللَّهَ
قُلْ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ. قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا قَائِمٌ
عِندَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ إِذْ عَطَسَ
جُلٌّ فَحَمِدَ اللَّهَ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ رَافِعًا
هَا صَوْنِي، فَرَمَانِي النَّاسُ بِأَبْصَارِهِمْ
حَتَّى احْتَمَلْنِي ذَلِكَ، فَقُلْتُ: مَا لَكُمْ
نُظَرُونَ إِلَيَّ بِأَعْيُنٍ شُرُورٍ، قَالَ: فَسَبَّحُوا،
لَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: «مَنْ
لَمْتَكَلَّمُ؟» قِيلَ: هَذَا الْأَعْرَابِيُّ فَدَعَانِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: «إِنَّمَا الصَّلَاةُ

۹۳۱- حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ بیان کرتے
ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر
ہوا تو اسلام کے کچھ احکام جان لیے۔ ان میں سے ایک
یہ بھی جانا کہ مجھے کہا گیا: جب تمہیں چھینک آئے تو
[الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہو اور جب کوئی دوسرا چھینک مارے اور
[الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہے تو تم اسے [يَرْحَمُكَ اللَّهُ] سے
جواب دو۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں
کھڑا تھا کہ ایک شخص نے چھینک ماری اور اس
نے [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہا میں نے کہا: [يَرْحَمُكَ اللَّهُ]
اور اونچی آواز سے کہا تو لوگوں نے مجھے تیز نظروں
سے دیکھا۔ اس سے مجھے غصہ آیا اور میں نے کہا: تمہیں
کیا ہوا ہے کہ مجھے گھور گھور کے دیکھ رہے ہو؟ اس پر
انہوں نے سُبْحَانَ اللَّهِ کہا۔ پھر جب نبی ﷺ نے نماز
مکمل کر لی تو فرمایا: ”باتیں کون کر رہا تھا؟“ کہا گیا کہ یہ
بدوی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور مجھ سے فرمایا:
”نماز میں قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے اور اللہ کا ذکر تو
جب تم نماز میں ہوا کرو تو تمہارا یہی کام ہونا چاہیے۔“

۲- کتاب الصلاة نماز کے متفرق احکام و مسائل

لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللَّهِ، فَإِذَا كُنْتَ فِيهَا الغرض میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شیخ
فَلْيَكُنْ ذَلِكَ شَأْنَكَ»، فَمَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَطُّ معلم نہیں دیکھا۔
أَرْفَقَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

🌞 فوائد و مسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم بھجلی صحیح حدیث اس کی مؤید ہے۔ ② نماز میں چھینک کا جواب دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ خود چھینک مارنے والا اگر خاموشی سے الْحَمْدُ لِلَّهِ کہے تو جائز ہے۔ ③ نماز میں ضرورت کا اشارہ جائز ہے۔ ④ دعوت و تعلیم اسلام میں نرمی اور اخوت کا انداز اپنانا واجب ہے۔ ⑤ کاہنوں کے پاس جانا اور ان سے غیب کی خبریں وغیرہ دریافت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح بدغالی اور بدشگونی لینا بھی ناجائز ہے۔ ⑥ علم خطوط دراصل وحی شدہ علم تھا مگر اٹھایا گیا۔ اسے حضرت ادریس یا دانیال علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اب اس میں مشغول ہونا اندھیرے میں ٹانگ ٹونیاں مارنا ہے۔ اس پر کسی بھی طرح اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ نبی ﷺ کی مذکورہ جوابات میں حق کا اثبات اور باطل کا ابطال نہایت عمدہ انداز میں ہوا ہے۔ اس میں داعی اور مفتی حضرات کے لیے بہت بڑا درس ہے۔ ⑦ خادم وغیرہ کو بلا وجہ مقول سزا دینا ظلم اور ناجائز ہے۔ چاہیے کہ انسان اس کا کفارہ ادا کرے۔ ⑧ اسلام کی تعلیمات اعتقاد و اعمال انتہائی سادہ اور فطرت کے مطابق ہیں اور ان کی بنیاد توحید و رسالت پر ہے۔ ⑨ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اور اس کی طرف جہت و جانب کی نسبت کرنا عین حق ہے۔ ⑩ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔



(المعجم ۱۶۷، ۱۶۸) - باب التأمین
وَرَاءَ الْإِمَامِ (التحفة ۱۷۳)

۹۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ حُجْرِ أَبِي الْعَنْبَسِ
الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: كَانَ
رسولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ:
«آمِينَ» وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ.

۹۳۳- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ
۹۳۲- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ جب (سورۃ فاتحہ کے آخر میں) ﴿وَالضَّالِّينَ﴾ کہتے تو [آمین] کہتے اور اس کے ساتھ
اپنی آواز کو بلند کرتے۔

۹۳۲- تخريج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الصلوة، باب ماجاء في التأمین، ح: ۲۴۸ من حدیث سفیان الثوری، وقال: 'حسن'، و صححه الدارقطني: ۳۳۴/۱، وابن حجر (التلخیص الحبر: ۱/۲۳۶) وغیرهما * رواه یح القطان عن الثوری به وهو لا یروی عنه إلا ما صرح بالسماع.

۹۳۳- تخريج: [صحیح] أخرجه البیهقی في الخلافيات (ق: ۵۱/۱ الف) من حدیث أبي داود به، وعندہ العلاء بن

نماز کے متفرق احکام و مسائل

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اونچی آواز سے آمین کہی۔ اور (جب نماز سے فارغ ہوئے تو) دائیں بائیں جانب سلام پھیرا حتیٰ کہ میں نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی۔

الشَّعْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهْمَلٍ، عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنَسٍ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَهَرَ بِأَمِينٍ وَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ خَدِّهِ.

🌞 ملحوظہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کی اس سند میں ”علی بن صالح“ کی بجائے ”علاء بن صالح“ نقل ہوا ہے۔ دیکھیے جامع

الترمذی: (حدیث: ۲۳۹)

۹۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے حتیٰ کہ صف اول کے لوگ جو آپ سے قریب ہوتے آپ کی آوازیں لیتے۔

۹۳۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَيْسَى عَنْ بَشْرِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَلَا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: «أَمِينَ» حَتَّى يَسْمَعَ مَنْ لِيهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ.

🌞 فائدہ: امام دارقطنی اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ”صحیح علی شرطہما“ (بخاری و مسلم) کہا ہے۔ ان احادیث سے استدلال یوں ہے کہ مقتدی امام کی اتباع کا پابند ہے اور نبی ﷺ کا حکم ہے کہ [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي] ”تم نماز ایسے پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۲۳۱) جب آپ ﷺ نے امام ہوتے ہوئے آمین کہی تو مقتدی کے لیے بھی ثابت ہوگئی۔ (عون المعبود) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت دلیل ہے کہ آمین چیخ کر نہ کہی جائے بلکہ درمیانی آواز سے کہی جائے۔ جس میں عجز و فروقتی کا اظہار ہو۔ چیخ کر آمین کہنا عجز و نیاز کے منافی ہے اس لیے ایسا کرنا صحیح نہیں۔ اسی طرح بغیر آواز نکالنے کے دل میں آمین کہنا بھی خلاف سنت ہے۔

✦ صالح، وهو الصواب، والسند حسن، وللحدیث شواهد * العلاء بن صالح وثقه ابن معین والجمهور، فهو حسن الحدیث.

۹۳۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجهر بآمين، ح: ۸۵۳ من حدیث صفوان بن عيسى به * بشر بن رافع ضعيف، وأبو عبدالله، ابن عم أبي هريرة لا يعرف حاله، قاله البوصيري في صباح الزجاجة: ۱۰۶/۱.

۹۳۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فَقُولُوا: آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۹۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جب امام ﷺ عَلِيٌّ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿﴾ کہے تو تم [آمین] کہو کیونکہ جس کا یہ قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔“

۹۳۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمَّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۹۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

قال ابن شِهَابٍ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «آمِينَ».

ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہا کرتے تھے



نوائد و مسائل: ① یعنی امام ﷺ عَلِيٌّ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿﴾ کے بعد آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اسی وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ اس اجتماع و توافق کی فضیلت یہی ہے کہ نمازیوں کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔ ② حدیث کے الفاظ ”جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو۔“ کا تقاضا یہ ہے کہ مقتدی امام کی آمین کے بعد آمین کہیں نہ کہ امام کے ساتھ ہی نہ امام سے پہلے ہی۔ اس میں بھی یہ کوتاہی عام ہے کہ اکثر لوگ امام کے وَلَا الضَّالِّينَ پڑھتے ہی آمین کہہ دیتے ہیں حالانکہ مقتدیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے امام کو آمین کہنے کا موقع دیں اور اس کے بعد خود آمین کہیں۔

۹۳۵- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، ح: ۷۸۲ عن عبدالله بن مسلمة القعني، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ۴۰۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۸۷/۱، (والقعني، ص: ۱۴۱).

۹۳۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ح: ۷۸۰، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ۴۱۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۸۷/۱، (والقعني، ص: ۱۴۰، ۱۴۱).

۱- کتاب الصلاة نماز کے متفرق احکام و مسائل

۹۳۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَاهُويَةَ: أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ بِلَالٍ: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا تُسْقِنِي بِأَمِينٍ.

۹۳۷- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آمین کہنے میں مجھ سے جلدی نہ فرمائیے۔

☀️ توضیح: یعنی نماز شروع ہو چکی تھی اور وہ تاخیر سے آئے تو کہا: مجھے موقع دینیجے کہ میں بھی نماز میں مل کر آپ کے ساتھ آمین کہ سکوں۔ اس کی سند مرسل ہے کہ ابو عثمان کی بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات میں کلام ہے۔ جبکہ امام دارقطنی رضی اللہ عنہ وغیرہ اسے موصول قرار دیتے ہیں۔ (عون المعبود) بہر حال اگر امام کو کہہ دیا جائے کہ ذرا قراءت کو طویل کر دیں اور وہ اسے قبول کر لے تو کوئی حرج نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے (باب إِذَا قِيلَ لِلْمُصَلِّيِّ تَقَدَّمَ أَوْ اِنْتَظَرَ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ، كتاب العمل في الصلاة: باب ۱۳)

۹۳۸- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ الدَّمَشَقِيُّ زَمْعَمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَرَزْدَابِيُّ عَنْ صُبَيْحِ بْنِ مُخْرَزِ بْنِ الْحَمِصِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُصْبِحٍ الْمَقْرِيئِيُّ قَالَ: كُنَّا نَجْلِسُ إِلَى أَبِي زُهَيْرِ النَّمَيْرِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، يَتَحَدَّثُ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ فَإِذَا دَعَا الرَّجُلُ بِنَاءٍ بِدَعَاءٍ قَالَ: اخْتِمْهُ بِأَمِينٍ، فَإِنَّ آمِينَ بِنَاءٌ الطَّابِعُ عَلَى الصَّحِيفَةِ. قَالَ أَبُو زُهَيْرٍ: أَخْبَرْتُكُمْ عَنْ ذَلِكَ، خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ نَذَّ أَلْحَ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ بِنْتَمِعُ مِنْهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْجَبَ إِنْ خَتَمَ»، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا أَيُّ شَيْءٍ

۹۳۸- ابو مصبح مرقی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو زہیر نمیری کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے اور یہ صحابہ میں سے تھے اور بڑی اچھی اچھی احادیث بیان کرتے تھے تو ہم میں سے جب کوئی دعا کرتا تو فرمایا کرتے کہ اسے آمین کی مہر لگاؤ۔ آمین مہر کی مانند ہے جو کسی خط پر لگا دی جاتی ہے۔ ابو زہیر نے فرمایا: میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ایک شخص پر پہنچے جب کہ وہ بہت الحاح اور مبالغے سے دعا کر رہا تھا۔ نبی ﷺ رک گئے اور اس کی دعا سنتے رہے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کی دعا قبول ہوگی بشرطیکہ مہر کر دے۔“ ساتھیوں میں سے ایک نے پوچھا: کس چیز سے مہر کرے؟ آپ نے فرمایا: ”آمین سے بلاشبہ اگر اس نے اپنی دعا آمین سے ختم کی (یا مہر لگائی) تو

۹۳۷- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۲/۶، ۱۵ من حديث عاصم الأحول به، و صححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲۱۹/۱، ووافقه الذهبي.

۹۳۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۱۴۰۲ من حديث أبي داود به * صحيح بن حرز مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.



نماز کے متفرق احکام و مسائل

قبول ہوگئی۔“ چنانچہ وہ جس نے نبی ﷺ سے یہ پوچھا تھا اس دعا کرنے والے کے پاس گیا اور اسے کہا: اے فلاں! اپنی دعا کو آمین سے مہر کر دو اور خوشخبری قبول کرو۔ یہ الفاظ محمود کے ہیں۔

يَخْتِمُ، فَقَالَ: «بِأَمِينٍ، فَإِنَّهُ إِنْ خَتَمَ بِأَمِينٍ فَقَدْ أَوْجَبَ»، فَأَنْصَرَفَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَتَى الرَّجُلَ فَقَالَ: اخْتِمْ يَا فُلَانُ! بِأَمِينٍ وَأَبَشِرْ وَهَذَا لَفْظُ مُحَمَّدٍ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ”مقرائی“ حمیر کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْمَقْرَائِي قَبِيلٌ مِنْ حَمِيرٍ.

باب: ۱۶۸، ۱۶۹- نماز میں تالی، بجانا

(المعجم ۱۶۸، ۱۶۹) - باب التَّصْفِيْقِ

فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۴)

۹۳۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تسبیح (سبحان اللہ کہنا) مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔“

۹۳۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «التَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ».

☀️ فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز کے دوران میں اگر امام کو کسی امر کے لیے متنبہ کرنا ہو تو مسنون یہ ہے کہ مرد سبحان اللہ کہیں مگر عورت تالی بجائے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے نہ کہ معروف تالی کی طرح، کیونکہ یہ لہو و لعب ہے اور نماز میں لہو و لعب جائز نہیں ہے۔ عورتوں کو تسبیح کہنے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ ان کی آواز کسی فتنے کا باعث نہ بنے اور مردوں کو تالی سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ یہ عورتوں کا کام ہے۔ (عون المعبود)

۹۴۰- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی عمرو بن عوف (قباء) میں صلوة کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ

۹۴۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصَلِّحَ بَيْنَهُمْ، وَحَانَتِ الصَّلَاةُ،

۹۳۹- تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب التصفيق للنساء، ح: ۱۲۰۳، ومسلم، الصلوة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة إذا ناهما شيء في الصلوة، ح: ۴۲۲ من حديث سفیان بن عيينة به .

۹۴۰- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول... الخ، ح: ۶۸۴. ومسلم، الصلوة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام... الخ، ح: ۴۲۱ من حديث مالك به، وهم في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۶۳، ۱۶۴ (والقعنبي، ص: ۱۱۲، ۱۱۳).



نماز کے متفرق احکام و مسائل

نماز پڑھائیں گے تو میں اقامت کہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور چلتے آئے، حتیٰ کہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے (متوجہ نہ ہوتے تھے) لیکن جب لوگوں نے بہت زیادہ تالیاں بجائیں تو آپ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر پھہرے رہو۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انہیں حکم دیا تھا اس پر اللہ کی حمد کی اور پھر پیچھے ہٹ آئے، حتیٰ کہ صف میں برابر ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”اے ابوبکر! تمہیں کیا مانع تھا کہ تم رکے رہتے جب میں نے تمہیں کہہ دیا تھا؟“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ابن ابی قحافہ کو زیب نہ دیتا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”تم لوگوں کو کیا ہوا تھا کہ اس قدر تالیاں بجانے لگے تھے؟ جسے نماز میں کوئی عارض ہو وہ سبحان اللہ کہا کرے۔ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تالیاں تو عورتوں کے لیے ہیں۔“

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ فرض نماز میں ہے۔

۹۴۱- حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ

فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَتَصَلِّي بِالنَّاسِ فَأَقِيم؟ قَالَ: نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ التَّفَّتَ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَمُكْتُ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تَتَّبِعَ إِذْ أَمَرْتُكَ؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لَابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَالِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيقِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْبِحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ التَّتَفَّتْ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا فِي الْفَرِيضَةِ.

۹۴۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا

۹۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب الإمام يأتي قوماً فيصلح بينهم، ح: ۷۱۹۰ من حديث أبي حازم، مطولاً.

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَاهُمْ لِيُصَلِّحَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَقَالَ لِبِلَالٍ: «إِنْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ ثُمَّ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ. قَالَ فِي آخِرِهِ: «إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحِ الرَّجُلُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءَ».

قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں کوئی جھگڑا ہو گیا تھا۔ نبی ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ظہر کے بعد ان میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے اور بلال سے فرما گئے: ”اگر نماز عصر وقت ہو جائے اور میں نہ پہنچ سکوں تو ابوبکر سے کہنا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔“ چنانچہ جب عصر کا وقت ہوا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی پھر اقامت کہی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کو کہا وہ آگے بڑھ گئے۔ اس روایت کے آخر میں ہے: ”جب تمہیں نماز میں کوئی عارض پیش آجائے تو مرد سبحان اللہ کہا کریں اور عورتیں تالی بجا لیں۔“

فوائد و مسائل: ① مسلمانوں میں کہیں جھگڑا ہو جائے تو اولین فرصت میں ان میں صلح کرانے کی کوشش کی جائے اور بالخصوص امر قوم اور ذی وجاہت افراد کو اس میں سبقت کرنی چاہیے۔ ② امام مقرر کو چاہیے کہ متوقع غیر حاضری کی صورت میں اپنا نائب مقرر کر کے جائے۔ ③ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قابل اعتماد نائب تھے اور امت نے آپ کے اسی مقام کی وجہ سے انہیں منصب خلافت کے لیے منتخب کیا۔ ④ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مقام رسالت کو خوب پہنچاتے تھے کہ آپ کے ہوتے ہوئے کسی طرح مناسب نہیں کہ آگے رہ کر نماز پڑھائی جائے۔ یہ خصوصیت صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھی امت میں کسی اور کا یہ مقام نہیں ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے تالیاں بجا لیں۔ ⑤ لاعلمی سے جو عمل ہو جائے وہ معاف ہے جیسے کہ صحابہ نے تالیاں بجا لیں مگر علماء پر لازم ہے کہ اس کی اصلاح کریں تاکہ پھر اس کا اعادہ نہ ہونے پائے۔ ⑥ اثنائے قراءت میں حمد اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھالینے جائز ہیں۔

۹۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: ۹۴۲- جناب عیسیٰ بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ عَيْسَى بْنِ أَيُّوبَ عورتوں کا تالی بجانا یوں ہے کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہاتھ کی قَوْلُهُ: التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ تَضْرِبُ انگلیاں اپنی بائیں ہاتھ کی پر ماریں۔ بِإِصْبَعَيْنِ مِنْ يَمِينِهَا عَلَى كَفِّهَا الْيُسْرَى.

۹۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱۰۷/۲۱، ۱۰۸ من حديث أبي داود به * الولد ابن مسلم تقدم، ح: ۴۱۵، ولم يصرح بسماعه من عيسى بن أيوب.



۲- کتاب الصلاة نماز کے متفرق احکام و مسائل

☀️ فائدہ: عیسیٰ بن ایوب تبع تابعین میں سے ہیں۔ چونکہ نماز میں امام کو متنبہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس لیے دو انگلیوں ہی سے کافی ہے۔ سب انگلیوں سے تالی بجانا بھولوب میں شمار ہوتا ہے اسی لیے فرق کیا گیا ہے۔

(المعجم ۱۶۹، ۱۷۰) - باب الإِشَارَةِ
فی الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۵)

۹۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ شَبُوهِ الْمَرْزُوقِيِّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ فِي الصَّلَاةِ.

۹۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز میں اشارہ کر دیا کرتے تھے۔

☀️ ملحوظہ: مثلاً سلام کا جواب دینا یا خاموش رہنے کا اشارہ کرنا۔ (دیکھیے گزشتہ باب: ۱۶۵، ۱۶۶)

۹۴۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ أَبِي عَطْفَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ» يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ، «وَالتَّصْنِيقُ لِلنِّسَاءِ»، مَنْ أَشَارَ فِي صَلَاتِهِ إِشَارَةً تُفْهَمُ عَنْهُ فَلْيَعُدْ لَهَا» يَعْنِي الصَّلَاةَ.

۹۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”[سبحان اللہ] کہنا مردوں کے لیے ہے۔“ یعنی نماز میں۔ ”اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔ اور جس نے اپنی نماز میں کوئی ایسا اشارہ کیا جو کوئی مفہوم رکھتا ہو تو وہ اپنی نماز دہرائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ وَهُمْ. امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث وہم ہے۔

☀️ فائدہ: کیونکہ صحیح احادیث سے حسب ضرورت اشارہ کرنا ثابت ہے۔

(المعجم ۱۷۰، ۱۷۱) - باب مَسْحِ
الْحِصَا فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۱۷۶)

۹۴۳- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۳۸/۳ عن عبدالرزاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۸۵، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۳۲۷۶، وله طريق آخر، صحيح، عند الدارقطني: ۸۴/۲، وللحديث شواهد.

۹۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۸۳/۲ من حديث عبدالله بن سعيد به * ابن إسحاق تقدم، ح: ۳۱۳ ولم أجد تصريح سماعه.



۹۴۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سَفِيَانُ
 عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي الْأَخْوَصِ شَيْخٍ مِنْ
 أَهْلِ الْمَدِينَةِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ يَزُويهِ
 النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ
 فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجَّهُهُ فَلَا يَمْسَحُ الْحَصَا».

۹۳۵- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے
 ہیں: ”جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو
 (اللہ کی) رحمت اس کے رو برو ہوتی ہے لہذا انگریاں نہ
 چھوا کرے۔“

۹۴۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِإِبْرَاهِيمَ:
 حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ،
 عَنْ مُعْتَبِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا
 تَمْسَحُ وَأَنْتَ تُصَلِّي، فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ
 فَاعِلًا فَوَاحِدَةً تُشَوِّبُهَا الْحَصَا».

۹۳۶- حضرت معتبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی
 ﷺ نے فرمایا: ”نماز پڑھتے ہوئے نکلیاں مت چھو۔
 اگر ایسا کرنا ہی ہے تو ایک بار برابر کر لو۔“

☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن شواہد کی بنا پر قابل استدلال ہے۔ بنا بریں نمازی
 کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اپنی جگہ صاف کر لے اور مصلی وغیرہ درست کر کے کھڑا ہو نماز کے دوران میں
 یہ عمل جائز نہیں اگر کرنا بھی ہو تو صرف ایک بار کی رخصت ہے۔

(المعجم ۱۷۱، ۱۷۲) - باب الرَّجُلِ
 باب: ۱۷۱، ۱۷۲- پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا
 يُصَلِّي مُخْتَصِرًا (التحفة ۱۷۷)

۹۴۷- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ:
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ
 مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ
 ۹۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں پہلوؤں پر ہاتھ
 رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

۹۴۵- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلوة، ح: ۳۷۹،
 والنسائي، ح: ۱۱۹۲، وابن ماجه، ح: ۱۰۲۷، من حديث سفیان به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة،
 ح: ۹۱۳، ۹۱۴، وابن حبان، ح: ۴۸۱، ۴۸۲، والحافظ في بلوغ المرام، ح: ۱۸۹، وللحديث شواهد.

۹۴۶- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهية مسح الحصى وتسوية التراب في الصلوة، ح: ۵۴۶، من
 حديث هشام الدستوائي، والبخاري، العمل في الصلوة، باب مسح الحصى في الصلوة، ح: ۱۲۰۷، من حديث يحيى
 ابن أبي كثير به.

۹۴۷- تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب الخصر في الصلوة، ح: ۱۲۲۰، ومسلم، المساجد،
 باب كراهية الاختصار في الصلوة، ح: ۵۴۵، من حديث هشام بن حسان به، ورواه أحمد: ۲۳۲/۲ عن محمد بن
 سلمة به، وانظر، ح: ۹۰۳.



☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس سے قبل کے باب میں وارد حدیث سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں لاٹھی کا سہارا لینا درست نہیں۔ تو یہ باب اور حدیث اس مسئلے کو واضح کرتی ہے۔ ② صالحین کی زیارت اور ان کی صحبت میسر آنا بہت بڑی نعمت ہے۔ ③ معروف و مشہور ہے کہ انسان کا مظہر اس کے باطن کا عکاس ہوتا ہے لہذا ظاہری منظر سادہ اور سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اصحاب مجلس پر اس کا بہت عمدہ اثر ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بالخصوص و فود کے استقبال میں اس کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ④ عذر کی بنا پر نماز میں سہارا لینا جائز ہے اور سہارے سے کھڑے ہونا بیٹھے کی نسبت زیادہ افضل ہے۔ ⑤ بطور عادت یا فیشن کے ہر وقت ننگے سر رہنا، حتیٰ کہ مستقل طور پر نماز بھی ننگے سر پڑھنا صحابہ کے طریقے کے خلاف ہے۔

باب: ۱۷۳، ۱۷۴- نماز میں گفتگو منع ہے

(المعجم ۱۷۳، ۱۷۴) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ۱۷۹)

۹۴۹- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (ابتداءً اسلام میں) ہمارا ایک ساتھی نماز کے دوران میں اپنے ساتھ والے سے بات کر لیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ آیت کریمہ ﴿وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ نازل ہوئی۔ ”یعنی اللہ کے حضور خاموشی باادب ہو کر کھڑے ہوا کرو۔“ چنانچہ ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور بات چیت سے روک دیا گیا۔

۹۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ: كَانَ أَحَدُنَا يُكَلِّمُ الرَّجُلَ إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ، فَزَلَّتْ ﴿وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ [البقرة: ۲۳۸] فَأَمْرُنَا بِالسُّكُوتِ وَنُهْيُنَا عَنِ الْكَلَامِ.



☀️ **فائدہ:** نماز میں گفتگو حرام ہے۔ الایہ کہ خطا اور نسیان سے کوئی لفظ زبان سے نکل جائے تو معاف ہے۔

باب: ۱۷۴، ۱۷۵- جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے

(المعجم ۱۷۴، ۱۷۵) - **بَابُ فِي صَلَاةِ الْقَاعِدِ** (التحفة ۱۸۰)

۹۵۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھ

۹۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ

۹۴۹- **تخریج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ۵۳۹ من حديث هشيم، والبخاري، العمل في الصلوة، باب ما ينهى من الكلام في الصلوة، ح: ۱۲۰۰ من حديث إسماعيل ابن أبي خالد به.

۹۵۰- **تخریج:** أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً... الخ، ح: ۷۳۵ من حديث جرير بن عبد الحميد به.

سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔“ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو پایا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا تو آپ نے دریافت فرمایا: ”عبداللہ بن عمرو! کیا بات ہے؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ”آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟“ آپ نے فرمایا: ”ہاں! لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔“

عَيْنَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالٍ - يَعْنِي ابْنَ يَسَافٍ - عَنْ أَبِي بَحْيٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ لِرَجُلٍ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ»، فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِي، فَقَالَ: «مَا لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرٍو؟» قُلْتُ: حَدَّثْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ قُلْتَ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ»، وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا. قَالَ: «أَجَلٌ، وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ».

☀️ فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کی خصوصیت تھی کہ نوافل بیٹھ کر پڑھتے تو پورا ثواب پاتے تھے اور صحابہ کرام ﷺ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ شرعی امور کے اسی طرح پابند ہیں جس طرح کہ امت ہے۔ ﴿وَأَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ.....﴾ (البقرہ: ۲۸۵) مگر جہاں آپ کی خصوصیت بیان ہو گئی ہے وہاں استثنا ہے۔ ② بلا عذر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے سے آدمی کو آدھا ثواب ملتا ہے۔

۹۵۱- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بیٹھ کر نماز پڑھنے کی نسبت افضل ہے۔ اور بیٹھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھی ہوتی ہے۔ اور لیٹ کر پڑھنے والے کی نماز بیٹھ کر پڑھنے والے کی نسبت آدھی ہوتی ہے۔“

۹۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا، فَقَالَ: «صَلَاتُهُ قَائِمًا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا، وَصَلَاتُهُ قَاعِدًا عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَائِمًا، وَصَلَاتُهُ نَائِمًا عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا».

☀️ فوائد و مسائل: ① اگر کوئی بیمار یا ضعیف کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھنے سے وہ ان شاء اللہ پورا اجر پائے

۹۵۱- تخریج: أخرجه البخاري، التصدير، باب صلوة القاعد، ح: ۱۱۱۵ من حديث حسين المعلم به.

گ- ⑤ طاقت ہوتے ہوئے بغیر کسی عذر کے فرض نماز بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنا قطعاً ناجائز ہے۔ (عون المعبود)

البتہ نقلی نماز بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا اجر کم ہو جاتا ہے۔

۹۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
طَهْمَانَ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ ابْنِ
بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كَانَ
بِي النَّاصُورُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ:
«صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ
لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ».

۹۵۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
مجھے ناسور تھا۔ پس اس بارے میں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ”نماز کھڑے ہو کر پڑھو۔
اگر ہمت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلا
کے بل لیٹ کر۔“

۹۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ
عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ
صَلَاةِ اللَّيْلِ جَالِسًا قَطُّ حَتَّى دَخَلَ فِي
السَّنِّ فَكَانَ يَجْلِسُ فِيهَا فَيَقْرَأُ حَتَّى إِذَا بَقِيَ
أَرْبَعِينَ أَوْ ثَلَاثِينَ آيَةً فَقَرَأَهَا ثُمَّ سَجَدَ.

۹۵۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھاپا آنے سے پہلے میں نے
کبھی نہیں دیکھا تھا کہ رات کی نماز میں آپ نے بیٹھ کر
قراءت کی ہو مگر جب بوڑھے ہو گئے تو بیٹھ کر قراءت
کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ جب تیس یا چالیس آیتیں باقی
جاتیں تو انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے پھر سجدہ کرتے۔

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ نوافل میں جائز ہے کہ انسان بیٹھ کر ابتدا کرے اور اثنائے قراءت میں کھڑا ہو جائے یا
کھڑے ہو کر ابتدا کرے اور درمیان میں بیٹھ جائے۔

۹۵۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدٍ وَأَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي

۹۵۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور اسی حالت میں

۹۵۲- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، باب إذا لم يطق قاعداً صلى على جنب، ح: ۱۱۱۷ من حديث إبراهيم
ابن طهمان به.

۹۵۳- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً... الخ، ح: ۷۳۱ من حديث
زهير، والبخاري، التفسير، باب: إذا صلى قاعداً ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقي، ح: ۱۱۱۸ من حديث هشام بن عروة به.

۹۵۴- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، باب: إذا صلى قاعداً ثم صح أو وجد خفة... الخ، ح: ۱۱۱۹.
ومسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً... الخ، ح: ۷۳۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(يحيى): ۱۳۸/۱.



سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ لَنَبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرٌ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

قراءت کرتے رہتے حتیٰ کہ جب آپ کی قراءت میں سے تیس یا چالیس آیتیں باقی ہوتیں تو کھڑے ہو جاتے اور قراءت کرتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو علقمہ بن وقاص نے بھی حضرت عائشہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

۹۵۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ بُدَيْلَ بْنَ مَيْسِرَةَ وَأَيُّوبَ يُحَدِّثَانِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا نَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

۹۵۵- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کا لمبا حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور ایک لمبا حصہ بیٹھ کر پڑھتے۔ اور جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

☀️ فائدہ: افضل یہ ہے کہ جب قراءت کھڑے ہو کر ہو تو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہو اور اگر قراءت بیٹھ کر ہو تو رکوع بھی بیٹھ کر ہو..... یہ اور پر والی صورت یعنی رکعت کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور کچھ حصہ بیٹھ کر ادا کیا جائے تو بھی جائز ہے۔

۹۵۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا كَهْمَسُ بْنُ لُحْسَنِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَةٍ مِثْلَ مَا يَقْرَأُ فِي رَكْعَةٍ أُخْرَى؟ قَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا كَانَ فِي رَكْعَةٍ مِثْلَ مَا كَانَ فِي رَكْعَةٍ أُخْرَى، إِذَا كَانَ فِي رَكْعَةٍ مِثْلَ مَا كَانَ فِي رَكْعَةٍ أُخْرَى، إِذَا كَانَ فِي رَكْعَةٍ مِثْلَ مَا كَانَ فِي رَكْعَةٍ أُخْرَى.

۹۵۶- جناب عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ایک رکعت میں (ایک سے زائد) سورتیں پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: (ہاں) حصہ مفصل سے۔ (سورۃ ق)

۹۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا... الخ، ح: ۷۳۰ من حدیث حماد بن زید بہ.

۹۵۶- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا، وفعل بعض الركعة قائمًا وبعضها قاعدًا، ح: ۷۳۲ من حدیث کہمس بہ باختلاف سبیر، ورواه أحمد: ۱۷۱/۶ عن یزید بن ہارون بہ.



۲- کتاب الصلاة

[السُّورَ] فِي رَكْعَةٍ؟ قَالَتْ: الْمُفْضَلُ.
قَالَ: قُلْتُ: فَكَأَن يُصَلِّي قَاعِدًا؟ قَالَتْ:
حِينَ حَطَّمَهُ النَّاسُ.

تشہد کے احکام و مسائل
سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو مفصل کہا جاتا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا آپ بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: (ہاں) جب لوگوں نے آپ کو تھکا دیا تھا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یعنی معقول عذر کے بغیر بیٹھ کر نماز پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ ② دعوت، تزکیہ، جہاد اور سخت ترین عبادت کے مسلسل عمل نے آپ ﷺ کو فی الواقع تھکا دیا تھا۔ ③ ایک رکعت میں ایک سے زیادہ سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

(المعجم ۱۷۵، ۱۷۶) - بَابُ: كَيْفَ الْجُلُوسُ فِي الشَّهَادَةِ (التحفة ۱۸۱)

باب: ۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷- تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت

۹۵۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفْضَلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي؟ قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَّتَا بِأُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ. قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ فَأَقْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ ثُنْتَيْنِ وَحَلَقَ حَلْفَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا، وَحَلَقَ بِشْرُ الْإِبْهَامَ وَالْوَسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ.

۹۵۷- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا میں بالضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور قبلے کی طرف رخ کیا اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، حتیٰ کہ آپ کے کانوں کے برابر آگئے۔ پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑ لیا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا۔ بیان کیا کہ پھر آپ بیٹھ گئے اور اپنا بائیں پاؤں بچھالیا اور اپنا بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھ لیا اور دائیں ہاتھ کی کہنی کے کنارے کو اپنی دائیں ران پر رکھا اور دو انگلیوں کو بند کر کے حلقہ بنا لیا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس طرح کرتے تھے..... جناب بشر نے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے دکھایا۔

☀️ فائدہ: الفاظ حدیث [وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى] کے دو ترجمے کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ کہنی

۹۵۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب رفع اليدين إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع، ح: ۸۷ من حديث بشر بن المفضل، والنسائي، ح: ۱۲۶۴ من حديث عاصم بن كليب به.

۲- کتاب الصلاة تشہد کے احکام و مسائل

کی بڑی کو اپنی ران پر رکھا جیسے کہ آئندہ حدیث: ۹۹۱ میں ہے۔ نیر ابو مالک الخزازی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ نے اپنی دائیں کلائی اپنی دائیں ران پر رکھی ہوئی تھی.....“ محدث عصر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اسی طرف مائل ہیں۔ جبکہ ابن رسلان اور سندھی وغیرہ کہتی کوران سے اوپر اٹھائے رکھنا مراد لیتے ہیں۔

۹۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَرَ قَالَ: سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى.

۹۵۸- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ آپ اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیں اور بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھیں۔

۹۵۹- حَدَّثَنَا ابْنُ مِعَاذٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ يَقُولُ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُضَجَّعَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى وَتَنْصِبَ الْيُمْنَى.

۹۵۹- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ تمہارا اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لینا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے بیٹھنا نماز کی سنتوں میں سے ہے۔

۹۶۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۹۶۰- عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: عَنْ يَحْيَى أَيْضًا مِنَ السُّنَّةِ كَمَا قَالَ جَرِيرٌ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حماد بن زید نے یحییٰ کی سند میں [من السنة] کا لفظ کہا ہے جیسے کہ جریر نے کہا ہے۔

☀️ فائدہ: صحابی رسول کا [من السنة] ”سنت یہ ہے۔“ کے الفاظ بولنا حدیث کے مرفوع ہونے کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

۹۶۱- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۹۶۱- جناب یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد نے

۹۵۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، ح: ۸۲۷ عن عبدالله بن مسلمة القعني به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۰، ۸۹/۱.

۹۵۹- تخریج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

۹۶۰- تخریج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

۹۶۱- تخریج: [صحيح] انظر، ح: ۹۵۸، ۹۶۰ وهو في الموطأ (يحيى): ۹۰/۱.



تشهد کے احکام و مسائل

يَحْيَىٰ بنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَرَاهُمُ الْجُلُوسَ فِي التَّشَهُّدِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

ان کو تشهد میں بیٹھنے کی کیفیت دکھائی اور حدیث ذکر کی۔

☀️ فائدہ: نوخیز بچوں اور طلبہ کی تعلیم و تربیت کے لیے عملی مشاہدہ بہت اہم ہے۔

۹۶۲- جناب ابراہیم (بن یزید نخعی فقیہ اہل کوفہ) نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا کرتے تھے۔ (اور مسلسل اس طرح کرنے سے) ان کے پاؤں کی پشت سیاہ ہو گئی تھی۔

۹۶۲- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكَيْعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى اسْوَدَّ ظَهْرُ قَدَمِهِ.

(المعجم ۱۷۶، ۱۷۷) - باب مَنْ ذَكَرَ

التَّوَرُّكَ فِي الرَّابِعَةِ (التحفة ۱۸۲)

باب ۶: ۱۷۶-۱۷۷- چوتھی رکعت میں تورک

کا بیان (یعنی سرین پر بیٹھنا)

۹۶۳- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول ﷺ کی دس افراد کی جماعت میں بیان کیا ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: بیان کرو۔ تو انہوں نے حدیث بیان کی اور کہا: اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں (قبلہ رخ) موڑ لیتے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بائیں پاؤں نیچا کر کے اس پر بیٹھ جاتے۔ پھر دوسری رکعت میں ایسے ہی کرتے۔ اور حدیث تفصیل سے ذکر کی اور بیان کیا کہ جب اس رکعت میں ہوتے جس میں سلام ہوتا ہے تو اپنے بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال لیتے اور اپنے بائیں حصے پر بیٹھ جاتے احمد نے اس قدر اضافہ کیا کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

۹۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّمْحَاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُهُ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَقَالَ أَحْمَدُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ. قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالُوا: فَاعْرِضْ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ

۹۶۲- تخریج: [مسنادہ ضعیف] السند مرسل، والثوري تقدم، ح: ۷۴۸، ولم أجد تصريح سماعه.

۹۶۳- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۷۳۰، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۵۳/۱۹ من حديث أبي داود به.

(حضرت ابو حمید سے) کہا: آپ نے صبح اور صبح کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور مسدود نے دو رکعتوں پر بیٹھنے کی کیفیت بیان نہیں کی۔

إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» وَيَرْفَعُ وَيُنْتِهِ رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَضَعُ فِي الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - قَالَ: حَتَّى إِذَا كَانَتْ السُّجُودَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أُخْرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ. زَادَ أَحْمَدُ: قَالُوا: صَدَقْتَ، هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي، وَلَمْ يَذْكُرَا فِي حَدِيثِهِمَا الْجُلُوسَ فِي التَّسْتِيْنِ كَيْفَ جَلَسَ.

☀️ فائدہ: اس حدیث میں صراحت ہے کہ درمیانی تہجد اور آخری تہجد میں فرق ہوتا تھا۔ آخری تہجد جس میں سلام ہوتا ہے اسی میں تورک مسنون ہے۔ (یہ حدیث پیچھے بھی گزری ہے۔ حدیث: ۷۳۰) تورک کا مطلب ہے بائیں پاؤں باہر نکال کر سرینوں پر بیٹھنا۔

۹۶۴- جناب محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ وہ چند اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہی (مذکورہ) حدیث بیان کی۔ انہوں نے (یعنی عیسیٰ بن ابراہیم نے) ابوقادہ کا ذکر نہیں کیا۔ کہا کہ جب آپ دو رکعتوں پر بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور جب آخری رکعت ہوتی تو اپنے بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال دیتے اور اپنی سرین پر بیٹھ جاتے (جسے تورک کہا جاتا ہے)۔

۹۶۴- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ.

۹۶۵- جناب محمد بن عمرو عامری بیان کرتے ہیں کہ

۹۶۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ

۹۶۴- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۷۳۲.

۹۶۵- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۷۳۱.

عن يَزِيدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو
ابن حَلْحَلَةَ، عن مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو العَامِرِيِّ
قال: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ، بهذا الحديثِ قال
فيه: فَإِذَا قَعَدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ
قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا كَانَتْ
الرَّابِعَةَ أَفْضَى بَوْرِكِهِ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ
وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةِ وَاحِدَةٍ.

میں اس مجلس میں موجود تھا (جس میں کہ دس اصحاب
رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے اور حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ نے ان کو
نماز پڑھ کر دکھائی تھی) انہوں نے اس میں بیان کیا:
جب آپ دور کعتوں کے بعد بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں
کے تلوے پر بیٹھتے اور دائیں کو کھڑا کر لیتے تھے۔ اور
جب چوتھی رکعت ہوتی تو اپنی بائیں سرین کو زمین پر رکھ لیتے
اور اپنے دونوں پاؤں کو ایک جانب نکال لیتے۔

☀️ فائدہ: آخری تہجد میں یہ صورت کہ دایاں پاؤں بھی دائیں جانب کولنا لیا جائے جائز ہے۔

۹۶۶- جناب عباس (یا عیاش) بن سہل ساعدی
بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی اس مجلس میں موجود تھے
جس میں ان کے والد حاضر تھے۔ اس میں بیان کیا کہ
..... پس سجدہ کیا اور جب اٹھے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں
گھٹنوں اور اپنے پاؤں کے پنجوں پر اٹھے دریاں حالیکہ
آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے تورک کیا (یعنی
اپنی سرین پر بیٹھے) اور دوسرے پاؤں کو کھڑا کر لیا۔ پھر
تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہو گئے اور
تورک نہ کیا۔ اور دوسری رکعت پڑھی اور اسی طرح تکبیر
کہی، پھر بیٹھ گئے۔ دور کعتوں کے بعد۔ حتیٰ کہ جب
کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے
اور پھر دوسری دور کعتیں پڑھیں اور جب سلام کیا تو اپنی
دائیں اور بائیں جانب سلام کیا۔

۹۶۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ أَبُو
خَيْمَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ: حَدَّثَنَا عِيسَى
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ، [عن محمد بن عمرو]
عن عَبَّاسٍ - أَوْ عِيَّاشٍ - ابنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ
كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ فَذَكَرَ فِيهِ قَالَ: فَسَجَدَ
فَانْتَصَبَ عَلَى كَفَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ
جَالِسٌ فَتَوَرَّكَ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَى ثُمَّ كَبَّرَ
فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكَ، ثُمَّ عَادَ فَرَكَعَ
الرُّكْعَةَ الْأُخْرَى فَكَبَّرَ كَذَلِكَ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ
الرُّكْعَتَيْنِ حَتَّى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ
بِتَكْبِيرٍ ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَتَيْنِ، فَلَمَّا سَلَّمَ
سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن عبداللہ نے وہ
کچھ ذکر نہیں کیا جو کچھ کہ عبدالحمید نے تورک اور دو
رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ
مَا ذَكَرَ عَبْدُ الْحَمِيدِ فِي التَّوَرُّكِ وَالرَّفْعِ
إِذَا قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ.



تہجد کے احکام و مسائل

۹۶۷- جناب عباس بن اہل کہتے ہیں کہ حضرت ابو حمیدؓ ابواسیدؓ اہل بن سعد اور محمد بن مسلمہؓ اکٹھے ہوئے..... اور یہ حدیث بیان کی۔ اور اس میں دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین اور بیٹھے کا ذکر نہیں کیا۔ کہا حتیٰ کہ جب آخر میں پہنچے تو بیٹھ گئے بائیں پاؤں کو بچھایا اور اپنے دائیں پاؤں کے پانچ کو قبلہ کی طرف کر لیا۔

۹۶۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو: أَخْبَرَنِي فُلَيْحٌ: أَخْبَرَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ مُسْلَمَةَ، فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ، لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنْ نَيْتَيْنِ وَلَا الْجُلُوسَ، قَالَ: حَتَّى فَرَعَ ثُمَّ جَلَسَ فَأَفْتَرَسَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ.

(المعجم ۱۷۷، ۱۷۸) - باب التَّشَهُدِ

(التحفة ۱۸۳)

باب: ۱۷۷، ۱۷۸- تہجد کا بیان

۹۶۸- حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں بیٹھا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے [السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ] اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے (یا اس کے بندوں کی طرف سے) سلام ہو سلام ہو، فلاں پر سلام ہو، فلاں پر تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پر سلام مت کہا کرو اللہ تو خود سراپا سلام ہے۔ لیکن جب تم میں سے کوئی بیٹھے تو یوں کہا کرے: [التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ..... الخ] ”تمام طرح کی قوی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے خاص ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک صالح بندوں پر۔“ تم لوگ جب یہ کہو گے تو تمہاری یہ دعا آسمان وزمین اور ان کے درمیان سب صالح بندوں کے لیے ہوگی۔ (اس

۹۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، حَدَّثَنِي شَيْبَانُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذَلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ - أَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ -

۹۶۷- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۷۳۴.

۹۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد، وليس بواجب، ح: ۸۳۵ عن سدد، ومسلم، الصلوة، باب التشهد في الصلوة، ح: ۵۸/۴۰۲ من حديث سليمان الأعمش به.



۲- کتاب الصلاۃ تشہد کے احکام و مسائل

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو بِهِ».

کے بعد یہ کہا کرو۔ [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ..... الخ] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ پھر چاہیے کہ دعا کرے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔“



نوائد و مسائل: ① تشہد کے تمام صیغوں میں یہ صیغہ صحیح ترین ہیں۔ ② [التَّحِيَّاتُ: نَحِيَّةٌ] کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے سلامتی، بقا، عظمت، بے عیب ہونا اور ملک و ملکیت۔ اور بقول علامہ خطابی و بغوی بڑھتی یہ لفظ تنظیم کے تمام تر معانی پر مشتمل ہے۔ [الصلوات]: صلاۃ کی جمع ہے۔ یعنی عبادات، دعائیں اور رحمتیں اسی سے مخصوص ہیں۔ [الطَّيِّبَاتُ]: طَبِيَّةٌ کی جمع ہے یعنی ذکر اذکار اعمال صالحہ اور اچھی باتیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ التَّحِيَّاتُ سے قولی عبادات، الصَّلَوَاتُ سے فعلی عبادات اور الطَّيِّبَاتُ سے مالی عبادات مراد ہیں۔ دیکھیے: (نبیل الاوطار: ۲/۲۱۱-۲۱۲) ③ [السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ] میں غائب کی بجائے صیغہ خطاب کا ورود نبی ﷺ کی تعلیم ہے اور اس کی حقیقی حکمت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بظاہر یوں ہے کہ جب بندہ اللہ عزوجل کے لیے اپنے تحیات پیش کرتا ہے تو اسے یاد دلایا گیا ہے کہ یہ سب کچھ تمہیں نبی ﷺ کے ذریعے سے ملا ہے۔ اس لیے بندہ نبی ﷺ کو اپنے ذہن میں متحضر کر کے آپ کو صیغہ خطاب سے سلام پیش کرتا ہے۔ کچھ لوگوں کا اصرار ہے کہ ان الفاظ میں براہ راست رسول اللہ ﷺ کو سنوانا مقصود ہے۔ یہ خیال برحق اور درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس انداز سے خطاب ہمیشہ سنوانے کے لیے نہیں ہوتا اور اس کی دلیل سنن نسائی کی درج ذیل حدیث ہے، حضرت ابورافع بیان کرتے ہیں:

[كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ ذَهَبَ إِلَيَّ بِنِيِّ عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَيَتَحَدَّثُ عِنْدَهُمْ حَتَّى يَتَحَدَّرَ لِلْمَغْرِبِ، قَالَ أَبُو رَافِعٍ: فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يُسْرِعُ إِلَى الْمَغْرِبِ مَرَرْنَا بِالْبَيْعِ فَقَالَ: أَفْ لَكَ أَفْ لَكَ قَالَ: فَكَبُرَ ذَلِكَ فِي ذَرْعِي فَاسْتَأْخَرْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُنِي فَقَالَ: مَا لَكَ؟ امْسِكْ- فَقُلْتُ: أَحَدَثَ حَدَثٌ، قَالَ: مَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: أَفْقَتُ بِي، قَالَ: لَا، وَلَكِنْ هَذَا فَلَانَ بَعَثْتُهُ سَاعِيًا عَلَى بَنِي فَلَانَ فَعَلَّ نَمْرَةً فَدُرِعَ الْآنَ مِثْلَهَا مِنْ نَارٍ] (سنن النسائي، الإمامة، حديث: ۸۱۳)

”رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد قبیلہ بنو عبد الاشہل کے ہاں جاتے اور گفتگو میں مشغول رہتے تھے حتیٰ کہ مغرب کے قریب واپس تشریف لاتے۔ ابورافع کہتے ہیں: ایک دن نبی ﷺ نماز مغرب کے لیے جلدی جلدی تشریف لا رہے تھے اور ہم بیع کے پاس سے گزر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ”افسوس ہے تجھ پر! افسوس ہے تجھ پر!“ ابورافع کہتے ہیں کہ اس سے مجھے بہت گرانی محسوس ہوئی اور میں کچھ بیچھے ہو گیا۔ میں نے سمجھا کہ شاید آپ میرا ارادہ فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟ آگے چلو۔“ میں نے عرض کیا: حضرت کیا کوئی



بات ہو گئی ہے؟ فرمایا: کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ نے مجھ پر افسوس کا اظہار فرمایا ہے۔ فرمایا: ”نہیں! اس فلاں شخص کو میں نے فلاں قبیلہ پر عامل بنا کر بھیجا تھا تو اس نے مال میں سے ایک دھاری دار چادر چھپائی چنانچہ اب اسے اسی طرح آگ کی چادر پہنائی گئی ہے۔“ اس حدیث میں نبی ﷺ کو جب اس کا منظر دکھایا گیا تو آپ نے اس پر صیغہ خطاب سے افسوس کا اظہار فرمایا۔

اسی طرح نیا چاند دیکھنے کی دعا میں ہے: [اللَّهُمَّ أَهْلَهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ] (مسند ترمذی حاکم: ۲۸۵۴۳، حدیث: ۷۷۶۷) ”اے اللہ!..... اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔“ یہاں چاند کو سنوانا مقصود نہیں بلکہ تعلیم نبی ہے۔ الغرض تشہد میں نبی ﷺ کے لیے صیغہ خطاب اِسْمَاعِ (سنوانے) کے لیے نہیں بلکہ تعلیم نبی کی بنا پر ہے۔ واللہ اعلم۔ اگر سنوانا مقصود ہوتا تو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما وغیرہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد سلام کے صیغہ خطاب کو صیغہ غیب سے ہرگز تبدیل نہ کرتے اور [السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ] نہ پڑھتے اور نہ اس کی تعلیم دیتے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین، دیکھیے: (صحیح بخاری، حدیث: ۲۲۶۵) ﴿فَلْيَقُلْ﴾ ”چاہیے کہ کہے“ سے استدلال ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔ ⑤ سلام سے پہلے دین و دنیا کی حاجات کی طلب بھی مستحب ہے اور یہ دعا کا بہترین وقت اور مقام ہے۔



۹۶۹- حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُثَنِّصِرِ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نہیں
أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ شَرِيكَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ إِذَا جَلَسْنَا فِي الصَّلَاةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

جنا ب شریک نے اَخْبَرَنَا جَمَاعٍ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ اِسْمَاعِی کی مثل بیان کیا۔ کہا: آپ ﷺ ہمیں کئی طرح کے کلمات سکھاتے تھے، مگر جس اہتمام سے کلمات تشہد تعلیم فرماتے تھے، دیگر میں ایسے نہ ہوتا تھا۔ (غیر تشہد کے

۹۶۹- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي في القضاء والفدر، (ق: ۶۷ب) من حديث أبي داود به، وأصله عند الترمذي، ح: ۱۱۰۵، والنسائي، ح: ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ورواه شعبة والثوري عن أبي إسحاق به، (حديث شريك)، وأخرجه أحمد: ۱/۳۹۴، وصححه الحاكم: ۱/۲۶۵ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه ابن جرير عن جامع ابن شداد به.

بَيْنَنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَجَبَّنَا الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ، وَبَارِكْ لَنَا فِي
أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَرْوَاجِنَا
وَذُرِّيَاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ،
مُتَّيِّنِينَ بِهَا، قَابِلِيهَا وَأَيِّمَهَا عَلَيْنَا».

اذکار میں سے یہ بھی ہے) [اللَّهُمَّ أَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِنَا وَ
أَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا..... الخ] ”اے اللہ! ہمارے دلوں
میں (ایک دوسرے کی) الفت پیدا فرما دے اور ہمارے
آپس کے روابط کو عمدہ بنا دے۔ ہمیں سلامتی کے
راستوں کی رہنمائی فرما اور اندھیروں سے بچا کر نور میں
پہنچا دے۔ اور تمام طرح کی ظاہری اور چھپی بدکاریوں
سے محفوظ رکھ۔ ہمارے کانوں، آنکھوں، دلوں، گھروں اور بیوں
(بیویوں) اور بچوں میں برکتیں عطا فرما۔ (اے اللہ!) اور ہم
پر رجوع فرما (ہماری توبہ قبول کر) بلاشبہ توبہ زیادہ توبہ
قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔ ہمیں اپنی
نعمتوں کا شکر کرنے والا بنا دے اور یہ کہ ہم ان کا
کَمَّا حَقَّهُ اعتراف کریں اور انہیں بر محل استعمال میں
لائیں اور ان نعمتوں کو ہم پر کامل فرما دے۔“



☀️ فوائد و مسائل: ① ازواج، جمع زوج، اضداد میں سے ہے۔ شوہر کے مقابلے میں بیوی اور بیوی کے مقابلے
میں شوہر کے معنی میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ ساتھی اور جوڑے کے معنی میں بھی آتا ہے اس طرح اس کے معنی میں
بڑی وسعت ہے۔ ② شروع حدیث میں ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ کو سکھایا گیا تھا۔“ بلاشبہ صحابہ کرام کا ایمان تھا کہ
رسول اللہ ﷺ دین و عبادت کی کوئی معمولی سی بات بھی اپنی طرف سے نہیں کہتے اور ہمیں دین کی تمام تفصیلات و
جزئیات رسول اللہ ﷺ ہی سے لیتی ہیں۔ چنانچہ ہم تمام مسلمانوں کی فکر بھی یہی ہونی چاہیے۔ اسی فکر سے انسان
بدعات سے بچ سکتا ہے۔

۹۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْقُتَيْبِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ
الْحُرِّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَيَّمِرَةَ قَالَ: أَخَذَ
عَلْقَمَةُ بِيَدِي فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
۹۷۰- قاسم بن خمیرہ کہتے ہیں کہ جناب علقمہ نے
میرا ہاتھ پکڑا اور بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
نے میرا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نماز میں تہجد کے

۹۷۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۲۲ من حديث زهير به، وصححه ابن حبان (الإحسان)،
ح: ۱۹۵۸-۱۹۶۰ وأصله عند النسائي، ح: ۱۱۶۸، وقوله: "إذا قلت هذا" مدرج باتفاق الحفاظ، انظر "المدرج
إلى المدرج" للسبوطي ص: ۲۰، وعون المعبود: ۱/ ۳۶۷ من قول ابن مسعود رضي الله عنه.

تشہد کے احکام و مسائل

کلمات تعلیم فرمائے۔ اور حدیث اعمش کی دعا کے مانند بیان کیا۔ اور کہا: ”جب تم یہ کہہ لو یا فرمایا: پورا کر لو تو تم نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اگر چاہو تو اٹھ جاؤ اور اگر چاہو تو بیٹھے رہو۔“

نَسْعُوذٍ أَحَدَ بِيَدِهِ، وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَحَدَ يَدِ عَبْدِ اللَّهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُدَ فِي الصَّلَاةِ، ذَكَرَ مِثْلَ دُعَاءِ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ: «إِذَا لَمْتَ هَذَا - أَوْ قَضَيْتَ هَذَا - فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ».

🌞 **ملاحظہ:** اس روایت کا یہ حصہ ﴿وَ إِذَا قُلْتُمْ﴾ ”جب تم یہ کہہ لو“ آخر تک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما پر موقوف ان کا اپنا قول اور حدیث میں مدرج ہے۔ دیکھیے: (عون المعبود) اور حق یہ ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔
① نقل احادیث میں اس قسم کے لطائف موجود ہیں کہ راوی حدیث بیان کرنے میں اپنے شیخ کی ظاہری کیفیت کو بھی اختیار کرتے تھے جیسے کہ اس میں ہاتھ پکڑ کر حدیث بیان کرنے کا ذکر آیا ہے اور اسے ”مسلل“ کی ایک نوع قرار دیا گیا ہے۔

۹۷۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدِيثِي بِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ: سَمِعْتُ جَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي التَّشَهُدِ: «التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، لَصَلَوَاتِ الطَّيِّبَاتِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا لَنَبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ» - قَالَ: قَالَ بِنُ عَمْرٍو: زِدْتُ فِيهَا وَبَرَكَاتُهُ - «السَّلَامُ نَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ نَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» - قَالَ ابْنُ عَمْرٍو: زِدْتُ فِيهَا وَحَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ - «وَأَشْهَدُ أَنَّ حَمْدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

۹۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے تشہد کے یہ کلمات بیان کرتے ہیں: [التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، الصَّلَوَاتِ الطَّيِّبَاتِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ] ”تمام طرح کی عظمتیں اللہ کے لیے ہیں۔ (عبادت کا مستحق بھی وہی ہے)۔ پاکیزہ کلمات اذکار اور دعائیں اللہ کے لیے سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کے نبی! اور اس کی رحمتیں اور برکتیں۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ [و برکاتہ] کا لفظ میری طرف سے اضافہ ہے۔ [السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ]۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ”سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی و شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں

تشہد کے احکام و مسائل

کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ [وَحَدَّثَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ] کے لا میری طرف سے اضافہ ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جن الفاظ کو اپنی طرف سے اضافہ قرار دیا ہے وہ بخاری و مسلم میں مرفوع احادیث سے ثابت ہیں۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، حدیث: ۸۳۱ و صحیح مسلم، حدیث: ۴۰۲) ① اس تخریج میں ان حضرات کی امانت و دیانت کا اظہار ہے کہ جب تک کامل یقین نہ ہوتا رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کرتے تھے۔

۹۷۲- جناب حطان بن عبد اللہ رقاشی بیان کر رہے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمیں نہ پڑھائی۔ نماز کے آخر میں جب بیٹھے تو قوم میں سے ایک آدمی نے کہا: نماز نیکی اور پاکیزگی کے ساتھ برقر کی گئی۔ جب حضرت ابو موسیٰ نماز سے پھرے تو کہا: کہ نے یہ یہ الفاظ کہے ہیں؟ لوگ خاموش رہے۔ آپ دوبارہ پوچھا کہ یہ یہ الفاظ کس نے کہے ہیں؟ لوگ خاموش رہے۔ تو انہوں نے حطان سے کہا: اے حطا شاید تم نے یہ کہے ہیں؟ میں نے کہا: میں نے نہیں۔ اور مجھے اندیشہ تھا کہ آپ مجھے ہی ڈانٹیں گے۔ تب آیا شخص نے کہا: میں نے یہ الفاظ کہے ہیں اور خیر ہے۔ ارادہ کیا ہے۔ تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نہیں جا۔ کہ اپنی نماز میں تمہیں کیا اور کیسے کہنا ہے؟ بلاؤ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمیں تعلیم فرمائی ہمیں ہماری نماز کا طریقہ سکھایا۔ آپ نے فرمایا: ”جو تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو درست بناؤ۔“ تم میں سے کوئی ایک تمہاری جماعت کرائے جب

۹۷۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَلَمَّا جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أُقِرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكَاةِ، فَلَمَّا انْقَلَبَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ الْقَائِلُ كَلِمَةً كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: فَأَرَمَ الْقَوْمُ. قَالَ: أَيُّكُمْ الْقَائِلُ كَلِمَةً كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: فَأَرَمَ الْقَوْمُ. قَالَ: فَلَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ أَنْتَ قُلْتَهَا؟ قَالَ: مَا قُلْتُهَا، وَلَقَدْ رَهَيْتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا قُلْتُهَا وَمَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَمَا تَعْلَمُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي صَلَاتِكُمْ؟ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا



۹۷۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب التشهد في الصلوة، ح: ۴۰۴ من حديث أبي عوانة الوضاح به، و في المسند لأحمد: ۴/۴۰۹.

وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا، فَقَالَ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، ثُمَّ لِيَوْمِكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَعْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينَ يُجِبْكُمْ اللَّهُ، وَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرَكِعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ نَبْلَكُمْ» قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فِتْنَتُكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، يَسْمَعُ اللَّهُ نَحْمُكَ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّ ﷺ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ. وَإِذَا كَبَّرَ رَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ»، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فِتْنَتُكَ بِتِلْكَ، فَإِذَا تَمَّ عِنْدَ لِقَعْدَةٍ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، لِسَلَامٍ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»

نَال: «وَأَنَّ مُحَمَّدًا».

تکبیر کے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَعْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین پکارو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور جب وہ (امام) تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع کرے گا اور تم سے پہلے اٹھے گا۔ “رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس کے بدلے میں ہے اور جب وہ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم کہو [اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اللہ تمہاری سنے گا اور قبول کرے گا۔ بلاشبہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کی زبان سے کہلویا ہے کہ ”اللہ سنتا ہے اور قبول کرتا ہے اس کی جو اس کی حمد کرے۔“ اور جب وہ تکبیر کہے اور سجدے کو جائے تو تم بھی تکبیر کہو اور سجدے میں چلے جاؤ۔ امام تم سے پہلے سجدہ کرتا اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”یہ اس کے بدلے میں ہے۔ اور جب قعدہ کرے (تشہد میں بیٹھے) تو تمہارے اولین الفاظ یہ ہونے چاہئیں: [التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ]“ جناب احمد نے [وَبَرَكَاتُهُ] اور [أَشْهَدُ] کے الفاظ بیان نہیں کیے بلکہ [وَأَنَّ مُحَمَّدًا] کہا۔



۹۷۳- جناب ابو غلاب نے حطان بن عبد اللہ

۹۷۳- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ: حَدَّثَنَا

۹۷۳- تخريج: أخرجه مسلم، أيضاً، ح: ۴۰۴ من حديث سليمان التيمي به، وهو حديث صحيح ولكنه منسوخ حديث أبي هريرة، تقدم: ۸۲۱.

الْمُعْتَمِرُ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي غَلَابٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ . زَادَ : «فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا» . وَقَالَ فِي التَّشْهَدِ بَعْدَ «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» ، زَادَ : «وَحَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ» .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : قَوْلُهُ «وَأَنْصِتُوا» لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ ، لَمْ يَجِءْ بِهِ إِلَّا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ .

۹۷۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشْهَدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ وَكَانَ يَقُولُ : «التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ» .

رقاشی سے یہ حدیث بیان کی اور اضافہ کیا کہ امام جبر قراءت کرے تو خاموش رہو..... اور تشہد میں [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کے بعد [وَحَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ] اضافہ کیا۔

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ [وَأَنْصِتُوا] (یعنی خاموش رہو) کے لفظ محفوظ نہیں ہیں۔ اس حدیث میں صرف سلیمان تمیمی ہی اس کو روایت کرتا ہے۔

۹۷۴- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن اور آپ کے الفاظ یہ ہوتے تھے [التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ]

☀️ فوائد و مسائل: ① ”تشہد اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن“ اس میں اشارہ ہے کہ یہ واجب ہے۔ ترجمہ اوپر گزرے الفاظ ہی کی مانند ہے۔ یعنی ”تمام بابرکت عظمتیں اور پاکیزہ اذکار اللہ ہی کے لیے خاص ہیں۔“ ② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تصریح ہے کہ نبی ﷺ بھی ان ہی الفاظ سے پورا تشہد پڑھا کرتے تھے جو آپ صحابہ کو تعلیم فرماتے تھے۔

۹۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُوْفِيَانَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ : حَدَّثَنَا

۹۷۵- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام بعد از رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب نماز

۹۷۴- تخریج : أخرجه مسلم ، أيضاً ، ح : ۴۰۳ عن قتيبة به .
۹۷۵- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير : ۷ / ۲۵۰ ، ح : ۷۰۱۸ من حديث يحيى بن حسان به خيب مجهول كما قال الحافظ ابن حجر وغيره ، وجعفر بن سعد ضعيف ، ضعفه الجمهور .

درمیانی قعدہ ہو یا اس کی انتہا تو سلام کہنے سے پہلے (تشہد سے ابتدا کرو اور) کہا کرو: ”التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمَلِكُ لِلَّهِ“ تمام پاکیزہ تعظیمات اذکار اور ملک اللہ ہی کے لیے ہے۔“ پھر دائیں طرف سلام کرو۔ پھر اپنے قاری اور اپنے آپ پر سلام کرو۔“

سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ: أَمَّا بَعْدُ، أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا كَانَ فِي وَسْطِ الصَّلَاةِ أَوْ حِينَ انْقِضَائِهَا: «فَانْدُؤُوا قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، وَالصَّلَوَاتُ وَالْمَلِكُ لِلَّهِ، ثُمَّ سَلِّمُوا عَنِ الْيَمِينِ، ثُمَّ سَلِّمُوا عَلَيَّ قَارِئِكُمْ وَعَلَى أَنْفُسِكُمْ».

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن موسیٰ اصل میں کوفی کے ہیں اور دمشق میں مقیم تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى كُوفِيٌّ الْأَصْلُ كَانَ بِدِمَشْقَ.

اور یہ صحیفہ دلیل ہے کہ حسن بصری نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَذَلِكَ هَذِهِ الصَّحِيفَةُ عَلَيَّ أَنَّ الْحَسَنَ سَمِعَ مِنْ سَمُرَةَ.

باب: ۱۷۸، ۱۷۹- تشہد کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صلاة (درود) کا بیان

(المعجم ۱۷۸، ۱۷۹) - باب الصلاة
عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشْهَدِ (التحفة ۱۸۴)

۹۷۶- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا یا دیگر صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود اور سلام بھیجیں۔ سلام بھیجنا تو ہم نے جان لیا ہے تو درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”کہا کرو! اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ..... الخ“ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما جیسے کہ تو نے ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں اور محمد اور آل محمد پر اپنی برکتیں نازل فرما

۹۷۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا - أَوْ قَالُوا -: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ وَأَنْ نُسَلِّمَ عَلَيْكَ، فَأَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَا، فَكَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ

۹۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب الصلوة على النبي ﷺ، ح: ۶۳۵۷، ومسلم، الصلوة، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ۴۰۶ من حديث شعبة به.



مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ جِيسے کہ تو نے آل ابراہیم پر اپنی برکتیں نازل فرمائیں۔ بے شک تو تعریف کیا ہوا بڑی شان والا ہے۔“
حَمِيدٌ مَّجِيدٌ“.

☀️ **فوائد و مسائل:** ① قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶) ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے آپ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجو اور سلام کہنا۔“ لغت عربی میں ”صلاۃ“ کا معنی ہے دعائے رحمت و مغفرت اور حسن ثنا۔ اس کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کا ترجمہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندے پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اس کے درجات بلند کرتا ہے اور ملکوت میں اس کی ثنا فرماتا ہے۔ اور جب اس کی نسبت ملائکہ یا مومنین کی طرف ہوتی ہے تو اس کا مفہوم ان امور کی طلب اور دعا ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے صلوٰۃ میں آپ کی رفعت ذکر و شان اظہار و دعوت ابقاء شریعت تکثیر اجر و ثواب اور بخت مقام محمود بھی شامل ہیں اور ان سب مفاتیح کو ہماری اردو زبان میں فارسی لفظ ”درو“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس مسئلے کی شرح و بسط کے لیے علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کی ”نسیم الریاض“ شرح شفاء قاضی عیاض اور امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی ”جلاء الافہام“ دیکھنی چاہیے۔ اس کا اردو ترجمہ جو قاضی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا اسے دارالسلام نے ”الصلاة والسلام علی رسول اللہ ﷺ“ کے عنوان سے نہایت دیدہ زیب انداز میں شائع کیا ہے۔ ② ﴿فَأَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ﴾ [”سلام کہنا تو ہم نے جان لیا ہے۔“ یعنی جیسے کہ آپ نے ہمیں تعلیم فرمایا ہے۔ ملاقات کے موقع پر [السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ] کہنا اور نماز میں [السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ] پڑھنا۔



۹۷۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ».

۹۷۷- جناب شعبہ نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: [صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ].

۹۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قَالَ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

۹۷۸- حکم نے اپنی سند سے اسے روایت کیا اور کہا: [اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ].

۹۷۷- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابق.

۹۷۸- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديثين السابقين.

عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ
عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، كَمَا رَوَاهُ مِسْعَرٌ،
إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ» وَسَاقَ مِثْلَهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زبیر بن عدی نے ابن
ابی لیلیٰ سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ مسعر نے
اسے روایت کیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انہوں نے کہا
ہے: [کَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
مَجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ] اور سابقہ روایت کے مثل
بیان کیا۔

۹۷۹- حضرت ابو حمید ساعدی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ
صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر صلاۃ
(درود) کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: "کہا کرو: اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ
إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ"

۹۷۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح:
وَحَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ:
أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ
مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
عَمْرٍو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرْقِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي
أَبُو حَمِيْدِ السَّاعِدِيُّ: أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ
اللَّهِ! كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا:
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ،
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی آلِ
اِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ».

۹۸۰- حضرت ابو مسعود انصاری رحمہ اللہ نے روایت کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں سعد بن عبادہ رحمہ اللہ کی
مجلس میں تشریف لائے تو حضرت بشیر بن سعد رحمہ اللہ نے

۹۸۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَمِّرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ - وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي

۹۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: ۱۰، ح: ۳۳۶۹، ومسلم، الصلوة، باب الصلوة على
النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشهد، ح: ۴۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۶۵.
۹۸۰- تخریج: أخرجه مسلم، أيضاً، ح: ۴۰۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۶۵، ۱۶۶.



آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر صلاۃ پڑھیں۔ تو یہ کس طرح پڑھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے (اور دیر تک خاموش رہے) حتیٰ کہ ہم نے چاہا کہ کاش وہ سوال ہی نہ کیا ہوتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یوں کہا کرو۔“ اور کعب بن عجرہ کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور اس کے آخر میں [فی الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] زیادہ کیا۔

أَرَى النَّدَاءَ بِالصَّلَاةِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا نَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تَمَنَيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُولُوا»، فَذَكَرَ مَعَنِي حَدِيثَ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ. زَادَ فِي آخِرِهِ: «فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

۹۸۱- محمد بن عبد اللہ بن زید نے جناب عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی کہ کہا کرو! اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ]۔

۹۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَي مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ».

☀️ فائدہ: نبی ﷺ کے ”امی“ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ روایتی انداز میں لوگوں کے ہاں سے پڑھے ہوئے نہیں ہیں بلکہ جبریل امین کے شاگرد ہیں۔

۹۸۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جس کا جی چاہتا ہے کہ اسے اس کی میزان خوب بھری ہوئی ملے تو چاہیے کہ جب ہم اہل بیت پر صلاۃ (درود) پڑھے تو یوں کہا

۹۸۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَبَّانُ بْنُ يَسَارِ الْكِلَابِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو مَطْرَفٍ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَرِيزٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ عَنْ

۹۸۱- تخريج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ۱/۲۶۸ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وصححه علي شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث السابق.

۹۸۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۳/۸۷۰ عن موسى بن إسماعيل به * حبان ابن يسار، ضعفه أبو حاتم وغيره، واختلط بآخره كما قال الصلت بن محمد وغيره، وفي السند علة أخرى عند العقيلي في الضعفاء: ۱/۳۱۸.



مُجْمِرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى إِذَا نَلَى عَلَيْنَا أَهْلَ النَّبِيِّ فَلْيُقَلِّ: كَرَى: [اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ]۔

فوائد و مسائل: ①: صلوة کے معنی شروع باب میں ذکر ہو چکے ہیں۔ ②: ”آل“ دراصل بمعنی ”مخض“ ہے اور اس کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کو دوسرے کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق ہو۔ اور یہ لفظ ہمیشہ صاحب شرف اور افضل ہستی کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ ”آل النبی“ سے مراد آپ کے رشتہ دار ہیں اور بعض کے نزدیک وہ لوگ ہیں جنہیں علم و معرفت کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تعلق حاصل ہو۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اہل دین دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو علم کے اعتبار سے راسخ اور محکم ہوتے ہیں۔ ان کو ”آل النبی اور امتہ“ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسرے جن کا علم و عمل سرسری اور تقلیدی سا ہوتا ہے، ان کو امت محمد کہہ سکتے ہیں، آل محمد نہیں کہہ سکتے۔ اس طرح امت اور آل میں عموم خصوص کی نسبت ہے۔ یعنی ہر آل نبی آپ کی امت میں داخل ہے، مگر ہر امتی آل نبی نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (مفردات، راغب اصفہانی)۔ احادیث صحیحہ اور درود کے مختلف صیغوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے اہل بیت اور آل میں آل علی، آل جعفر، آل عقیل، آل عباس، ازواج مطہرات اور آپ کی تمام اولاد شامل ہیں۔ ③: [كَمَا صَلَّيْتَ] میں معروف تشبیہ نہیں کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے مشابہ کہا گیا ہو بلکہ اس میں ایک غیر مشہور امر کو مشہور و معروف کے ساتھ ملحق کر کے اذہان کے قریب کیا گیا ہے۔ جیسے کہ اللہ کے نور کو چراغ کے نور سے مشابہت دی گئی ہے: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ﴾ (النور: ۳۵) چونکہ ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم کی عظمت اور ان پر صلاۃ تمام طبقات میں مشہور و معروف تھی تو محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی اسی انداز سے صلاۃ کی دعا تعلیم کی گئی ہے اس میں مقدار کا مفہوم شامل نہیں۔ ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ چونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آل میں انبیاء و رسل کثیر تعداد میں ہیں اور ان میں خود رسول اللہ ﷺ بھی ہیں تو ان سب کے لیے جس قدر صلاۃ نازل کی گئی ہے اس عظیم مقدار کی صلاۃ صرف محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے لیے طلب کی جا رہی ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب الصلاة علی النبی، حدیث: ۹۲۴)

باب: — تشہد کے بعد کیا پڑھے؟

(المعجم . . .) - باب مَا يَقُولُ بَعْدَ

(التَّشَهُدِ) (التحفة ۱۸۵)

۹۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ : حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّسْهِدِ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ : مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ» .

۹۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آخری تشهد سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے چار چیزوں کی پناہ طلب کرے۔ یعنی عذاب جہنم، عذاب قبر، زندگی و موت کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے۔“

☀️ فائدہ: الفاظ اس دعا کے یہ ہوں گے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ]۔

۹۸۴- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ : أَخْبَرَنَا عَمْرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ طَاوُسٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ التَّسْهِدِ : «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ» .

۹۸۴- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ تشهد کے بعد یہ دعا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ]۔

۹۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو

۹۸۵- حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ نے بیان

۹۸۳- تخریج : أخرجه مسلم ، المساجد ، باب ما يستعاذ منه في الصلوة ، ح : ۵۸۸ من حديث الوليد بن مسلم به وهو في المسند لأحمد : ۲/ ۲۳۷ ، وانظر ، ح : ۸۸۰ .

۹۸۴- تخریج : [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير : ۱۱/ ۲۹ ، ح : ۱۰۹۳۹ ، ورواه مسلم ، ح : ۵۹۰ من حديث طاووس به ، وانظر ، ح : ۱۵۴۳ .

۹۸۵- تخریج : [إسناده صحیح] أخرجه النسائي ، السهو ، باب الدعاء بعد الذكر ، ح : ۱۳۰۲ من حديث الحبيب المعلم به ، وصححه ابن خزيمة ، ح : ۷۲۴ ، والحاكم على شرط الشيخين : ۱/ ۲۶۷ ، ووافقه الذهبي ، انظر ح : ۱۴۹۳ .



کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی نماز مکمل کر لی تھی اور وہ تشہد پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ الْأَحَدَ الصَّمَدَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ] آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے بخش دیا گیا، اے بخش دیا گیا۔“ تین بار فرمایا۔ (دعا کا ترجمہ ہے: ”میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ۔ اکیلے بے نیاز نہ جس نے جنانہ جنا گیا اور کوئی اس کے برابر نہیں! یہ کہ میرے گناہ معاف فرمادے۔ بے شک تو بہت ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

باب: ۱۷۹، ۱۸۰- تشہد خاموشی سے پڑھنا

۹۸۶- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: سنت یہ ہے کہ تشہد کو خاموشی سے پڑھا جائے۔

باب: ۱۸۰، ۱۸۱- تشہد میں (انگلی سے) اشارہ کرنا

۹۸۷- جناب علی بن عبد الرحمن المعادی بیان کرتے

مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ الْمُعَلَّمُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّ مِجْحَنَ بْنَ الْأَدْرَعِ حَدَّثَهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ قَضَى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ الْأَحَدَ الصَّمَدَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ. قَالَ: فَقَالَ: «قَدْ غَفِرَ لَهُ، قَدْ غَفِرَ لَهُ» تَلَاثًا.

(المعجم ۱۷۹، ۱۸۰) - باب إخفاء

التَّشَهُدِ (التحفة ۱۸۶)

۹۸۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفِيَ التَّشَهُدُ.

(المعجم ۱۸۰، ۱۸۱) - باب الإشارة

فِي التَّشَهُدِ (التحفة ۱۸۷)

۹۸۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۹۸۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أنه يخفي التشهد، ح: ۲۹۱ من حديث يونس بن بكير به، وقال: "حسن غريب"، وضححه الحاكم ۱/۲۶۷ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه الحسن بن عبيد الله عن عبد الرحمن بن الأسود به عند الحاكم: ۱/۲۳۰.

۹۸۷- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلوة، وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ح: ۵۸۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۸۸، ۸۹.

ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دیکھا کہ میں نماز کے دوران میں کنکریوں سے کھیل رہا تھا جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھے اس سے منع فرمایا اور کہا: ایسے کیا کرو جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کیسے کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جب آپ نماز میں بیٹھے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھ لیتے اور ساری انگلیاں بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی (شہادت والی) انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران پر رکھتے تھے۔

مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصَا فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي وَقَالَ: اضْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْنَعُ، فَقُلْتُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْنَعُ؟ قَالَ: إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى.

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ تہجد میں بیٹھے ہی یہ کیفیت ہوتی کہ دائیں ہاتھ کی مٹھی سی بنا لیتے تھے۔ اور اشارہ کرتے تھے یعنی انگشت شہادت کو اٹھائے رکھتے تھے۔ تاہم بار بار حرکت دینے کی ضرورت نہیں ہے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔

۹۸۸- حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھا کرتے تو اپنے بائیں پاؤں کو اپنی دائیں ران اور پنڈلی کے نیچے کر لیتے اور اپنے دائیں پاؤں کو بچھا لیتے اور بائیں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ اور عبد الواحد نے ہم کو دکھایا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

۹۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبِرَّازُ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى تَحْتَ فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَسَاقِهِ وَفَرَسَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ وَأَرَانَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ.

۹۸۹- حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ

۹۸۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ

۹۸۸- تخریج: أخرجه مسلم، أيضاً، ح: ۵۷۹ من حديث عبد الواحد بن زياد به.

۹۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، السهوي، باب بسط اليسرى على الركبة، ح: ۱۲۷۱ من حديث



المصیبي: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ زِيَادٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ : أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ بِأُصْبِعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا .

قال ابن جُرَيْجٍ : وَرَأَى عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ نَالَ : أَخْبَرَنِي عَامِرٌ عَنْ أَبِيهِ : أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو كَذَلِكَ ، وَيَتَحَامَلُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى .

ابن جریج نے کہا کہ عمرو بن دینار نے مزید کہا کہ مجھے عامر نے اپنے والد سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ اس طرح اشارہ کیا کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ اپنا بائیں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: حرکت نہ دینے والی روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم بعض علماء نے اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اشارہ کرنے اور حرکت نہ دینے کے درمیان یہ تطبیق دی ہے جیسے کہ شیخ شوکانی نے امام بیہقی رحمہ سے نقل کیا ہے کہ آپ اشارہ کرتے مگر حرکت میں نگراندہ ہوتا تھا۔ دیکھیے: (نیل الاوطار؛ باب الاشارة بالسبابة) اس لیے حرکت اور اشارہ دونوں پر اگر اس طرح عمل کیا جائے کہ تشہد میں بیٹھے ہی ۵۳ کی گنتی کی گرہ بنا لے ہوئے انگلی اٹھالی جائے اور اسے سلام پھیرنے تک اشارے کی حالت میں کھڑا رکھا جائے جیسا کہ احادیث سے تشہد میں انگلی کی یہی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور چند بار درمیان میں حرکت بھی دے لی جائے تاکہ حرکت والی حدیث پر بھی عمل ہو جائے۔ تاہم حرکت کی تکرار اور کثرت جیسا کہ رواج ہوتا جا رہا ہے اس کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۹۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا يَحْيَى : حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَالَ : لَا يُجَاوِزُ بَصْرَهُ إِشَارَتَهُ وَحَدِيثُ حَجَّاجِ أُمَّمٌ .

۹۹۰- جناب عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے انہوں نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: آپ کی نظر آپ کے اشارے سے آگے نہ بڑھتی تھی۔ اور حجج کی حدیث اس سے زیادہ کامل ہے۔

☀️ فائدہ: نماز میں بالعموم نظر مقام سجدہ پر ہونی چاہیے مگر تشہد میں انگلی پر ہو۔ تعجب ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے آپ ﷺ کی ایک ایک حرکت کو کس وقت نظر سے ملاحظہ کیا اور امت تک پہنچایا ہے۔

۹۹- حجج بن محمد بہ * ابن عجلان تقدم، ح: ۹۰۲ ولم أجد تصريح سماعه في لفظ "ولا يحركها" .

۹۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/۳ عن يحيى القطان به * وابن عجلان صرح بالسماع عنده .



تشہد کے احکام و مسائل

۹۹۱- جناب مالک بن نمیر خزاعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا: آپ اپنے داہنے دستے کو اپنی دائیں ران پر رکھے ہوئے تھے شہادت کی انگلی اٹھائے ہوئے تھے اور اسے کچھ ٹیز ہاسا بھی کیے ہوئے تھے۔

۹۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ قُدَامَةَ مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخَزَاعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى رَافِعًا إِصْبَعَهُ السَّبَابَةَ قَدْ حَنَّاهَا شَيْئًا.

☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اس لیے انگلی کو خم دینے کی بجائے اسے سیدھا کھڑا رکھا جائے (یعنی تشہد میں)۔

باب: ۱۸۱، ۱۸۲- نماز میں ہاتھ کا سہارا لینے کی کراہت

(المعجم ۱۸۱، ۱۸۲) - **بَابُ كَرَاهِيَةِ**
الِإِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ
(التحفة ۱۸۸)

۹۹۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں کہ آدمی نماز میں اس حال میں بیٹھے کہ وہ اپنے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے ہو۔ اور ابن شہویہ نے کہا: منع فرمایا اس بات سے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھ کا سہارا لے۔ اور ابن رافع نے کہا: منع فرمایا اس سے کہ آدمی نماز پڑھے اور وہ اپنے ہاتھ کا سہارا لے۔ اور اس حدیث کو مجدوں سے اٹھنے کے باب میں

۹۹۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَحْمَدُ ابْنُ مُحَمَّدَ بْنِ شَبُوبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْغَزَّالُ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمِيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: - أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ. وَقَالَ ابْنُ

۹۹۱- **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب الإشارة بالأصبع في التشهد، ح: ۱۲۷۲ من حديث عصام بن قدامة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۱۵، ۷۱۶، وابن حبان، ح: ۴۹۹ * مالك بن نمير وثقه ابن حبان، وابن خزيمة بتصحيح حديثه، فهو حسن الحديث.

۹۹۲- **تخریج:** [صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۳۵/۲ من حديث أبي داود به، وهو في مسند الإمام أحمد: ۱۴۷/۲، ومصنف عبدالرزاق: ۱۹۷/۲، ح: ۳۰۵۴، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۲۳۰، ووافقه الذهبي، وأم رواية محمد بن عبد الملك الغزال فضيفة لأنهم لم يذكروا سماعه من عبدالرزاق، أقبل اختلاطه أم بعده؟ وهي شاذ أيضا لمخالفة النقات.



تَبْوِيَه: نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدِهِ فِي لَصَلَاةٍ. وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ لِرَجُلٍ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ. وَذَكَرَهُ فِي بَابِ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ. وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى بَدَنِهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ.

☀️ فائدہ: ابن رافع کا استدلال کہ کھڑے ہونے کے لیے سہارا لینا منع ہے درست نہیں کیونکہ صحیح احادیث میں اس کا ثبوت ہے۔ مثلاً ابویب عن ابی قلابہ کی روایت بخاری میں ہے کہ ”نبی ﷺ جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھے زمین کا سہارا لیتے اور پھر کھڑے ہوتے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: ۸۲۳) اسی لیے شیخ البانی نے اس روایت کے آخری نکتے کو جس میں اٹھنے وقت ہاتھوں سے سہارا لینے کی ممانعت ہے، منکر قرار دیا ہے۔ باقی یہ صحیح ہے کہ آدمی جب تشہد میں بیٹھا ہو تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔



۹۹۳- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هَالِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: سَأَلْتُ نَافِعًا عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّيَ وَهُوَ مُسَبِّكٌ بَدَنِهِ؟ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تِلْكَ صَلَاةٌ لِمَغْضُوبٍ عَلَيْهِمْ.

۹۹۳- جناب اسماعیل بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی نماز کے دوران میں تشبیک کیے ہوئے ہو تو؟ (یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں دیے ہوئے ہو؟) انہوں نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ مغضوب علیہم (یعنی یہودیوں) کی نماز ہے۔

۹۹۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بِنِ أَبِي لَرْزِقَاءَ: حَدَّثَنَا أَبِي؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَتَكَبَّرُ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَهُوَ قَاعِدٌ فِي الصَّلَاةِ. - قَالَ هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ: سَاقَطَ عَلَى شِقْوِهِ

۹۹۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں بیٹھے ہوئے اپنے بائیں ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھا۔ (یعنی زمین پر رکھے ہوئے تھا) ہارون بن زید نے کہا وہ اپنی بائیں جانب پرگرا ہوا تھا..... پھر دونوں (راوی) ان الفاظ میں متفق ہیں..... تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا: ایسے مت بیٹھو اس طرح وہ لوگ بیٹھے ہیں جنہیں عذاب دیا جائے گا۔

۹۹۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۸۹ من حديث أبي داود به .

۹۹۱- تخریج: [حسن] رواه أحمد: ۲/ ۱۱۶ من حديث هشام بن سعد به، مرفوعاً.

۲- کتاب الصلاة (اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام و مسائل

الْأَيْسَرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ لَهُ: لَا تَجْلِسْ
هَكَذَا فَإِنَّ هَكَذَا يَجْلِسُ الَّذِينَ يُعَذَّبُونَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس اثر میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی روایت (۹۹۲) کی وضاحت ہے جو اوپر گزری ہے۔ ② اگر کوئی شخص بیٹھے سے معذور ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے اپنے پہلو پر نہ گرے۔

(المعجم ۱۸۲، ۱۸۳) - **بَابُ فِي**
تَخْفِيفِ الْقُعُودِ (التحفة ۱۸۹)

۹۹۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمَرَ: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي
عُمَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: كَانَ فِي
الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ.
قَالَ: قُلْنَا: حَتَّى يَقُومَ؟ قَالَ: حَتَّى يَقُومَ.
۹۹۵- جناب ابو عبیدہ اپنے والد سے راوی ہیں و
نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ پہلی و
رکعتوں کے بعد (جب بیٹھے تو) ایسے ہوتے گویا گرم پتھر
پر بیٹھے ہوں۔ ہم نے کہا: حتیٰ کہ کھڑے ہو جاتے
کہا: حتیٰ کہ کھڑے ہو جاتے۔

🌞 **ملفوظ:** ابن ابی شیبہ نے تمیم بن سلمہ کی صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیٹھنا ایسے ہوتا تھا کہ گویا گرم پتھر پر بیٹھے ہوں۔ دیکھیے: (التلخیص الحبیر: ۲۲۲/۱) اس میں اشارہ ہے کہ دو رکعتوں کے بعد صرف تشہد پڑھنا کافی ہے۔ تاہم اس کے بعد درود شریف بھی پڑھ لیا جائے تو بہتر ہے۔ یعنی پہلے تشہد میں بھی درود شریف کا پڑھنا مستحب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صفة صلاة النبي ﷺ للالبانی، ص: ۳۵)

(المعجم ۱۸۳، ۱۸۴) - **بَابُ فِي**
السَّلَامِ (التحفة ۱۹۰)

۹۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا
شُقَيْبَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:
حَدَّثَنَا زَائِدَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا
۹۹۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہہا کہ نبی ﷺ (نماز کے اختتام پر) اپنی دائیں او
بائیں طرف سلام کیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے

۹۹۵- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في مقدار القعود في الركتين الأولين ح: ۳۶۶ من حديث شعبة به، وقال: "حسن إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه"، يعني أنه منقطع.
۹۹۶- **تخریج:** [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التسليم في الصلوة، ح: ۲۹۵ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۲۸، وابن حبان، ح: ۵۱۶ * أبو إسحاق صحرا بالسماع عند أحمد: ۱/ ۴۰۸، ۴۰۹، ح: ۳۸۷۹.

(اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام و مسائل
رخساروں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی۔ (اور کہتے تھے)
[السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ.]

أَبُو الْأَحْوَصِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
عُبَيْدِ الْمُحَارِبِيِّ وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَا:
حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ الطَّنَافِئِيِّ؛ ح:
وَحَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُتَّصِرِ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ
بِعْنِي ابْنَ يُوسُفَ، عَنْ شَرِيكَ؛ ح:
وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ
مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، كُتْلَهُمْ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ - وَقَالَ إِسْرَائِيلُ: عَنْ أَبِي
الْأَحْوَصِ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ -: أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ
حَتَّى يَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ
شَفِيانَ وَحَدِيثِ إِسْرَائِيلَ لَمْ يُقْسَرَهُ.

قال أبو داود: ورواه زهير عن أبي
إسحاق ويحيى بن آدم، عن إسرائيل، عن
أبي إسحاق، عن عبد الرحمن بن
الأسود، عن أبيه وعلقمة، عن عبد الله.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شُعْبَةُ كَانَ يُنَكِّرُ هَذَا
الْحَدِيثَ - حَدِيثَ أَبِي إِسْحَاقَ - أَنَّ
يَكُونُ مَرْفُوعًا.

امام ابوداؤد نے کہا: یہ الفاظ شفیان کی حدیث کے ہیں۔
اور اسرائیل کی حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ہے۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں: اور اس روایت کو زہیر نے ابو
اسحاق سے اور یحییٰ بن آدم نے اسرائیل سے انہوں نے
ابو اسحاق سے انہوں نے عبد الرحمن بن اسود سے انہوں
نے اپنے والد اور علقمہ سے انہوں نے حضرت عبد اللہ
سے روایت کیا ہے۔

امام ابوداؤد نے (یہ بھی) کہا کہ شعبہ ابواسحاق کی
اس حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار کرتے تھے۔



۲- کتاب الصلاة (اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام و مسائل

۹۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : ۹۹۷- جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے تو [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ] کہتے اور بائیں طرف [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ] کہتے۔

۹۹۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۹۹۸- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو سلام کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے دائیں اور بائیں اشارہ کرتے تھے۔ جب آپ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: ”تمہیں کیا ہوا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے یوں اشارے کرتے ہو گویا سرکش گھوڑوں کی دیش ہوں؟ تمہیں یہی کافی ہے۔“ یا فرمایا: ”کیا تمہارے ایک کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ یوں کرے اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ اپنے بھائی پر دائیں اور بائیں جانب سلام کہے۔“



فائدہ: [وَبَرَكَاتُهُ] سنن ابوداؤد کے متداول نسخوں میں دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ ثابت ہے اور بائیں جانب صرف [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ] کہنا ثابت ہے تاہم سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں ابولوغ المرام میں دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ ثابت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَكَاتُهُ] کہتا ہے یا کہنا چاہتا ہے تو جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (نیل الاوطار: ۲/۳۳۳، سبل السلام: ۱/۳۳۱، ۳۳۰ اور شرح بلوغ المرام صغی الرحمن مبارک پوری رضی اللہ عنہما)

۹۹۷- [إسناده حسن] وصحة النووي في المجموع: ۳/۴۷۹، والحافظ في بلوغ المرام، ح: ۲۵۲ (بتحقيقي). ۹۹۸- تخريج: أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة والنهي عن الإشارة باليد ورفعها عند السلام... الخ، ح: ۴۳۱ من حديث يحيى بن زكريا ووكيع به.

۹۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ
الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مِسْعَرٍ بِإِسْنَادِهِ
وَمَعْنَاهُ قَالَ: «أَمَّا بَكْفِي أَحَدَكُمْ - أَوْ أَحَدَهُمْ
- أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فِخْذِهِ ثُمَّ يَسْلُمَ عَلَى أَخِيهِ
مِنْ عَن يَمِينِهِ وَمِنْ عَن شِمَالِهِ».

۹۹۹- معمر نے سابقہ سند اور معنی کے مطابق روایت
کیا کہا: ”کیا تمہیں..... یا فرمایا..... انہیں یہ کافی نہیں کہ
اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھیں اور اپنے بھائی پر سلام کہیں جو
اس کی دائیں اور بائیں طرف ہے۔“

۱۰۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ
عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ الطَّائِفِيِّ،
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ رَافِعُو أُيُودِهِمْ -
قَالَ زُهَيْرٌ: أَرَاهُ قَالَ: فِي الصَّلَاةِ -
فَقَالَ: «مَالِي أَرَأَيْكُمْ رَافِعِي أُيُودِكُمْ كَأَنَّهَا
أُذُنَابُ حَيْلٍ شَمْسِي اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ».

۱۰۰۰- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور لوگ اپنے
ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ زہیر نے کہا..... میرا خیال ہے
کہ شیخ نے کہا تھا کہ نماز میں..... تو آپ ﷺ نے فرمایا:
”مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں، تم اپنے ہاتھ
اٹھاتے ہو جیسے کہ سرکش گھوڑوں کی ڈیس ہوں۔ نماز میں
سکون اختیار کیا کرو۔“

☀️ نو آمد و مسائل: ① نماز میں ظاہر اوباطنا خشوع و خضوع کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ لایعنی حرکات ناجائز اور حرام
ہیں۔ نماز اسی طرح ادا کرنی چاہیے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھ کر دکھائی اور صحابہ نے سیکھی ہے۔ ② مذکورہ
بالا حدیث صحیح مسلم (حدیث: ۴۳۰) اور سنن نسائی (حدیث: ۱۳۲۷) میں بھی آئی ہے اور صحیح حدیث ہے اور ان معروف
دلائل میں سے ایک ہے جو برادران احناف رکوع کے رفع الیدین کے رد و انکار میں بڑے اعتماد سے پیش کرتے
ہیں۔ حالانکہ امام ابوداؤد امام مسلم اور ان کے مؤید امام نووی رحمہم اللہ سے سلام کے باب میں لائے ہیں اور صحیح استدلال
یہ ہے کہ تشہد میں سلام کے موقع پر ہاتھوں سے اشارے کرنا منع ہے کیونکہ اس حدیث میں اسی موقع پر ہاتھوں کے
ساتھ اشارہ کر کے سلام کرنے سے روکا گیا ہے نہ کہ مطلقاً ہاتھ اٹھانے (رفع الیدین کرنے) سے۔ امام بخاری رحمہم اللہ
جزء رفع الیدین میں فرماتے ہیں کہ ”(رکوع کے رفع الیدین کے انکار میں) کچھ علماء کا حدیث جابر بن سمرہ
سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ یہ درحقیقت تشہد کی بات ہے نہ کہ قیام کی، کیونکہ کچھ لوگ ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھا کر
سلام کیا کرتے تھے تو نبی ﷺ نے انہیں تشہد میں ہاتھ سے اشارہ کرنے سے منع فرمایا۔ اور جس آدمی کو علم کا کوئی حصہ
ملا ہے وہ اس حدیث کو (رکوع کے رفع الیدین کے انکاری) دلیل نہیں بنا سکتا۔ یہ حدیث مشہور و معروف ہے اس میں

۹۹۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق .

۱۰۰۰- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ٦٦١ .

۲- کتاب الصلاة (اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام و مسائل

کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر بات ایسے ہی ہوتی جیسے کہ ان کا مزمومہ استدلال ہے (کہ ہاتھ اٹھانے مطلقاً منع ہیں) تو پہلی تکبیر تحریمہ اور تکبیرات عمید میں بھی رفع الیدین ممنوع ہوتا، کیونکہ حدیث میں کسی بھی رفع الیدین کا استثناء نہیں ہے۔ اور جناب مسعر کی روایت میں آیا ہے کہ ”نمازی کو چاہیے اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے پھر سلام کہے۔“ (امام بخاری فرماتے ہیں) ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایسی باتیں بناتے ہیں جو آپ نے نہیں فرمائی ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۳) ”ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو نبی ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہیں انہیں کوئی فتنہ نہ آئے یا کسی دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔“ انتہی اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح ثابت شدہ سنت کی تحقیر اس کا مذاق اور اس کا انکار اپنی دنیا و عاقبت خراب کرنے والی بات ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَاَرْزُقْنَا اِتِّبَاعَهُ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَاَرْزُقْنَا اجْتِنَانَهُ [

(المعجم ۱۸۴، ۱۸۵) - باب الرّدّ علی الإمام (التحفة ۱۹۱)

۱۰۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ أَبُو الْجَمَاهِرِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَرُدَّ عَلَى الْإِمَامِ، وَأَنْ نَتَحَابَّ، وَأَنْ يَسَلَّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ.

۱۰۰۱- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ امام کو (اس کے سلام کا) جواب دیں اور یہ کہ آپس میں محبت رکھیں اور ایک دوسرے کو سلام کیا کریں۔

☀️ فائدہ: ”امام کو سلام کا جواب دیں۔“ کا مطلب ہے کہ مقتدی سلام پھیرتے وقت امام کو سلام کا جواب دینے کی نیت کریں۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے جس سے کسی حکم کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس کے اگلے حصے میں باہم محبت رکھنے اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کا جو حکم ہے وہ صحیح ہے، کیونکہ یہ دونوں باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

(المعجم . . .) - باب التَّكْبِيرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ۱۹۲)

۱۰۰۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ: ۱۰۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

۱۰۰۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب رد السلام على الإمام، ح: ۹۲۱ من حديث قتادة به، ولم أجد تصريح سماعه، وتقدم، ح: ۲۹، ومع ذلك صححه الحاكم، ۱/ ۲۷۰، ووافقه الذهبي.

۱۰۰۲- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلوة، ح: ۸۴۲، ومسلم، المساجد، باب الذكر بعد الصلوة، ح: ۵۸۳ من حديث سفیان بن عیینة به.



۲- کتاب الصلاة (اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام و مسائل

أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ أَبِي مَعْبِدٍ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ يُعْلَمُ انْقِضَاءُ
صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ .

۱۰۰۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى
الْبُلْخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنِي ابْنُ
جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا مَعْبِدٍ
مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَفَعَ الصَّوْتِ لِلذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ
النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ ذَلِكَ عَلَى عَهْدِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ
أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ وَأَسْمَعُهُ .

۱۰۰۳- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی فرمایا کہ
رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگ جب فرض نماز سے
فارغ ہوتے تو ذکر کرتے ہوئے اپنی آوازیں بلند کیا
کرتے تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ان کا نماز
سے فارغ ہونا اسی سے معلوم ہوتا تھا اور میں ان کا ذکر
سنتا تھا۔

☀️ فائدہ: سلام کے بعد اللہ اکبر اور تین مرتبہ استغفر اللہ اور اسی طرح بعض اور کلمات بالخصوص بلند آواز سے
ثابت شدہ سنت ہے۔ اسے بعض اوقات یا محض تعلیم کے لیے محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ آواز کی بلندی
اس قدر نہ ہو کہ دوسروں کے لیے تشویش اور الجھن کا باعث بنے۔

(المعجم ۱۸۵، ۱۸۶) - باب حَذْفِ
السَّلَامِ (التحفة ۱۹۳)

۱۰۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:
حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ قُرَّةَ بِنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ» .

۱۰۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلام کو لمبا کیے بغیر کہنا
سنت ہے۔“

۱۰۰۳- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۳۲۲۵، ومن طريقه رواه
مسلم، ح: ۵۸۳ .

۱۰۰۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن حذف السلام سنة، ح: ۲۹۷ من
حديث الأوزاعي به، وقال: "حسن صحيح" وهو في المسند: ۵۳۲ / ۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۳۴، والحاكم
على شرط مسلم: ۲۳۱ / ۱، ووافقه الذهبي * الزهري تقدم: ۷۸۵، ولم أجد نصريح سماعه .

۲- کتاب الصلاة دوران نماز میں بے وضو ہوجانے کے احکام و مسائل
 قال عيسى: نَهَانِي ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ رَفْعِ هَذَا الْحَدِيثِ.
 عیسیٰ کہتے ہیں کہ جناب ابن مبارک نے مجھے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے منع فرمایا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمِيرٍ عَيْسَى بْنَ يُونُسَ الْفَاخُورِيَّ الرَّمْلِيَّ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ الْفِرْيَابِيُّ مِنْ مَكَّةَ تَرَكَ رَفْعَ هَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ: نَهَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنِ رَفْعِهِ.
 امام ابو داود کہتے ہیں: میں نے ابو عمیر عیسیٰ بن یونس فاخوری رملی کو سنا وہ بیان کرتے تھے کہ فریابی جب مکہ سے واپس لوٹے تو انہوں نے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنا چھوڑ دیا تھا اور کہا کہ مجھے امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے روکا ہے۔

☀️ فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ سلام کو مد کے ساتھ لیا کر کے نہ کہا جائے۔ بلکہ درمیانی انداز سے کہے۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

باب: ۱۸۶، ۱۸۷- جب نماز کے دوران میں بے وضو ہو جائے تو نماز دہرائے
 (المعجم ۱۸۶، ۱۸۷) - بَابٌ: إِذَا أَحَدَتْ فِي صَلَاتِهِ يَسْتَقْبِلُ (التحفة ۱۹۴)
 ۱۰۰۵- حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَيْسَى بْنِ حِطَّانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا فَسَأَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُنْصِرْ، فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ».
 ۱۰۰۵- حضرت علی بن طلحہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز میں پھسکی مارے (ہوا خارج کرے) تو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور وضو کرے اور اپنی نماز دہرائے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہوا کا خروج آواز کے ساتھ ہو یا بغیر آواز کے دونوں صورتوں میں مسئلہ اسی طرح ہے۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر دوران نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے نماز دہرائی پڑے گی نہ کہ بنا کی جائے گی، کیونکہ حدیث شریفہ کے واضح الفاظ ہیں [وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ] کہ ایسے شخص کو اپنی نماز دہرائی چاہیے۔ ③ شیخ البانی اور دیگر اکثر محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن جس طرح بے وضو شخص کی نماز مقبول نہیں (صحیح بخاری، حدیث: ۲۹۵۳ میں ہے) اسی طرح دوران نماز میں بے وضو ہوجانے کی صورت میں بھی اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اسے نئے سرے سے نماز پڑھنی پڑے گی اور اس کی دلیل بھی صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث ہی ہوگی۔

۱۰۰۵- تخریج: [حسن] تقدم: ۲۰۵، أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۵۵ من حديث أبي داود به.

نفل اور نفل ایک ہی جگہ ادا کرنے کے احکام و مسائل

باب: ۱۸۷، ۱۸۸- جس جگہ آدمی نے فرض

پڑھے ہوں وہیں نفل ادا کرنا کیسا ہے؟

(المعجم ۱۸۷، ۱۸۸) - **بَابُ فِي**

الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ

الْمَكْتُوبَةَ (التحفة ۱۹۵)

۱۰۰۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ لَيْثٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ

عُبَيْدٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي

مُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُعْجِزُ

حَدُّكُمْ - قَالَ عَنِ عَبْدِ الْوَارِثِ - : أَنْ

تَقْدَمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ أَوْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ

شِمَالِهِ». - زَادَ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ -: «فِي

لِصَلَاةٍ يَعْني فِي السُّبْحَةِ.

۱۰۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس بات سے عاجز ہو

کہ (فرضوں کے بعد) آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو

جاؤ، یعنی نفل پڑھنے کے لیے۔“

☀️ **فائدہ:** مقصد یہ ہے کہ جس جگہ فرض پڑھے ہوں نفل پڑھنے کے لیے وہاں سے کسی قدر جگہ بدل لینی چاہیے۔

۱۰۰۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ

نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ عَنْ

لِمْنَهَالِ بْنِ خُلَيْفَةَ، عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ

قَالَ: صَلَّى بِنَا إِمَامٍ لَنَا يُكْنَى أَبُو رِمَّةَ

نَقَالَ: صَلَّى هَذِهِ الصَّلَاةَ - أَوْ مِثْلَ هَذِهِ

لِصَلَاةٍ - مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: وَكَانَ أَبُو

كُرٍّ وَعُمَرُ يَقُومَانِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ عَنْ

يَمِينِهِ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى

بَيْنَ الصَّلَاةِ، فَصَلَّى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ سَلَّمَ

۱۰۰۷- جناب ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے

امام نے جن کا نام ابو رمہ تھا نماز پڑھائی۔ انہوں نے

کہا کہ میں نے یہ نماز یا اسی طرح کی کوئی اور نماز نبی ﷺ

کے ساتھ پڑھی اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما صف

اول میں آپ کی دائیں جانب کھڑے تھے۔ وہاں ایک

اور آدمی بھی تھا جو تکبیر اولیٰ میں پہنچا تھا۔ نبی ﷺ نے

نماز پڑھائی پھر اپنی دائیں بائیں جانب سلام پھیرا حتیٰ

کہ ہم نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی۔ پھر

وہاں سے پھرے جیسے کہ میں پھرا ہوں۔ تو وہ آدمی جو

۱۰۰۶- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة النافلة حيث تصلى

لمكتوبة، ح: ۱۴۲۷ من حديث ليث بن أبي سليم به، وذكر البحارى أن رفع هذا الحديث غير صحيح انظر، ح: ۸۴۸،

قال الحافظ: "ليث بن أبي سليم ضعيف الحفظ، وقال أبو حاتم: إبراهيم مجهول"، (تغليق التعليق: ۲/ ۳۳۷).

۱۰۰۷- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۹۰/۲ من حديث أبي داود به، وضححه الحاكم على شرط

سلم: ۱/ ۲۷۰ * وقال الذهبي: "المنهال ضعفه ابن معين، وأشعث فيه لين والحديث منكر".



عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى رَأَيْنَا بَيَاضَ خَدَيْهِ، ثُمَّ انْقَلَبَ كَأَنفَتَالِ أَبِي رِمَّةَ يَعْنِي نَفْسَهُ، فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِي أَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ يَشْفَعُ، فَوَثَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ فَأَخَذَ بِمَنْكِبَيْهِ فَهَزَّهُ ثُمَّ قَالَ: اجْلِسْ فَإِنَّهُ لَمْ يَهْلِكْ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا أَنَّهُمْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلَوَاتِهِمْ فَضْلٌ! فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَصْرَهُ فَقَالَ: «أَصَابَ اللَّهُ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ».

تخمیرِ اولیٰ میں شامل ہوا تھا، نفل پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما جلدی سے اس کی طرف اٹھے اور اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور کہا: بیٹھ جاؤ! اہل کتاب کی ہلاکت کا باعث یہی تھا کہ ان کی نمازوں میں کوئی فرق، فاصلہ نہ ہوتا تھا۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف اپنی نظر اٹھائی اور فرمایا: ”اے ابن خطاب! اللہ نے تمہیں صحیح بات کہنے کی توفیق دی ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ قِيلَ أَبُو أُمَيَّةَ مَكَانَ أَبِي رِمَّةَ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ امام کا نام ابومرثیٰ بجائے ابوامیہ بھی بیان کیا گیا ہے۔



🌞 **ملاحظہ:** اس روایت کی سند میں اشعث بن شعبہ اور منہال بن خلیفہ پر کلام ہے اس لیے ضعیف ہے، مگر صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث سے یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”جب تم جمعہ پڑھو تو اسے دوسری نماز کے ساتھ مت ملاؤ حتیٰ کہ کوئی بات کرو یا وہاں سے نکل جاؤ۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملایا کریں حتیٰ کہ کوئی بات کر لیں یا وہاں سے ہٹ جائیں۔“ (صحیح مسلم، حدیث: ۸۸۴)

(المعجم ۱۸۸، ۱۸۹) - باب السَّهْوِ فِي السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ۱۹۶)

۱۰۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِحْدَى صَلَاتَيْ الْعِشِيِّ الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ. قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشْيَةِ فِي مُقَدِّمٍ

۱۰۰۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو پچھلے پہر کی ایک نماز پڑھائی ظہر یا عصر۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ مسجد کے سامنے ایک لکڑی کے پاس ہ کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ اس پر رکھ لیے۔ آپ کا ایک ہاتھ دوسرے کے اوپر تھا۔ اور آپ کے

۱۰۰۸- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود، ح: ۵۷۳ من حديث حماد بن زيد.

چہرے پر ناراضی کے آثار نمایاں تھے۔ پھر جلد باز لوگ (مسجد سے) نکل آئے اور وہ کہہ رہے تھے: نماز کم کر دی گئی! نماز کم کر دی گئی! لوگوں میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے مگر ہیبت کے باعث وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات نہ کر رہے تھے تو ایک آدمی کھڑا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالیدین (ہاتھوں والا) کہا کرتے تھے۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”میں بھولا ہوں نہ نماز کم کی گئی ہے۔“ کہنے لگا: بلکہ آپ بھول گئے ہیں اے اللہ کے رسول! تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: ”کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟“ انہوں نے اشارہ کیا کہ ہاں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر تشریف لائے اور بقیہ دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ نے سلام پھیرا پھر آپ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور (دوسرا) سجدہ کیا اپنے (پہلے) سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيْهَا، إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، يُعْرِفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ، ثُمَّ خَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ وَهُمْ يَقُولُونَ: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، وَفِي النَّاسِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ، فَقَامَ رَجُلٌ كَانَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْسَيْتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصِرِ الصَّلَاةُ». قَالَ: بَلْ نَسَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ: «أَصْدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟» فَأَوْمَأُوا أَيْ نَعَمْ. فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى مَقَامِهِ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ الْبَاقِيَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ.

محمد بن سیرین سے کہا گیا: کیا آپ نے سجدہ سہو کے بعد سلام پھیرا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے یہ بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یاد نہیں ہے، مگر مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ پھر آپ نے سلام پھیرا۔

قال: فَقِيلَ لِمُحَمَّدٍ: سَلَّمَ فِي السَّهْوِ؟ فَقَالَ: لَمْ أَحْفَظْهُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَلَكِنْ بُنْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ.

فوائد و مسائل: ① نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چند ایک مواقع پر نسیان ہوا ہے تاکہ امت کے لیے شریعت کے اصول واضح ہو جائیں۔ ② ذوالیدین کا نام [خزباق] آیا ہے۔ اور اس قسم کے القاب میں اگر تحقیر مقصود نہ ہو تو مزاحاً جائز ہیں۔

⑤ نماز میں زیادہ سہو ہو جائیں تو بھی دو ہی سجدے کرنے ہوں گے۔ جیسے کہ اس حدیث میں ہے کہ دو رکعتوں پر سلام پھیرا۔ پھر تشریف لے گئے اور گفتگو فرمائی۔ ⑥ نسیان میں کیا جانے والا دعویٰ جھوٹ شمار نہیں ہوتا۔ ⑦ سجود سہو میں تکبیر بھی ہے اور سلام بھی۔ ⑧ بھول کر کلام کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے نہ مکمل سمجھ کر سلام پھیر دینے سے۔ ⑨ ایسی صورت میں نماز کی بنا کر نادرست ہے۔ یعنی ساری نماز دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ صرف بقیہ رکعتیں پڑھ کر سہو کے دو سجدے کیے جائیں گے۔

۱۰۰۹- محمد (بن سیرین) سے روایت ہے اور حماد کی روایت زیادہ کامل ہے۔ انہوں نے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ یہ نہیں کہا کہ ہمیں نماز پڑھائی۔ اور نہ یہ کہا کہ لوگوں نے اشارہ کیا۔ بلکہ کہا: لوگوں نے کہا: ہاں۔ (یعنی آپ بھول گئے ہیں۔) پھر بیان کیا کہ آپ نے سر اٹھایا۔ تکبیر کا ذکر نہیں کیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے پہلے سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا پھر سر اٹھایا۔ (یعنی یہاں بھی تکبیر کا ذکر نہیں) اور یہاں تک اس کی روایت پوری ہو گئی ہے۔ اور اس کے بعد آخر تک کے الفاظ بھی بیان نہیں کیے۔ اور [فَاَوْمُوْا] ”لوگوں نے اشارہ کیا۔“ کا لفظ سوائے حماد بن زید کے کسی اور نے ذکر نہیں کیا۔

۱۰۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَنَادَةَ - وَحَدِيثُ حَمَادٍ أَتَمُّ - قَالَ: ثُمَّ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَقُلْ: بِنَا وَكَمْ يَقُلْ: فَأَوْمُوا. قَالَ: فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ. قَالَ: ثُمَّ رَفَعَ وَكَمْ يَقُلْ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ، وَتَمَّ حَدِيثُهُ لَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ وَكَمْ يَذْكُرْ فَأَوْمُوا إِلَّا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ.



امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ جس نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے اس نے آپ ﷺ کی تکبیر اور آپ کے لوٹ آنے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكُلُّ مَنْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ لَمْ يَقُلْ: فَكَبَّرَ وَلَا ذَكَرَ: رَجَعَ.

فائدہ: اس میں راویوں کے اختلاف الفاظ کا ذکر ہے اور ان میں جمع یوں ہے کہ کچھ نے زبان سے جواب دیا اور کچھ نے اشارے سے۔ اور سجدہ سہو میں جانے اور سر اٹھانے کے لیے تکبیر کہنا صحیح ثابت ہے۔

۱۰۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۱۰۱۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ

۱۰۰۹- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام - إذا شك - بقول الناس؟، ح: ۷۱۴ عن عبد الله ابن مسلمة القعني به، وهو في الموطأ (بحی): ۹۳/۱، (والقعني، ص: ۱۶۹، مطولاً).

۱۰۱۰- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۰۳۵ من حديث بشر بن المفضل به، وعلقه البخاري، ۴۱

نماز میں سہو کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی..... آخر تک روایت حماد کی مانند کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ پھر آپ نے سلام پھیرا (سلم نے) کہا: میں نے پوچھا: اور تشہد؟ انہوں نے کہا: تشہد کے بارے میں میں نے کچھ نہیں سنا، مگر مجھے تشہد پڑھنا زیادہ پسند ہے۔ (سلم نے یہ) ذکر نہیں کیا کہ آپ ﷺ اس شخص کو ذوالیدین کہا کرتے تھے اور نہ لوگوں کے اشارے اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا ذکر کیا۔ اور حماد کی حدیث زیادہ کامل ہے جو ایوب سے مروی ہے۔

يَعْنِي ابْنَ الْمُضَلِّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَلَقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَى حَمَادٍ كُلِّهِ إِلَى آخِرِ قَوْلِهِ: بُنْتُ أَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُ: فَالتَّشَهُدُ؟ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْ فِي التَّشَهُدِ وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَتَشَهُدَ، وَلَمْ يَذْكُرْ كَانَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، وَلَا ذَكَرَ: فَأَوْمُوا، وَلَا ذَكَرَ: الْغَضَبُ وَحَدِيثُ حَمَادٍ عَنْ أَيُّوبَ أَمَّ.

☀️ فائدہ: سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنا راجح نہیں ہے۔ اس مسئلہ کی روایات ضعیف ہیں۔



۱۰۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے ذوالیدین کے قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ جبکہ ہشام بن حسان نے روایت کیا کہ آپ نے تکبیر کہی (یعنی تحریمہ) پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا۔

۱۰۱۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ: حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وَهَشَامٍ وَيَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ وَابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ فِي قِصَّةِ ذِي الْيَدَيْنِ أَنَّهُ كَبَّرَ وَسَجَدَ، وَقَالَ هَشَامٌ يَعْنِي ابْنَ حَسَّانٍ: كَبَّرْتُ ثُمَّ كَبَّرْتُ وَسَجَدَ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حبیب بن شہید حمید، یونس اور عاصم احول (چاروں) نے محمد بن سیرین سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور ان میں سے کسی نے بھی وہ بات ذکر نہیں کی جو حماد بن زید نے ہشام سے بیان کی ہے کہ آپ نے تکبیر

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ وَحَمِيدٌ وَيُونُسُ وَعَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَا ذَكَرَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هَشَامٍ أَنَّهُ كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ

«ح: ۱۲۲۸، مختصرًا»

۱۰۱۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، ح: ۴۸۲ من حديث ابن عون به * حديث هشام بن حسان "كبر ثم كبر وسجد" ضعيف لعدم تصريح سماعه لأنه كان يبدلس.

۲- کتاب الصلاة نماز میں سہو کے احکام و مسائل

وَسَجَدَ. وَرَوَى حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ هِشَامٍ، لَمْ يَذْكُرَا عَنْهُ هَذَا الَّذِي ذَكَرَهُ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَّهُ كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ.

(تخریم) کہی پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ اسی طرح حماد بن سلمہ اور ابوبکر بن عیاش بھی ہشام سے یہ روایت ذکر کرتے ہیں تو انہوں نے بھی حماد بن زید والی یہ بات ذکر نہیں کی کہ آپ نے تکبیر (تخریم) کہی پھر تکبیر کہی۔

☀️ فائدہ: اگر سلام کے بعد سجدہ سہو کرے تو سجدہ میں جانے کے لیے ایک ہی تکبیر کافی ہے پہلے تکبیر تخریم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس روایت میں پہلی تکبیر (تخریم) کا ذکر شاذ ہے۔

۱۰۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَعَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتِي السَّهْوِ حَتَّى يَقَنَّهُ اللَّهُ ذَلِكَ.

۱۰۱۲- سعید بن مسیب، ابوسلمہ اور عبید اللہ بن عبد اللہ (تینوں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے سجدے نہیں کیے حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو اس کا یقین دلادیا۔

۱۰۱۳- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: وَلَمْ يَسْجُدِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تُسْجَدَانِ إِذَا شَكَّ حَتَّى لِقَاءِ النَّاسِ.

۱۰۱۳- ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حمزہ (تابعی) نے ان سے بیان کیا کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر پہنچی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے شک کی بنا پر کیے جانے والے سجدے اس وقت تک نہیں کیے جب تک کہ لوگوں نے مل کر نہیں بتایا۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث سعید بن مسیب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی (علاوہ ازیں) کہا

۱۰۱۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۰۴۰ عن محمد بن يحيى الذهلي به * محمد بن كثير الصنعاني ضعيف، ضعفه الجمهور.

۱۰۱۳- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، السهو، باب ما يفعل من سلم من ركعتين ناسيًا وتكلم، ح: ۱۲۳۲ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۴۳.



۲- کتاب الصلاة - نماز میں سہو کے احکام و مسائل

کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمن، ابوبکر بن حارث بن ہشام اور عبید اللہ بن عبد اللہ (نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَعَمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، جَمِيعًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهِذِهِ الْقِصَّةِ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ سَجَدَ السَّجْدَتَيْنِ.

امام ابوداؤد نے کہا: یحییٰ بن ابی کثیر اور عمران بن انیس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور علاء بن عبدالرحمن سے بواسطہ اس کے والد کے روایت کی ہے اور یہ سب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس میں دو سجدے کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيهِ: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتِي السَّهْوِ.

امام ابوداؤد نے کہا: اور زبیدی نے زہری سے وہ ابو بکر بن سلیمان بن ابی حتمہ سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور اس میں کہا کہ آپ نے سہو کے دونوں سجدے نہیں کیے۔

۱۰۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَقِيلَ لَهُ: تَقَصَّتِ الصَّلَاةُ؟ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۰۱۳- ابوسلمہ بن عبدالرحمن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو آپ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ آپ سے کہا گیا: (کیا) نماز کم ہو گئی ہے؟ تب آپ نے دو رکعتیں (مزید) پڑھیں پھر دو سجدے کیے۔

۱۰۱۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

۱۰۱۴- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام - إذا شك - بقول الناس، ح: ۷۱۵ من حديث شعبة به.

۱۰۱۵- تخریج: [إسناده صحيح] حديث داود بن الحصين، رواه مالك: ۹۴/۱، ومن طريقه أخرجه مسلم، ح: ۵۷۳.



أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَنْصَرَفَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَقْصَرْتَ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمْ نَسِيتَ؟ قَالَ: «كُلُّ ذَلِكَ لَمْ أَفْعَلْ». فَقَالَ النَّاسُ: فَذَقْنَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ أُخْرَيْنِ، ثُمَّ أَنْصَرَفَ وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتِي السَّهْوِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهذه القصة قال: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ.

ﷺ نے ایک فرض نماز میں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ایک شخص نے آپ سے کہا: کیا نماز کم ہو گئی ہے، اے اللہ کے رسول! یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا۔“ تو لوگوں نے کہا: تحقیق آپ نے ایسا کیا ہے اے اللہ کے رسول! تب آپ نے دو رکعتیں مزید پڑھائیں، پھر آپ پلٹے اور سہو کے دو سجدے نہیں کیے۔

امام ابوداؤد نے کہا: اس روایت کو داؤد بن حصین نے بواسطہ ابوسفیان مولیٰ ابن ابی احمد، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا تو کہا: پھر آپ نے دو سجدے کیے جبکہ آپ سلام کے بعد بیٹھے ہوئے تھے۔

🌞 فائدہ: اس میں [وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتِي السَّهْوِ] ”سہو کے دو سجدے نہیں کیے۔“ کے الفاظ شاذ ہیں۔ (شیخ

البانی رحمہ اللہ)

۱۰۱۶- ضمیمہ بن جوس ہفغانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ خبر بیان کی۔ کہا کہ پھر آپ نے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔

۱۰۱۶- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ ابْنُ عَمَّارٍ عَنْ ضَمُّضَمِ بْنِ جَوْسِ الْهَفْغَانِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ بَعْدَ مَا سَلَّم.

۱۰۱۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو دو رکعتوں پر

۱۰۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

۱۰۱۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب السلام بعد سجدتي السهو، ح: ۱۳۳۱ من حديث عكرمة بن عمار به، وصرح بالسماع.

۱۰۱۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: فيمن سلم من ثنتين أو ثلاث ساهياً، ح: ۱۲۱۳ من حديث أبي أسامة به.



سلام پھیر دیا۔ اور ابن سیرین کی حدیث کی مانند بیان کیا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور کہا: پھر آپ نے سلام پھیرا پھر سہو کے دو سجدے کیے۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْ السَّهْوِ.

🌞 **فائدہ:** مذکورہ بالا احادیث میں دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

۱۰۱۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ اپنے حجرات میں تشریف لے گئے تو ایک آدمی جس کا نام خرباق تھا آپ کی طرف گیا اور یہ لہجے ہاتھوں والا تھا کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ تو آپ غصے میں چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور کہا: ”کیا یہ سچ کہتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہاں! تب آپ نے وہ رکعت پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

۱۰۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ دَخَلَ - قَالَ عَنْ مَسْلَمَةَ - الْحَجْرَ. فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخَرْبَاقُ كَانَ طَوِيلَ الْيَدَيْنِ فَقَالَ: أَفْصَرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ، فَقَالَ: «أَصَدَقَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث میں دلیل ہے کہ سہو کے واقعات مختلف تھے۔ ② جب فوت شدہ رکعت یا رکعات پڑھنی پڑھانی ہوں گی تو اس کے لیے تکبیر تحریر یہ بھی ہوگی۔

(المعجم ۱۸۹، ۱۹۰) - **بَابُ: إِذَا صَلَّى خَمْسًا (التحفة ۱۹۷)**
باب: ۱۸۹، ۱۹۰- جب پانچ رکعتیں پڑھ جائے؟

۱۰۱۸- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والمسجد له، ح: ۵۷۴ من حديث خالد الحذاء به.

نماز میں سہو کے احکام و مسائل

۱۰۱۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ تو آپ سے کہا گیا: کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ کہنے لگے کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں۔ تب آپ نے دو جگہ سے کہے جبکہ آپ سلام پھیر چکے تھے۔

۱۰۱۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - الْمَعْنَى - قَالَ حَفْصٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أُرِيدُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالَ: صَلَّيْتُ خَمْسًا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا دور نزول شریعت کا دور تھا اور اس میں نسخ کا احتمال تھا اس لیے صحابہ کرام دوران نماز میں خاموش رہے مگر اب مقتدی کو لازم ہے کہ اپنے امام کی اتباع کرتے ہوئے اسے متنبہ بھی کرے۔ ② ائمہ احناف کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ سہو کی کبھی صورتوں میں سجدے سلام کے بعد ہوں جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا میلان اس طرف ہے کہ کئی صورت میں سلام سے پہلے اور اضافہ ہو جانے کی صورت میں سلام کے بعد سجدے کی جائیں۔



۱۰۲۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے نماز پڑھائی ابراہیم نے کہا معلوم نہیں اس میں کوئی کمی کر دی یا بیشی..... جب سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کے متعلق کوئی نیا حکم آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ کہنے لگے کہ آپ نے ایسے ایسے نماز پڑھائی ہے۔ تو آپ نے اپنا پاؤں موڑا، قبلہ رخ ہوئے اور انہیں دو سجدے کرائے پھر سلام پھیرا۔ جب پھرے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”بلاشبہ اگر نماز کے متعلق

۱۰۲۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَلَا أُذْرِي زَادَ أَمْ نَقَصَ - فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَحَدَتْ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، فَثَنَى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ [بِهِمْ] سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَلَمَّا انْقَلَبَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا

۱۰۱۹- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب ما جاء في القبلة... الخ، ح: ۴۰۴، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ۵۷۲/۹۱ من حديث شعبة به.
۱۰۲۰- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ح: ۴۰۱، ومسلم، أيضًا، ح: ۵۷۲ عن عثمان بن أبي شيبة به.

رَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَوْ حَدَّثَ فِي الصَّلَاةِ نِيَّةَ أَتْبَانُكُمْ بِهِ، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسَى مَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي». قَالَ: «إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ لِيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيَتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ بَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

کوئی نیا حکم آتا تو میں تمہیں بتلا دیتا، لیکن میں بشر ہوں ویسے ہی بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرادیا کرو۔“ اور فرمایا: ”جب کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو چاہیے کہ غور کرے کہ ٹھیک کیا ہے اور اسی پر اپنی نماز کو مکمل کرے پھر سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے۔“

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بشر یعنی انسان ہونے پر صریح اور بالکل واضح دلیل ہے۔ اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات کے بارے میں [نور من نور اللہ] جیسے من گھڑت خود ساختہ اور غلط عقیدے کی تردید ہے۔ اور بتقاضائے بشریت بعض معاملات میں جناب رسول اللہ ﷺ کو وقتی طور پر کوئی نسیان ہو جانا آپ کے لیے کوئی عیب کی بات نہ تھی۔ ② نمازی کو اپنا وہم دور کرنے کے لیے سوچنا چاہیے اور پھر یقین پر بنا کر کرنی چاہیے۔ ③ غلطی نماز فرض میں ہو یا نفل میں سجدہ سہو سے اس کی تلافی ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا قَالَ: «فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ» ثُمَّ تَحَوَّلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۰۲۱- علقمہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہی خبر بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو دو سجدے کرے۔“ پھر آپ مڑے اور آپ نے دو سجدے کیے۔

امام ابوداؤد نے کہا: حصین نے اعمش کی مانند روایت کیا ہے۔

۱۰۲۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا نَبْرِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ- وَهَذَا حَدِيثُ يُونُسَ - عَنْ حَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: صَلَّى بِنَا

۱۰۲۲- علقمہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ جب آپ پھرے تو لوگ آپس میں چپکے چپکے سے باتیں کرنے لگے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا بات ہے؟“ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول!

۱۰۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ۵۷۲ من حديث إبراهيم النخعي به.

۱۰۱- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۵۷۲/۹۲ من حديث الحسن بن عبيد الله به، وانظر الحديث السابق.

رسول الله ﷺ خَمْسًا، فَلَمَّا انْقَلَبَ تَوَشَّوْشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ: «مَا سَأَلْتُمْ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ زِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «لَا»، قَالُوا: فَإِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَأَنْقَلَبَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسَى كَمَا تَنْسُونَ».

۱۰۲۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ سُؤَيْدَ بْنَ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ حُدَيْجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى يَوْمًا فَسَلَّمَ وَقَدْ بَقِيََتْ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ، فَأَذْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: نَسِيتَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً، فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَمَرَ بِلَا لَأَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى لِلنَّاسِ رَكْعَةً، فَأَخْبَرْتُ بِذَلِكَ النَّاسَ، فَقَالُوا لِي: أَتَعْرِفُ الرَّجُلَ؟ قُلْتُ: لَا، إِلَّا أَنْ أَرَاهُ، فَمَرَّ بِي، فَقُلْتُ: هَذَا هُوَ، فَقَالُوا: هَذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ.



نماز میں سو کے احکام و مسائل
کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ فرمایا: ”نہیں“ انہوں نے کہا: آپ نے پانچ رکعات پڑھائی ہیں تو آٹھ مڑے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا اور فرمایا: ”بلا لاء“ میں بشر ہوں بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔

۱۰۲۳- جناب سوید بن قیس حضرت معاویہ سے حدیث سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا حالانکہ ایک رکعت باقی تھی۔ تو ایک آدمی آپ سے جا کر ملا اور کہا کہ آج نماز میں ایک رکعت بھول گئے ہیں۔ تو آپ واہوا تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے اور بلا لاء کو دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی۔ میں نے لوگوں کو (بعد میں) واقعہ کی خبر دی تو انہوں نے مجھے کہا کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، لیکن اگر دیکھ لوں پہچان جاؤں گا۔ چنانچہ وہ میرے پاس سے گزرا تو میں نے کہا: یہی وہ شخص ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔



فائدہ: جب لوگ صفوں سے آگے پیچھے ہو جائیں اور بعد میں ہو کر علم ہو تو نماز اور صرف ہندی کیلئے تکبیر کہی جائے۔

(المعجم ۱۹۰، ۱۹۱) - بَابٌ: إِذَا شَكَّ فِي الثَّلَاثِ وَالثَّلَاثِ مَنْ قَالَ: يُلْفِي الشَّكَّ (التحفة ۱۹۸)

باب: ۱۹۰/۱۹۱- جب دو یا تین رکعات میں شک ہو تو شک کو چھوڑ دے

۱۰۲۳- تخریج: [سناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب الإقامة لمن نسي ركعة من الصلوة، ح: ۶۶۵. قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۵۲.

۱- کتاب الصلاة نماز میں سہو کے احکام و مسائل

۱۰۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو چاہیے کہ شک کو دور کرے اور یقین کو بنیاد بنائے۔ جب یقین پر نماز مکمل کر لے تو دو سجدے کرے۔ اگر اس کی نماز (در اصل) پوری ہوئی تو اس کی زائد رکعت اور دونوں سجدے نفل ہوں گے۔ اور اگر ناقص ہوئی تو یہ رکعت اس کی نماز کی تکمیل ہوگی اور دو سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہوں گے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ زُحَيْرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ لُبَيْبِ بْنِ سَعِيدٍ. وَحَدِيثُ أَبِي خَالِدٍ أَشْبَعُ.

امام ابوداؤد نے کہا: اسے ہشام بن سعد اور محمد بن مطرف نے زید سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور ابوخالد کی حدیث زیادہ بھرپور ہے۔

☀️ فائدہ: ”شک کو دور کر کے یقین پر بنیاد۔“ یوں ہے کہ دو یا تین میں شبہ ہو تو کم تعداد یعنی دو رکعت یقینی ہیں۔ تین یا چار میں شبہ ہو تو تین یقینی ہیں اور چوتھی مشکوک۔ لہذا پہلی صورت میں دو رکعت مان کر اور دوسری صورت میں تین رکعت مان کر باقی نماز پوری کرے۔ یہی صورت سب سے راجح اور محتاط ہے۔

۱۰۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ : جناب عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے سہو کے سجدوں کو شیطان کے لیے ذلت کا باعث بیان فرمایا۔

بْنِ أَبِي رَزْمَةَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ بِنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَى سَجْدَتَيْ لِسَهْوِ الْمُرْغَمَتَيْنِ.

۱۰۲۴- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ۵۷۱ من حديث زيد بن أسلم، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۲۱۰ عن محمد بن العلاء به.

۱۰۲۵- تخریج: [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۰۶۳ عن محمد بن عبد العزيز به، وصححه الحاكم، ۱/ ۳۲۴، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

فائدہ: یعنی شیطان نے تو نمازی کو بھلوانا چاہا مگر اس نے مزید سجدے کر کے بھول چوک کی تلافی کر لی اور اللہ کے ہاں اور زیادہ قریب ہو گیا۔ اس میں شیطان کی رسوائی ہے۔

۱۰۲۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ
فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، ثَلَاثًا أَوْ
أَرْبَعًا، فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ
وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، فَإِنْ كَانَتْ
الرَّكْعَةُ الَّتِي صَلَّى خَامِسَةً شَفَعَهَا
بِهَاتَيْنِ، وَإِنْ كَانَتْ رَابِعَةً فَالْسَّجْدَتَانِ
تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ».

۱۰۲۶- جناب عطاء بن یسار (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور معلوم نہ رہے کہ کتنی نماز پڑھی ہے تین یا چار؟ تو اسے چاہیے کہ ایک رکعت پڑھے اور دو سجدے کرے جبکہ وہ بیٹھا ہو یا سلام سے پہلے۔ اگر اس کی یہ رکعت پانچویں ہوئی تو ان سجدوں کے ساتھ مل کر دو گنا ہو جائے گی اور اگر چوتھی ہی ہوئی تو یہ سجدے شیطان کی رسوائی کا باعث ہوں گے۔“

۱۰۲۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ -
بِإِسْنَادِ مَالِكٍ - قَالَ: إِنْ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «إِذَا
شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَإِنْ اسْتَيْقَنَ أَنْ قَدْ
صَلَّى ثَلَاثًا فَلْيَقُمْ فَلْيَتِمَّ رَكْعَةً بِسُجُودِهَا ثُمَّ
يَجْلِسُ فَيَتَشَهَّدُ، فَإِذَا فَرَغَ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ
يُسَلِّمَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ
يُسَلِّمُ» ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَى مَالِكٍ.

۱۰۲۷- زید بن اسلم نے مالک کی سابقہ سند سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں تو چاہیے کہ کھڑا ہو اور ایک رکعت سجدوں سمیت پوری کرے پھر بیٹھ جائے اور تشهد پڑھے۔ جب فارغ ہو جائے اور صرف سلام کہنا باقی ہو تو چاہیے کہ دو سجدے کرے پھر سلام کہے۔“ پھر مالک کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ
وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ وَحَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ
وَدَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ وَهَشَامِ بْنِ سَعْدٍ إِلَّا

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ابن وہب نے مالک، حفص بن میسرہ، داؤد بن قیس اور ہشام بن سعد سے اسی طرح (مرسل) روایت کیا ہے مگر ہشام

۱۰۲۶- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲/ ۳۳۸ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۹۵ (والقنبي، ص: ۱۷۲)، والسند مرسل، وله شواهد عند ابن عبد البر (في التمهيد: ۵/ ۲۰) وغيره، وانظر الحديث السابق.

۱۰۲۷- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.



۲- کتاب الصلاة نماز میں سہو کے احکام و مسائل

أَنَّ هِشَامًا بَلَغَ بِهِ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ .

(المعجم ۱۹۱، ۱۹۲) - باب مَنْ قَالَ:

باب: ۱۹۱، ۱۹۲- ان حضرات کے دلائل

يَتِمُّ عَلَيَّ أَكْثَرَ ظَنِّهِ (التحفة ۱۹۹)

جو کہتے ہیں کہ ظن غالب پر بنا کرے

۱۰۲۸- ابو سعید بن عبد اللہ اپنے والد سے وہ رسول

۱۰۲۸- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا

اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب

مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ أَبِي

تم نماز میں ہو اور تین یا چار رکعات میں شک ہو جائے

عَبِيدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ

اور تمہارا غالب گمان چار کا ہو تو تشهد پڑھو پھر دو جودے

ﷺ قَالَ: «إِذَا كُنْتَ فِي صَلَاةٍ فَشَكَّكَتَ

کرو جبکہ تم بیٹھے ہوئے ہو سلام سے پہلے، پھر تشهد پڑھو

فِي ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ وَأَكْبَرُ ظَنِّكَ عَلَى أَرْبَعٍ

پھر سلام پھيرو۔“

تَشَهَّدْتَ ثُمَّ سَجَدْتَ سَجْدَتَيْنِ وَأَنْتَ

جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ تُسَلَّمَ، ثُمَّ تَشَهَّدْتَ أَيْضًا

ثُمَّ تُسَلِّمُ».

قَالَ أَبُو ذَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس روایت کو عبد الواحد نے

خُصَيْفٍ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَوَافَقَ عَبْدَ الْوَاحِدِ

نصیف سے روایت کیا ہے مگر اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

أَيْضًا سَفِيَّانَ وَشَرِيكَ وَإِسْرَائِيلَ،

سفیان شریک اور اسرائیل نے بھی عبد الواحد کی موافقت

وَاخْتَلَفُوا فِي الْكَلَامِ فِي مَتْنِ الْحَدِيثِ

کی ہے۔ اور متن حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہے۔

وَلَمْ يُسَيِّدُوهُ.

اور ان لوگوں نے اسے مسند (مرفوع) بیان نہیں کیا ہے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے ”ظن غالب“ کی بجائے یقین ہی کی بنیاد پر نماز کی تکمیل کی جائے گی جیسا

کہ مذکورہ باب کی احادیث سے واضح ہے۔ نیز سہو کے دو جودوں کے بعد تشهد پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۱۰۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ:

۱۰۲۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز

الدَّسْتَوَائِيَّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ:

پڑھے اور اسے معلوم نہ رہے کہ زیادہ پڑھی ہے یا کم تو

۱۰۲۸- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۲۸/۱، والنسائي في الكبرى، ح: ۶۰۵ من حديث محمد بن

سلمة به، والسند منقطع، انظر، ح: ۹۹۵ * وخصيف ضعيف مشهور.

۱۰۲۹- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب: فيمن يشك في الزيادة والنقصان، ح: ۳۹۶ من

حديث إسماعيل بن إبراهيم به وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/۳۲۴، ووافقه الذهبي.



نماز میں سہو کے احکام و مسائل

اسے چاہیے کہ جب وہ بیٹھا ہوا ہو تو دو سجدے کر لے۔ اور جب شیطان اس کے پاس آئے اور کہے کہ تو بے وضو ہو گیا ہے تو اسے چاہیے کہ کہے تو نے جھوٹ کہا ہے الّا یہ کہ تاک سے بوجھوس کرے یا کان سے آواز سنے۔ اور یہ لفظ ابان کی روایت کے ہیں۔

حَدَّثَنَا عِيَاضٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هَلَالِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ زَادَ أَمْ نَقَصَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَنَاهُ الشَّيْطَانُ فَقَالَ: إِنَّكَ قَدْ أَحَدْتُمْ، فَلْيَقُلْ: كَذَبْتُ، إِلَّا مَا وَجَدَ رِيحًا بِأَنْفِهِ أَوْ صَوْتًا بِأُذُنِهِ» وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَبَانَ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ معمر اور علی بن مبارک نے (راوی کا نام) عیاض بن ہلال کہا ہے جبکہ اوزاعی عیاض بن ابی زہیر کہتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ مَعْمَرٌ وَعَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ: عِيَاضُ بْنُ هَلَالٍ، وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: عِيَاضُ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ.



فائدہ: شیطان کا کام ہی اللہ کے بندوں کو پریشان کرنا ہے۔ لہذا نمازی کو اپنا وہم دور کرنے کے لیے سوچنا چاہیے اور جو یقین ہو اس پر بنا کرے۔

۱۰۳۰- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک تم میں سے کوئی جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر غلط ملط کر دیتا ہے (یعنی بھلوا دیتا ہے) حتیٰ کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ کس قدر نماز پڑھی ہے تو تم میں سے کوئی جب یہ کیفیت محسوس کرے تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

۱۰۳۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدَكُمْ ذَلِكَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ معمر اور لیث نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ ابْنُ عَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ وَاللَيْثُ.

۱۰۳۰- تخریج: أخرجه البخاري، السهو، باب السهو في الفرض والتطوع، ح: ۱۲۳۲، ومسلم، الصلوة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه، ح: ۳۸۹، بعد، ح: ۵۶۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۰۰، (والقعنبي، ص: ۱۷۸، ۱۷۹).

۲- کتاب الصلاة نمازیں سہو کے احکام و مسائل

☀️ فائدہ: حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث امام مالک، لیث اور ابن وہب وغیرہ کے نزدیک ایسے افراد کے لیے ہے جو سوسے کے مریض ہوں۔ شک و شبہ ان سے کسی طرح دور ہوتا ہی نہ ہو۔ اس قسم کے لوگ اپنے یقین کی بنیاد پر جب نماز مکمل کر لیں تو سجدے کر لیا کریں۔ (عون المعبود) مذکورہ حدیث (۱۰۲۹) بھی بر بنائے صحت اسی مفہوم پر محمول ہوگی۔

۱۰۳۱- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أُخْيِ الزُّهْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ بِهِذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ. زَادَ «وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ».

۱۰۳۱- جناب زہری کا بھتیجا (محمد بن عبد اللہ) راوی ہے کہ محمد بن مسلم (زہری) نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ (سجدے کرے) ”جبکہ وہ بیٹھا ہو اور اسلام سے پہلے۔“

۱۰۳۲- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: «فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ لِيُسَلِّمَ».

۱۰۳۲- ابن اسحاق راوی ہیں کہ محمد بن مسلم زہری نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ”اسلام سے پہلے دو سجدے کرے پھر سلام پھیرے۔“

(المعجم ۱۹۲، ۱۹۳) - باب مَنْ قَالَ: بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ۲۰۰)

باب: ۱۹۲، ۱۹۳- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ سلام کے بعد سجدے کرے

۱۰۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُضْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۱۰۳۳- حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے اپنی نماز میں شک ہو اسے چاہیے کہ سلام کے بعد دو سجدے کرے۔“

۱۰۳۱- تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۲/ ۳۳۹ من حديث أبي داود به.

۱۰۳۲- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في سجدي السهو قبل السلام، ح: ۱۲۱۶ من حديث الزهري به، ورواه البيهقي: ۲/ ۳۳۹ من حديث أبي داود به.

۱۰۳۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب التحري، ح: ۱۲۵۱ من حديث حجاج بن محمد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۳۳، وقال البيهقي: ۲/ ۳۳۶ ”هذا الإسناد لا بأس به“.

۱- کتاب الصلاة

رَكَانَ مِنَّا الْمَشْهُدُ فِي قِيَامِهِ .
میں سے قیام میں تشهد پڑھ رہے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ سَجَدَهُمَا ابْنُ
لِزْبِيرٍ قَامَ مِنْ نِثْنَيْنِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، وَهُوَ
رَكَعَتَيْنِ پُرْكَعَتَيْنِ بَعْدَ دُجْدَعِ كَيْ جَبَكَ وَهُوَ
نَوَلُ الزُّهْرِيِّ .
امام ابو داؤد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایسے ہی حضرت
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی دو سجدے کیے جبکہ وہ دو
رکعتوں پر کھڑے ہو گئے تھے یہ سجدے سلام سے پہلے
کیے اور زہری کا قول بھی یہی ہے۔

فائدہ: درمیانی تشهدہ جانے کی صورت میں اگر دوران نماز میں علم ہو جائے تو افضل یہی ہے کہ سہو کے دو سجدے
سلام سے پہلے کیے جائیں ورنہ بعد از سلام کرنے ہوں گے۔

(المعجم ۱۹۴، ۱۹۵) - باب مَنْ نَسِيَ
أَنْ يَتَشَهَّدَ وَهُوَ جَالِسٌ (التحفة ۲۰۲)

۱۰۳۶ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ
مُبَدِّ اللَّهِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ
بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الْجُعْفِيِّ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُبَيْلٍ
لَأَحْمَسِيِّ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ
لِمْغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
إِذَا قَامَ الْإِمَامُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ
سَتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ اسْتَوَى قَائِمًا
لَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدُ سَجْدَتِي السَّهْوِ .

باب: ۱۹۴، ۱۹۵ - جو شخص بیٹھے ہوئے تشهد
پڑھنا بھول جائے؟
۱۰۳۶ - حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام دو رکعتوں پر
کھڑا ہو جائے اور صحیح سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے ہی
اسے یاد آجائے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے (اور تشهد
پڑھے) اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو نہ بیٹھے بلکہ سہو
کے دو سجدے کرے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ فِي كِتَابِي عَنْ
جَابِرِ الْجُعْفِيِّ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ .

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری کتاب میں
جابر جعفی سے صرف یہی حدیث روایت ہوئی ہے۔

ملاحظہ: اس حدیث کو شیخ البانی رضی اللہ عنہ صحیح شمار کرتے ہیں جبکہ دیگر عام محدثین جابر جعفی کی وجہ سے اسے ضعیف
کہتے ہیں۔ یہ اپنے رافضی عقائد کی بنا پر ناقابل حجت ہے۔ (عون المعبود، منذری) تاہم اگلی حدیث سے اس
میں بیان کردہ مسئلہ ثابت ہے۔ شوافع وغیرہ کا مذہب ہے کہ تشهد پڑھنا واجب ہے۔ اگر امام اور ایسے ہی منفرد
بھی خاموش بیٹھا رہا ہو اور تشهد نہ پڑھے تو یاد آنے پر سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے قعدے میں لوٹ جائے اور

۱۰۳۶ - تخريج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، [إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن قام من اثنتين ساهيا،
ج: ۱۲۰۸ من حديث سفیان الثوري به * جابر الجعفي ضعيف جدًا، والحدیث الآتی: ۱۰۳۷ یعنی عنه .



۲- کتاب الصلاة - نماز میں سہو کے احکام و مسائل
 تشہد پڑھے اور یہی حق ہے۔ اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو کھڑا رہے اور آخر میں سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔

۱۰۳۷- زیاد بن علاقہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو وہ دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے۔ ہم نے سبحان اللہ کہا۔ انہوں نے بھی سبحان اللہ کہا اور کھڑے رہے جب نماز پوری کر اور سلام پھیر لیا تو سہو کے دو سجدے کیے۔ جب نماز سے پھرے تو کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ میں نے کیا ہے۔

۱۰۳۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجَسْمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ فَتَهَضَّ فِي الرَّكَعَتَيْنِ قُلْنَا: سُبْحَانَ اللَّهِ! قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ! وَمَضَى، فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں: ابن ابی لیلی نے بواسطہ شعبی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مرفوع بیان کیا ہے۔ (نیز ابو عمیس نے ثابت بن عید سے زیاد بن علاقہ کی مانند روایت کیا ہے، کہا کہ ہم کو مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھائی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ، وَرَفَعَهُ وَرَوَاهُ أَبُو عَمِيْسٍ عَنِ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةَ ابْنِ شُعْبَةَ، مِثْلَ حَدِيثِ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ.

امام ابو داؤد نے کہا: ابو عمیس، مسعودی کا بھائی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ جناب مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اور عمران بن حصین ضحاک بن قیس اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی فتویٰ ہے اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَمِيْسٍ أَخُو الْمَسْعُودِيِّ، وَفَعَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمُغِيرَةَ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَالضُّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَابْنُ عَبَّاسٍ أَفْتَى بِذَلِكَ وَعُمَرُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان لوگوں کیلئے ہے جو دو رکعتوں پر کھڑے ہو جائیں۔ پھر وہ سلام کے بعد سجدے کریں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا فِيمَنْ قَامَ مِنْ ثَنَيْنِ ثُمَّ سَجَدُوا بَعْدَ مَا سَلَّمُوا.

۱۰۳۷- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الإمام ينهض في الركعتين ناسياً، ح: ۳۶۵ م حدیث یزید بن ہارون بہ، وقال: "حسن صحیح"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند الطحاوي في معاني الآثار: (۱/۴۴۰) وغيره.

۲- کتاب الصلاة

☀️ **فائدہ:** امام صاحب کے آخری جملوں میں یہ توضیح ہے کہ درمیانی تعدد بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہولاًزم ہے مگر ”سلام کے بعد“ ہونے میں صحابہ کا عمل مختلف ہے۔ کچھ سے قبل از سلام مروی ہے اور کچھ سے بعد از سلام (عون المعبود) راجح اور افضل یہ ہے کہ قبل از سلام کیے جائیں۔

۱۰۳۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ بِمَعْنَى الْإِسْنَادِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُمْ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ الْكَلَاعِيِّ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ يَعْنِي ابْنِ سَالِمِ الْعَنَسِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ. - قَالَ عَمْرُو وَحَدَّه: عَنْ أَبِيهِ - عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ» وَلَمْ يَذْكَرْ: عَنْ أَبِيهِ، غَيْرُ عَمْرُو.

۱۰۳۸- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”ہر سہو کے لیے سلام کے بعد دو سجدے ہیں۔“ (امام ابوداؤد کے شیخ عمرو بن عثمان کی سند میں عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر اپنے والد سے وہ ثوبان سے روایت کرتے ہیں۔) اور والد کا یہ ذکر عمرو کے علاوہ کسی اور کی سند میں نہیں ہے۔



(المعجم ۱۹۵، ۱۹۶) - **باب سَجْدَتِي السَّهْوِ فِيهِمَا تَشَهُدٌ وَتَسْلِيمٌ** (التحفة ۲۰۳)

۱۰۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي أَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَعْنِي الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ

۱۰۳۹- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی اور بھول گئے تو دو سجدے کیے پھر تشهد پڑھا اور سلام پھیرا۔

۱۰۳۸- **تخریج:** [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن سجدهما بعد السلام، ح: ۱۲۱۹ عن عثمان بن أبي شيبة به، ولم يقل: عن أبيه * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع عند البيهقي: ۳۳۷/۲، وزهير بن سالم وثقه ابن حبان وكذا الذهبي في الكاشف.

۱۰۳۹- **تخریج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي. الصلوة، باب ماجاء في التشهد في سجدتي السهو، ح: ۳۹۵ من حديث ابن المثنى به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۶۲، وابن حبان، ح: ۵۳۶، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۲۳/۱، ووافقه الذهبي، وأعل بعلة غير قاذحة.

۲- کتاب الصلاة نماز کے اختتام پر چند ضروری احکام و مسائل

حُصَيْنٌ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا
فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ.

☀️ فائدہ: اس میں سہو کے سجدوں کے بعد تشہد پڑھنے اور پھر سلام پھیرنے کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی زو سے اس کا بھی جواز ہے۔ تاہم شیخ البانی نے اس حدیث کو شاذ قرار دیا ہے۔

(المعجم ۱۹۶، ۱۹۷) - باب انصرافِ
النِّسَاءِ قَبْلَ الرَّجَالِ مِنَ الصَّلَاةِ
(التحفة ۲۰۴)
باب: ۱۹۶، ۱۹۷- نماز کے بعد عورتیں مردوں
سے پہلے واپس ہوں

۱۰۴۰- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام کہہ لیتے تو تھوڑی دیر رکے
رہتے۔ اور صحابہ سمجھتے تھے کہ یہ اس لیے ہوتا تھا کہ عورتیں
مردوں سے پہلے لوٹ جائیں۔

۱۰۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى
وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ،
عَنْ هِنْدِ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مَكَثَ
قَلِيلًا، وَكَانُوا يُرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ كَيْمَا يَنْفَدَ
النِّسَاءُ قَبْلَ الرَّجَالِ.

☀️ فائدہ: اسلامی معاشرے میں مردوں اور عورتوں کا بغیر پردے کے بے ہنگم ازدحام اور میل جول کسی طرح
پسندیدہ نہیں ہے۔ اور مسلمان حضرات و خواتین کو چاہیے کہ شہیے اور تہمت کے مواقع سے ہمیشہ دور رہیں اور اختلاط
سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔



(المعجم ۱۹۷، ۱۹۸) - باب: كَيْفَ
الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ۲۰۵)
باب: ۱۹۷، ۱۹۸- نماز کے بعد کس طرح
اپنا رخ پھیرے؟

۱۰۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَالِيُّ:
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ
۱۰۴۱- جناب قبیسہ بن ہلب طائی اپنے والد ہلب
رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کے

۱۰۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب التسليم، ح: ۸۳۷ من حديث الزهري به، وهو في مصنف
عبدالرزاق، ح: ۳۲۲۷.

۱۰۴۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الانصراف عن يمينه وعن يساره،
ح: ۳۰۱ من حديث سماك بن حرب به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ۹۲۹، ۸۰۹.

۲- کتاب الصلاة گھر میں نوافل پڑھنے اور قبلے کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھ لینے کے احکام و مسائل

قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ - رَجُلٍ مِنْ طَيْيٍّ - عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ شِقِيئِهِ.

ساتھ نماز پڑھی تو آپ اپنی دونوں اطراف سے (مقتدیوں کی طرف) پھرا کرتے تھے۔ (یعنی کبھی دائیں جانب سے اور کبھی بائیں جانب سے۔)

۱۰۴۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ نَصِيبًا لِلشَّيْطَانِ مِنْ صَلَاتِهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ مَا يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهِ. قَالَ عُمَارَةُ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ بَعْدُ، فَرَأَيْتُ مَنَازِلَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ يَسَارِهِ.

۱۰۴۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ رکھے۔ یوں کہ صرف دائیں جانب سے پھرنے ہی کو اختیار کر لے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بارہا دیکھا کہ آپ اپنی بائیں جانب سے بھی پھرا کرتے تھے۔ عمارہ بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں میں مدینے آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مکانات آپ (کے مصلے) سے بائیں جانب تھے۔

☀️ نوافل و مسائل: ① حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ کا استشہاد یوں ہے کہ نبی ﷺ کا نماز کے بعد اذکار وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو بائیں جانب ہی جانا ہوتا تھا تو یقیناً آپ عموماً اپنی بائیں جانب ہی سے اپنا منہ موڑتے رہے ہوں گے۔ ② بقول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سنت کے کسی ایک ہی انداز میں اس قدر اصرار کہ دوسرے سے اعراض یا اس کی تکذیب سمجھی جائے دین میں بے حد برائے عمل ہے گویا شیطان کا حصہ ملانا ہے۔

(المعجم ۱۹۸، ۱۹۹) - باب صَلَاةِ الرَّجُلِ التَّطَوُّعِ فِي بَيْتِهِ (التحفة ۲۰۶)

باب: ۱۹۸/۱۹۹- گھر میں نفل پڑھنے کا بیان

۱۰۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۱۰۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بنا چھوڑو۔“

۱۰۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الافتال والانصراف عن اليمين والشمال، ح: ۸۵۲ من حديث شعبة، ومسلم، صلوة المسافرین، باب جواز الانصراف من الصلوة عن اليمين والشمال، ح: ۷۰۷ من حديث سليمان الأعمش به.

۱۰۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كراهية الصلوة في المقابر، ح: ۴۳۲، ومسلم، صلوة المسافرین، باب استحباب صلوة النافلة في بيته وجوارها في المسجد... الخ، ح: ۷۷۷ من حديث يحيى القطان به، وهو في المسند لأحمد: ۱۶/۲ باختلاف يسير.



۲- کتاب الصلاة گھر میں نوافل پڑھنے اور قبلے کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھ لینے کے احکام و مسائل
 «اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوا هَا قُبُورًا».

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے مراد صرف سنتیں اور نوافل ہیں۔ ② قبرستان سے مشابہت اس لیے دی گئی ہے کہ وہاں نہ نماز پڑھی جاتی ہے اور نہ جائز ہی ہے۔ ③ اس میں اہم تر حکمت یہ ہے کہ اس عمل کے باعث گھر میں اللہ کی رحمت اترتی ہے فرشتے نازل ہوتے ہیں انسان ریاسے محفوظ رہتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ بھی ہے کہ گھر والوں کو ترغیب اور بچوں کی تربیت ہوتی ہے۔ ④ ان نوافل سے احرام و طواف کی سنتیں اور باجماعت تراویح وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔

۱۰۴۴- جناب بسر بن سعید حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں انسان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے سوائے فرض نماز کے۔“

۱۰۴۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ : أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بَلَالٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِي هَذَا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ ارشاد مردوں کو ہے عورتوں کو نہیں، کیونکہ ان کے لیے فرض نماز بھی گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے اگرچہ جماعت میں آنے کی اجازت ہے۔ ② بیت الحرام اور بیت المقدس بھی مسجد نبوی پر قیاس ہیں۔ ③ ان نوافل سے مراد ایسے نوافل ہیں جو مسجد سے مخصوص نہیں، مثلاً تحیۃ المسجد اور جمعہ سے پہلے کے نوافل وغیرہ۔

باب: ۲۰۰۶۱۹۹- جو شخص قبلے کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھ لے اور اسے بعد میں علم ہو

(المعجم ۱۹۹، ۲۰۰) - بَابُ مَنْ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ عَلِمَ (التحفة ۲۰۷)

۱۰۴۵- سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ تو جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿قَوْلٌ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ

۱۰۴۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَحَمِيدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يُصَلُّونَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَلَمَّا نَزَلَتْ

۱۰۴۴- تخریج: متفق علیہ من حدیث ابی النضر بہ کما سیأتي، ح: ۱۴۴۷.

۱۰۴۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحويل القبلة من القدس إلى الكعبة، ح: ۵۲۷ من حدیث حما ابن سلمة به.



هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿قَوْلٍ وَجَهْلِكَ سَطَرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ سَطْرَهُ﴾ [البقرة: ۱۴۴]. فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَتَادَاهُمْ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ: أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حَوَّلْتُ إِلَى الْكَعْبَةِ - مَرَّتَيْنِ - قَالَ: فَمَا لَوْ كَمَا هُمْ رُكُوعٌ إِلَى الْكَعْبَةِ.

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ سَطْرَهُ ﴿﴾ ”چنانچہ آپ اپنا رخ مسجد حرام کی جانب کر لیجئے اور تم جہاں بھی ہو اپنے چہرے اس کی طرف کر لو۔“ تو ایک شخص بنو سلمہ کے افراد کے پاس سے گزرا جب کہ وہ فجر کی نماز میں رکوع میں تھے اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے انہیں پکار کر کہا: خبردار! قبلہ کعبہ کی جانب تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس نے دوبار یہ ندا دی۔ چنانچہ وہ لوگ اپنی اسی رکوع کی حالت میں کعبہ کی جانب پھر گئے۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اسلام میں احکام کا نسخ ثابت ہے اور جب تک اس کا علم نہ ہو جائے کوئی اس کا مکلف نہیں ہوا کرتا۔ ② کسی قابل اعتماد فرد واحد کی خبر بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ جسے اصطلاحاً ”خبر واحد“ کہتے ہیں۔ ③ لاعلمی میں اگر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی گئی ہو تو وہ صحیح ہے۔ ④ ضرورت کے پیش نظر نمازی کو حالت نماز میں وہ شخص تعلیم دے سکتا ہے جو نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ ⑤ ایسی تعلیم سے نمازی کی نماز خراب نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

جمعة المبارک کے احکام و مسائل

باب: ۲۰۱۲۰۰- جمعے کے دن اور اس کی

رات کی فضیلت

۱۰۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے، اسی میں ان کو زمین پر اتارا گیا، اسی میں ان کی توبہ قبول کی گئی، اسی دن ان کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن صبح ہوتے ہی تمام جانور قیامت کے ڈر سے کان لگائے ہوئے ہوتے ہیں حتیٰ کہ سورج

بَابُ تَضَرُّعِ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ

(المعجم ۲۰۰، ۲۰۱) - باب فَضْلِ يَوْمِ

الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۰۸)

۱۰۴۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خَلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُهْبِطَ، وَفِيهِ تَبَّ عَلَيْهِ، وَفِيهِ مَاتَ، وَفِيهِ

۱۰۴۶- **تخریج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الساعة التي ترجى في يوم الجمعة، ح: ۴۹۱ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (بحی): ۱/۱۰۸، ۱۱۰ (والقنعبي، ص: ۱۶۳، ۱۶۶)، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۳۸، وابن حبان، ح: ۱۰۲۴، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۷۹، ۲۷۸، ووافقه الذهبي.



طلوع ہو جائے سوائے جنوں اور انسانوں کے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مسلمان بندہ پالے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ عزوجل سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرمادیتا ہے۔“ جناب کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا سال میں ایک دن ہوتا ہے؟ تو میں نے کہا: (نہیں) بلکہ ہر جمعے کو ہوتا ہے۔ تب کعب نے تورات پڑھی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بعد میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو جناب کعب رضی اللہ عنہ سے اپنی مجلس کا بتایا تو حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ یہ گھڑی کس وقت ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں نے ان سے کہا: مجھے (بھی) یہ بتا دیجیے۔ تو حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہوتی ہے۔ میں نے (ان سے) کہا: یہ آخری گھڑی کیسے ہا سکتی ہے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ”مسلمان بندہ اسے پائے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔“ اور اس وقت میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ تو حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا ”جو شخص کسی جگہ بیٹھا نماز کا انتظار کر رہا ہو تو وہ نماز میں ہوتا ہے حتیٰ کہ نماز پڑھ لے۔“ میں نے کہا: ہاں! کہنے لگے کہ بس یہی ہے۔

تَقُومُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ، إِلَّا وَهِيَ مُسِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينِ تَصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ، وَفِيهَا سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ حَاجَةً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا. قَالَ كَعْبٌ: ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ؟ فَقُلْتُ: بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، قَالَ: فَقَرَأَ كَعْبُ التَّوْرَةَ فَقَالَ: صَدَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ثُمَّ لَقِيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَأَخْبِرْنِي بِهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي»، وَتِلْكَ السَّاعَةُ لَا يُصَلِّي فِيهَا؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ؟» قَالَ: فَقُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هُوَ ذَلِكَ.



🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے جمعۃ المبارک کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نیز یہ حدیث جمعۃ المبارک کے دن خصوصاً آخری ساعت میں دعا مانگنے اور اس کی قبولیت پر دلالت کرتی ہے۔ ② حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالے جانے اور زمین پر اتارے جانے کو روز جمعہ کی فضیلت میں اس لیے شمار کیا گیا ہے کہ اس سے زمین کی آبادی

نبیوں رسولوں اور صالحین کا ظہور اللہ کی شریعت پر عمل درآمد اور اس کے تقرب کا حصول عدل و انصاف کا قیام اور فضل و احسان کا ظہور ہوا۔ اسی طرح اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کو اس دن کی فضیلت میں شمار کیا گیا ہے، کیونکہ مومن اسی سے دارالامتحان سے نکل کر اپنے اللہ کے حضور پہنچتا ہے۔ ﴿۴﴾ حیوانات میں بھی اپنے خالق کی معرفت حتیٰ کہ قیامت کا خوف و ودیعت کیا گیا ہے۔ ﴿۵﴾ ظہور قیامت کا عمل طلوع شمس سے پہلے ہی شروع ہو جائے گا۔ ﴿۶﴾ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے مگر ضروری ہے کہ داعی نے دعائیں لازمی شرطیں ملحوظ رکھی ہوں نیز قبولیت کی نوعیتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ ﴿۷﴾ یہ مقبول ساعت پورے دن میں منحی رکھی گئی ہے، تاہم اس حدیث کی روشنی میں دن کی آخری گھڑیوں میں اس کا ہونا زیادہ متوقع ہے۔ ﴿۸﴾ کعب احبار کبار تابعین میں سے ہیں جو پہلے یہودی تھے اور مُخَضَّرِ مِیْن میں سے ہیں۔ (مُخَضَّرِ مِیْن ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو عہد رسالت میں مسلمان ہوئے مگر بوجہ رسول اللہ ﷺ سے مل نہیں سکے۔) اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں اور قبل از اسلام یہود کے سربراہ اور وہ علماء میں سے تھے۔ ﴿۹﴾ شریعت محمدیہ مطہرہ علی صاحبہا الصلاة والسلام سابقہ کتب منزل من اللہ کی تصدیق کرتی ہے۔



۱۰۴۷- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے افضل ایام میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے اسی میں ان کی روح قبض کی گئی، اسی میں نفعہ (دوسری دفعہ صور پھونکنا) ہے اور اسی میں صحتہ ہے (پہلی دفعہ صور پھونکنا، جس سے تمام بنی آدم ہلاک ہو جائیں گے۔) سو اس دن میں مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیوں کر پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ (یعنی آپ کا جسم۔) تو آپ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کر دیے ہیں۔“

۱۰۴۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قَبُضَ، وَفِيهِ النَّفْحَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتِكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ نَعْرِضُ صَلَاتِنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ - قَالَ: يَقُولُونَ: بَلَيْتٌ - فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

۱۰۴۷- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجمعة، باب إكثار الصلوة على النبي ﷺ يوم الجمعة، ح: ۱۲۷۵، وابن ماجه، ح: ۱۸۵، من حديث حسين بن علي به، وفيه علة قاذحة * عبدالرحمن بن يزيد الذي يروي عنه حسين الجعفي وأبو أسامة ليس هـ ابن جابر الثقة، بل هو ابن تميم الضعيف، كذا حقه البخاري وابن أخي حسين الجعفي وأبو داود وغيرهم، وانظر شرح علل الترمذي لابن رجب (ص: ۶۶۵، ۶۶۷) وغيره.

۲- کتاب الصلاة

جمعة المبارک کے احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① نفخہ اور صغفہ کے اس دن میں واقع ہونے میں اس کی فضیلت یہ ہے کہ یہ مومنین کے لیے ابدی فرحت یعنی دخول جنت کا موقع ہوگا اور کفار کے لیے عذاب و عقاب کا۔ ② افضل دن میں افضل عمل افضل الرسل ﷺ کے لیے درود شریف پڑھنا ہے۔ ③ نبی علیہ السلام کی یہ حیات برزخی معاملہ ہے جس کی تفصیلات ہمیں نہیں دی گئی ہیں۔ ہم اس پر اجمالاً ایمان رکھتے ہیں اور تفصیل و کیفیت سے خاموش رہتے ہیں سوائے اس کے جس کی ہمیں خبر دے دی گئی ہے۔

(المعجم ۲۰۱، ۲۰۲) - **باب الإجابة**
أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ
 (التحفة ۲۰۹)

باب: ۲۰۲، ۲۰۱ - قبولیت کی گھڑی جمعہ کے روز کس وقت ہے؟

۱۰۴۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ الْجَلَّاحَ مَوْلَى عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشْرَةَ - يُرِيدُ سَاعَةً - لَا يُوجَدُ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَلْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ».

۱۰۴۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن میں بارہ گھڑیاں ہیں۔ جو بھی مسلمان اس حالت میں پایا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عنایت فرمادیتا ہے، لہذا اسے عصر کے بعد کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔“



☀️ **فائدہ:** اس حدیث میں پیچھے مذکور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بیان کی تائید ہے کہ یہ ساعت قبول عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہے۔

۱۰۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ يَعْنِي ابْنَ بَكَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي

۱۰۴۹- جناب ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنے والد سے جمعہ کے بارے میں

۱۰۴۸- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب وقت الجمعة، ح: ۱۳۹۰ من حديث عبد الله بن وهب به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۷۹، ووافقه الذهبي.
 ۱۰۴۹- [تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب: في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ۸۵۳ من حديث عبد الله بن وهب به.

۲- کتاب الصلاة جمعہ المبارک کے احکام و مسائل

موسى الأشعري قال: قال لي عبد الله ابن عمر: أسمعت أباك يحدث عن رسول الله ﷺ في شأن الجمعة يعني الساعة؟ قال: قلت: نعم سمعته يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «هي ما بين أن يجلس الإمام إلى أن تفضى الصلاة» قال أبو داود: يعني على المنبر.

کچھ سنا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے تھے یعنی قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں نے ان کو سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”یہ گھڑی امام کے (منبر پر) بیٹھ جانے سے لے کر نماز مکمل ہونے تک کے ماٹین ہے۔“

امام ابو داؤد فرماتے ہیں: یعنی منبر پر (بیٹھ جانے سے)

فائدہ: مختلف روایات میں جمع و تطبیق کی ایک صورت یہ ہے کہ یہ ساعت مختلف اوقات میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

المعجم ۲۰۲، ۲۰۳) - باب فضل الجمعة (التحفة ۲۱۰)

۱۰۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ - قَالَ - : فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا».

۱۰۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر جمعہ کے لیے آئے اور غور سے سنے اور خاموش رہے تو اس کے جمعے سے جمعے تک کے اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو (خطبے کے دوران میں) کنکریوں سے کھیلا اس نے لغو کام کیا۔“

فوائد و مسائل: ① مجھے وضو سے مراد سنت کے مطابق کامل وضو ہے۔ جس میں کوئی کمی رکھی گئی ہو نہ پانی کا اسراف ہو۔ ② اس بخشش میں قرآن کریم کی آیت مبارکہ کی تصدیق ہے کہ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَلِهَا﴾ (الانعام: ۱۲۰) ”جو کوئی نیکی کرے اس کے لیے اس کا دس گنا (اجر) ہے۔“ ③ یہ حدیث خطبہ جمعہ خاموشی اور غور سے سننے پر دلالت کرتی ہے اور اسی مسنون انداز کے اختیار کرنے پر اتنے بڑے اجر و ثواب کی بشارت ہے۔

۱۰۵۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: ۱۰۵۱- مولی ام عثمان (زوجہ عطاء) سے روایت

۱۰۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، ح: ۸۵۷ من حديث أبي معاوية الضريريه، وصرح بالسماع عند ابن خزيمة، ح: ۱۷۵۶، وللحديث شواهد.

۱۰۵۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۲۲۰/۳، ورواه أحمد: ۹۳/۱، ح: ۷۱۹، أطراف



ہے کہا میں نے حضرت علیؑ کو مسجد کوفہ کے منبر پر سنا وہ فرما رہے تھے: ”جب جمعے کا دن آتا ہے تو شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازار جاتے ہیں اور لوگوں کو مختلف مشاغل میں الجھا دیتے ہیں اور انہیں جمعے سے تاخیر کرا دیتے ہیں۔ اور ملائکہ (فرشتے) آ کر مساجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے اور پہلی ساعت میں پہنچنے والوں کے نام لکھتے ہیں اور دوسری ساعت میں آنے والوں کے نام لکھتے ہیں حتیٰ کہ امام آ جاتا ہے۔ پس جب کوئی شخص کسی مناسب جگہ بیٹھ جاتا ہے کہ صحیح طور پر (خطبہ) سن سکے امام کو دیکھ سکے اور خاموش رہے اور لغوبات (یا کام) نہ کرے تو ایسے شخص کو دو حصے اجر ملتا ہے اور اگر کوئی شخص دور ہو اور ایسی جگہ بیٹھے کہ وہاں سے سن نہ سکتا ہو لیکن خاموش رہے اور لغوبات (یا کام) نہ کرے تو اس کو ایک حصہ اجر ملتا ہے۔ اور اگر کسی ایسی جگہ بیٹھے جہاں سے وہ صحیح طور پر سن سکتا ہو اور امام کو دیکھ سکتا ہو لیکن کسی لغو کام میں مشغول ہو رہے اور خاموش نہ رہے تو اس کو گناہ کا ایک حصہ ملتا ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے ساتھی کو دورانِ جمعہ میں (خاموش کرانے کیلئے) صہ ”چپ رہو“ بھی کہہ دیا تو اس نے لغو کام کیا۔ اور جس نے لغو کام کیا اس کے لیے اس جمعہ میں سے کچھ نہیں ہے۔“ حضرت علیؑ نے اس کے آخر میں کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ سب فرماتے ہوئے سنا ہے۔

أخبرنا عيسى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيُّ عَنْ مَوْلَى امْرَأَتِهِ أُمِّ عُمَامَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى مَنبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَأْيَاتِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ، فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالرَّيْبِثِ - أَوْ الرَّبَائِثِ - وَيُبْطِئُونَهُمْ عَنِ الْجُمُعَةِ، وَتَعْدُو الْمَلَائِكَةَ فَتَجْلِسُ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَيَكْتُبُونَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةِ وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ فَإِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ مَجْلِسًا يَسْتَمِكُنُ فِيهِ مِنَ الْاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ، فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنْ أَجْرٍ، فَإِنْ نَأَى وَجَلَسَ حَيْثُ لَا يَسْمَعُ فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ أَجْرٍ، وَإِنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَسْتَمِكُنُ فِيهِ مِنَ الْاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ فَلَعَا وَلَمْ يُنْصِتْ، كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ وَزْرٍ، وَمَنْ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِصَاحِبِهِ: صَهْ فَقَدْ لَعَا، وَمَنْ لَعَا فَلَيْسَ لَهُ فِي جُمُعَتِهِ تِلْكَ شَيْءٌ». ثُمَّ يَقُولُ فِي آخِرِ ذَلِكَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ذَلِكَ.



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ: بِالرَّبَائِثِ. وَقَالَ:

«المسند: ٥٠٩/٤، ح: ٦٤٨٣ * وقال الشيخ أحمد شاكر رحمه الله: "إسناده ضعيف لجهالة مولى امرأة عطاء الخراساني".

۲- کتاب الصلاة جمع المبارک کے احکام و مسائل

مَوْلَى امْرَأَتِهِ اُمُّ عَثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ .
 مَوْلَى امْرَأَتِهِ اُمُّ عَثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ .

(المعجم ۲۰۳، ۲۰۴) - باب التَّشْدِيدِ

باب: ۲۰۳، ۲۰۴ - جمع چھوڑ دینے کی وعید

فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۱۱)

۱۰۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
 ۱۰۵۲- حضرت ابو الجعد ضمری رضی اللہ عنہ..... صحابی.....

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو: حَدَّثَنِي عُبَيْدَةُ بْنُ
 سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص

سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ
 غفلت اور سستی سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس

الضَّمْرِيِّ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - أَنَّ
 کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: «مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ

جُمُعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ» .
 جُمُعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ» .

☀️ فَاذْكُرْ: ”دل پر مہر لگ جانا“ بہت بڑی بد نصیبی محرومی اور سزا ہے کہ انسان نیکی اور خیر کی توفیق سے محروم ہو جاتا

ہے۔ اس لیے بندے کو فوراً اپنی اصلاح اور توبہ کرنی چاہیے۔

(المعجم ۲۰۴، ۲۰۵) - باب كَفَّارَةِ مَنْ

باب: ۲۰۴، ۲۰۵ - جمع چھوڑنے کا کفارہ

تَرَكَهَا (التحفة ۲۱۲)

۱۰۵۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
 ۱۰۵۳- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

رَوَيْتَ كَرْتِي هُنَّ كَمَا آتَى فِيهِ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ:
 روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے کسی عذر

كَحَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ قَدَامَةَ بْنِ وَبَرَةَ الْعُجَيْنِيِّ،
 کے بغیر جمع چھوڑ دیا ہو وہ ایک دینار صدقہ کرے اگر نہ

عَنْ سَمْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
 پائے تو آدھا دینار۔“

«مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ
 «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ

بِدَيْنَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَيَنْصِفِ دَيْنَارٍ» .
 بِدَيْنَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَيَنْصِفِ دَيْنَارٍ» .

۱۰۵۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في ترك الجمعة من غير عذر، ح: ۵۰۰،

والنسائي، ح: ۱۳۷۰، وابن ماجه، ح: ۱۱۲۵ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وقال الترمذي: حسن، وصححه

ابن خزيمة، ح: ۱۸۵۷، وابن حبان، ح: ۶۵، ۵۵۳، ۵۵۴، والحاكم على شرط مسلم / ۱، ۲۸۰، ووافقه الذهبي .

۱۰۵۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجمعة، باب كفارة من ترك الجمعة من غير عذر، ح: ۱۳۷۳

من حديث يزيد بن هارون به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۶۱، وابن حبان، ح: ۵۸۲، والحاكم: ۱/ ۱۸۰، ووافقه

الذهبي * قدامة لم يصح سماعه من سمرة كما قال البخاري * وقادة تقدم، ح: ۲۹، وعنن، وللحديث شاهد ضعيف

عند ابن ماجه، ح: ۱۱۲۸ .



امام ابوداؤد فرماتے ہیں: خالد بن قیس نے ایسے ہی روایت کیا ہے مگر سند میں اختلاف کیا ہے اور متن میں موافقت کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ، وَخَالَفَهُ فِي الْإِسْنَادِ، وَوَافَقَهُ فِي الْمَتْنِ.

۱۰۵۴- قدامہ بن وبرہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص سے بغیر کسی عذر کے ایک جمعہ رہ گیا ہو تو وہ ایک درہم یا آدھا درہم یا ایک صاع یا آدھا صاع گندم صدقہ کرے۔“

۱۰۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ وَإِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ وَبَرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ فَاتَهُ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ أَوْ يَصِفِ دِرْهَمًا، أَوْ صَاعَ حِنْطَةٍ أَوْ يَصِفِ صَاعًا».

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس کو سعید بن بشر نے قتادہ (راوی) سے ایسے ہی روایت کیا ہے مگر اس نے ایک مد یا آدھا مد کہا ہے اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ هَكَذَا، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: مَدًّا أَوْ نِصْفَ مَدٍّ، وَقَالَ: عَنْ سَمُرَةَ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے اس حدیث میں اختلاف کے بارے میں سوال کیا گیا تھا، تو انہوں نے کہا: میرے نزدیک ایوب یعنی ابو العلاء کی نسبت ہمام احفظ ہے۔ (یعنی زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُسْأَلُ عَنِ اخْتِلَافِ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هَمَّامٌ عِنْدِي أَحْفَظُ مِنْ أَيُّوبَ يَعْنِي أَبَا الْعَلَاءِ.

☀️ فائدہ: اس باب کی دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اس لیے ان سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو ان میں بیان ہوا ہے۔ تاہم بغیر عذر شرعی کے جمعہ چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

باب: ۲۰۶، ۲۰۵- جمعہ کس پر واجب ہے؟ (المعجم ۲۰۵، ۲۰۶) - باب مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ (التحفة ۲۱۳)

۱۰۵۴- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۴۸/۳ من حديث أبي داود به، والسند مرسل، وانظر الحديث السابق.



۱۰- کتاب الصلاة جمعہ المبارک کے احکام و مسائل

۱۰۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَتَّبِعُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنْ الْعَوَالِي.

۱۰۵۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگ اپنے ڈیروں سے اور بالائے مدینہ (عوالی) سے جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① [عوالی] کی آبادیاں مدینہ منورہ سے تین سے آٹھ میل کی مسافت تک تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہر کے ساتھ ملحق بستوں والوں پر بھی جمعہ واجب ہے اور انہیں جمعے میں حاضر ہونا چاہیے۔ ② اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جمعہ میں اجتماعیت مطلوب ہے لہذا جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو اس ہفت روزہ اجتماع میں اپنی اجتماعیت اور وحدت کا اظہار کرنا چاہیے۔ ایک شہر میں مختلف مساجد میں جمعے کا قیام فقہی یا فتویٰ کے لحاظ سے بلاشبہ جائز ہے مگر غیر القرون میں اس قدر بھی تفرق و تشتت نہ تھا جو آج ہر گلی کوچے میں نظر آتا ہے۔ (تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار، السبل الحرار للشوکانی: ۳۰۳/۱)

۱۰۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ يَعْنِي الطَّائِفِيَّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْهٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هَارُونَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الْجُمُعَةُ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ النَّدَاءَ.

۱۰۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”ہر اس شخص پر جمعہ ہے جو اذان سنے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ جَمَاعَةٌ عَنْ سُفْيَانَ مَقْصُورًا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَرْفَعُوهُ وَإِنَّمَا

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک جماعت نے سفیان سے روایت کیا ہے اور وہ سب اسے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما پر موقوف کرتے ہیں صرف

۱۰۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: من أين تؤتى الجمعة وعلى من تجب؟، ح: ۹۰۲ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال... الخ، ح: ۸۴۷ من حديث عبدالله بن وهب به.

۱۰۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۵/۲، ح: ۱۵۷۴ من حديث محمد بن يحيى الذهلي به * أبو سلمة بن نبيه وعبدالله بن هارون مجهولان، وللحديث شاهد ضعيف جدًا عند الدارقطني.



۲- کتاب الصلاة جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل
أَسْنَدُهُ قَبِيضَةٌ
قبیضہ نے اسے مرفوع بیان کیا ہے۔

🌞 ملحوظہ: یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے، مگر التزام جماعت کی دیگر احادیث سے معنا اس کی تائید ہوتی ہے۔

(المعجم ۲۰۶، ۲۰۷) - باب الْجُمُعَةِ

فِي الْيَوْمِ الْمَطِيرِ (التحفة ۲۱۴)

۱۰۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا
هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ:
أَنَّ يَوْمَ حُثَيْنٍ كَانَ يَوْمَ مَطَرٍ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ
مُنَادِيَهُ: أَنْ الصَّلَاةَ فِي الرَّحَالِ.

۱۰۵۵- ابوبلیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ
جنگ حنین کے دن بارش تھی تو نبی ﷺ نے اپنے منادی
(مؤذن) کو حکم دیا کہ (اعلان کرے کہ) نماز اپنے اپنے
پڑاؤ ہی پر پڑھیں۔

۱۰۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

۱۰۵۸- ابوبلیح سے روایت ہے کہتے ہیں کہ یہ جمعے
کے دن کا واقعہ ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ صَاحِبِ
لَهُ عَنْ أَبِي مَلِيحٍ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ.

🌞 فائدہ: اگر بارش لوگوں کے لیے مشقت کا باعث ہو تو جماعت میں حاضری معاف ہے۔ ایسے لوگ اپنے گھروں
میں ظہر پڑھیں۔ امام وہاں موجود اپنے لوگوں کو جمعہ پڑھائے۔ جیسے کہ نبی ﷺ نے پڑھایا تھا۔ (دیکھیے: فتاویٰ ابن
تیمیہ: ۱۰۱/۲۳)

۱۰۵۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: قَالَ
سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ: أَخْبَرَنَا عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ،
عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ:
أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي يَوْمِ
جُمُعَةٍ وَأَصَابَهُمْ مَطَرٌ لَمْ يَبْتَلِ أَسْفَلَ نِعَالِهِمْ،
فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا فِي رِحَالِهِمْ.

۱۰۵۹- ابوبلیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ
وہ حدیبیہ کے دنوں میں نبی ﷺ کے ہاں حاضر تھے۔
جمعے کا دن تھا اور بارش ہو گئی۔ اتنی کہ ان کے جوتوں کے
تلوے بھی نہ بھیگے تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اپنے اپنے
پڑاؤ ہی پر نمازیں پڑھیں۔

۱۰۵۷- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب العذر في ترك الجماعة، ح: ۸۵۵ من حديث شعبة عن
قتادة به، وصححه الحاكم: ۲۹۳/۱، ووافقه الذهبي.

۱۰۵۸- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق والآتي.

۱۰۵۹- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجماعة في الليلة المطيرة، ح: ۹۳۶ من
حديث خالد الحذاء به، وانظر، ح: ۶۰۵ * رواه إسماعيل ابن علية وغيره عن خالد الحذاء به (المعجم الكبير
للطبراني: ۱/۱۸۸، ۱۸۹).

۲- کتاب الصلاة جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

☀️ **فائدہ:** رسول اللہ ﷺ سے سفر میں جمعہ پڑھانا ثابت نہیں ہے۔ مقیم لوگوں کے لیے اگر حاضری مشکل ہو تو رخصت ہے البتہ امام حاضرین کو جمعہ پڑھائے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح بخاری، حدیث: ۲۶۸)

(المعجم ۲۰۷، ۲۰۸) - **باب التَّخْلَفِ**
عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوْ اللَّيْلَةِ
الْمَطِيرَةِ (التحفة ۲۱۵)
باب: ۲۰۷، ۲۰۸ - سردی یا بارش کی رات میں
جماعت سے پیچھے رہنا؟

۱۰۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ
ابْنَ عُمَرَ نَزَلَ بِضَجْنَانَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَأَمَرَ
الْمُنَادِي فَنَادَى أَنْ الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ .

۱۰۶۰- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (ایک سفر میں) ضجنان مقام پر ٹھنڈی رات میں پڑاؤ کیا۔ تو انہوں نے مؤذن کو حکم دیا، اس نے اعلان کیا کہ نماز اپنے اپنے خیموں میں پڑھیں۔

قال أَيُّوبُ: وَحَدَّثَ نَافِعٌ عَنْ ابْنِ
عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَانَتْ
لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ مَطِيرَةٌ أَمَرَ الْمُنَادِي
فَنَادَى: الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ .

ایوب بیان کرتے ہیں کہ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی رات ٹھنڈی یا بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم فرماتے اور وہ اعلان کرتا کہ [الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ] یعنی اپنے اپنے ڈیروں میں نماز پڑھو۔

☀️ **فائدہ:** ایسا اعلان کر دینا مسنون ہے اور نمازیوں کے لیے مسجد میں نہ آنے کی رخصت ہے۔ لیکن اگر کوئی آنا چاہے تو اس کے لیے فضیلت ہے۔ جیسے آئندہ احادیث سے واضح ہوگا۔

۱۰۶۱ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ:
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ
قال: نَادَى ابْنُ عُمَرَ بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ،
ثُمَّ نَادَى أَنْ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ. قال فيه:
ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ
الْمُنَادِي فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يَنَادِي أَنْ

۱۰۶۱- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مقام ضجنان میں نماز کے لیے اذان کہی پھر کہا [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] ”اپنے پڑاؤ اور خیموں میں نماز پڑھو۔“ پھر رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا کہ آپ مؤذن کو حکم دیتے، وہ اذان دیتا پھر اعلان کرتا کہ ”اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔“ جبکہ رات کو سردی ہوتی بارش

۱۰۶۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجماعة في الليلة المطيرة، ح: ۹۳۷ من حديث أيوب به، وله طرق عند البخاري، ح: ۶۶۶، ومسلم، ح: ۶۹۷، وغيرهما.

۱۰۶۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد ۴/۲ عن إسماعيل بن عليه به، وانظر الحديث السابق والآتي.

۲- کتاب الصلاة جمعہ المبارک کے احکام و مسائل

صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ وَفِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ .
ہوتی اور سفر میں ہوتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ
عَنْ أَيُّوبَ وَعُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ فِيهِ: فِي
السَّفَرِ فِي اللَّيْلَةِ الْقَرَّةِ أَوْ الْمَطِيرَةِ .
امام ابو داؤد کہتے ہیں: اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے
ایوب اور عبید اللہ سے بیان کیا تو اس میں کہا: آپ سفر
میں (ایسا اعلان کروا تے) جبکہ رات کو سردی ہوتی یا
بارش ہوتی۔

فائدہ: اکثر روایات میں گھروں میں نماز پڑھنے کے اعلان کا تعلق سفر سے بتلایا گیا ہے۔ لیکن بعض روایات میں
مطلقاً بھی آیا ہے۔ اس اعتبار سے اس اعلان کا تعلق سفر سے نہیں ہے۔ بلکہ مطلق ہے یعنی ہر جگہ حسب ضرورت اذان
میں مذکورہ الفاظ کے ذریعے سے گھروں میں نماز پڑھنے کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔

۱۰۶۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ، عَنْ نَافِعٍ ،
عَنْ ابْنِ عُمَرَ : أَنَّهُ نَادَى بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ
فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ، فَقَالَ فِي آخِرِ نِدَائِهِ :
أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ ، أَلَا صَلُّوا فِي
الرِّحَالِ ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ
يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ
مَطَرٍ فِي سَفَرٍ يَقُولُ : أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ .
۱۰۶۲- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہما نے مقام ضجنان میں نماز کے لیے اذان کہی رات
ٹھنڈی تھی اور ہوا چل رہی تھی۔ آپ نے اپنی اذان کے
آخر میں کہا [اَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] اَلَا صَلُّوا فِي
رِحَالِكُمْ] ”خبردار! اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔
خبردار اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔“ پھر بیان کیا کہ
رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران میں جب رات سرد ہوتی یا
بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ یوں کہے [اَلَا صَلُّوا
فِي رِحَالِكُمْ] ”خبردار! اپنے اپنے مقام پر نماز پڑھو۔“

۱۰۶۳- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ
نَافِعٍ : أَنَّ ابْنَ عُمَرَ - يَعْنِي أَدْنَ بِالصَّلَاةِ فِي
لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ - فَقَالَ : أَلَا صَلُّوا فِي
۱۰۶۳- حدیثنا القعنبي عن مالك، عن
نافع: أن ابن عمر - يعني أذن بالصلاة في
ليلة ذات برد وريح - فقال: ألا صلوا في

۱۰۶۲- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح: ۶۹۷ من حديث أبي
أسامة به.

۱۰۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الرخصة في المطر والعللة أن يصلي في رحله، ح: ۶۶۶،
ومسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح: ۶۹۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(يحيى): ۱/۷۳، (والقنبي، ص: ۹۳).

کیا کہ رسول اللہ ﷺ، جب رات ٹھنڈی ہوتی یا بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ یوں کہے [الْأَصْلُوا فِي الرَّحَالِ]۔

الرَّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُولُ: أَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ.

۱۰۶۴- جناب نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے یہ اعلان مدینے میں کیا جبکہ رات بارش والی تھی اور صبح ٹھنڈی تھی۔

۱۰۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِذَلِكَ فِي الْمَدِينَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ وَالْعَدَاةِ الْفَرَّةِ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید انصاری اس خبر کو قاسم سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں تو اس میں کہا کہ یہ ”سفر“ کا واقعہ ہے۔

۱۰۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو بارش ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو چاہے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَبْرَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيهِ: فِي السَّفَرِ.

۱۰۶۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنِ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَمَطَرْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْيَصِلْ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ».

☀️ فائدہ: ایسے مواقع پر جماعت کی رخصت ہے یعنی آدمی اکیلے جماعت کے بغیر یا اپنے گھر میں بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ مگر حاضر ہونے میں یقیناً فضیلت ہے۔

۱۰۶۶- جناب عبداللہ بن حارث، محمد بن سیرین

۱۰۶۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

۱۰۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، أخرجه عبد بن حميد، ح: ۷۴۴ من حديث ابن إسحاق، والبيهقي ۷۱/۳ من حديث أبي داود به، محمد بن إسحاق عن، وحديث يحيى بن سعيد الأنصاري صحيح، رواه ابن خزيمة، ح: ۱۶۵۶، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۲۰۸۱.

۱۰۶۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح: ۶۹۸ من حديث زهير ابن معاوية به.

۱۰۶۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الرخصة إن لم يحضر الجمعة في المطر، ح: ۹۰۱ عن مسدد،



کے پچیرے بھائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے کہا کہ جب تم [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ] کہہ لو تو پھر [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] نہ کہنا بلکہ [صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ] [اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔] کہنا۔ لوگوں نے اس عمل کو کچھ عجیب جانا تو انہوں نے کہا: یہ کام اس ذات نے کیا ہے جو مجھ سے افضل تھی۔ بلاشبہ جمعہ واجب ہے، مگر مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں تمہیں مشقت میں ڈالوں اور تم کچھ اور بارش میں چل کر آؤ۔

إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ ابْنُ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لِمُؤَدِّهِ فِي يَوْمِ مَطِيرٍ: إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ فَلَا تَقُلْ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ. فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذَلِكَ، فَقَالَ: قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزَمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُم فَنَمْسُونَ فِي الطَّيْنِ وَالْمَطِيرِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① صحیح بخاری میں اس حدیث کا عنوان ہے۔ "بارش کی وجہ سے اگر جمعہ میں حاضر نہ ہو تو رخصت ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث: ۹۰۱) ② آج کل ہلکی پھلکی بارش میں تو مساجد میں آنا جانا مشکل نہیں۔ البتہ شدید یا مسلسل بارش میں اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ③ ایسے موقع پر مؤذن اذان میں حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کی جگہ [الَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] کے الفاظ کہئے جس کا مطلب ہے، لوگو! گھروں میں نماز پڑھ لو۔

(المعجم ۲۰۸، ۲۰۹) - باب الْجُمُعَةِ
لِلْمَمْلُوكِ وَالْمَرْأَةِ (التحفة ۲۱۶)

۱۰۶۷- حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازماً فرض ہے، سوائے چار قسم کے لوگوں کے۔ غلام، ملوک، عورت، بچہ اور مریض۔"

۱۰۶۷- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا هُرَيْمٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّبِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَوْ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيضٌ».

◀️ و مسلم، صلوة المسافرین، باب الصلوة فی الریحال فی المطر، ح: ۶۹۹ من حدیث إسماعیل ابن علیہ بہ.

۱۰۶۷- تخریج: [إسناده صحیح] أخرجه الدارقطني: ۲/۲، ح: ۱۵۶۱ من حدیث إسحاق بن منصور به، وقال النووي في الخلاصة: "وهذا (أي قول أبي داود) غير قاض في صحته، فإنه يكون مرسل صحابي وهو حجة، والحديث على شرط الشيخين" (نصب الرایة: ۱۹۹/۲).

۲- کتاب الصلاة جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: طَارِقُ بْنُ شَهَابٍ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا .
 امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طارق بن شہاب نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے مگر آپ سے کچھ سنا نہیں ہے۔

☀️ نوادہ مسائل: ① مستدرک حاکم میں یہ حدیث طارق بن شہاب بواسطہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ کئی ایک محدثین نے اس کو صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (نیل الاوطار: ۲۵۸/۳) ② یہ حدیث مطلق اور عام ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بستیوں وغیرہ میں بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے۔ نیز قرآن اور حدیث میں کوئی ایسی صحیح دلیل موجود نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ بستی میں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے ایسے لوگوں کا قول مردود قرآن و حدیث کے منافی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے خلاف ہے۔ ③ قرآن مقدس کا عموم بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ (الجمعة: ۹) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا: جَمَعُوا حَيْثُ كُنْتُمْ [تم جہاں کہیں بھی ہو جمعہ پڑھا کرو۔] (مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث: ۵۰۶۸)

(المعجم ۲۰۹، ۲۱۰) - باب الْجُمُعَةِ
 في الْقَرْيَةِ (التحفة ۲۱۷)

۱۰۶۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَرَّمِيُّ - لَفْظُهُ -
 قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ،
 عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ
 جُمُعَةٍ جُمِعَتْ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةِ جُمِعَتْ
 فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ لَجُمُعَةٍ
 جُمِعَتْ بِجَوَانَاءَ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْبُنْحَرِيِّينَ . قَالَ
 عُثْمَانُ: قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ .

۱۰۶۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جہاں جمعہ قائم کیا گیا وہ بحرین کی ایک بستی جو اناء تھی۔ (استاد عثمان بن ابی شیبہ نے وضاحت کی کہ یہ عبدالقیس کی بستیوں میں سے تھی۔

☀️ فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہی سے شروع کیا تھا۔ وہ لوگ عبادات کے معاملے میں بہت ہی محتاط ہوا کرتے تھے۔ اور وہ زمانہ نزول وحی کا تھا۔ اگر یہ عمل ناجائز ہوتا تو یقیناً وحی کے ذریعے سے کوئی ہدایت نازل کر دی جاتی۔ جو اناء کی مسجد کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ چھوٹی سی جگہ میں ہے اور صرف دو صفوں کا دالان ہے۔

۱۰۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، ح: ۸۹۲ من حديث إبراهيم بن طهمان به .

۱۰۶۹- جناب عبدالرحمن بن کعب بن مالک..... یہ اپنے والد کے نابینا ہونے کے بعد ان کے قائد تھے..... اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز جب وہ بیٹھے کی اذان سنتے تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے۔ میں نے ان سے کہا: آپ جب بھی اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ حرہ بنی بیاضہ میں ”ہزم النبیث“ کے اندر انہوں نے ہی سب سے پہلے ہمیں جمعہ پڑھایا تھا، ایک نقیع میں جسے ”نقیع الخضعات“ کہا جاتا تھا۔ (یعنی نشیبی جگہ جہاں پانی جمع ہو جاتا تھا۔) میں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا: چالیس افراد۔

۱۰۶۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ - وَكَانَ قَائِدَ أَبِيهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهُ - عَنْ أَبِيهِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ النَّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِأَسْعَدَ بْنِ زُرَّارَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: إِذَا سَمِعْتَ النَّدَاءَ تَرَحَّمْتَ لِأَسْعَدَ بْنِ زُرَّارَةَ. قَالَ: لِأَنَّهُ أَوَّلَ مَنْ جَمَعَ بِنَا فِي هَزْمِ النَّبِيثِ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بِيَّاضَةَ، فِي نَقِيعٍ يُقَالُ لَهُ: نَقِيعُ الْخَضِيعَاتِ قُلْتُ: كَمْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَرْبَعُونَ.



فوائد و مسائل: ① ”بو بیاضہ“ انصار کی ایک شاخ ہے۔ حرہ ایسی سنگلاخ زمین کو کہتے ہیں جس میں سیاہ پتھر ہوں۔ یہی سبت مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر تھی۔ ② ان حضرات کا چالیس کی تعداد میں ہونا ایک اتفاقی عدد اور نجر ہے ورنہ صحت جمعہ کے لیے افرادی تعداد متعین ہونے کی بابت کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔ اگر یہ استدلال تسلیم کر لیا جائے تو رسول اللہ ﷺ کی دیگر نمازوں کی جماعت کے اثبات کے لیے بھی افرادی تعداد کا تعین اور اس کی دلیل طلب کرنی پڑے گی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (السیل الحرار: ۱/۲۹۷)

(المعجم ۲۱۰، ۲۱۱) - **بَابُ: إِذَا وَافَقَ** باب: ۲۱۰، ۲۱۱- عید اور جمعہ اکٹھے آ جائیں تو؟
يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عِيدِ (التحفة ۲۱۸)


۱۰۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: جناب ایاس بن ابی رملہ شامی سے روایت

۱۰۶۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في فرض الجمعة، ح: ۱۰۸۲ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصرحه ابن خزيمة، ح: ۱۷۲۴، وابن الجارود، ح: ۲۹۱، والحاكم على شرط مسلم: ۲۸۱/۱، ووافقه الذهبي.

۱۰۷۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العيدين، باب الرخصة في التخلف عن الجمعة لمن شهد العيد، ح: ۱۵۹۲، وابن ماجه، ح: ۱۳۱۰ من حديث إسرائيل به، وصرحه ابن خزيمة، ح: ۱۶۶۴، والحاكم: ۲۸۸/۱، ووافقه الذهبي.

ہے کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا اور وہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کر رہے تھے کہ کیا تمہارے ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوئی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! پوچھا کہ تب آپ نے کیسے کیا؟ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھی پھر جمعہ کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا: ”جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔“

أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةَ عَنْ إِيَّاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمٍ قَالَ: أَشَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِيدَيْنِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ صَنَعَ؟ قَالَ: صَلَّى الْعِيدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ فَقَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ».

 **ملاحظہ:** اس حدیث اور دیگر بعض آثار سے یہی ثابت ہے کہ اگر عید اور جمعہ دونوں ایک ہی دن میں اکٹھے ہو جائیں تو عید پڑھنے کے بعد جمعہ کی رخصت ہے چاہے جمعہ پڑھے یا ظہر۔ لیکن جمعہ پڑھنا مستحب ہے۔ افضل یہ ہے کہ امام احتیاج پر عمل کرے نہ کہ رخصت پڑتا کہ جمعہ پڑھنے والوں کو کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی نہ ہو۔ الایہ کہ نمازیوں کی تعداد محدود ہو اور سب کے اتفاق سے جمعہ نہ پڑھنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہو۔ اس صورت میں کسی صورت میں کسی نمازی کو پریشانی نہیں ہوگی بلکہ سب نماز ظہر ادا کر لیں گے۔ واللہ اعلم۔

۱۰۷۱- جناب عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ہم کو جمعہ کے روز عید کے دن دن کے پہلے حصے میں نماز پڑھائی، پھر ہم جمعہ کے لیے گئے مگر وہ نہ آئے اور ہم نے اکیلے ہی نماز پڑھی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں تھے وہ جب آئے تو ہم نے ان سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ انہوں نے سنت پر عمل کیا ہے۔

۱۰۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفِ الْبَجَلِيِّ: حَدَّثَنَا أَشْبَاطُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ أَوَّلَ النَّهَارِ ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا فَصَلَّيْنَا وَحَدَانَا، وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ، فَلَمَّا قَدِمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: أَصَابَ السُّنَّةَ.

۱۰۷۲- جناب عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ

۱۰۷۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا

۱۰۷۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۰۷۲- تخریج: [صحیح] رواه عبدالرزاق، ح: ۵۷۲۵ عن ابن جریج به، وصرح بالسمع عنده، وأخرجه الفريابي في العیدین، ح: ۱۵۳ من حدیث أبی عاصم الضحاک بن مخلد به.



أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ : قَالَ عَطَاءٌ :
اجْتَمَعَ يَوْمُ جُمُعَةٍ وَيَوْمُ فِطْرِ عَلَى عَهْدِ ابْنِ
الزُّبَيْرِ فَقَالَ : عِيدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ ،
فَجَمَعَهُمَا جَمِيعًا فَصَلَّاهُمَا رَكْعَتَيْنِ بُكْرَةً لَمْ
يَزِدْ عَلَيْهِمَا حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ .

حضرت ابن زبیر کے دور خلافت میں جمعہ اور عید فطر ایک ہی دن آگئے، تو انہوں نے کہا: دو عیدیں ایک ہی دن میں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو جمع کر دیا اور پہلے پہر دو رکعتیں پڑھا میں اس پر کچھ اضافہ نہ کیا، حتیٰ کہ عصر پڑھی۔

☀️ فائدہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس رخصت کو عوام اور امام سب ہی کے لیے عام سمجھا ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز عید کے بعد پھر ظہر کی نماز نہیں پڑھی، بلکہ صرف عصر کی نماز پڑھی۔ لیکن صاحب سل السلام نے کہا ہے کہ یہ روایت ظہر کے نہ پڑھنے میں نص قاطع نہیں ہے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ انہوں نے نماز ظہر گھر ہی میں ادا کر لی ہو۔

۱۰۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى
وَعُمَرُ بْنُ حَفْصِ الْوَصَائِي الْمَعْنَى قَالَ :
حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغْبِرَةَ
الضَّبِّيِّ ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُقَيْعٍ ، عَنْ
أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : «لَقَدْ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ
هَذَا عِيدَانِ ، فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ
وَأَنَا مُجْمَعُونَ» . قَالَ عُمَرُ : عَنْ شُعْبَةَ .

۱۰۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں، تو جو چاہے اس کے لیے یہ (نماز عید) جمعہ کے بدلے کافی ہے اور ہم جمعہ پڑھیں گے۔“ عمر بن حفص کی سند میں عنعنہ ہے۔ (یعنی اس نے ”عن شعبہ“ کہا ہے)

☀️ فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح ہے، حدیث ۱۰۷۳ بھی اس کے ہم معنی ہے۔ ان احادیث کی زد سے جمعہ پڑھنا عزیمت ہے اور چھوڑنا رخصت۔ اس لیے دو دراز سے آنے والے اس رخصت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(المعجم ۲۱۱، ۲۱۲) - **باب مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ**
(التحفة ۲۱۹)

باب: ۲۱۱، ۲۱۲- جمعہ کے روز فجر کی نماز میں قراءت؟

۱۰۷۳- تخريج: [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا اجتمع العیدان في يوم، ح: ۱۳۱۱ عن محمد بن المصنف به، و صححه الحاكم على شرط مسلم: ۲۸۸/۱، و وافقه الذهبي، و للحدیث شواهد، مغيرة بن يقسم عن عن، و الحدیث السابق: ۱۰۷۰ یعنی عنہ .

۱۰۷۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز فجر کی نماز میں سورۃ الم تنزیل السجدہ اور ﴿هَلْ أُنِى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۷۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَطِينٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: تَنْزِيلُ لِسَجْدَةٍ ﴿هَلْ أُنِى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾.

۱۰۷۵- شعبہ نے بخول سے مذکورہ سند اور اسی کے ہم معنی بیان کیا اور مزید یہ کہا کہ نماز جمعہ میں آپ سورۃ جمعہ اور منافقون پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ رَزَادٌ: فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ.

🌞 فائدہ: ان سورتوں کی قراءت مسنون، مستحب اور افضل ہے۔ اور اس طرح معنوی اعتبار سے گویا مسلمانوں کو پورے ایک ہفتے کا درس دیا جاتا ہے۔ ان میں توحید و رسالت، قیامت، جنت و دوزخ، ایمان، علم اور عمل وغیرہ سب ہی امور کا بیان ہے۔

باب: ۲۱۲، ۲۱۳- جمعہ کے لیے خاص لباس کا اہتمام

(المعجم ۲۱۲، ۲۱۳) - باب اللبس
لِلْجُمُعَةِ (التحفة ۲۲۰)

۱۰۷۶- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی لباس دیکھا جو مسجد کے دروازے کے پاس بیجا جا رہا تھا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن زیب تن فرمایا کریں یا جب آپ کے پاس وفود آئیں تو ان کے استقبال کے لیے پہنا کریں (تو اچھا ہو گا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ وہ لوگ پہنتے ہیں

۱۰۷۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ لُحْطَابٍ رَأَى حُلَّةً سَبْرَاءَ - يَعْنِي تَبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ - فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ شَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبَسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا نَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا لَبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ»، ثُمَّ

۱۰۷۴- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ۸۷۹ من حديث مخول به.

۱۰۷۵- تخریج: أخرجه مسلم من حديث شعبه به، انظر الحديث السابق.

۱۰۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: يلبس أحسن ما يجد، ح: ۸۸۶، ومسلم، اللباس والزينة، باب حریم لبس الحریر وغير ذلك للرجال، ح: ۲۰۶۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (یحیی): ۹۱۷/۲، ۹۱۸.

جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا حُلَّةٌ، فَأَعْطَى
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَسَوْتِنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ
عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي
لَمْ أَكْسِكَهَا لِتَلْبَسَهَا»، فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخَاهُ
مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ
کے پاس اسی قسم کے مزید جوڑے آئے تو آپ نے ان
میں سے ایک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو بھی عنایت فرمایا۔
انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے یہ دے
رہے ہیں حالانکہ عطارد کے جوڑے کے بارے میں اس
سے پہلے آپ جو کچھ فرما چکے ہیں، فرما چکے ہیں۔ تو
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں یہ اس لیے
نہیں دیا ہے کہ تم خود اسے پہنو۔“ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ
نے یہ جوڑا اپنے بھائی کو دے دیا جو کہ مشرک تھا اور کے
میں رہتا تھا۔



نوائد و مسائل: ① جمعہ عید اور خاص مواقع پر عمدہ لباس کا اہتمام مسنون و مستحب ہے۔ ② ریشمی لباس مردوں
کے لیے حرام مگر عورتوں کے لیے مباح ہے جیسے کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ ③ کافر رشتہ داروں کے ساتھ صلہ
رحمی اور حسن سلوک اسلامی اخلاق و آداب کا حصہ ہے۔ نیز ان کو تہذیب یا بدیدہ دینا بھی جائز ہے۔ جبکہ دینی قلبی محبت اللہ
اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان ہی کا حق ہے۔ ④ ریشم فی نفسہ جائز اور حلال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کے لیے
اس کا استعمال بھی درست ہے۔ مردوں کے لیے حرمت کی دلیل مذکورہ حدیث ہے جو صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح
مسلم میں بھی وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، حدیث: ۸۸۲؛ و صحیح مسلم، حدیث: ۲۰۶۸) یہ حدیث
قرآن مقدس کی اس آیت کی مُخَصَّص ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي
أُخْرِجَ لِعِبَادِهِ﴾ (الأعراف: ۳۲) ”(اے نبی!) کہہ دیجیے: جو زینت اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے
بندوں کے لیے پیدا کی ہیں وہ کس نے حرام کی ہیں؟“ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح حدیث سے عموم قرآن کی تخصیص ہو
سکتی ہے۔ واللہ اعلم.



۱۰۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعَمْرُو
ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ،
عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً
إِسْتَبْرَقِي تَبَاعُ بِالسُّوقِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا

۱۰۷۷- جناب سالم اپنے والد سے روایت کرتے
ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے ایک ریشمی جوڑا
دیکھا جو بازار میں بیجا جا رہا تھا وہ انہوں نے لیا اور
رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور کہا: آپ اسے خرید
لیں تاکہ عید اور وفود کے استقبال کے موقع پر زینت

۱۰۷۷- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۸/۲۰۶۸ من حديث عبدالله بن وهب به، وانظر الحديث السابق.

جمع المبارک کے احکام و مسائل

کے لیے زیب تن فرمایا کریں..... پھر حدیث بیان کی..... (تاہم) پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔

رسول اللہ ﷺ فقال: اِتَّبِعْ هَذِهِ تَحْمَلْ بِهَا لِلْعَيْدِ وَلِلْوُفُودِ، ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ.

۱۰۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعَمْرُو أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنَ حَبَّانَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا عَلَيَّ أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ، - أَوْ مَا عَلَيَّ أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدْتُمْ - أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبَيْنِ مِهْنَتِهِ». قَالَ عَمْرُو: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ ابْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

۱۰۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعَمْرُو أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنَ حَبَّانَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا عَلَيَّ أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ، - أَوْ مَا عَلَيَّ أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدْتُمْ - أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبَيْنِ مِهْنَتِهِ». قَالَ عَمْرُو: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ ابْنِ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

امام ابو داؤد کہتے ہیں (اس کی ایک سند یوں بھی ہے) کہ اسے وہب بن جریر اپنے والد سے وہ یحییٰ بن ایوب سے وہ یزید بن ابی حبیب سے وہ موسیٰ بن سعد سے وہ یوسف بن عبداللہ بن سلام سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ.

فائدہ: افضل ہے کہ انسان خاص جمعہ کے لیے عمدہ کپڑے بنا رکھے اور استعمال کرے۔

باب: ۲۱۳، ۲۱۴- جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کے بیٹھنا منع ہے۔

(المعجم ۲۱۳، ۲۱۴) - باب التَّحَلُّقِ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ (التحفة ۲۲۱)

۱۰۷۸- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، ح: ۱۰۹۵ من حديث عبدالله بن وهب به مختصراً، ورواه البيهقي: ۳/ ۲۴۲ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد كثيرة جداً.



۱۰۷۹- عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ گمشدہ چیز کا اس میں اعلان کیا جائے یا شعر پڑھے جائیں۔ اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھا جائے۔

۱۰۷۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشَّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ ضَالَّةٌ، وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ، وَنَهَى عَنِ التَّحْلِقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

🌞 نوآمد و مسائل: اس حلقہ میں عام دنیاوی گفتگو ہو یا علمی درس و تدریس سب ہی ممنوع ہیں۔ درس و تدریس اگرچہ شرعاً مستحب عمل ہے مگر جمعہ کے روز نماز سے پہلے صحیح نہیں۔ اس کی بجائے نماز اور اذکار مسنونہ میں مشغول ہونا چاہیے۔ اس لیے مسنون خطبوں سے پہلے لوگوں کو کسی حلقے میں جمع کرنا خلاف سنت ہے۔ کجا یہ کہ خطیب ہی مسنون خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھ کر ”بیان یا تقریر“ کے نام سے وعظ شروع کر دے۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہ ہوگا۔ اس طرح عدد کے لحاظ سے بھی یہ تین خطبے ہو جائیں گے! حالانکہ سنت یہ ہے کہ خطبے دو ہی ہوں۔

(المعجم ۲۱۴، ۲۱۵) - **باب اتَّخَاذِ الْمُنْبَرِ** (التحفة ۲۲۲)

۱۰۸۰- جناب ابو حازم بن دینار بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ منبر نبوی کے بارے میں بحث کر رہے تھے کہ یہ کس لکڑی سے بنا تھا؟ ان لوگوں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! میں خوب جانتا ہوں کہ وہ کس چیز سے بنا تھا اور میں نے اسے پہلے ہی دن جب وہ رکھا گیا اور رسول اللہ ﷺ اس

۱۰۸۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ الْقُرَشِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ بْنُ دِينَارٍ: أَنَّ رِجَالَ أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمُنْبَرِ مِمَّ عُوذُهُ؟ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وَضِعَ

۱۰۷۹- تخریج: [مسنادہ حسن] أخرجه النسائي، المساجد، باب النهي عن البيع والشراء في المسجد... الخ، ح: ۷۱۵ من حديث يحيى القطان به، ورواه ابن ماجه، ح: ۷۶۶، ۱۱۳۳، وحسنه الترمذي، ح: ۳۲۲ * ابن عجلان صرح بالسماع عند أحمد: ۱۷۹/۲، وانظر أطراف المسند: ۳۲/۴، ح: ۵۱۷.

۱۰۸۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الخطبة على المنبر، ح: ۹۱۷، ومسلم، المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلوة... الخ، ح: ۵۴۴، كلاهما عن قتيبة بن سعيد به.



وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، أُرْسِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى فُلَانَةَ - امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلًا - أَنْ «مَرِي غَلَامِكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ»، فَأَمَرْتُهُ، فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَأُرْسَلْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَرَ بِهَا فَوَضِعَتْ هَهُنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْفَهْقَرَى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ، فَلَمَّا فَرَعَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتُمُوا وَلِتَعْلَمُوا صَلَاتِي».

پر بیٹھے تھے دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت کے ہاں پیغام بھیجا..... بہل نے اس عورت کا نام بھی ذکر کیا..... کہ ”اپنے بڑھئی غلام سے کہو کہ مجھے کچھ لکڑیاں جوڑ دے جب میں لوگوں سے خطاب کروں تو اس پر بیٹھ جایا کروں۔“ چنانچہ اس نے اپنے غلام سے کہا تو وہ اسے طَرْفَاءِ الْغَابَةِ (جنگل کی ایک لکڑی، جھاؤ) سے بنا کر لے آیا۔ اس عورت نے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے حکم دیا تو اسے یہاں رکھ دیا گیا۔ پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ اس پر کھڑے ہو کر تکبیر تحریر یہ کہی پھر رکوع کیا اور آپ اسی کے اوپر تھے پھر آپ پچھلے پاؤں نیچے اتر آئے اور منبر کی جڑ میں نیچے سجدہ کیا۔ پھر آپ منبر پر چڑھ گئے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز سیکھ لو۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① خطبے وغیرہ کے لیے منبر کا استعمال مستحب ہے۔ ② نماز کا معاملہ اس قدر اہم تھا اور ہے کہ نبی ﷺ نے اس کی تعلیم میں از حد مبالغے سے کام لیا، حتیٰ کہ منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر دکھائی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا بالعموم اور نماز میں بالخصوص فرض ہے۔ ④ طلباء کو اہم علمی مسائل کے ساتھ ساتھ بعض دیگر ضروری امور کی معرفت بھی حاصل کرنی چاہیے۔

۱۰۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی

ﷺ جب کسی قدر بھاری ہو گئے تو جناب تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے لیے منبر نہ بنا لاؤں جو آپ کی ہڈیوں (و جو و اطہر) کو اٹھایا کرے؟ (یعنی آپ اس پر تشریف فرما ہو کریں) آپ نے فرمایا: ”ہاں!“ چنانچہ وہ دو سیڑھیوں والا منبر بنا لائے۔

۱۰۸۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ أَبِي رَوَاحٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَدَّنَ قَالَ لَهُ تَمِيمُ الدَّارِيُّ: أَلَا أَتَّخِذُ لَكَ مِئْبَرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَجْمَعُ أَوْ يَحْمِلُ عِظَامَكَ؟ قَالَ: «بَلَى»، فَاتَّخَذَ لَهُ مِئْبَرًا مِرْقَاتَيْنِ.

۱۰۸۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۳/ ۱۹۵، ۱۹۶ من حديث أبي عاصم به.

۲- کتاب الصلاة جمع المبارک کے احکام و مسائل

☀️ توضیح: اس سے پہلے گزرا کہ لکڑی کا یہ منبر ایک غلام نے بنایا تھا اور اس روایت میں ہے کہ تمیم داری نے اسے بنایا۔ حافظ ابن حجر نے ان احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے پہلی روایت کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔ دوسرا احتمال یہ بیان کیا ہے کہ اس کے بنانے میں یہ سارے ہی کسی نہ کسی طریقے سے شریک رہے ہوں۔ علاوہ ازیں اس روایت میں ہے کہ یہ منبر دو بیڑیوں پر مشتمل تھا جب کہ دوسری روایات میں تین بیڑیوں کا ذکر ہے، تو بات یہ ہے کہ دو بیڑیوں کے ذکر کرنے والے راوی نے وہ تیسری بیڑی شمار نہیں کی جس پر نبی ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری، والعون)

(المعجم ۲۱۵، ۲۱۶) - باب مَوْضِعِ الْمِنْبَرِ (التحفة ۲۲۳)

۱۰۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر اور (مسجد کی) دیوار کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ اس میں سے بکری گزر جائے۔

۱۰۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ بَيْنَ مَنبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ الْحَائِطِ كَقَدْرِ مَمْرٍ الشَّاةِ.

(المعجم ۲۱۶، ۲۱۷) - باب الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الرَّوَالِ (التحفة ۲۲۴)

۱۰۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نصف انہار (زوال) کے وقت نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے سوائے جمعہ کے دن کے۔ اور آپ نے فرمایا: ”بے شک (اس وقت) جہنم بھڑکائی جاتی ہے سوائے جمعہ کے دن کے۔“

۱۰۸۳- حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: «إِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ».

۱۰۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: قدر كم ينبغي أن يكون بين المصلي والسترة؟ ح: ۴۹۷، ومسلم، الصلوة، باب دنو المصلي من السترة، ح: ۵۰۹ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

۱۰۸۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۹۳/۳ من حديث حسان بن إبراهيم الكرماني به، السنند مرسل * وقال الحافظ في التلخيص الحبير: ۱/۱۸۹: "وفيه ليث بن أبي سليم وهو ضعيف"، وللحديث شاهد ضعيف عند أبي نعيم في حلية الأولياء، ۵/۱۸۸.



۲- کتاب الصلاة جمع المبارک کے احکام و مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُرْسَلٌ مُجَاهِدٌ
أَكْبَرُ مِنْ أَبِي الْخَلِيلِ، وَأَبُو الْخَلِيلِ لَمْ
يَسْمَعْ مِنْ أَبِي قَتَادَةَ.
امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے اور
مجاہد ابو الخلیل سے بڑے ہیں۔ اور ابو الخلیل نے حضرت
ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے اس لیے اس سے استدلال کرتے ہوئے عین زوال شمس کے وقت یا قبل
الزوال جمعہ کی نماز پڑھنے کا اثبات نہیں ہوتا جیسا کہ بعض علماء نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ نبی ﷺ نماز جمعہ زوال
کے فوراً بعد پڑھ لیا کرتے تھے جیسا کہ اگلی روایات سے واضح ہے۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۱۲۷۷ کے فوائد)

(المعجم ۲۱۸) - باب وَقْتِ الْجُمُعَةِ
(التحفة ۲۲۵)

۱۰۸۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ: حَدَّثَنِي فُلَيْحُ بْنُ
سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
التَّمِيمِيُّ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ:
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ إِذَا
مَالَتِ الشَّمْسُ.
۱۰۸۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے پر جمعہ پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:
حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ: سَمِعْتُ إِيَّاسَ
ابْنَ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ
نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحَيْطَانِ فِيهِ.
۱۰۸۵- ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے والد (حضرت
سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ
ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے اس کے بعد جب
واپس لوٹتے تو دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا۔

۱۰۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا

۱۰۸۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ۹۰۴ من حديث فليح بن سليمان به.

۱۰۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب صلوة الجمعة حين تزلو الشمس، ح: ۸۶۰ من حديث يعلى بن الحارث، والبخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ۴۱۶۸ من حديث إيَّاس بن سلمة به.

۱۰۸۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب قول الله تعالى: "فإذا قضيت الصلوة... الخ"، ح: ۹۳۹، ومسلم، الجمعة، باب صلوة الجمعة حين تزلو الشمس، ح: ۸۵۹ من حديث أبي حازم به.



سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ لَوْ كَانَتْ جُمُعَةٌ بَعْدَ الْجُمُعَةِ . قَالَ : كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَعَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ .

☀️ فائدہ: ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ کا جمعہ زوال کے فوراً بعد ہوتا تھا چونکہ خطبہ مختصر اور نماز قدرے لمبی ہوتی تھی اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپسی پر دیواروں کا اتنا سایہ نہ پاتے تھے کہ اس سے سایہ حاصل کر سکتے۔ جیسے کہ صحیح مسلم کی حدیث: ۸۶۰ کے الفاظ ہیں [وَمَا نَجِدُ فَيْئًا نَسْتَطْلُ بِهِ] یعنی سایہ تو ہوتا تھا مگر بہت کم۔ ”غذاء“ دوپہر کے کھانے اور ”قیلولہ“ نصف النہار میں استراحت کرنے کو کہتے ہیں۔ اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ جمعہ قبل الزوال ہوتا تھا۔ مگر یہ استدلال بے عمل ہے۔ دوپہر کا کھانا دیر کے کھایا جائے تو بھی اسے ”غذاء“ ہی کہتے ہیں اور نصف النہار کی استراحت میں تاخیر کی جائے تو بھی اسے قیلولہ ہی کہتے ہیں۔ لہذا جمعہ کے بعد کھانے اور قیلولہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمعہ قبل الزوال ہوتا تھا۔

(المعجم ۲۱۷، ۲۱۹) - باب النِّدَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۲۶)

۱۰۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّ الْأَذَانَ كَانَ أَوَّلُهُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَلَمَّا كَانَ خِلَافَةَ عُثْمَانَ وَكَثُرَ النَّاسُ أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّلَاثِ، فَأُذِنَ بِهِ عَلَى الرُّوَّاءِ، فَثَبَّتَ الْأَمْرَ عَلَى ذَلِكَ.

۱۰۸۷- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز (جمعہ کی) پہلی اذان امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کہی جاتی تھی۔ عہد نبوت، خلافت ابی بکر اور عمر میں یہی معمول رہا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت آئی اور لوگ بھی بہت ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز تیسری اذان کا حکم دیا جو کہ رُوَّاء مقام پر دی جاتی تھی اور معاملہ اسی پر قائم رہا۔

☀️ فائدہ: اصل اذان جو کہ امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کی ہے پہلی اذان ہے۔ اور اقامت یعنی جماعت کے لیے تکبیر کو دوسری اذان کہا گیا ہے اور خطبہ شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے جو اذان شروع کرائی گئی وہ تیسری اذان ہوئی۔ جو کہ عملاً پہلی مگر رتبہ میں تیسری ہے۔ اسے عرف عام میں دوسری اذان اور تاریخی لحاظ سے ”اذان عثمانی“ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے اسے قبول کیا ہے۔ اور یہ عالم اسلام میں اسی دور سے جاری و ساری ہے۔ یہ اذان لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے تھی جیسے کہ اذان فجر سے کچھ پہلے متنبہ کرنے کے لیے

۱۰۸۷- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب التأذين عند الخطبة، ح: ۹۱۶ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.



۲- کتاب الصلاة جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

دور نبوت میں اذان کہلوائی گئی۔ ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اس اذان کو بدعت کہا ہے۔ اصحاب الحدیث کے ہاں ایسے مسائل میں توسع ہے۔ افضل اور راجح یہی ہے کہ دور نبوت کا عمل اختیار کیا جائے۔ حسب ضرورت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا معمول اپنالینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ویسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اذان مسجد نبوی سے ایک میل دور مقام زوراء میں کہلوائی تھی۔ وہاں بازار لگتا تھا اور لوگوں کو نماز کا وقت ہو جانے کا علم نہیں ہوتا تھا۔ یہ اذان اتنی پہلے کہی جاتی تھی کہ لوگ اذان سن کر سامان سمیٹنے، گھر جاتے، غسل اور وضو کر کے لباس بدل کر خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد نبوی میں آ جاتے لہذا اگر اذان عثمانی ہی کہلوائی ہو تو اس پس منظر کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ورنہ خطبے سے چند منٹ پہلے امام کے منہ کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہنا اذان عثمانی کی متابعت ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ طبع زاد اور ایجاد بندہ ہے۔ زوراء (زء کے فتح واد ساکن اور آخر میں الف ممدودہ) بازار مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام تھا جو مسجد نبوی سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر تھی۔

۱۰۸۸- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھ جاتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازے کے پاس اذان کہی جاتی تھی۔ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی ایسے ہی ہوتا تھا۔ اور (گزشتہ) حدیث یونس کی مانند بیان کیا۔

۱۰۸۸- حَدَّثَنَا التَّمِيمِيُّ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ : كَانَ يُؤَدَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ .

☀️ فائدہ: مسجد نبوی کی شمالی بیرونی دیوار کے تقریباً وسط میں آنے جانے والوں کے لیے دروازہ تھا جو منبر کے سامنے پڑتا تھا۔ اسی پر اذان ہوتی تھی۔ اس لیے کہ یہاں سے عام آبادی تک آواز کا پہنچنا آسان تھا یعنی اذان اپنی معروف جگہ پر ہونی چاہیے۔ عین امام کے سامنے اذان کہنے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے جیسے کہ بعض مقامات پر دیکھنے میں آتا ہے۔

۱۰۸۹- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ،

۱۰۸۹- حضرت سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی مؤذن تھا۔ یعنی بلال اور

۱۰۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] محمد بن إسحاق تقدم: ۳۱۳، ولم أجد تصريح سماعه في هذا اللفظ، وروى الطبراني: ۱۴۶/۷ باسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: "كان النداء على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر" وهو الصواب.

۱۰۸۹- تخریج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

عن الزُّهْرِيِّ، عن السَّائِبِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ، بِلَالٌ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۱۰۹۰- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی

کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی مؤذن تھا۔ صالح نے یہ حدیث بیان کی، مگر کامل نہیں ہے۔

۱۰۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ

فَارِسٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ بْنَ أَخْتِ نَيْمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَيْرُ مُؤَذِّنٍ وَاحِدٍ. وَسَاقَ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ.

☀️ فائدہ: اس روایت کا پس منظر یہ ہے کہ خیر القرون کے بعد جب مساجد بڑی بڑی بننے لگیں اور آبادی میں اضافہ ہو گیا تو جامع مساجد کے ہر ہر منارے پر ایک مؤذن مقرر کیا جانے لگا تو ایک نماز کے لیے ایک مسجد میں کئی کئی مؤذن اذان دیتے تھے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ایک مؤذن کا اذان کہنا ہی سنت ہے نہ کہ متعدد کا۔ دور رسالت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت ابن ام مکتوم، سعد القرظ اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہم بھی مؤذن تھے۔ حضرت ابو محذورہ مکہ میں تھے اور حضرت سعد قرظ میں۔



باب: ۲۱۸، ۲۲۰- امام خطبے کے دوران میں کسی سے بات کرے

(المعجم ۲۱۸، ۲۲۰) - باب الإمام يُكَلِّمُ الرَّجُلَ فِي خُطْبَتِهِ (التحفة ۲۲۷)

۱۰۹۱- جناب عطاء بن ابی رباح، حضرت جابر رضی اللہ عنہ

سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) جمعہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ (منبر پر) برابر (تشریف فرما) ہو گئے تو فرمایا: ”بیٹھ جاؤ“ اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے ہی پر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ”اے عبداللہ بن مسعود! آگے آ جاؤ۔“

۱۰۹۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبِ

الْأَنْطَاقِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا اسْتَوَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ: «اجْلِسُوا»، فَسَمِعَ ذَلِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «تَعَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ».

۱۰۹۰- تخریج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ۱۰۸۷.

۱۰۹۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۲/۲۱۸ من حديث ابن جريج به، وحديثه عن عطاء قوي، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۸۰، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۲۸۳، ۲۸۴، ووافقه الذهبي.

۲- کتاب الصلاة جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يُعْرَفُ مَرْسَلٌ
 إِنَّمَا رَوَاهُ النَّاسُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ
 ﷺ. وَمَخْلَدٌ هُوَ شَيْخٌ.
 امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا مرسل ہونا معروف ہے۔ محدثین کی ایک جماعت اسے عطاء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ (یعنی درمیان میں صحابی کا واسطہ متروک ہے۔) اور مخلد ”شیخ“ ہے۔ (یعنی اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① خطیب کو حق حاصل ہے کہ سامعین سے حسب ضرورت کوئی بات کر سکتا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی تعمیل ارشاد نبوی کی کیفیت دیکھیے کہ حکم سنتے ہی بیٹھ گئے اور قدم تک نہیں بڑھایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه۔ اس قسم کے لوگوں پر زبان طعن دراز کرنا کہ یہ لوگ بعد از وفات نبی (نعوذ باللہ) مرتد ہو گئے تھے یا منافق بن گئے تھے اپنے خبث باطن کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ ② احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطبے کے دوران میں سامعین کو آپس میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں ہے، مگر خطیب بات کر سکتا ہے۔ ③ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی فوراً بلاتاخیر تعمیل ضروری ہے۔

(المعجم ۲۱۹، ۲۲۱) - باب الْجُلُوسِ
 إِذَا صَعِدَ الْمُنْبَرِ (التحفة ۲۲۸)

۱۰۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
 الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ
 عَطَاءٍ، عَنِ الْعَمْرِيِّ، عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ
 عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ
 خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمُنْبَرِ
 حَتَّى يَفْرَغَ - أَرَاهُ [قَالَ:] الْمُوَدَّنُ - ثُمَّ
 يَقُومُ فَيَخْطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ
 يَقُومُ فَيَخْطُبُ.

۱۰۹۲- نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ جب منبر پر تشریف لاتے تو بیٹھ جاتے، حتیٰ کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے، پھر بیٹھ جاتے اور کلام نہ کرتے، پھر کھڑے ہوتے اور (دوسرا) خطبہ دیتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جمعہ میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا مستحب ہے، بلا عذر بیٹھ کر خطبہ دینا ناجائز ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان آپ کا بیٹھنا بہت مختصر سا ہوتا تھا۔ ② خطبے عددی اعتبار سے دو ہیں تین نہیں۔ مسنون خطبوں سے

۱۰۹۲- [تخریج: [استناہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۳/ ۲۰۵ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۱۰۹۵، وأصله عند البخاري، ح: ۹۲۸ من حديث نافع بلفظ: "كان النبي ﷺ يخطب خطبتين يقعد بينهما" * عبدالله العمري عن نافع "قوي"، عبدالوهاب بن عطاء مدلس وعنعن، وحديث البخاري: ۹۲۸، يعني عنه.

پہلے ”تقریر یا بیان“ وغیرہ اس عدد کو بڑھا دیتا ہے اس لیے جائز نہیں۔ یہ سنت رسول سے انحراف ہے جب کہ ضرورت سنت رسول پر عمل کرنے کی ہے۔

باب: ۲۲۰، ۲۲۲- کھڑے ہو کر خطبہ دینا (المعجم ۲۲۰، ۲۲۲) - باب الخُطْبَةِ قَائِمًا (التحفة ۲۲۹)

۱۰۹۳- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا، فَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ، فَقَالَ: فَقَدْ - وَاللَّهِ! - صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفِي صَلَاةٍ.

۱۰۹۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ (یعنی پہلا خطبہ) پھر بیٹھ جاتے، پھر (دوسرے کے لیے) کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر ہی خطبہ دیتے۔ اور جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے جھوٹ کہا۔ قسم اللہ کی! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

☀️ فائدہ: بغیر عذر شرعی کے بیٹھ کے خطبہ دینا جائز نہیں ہے۔ جو لوگ مسنون خطبوں سے پہلے منبر پر بیٹھ کر بیان یا تقریر کرتے ہیں انہیں اپنے اس خلاف سنت عمل پر غور کرنا چاہیے۔

۱۰۹۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، الْمَعْنَى، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَتْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُ النَّاسَ.

۱۰۹۴- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دو خطبے ہوا کرتے تھے۔ آپ ان دونوں کے درمیان میں بیٹھا کرتے تھے۔ آپ قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

۱۰۹۵- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۱۰۹۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر مختصر سا بیٹھ جاتے اور اس دوران میں کوئی گفتگو نہ کرتے تھے اور حدیث بیان کی۔

۱۰۹۳- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلوة وما فيهما من الجلسة، ح: ۸۶۲ من حديث سماك بن حرب به.

۱۰۹۴- تخریج: أخرجه مسلم من حديث أبي الأحوص به، انظر الحديث السابق.

۱۰۹۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوة العیدین، باب الجلوس بين الخطبتين والسكوت فيه، ح: ۱۵۸۴ من حديث أبي عوانة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج ۱/ ۴۹۷، ح: ۶۰۸.



۲- کتاب الصلاة جمعہ المبارک کے احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① خطبے کی جملہ احادیث سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ اس عمل میں مقصود و مطلوب سامعین کو وعظ و تذکیر ہے۔ اس لیے اگر سامعین عجمی ہوں عربی نہ سمجھتے ہوں تو انہیں ان کی زبان میں وعظ کیا جائے۔ اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ پھر نونماز میں بھی ترجمہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ خطبہ عبادت کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت بھی ہے جبکہ نماز خالص عبادت ہے۔ اس میں ذکر اور قرآن کی تلاوت متعین ہے۔ ”ذکر اور تذکیر“ میں فرق ہے۔ جیسے کہ قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ہے وہ محض ترجمانی ہے۔ اس لیے نماز کو خطبے پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ عجوبہ یہ ہے کہ ان حضرات نے نماز تو..... ایک روایت کے مطابق..... عجمی زبان میں جائز کر دی، مگر خطبے کے لیے یہ گنجائش نہ نکال سکے۔ ② اصحاب الحدیث کے خطبات جمعہ و عیدین بجز اللہ سنت کے عین مطابق نبوی خطبات کے عربی الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات اور اکثر احادیث بھی عربی میں پڑھی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ سامعین کی زبان میں معانی و مفہام بیان کیے جاتے ہیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

(المعجم ۲۲۱، ۲۲۳) - باب الرَّجُلِ

باب: ۲۲۱، ۲۲۳ - خطیب کا خطبے میں

کمان سے سہارا لینا

يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ (التحفة ۲۳۰)

۱۰۹۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:

۱۰۹۶ - شعیب بن رزین طائفی بیان کرتے ہیں

کہ میں ایک صاحب کے ہاں بیٹھا جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی۔ انہیں حکم بن حزن کلفی کہا جاتا تھا۔ وہ ہم سے بیان کرنے لگے کہ میں ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوا۔ میں سات میں سے ساتواں یا نو میں سے نواں فرد تھا۔ ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں ہمارے لیے دعائے خیر فرمائیے۔ آپ نے ہمارے لیے کسی قدر کھجوروں کا حکم دیا، حالت ان دنوں بہت کمزور تھی۔ ہم آپ کے یہاں کئی دن مقیم رہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا موقع بھی ملا۔ آپ ایک لائھی یا کمان کا سہارا لیے ہوئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان

حَدَّثَنَا شَيْهَابُ بْنُ خِرَاشٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ ابْنُ رَزِينِ الطَّائِفِيُّ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى رَجُلٍ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُقَالُ لَهُ الْحَكَمُ بْنُ حَزْنِ الْكَلْبِيِّ، فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا قَالَ: وَقَدْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ - أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ - فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! زُرْنَاكَ فَادْعُ اللَّهُ لَنَا بِخَيْرٍ، فَأَمَرَ بِنَا، - أَوْ أَمَرَ لَنَا - بِشَيْءٍ مِنْ التَّمْرِ، وَالسَّنَانِ إِذْ ذَاكَ دُونَ، فَأَقَمْنَا بِهَا أَيَّامًا شَهَدْنَا فِيهَا الْجُمُعَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ مَتَوَكِّئًا عَلَى نَصَا - أَوْ قَوْسٍ - فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَنْتَى عَلَيْهِ كَلِمَاتٍ خَفِيفَاتٍ

۱۰۹۶ - تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه أحمد: ۲۱۲/۴ عن سعيد بن منصور به، وصححه ابن خزيمة،

ح: ۱۴۵۲، وانظر، ح: ۱۱۴۵۰.



۲- کتاب الصلاة - جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

طَبَيَاتٍ مُّبَارَكَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لَنْ تُطِيقُوا - أَوْ لَنْ تَفْعَلُوا - كُلَّ مَا أَمَرْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا».

کی۔ آپ کے الفاظ مختصر پاکیزہ اور بابرکت تھے۔ پھر فرمایا: ”لوگو! جو احکام تمہیں دیے جاتے ہیں تم ان سب کی طاقت نہیں رکھتے ہو یا انہیں ہرگز نہیں کر سکتے ہو، لیکن استقامت و اعتدال اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ۔“

قال أبو علي: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ قَالَ: بَنَيْتِي فِي شَيْءٍ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِي، وَقَدْ كَانَ انْقَطَعَ مِنَ الْقِرْطَاسِ.

جناب ابوعلی (لؤلؤی) تلمیذ امام ابو داؤد) کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو داؤد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ اس حدیث کا کچھ حصہ مجھے میرے ساتھیوں نے یاد کرایا ہے جو کہ میرے کاغذ سے ضائع ہو گیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① تبع سنت علماء صلحاء اور باعمل لوگوں سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرنا نہایت قابل قدر اور بلندی درجات کا حامل عمل ہے۔ ایسے لوگوں سے خود باری تعالیٰ محبت کرتا ہے اور روز قیامت ایسے لوگوں کو اللہ عزوجل کا خصوصی سایہ میسر ہوگا۔ [اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ] آمین۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۶۲، ۲۵۶۳)

② اصحاب خیر کی زیارت میسر آئے تو ان سے دعائے خیر کرائی چاہیے، یہ مستحب عمل ہے۔ ③ حسب حال مہمانوں کی عمدہ خدمت ان کا حق ہے۔ ④ خطبہ میں عصا وغیرہ لے کر کھڑے ہونا مستحب ہے۔ ⑤ عام انسانوں کے لیے ناممکن ہے کہ شریعت کے تمام تراکام پر عمل پیرا ہو سکیں، لیکن حسب امکان غفلت و کسل مندی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اعمال صالحہ پر استقامت اور میانہ روی کو معمول بنانا ضروری ہے۔ ⑥ محدثین اپنی شخصی فروگزاشتیں بھی بیان کر دیا کرتے تھے تاکہ لوگ انہیں معصوم نہ سمجھ لگیں۔

۱۰۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ

۱۰۹۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (خطبے میں) تشهد پڑھتے تو کہا کرتے [الْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ..... الخ] ”تمام طرح کی حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے۔ ہم اس سے مدد چاہتے اور معافی مانگتے ہیں۔ اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ بھٹکا دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لاسکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ

۱۰۹۷- تخریج: [سنادہ ضعیف] أخرجه البيهقي: ۱۴۶/۷ من حديث أبي عاصم به * قتادة تقدم، ح: ۲۹، وعن، وأبو عياض مجهول كما في التقريب.



۲- کتاب الصلاة جمع المبارک کے احکام و مسائل

مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ، مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشِدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ وَلَا يَضُرُّ اللَّهَ شَيْئًا» .

اللہ کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے ان کو قیامت سے پہلے حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اللہ کا کچھ نہیں بگاڑتا۔

🌞 **ملاحظہ:** اس موضوع پر محدث البانی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ”خطبۃ الحاجۃ“ قابل مطالعہ ہے۔

۱۰۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ أَنَّه سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ تَشْهَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ: «وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى، وَنَسَأَ اللَّهُ رَبَّنَا أَنْ يَجْعَلَنَا مِمَّنْ يُطِيعُهُ وَيُطِيعُ رَسُولَهُ، وَيَتَّبِعِ رِضْوَانَهُ، وَيَجْتَنِبِ سَخَطَهُ، فَإِنَّمَا نَحْنُ بِهِ وَوَلَهُ» .

۱۰۹۸- جناب یونس سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن شہاب سے رسول اللہ ﷺ کے خطبے کے متعلق پوچھا جو آپ جمعہ کے روز پڑھا کرتے تھے۔ تو اسی (مذکورہ حدیث) کی مانند بیان کیا اور کہا: «وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى..... الخ» جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ بہت بڑے شر میں جا پڑا۔ ہم اپنے اللہ سے جو ہمارا رب ہے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے رسول کی اس کی رضامندی کے تابع ہوتے اور اس کی ناراضی سے بچتے ہیں۔ بلاشبہ ہم اسی کے ساتھ ہیں اور اسی کیلئے ہیں۔“

🌞 **ملاحظہ:** یہ روایت بھی مرسل یعنی تابعی کا بیان ہے اس لیے محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

۱۰۹۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُقَيْعٍ عَنْ تَمِيمِ الطَّائِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

۱۰۹۹- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک خطیب نے خطبہ دیا اور اس نے کہا: [مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يَعْصِهِمَا]

۱۰۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۱۵/۳، وهو في كتاب المراسيل لأبي داود، ح: ۵۷* الخبر مرسل.

۱۰۹۹- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوة والخطبة، ح: ۸۷۰ من حديث سفیان الثوري به.

”جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھڑے ہو جاؤ۔“ یا فرمایا: ”چلے جاؤ تم بہت برے خطیب ہو۔“

☀️ فائدہ: نبی ﷺ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ایک ضمیرِ مشترکہ سے ذکر کیا جائے۔ یہ خلاف ادب ہے۔ اس میں مساوات کا شبہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ مفہوم ادا کرنا ہو تو [مَنْ يَعْبُدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ] کہا جائے۔

۱۱۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَارِثُ بْنُ نَعْمَانَ كِي صَاحِبِ زَادِي بَيَانِ كَرْتِي هِيْنَ كِه مِيْن نِي سُوْرَةِ قِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كِه مَن مَبَارَكِ سِي سَن كَر هِي يَادِكِي هِيْ- اَپ اَسِي هِرْ خُطْبِيَهْ جَمْعِه مِيْل پُرْهََا كَرْتِي تَحِي- بَيَانِ كَرْتِي هِيْنَ كِه رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَا اُوْر هَا رَا تُوْر اِيَكِي هِي تَحَا-

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ روح بن عبادہ نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے اس خاتون کا نسب یوں ذکر کیا: ”بت حارث بن نعمان“ جبکہ ابن اسحاق نے ”ام ہشام بت حارث بن نعمان“ کہا۔

☀️ فائدہ: خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کی آیات ہی سے وعظ کہنا چاہیے۔ اور سورہ قی کو موضوع بنانا مسنون و مؤکد ہے کہ سامعین کو قیامت اور اس کے حساب کتاب کی شدت یاد دلائی جائے۔ اور وہ اقوام سابقہ کی تاریخ و انجام سے بھی غافل نہ رہیں۔

۱۱۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي سِمَاكٌ عَنْ جَابِرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كِي نَمَازِ اُوْر اَپ كَا خُطْبِهْ دَر مِيَاْنِهْ دَر مِيَاْنِهْ

۱۱۰۰- تخریج: أخرجه مسلم، أيضاً، ح: ۸۷۳ عن محمد بن بشار به، وانظر، ح: ۱۱۰۲، ۱۱۰۳.
۱۱۰۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب القراءة في الخطبة الثانية والذكر فيها، ح: ۱۴۱۹، وابن ماجه، ح: ۱۱۰۶ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم، ح: ۸۶۶ من حديث أبي الأحوص عن سماك به نحوه.

۲- کتاب الصلاة جمع المبارک کے احکام و مسائل

ابنِ سَمْرَةَ قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا، يَفْرَأُ آيَاتِ مِنَ الْقُرْآنِ وَيَذْكُرُ النَّاسَ.

ہوتے تھے۔ آپ قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① خطبہ جمعہ کو بہت زیادہ طویل کر دینا اور اس کے بالمقابل نماز کو مختصر رکھنا خلاف سنت ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ صرف عربی زبان میں دینا ضروری نہیں بلکہ اس سے اصل مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں کی اصلاح ہو اس لیے خطبہ اس زبان میں ہونا چاہیے جو لوگوں کی سمجھ میں آسکے اور وہ خطبہ سن کر اس سے نصیحت حاصل کر سکیں۔ اور ان کی زندگی میں انقلاب آئے۔ ③ اگر یہ پابندی لگا دی جائے کہ خطبہ جمعہ صرف عربی زبان میں ہو اور بس تو عربی نہ جانے والوں کی سمجھ میں اس سے کیا آئے گا؟ اور کیسے ان کی اصلاح ہوگی؟ اس طرح تو وعظ و نصیحت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

۱۱۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُخْتِهَا قَالَتْ: مَا أَخَذْتُ ﴿ق﴾ إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَقْرَأُهَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ.

۱۱۰۲- عمرہ اپنی بہن سے روایت کرتی ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے سورہ ق رسول اللہ ﷺ کے وہن مبارک ہی سے (سن کر) یاد کی ہے۔ آپ اسے ہر جمعہ (کے خطبہ میں) پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَابْنُ أَبِي الرَّجَالِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُمِّ هِشَامِ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ التُّعْمَانِ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ایوب اور ابن ابی الرجال نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

۱۱۰۳- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ أُخْتِ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَتْ أُجَبَّ مِنْهَا، بِمَعْنَاهُ.

۱۱۰۳- یحییٰ بن سعید عمرہ سے وہ عمرہ بنت عبدالرحمن کی بہن سے جو ان سے بڑی تھیں۔ اس کے ہم معنی روایت ہے۔

🌞 توضیح: عمرہ بنت عبدالرحمن اور ام ہشام بنت حارثہ یا تو رضاعی بہنیں ہیں یا کوئی اور قرابت داری ہے۔

۱۱۰۲- تخریج: أخرجه مسلم من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، انظر الحديث الآتي.
 ۱۱۰۳- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوة والخطبة، ح: ۸۷۲ عن ابن السرح به.



باب: ۲۲۲، ۲۲۳- (دورانِ خطبہ) منبر پر ہاتھ اٹھانا

۱۱۰۳- جناب حصین بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ عمارہ بن رویبہ نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے روز (اثنائے خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر) دعا کر رہا تھا۔ (ہاتھ ہلا رہا تھا) تو عمارہ نے کہا: اللہ ان دونوں ہاتھوں کو رسوا کرے..... زائدہ کہتے ہیں کہ حصین نے کہا: مجھے عمارہ نے بیان کیا..... تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔ یعنی صرف شہادت کی انگلی (اٹھانے پر اکتفا کرتے تھے) جو انگوٹھے سے ٹلی ہوتی ہے۔

(المعجم ۲۲۲، ۲۲۴) - باب رَفْعِ
الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ (التحفة ۲۳۱)

۱۱۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: رَأَى عُمَارَةَ بْنَ رُوَيْبَةَ بِشَرِّ بْنِ مَرْوَانَ وَهُوَ يَدْعُو فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، فَقَالَ عُمَارَةُ: قَبَّحَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ، قَالَ: زَائِدَةُ قَالَ حُصَيْنٌ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا يَزِيدُ عَلَيَّ هَذِهِ يَعْني السَّبَابَةَ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ.

فائدہ: خطیب کا دورانِ خطبہ میں اپنے ہاتھ ہلا کر لوگوں سے خطاب کرنا خلاف سنت اور خلاف ادب جمعہ ہے۔ صرف انگشت شہادت سے اشارہ ثابت ہے۔ رہا یہ استدلال کہ اثنائے خطبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ممنوع ہے اگرچہ بعض روایہ اس طرف گئے ہیں مگر یہ استدلال مرجوح ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے استسقاء کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی تھی۔

۱۱۰۵- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے منبر پر یا اس کے علاوہ دعا کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ یوں کرتے تھے اور اشارہ کر کے دکھایا کہ آپ انگشت شہادت اٹھاتے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لیتے۔

۱۱۰۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَاهِرًا يَدِيهِ قَطُّ يَدْعُو عَلَى مَنْبَرِهِ وَلَا غَيْرِهِ، وَلَكِنْ

۱۱۰۴- تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوة والخطبة، ح: ۸۷۴ من حديث حصين بن عبدالرحمن به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۶۱۴.

۱۱۰۵- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۲/۳: ۲۱۰ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۵/۳۳۷ من حديث عبدالرحمن بن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۵۰ * عبدالرحمن بن معاوية بن الحويرث ضعفه الجمهور، وباقى السند حسن.



۲- کتاب الصلاة _____ جمع المبارک کے احکام و مسائل

رَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَعَقَدَ
الْوُسْطَى بِالْإِثْمَامِ.

(المعجم ۲۲۳، ۲۲۵) - باب إقْصَارِ
الْخُطْبِ (التحفة ۲۳۲)

باب: ۲۲۳، ۲۲۵ - خطبہ مختصر ہونا چاہیے

۱۱۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ
عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ
عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
بِإِقْصَارِ الْخُطْبِ.

۱۱۰۶ - حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبہ مختصر رکھنے کا حکم دیا۔

۱۱۰۷ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ:
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: أَخْبَرَنِي شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ،
عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ
سَمْرَةَ السَّوَائِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَا يُطِيلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِنَّمَا هُنَّ
كَلِمَاتٌ يَسِيرَاتٌ.

۱۱۰۷ - حضرت جابر بن سمرہ سوائی رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز لمبا وعظ نہ فرمایا کرتے
تھے بلکہ چند مختصر سے کلمات ہوا کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: خطبہ مختصر ہونا سنت ہے اور تطویل خلاف سنت۔

(المعجم ۲۲۴، ۲۲۶) - باب الدُّنُوءِ مِنَ
الإِمَامِ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ (التحفة ۲۳۳)

باب: ۲۲۳، ۲۲۶ - وعظ و خطبہ میں امام
کے قریب ہونا

۱۱۰۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ:
حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: وَجَدْتُ فِي

۱۱۰۸ - جناب معاذ بن ہشام کہتے ہیں کہ میں نے
اپنے والد کی بیاض میں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا پایا اور سنا

۱۱۰۶ - تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۲۰ عن عبد الله بن نمير به، وصححه الحاكم: ۱/ ۲۸۹، ووافقه
الذهبي * أبو راشد حديثه حسن.

۱۱۰۷ - تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۳/ ۲۰۷، ۲۰۸ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط
مسلم: ۱/ ۲۸۹، وانظر، ح: ۱۱۰۱، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۶۲۶.

۱۱۰۸ - تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵/ ۱۱ عن علي بن المديني به، وصححه الحاكم على شرط
مسلم: ۱/ ۲۸۹، ووافقه الذهبي * فتادة تقدم، ح: ۲۹، وعنن.



نہیں۔ کہ قنادہ نے کہا: یحییٰ بن مالک سے وہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ذکر (خطبہ اور وعظ) میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو۔ انسان (اگر خیر کے مقامات سے) پیچھے رہنے کو معمول بنا لے تو جنت میں بھی پیچھے کر دیا جائے گا اگرچہ اس میں داخل ہو ہی جائے۔“

کِتَابِ أَبِي يَحْيَىٰ يَدِيهِ وَلَمْ أَسْمَعُهُ مِنْهُ ، قَالَ قَنَادَةُ : عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ مَالِكٍ ، عَنْ سَمْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ : « اِحْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوا مِنَ الْإِمَامِ ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتْبَعُهُ حَتَّىٰ يُوْخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا » .



نوائد و مسائل: ① مسلمان کو بھلائی اور نیکی کے کاموں میں سبقت کرنے کا حریص بننا چاہیے تاکہ اللہ کے ہاں قربت میں سبقت پائے۔ بالخصوص جمعہ اور اس کا خطبہ سنا بہت بڑی اہم نیکیوں میں سے ہے۔ ② اسی طرح امام اور خطیب کے قریب ہو کر بیٹھنا بھی باعث فضیلت ہے۔

باب: ۲۲۵، ۲۲۶ - امام کسی عارضے کے باعث خطبے کا تسلسل توڑ دے تو جائز ہے۔

(المعجم ۲۲۵، ۲۲۷) - باب الإمام يقطع الخطبة للأمر يحدث (التحفة ۲۳۴)

۱۱۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ حَدَّثَهُمْ : حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْتَرَانِ وَيَقُومَانِ ، فَتَنَزَلَ فَأَخَذَهُمَا فَصَعَدَ بِهِمَا الْمِنْبَرَ ثُمَّ قَالَ : « صَدَقَ اللَّهُ ﷻ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ » [الأنفال: ۲۸] رَأَيْتُ هَذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ ، ثُمَّ أَخَذَ فِي الْخُطْبَةِ .

۱۱۰۹ - جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ (اس اثناء میں) حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سرخ قمیصیں پہنے ہوئے آئے۔ وہ گرتے تھے اور اٹھتے تھے۔ تو آپ منبر سے اتر پڑے ان کو پکڑا اور ان دونوں کو لے کر منبر پر تشریف لائے پھر فرمایا: ”سچ فرمایا اللہ ذوالجلال نے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ بلاشبہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔“ میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا۔“ اس کے بعد آپ نے پھر خطبہ دینا شروع کر دیا۔



نوائد و مسائل: ① کسی معقول عارضے کی بنا پر اگر خطبے کا تسلسل ٹوٹ جائے یا توڑنا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ② حضرت حسین رسول اللہ ﷺ کے محبوب ترین نواسے ہیں رضی اللہ عنہما ان کو اپنی ”راحت جان“ (رَبِّحَانَتَايَ) [تخریج: [سنادہ حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب حلمه ووضع الحسن والحسين بين يديه ... الخ، ح: ۳۷۷۴ من حدیث حسین بن واقد بہ، وقال: "حسن غریب" .



۲- کتاب الصلاة جمعہ المبارک کے احکام و مسائل

فرمایا اور جو انان جنت کے سردار ہونے کی بشارت دی ہے۔ ان کے دل نواز تذکرے سے ہم اہل السنۃ والجماعۃ اصحاب الحدیث کے چہرے کھل اٹھے، سینے ٹھنڈے ہوتے آنکھیں ادب میں جھک جاتی اور زبانیں بے ساختہ [رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ] پکارنے لگ جاتی ہیں۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ہمیں ان سے عدم محبت کا طعن دیتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم محبت کے نام پر انہیں صفات الہیہ سے متصف نہیں کرتے کہ انہیں عالم الغیب، مشکل کشا، عجیب الدعوات یا مغیث (فریادرس) کہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط و تفریط کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور آخرت میں ان مقبولان الہی اور محبوبان رسول ﷺ کی رفاقت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

(المعجم ۲۲۶، ۲۲۸) - باب الإحتیاء

وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ۲۳۵)

باب: ۲۳۶، ۲۳۸ - خطبے کے دوران

میں اِحتیاء (ممنوع ہے)

۱۱۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: ۱۱۱۰ - سہل بن معاذ بن انس اپنے والد سے راوی
حدثنا المقرئ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ
عن أبي مَرْحُومٍ، عن سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ بنِ
أنس، عن أبيه: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عن
الْحُبُوبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ.

فائدہ: [اِحتیاء یا حُبُوبَة] اس انداز کے بیٹھے کو کہتے ہیں کہ انسان اپنے گھٹنے اکٹھے کر کے سینے سے لگالے اور پھر ہاتھوں سے ان پر حلقہ بنالے یا گرد اور گھٹنوں کے گرد کپڑا لپیٹ لے۔ اسی کو احتیاء اور حبوبہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ نشست بے پروائی اور عدم توجہ کی علامت سمجھی جاتی ہے نیز اونگھ بھی آنے لگتی ہے۔ تہ بند پہننے ہو تو ستر کھلنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے اور بعض اوقات انسان بے وضو بھی ہو جاتا ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا، الغرض جمعہ میں بالخصوص اس طرح بیٹھنا ممنوع ہے۔

۱۱۱۱ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ: ۱۱۱۱ - جناب یحییٰ بن شداد بن اوس کہتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا
سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَانَ عَنْ
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت المقدس میں حاضر تھا۔
انہوں نے ہمیں جمعہ پڑھایا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد میں

۱۱۱۰ - تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية الاحتباء والإمام يخطب، ح: ۵۱۴ من حديث أبي عبد الرحمن المقرئ به، وقال: "حسن".

۱۱۱۱ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ۸۰ / ۴ من حديث خالد بن حيان به * سليمان بن عبدالله لين الحديث كما في التقريب * خالد بن حيان وسليمان بن عبدالله، لم أجدهما في رجال أبي داود، وهذا أمر عجيب.

حاضرین کی اکثریت اصحاب نبی ﷺ کی تھی۔ میں نے انہیں دیکھا کہ امام خطبہ دے رہا تھا اور وہ احتباء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجَمَعَ بِنَا، فَظَرُوتُ فَإِذَا جُلُّ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ، فَرَأَيْتَهُمْ مُحْتَبِينَ وَالْإِمَامَ يَخْطُبُ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اثنائے خطبہ میں احتباء کی حالت میں بیٹھا کرتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہما اور شریح، عصصہ بن صوحان، سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی، مکحول، اسماعیل بن محمد بن سعد اور نعیم بن سلامہ کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَبِي وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَشَرِيحُ وَصَعَصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَإِبْرَاهِيمُ التَّخَعِيُّ وَمَكْحُولٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ وَنُعَيْمُ ابْنُ سَلَامَةَ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا.

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ جناب عبادہ بن نسی رضی اللہ عنہ (تابعی) کے علاوہ مجھے کسی کے متعلق معلوم نہیں ہوا کہ انہوں نے اس طرح بیٹھنے کو مکروہ کہا ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ أَحَدًا كَرِهَهَا إِلَّا عَبَادَةَ بْنَ نُسَيْبٍ.



☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں توسع ہے بالخصوص جبکہ محظورات (منوع اور ناجائز امور) میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ علاوہ ازیں یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ بہر حال بہتر یہی ہے کہ احتباء اور جہوہ جیسی نسبت سے بچا جائے۔ ② امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خطبے کے دوران میں اکثریت کا اصحاب رسول ہونا امیر معاویہ کے مقبول اور پسندیدہ ہونے کی علامت ہے۔

باب: ۲۲۷، ۲۲۹- خطبے کے دوران میں بات چیت

(المعجم ۲۲۷، ۲۲۹) - باب الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ۲۳۶)

۱۱۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم یہ کہو کہ خاموش ہو جاؤ“

۱۱۱۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي

۱۱۱۲- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، صلوة العیدین، باب الإنصات للخطبة، ح: ۱۵۷۸ من حدیث مالک، به، وهو في الموطأ (رواية عبدالرحمن بن القاسم)، ح: ۱۳، ورواه البخاري، ح: ۹۳۴، ومسلم، ح: ۸۵۱، حدیث ابن شہاب الزہری بہ۔

۲- کتاب الصلاة جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قُلْتَ
أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَعُوتَ» .
اور امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو کام کیا۔“

☀️ فائدہ: خطبہ کے دوران میں خطیب کو سنا چاہیے اور اسی کے ذمے ہے کہ لوگوں پر نظر رکھے اور امر بالمعروف و نہی
عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔ کسی کو خاموش کرانا اگرچہ امر بالمعروف ہے مگر سامع کو اس کی بھی اجازت نہیں۔ الایہ
کہ خطیب کا اس طرف خیال نہ ہو یا غفلت کرے تو اشارے سے خاموش کرادے۔ اگر اشارہ نہ سمجھتا ہو تو از حد مختصر
الفاظ سے منع کر دے۔ (کذا فی عون المعبود)

۱۱۱۳- عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ عبد اللہ بن
عمرو رضی اللہ عنہما سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ
نے فرمایا: ”جمعہ میں تین طرح کے افراد آتے ہیں۔
ایک وہ شخص جو لغو کام کرتا ہے اس کا یہی حصہ ہے۔ دوسرا
دعا کے لیے آتا ہے یہ دعا کرتا ہے اللہ چاہے تو عطا
فرمائے اور چاہے تو محروم رکھے۔ اور تیسرا وہ شخص جو
خاموشی سے سنتا اور سکوت اختیار کرتا ہے۔ کسی مسلمان کی
گردن پھلانگتا ہے نہ کسی کو ایذا دیتا ہے۔ اس آدمی کے
لیے یہ جمعہ آئندہ جمعہ تک کے لیے اور مزید تین دن کے
لیے کفارہ ہے۔ اور یہ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:
﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ أَمْثَالِهَا﴾ جو ایک
نیکی لاتا ہے اس کے لیے اس کا دس گنا (اجر) ہے۔“

۱۱۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ
قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ حَبِيبِ الْمَعْلَمِ،
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
«يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ: رَجُلٌ
حَضَرَهَا يَلْعُو وَهُوَ حَظُّهُ مِنْهَا، وَرَجُلٌ
حَضَرَهَا يَدْعُو، فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللَّهُ
عَزَّوَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ،
وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ وَلَمْ
يَخْطُبْ رَبَّةَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا، فَهِيَ
كَفَّارَةٌ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا وَزِيَادَةٌ
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ
عَشْرٌ أَمْثَالِهَا﴾ [الأنعام: ۱۶۰] .

باب: ۲۲۸، ۲۳۰- جس کا وضو ٹوٹ جائے
وہ امام کو کیوں کر خیر دے کر جائے
۱۱۱۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

(المعجم ۲۲۸، ۲۳۰) - باب استئذان
المُخْلِطِ لِلْإِمَامِ (التحفة ۲۳۷)
۱۱۱۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ

۱۱۱۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/۲۱۴ من حديث يزيد بن زريع به، وصححه ابن خزيمة،

ح: ۱۸۱۳.

۱۱۱۴- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن أحدث في الصلوة كيف

المُصَيَّبِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا أَحَدُكُمْ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ» لَمْ يَذْكُرَا عَائِشَةَ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو حماد بن سلمہ اور ابو اسامہ نے عن ہشام عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ ”جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو۔“ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔



☀️ فائدہ: یعنی اس معاملے میں نماز اور خطبے کا مسئلہ تقریباً ایک ہی ہے۔ اور بے وضو ہوجانے کی صورت میں ناک پر ہاتھ رکھ کر چلے جانا بیان عذر کی ایک علامت بتائی گئی ہے۔

(المعجم ۲۲۹، ۲۳۱) - بَابُ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ۲۳۸)

باب: ۲۲۹-۲۳۱- جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو.....

۱۱۱۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ - عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: «أَصَلَّيْتَ يَا فُلَانٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَمَ فَا رَكَعَ».

۱۱۱۵- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جمعہ کے دن ایک شخص آیا اور نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”اے فلاں! کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔“

۱۱۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ: جَنَابُ عَمِّشُ الْبُوسَفِيَانُ سَعَى وَهُوَ حَضْرَتُ جَابِرِ

« ينصرف؟، ح: ۱۲۲۲ من حديث هشام بن عروة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۱۹، وابن حبان ح: ۲۰۵، ۲۰۶، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۱۸۴، ۲۶۰، ووافقه الذهبي.

۱۱۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: إذا رأى الإمام رجلاً جاء وهو يخطب... الخ، ح: ۲۰۰، ۲۰۱، ومسلم، الجمعة، باب التوجه والإمام يخطب، ح: ۸۷۵ من حديث حماد بن زيد به.

۱۱۱۶- تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، من حديث الأعمش به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۱۱۴، حديث حفص بن غياث به.

۲- کتاب الصلاة جمع المبارک کے احکام و مسائل

وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُوَيْبَانَ، عَنْ جَابِرٍ، وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ سُلَيْكُ الْغَطَفَانِيُّ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ لَهُ: «أَصَلَّيْتَ شَيْئًا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «صَلِّ رَكَعَتَيْنِ تَجَوِّزُ فِيهِمَا».

ﷺ سے نیز اعمش، ابوصالح سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں کا بیان ہے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے آپ نے ان سے کہا: ”کیا تم نے کوئی نماز پڑھی ہے؟“ انہوں نے کہا: نہیں: آپ نے فرمایا: ”مختصری دو رکعتیں پڑھ لو۔“

۱۱۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ سَعِيدِ، عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بَشِيرٍ، عَنِ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّ سُلَيْكًا جَاءَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، زَادَ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ يَتَجَوِّزُ فِيهِمَا».

۱۱۱۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کر رہے تھے کہ جناب سلیک آئے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔ مزید یہ کہا کہ پھر نبی ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیے کہ مختصری دو رکعتیں پڑھے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قبل از خطبہ ہجرت نوافل کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ کم از کم دو رکعت تحیہ المسجد لازماً پڑھنی چاہیے۔ یہ نہایت مؤکد ہے حتیٰ کہ اگر امام خطبہ دے رہا ہو تو بھی مختصری دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔ الٰیہ کہ خطبہ فوت ہو جائے تو جماعت میں شامل ہو جائے۔ ② امام اثنائے خطبہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے اور لوگوں کو شریعت کے مسائل سے آگاہ کرنے، مگر جس بات کی تفصیل معلوم نہ ہو تو پہلے معلوم کر لے پھر حکم دے جیسے کہ نبی ﷺ نے پہلے دریافت فرمایا کہ ”کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟“ ③ اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا جاتا ہے کہ تحیہ المسجد ممنوع اوقات میں بھی پڑھی جائے کسی وقت ترک نہ کی جائے۔

(المعجم ۲۳۰، ۲۳۲) - باب تَخَطُّيْ
رِقَابِ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۳۹)
۱۱۱۸- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ: ۱۱۱۸- ابوالزاہریہ بیان کرتے ہیں کہ ایک (بار)

۱۱۱۷- تخريج: [صحیح] وهو في المسند لأحمد: ۲۹۷/۳ بطوله، وانظر الحديث السابق.
۱۱۱۸- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب النهي عن تخطى رقاب الناس والإمام على



جمعہ کے دن ہم حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا تو حضرت عبد اللہ نے بیان کیا کہ جمعہ کے روز ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا جب کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو نبی ﷺ نے اس سے کہا: ”بیٹھ جاؤ تم نے اذیت دی۔“

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ: كُنَّا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسَيْرٍ: جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيِّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اجْلِسْ فَقَدْ أَذَيْتَ».

فوائد و مسائل: ① جمعہ میں دیر سے آنا اور پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے جگہ لینے کی کوشش کرنا انتہائی مکروہ کام ہے۔ مسلمان کا اکرام واجب ہے اور اسے ایذا دینا حرام ہے۔ ② ہاں اگر لوگ جہالت کی بنا پر اگلی صفیں چھوڑ کر پیچھے بیٹھ جائیں تو ایسے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا جائز ہوگا کیونکہ انہوں نے از خود اپنی حرمت پامال کی پیچھے بیٹھے اور اگلی صفیں پوری نہیں کیں۔ ③ البتہ خطیب امام کو شرعی ضرورت کے تحت اس عمل کی رخصت ہے۔ ایسے ہی جو بے وضو ہو جائے تو باہر جانا اس کے لیے ضروری ہو جاتا ہے، مگر پھر بھی ادب و اکرام سے گزرے۔



(المعجم ۲۳۱، ۲۳۳) - باب الرَّجُلِ يَنْعَسُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ۲۴۰)
باب: ۲۳۱، ۲۳۳- خطبے کے دوران میں کسی کو اونگھ آنے لگے تو.....؟

۱۱۱۹- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ إِلَى غَيْرِهِ».

۱۱۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”جب کسی کو اونگھ آنے لگے اور وہ مسجد میں ہو تو چاہیے کہ اپنی جگہ بدل کر کسی اور جگہ بیٹھ جائے۔“

فائدہ: اونگھ یا نیند دور کرنے کا ایک اور طریقہ بھی ہو سکتا ہے کہ وضو کر لے۔

المصنوع المجمع، ح: ۱۴۰۰ من حدیث معاویة بن صالح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۱۱، وابن حبان ح: ۵۷۲، والحاكم على شرط مسلم ۲۸۸/۱، ووافقه الذهبي.
۱۱۱۹- تخریج: [اسنادہ حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب: فيمن ينعس يوم الجمعة أنه يتحول من مجلسه ح: ۵۲۶ من حدیث عبد بن سليمان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۱۹، وابن حبان ح: ۵۷۱، والحاكم على شرط مسلم ۲۹۱/۱، ووافقه الذهبي.

۲- کتاب الصلاة جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

(المعجم ۲۳۲، ۲۳۴) - باب الإمام
يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ
(التحفة ۲۴۱)

۱۱۲۰- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ عَنْ
جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، لَا أَدْرِي كَيْفَ قَالَهُ
مُسْلِمٌ أَوْ لَا، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ قَالَ:
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ
فَيَعْرِضُ لَهُ الرَّجُلُ فِي الْحَاجَةِ فَيَقُومُ مَعَهُ
حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي.

قال أبو داود: وَالْحَدِيثُ لَيْسَ
بِمَعْرُوفٍ عَنْ ثَابِتٍ، هُوَ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ
جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ.

🌞 ملحوظ: یہ روایت سندا ضعیف ہے۔ تاہم اس قسم کا ایک واقعہ جس میں دوران خطبہ خطبہ چھوڑ کر مسائل سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے صحیح مسلم (حدیث: ۸۷۲) میں ہے۔ علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا۔ جیسے کہ جامع ترمذی میں ہے کہ ”نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ایک شخص نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا حتیٰ کہ کچھ لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔“ (ترمذی، حدیث: ۵۱۸- ابو داود، حدیث: ۲۰۱) اور مسئلہ یوں ہی ہے کہ اگر امام یا کوئی اور شخص کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں، مگر اہل جماعت کو اذیت نہیں ہونی چاہیے۔

(المعجم ۲۳۳، ۲۳۵) - باب مَنْ أَدْرَكَ
مِنَ الْجُمُعَةِ رُكْعَةً (التحفة ۲۴۲)

۱۱۲۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۱۱۲۰- تخريج: [سناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الكلام بعد نزول الإمام من المنبر، ح: ۵۱۷، والنسائي، ح: ۱۴۲۰، وابن ماجه، ح: ۱۱۱۷ من حديث جرير بن حازم به، وصرح بالسماع عند البيهقي: ۲۲۴/۳، وقال الترمذي: "غريب"، والحديث ضعفه البخاري وغيره، فالحديث معطل، وحديث مسلم، ح: ۸۷۶ يعني عنه.

۱۱۲۱- تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب من أدرك من الصلوة ركعة، ح: ۵۸۰، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلوة فقد أدرك تلك الصلوة، ح: ۶۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۰، والقنعبي، ص: ۳۶، ۳۵.

جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل
باب: ۲۳۲، ۲۳۳- منبر سے اترنے کے بعد
امام کسی سے کوئی بات کرے


۱۱۲۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترتے اور کوئی شخص اپنی ضرورت سے آپ کے پاس آ جاتا تو آپ اس کے ساتھ کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر لیتا پھر آپ (مصلے پر) کھڑے ہوتے اور نماز پڑھاتے۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ثابت سے یہ حدیث معروف نہیں ہے۔ جریر بن حازم اس بیان میں منفرد ہے۔



۲- کتاب الصلاة - جمعہ المبارک کے احکام و مسائل

ابن شہاب، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ».

 فائدہ: جس شخص نے جمعہ جماعت اور نماز کے وقت میں ایک رکعت پالی اس نے نماز کی ادائیگی اور فضیلت پالی۔ اسی طرح جمعہ کی ایک رکعت پائے تو ایک رکعت اور پڑھے ورنہ چار رکعت مکمل کرے۔ ائمہ کرام سفیان ثوری ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ یہی بیان کرتے ہیں۔ علامہ محمد عبدالرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب تحفۃ الاحوذی نے مسلک احناف کو ترجیح دی ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ نماز کا کچھ حصہ بھی پالے چاہے شہد ہی کیوں نہ ہو تو وہ باقی نماز دور رکعت ہی جمعہ کی پوری کرے گا اور ظہر کی نماز نہیں پڑھے گا۔ واللہ اعلم۔
(جامع الترمذی مع التحفۃ، حدیث: ۵۴۳)

(المعجم ۲۳۴، ۲۳۶) - باب مَا يُقْرَأُ بِهِ

فِي الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۴۳)

۱۱۲۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّبِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ التُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ الْغَنِيَّةُ﴾. قَالَ: وَرَبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَقَرَأَ بِهِمَا.

۱۱۲۲ - حضرت نعمان بن بشیر رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سورت ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ الْغَنِيَّةُ﴾ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ بعض اوقات عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے تو بھی یہی سورتیں پڑھتے۔

۱۱۲۳ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدِ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ الضَّحَّاكَ ابْنَ قَيْسٍ سَأَلَ التُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ: مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِثْرِ

۱۱۲۳ - جناب ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضي الله عنه سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز سورۃ جمعہ کی تلاوت کے بعد کون سی سورت پڑھا کرتے تھے۔ کہا کہ ﴿هَلْ أَتَاكَ الْغَنِيَّةُ﴾ (یعنی دوسری رکعت میں) پڑھتے تھے۔

۱۱۲۲ - تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلوة الجمعة، ح: ۸۷۸ عن قتيبة به.

۱۱۲۳ - تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ۸۷۸ من حديث ضمرة بن سعيد به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۱۱، (والقنعبي، ص ۱۶۶).

۲- کتاب الصلاة جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

سُورَةُ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ: كَانَ يَقْرَأُ بِهٖ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَنْشَبِيِّ﴾.

۱۱۲۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَفِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ﴾. قَالَ: فَأَذْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ أَنْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلَيَّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۱۲۳- ابن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ پڑھایا تو انہوں نے سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ﴾ کی تلاوت کی۔ ابن ابی رافع کہتے ہیں کہ نماز کے بعد میں حضرت ابو ہریرہ سے ملا اور کہا کہ آپ نے جو سورتیں تلاوت کی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کوفہ میں یہی پڑھا کرتے تھے۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ بھی جمعہ کے روز (نماز جمعہ میں) یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۲۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَعْبُدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقَبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِهٖ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَنْشَبِيِّ﴾.

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ جمعے کی نماز میں یہ دونوں سورتیں بھی پڑھی ہیں۔

۱۱۲۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَعْبُدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقَبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِهٖ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَنْشَبِيِّ﴾.

۱۱۲۵- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَنْشَبِيِّ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۲۴- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلوة الجمعة، ح: ۸۷۷ عن القعني به.

۱۱۲۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه السنائي، الجمعة، باب القراءة في صلوة الجمعة... الخ، ح: ۱۴۲۳ من حديث شعبة به.

فائدہ: نماز میں قرآن کریم میں سے کہیں سے پڑھ لیا جائے تو نماز بلاشبہ صحیح اور درست ہے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کردہ قراءت کو معمول بنانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کی سنت سے محبت کی علامت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر مزید کا باعث ہے۔ اور اس میں جو لذت اور شرف ہے وہ اصحاب الحدیث ہی کا نصیب ہے۔ کَثُرَ اللَّهُ سَوَادَهُمْ.



۲- کتاب الصلاة - جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

(المعجم ۲۳۵، ۲۳۷) - **باب الرَّجُلِ** يَأْتُمُ بِالْإِمَامِ وَبَيْنَهُمَا حِدَارٌ (التحفة ۲۴۴)
 ۱۱۲۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ :
 حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ : أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ
 عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : صَلَّى رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ فِي حُجْرَتِهِ وَالنَّاسُ يَأْتُمُونَ بِهِ مِنْ
 وَرَاءِ الْحُجْرَةِ .

باب: ۲۳۵، ۲۳۷- امام اور مقتدی کے درمیان
 دیوار حائل ہو تو اقتداء کا حکم؟

۱۱۲۶- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
 کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ (اعتکاف) میں نماز
 پڑھی اور لوگ حجرے سے باہر آپ کی اقتداء کر رہے تھے۔

☀️ **فائدہ:** جب نمازیوں کی صفیں متصل ہوں اور صفوں کے درمیان کوئی پردہ یا دیوار حائل ہو، خواہ امام اور مقتدیوں
 کے درمیان ہی یہ صورت ہو اور انہیں امام کے احوال کی بخوبی اطلاع ہو تو اقتداء جائز ہے جیسے آج کل مساجد کئی کئی
 منزلہ بن گئی ہیں یا عورتیں پردے کے پیچھے ہوتی ہیں۔ مگر ریڈیو یا ٹی وی کے ذریعے سے اقتداء جائز نہیں۔ کیونکہ صفیں
 متصل نہیں ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں ٹی وی کے ذریعے سے ان عبادات کو ٹیلی کاسٹ (نشر) کرنا ہی شرعاً سخت محل نظر
 ہے چہ جائیکہ ٹی وی کی سکرین پر نمودار ہونے والے شخص کو امام بنا لیا جائے؟

(المعجم ۲۳۶، ۲۳۸) - **باب الصَّلَاةِ** بَعْدَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۲۴۵)
 ۱۱۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ
 وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ [الْمَتَكِي]، الْمَعْنَى ،
 قَالَا : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ
 عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي
 رَكْعَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي مَقَامِهِ، فَدَفَعَهُ
 وَقَالَ : أَتُصَلِّي الْجُمُعَةَ أَرْبَعًا؟! وَكَانَ
 عَبْدُ اللَّهِ يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي
 بَيْتِهِ وَيَقُولُ : هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ .

باب: ۲۳۶، ۲۳۸- جمعے کے بعد نماز کا بیان

۱۱۲۷- جناب نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت
 ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ جمعہ کے روز (جمعہ
 کے بعد) اسی جگہ دو رکعتیں پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے
 ہٹا دیا اور کہا: کیا تو جمعے کی چار رکعتیں پڑھتا ہے؟
 حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز (جمعہ کے بعد) اپنے گھر
 میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ
 ﷺ نے ایسے ہی کیا ہے۔

۱۱۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا كان بين الإمام وبين القوم حائط أو سترة، ح: ۷۲۹ من حديث
 يحيى بن سعيد الأنصاري به، مطولاً، ورواه أحمد: ۳۰/۶ عن هشيم به .

۱۱۲۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب إطالة الركعتين بعد الجمعة، ح: ۱۴۳۰ من
 حديث أيوب به .



۲- کتاب الصلاة جمعة المبارک کے احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① فرائض کے بعد فوراً اسی جگہ نوافل نہیں پڑھنے چاہئیں، بلکہ جگہ بدل لی جائے یا کسی سے بات چیت یا اذکار کے ذریعے سے وقفہ کیا جائے۔ ② جمعہ کے بعد گھر میں جا کر دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔ ③ علماء کے ذمے ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ حرات سے ادا کیا کریں۔ لیکن اس عظیم مقصد کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے لوگوں کو اس کی تلقین کرنے سے پہلے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں، یعنی اپنے اخلاق کردار اور اعمال کو سنت مطہرہ کے مطابق بنائیں۔

۱۱۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطِيلُ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَيُصَلِّي بَعْدَهَا رُكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَيُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۱۱۲۸- جناب نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ سے پہلے لمبی نماز پڑھا کرتے تھے اور جمعے کے بعد گھر جا کر دو رکعتیں پڑھتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ یہی کیا کرتے تھے۔

۱۱۲۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءٍ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَى مِنْهُ مُعَاوِيَةَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمْتُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تُعِدْ لِمَا صَنَعْتَ، إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلِّمَ أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِذَلِكَ، أَنْ لَا تُوَصَّلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلِّمَ أَوْ تَخْرُجَ.

۱۱۲۹- جناب عمر بن عطاء بن ابی الخوار سے روایت ہے کہ جناب نافع بن جبیر نے ان کو نمر کے بھانجے جناب سائب بن یزید کے پاس بھیجا یہ پوچھنے کے لیے کہ وہ کیا بات تھی جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نماز میں دیکھی تھی۔ تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ان کے مقصورہ میں جمعہ کی نماز پڑھی سلام کے بعد میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھی۔ جب وہ اپنی منزل میں آئے تو مجھے بلوایا اور کہا: جو کچھ تم نے کیا ہے ایسے پھر مت کرنا، جب تم جمعہ پڑھو تو اسے نماز کے ساتھ مت ملاؤ، حتیٰ کہ بات کر لو یا وہاں سے چلے جاؤ۔ بلاشبہ نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملایا جائے، حتیٰ کہ تم کوئی بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔

۱۱۲۸- تخریج: [إسناده صحيح] وانظر الحديث السابق، وصححه ابن الملقن على شرط الشيخين، (تحفة المحتاج: ۱/۳۹۸، ح: ۴۳۳).

۱۱۲۹- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلوة بعد الجمعة، ح: ۸۸۳ من حديث ابن جريج به.

۲- کتاب الصلاة - جمع المبارک کے احکام و مسائل

☀️ فائدہ: اہل علم کے لیے ضروری اور بہتر ہے کہ مسئلہ بیان کرتے یا فتویٰ دیتے ہوئے وہ دلیل بیان کریں تاکہ

سامعین کو علم، بصیرت اور اطمینان و وثوق حاصل ہو۔

۱۱۳۰- جناب عطاء حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ وہ جب مکے میں ہوتے اور جمعہ پڑھتے تو آگے بڑھ کر دو رکعتیں پڑھتے، پھر آگے بڑھتے اور چار رکعتیں پڑھتے اور جب مدینے میں ہوتے اور جمعہ پڑھتے تو اس کے بعد گھر لوٹ جاتے اور دو رکعتیں ادا کرتے اور مسجد میں نہ پڑھتے۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

۱۱۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ الْمَرْوَزِيُّ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَمَرَ قَالَ: كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى أَرْبَعًا، وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ، فَقِيلَ لَهُ؟ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

☀️ فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کے امین تھے، رسول اللہ ﷺ کے تابع تھے ان کے

اعمال پر نظر رکھی جاتی تھی اور تفصیل و دلیل بھی پوچھی جاتی تھی۔ ان کے بعد علمائے امت اس امانت کے وارث ہیں۔ لوگ ان کے کردار کو دینی نظر سے دیکھتے اور دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ تو چاہیے کہ طلبہ دین اور علمائے شریعت صحیح سنت نبوی کو اپنا معمول بنائیں تاکہ لوگوں کو صحیح عملی نمونہ ملے اور اس کا اجر اللہ عزوجل ہی کے ہاں ملے والا ہے۔ ② عام مسلمانوں کے بھی ذمے ہے کہ مسائل و اعمال میں قرآن و سنت صحیحہ کی دلیل طلب کریں کیونکہ علماء کسی صورت بھی معصوم نہیں ہیں۔

۱۱۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ:

۱۱۳۱- سہیل اپنے والد ابوصباح سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا (ابن صباح کے الفاظ ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعے کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو چار رکعت پڑھے۔“ اور ابن صباح کی حدیث مکمل ہوئی۔ (احمد بن

۱۱۳۰- تخریج: [مسنادہ صحیح] أخرجه البيهقي: ۳/ ۲۴۰، ۲۴۱، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/ ۳۹۸، ۳۹۷، ح: ۴۳۰، واختصره الترمذي، ح: ۵۲۳، جدًا.

۱۱۳۱- تخریج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلوة، بعد الجمعة، ح: ۸۸۱ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

یونس کی حدیث کے الفاظ ہیں: ”جب تم جمعہ پڑھ لو تو اس کے بعد چار رکعتیں پڑھو۔“ میرے والد (ابوصالح) نے مجھ سے کہا: بیٹے! اگر مسجد میں پڑھو تو دو رکعت پڑھو، پھر جب گھر آؤ تو دو رکعتیں اور پڑھو۔

«مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا» وَتَمَّ حَدِيثُهُ، وَقَالَ ابْنُ يُونُسَ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ الْجُمُعَةَ فَصَلُّوا بَعْدَهَا أَرْبَعًا» قَالَ: فَقَالَ لِي أَبِي: يَا بَنِيَّ! فَإِنْ صَلَّيْتَ فِي الْمَسْجِدِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَيْتَ الْمَنْزِلَ أَوْ الْبَيْتَ فَصَلِّ رَكَعَتَيْنِ.

☀️ فائدہ: یہ تلقین ترغیب اور استحباب کے لیے ہے۔

۱۱۳۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۳۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكَعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن دینار نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو.

۱۱۳۳- عطاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے بعد نماز پڑھتے تو اپنی اس جگہ سے جہاں انہوں نے جمعہ پڑھا ہوتا کچھ ہٹ جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور پھر اس سے تھوڑا سا اور ہٹ جاتے اور چار رکعت پڑھتے۔ میں نے عطاء سے پوچھا: آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے ہوئے کتنی بار دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: کئی بار۔

۱۱۳۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ: أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَمْرٍو يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَيَنْمَارُ عَنْ مَضَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْجُمُعَةَ فَلْيَلَا عَيْرَ كَثِيرٍ قَالَ: فَيَرَكُ رَكَعَتَيْنِ قَالَ: ثُمَّ يَمِشِي أَنْفَسَ مِنْ ذَلِكَ فَيَرَكُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. قُلْتُ لِعَطَاءٍ: كَمْ رَأَيْتَ ابْنَ عَمْرٍو

۱۱۳۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب صلوة الإمام بعد الجمعة، ح: ۱۴۲۹ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۵۵۲۷، واختصره الترمذي، ح: ۴۳۴، ورواه البخاري، ح: ۱۱۶۵، ومسلم، ح: ۸۸۲ من حديث الزهري به.

۱۱۳۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الصلوة قبل الجمعة وبعدها، ح: ۵۲۳ من حديث ابن جريج به، مختصراً.



۲- کتاب الصلاة - عیدین کے احکام و مسائل

يَصْنَعُ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِرَارًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَ لَمْ يَتِمَّهُ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں اس روایت کو عبد الملک بن ابی سلیمان نے بھی روایت کیا ہے مگر مکمل بیان نہیں کیا۔

☀️ توضیح: جمعہ کے بعد سنتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا اپنا فعل گھر جا کر دو رکعت پڑھنے کا ہے اور امت کو چار رکعت کی ترغیب دی ہے، بغیر اس فرق کے کہ مسجد میں پڑھی جائیں یا گھر میں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فعل اور قول دونوں کو جمع کر لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان یا عمل سے چھ رکعت پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ بہر حال چار رکعت افضل اور راجح ہیں۔ (دیکھیے مرعاة المفاتیح، حدیث: ۱۱۷۵) اور بعض نے یہ تطبیق بھی دی ہے کہ مسجد میں پڑھنی ہوں تو چار رکعتیں اور گھر جا کر پڑھنی ہوں تو دو رکعتیں پڑھنی جائیں۔

(المعجم ۲۱۹، ۲۲۱- تابع) - باب: ۲۲۱۲۱۹- دو خطبوں کے درمیان میں بیٹھنا

فِي الْقُعُودِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

۱۰۹۲ م - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ، عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى يَفْرَغَ - أَرَاهُ قَالَ: الْمُؤَذِّنُ - ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ، ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ.

۱۰۹۲ م - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ دو خطبے اور شاد فرمایا کرتے تھے۔ منبر پر آنے کے بعد بیٹھ جاتے، حتیٰ کہ مؤذن فارغ ہو جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے۔ پھر بیٹھ جاتے اور کلام نہ کرتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے۔

☀️ ملاحظہ: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے (۱۰۹۲)

(المعجم ۲۳۹) - باب صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

(التحفة ۲۴۶)

۱۱۳۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ حَمِيدٍ، عَنِ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ

۱۱۳۴ - حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور ان لوگوں کے ہاں

۱۰۹۲ م - تخریج: [ضعیف] تقدم: ۱۰۹۲.

۱۱۳۴ - تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوة العیدین، باب ۱، ح: ۱۵۵۷ من حدیث حمید الطویل بہ، وصرح بالسماع عند أحمد: ۲۵۰/۳، وصححه الحاكم علی شرط مسلم: ۲۹۴/۱، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ وَحَبِيبٍ وَيَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ وَهَشَامٍ، فِي آخِرِينَ، عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَ ذَوَاتِ الْخُدُورِ يَوْمَ الْعِيدِ، قِيلَ: فَأَلْحِيصُ؟ قَالَ: «لَيْسَ هَذَا الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ»، قَالَ: فَقَالَتْ امْرَأَةٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ لَمْ يَكُنْ لِإِحْدَاهُنَّ تَوْبٌ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: «تَلْبِسُهَا صَاحِبَتَهَا طَائِفَةً مِنْ تَوْبِهَا».

سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ پردے میں بیٹھی ہوئی عورتوں کو بھی عید کے دن ساتھ لے جائیں۔ پوچھا گیا کہ جو ایام میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ بھی خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔“ ایک عورت کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اگر کسی کے پاس (پردے کے لیے) چادر نہ ہو تو وہ کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کی سہیلی اسے اپنی چادر کا ایک حصہ اوڑھادے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① عید کے دنوں میں عورتوں کا عید گاہ میں جانا مستحب ہے مگر پردے میں خوشبو اور آواز دار زیور کے بغیر۔ ② ”دعوتِ المسلمین“ میں اجتماعی دعا کا ثبوت ہے۔ مگر مرد و چھتریتے سے نہیں۔ ③ دعا کے لیے طہارت ضروری نہیں اس کے بغیر بھی دعا کرنا جائز ہے۔



۱۱۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمَّ عَطِيَّةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: «وَوَعْتَزَلُ الْحَيْضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ». وَلَمْ يَذْكَرِ التَّوْبَ. قَالَ: وَحَدَّثَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ امْرَأَةٍ تَحَدَّثُهُ عَنْ امْرَأَةٍ أُخْرَى قَالَتْ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَكَرَ مَعْنَى مُوسَى فِي التَّوْبِ.

۱۱۳۷ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے یہی حدیث بیان کی (محمد بن سیرین نے) کہا اور ایام والی خواتین نماز کے مقام سے الگ رہیں۔ اور کپڑے کا ذکر نہیں کیا۔ اور (حماد نے بواسطہ ایوب) حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ایک خاتون سے انہوں نے ایک دوسری خاتون سے روایت کیا، کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اور کپڑے کے بارے میں موسیٰ بن اسماعیل کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

۱۱۳۸ - حَدَّثَنَا الثُّمَالِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ حَفْصَةَ

۱۱۳۸ - حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا۔ اور یہ حدیث بیان کی۔ اور کہا کہ حیض والیاں

۱۱۳۷ - تخریج: [صحیح] متفق علیہ من حدیث حماد بن زید بہ، انظر الحدیث السابق، أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۴۰۳/۲۳ من حدیث ابي داود به.

۱۱۳۸ - تخریج: أخرجه البخاري، العيدین، باب التکبير أيام منى . . . الخ، ۹۷۱، ومسلم، صلوة العيدین، باب ذکر إباحتها خروج النساء في العيدین إلى المصلی . . . الخ، ح: ۸۹۰ من حدیث عاصم الأحول به.

۲- کتاب الصلاة عیدین کے احکام و مسائل

بِنْتِ سَبْرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا نُوْمِرُ بِهَذَا الْخَبَرِ، قَالَتْ: وَالْحَيْضُ يَكُونُ خَلْفَ النَّاسِ فَيَكْبُرُونَ مَعَ النَّاسِ.

☀️ فائدہ: عورتوں کے لیے ایام مخصوصہ میں بھی تکبیرات اور اللہ کا ذکر مباح اور مشروع ہے۔ اس کے لیے طہارت ضروری نہیں ہے۔

۱۱۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ يَعْنِي الطَّبَّالِيَّيَّ، وَمُسْلِمٌ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ جَدِّهِ أُمِّ عَطِيَّةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ جَمَعَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتِ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: أَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْكُمْ وَأَمَرْنَا بِالْعَيْدَيْنِ أَنْ نُخْرِجَ فِيهِمَا الْحَيْضَ وَالْعَتَقَ، وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا، وَنَهَانَا عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ.

۱۱۳۹- اسماعیل بن عبدالرحمن بن عطیہ اپنی دادی حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں تشریف لائے تو انصار کی خواتین کو ایک گھر میں جمع کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف بھیجا۔ وہ دروازے پر کھڑے ہوئے ہم کو سلام کیا ہم نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا فرستادہ ہوں۔ آپ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ آپ نے ہمیں (عورتوں کو) عیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ایام والیوں اور نوخیز لڑکیوں کو بھی عید گاہ لے کے چلیں۔ جمعہ ہم پر نہیں ہے اور جنازوں میں جانے سے ہمیں منع فرمایا۔

باب: ۲۳۹، ۲۴۲- عید کے روز خطبہ (المعجم ۲۳۹، ۲۴۲) - باب الْخُطْبَةِ

يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ۲۴۹)

۱۱۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۱۱۴۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مروان نے عید کے روز منبر نکلوایا اور نماز سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے

۱۱۳۹- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/۸۵، ۶/۴۰۸، ۴۰۹ عن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۲۲.

۱۱۴۰- تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان... الخ، ح: ۴۹ عن أبي كريب محمد بن العلاء به.



مروان! تم نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ عید کے روز منبر نکلوا یا ہے جب کہ اس دن یہ نہ نکالا جاتا تھا اور نماز سے پہلے خطبے سے ابتدا کی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ فلاں بن فلاں ہے۔ انہوں نے کہا: اس نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ”(تم میں سے) جو کوئی برائی دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے دور کر سکتا ہو تو ہاتھ سے دور کرے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے یہ کام کرے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے۔ اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔“

الْخُدْرِيُّ؛ ح: وعن قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عن طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عن أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قال: أَخْرَجَ مَرْوَانَ الْمُنْبِرَ فِي يَوْمِ عِيدِ قَبْدًا بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ! أَخْرَجْتَ الْمُنْبِرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ، وَبَدَأَتْ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، فَقَالَ: أَمَا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُعَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُعَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أضعفُ الْإِيمَانِ».



🌞 نوآمد و مسائل: ① صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی مروان کو عید سے پہلے خطبہ دینے سے منع کیا تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۹۵۶) اور اس روایت میں انکار کرنے والے کا نام عمارہ بن ربیعہ یا ابو مسعود رضی اللہ عنہما ہے۔ (عون المعبود) ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی مخالفت از حد گراں گزرتی تھی۔ ③ ”دل سے برا جانے“ کا مفہوم یہ ہے کہ عزم رکھے کہ جب بھی موقع ملا اس برائی کو ختم کر کے رہوں گا۔

۱۱۴۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : جناب عطاء حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ میں نے ان کو سنایا کرتے تھے کہ نبی ﷺ عید الفطر کے روز کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔ آپ نے خطبے سے پہلے نماز سے ابتدا فرمائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا۔ جب اللہ کے نبی ﷺ فارغ ہوئے تو اترے اور عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ قَالَا : أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ : أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : سَمِعْتُهُ يَقُولُ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى قَبْدًا بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ ،

۱۱۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، العيدين، باب موعظة الإمام النساء يوم العيد، ح: ۹۷۸، ومسلم، صلوة العيدين، باب ۱، ح: ۸۸۴ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۵۶۳۱، ومسند أحمد: ۲/۲۹۶.

۲- کتاب الصلاة عیدین کے احکام و مسائل

فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بِأَسْطِ ثَوْبِهِ تُلْقِي النِّسَاءَ فِيهِ الصَّدَقَةَ. قَالَ: تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَخَهَا، وَيُلْقِينَ وَيُلْقِينَ. وقال ابنُ بَكْرٍ: فَتَخَتْهَا.

آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے اور بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ عورتیں اس میں اپنے صدقات ڈالتی جاتی تھیں۔ کوئی اپنی انگوٹھی ڈالتی تھی، کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ ابن بکر نے (فَتْخَهَا کی بجائے) فَتَخَتْهَا کا لفظ استعمال کیا۔ (یعنی انگوٹھی)

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز عید سے پہلے خطبہ دینا اور اس کا نام ”بیان یا تقریر“ رکھنا سب ہی خلاف سنت ہے۔ ② عورتوں تک اگر خطبے کی آواز نہ پہنچے گا اندیشہ ہو تو ان کے لیے وعظ و نصیحت کا علیحدہ طور پر اہتمام کرنا جائز ہے۔ ③ اسلامی معاشرہ میں شرعی اور اجتماعی امور کیلئے صدقات و عطیات جمع کرنا کوئی معیوب کام نہیں۔ ④ خواتین اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر بھی تمہارا بہت صدقہ کر سکتی ہیں۔

۱۱۴۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَشَهِدَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمَ فِطْرِ فَصَلَّى ثُمَّ حَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ - قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ: أَكْبَرُ عِلْمِ شُعْبَةَ - فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ.

۱۱۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ قَالَ: فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعْ

۱۱۴۲- جناب عطاء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر شہادت دیتا ہوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ پر شہادت دی کہ آپ عید فطر کے دن نکلے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا، اس کے بعد عورتوں کے پاس آئے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ابن کثیر نے کہا: شعبہ کا غالب گمان ہے کہ (ایوب نے یہ جملہ بھی کہا تھا کہ) آپ ﷺ نے ان خواتین کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو وہ (اپنے صدقات بلال کے کپڑے میں) ڈالنے لگیں۔

۱۱۴۳- ایوب نے عطاء سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں نے (آپ کا خطبہ) نہیں سنا ہے تو آپ ان کی طرف

۱۱۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، العلم، باب عظة الإمام النساء وتعليمهن، ح: ۹۸ من حديث شعبة، ومسلم، صلوة العیدین، باب ۱، ح: ۸۸۴ من حديث أيوب به.
۱۱۴۳- تخریج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.



۲- کتاب الصلاة - عیدین کے احکام و مسائل

النِّسَاءِ، فَمَسَى إِلَيْهِنَّ وَبِلَالٍ مَعَهُ، فَوَعَّظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتِمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

چلے اور بلال آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے انہیں وعظ فرمایا اور صدقہ کرنے کا حکم دیا، تو کوئی بلال کے کپڑے میں اپنی بالی ڈال رہی تھی تو کوئی اپنی انگلی۔

۱۱۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُعْطِي الْقُرْطَ وَالْخَاتِمَ وَجَعَلَ بِلَالٌ يَجْعَلُهُ فِي كِسَائِهِ قَالَ: فَقَسَمَهُ عَلَى فَقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ.

۱۱۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث میں بیان کیا کہ کوئی عورت اپنی بالی دینے لگی اور کوئی اپنی انگلی اور بلال انہیں اپنے کپڑے میں جمع کرتے جاتے تھے۔ پھر آپ نے اس مال کو فقیر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

☀️ فائدہ: مسلمانوں کے ولی امر اور اسلامی تنظیمات پر لازم ہے کہ اقتصادی طور پر پے ہوئے اور نادار لوگوں کی مالی معاونت کا اہتمام کرتے رہا کریں بالخصوص عیدین کے موقع پر۔



(المعجم ۲۴۰، ۲۴۳) - بَابُ: يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ (التحفة ۲۵۰)

باب: ۲۴۰، ۲۴۳- خطبے میں کمان کا سہارا لینا

۱۱۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي جَنَابٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نُوِلَ يَوْمَ الْعِيدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ.

۱۱۴۵- جناب یزید بن براء اپنے والد سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ کو عید کے روز کمان دی گئی تو آپ نے اس کے سہارے خطبہ دیا۔

(المعجم ۲۴۱، ۲۴۴) - بَابُ تَرْكِ الْأَذَانِ فِي الْعِيدِ (التحفة ۲۵۱)

باب: ۲۴۱، ۲۴۴- عید میں اذان نہیں

۱۱۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:

۱۱۴۶- جناب عبدالرحمن بن عابس کہتے ہیں کہ ایک

۱۱۴۴- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديثين السابقين.
 ۱۱۴۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۸۲/۴ عن سفیان بن عینة به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۵۶۵۸ • أبو جناب ضعيف، وصرح بالسماع، والحديث السابق: ۱۰۹۶ يغني عن حديثه هذا.
 ۱۱۴۶- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور... الخ، ۴۴

شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید میں حاضر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں اگر مجھے آپ کے ساتھ تعلق و مرتبہ حاصل نہ ہوتا تو بچنے کے باعث میں آپ کے قریب نہ ہو سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا۔ پھر آپ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو عورتیں اپنے کانوں اور اپنی گردنوں کی طرف اشارہ کرنے لگیں۔ بیان کیا کہ آپ نے بلال کو حکم دیا تو وہ ان (عورتوں) کے پاس گئے اور پھر نبی ﷺ کے پاس لوٹ آئے۔

أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عَبَّاسٍ: أَشْهَدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ? قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْ لَا مَنَّرَلْتَنِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصَّغَرِ، فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً. قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ. قَالَ: فَجَعَلْنَ النِّسَاءَ يُنِيرْنَ إِلَى أَذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ، قَالَ: فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

۱۱۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعِيدَ بِلَا أَذَانَ وَلَا إِقَامَةَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ - أَوْ عُثْمَانَ - شَكَ يَحْيَى.

۱۱۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے عید (کی نماز) اذان اور اقامت کے بغیر پڑھائی۔ اور (ایسے ہی) ابوبکر و عمر یا عثمان نے بھی۔ کئی کو شک ہوا ہے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت معاصیح ہے اسی لیے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۱۱۴۸- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

نے ایک دو بار نہیں بلکہ کئی بار نبی ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز پڑھی ہے۔ اذان اور اقامت کے بغیر۔

۱۱۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ -

زَهْدًا لَفْظُهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ

ح: ۸۶۳ من حديث سفیان الثوري به.

۱۱۴۷- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة العیدین، ح: ۱۲۷۴ من حديث يحيى القطان به، ابن جريج عنن، وحديث البخاري، ح: ۹۶۲، ومسلم، ح: ۸۸۵ يغني عنه.

۱۱۴۸- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة العیدین، باب ۱، ح: ۸۸۷ من حديث أبي الأحوص به.



۲- کتاب الصلاة عیدین کے احکام و مسائل

سَمْرَةَ قَالَ: صَلَّىتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

(المعجم ۲۴۲، ۲۴۵) - باب التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ۲۵۲)

۱۱۴۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ

لَهَيْعَةَ عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، فِي الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا.

۱۱۵۰- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا

ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: سَوَى تَكْبِيرَتِي الرَّكُوعِ.

باب: ۲۳۲، ۲۳۵- نماز عید میں تکبیرات کا بیان
۱۱۳۹- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید فطر اور اضحیٰ میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔

۱۱۵۰- جناب خالد بن یزید نے ابن شہاب سے مذکورہ سند کے ساتھ اور اس کے ہم معنی بیان کیا مزید کہا کہ رکوع کی تکبیر کے علاوہ۔

☀️ فائدہ: صحابہ میں سے حضرت ابو ہریرہ حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اور ائمہ میں سے امام زہری امام مالک امام اوزاعی امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رضی اللہ عنہم سے یہی منقول ہے۔

۱۱۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ

قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «التَّكْبِيرُ فِي الْفِطْرِ

۱۱۵۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نماز عید الفطر میں تکبیریں پہلی رکعت میں سات ہیں اور دوسری میں پانچ اور قراءت ان دونوں کے بعد ہے۔“

۱۱۴۹- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كم يكبر الإمام في صلوة العیدین، ح: ۱۲۸۰ من حدیث ابن لهیعة به، وللحدیث شواهد، انظر، ح: ۱۱۵۱.

۱۱۵۰- تخریج: [حسن] انظر الحدیث السابق.

۱۱۵۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كم يكبر الإمام في صلوة العیدین، ح: ۱۲۷۸ من حدیث الطائفي به.



سَنَّ فِي الْأَوْلَى وَخَمْسٌ فِي الْآخِرَةِ وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَهُمَا كَلْتَيْهِمَا» .

۱۱۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ حَيَّانَ، عَنْ أَبِي يَعْلَى الطَّائِفِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَكْبِّرُ فِي الْفِطْرِ فِي الْأَوْلَى سَبْعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَكْبِرُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَكْبِرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَرُكِعُ .

قال أبو داود: رَوَاهُ وَكَيْعٌ وَابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَا: سَبْعًا وَخَمْسًا .

۱۱۵۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن عاص) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عید فطر کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہتے، پھر قراءت کرتے، پھر تکبیر کہتے (رکوع کے لیے) پھر (دوسری رکعت میں) کھڑے ہوتے اور چار تکبیریں کہتے، پھر قراءت کرتے پھر (اس کے بعد) رکوع کرتے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کعب اور ابن مبارک نے یہ حدیث روایت کی تو ان دونوں نے سات اور پانچ تکبیریں بیان کی ہیں۔

☀️ **فائدہ:** یعنی دوسری رکعت میں چار تکبیروں کا ذکر سلیمان بن حیان کا وہم ہے، صحیح پانچ ہیں جیسے کہ امام کعب اور ابن مبارک کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پانچ تکبیرات والی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۱۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَابْنُ أَبِي زِيَادٍ، الْمَعْنَى قَرِيبٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ حُبَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ تَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَائِشَةَ - جَلِيسٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ - أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحَدِيثَهُ بَنَ الْيَمَانِ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْبِرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ أَبُو

۱۱۵۳- جناب سعید بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید اضحیٰ اور فطر میں تکبیریں کیسے کہا کرتے تھے؟ تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ چار تکبیریں کہا کرتے تھے جیسے کہ جنازے میں ہوتی ہیں۔ حضرت ابو حدیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے سچ کہا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں جب بصرہ میں لوگوں پر امیر تھا تو ایسے ہی تکبیریں کہا کرتا تھا۔ اور ابو عائشہ نے کہا کہ میں سعید بن العاص کے پاس حاضر تھا۔

۱۱۵۲- تخریج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق .

۱۱۵۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۴۱۶ عن زيد بن حباب به * أبو عائشة مجهول كما قال ابن حزم وغيره، ولم أجد من وثقه .



مُوسَى: كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَهُ عَلَى
الْجَنَائِزِ. فَقَالَ حُذَيْفَةُ: صَدَقَ. فَقَالَ أَبُو
مُوسَى: كَذَلِكَ كُنْتُ أَكْبُرُ فِي الْبُصْرَةِ
حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ. قَالَ أَبُو عَائِشَةَ: وَأَنَا
حَاضِرٌ سَعِيدَ بْنِ الْعَاصِ.

☀️ توضیح: یعنی دونوں رکعتوں میں چار چار تکبیریں ہوتی تھیں۔ پہلی میں تکبیر تحریر کے علاوہ تین قراءت سے پہلے۔ اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد تین اور چوتھی رکوع کے لیے۔ امام ابو داؤد اور امام منذری رحمہما اللہ اس حدیث پر کسی نقد سے خاموش ہیں مگر تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے میں ابو عائشہ (جلسیں ابو ہریرہ) منفرد ہے وہ مجہول الحال ہے نیز عبدالرحمن بن ثوبان پر بھی جرح ہے۔ اور دیگر ثقافت کی ایک جماعت مثلاً علقمہ اسود اور عبداللہ بن قیس اس قصے کو حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہما اللہ پر موقوف بیان کرتے ہیں۔ جبکہ مذکورہ الصدر احادیث جن میں بارہ تکبیرات زائدہ کا بیان آیا ہے وہ مرفوع ہیں اور اسنادی اعتبار سے صحیح ہیں یا حسن اور دیگر ان کی مؤید ہیں۔ اور اکثر صحابہ و ائمہ کا انہما پر عمل ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، حدیث: ۱۳۵۸-۱۳۵۹)

(المعجم ۲۴۳، ۲۴۶) - باب مَا يُقْرَأُ
فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ (التحفة ۲۵۳)

۱۱۵۳- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو واقد
اللسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر
میں کیا قراءت کیا کرتے تھے؟ کہا کہ ﴿ق وَالْقُرْآنِ
الْمَجِيدِ﴾ اور ﴿اَقْرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾

۱۱۵۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
صَمْرَةَ بْنِ سَعِيدِ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ
أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ
فِيهِمَا بـ ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ وَ﴿اَقْرَبَتِ
السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾.

☀️ فائدہ: عیدین میں ان سورتوں کی قراءت مسنون اور مستحب ہے۔

(المعجم ۲۴۴، ۲۴۷) - باب الْجُلُوسِ
لِلْخُطْبَةِ (التحفة ۲۵۴)

۱۱۵۴- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة العیدین، باب ما یقرأ فی صلوة العیدین، ح: ۸۹۱ من حدیث مالک بہ،
وہو فی الموطأ (یحیی): ۱/۱۸۰.



۱۱۵۵- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ کے ہاں عید میں حاضر تھا۔ آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”ہم خطبہ دیتے ہیں تو جو پسند کرے بیٹھ جائے اور جو جانا چاہے چلا جائے۔“

۱۱۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السَّيْنَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِيدَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّا نَخُطُبُ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ».

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ یہ حدیث (مرفوع صحیح نہیں بلکہ) مرسل ہے اور عطاء نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔

قال أبو داؤد: وَهَذَا مُرْسَلٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

☀️ توضیح: دوسرے محدثین کے نزدیک یہ روایت صحیح یا حسن ہے۔ اس سے عید کے خطبہ کے وجوب کی نفی ہوتی ہے۔ تاہم اس کے سنت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ نے عید کے اجتماع میں ان عورتوں کو بھی شریک ہونے کی تاکید کی ہے جو ایام حیض میں ہوں اور نماز کی پابندی سے مستثنیٰ ہوں۔ اس لیے خطبہ عید کے بھی سننے کا اہتمام ہونا چاہیے اس سے تساہل و اعراض سنت سے تساہل و اعراض ہے جو کسی مسلمان کے لیے زیان نہیں۔

باب: ۲۳۵، ۲۳۸- عید گاہ کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا

(المعجم ۲۴۵، ۲۴۸) - باب الخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ ذِي رَجْعٍ فِي طَرِيقٍ (التحفة ۲۵۵)

۱۱۵۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کو جانے کے لیے ایک راستہ اختیار فرمایا اور واپسی میں دوسرے راستے سے تشریف لائے۔

۱۱۵۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ يَوْمَ الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ ثُمَّ رَجَعَ فِي طَرِيقٍ آخَرَ.

۱۱۵۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العيدين، باب التخيير بين الجلوس في الخطبة للعيدين، ح: ۱۵۷۲، وابن ماجه، ح: ۱۲۹ من حديث الفضل بن موسى به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۶۲، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۹۵، ووافقه الذهبي * ابن جريج عن عطاء قوي.

۱۱۵۶- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الخروج يوم العيد من طريق والرجوع من غيره، ح: ۱۲۹۹ من حديث عبدالله العمري به، وحديثه عن نافع قوي، وثقه ابن معين في روايته عن نافع، راجع 'ميزان الاعتدال' وغيره.

☀️ فائدہ: یہ عمل مستحب ہے جبکہ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی

ﷺ جب عید کا دن ہوتا تو (آتے جاتے) راستہ تبدیل کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۹۸۶)

(المعجم ۲۴۶، ۲۴۹) - بَابُ: إِذَا لَمْ
يَخْرُجِ الْإِمَامُ لِلْعِيدِ مِنْ يَوْمِهِ يَخْرُجُ مِنْ
الْعِيدِ (التحفة ۲۵۶)

باب: ۲۳۶، ۲۳۹- اگر عید کے روز عید نہ
پڑھی جاسکے تو امام اگلے دن پڑھائے

۱۱۵۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةَ،
عَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةَ لَه مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا جَاؤُوا إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوْا الْهَيْلَالَ
بِالْأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا وَإِذَا
أَضْبَحُوا يَعْذُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ.

۱۱۵۷- جناب ابو عمیر بن انس اپنے چچوں سے جو
کہ نبی ﷺ کے صحابہ تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک قافلے
والے نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے شہادت
دی کہ ہم نے کل شام کو چاند دیکھا ہے۔ تو آپ نے
لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ افطار کر لیں اور اگلے دن صبح کو
عید گاہ میں پہنچیں۔

۱۱۵۸- حَدَّثَنَا حَمْرَةُ بْنُ نَصِيرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ
سُوَيْدٍ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ أَبِي يَحْيَى:
أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَالِمٍ مَوْلَى نَوْفَلِ بْنِ
عَدِيٍّ: أَخْبَرَنِي بَكْرُ بْنُ مَبَشَّرِ الْأَنْصَارِيِّ
قَالَ: كُنْتُ أَغْدُو مَعَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ
الْأَضْحَى، فَنَسَلُكَ بَطْنَ بَطْحَانَ حَتَّى نَأْتِيَ
الْمُصَلَّى فُضِّلِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ
نَزَجِعُ مِنْ بَطْنِ بَطْحَانَ إِلَى بِيوتِنَا.

۱۱۵۸- حضرت بکر بن مبشر انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ میں اصحاب رسول کی معیت میں عید فطر اور
عید اضحیٰ کے روز عید گاہ کو جایا کرتا تھا۔ ہم لوگ وادی
بطحان کے بطن سے گزرتے تھے، حتیٰ کہ عید گاہ میں پہنچ
جاتے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اسی وادی
بطحان کے بطن سے گزر کر واپس اپنے گھروں کو لوٹ آیا
کرتے تھے۔

۱۱۵۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، العيدین، باب الخروج إلى العيدین من الغد، ح: ۱۵۵۸ من
حدیث شعبہ به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۶۵۳، وصححه البيهقي: ۳/۳۱۶ وغیره.

۱۱۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱/۲۹۶، ۲۹۷ من حدیث سعید بن أبي مریم به ۴ إسحاق بن
سالم مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.



۲- کتاب الصلاة عیدین کے احکام و مسائل

☀️ توضیح: معنوی اعتبار سے اس حدیث کا تعلق سابقہ باب سے ہے۔ اور اشارہ ہے کہ عید گاہ سے راستہ بدل کر آنا مستحب ہے ضروری نہیں۔

(المعجم ۲۴۷، ۲۵۰) - باب الصَّلَاةِ
بَاب: ۲۴۷، ۲۵۰- نماز عید کے بعد نماز پڑھنا؟
بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدِ (التحفة ۲۵۷)

۱۱۵۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے روز نکلے (عید کی) دو رکعتیں پڑھیں۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔ پھر عورتوں کی طرف آئے آپ کے ساتھ بلال تھے۔ آپ نے ان (عورتوں) کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو کوئی اپنی بال اتار رہی تھی اور کوئی اپنا ہار۔

۱۱۵۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خِرْصَهَا وَسِخَابَهَا.

☀️ فائدہ: عید کے روز عید گاہ میں کوئی نفل نہیں عید سے پہلے نہ بعد۔

(المعجم ۲۴۸، ۲۵۱) - بَاب: يُصَلِّي
بَاب: ۲۴۸، ۲۵۱- بارش کی وجہ سے مسجد میں عید پڑھنا
بِالنَّاسِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ يَوْمَ
مَطَرٍ (التحفة ۲۵۸)

۱۱۶۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنَ الْقُرَوِيِّينَ - وَسَمَاءُ الرَّبِيعِ فِي حَدِيثِهِ عَيْسَى بْنُ

۱۱۶۰- وَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ كَسَبَتْهُ هِيَ أَنَّ فِيهَا فَرْوِيٌّ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ نَزَلَ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خِرْصَهَا وَسِخَابَهَا.

۱۱۵۹- تخريج: أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ۹۶۴، ومسلم، صلوة العيدين، باب ترك الصلوة، قبل العيد وبعدها، في المصلى، ح: ۸۸۴ بعد، ح: ۸۹۰ من حديث شعبة به.

۱۱۶۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة العيد في المسجد إذا كان مطر، ح: ۱۳۱۳ من حديث الوليد بن مسلم به * عيسى بن عبد الأعلى مجهول (تقريب) * وعبد الله بن موهب مستور، ورواه البيهقي: ۳/ ۳۱۰ بإسناد قوي عن عمر من قوله: صلوة العيدين في المسجد، قال: "فإذا كان هذا المطر فالمسجد أرفق".



۲- کتاب الصلاة عیدین کے احکام و مسائل

عَبْدُ الْأَعْلَى بْنِ أَبِي فَرَوَةَ - سَمِعَ أَبَا يَحْيَى
عُبَيْدَ اللَّهِ التَّمِيمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ
أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ
ﷺ صَلَاةَ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ.

☀️ ملاحظہ: یہ حدیث معنا صحیح ہے، یعنی مسئلہ اسی طرح ہے کہ عید کھلے میدان میں پڑھنا افضل ہے۔ تاہم عذر ہو تو مسجد میں بھی جائز ہے۔



نماز استسقاء کے احکام و مسائل

[استسقاء] کے معنی ہیں ”پانی طلب کرنا“ یعنی خشک سالی ہو اور اس وقت بارش نہ ہو رہی ہو جب فصلوں کو بارش کی ضرورت ہو تو ایسے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے دعاؤں کے علاوہ باجماعت دو رکعت نماز پڑھنا بھی ثابت ہے جسے نماز استسقاء کہا جاتا ہے یہ ایک مسنون عمل ہے۔ اس کا طریق کار کچھ اس طرح سے ہے:

- اس نماز کو کھلے میدان میں ادا کیا جائے۔
- اس کے لیے اذان و اقامت کی ضرورت نہیں۔
- صرف دل میں نیت کرے کہ میں نماز استسقاء ادا کر رہا ہوں۔
- بلند آواز سے قراءت کی جائے۔
- لوگ بجز واگسار کا اظہار کرتے ہوئے نماز کے لیے جائیں۔
- انفرادی اور اجتماعی طور پر تو۔ استغفار ترک معاصی اور رجوع الی اللہ کا عہد کیا جائے۔
- کھلے میدان میں منبر پر خطبہ اور دعا کا اہتمام کیا جائے تاہم منبر کے بغیر بھی جائز ہے۔
- سورج نکلنے کے بعد یہ نماز پڑھی جائے بہتر یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سورج نکلنے ہی پڑھا ہے۔

۳- کتاب صلاة الاستسقاء نماز استسقاء کے احکام و مسائل

- جمہور علماء کے نزدیک امام نماز پڑھا کر خطبہ دے، تاہم قبل از نماز بھی جائز ہے۔
- نماز گاہ میں امام قبلہ رخ کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ اتنے بلند کرے کہ بظلموں کی سفیدی نظر آنے لگے۔
- دعا کیلئے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف اور ہتھیلیاں زمین کی طرف ہوں، تاہم ہاتھ سر سے اوپر نہ ہوں۔
- دعا منبر ہی پر قبلہ رخ ہو کر کی جائے۔
- لوگ چادریں ساتھ لے کر جائیں، دعا کے بعد اپنی اپنی چادر کو الٹا دیا جائے یعنی چادر کا اندر کا حصہ باہر کر دیا جائے اور دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بائیں کنارہ دائیں کندھے پر ڈال لیا جائے۔ یہ سارے کام امام کے ساتھ مقتدی بھی کریں۔
- ہاتھوں کی پشتوں کو آسمان کی طرف کرنا اور چادروں کو پلٹنا، یہ نیک فالی کے طور پر ہے، یعنی یا اللہ! جس طرح ہم نے اپنے ہاتھ اٹھانے کے لیے ہیں اور چادروں کو پلٹ لیا ہے، تو بھی موجودہ صورت کو اسی طرح بدل دے۔ بارش برسا کر قحط سالی ختم کر دے اور تنگی کو خوش حالی میں بدل دے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۳) - [كِتَابُ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ] (التحفة . . .)

نماز استسقاء کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - [باب] جُمَاعِ اَبْوَابِ صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ وَتَفْرِيعِهَا
باب: ۱- نماز استسقاء اور اس کے ضمنی مسائل
(التحفة ۲۵۹)

۱۱۶۱- عباد بن تمیم اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دعا کیلئے لوگوں کی معیت میں باہر (میدان میں) نکلے۔ آپ نے انہیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ ان میں قراءت اونچی آواز سے کی آپ نے اپنی چادر کو اٹھایا، اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور بارش ماگنی اور قبلہ رخ ہوئے۔

۱۱۶۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِيهِمْ فَصَلَّى بِهِمْ رُكْعَتَيْنِ جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِيهِمَا وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا وَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

۱۱۶۲- جناب عباد بن تمیم مازنی نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے چچا سے سنا جو کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے وہ بیان کر رہے تھے: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقاء کے لیے نکلے۔ آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے اللہ عزوجل سے دعا مانگی۔ سلیمان بن داؤد کا بیان

۱۱۶۲- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَسَلِيمَانُ ابْنُ دَاوُدَ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ وَيُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ الْمَازِنِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۱۱۶۱- تخریج: [صحیح] أصله متفق عليه، أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء قائماً، ح: ۱۰۲۳، ومسلم، الاستسقاء، باب: كتاب صلوة الاستسقاء، ح: ۸۹۴ من حديث الزهري به.
۱۱۶۲- تخریج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

- یقول: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي، فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ. قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ. قَالَ ابْنُ أَبِي ذَثِبٍ: وَقَرَأَ فِيهِمَا. زَادَ ابْنُ السَّرْحِ: يُرِيدُ الْجَهْرَ.

ہے: آپ نے قبلے کی طرف رخ کیا اور اپنی چادر کو الٹایا پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ ابن ابی ذئب نے کہا: آپ نے ان میں قراءت کی۔ ابن سرح نے یہ اضافہ کیا ہے: مقصد یہ ہے کہ آپ نے جہری قراءت کی۔

۱۱۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ قَالَ: قَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ يَعْنِي الْحُمْصِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ - لَمْ يَذْكُرِ الصَّلَاةَ - : وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ، وَجَعَلَ عِطَافَهُ الْأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ دَعَا اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ.

۱۱۶۳- جناب محمد بن مسلم (ابن شہاب زہری) نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی، مگر نماز کا ذکر نہیں کیا اور کہا: آپ نے اپنی چادر کو پلٹایا۔ اس طرح کہ اس کا دایاں کنارہ اپنے بائیں کندھے پر اور بائیں کنارہ دائیں کندھے پر کر لیا پھر اللہ عزوجل سے دعا فرمائی۔

۱۱۶۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَزِيَّةَ، عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: اسْتَسْقَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءٌ، فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ أَعْلَاهَا، فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلْبُهَا عَلَى عَاتِقِهِ

۱۱۶۴- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء پڑھائی، آپ پر سیاہ رنگ کی اونی چادر تھی۔ آپ نے چاہا کہ اس کے نیچے والے کنارے کو پکڑ کر اوپر کر لیں، مگر یہ آپ کے لیے مشکل ہو گیا تو آپ نے اسے کندھوں ہی پر پلٹ لیا۔

☀️ فائدہ: چادر پلٹنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں سے کمر کے نیچے سے چادر کا دایاں کنارہ بائیں ہاتھ سے

۱۱۶۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين، أخرجه البيهقي ۳/ ۳۵۰ من حديث أبي داود به.

۱۱۶۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم ۱/ ۳۲۷ من حديث عبدالعزیز بن محمد به، و صححه علی شرط مسلم، و وافقه الذهبي، و صححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۷۳۴.



۳- کتاب صلاة الاستسقاء نماز استسقاء کے احکام و مسائل

اور بایں کنارہ دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اوپر کولے آئیں۔ اس طرح چادر اوپر نیچے دائیں بائیں سب اطراف سے پلٹ جاتی ہے۔ چادر نہ اڑھی ہو تو رمال ہی کے ساتھ یہ عمل کر لے تاکہ سنت نبوی پر عمل کا ثواب حاصل ہو۔

۱۱۶۵- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، نَحْوَهُ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كِنَانَةَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَرْسَلَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ. قَالَ: - عَثْمَانُ بْنُ عُثْبَةَ - وَكَانَ أَمِيرَ الْمَدِينَةِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَبَدِّلاً مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا، حَتَّى أَتَى الْمُصَلَّى - زَادَ عُثْمَانُ: فَرَقِي عَلَى الْمَنِيرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - فَلَمْ يَخْطُبْ [خُطْبُكُمْ] هَذِهِ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدِ.

۱۱۶۵- جناب اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے امیر مدینہ ولید بن عتبہ نے..... عثمان نے اس کو ابن عقبہ کہا..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں بھیجا کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے متعلق پوچھ کر آؤں۔ تو انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ معمولی حالت میں توضیح اور عاجزی کی کیفیت کے ساتھ نکلے۔ یہاں تک کہ نماز گاہ میں پہنچ گئے۔ عثمان نے اضافہ کیا کہ آپ منبر پر چڑھے۔ پھر دونوں کا متفقہ بیان ہے: آپ نے تمہارے ان خطبوں کی مانند خطبہ نہیں دیا، بلکہ مسلسل دعائے اظہار عجز اور تکبیر میں مشغول رہے۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں جیسے کہ عید میں پڑھی جاتی ہیں۔

قال أبو داود: وإلخبار للثَّقَلِيِّ، وَالصَّوَابُ ابْنُ عُثْبَةَ.

امام ابوداؤد نے کہا: یہ روایت نسفیلی کی ہے۔ اور ابن عتبہ (تاء کے ساتھ) صحیح ہے۔

☀️ فائدہ: عید سے مشابہت وقت عدم اذان عدم تکبیر عدد رکعات اور نماز مقدم کرنے اور خطبہ مؤخر کرنے میں ہے۔ استسقاء میں عید کی طرح زائد تکبیرات صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہیں۔

(المعجم . . .) - **بَابُ: فِي أَيِّ وَقْتٍ يُحَوَّلُ رِدَاءُهُ إِذَا اسْتَسْقَى** (التحفة ۲۶۰)

باب: استسقاء میں کس وقت اپنی چادر پلٹی جائے

۱۱۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ

۱۱۶۵- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في صلوة الاستسقاء، ح: ۵۵۸ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وقال: "حسن صحيح"، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۰۵، وابن حبان، ح: ۶۰۳.

۱۱۶۶- تخريج: متفق عليه، انظر، ح: ۱۱۶۱.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء..... نماز استسقاء کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے نماز گاہ کی طرف نکلے۔ آپ نے جب دعا کا ارادہ فرمایا تو قبلے کی طرف رخ کر لیا اور اپنی چادر پلٹ لی۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي، وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ.

۱۱۶۷- حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز گاہ کی طرف نکلے اور نماز استسقاء پڑھی اور جب قبلے کی طرف رخ کیا تو اپنی چادر پلٹی۔

۱۱۶۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَادَ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدِ الْمَازِنِيِّ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

☀️ فائدہ: خطبے کے دوران میں دعا کے موقع پر یہ عمل بطور نیک فال مسنون ہے۔



باب ۳- استسقاء میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(المعجم ۲) - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي

الاسْتِسْقَاءِ (التحفة ۲۶۱)

۱۱۶۸- حضرت عمیر مولیٰ بنی آبی اللحم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مقام زوراء کے قریب اجار زیت کے پاس بارش کی دعا کرتے دیکھا آپ اپنے چہرے کے سامنے ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے مگر ہاتھ سر سے اونچے نہ تھے۔

۱۱۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيَّوَةَ وَعُمَرَ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى بَنِي أَبِي اللَّحْمِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَارِ الرَّبِثِ قَرِيبًا مِنَ الزُّورَاءِ فَأَيْمًا يَدْعُو يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قَبْلَ وَجْهِهِ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ.

۱۱۶۷- تخريج: متفق عليه، انظر، ح: ۱۱۶۱، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۹۰/۱.

۱۱۶۸- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۵/۲۲۳ من حديث عبد الله بن وهب به.

۱۱۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بارش کیلئے اس طرح دعا کرتے تھے اور انہوں نے ہاتھ لے کر کے دکھائے اور ہتھیلیوں کو زمین کی طرف کیا (اور اتنے بلند کیے کہ) میں نے ان کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

۱۱۷۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَفَانٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَسْقِي هَكَذَا، يَعْنِي: وَمَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ بُطُونَهُمَا مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ حَتَّى رَأَيْتَ بَيَاضَ إِنْطِيهِ.

☀️ فائدہ: استسقاء میں الٹے ہاتھوں سے دعا کرنا نیک فال کے طور پر ہے اور مستحب عمل ہے۔

۱۱۷۲- جناب محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے ان صاحب نے خبر دی جنہوں نے نبی ﷺ کو احجار زیت کے پاس اپنی ہتھیلیاں پھیلائے دعا کرتے دیکھا تھا۔ (گزشتہ حدیث: ۱۱۶۸)

۱۱۷۲- حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ بَاسِطًا كَفَيْهِ.

۱۱۷۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ بارش نہیں ہو رہی تو آپ نے نماز گاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا کہ وہ اس میں باہر آئیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس روز (نماز استسقاء کے لیے) اس وقت نکلے جب سورج کی ٹکری نکل آئی تھی، آپ منبر پر بیٹھے اور اللہ عزوجل کی تکبیر و تحمید کی پھر فرمایا: ”تم نے شکایت کی ہے کہ تمہارے علاقے خشک ہو رہے ہیں اور بارش میں اپنی آمد کے وقت سے تاخیر ہو رہی ہے۔ تو اللہ عزوجل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اسے پکارو اور تم سے اس کا وعدہ ہے کہ وہ قبول کرے

۱۱۷۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُورٍ عَنْ يُوسُفَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: شَكَأَ النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قُحُوطَ الْمَطَرِ فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوَضَعَ لَهُ فِي الْمُصَلَّى، وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فِيهِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَدَأَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمَدَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّكُمْ شَكَّوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَأَشْتِخَاَرَ الْمَطَرَ



۱۱۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ۸۹۶ من حديث حماد بن سلمة به.

۱۱۷۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۲۷/۵ من حديث شعبة به، وانظر، ح: ۱۱۶۸.

۱۱۷۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳/۳۴۹ من حديث هارون بن سعيد به، وصححه ابن حبان، ح: ۶۰۴، والحاكم: ۱/۳۲۸، ووافقه الذهبي.

گا۔“ پھر فرمایا: ”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ روز جزا کا بادشاہ ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تو ہی اللہ ہے تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، تو غنی اور بے پروا ہے اور ہم فقیر محتاج ہیں، ہم پر بارش نازل فرما اور جو تو نازل فرمائے اسے ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک کے لیے گزران بنا دے۔“ پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اٹھاتے گئے حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ پھر آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ کر لی (یعنی قبلہ رخ ہو گئے) اور اپنی چادر پٹائی جب کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ بعد ازاں لوگوں کی طرف منہ کیا اور منبر سے اتر آئے اور دو رکعتیں پڑھائیں۔ تب اللہ نے ایک بدلی پیدا فرمائی، وہ کڑکی اور چمکی اور اللہ کے حکم سے برسنے لگی، آپ اپنی مسجد تک نہ پہنچے کہ نالے بہنے لگے۔ جب آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سایوں اور چھپروں کی طرف جلدی جلدی بھاگ رہے ہیں تو آپ ہنسے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔“

عن إِبَانٍ زَمَانِهِ عَنكُمْ وَقَدْ أَمَرَكُمْ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ تَدْعُوهُ وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُمْ». ثُمَّ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اللَّهُمَّ! أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْعَنِيَّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ. أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْعَيْتَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ» ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حَتَّى بَدَأَ بِيَاضِ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَقَلَّبَ - أَوْ حَوَّلَ - رِدَاءَهُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ، فَأَنشَأَ اللَّهُ سَحَابَهُ فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللَّهِ، فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتَّى سَأَلَتِ السُّيُوفُ، فَلَمَّا رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ صَحِكَ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَقَالَ: «أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ».

قال أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ. أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقْرَؤُونَ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ)، وَإِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ حُجَّةٌ لَهُمْ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (یعنی اس کے رواۃ میں تفرد ہے) اور سند کے اعتبار سے جید (عمدہ) ہے۔ (یعنی اس میں کوئی علت قاعدہ نہیں۔) اور یہ حدیث اہل مدینہ کی دلیل ہے کہ وہ لوگ ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ پڑھتے ہیں۔



۱۱۷۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اہل مدینہ کو قحط پیش آیا۔ مجھے کاروز تھا آپ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! گھوڑے مر گئے، بکریاں ہلاک ہو گئیں اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہمیں بارش عنایت فرمائے۔ آپ نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور دعا کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آسمان شخص کی مانند صاف تھا، سوہو اچلنے لگی اور بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور پھیلتا چلا گیا پھر آسمان نے اپنا دہانہ کھول دیا۔ ہم جو نماز پڑھ کر نکلے تو پانی میں سے گزرتے ہوئے اپنے گھروں کو پہنچے۔ پھر بارش ہوتی رہی اور اگلے جمعے تک ہوتی رہی۔ تب وہی آدمی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! گھر گرنے لگے ہیں اللہ سے دعا فرمائیں کہ اس بارش کو روک دے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور دعا فرمائی: ”(اے اللہ! یہ بارش) ہمارے ارد گرد ہو ہمارے اوپر نہ ہو۔“ (انس نے کہا) میں نے بادل کو دیکھا کہ وہ مدینے کے ارد گرد بھٹنے لگا گیا کہ وہ (مدینہ) ایسے ہو گیا جیسے تاج۔

۱۱۷۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَيُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ قَالَ: أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُنَا يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلَكَ الْكُرَاعُ، هَلَكَ الشَّاءُ، فَادْعُ اللَّهُ أَنْ يَسْفِينَنَا، فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا. قَالَ أَنَسٌ: وَإِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيحٌ ثُمَّ أُنْشَأَتْ سَحَابَةٌ ثُمَّ اجْتَمَعَتْ ثُمَّ أُرْسِلَتْ السَّمَاءُ عَزَّالِيهَا، فَخَرَجْنَا نَحْوُضِ الْمَاءِ حَتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا، فَلَمْ يَزَلِ الْمَطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، فَقَامَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ فَادْعُ اللَّهُ أَنْ يَحْسِبَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا»، فَظَهَرَتْ إِلَى السَّحَابِ يَتَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيلٌ.



فوائد و مسائل: ① جمع میں استسقاء کی دعا کرنا بالکل بجا اور سنت ہے۔ ② استسقاء یا دیگر اجتماعی امور کے لیے اثنائے خطبہ اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۱۰۲۹) ③ انسان از حد کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ خشکی و گرمی برداشت کر سکتا ہے نہ بارش اور پانی۔

۱۱۷۵- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ حَضْرَتِ أَنَسِ

۱۱۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب رفع اليدين في الخطبة، ح: ۹۳۲ عن مسدد به مختصراً.
 ۱۱۷۵- تخریج: أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الاستسقاء في المسجد الجامع، ح: ۱۰۱۳، ومسلم، صلوة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح: ۸۹۷ من حديث شريك بن أبي نمره.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء نماز استسقاء کے احکام و مسائل

ﷺ کو کہتے ہوئے سنا اور حدیث عبد العزیز (یعنی سابقہ حدیث) کی مانند ذکر کیا اور (اس میں اضافہ بیان کرتے ہوئے) کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے برابر اٹھائے اور دعا فرمانے لگے: [اللَّهُمَّ! اسْقِنَا الخ] اور اسی کے مثل حدیث بیان کی۔

أخبرنا الليث عن سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ، عن شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَوِيرٍ، عن أَنَسِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ بِجِذَاءِ وَجْهِهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا» وَسَاقَ نَحْوَهُ.

۱۱۷۶- عمرو بن شعيب اپنے والد (شعيب) سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش کیلئے دعا فرماتے تو یوں کہتے تھے: [اللَّهُمَّ! اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَأَنْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأُخِي بَلَدَكَ الْمَيِّتَ] ”اے اللہ! اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو پانی پلا۔ اپنی رحمت عام کر دے اور اپنی خشک زمین کو تروتازہ کر دے۔“ یہ مالک کی حدیث کے لفظ ہیں۔

۱۱۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَسْقَى قَالَ: «اللَّهُمَّ! اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَأَنْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأُخِي بَلَدَكَ الْمَيِّتَ» هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ مَالِكٍ.



۱۱۷۶- تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۹۰، ۱۹۱، (والتمهيد: ۲۳/۴۳۲) * سفیان، تابعه حفص بن غياث وغيره، هما مدلسان وعتنا.

نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

سورج یا چاند کے بے نور ہو جانے کو کسوف اور خسوف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم نمونہ اور نشانیاں ہیں ان کی روشنی اور حرارت کا مدہم پڑ جانا یا بالکل ہی ختم ہو جانا نظم کائنات میں بلا شرکت غیرے اللہ کے تصرف اور اختیار کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں پر رسول اللہ ﷺ پر سخت گھبراہٹ طاری ہو جاتی اور اللہ کے خوف سے پریشان ہو جاتے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کے لیے نماز کا اہتمام فرماتے۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ آپ نے باجماعت دو رکعتیں نماز پڑھی۔ آپ نے سورۃ بقرہ تلاوت کرنے کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا پھر لمبا رکوع کیا۔ پھر سر اٹھا کر لمبا قیام کیا پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا۔ پھر دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا، پھر دو رکوع کیے پھر دو سجدے کیے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرا پھر خطبہ دیا جس میں اللہ کی حمد و ثنا اور جنت و جہنم کا تذکرہ کیا۔ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۵۲ و صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۰۷)

نماز کسوف و خسوف سے متعلق چند اہم احکام و مسائل

- یہ نماز مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے۔
- اس میں قراءت لمبی اور بلند آواز سے کی جائے۔
- اس نماز کی دونوں رکعتوں میں دو تین یا چار رکوع کیے جاسکتے ہیں، تاہم صحیح ترین احادیث میں ہر رکعت میں دو دو رکوع کا ذکر ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر نے کہا ہے۔ دیکھیے: (تمہید ۳/۳۰۲، ۳۰۸، ۳۰۹) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر رکعت میں دو دو رکوع کیے ہیں اور آپ نے صرف ایک ہی مرتبہ سورج گرہن کی نماز ادا کی ہے دیکھیے: (التوسل والوسیلہ ۸۶) حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد، امام بخاری اور امام شافعی رحمہم اجمعین جیسے کبار ائمہ ان روایات کی جن میں ہر دو



- کتاب صلاة الاستسقاء نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

رکعت میں دو سے زیادہ رکوع کا ذکر ہے، صحیح نہیں کرتے۔ دیکھیے: (زاد المعاد: ۱/۲۵۳، ۲۵۵) علامہ صنعانی، علامہ شوکانی اور شیخ احمد شاہ کربلا نے بھی ہر رکعت میں دو دو رکوع والی روایات کو لیا ہے۔

○ رکوع کے بعد قومہ کرنے کی بجائے دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے لہذا اس موقع پر نئے سرے سے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔

○ نماز کے بعد خطبہ دیا جائے کیونکہ صحیح احادیث میں بعد از نماز خطبہ دینے کا ذکر ہے۔ چاہے سورج گرہن اختتام نماز تک ختم ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس میں وعظ و نصیحت اور خوف الہی کا تذکرہ ہو۔

○ عورتیں بھی نماز کسوف و خسوف میں شامل ہو سکتی ہیں۔

○ نماز کے بعد قبلہ رو ہو کر خوب گڑگڑا کر دعا کی جائے۔ حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ گرہن صاف ہو گیا۔ (تاریخ دمشق: ۱۲۹/۷)

○ نماز اور خطبے سے فراغت تک بھی اگر گرہن صاف نہیں ہوتا تو پھر دعا اور ذکر و اذکار میں مشغول رہنا چاہیے یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے۔

○ احادیث میں اس موقع پر صدقہ کرنے، عذاب قبر سے پناہ مانگنے اور غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس موقع پر ذکر و دعا، تکبیر و تہلیل، استغفار اور صدقہ وغیرہ کرنا چاہیے۔



۳- کتاب صلاة الانستقاء نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

باب: ۳- نماز کسوف کا بیان

(المعجم ۳) - باب صلاة الكسوف

(الصفحة ۲۶۲)

۱۱۷۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ: أَخْبَرَنِي مَنْ أَصْدَقُ - وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ - [قَالَتْ:] كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ، فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ، فِي كُلِّ رَكَعَةٍ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ يَرْكَعُ الثَّلَاثَةَ ثُمَّ يَسْجُدُ، حَتَّىٰ إِنَّ رَجُلًا يَوْمَئِذٍ لَيُعْشَىٰ عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ حَتَّىٰ إِنَّ سَجَالَ الْمَاءِ لَيَنْصَبُ عَلَيْهِمْ، يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: «اللَّهُ أَكْبَرُ» وَإِذَا رَفَعَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» حَتَّىٰ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ، فَإِذَا كُسِفَا فَافْرَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ».

۱۱۷۷- فوائد و مسائل: ① رکوع کے بعد قیام میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی صراحت نہیں ہے صرف دوبارہ قراءت شروع کرنے کا ذکر ہے کیونکہ دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے لہذا نئے سرے سے سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے تاہم بعض ائمہ دوبارہ سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ ② نماز کسوف میں بھی خطبہ دینا چاہیے جس میں اہم امور کی نشاندہی کی جائے۔ ③ کسی بڑے چھوٹے بشر کی موت و حیات کے ساتھ ان اجرام فلکی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ④ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں تین رکوع کے الفاظ شاذ ہیں۔ محفوظ الفاظ ”دو رکوع“ ہیں جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ اور حدیث: ۱۱۸۰ میں بھی ہے۔

۱۱۷۷- تخریج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح: ۹۰۱/ب/۶ من حدیث ابن جریر بہ.



باب: ۴- نماز کسوف میں چار رکوع کرنے کا بیان

(المعجم ۴) - باب مَنْ قَالَ: أَرْبَعُ

رَكَعَاتٍ (التحفة ۲۶۳)

۱۱۷۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے

۱۱۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا اور

حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ: حَدَّثَنِي

یہ وہی دن تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے فرزند جناب

عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُسِفَتِ

ابراہیم فوت ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا: یہ ابراہیم کی

الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ

وفات پر گہنایا ہے۔ سونبی ﷺ نے قیام فرمایا اور لوگوں کو

ذَلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ إِبْرَاهِيمُ [ابن]

چار سجدوں میں چھ رکوع کرائے۔ (یعنی ہر رکعت میں

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ النَّاسُ: إِنَّمَا كُسِفَتِ

تین تین رکوع کیے۔) آپ نے اللہ اکبر کہا پھر لمبی قراءت

لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى

کی پھر رکوع کیا اس قدر جتنا کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا

بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ،

اور قراءت کی جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی۔ پھر رکوع کیا

كَبِيرٌ ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا

جتنا کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور تیسری بار قراءت کی جو

مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَرَأَ دُونَ الْقِرَاءَةِ

کہ دوسری بار کی قراءت سے کم تھی۔ پھر رکوع کیا جس

الْأُولَىٰ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ

قدر کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے

رَأْسَهُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الثَّلَاثَةَ دُونَ الْقِرَاءَةِ

اور دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہوئے اور تین رکوع کیے

الثَّانِيَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ

سجدے سے پہلے۔ ہر پہلا رکوع دوسرے سے زیادہ لمبا

فَانْحَدَرَ لِلسُّجُودِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ

ہوتا تھا البتہ ہر رکوع قیام کے برابر لمبا ہوتا تھا۔

فَرَكَعَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ، لَيْسَ

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا کہ پھر آپ اثنائے نماز

فِيهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي

میں پیچھے ہٹے تو صفیں بھی آپ کے ساتھ پیچھے ہو گئیں

بَعْدَهَا، إِلَّا أَنْ رُكُوعَهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ.

پھر آپ آگے بڑھے اور اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو صفیں

قَالَ: ثُمَّ تَأَخَّرَ فِي صَلَاتِهِ فَتَأَخَّرَتِ

بھی آگے بڑھ گئیں اس طرح آپ نے نماز پوری کی

الصُّفُوفُ مَعَهُ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَامَ فِي مَقَامِهِ

یہاں تک کہ سورج صاف نکل آیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

وَتَقَدَّمَتِ الصُّفُوفُ فَقَضَى الصَّلَاةَ وَقَدْ

”لوگو! سورج اور چاند اللہ عز و جل کی نشانیوں میں سے دو

طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: «يَأَيُّهَا النَّاسُ!

۱۱۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلوة الكسوف من أمر الجنة والنار، ح: ۹۰۴ من حديث عبد الملك بن أبي سليمان به، وهو في المسند لأحمد: ۳/۳۱۷، ۳۱۸ بتامه.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ بَشَرٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ» وَسَاقَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ .

نشانیاں ہیں۔ یہ کسی بشر کی موت کے باعث بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم ان میں سے کچھ دیکھو تو نماز پڑھا کر حتیٰ کہ صاف ہو جائیں۔“ اور بقیہ حدیث بیان کی۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث کا باب سے تعلق واضح نہیں ہے الّا یہ کہ نماز کسوف میں ہر پہلا قیام اور رکوع لمبا اور دوسرا اس سے کم ہونا چاہیے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا اپنے مصلے سے آگے بڑھنا جنت کے مشاہدے کی بنا پر تھا اور پیچھے پڑنا جہنم کے دکھائے جانے کے باعث تھا۔ ③ شیخ البانی کے نزدیک اس میں بھی ”چھ رکوع“ کے الفاظ شاذ ہیں۔ محفوظ الفاظ ”چار رکوع“ ہیں۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔

۱۱۷۹- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ فَكَانَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ .

۱۱۷۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک انتہائی گرم دن میں سورج گہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور لمبا قیام کیا حتیٰ کہ لوگ گرنے لگے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور لمبی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر (دوسرا) رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور لمبی دیر کھڑے رہے پھر سجدہ کیا اور دو سجدے کیے پھر قیام کیا جیسے کہ پہلے کیا تھا۔ سو آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کیے اور حدیث بیان کی۔

۱۱۸۰- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ؛ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

۱۱۸۰- نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سورج گہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے



۱۱۷۹- تخریج: أخرجه مسلم من حديث إسماعيل به، انظر الحديث السابق .

۱۱۸۰- تخریج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح: ۹۰۱ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح: ۱۰۴۶ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به .

عن عائشة زَوْج النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: حَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسَ وَرَاءَهُ، فَأَقْرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ»، ثُمَّ قَامَ فَأَقْرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ»، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَأَنْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ.

صغیر بنائیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت شروع کی اور لمبی قراءت کی۔ پھر آپ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا 'لبارکوع' پھر اپنا سر اٹھایا اور کہا: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] اور کھڑے رہے اور قراءت کی، لمبی قراءت، جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی، پھر آپ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا 'لبارکوع' مگر پہلے رکوع سے کم۔ پھر کہا: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا اور چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے اور آپ کے فارغ ہونے سے پہلے سورج صاف ہو گیا۔

۱۱۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنبَسَةُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: كَانَ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ مِثْلَ حَدِيثِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ رُكْعَتَيْنِ.

۱۱۸۱- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گہن میں نماز پڑھی جیسے کہ عروہ عن عائشہ عن رسول اللہ ﷺ کی (مذکورہ بالا) حدیث میں گزرا ہے۔ یعنی آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور ہر رکعت میں دو رکوع کیے۔

۱۱۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفَرَاتِ بْنِ

۱۱۸۲- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

۱۱۸۱- تخریج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح: ۱۰۴۶ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح: ۹۰۲ من حديث الزهري به.

۱۱۸۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زيادات المسند: ۱۳۴/۵ من حديث عمر بن شقيق

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا اور نبی ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی اور لمبی سورتوں میں سے ایک سورت کی قراءت کی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیے پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے اور لمبی سورتوں میں سے ایک سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیے پھر آپ قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دعا کرتے رہے حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔

خَالِدِ أَبُو مَسْعُودِ الرَّازِي: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرِ الرَّازِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرِ الرَّازِي. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثْتُ عَنْ عُمَرَ بْنِ شَقِيقٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرِ الرَّازِي - وَهَذَا لَفْظُهُ وَهُوَ أْتَمُّ - عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَقَرَأَ سُورَةَ مِنَ الطُّوْلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ مِنَ الطُّوْلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ يَدْعُو حَتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا.

🌞 ملحوظہ: اس حدیث میں پانچ رکوع کا ذکر ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔



۱۱۸۳- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے سورج گہن میں نماز پڑھائی تو قراءت کی اور رکوع کیا پھر قراءت کی اور رکوع کیا پھر قراءت کی اور رکوع کیا پھر قراءت کی اور رکوع کیا۔ سجدہ کیا اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔

۱۱۸۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي تَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ وَالْأُخْرَى مِثْلَهَا.

🌞 فائدہ: یعنی ہر دو رکعت میں چار چار رکوع کیے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر رکعت میں دو دو رکوع کرنے والی روایات صحیح ہیں۔

❖ بہ، وقال ابن حبان في ترجمة الربيع بن أنس: "الناس يتقون من حديثه ما كان من رواية أبي جعفر عنه، لأن فم أحاديثه عنه اضطراباً كثيرة" وهذا الجرح مفسر.
۱۱۸۳- تخریج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر من قال إنه ركع ثمان ركعات في أربع سجعات، ح: ۹۰۹ ما حدیث یحیی القطان بہ.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء..... نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

۱۱۸۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ : حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ عِبَادِ الْعَبْدِيِّ - مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ - أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةَ يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ : قَالَ سَمُرَةُ : بَيْنَمَا أَنَا وَعَلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضَيْنِ لَنَا حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قَيْدَ رُمَحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاطِرِ مِنَ الْأَفْقِ اسْوَدَّتْ حَتَّى أَصَبَتْ كَأَنَّهَا تَنُومَةٌ ، فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ : انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللَّهِ ! لِيُحَدِّثَنَّ شَأْنَ هَذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي أُمَّتِهِ حَدَّثَنَا . قَالَ : فَدَفَعْنَا فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسْتَقْدَمَ فَصَلَّى فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا . قَالَ : ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا . قَالَ : ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا . ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ : فَوَافَقَ تَجَلِّيَ الشَّمْسِ جُلُوسَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ . قَالَ : ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَشَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ سَاقَ أَحْمَدُ

۱۱۸۴- جناب ثعلبہ بن عباد عبدی..... اہل بصرہ میں سے ایک شخص..... بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے ایک خطبے میں حاضر ہوئے، سمرہ نے کہا: ایک وفد میں اور ایک انصاری نوجوان نشانہ بازی کر رہے تھے حتیٰ کہ دیکھنے والے کی آنکھ میں جب سورج افق سے دو یا تین نیزے پر تھا تو وہ سیاہ ہو گیا جیسے کہ نومد (گھاس) ہو۔ ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو آؤ مسجد کی طرف چلیں، قسم اللہ کی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کی اس کیفیت میں امت کو ضرور کوئی نئی بات تعلیم فرمائیں گے۔ سو ہم فوراً وہاں پہنچ گئے (جیسے گویا ہمیں دھکیل دیا گیا ہو) تو وہاں آپ گھر سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ پس آپ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ آپ نے ہمیں نہایت طویل قیام کرایا ایسا کہ کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں نہایت طویل رکوع کرایا جو کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں نہایت طویل سجدہ کرایا جو کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی آپ نے ایسے ہی کیا۔ اور دوسری رکعت میں بیٹھنے کے دوران میں سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔ پھر کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا



۱۱۸۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب: كيف القراءة في الكسوف، ح: ۵۶۲، والنسائي، ح: ۱۴۸۵، وابن ماجه، ح: ۱۲۶۴ من حديث الأسود بن قيس به، وقال الترمذي: 'حسن صحيح غريب'، و صححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۹۷، وابن حبان، ح: ۵۹۷، ۵۹۸، والحاكم على شرط الشيخين: ۳۲۹/۱، ۳۳۱، ووافقه الذهب .

۳- کتاب صلاة الاستسقاء نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل
ابن یونس خُطِبَةَ النَّبِيِّ ﷺ.
کی اللہ کی توحید اور اپنی عبدیت و رسالت کی شہادت
دی۔ اور احمد بن یونس نے نبی ﷺ کا خطبہ بیان کیا۔

☀️ فائدہ: اس روایت میں ہر رکعت میں ایک رکوع کا ذکر ہے اور یہ کہ قراءت بھی سنائی نہ دیتی تھی اور احناف کے مسلک کی بنیاد یہی حدیث ہے۔ لیکن جن روایات میں ایک ایک رکعت میں دو دو رکوعوں کا ذکر ہے وہ صحیحین (بخاری و مسلم) کی روایات ہیں جو سند کے اعتبار سے ابوداؤد کی اس روایت سے زیادہ قوی ہیں۔ دوسرے ان میں یہ ایک زیادتی ہے جو ثقہ راویوں کی طرف سے ہو تو مقبول ہوتی ہے۔ اسی طرح جبری قراءت کا اضافہ بھی صحیح روایات سے ثابت ہے۔ تاہم نماز کسوف میں قراءت بھی جبری ہونی چاہیے اور رکوع بھی کم از کم دو ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔

۱۱۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ :
حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ،
عَنْ قَبِيصَةَ الْهَلَالِيِّ قَالَ : كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ فِرْعَاوْنُ يَجْرُ تَوْبَهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ ثُمَّ انصَرَفَ وَانجَلَتْ فَقَالَ : «إِنَّمَا هَذِهِ الْآيَاتُ يُخَوِّفُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَأَحَدٍ صَلَاةً صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ».

۱۱۸۵- حضرت قبيصة ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا۔ پس آپ گھبرائے ہوئے اپنا کپڑا اٹھیٹے ہوئے نکلے۔ میں ان دنوں آپ کے ساتھ مدینے میں تھا۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں کافی لمبا قیام کیا، فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ نشانیاں ہیں۔ اللہ عزوجل ان کے ذریعے سے (بندوں کو) ڈراتا ہے۔ سو جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو جیسے تم نے ابھی قریبی فرض نماز پڑھی ہے۔“



☀️ فائدہ: اس میں نماز کسوف کو فرض نماز کی طرح پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے یہ قابل حجت نہیں۔

۱۱۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ :
حَدَّثَنَا رَيْحَانُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ

۱۱۸۶- حضرت قبيصة ہلالی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سورج کو گہن لگا۔ اور موسیٰ بن اسماعیل کی (مذکورہ بالا)

۱۱۸۵- تخریج : [سناده ضعيف] أخرجه النسائي، الكسوف، باب نوع آخر، ح: ۱۴۸۷ من حديث أيوب السختياني به، و صححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۳۳، ووافقه الذهبي * وقال البيهقي: ۳/ ۳۳۴ هذا أيضًا لم يسمعه أبو قلابة عن قبيصة، إنما رواه عن رجل عن قبيصة.

۱۱۸۶- تخریج : [ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳/ ۳۳۴ من حديث أبي داود به * عباد بن منصور ضعيف، مدلس، وتابعه أنيس بن سوار، روى عنه جماعة، وثقه ابن حبان، فهو مجهول الحال.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

مَنْصُورٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ قَيْصَةَ الْهَلَالِيَّ حَدَّثَتْهُ أَنَّ الشَّمْسَ كَسَفَتْ بِمَعْنَى حَدِيثِ مُوسَى قَالَ: حَتَّى بَدَّتِ الشُّجُومُ.

عن أبي قلابة، عن هلال بن عامر: أن قيصَةَ الهَلَالِيَّ حَدَّثَتْهُ أَنَّ الشَّمْسَ كَسَفَتْ بِمَعْنَى حَدِيثِ مُوسَى قَالَ: حَتَّى بَدَّتِ الشُّجُومُ.

☀️ فائدہ: گزشتہ روایات میں رکوع کی تعداد دو دو تین تین چار چار بتائی گئی ہے۔ جب کہ بیشتر میں یہ صراحت بھی ہے کہ یہ اس دن پیش آیا تھا جس دن نبی ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تھی۔ اس لیے تعارض ظاہر ہے اور تطبیق کا کوئی امکان نہیں۔ اس لیے محققین کی رائے یہ ہے کہ ترجیح کی راہ اختیار کی جائے گی اور ترجیح دو رکوع والی روایات کو ہے کیونکہ یہ صحیحین اور بالخصوص صحیح بخاری میں مروی ہے۔ جبکہ اس سے زیادہ رکوع والی روایات صحیح مسلم اور کتب سنن کی ہیں۔ لہذا یہ روایات صحیحین کی روایت کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مرعاة المفاتیح، صلوة الكسوف، حدیث: ۱۳۹۶)

(المعجم ۵) - باب الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ۲۶۴)

باب: ۵- نماز کسوف میں قراءت کا بیان

۱۱۸۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَمِّي: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، كُلُّهُمُ قَدْ حَدَّثَنِي عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَقَامَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ فَرَأَيْتُ أَنَّهُ قَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ فَرَأَيْتُ أَنَّهُ قَرَأَ بِسُورَةِ آلِ عِمْرَانَ.

۱۱۸۷- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا یا تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ پس میں نے آپ کی قراءت کا اندازہ لگایا تو محسوس کیا کہ آپ نے سورہ بقرہ تلاوت فرمائی ہے۔ اور حدیث بیان کی۔ پھر آپ نے دو سجدے کیے پھر کھڑے ہوئے اور لمبی قراءت کی۔ میں نے آپ کی قراءت کا اندازہ لگایا تو میں نے سمجھا کہ آپ نے سورہ آل عمران تلاوت کی ہے۔

☀️ فائدہ: اس نماز میں قراءت حتی المقدور خوب لمبی ہونی چاہیے۔

۱۱۸۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۳/ ۲۳۵ من حديث عبيدالله بن سعد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم ۱/ ۳۳۳، ۳۳۴، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي: ۱۱۹۱.



۳- کتاب صلاة الاستسقاء نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

۱۱۸۸- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَرْيَدٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً فَجَهَرَ بِهَا- يُعْنِي فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ -.

۱۱۸۸- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے لمبی قراءت کی اور اونچی آواز سے۔ یعنی نماز کسوف میں۔

☀️ فائدہ: مذکورہ بالا دونوں احادیث کے درمیان جمع و تطبیق یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ فاصلے پر تھیں اس لیے نبی ﷺ کی قراءت صاف سن نہ سکی تھیں۔ آواز سنی اس لیے جانا کہ قراءت جہرا ہو رہی ہے۔ لیکن یہ نہ جان سکیں کہ قراءت کیا ہو رہی ہے اس لیے اس کا اندازہ لگایا۔

۱۱۸۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَسَبَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا يَنْحُو مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۱۱۸۹- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سورج گہن ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے سورہ بقرہ کے قریب لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا۔ اور باقی حدیث بیان کی۔



(المعجم ۶) - بَابُ: يُنَادَى فِيهَا بِالصَّلَاةِ (التحفة ۲۶۵)

۱۱۹۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَوِيرٍ أَنَّهُ سَأَلَ الزُّهْرِيَّ فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ

۱۱۹۰- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سورج گہنایا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا اس نے اعلان کیا: [الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ] یعنی نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔

۱۱۸۸- تخریج: [إسناده صحيح] وأصله عند البخاري، ح: ۱۰۶۶، ومسلم، ح: ۴/۹۰۱ من حديث الأوزاعي به.
 ۱۱۸۹- تخریج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب صلوة الكسوف جماعة، ح: ۱۰۵۲ عن القعنبی، ومسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلوة الكسوف من أمر العنة والنار، ح: ۹۰۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۸۶، ۱۸۷.
 ۱۱۹۰- تخریج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب الجهر بالقراءة في الكسوف، ح: ۱۰۶۶، ومسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح: ۹۰۱ من حديث الزهري به، ورواه مسلم من حديث الوليد بن مسلم به.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا فَنَادَى أَنَّ
الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ.

☀️ فائدہ: نماز کسوف کے لیے اعلان عام تو مستحب ہے مگر معروف اذان و اقامت نہیں ہے۔

(المعجم ۷) - باب الصَّدَقَةِ فِيهَا
باب: ۷- سورج گہن کے موقع پر صدقہ کرنا
(التحفة ۲۶۶)

۱۱۹۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ
عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا
لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ
عَزَّوَجَلَّ وَكَبِّرُوا وَتَصَدَّقُوا».

۱۱۹۱- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
نبی ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند کسی کی موت یا
ولادت کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ جب تم یہ (کیفیت)
دیکھو تو اللہ عزوجل سے دعا کیا کرو اس کی تکبیر بیان کرو
اور صدقہ دیا کرو۔“

☀️ فائدہ: کسوف کے موقع پر معروف نماز کے علاوہ مالی صدقہ کرنا بھی مستحب ہے۔

(المعجم ۸) - باب الْعَتَقِ فِيهَا
باب: ۸- اس موقع پر غلام آزاد کرنا
(التحفة ۲۶۷)

۱۱۹۲- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامِ،
عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ
ﷺ يَأْمُرُ بِالْعَتَاةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ.

۱۱۹۲- سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے مروی
ہے کہ نبی ﷺ نماز کسوف کے موقع پر غلام آزاد کرنے کا
حکم دیا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: یہ امر احتیاب و ترغیب ہے اور کسی انسان کو معاشرے میں اس کا حق اور مقام دلانا بڑا عظیم عمل ہے
بالخصوص مسلمان کے لیے۔

(المعجم ۹) - باب مَنْ قَالَ: يَرْكَعُ
رَكَعَتَيْنِ (التحفة ۲۶۸)
باب: ۹- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ
(کسوف میں معروف نماز کی طرح) دو رکعتیں پڑھے

۱۱۹۱- تخریج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصدقة في الكسوف، ح: ۱۰۴۴ عن القعني، ومسلم،
الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح: ۹۰۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۱۸۶/۱.
۱۱۹۲- تخریج: أخرجه البخاري، العتق، باب ما يستحب من العتاقة في الكسوف أو الآيات، ح: ۲۵۱۹ من
حديث زائدة بن قدامة به.

نماز کسوف و خسوف کے احکام و مسائل

۱۱۹۳- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دور میں سورج کو گھبن لگا تو آپ دودو رکعتیں پڑھنے لگے اور سورج کے متعلق بھی دریافت فرماتے جاتے تھے حتیٰ کہ وہ صاف ہو گیا۔

۱۱۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَانِيُّ: حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرِ الْبُصْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنِ التُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا حَتَّىٰ انْجَلَتْ.

☀️ فائدہ: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اس نماز میں رکعتیں تو دو ہی ہیں لیکن ہر رکعت میں کم از کم دو رکوع اور خوب لمبی قراءت ہونی چاہیے۔ (دیکھیے گزشتہ احادیث کسوف)

۱۱۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گھبن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے قیام کیا (اتنا لمبا قیام کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ رکوع نہیں کریں گے۔ پھر رکوع کیا (اتنا لمبا رکوع کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ رکوع نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا (اتنا لمبا قیام کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے پھر سجدہ کیا (اتنا لمبا سجدہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدے سے سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا اور (اتنی دیر بیٹھے رہے کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے پھر سجدہ کیا (اتنا لمبا سجدہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔ اور آخری سجدے میں زور زور سے سانس لینے لگے اور ”أف أف“ کی آواز

۱۱۹۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكْذِبْ يَرْكَعُ، ثُمَّ رَكَعَ فَلَمْ يَكْذِبْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكْذِبْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكْذِبْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكْذِبْ يَرْفَعُ، ثُمَّ رَفَعَ، وَفَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ نَفَّخَ فِي آخِرِ سُجُودِهِ فَقَالَ:



۱۱۹۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الكسوف، باب: ۱۶، نوع آخر، ح: ۱۴۸۶، وابن ماجه، ح: ۱۲۶۲ من حديث أبي قلابه به * وقال البيهقي ۳/ ۳۳۳: " هذا مرسل، أبو قلابه لم يسمعه من نعمان بن بشير، إنما رواه عن رجل عن نعمان ".

۱۱۹۴- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الكسوف، باب: ۱۴، نوع آخر، ح: ۱۴۸۳ من حديث عطاء بن السائب به، ورواه شعبة وغيره عن عطاء به.

۳- کتاب صلاة الاستسقاء حوادث کے موقع پر نماز اور سجدہ کرنے کے احکام و مسائل

نکالی اور کہا: ”اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا ہے کہ جب تک میں ان میں موجود ہوں ان کو عذاب نہیں دے گا۔ کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا ہے کہ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے تو ان کو عذاب نہ دے گا۔“ الغرض رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا..... اور حدیث بیان کی۔

«أَفُ أُمَّ»، ثُمَّ قَالَ: «رَبِّ أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ، أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ؟» فَفَرَّغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَدْ أَمْحَصَتِ الشَّمْسُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① نماز کسوف کی ہر رکعت میں ایک رکوع بھی جائز ہے تاہم دور کوع والی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔

② قیام رکوع اور جود حسب ہمت لے ہونے چاہئیں۔

۱۱۹۵- حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ دور رسالت کی بات ہے۔ میں تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا کہ سورج گہن لگ گیا تو میں نے تیر پھینک دیے اور کہا: میں بالضرور دیکھوں گا کہ آج سورج گہن والے دن رسول اللہ ﷺ کیانیا کام کرتے ہیں چنانچہ میں آپ کے پاس پہنچا اور دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے تسبیح تمہید اور تہلیل میں مشغول دعا کر رہے تھے حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔ اس موقع پر آپ نے دو رکعتوں میں دو سورتیں پڑھیں۔

۱۱۹۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا الْجَرِيرِيُّ عَنْ حَيَّانِ بْنِ عَمِيرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَتْرُمِي بِأَسْهُمٍ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ: لَا نَظْرَانَ مَا أَحَدَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُسُوفُ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ وَيُحَمِّدُ وَيَهْلُلُ وَيَدْعُو حَتَّى حُسِرَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ بِسُورَتَيْنِ وَرَكَعَ رُكْعَتَيْنِ.

باب: ۱۰- تاریکی چھا جانے یا اس طرح کے

دیگر حوادث کے موقع پر نماز پڑھنا

۱۱۹۶- جناب عبید اللہ بن نضر سے روایت ہے کہ ان کے والد کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ایک روز (آندھی یا بادل کی وجہ سے) اندھیرا

(المعجم ۱۰) - باب الصلاة عند الظلمة ونحوها (التحفة ۲۶۹)
۱۱۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَادٍ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عَمَارَةَ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ بْنِ النَّضْرِ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ:

۱۱۹۵- تخریج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلوة الكسوف 'الصلوة جامعة'، ح: ۹۱۳ من حديث بشر بن المفضل به.

۱۱۹۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳/ ۳۴۲، ۳۴۳ من حديث حرمي بن عماره به، وصححه الحاكم: ۱/ ۳۳۴، ووافقه الذهبي.



۳- کتاب صلاة الاستسقاء حوادث کے موقع پر نماز اور سجدہ کرنے کے احکام و مسائل

كَانَتْ ظُلْمَةٌ عَلَى عَهْدِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - قال :
 - فَأَتَيْتُ أَنَسًا فَقُلْتُ : يَا أَبَا حَمْرَةَ ! هَلْ كَانَ
 يُصِيْبُكُمْ مِثْلُ هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ؟
 قال : مَعَاذَ اللَّهِ ! إِنْ كَانَتِ الرِّيحُ لَتَشْتَدُّ فَنُبَادِرُ
 الْمَسْجِدَ مَخَافَةَ الْفِيَامَةِ .

چھا گیا تو میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا:
 اے ابو حمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی آپ
 لوگوں کو ایسی کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا تھا؟ انہوں نے
 کہا: اللہ کی پناہ! اگر ہوا بھی تند ہو جاتی تو ہم جلدی جلدی
 مسجد کا رخ کرتے تھے کہ کہیں قیامت نہ آجائے۔

🌞 **مطوطہ:** اس حدیث میں بیان ہے کہ ان لوگوں میں قیامت کا ڈر اور خوف بہت زیادہ تھا مگر آپ آفتوں پر آفتیں
 گزر جاتی ہیں مگر قیامت کا خیال ہی نہیں آتا نہ اپنی اصلاح ہی کی کوئی فکر کرتے ہیں۔

(المعجم ۱۱) - باب السُّجُودِ عِنْدَ
 الآيَاتِ (التحفة ۲۷۰)

باب ۱۱- جب کوئی بڑا واقعہ یا حادثہ پیش
 آئے تو سجدہ کرنا چاہیے

۱۱۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ
 أَبِي صَفْوَانَ التَّقْفِيُّ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
 كَثِيرٍ : حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ
 أَبَانَ، عَنِ عِكْرَمَةَ قَالَ : قِيلَ لِإِبْنِ عَبَّاسٍ :
 مَا تَتْ فُلَانَةٌ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَّ
 سَاجِدًا، فَقِيلَ لَهُ : تَسْجُدُ هَذِهِ السَّاعَةَ؟
 فَقَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً
 فَاسْجُدُوا»، وَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ
 أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ .

۱۱۹۷- جناب عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس
 رضی اللہ عنہما کو خبر دی گئی کہ نبی ﷺ کی ازواج میں سے فلاں
 فوت ہو گئی ہیں تو آپ سجدے میں گر گئے۔ ان سے کہا
 گیا کہ آپ اس موقع پر سجدہ کرتے ہیں؟ تو انہوں نے
 جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب کوئی
 بڑا واقعہ یا حادثہ دیکھو تو سجدہ کیا کرو۔“ اور بھلا زوجہ نبی
 ﷺ کی وفات سے بڑھ کر بھی کوئی حادثہ ہوگا؟

🌞 **فائدہ:** کسی گھرانے یا معاشرے کا اپنے نیک اور صالح افراد سے محروم ہو جانا بہت بڑی آفت ہے۔ مگر کم ہی
 لوگوں کو اس کا احساس ہوتا ہے۔ بہر حال واجب ہے کہ ہر حال میں اللہ عزوجل کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۱۹۷- تخریج : [مسندہ حسن] أخرجه الترمذي 'المناقب' باب فضل أزواج النبي ﷺ ح : ۳۸۹۱ من حديث
 يحيى بن كثير به وقال : "حسن غريب" .

دین اسلام کا ایک ستون نماز ہے اور یہ اسلام کا ایک ایسا حکم ہے جس کا کوئی مسلمان انکاری نہیں، قرآن مجید اور احادیث میں اسے ادا کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ نماز کسی بھی صورت میں معاف نہیں ہے، خواہ جنگ ہو، رہی ہو یا آدمی سفر کی مشکلات سے دوچار ہو یا بیمار ہو، ہر حال میں نماز فرض ہے، تاہم موقع کی مناسبت سے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سفر میں نماز قصر کرنا یعنی چار فرض کی بجائے دو فرض ادا کرنا، جیسے ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر انعام ہے، لہذا اس سے فائدہ اٹھانا مستحب ہے۔ سفر کی نماز سے متعلقہ چند اہم امور مندرجہ ذیل ہیں:

○ ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں دو فرض پڑھے جائیں مغرب اور فجر کے فرضوں میں قصر نہیں ہے۔
○ سفر میں سنتیں اور نوافل پڑھنا ضروری نہیں، دوگانہ ہی کافی ہے، البتہ عشاء کے دوگانے کے ساتھ وتر ضروری ہیں۔ اسی طرح فجر کی سنتیں بھی پڑھی جائیں کیونکہ ان کی فضیلت بہت ہے اور نبی ﷺ سفر میں بھی ان کا اہتمام کرتے تھے۔

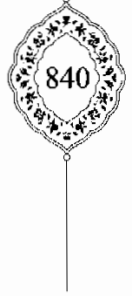
○ نماز قصر کرنا کتنی مسافت پر جائز ہے؟ اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ”رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر اختیار فرماتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔“ (صحیح مسلم، صلاة

المسافرین و قصرها، حدیث: ۶۹۱) حافظ ابن حجر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ”یہ سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ صریح حدیث ہے جو مدت سفر کے بیان میں وارد ہوئی ہے۔“ مذکورہ حدیث میں راوی کو شک ہے تین میل یا تین فرسخ؟ اس لیے تین فرسخ کو راجح قرار دیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے 9 میل تقریباً 23,22 کلومیٹر مسافت حد ہوگی۔ یعنی اپنے شہر کی حدود سے نکل کر 22 کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت پر دو گنا نہ ادا کیا جائے۔

○ قصر کرنا اس وقت جائز ہے جب قیام کی نیت تین دن کی ہوگی اگر شروع دن ہی سے چار یا اس سے زیادہ دن کی نیت ہوگی، تو مسافر متصور نہیں ہوگا، اس صورت میں نماز شروع ہی سے پوری پڑھنی چاہیے، تاہم دوران سفر میں قصر کر سکتا ہے۔

○ نیت تین دن یا اس سے کم ٹھہرنے کی ہو لیکن پھر کسی وجہ سے ایک یا دو دن مزید ٹھہرنا پڑ جائے تو تردد کی صورت میں نماز قصر ادا کی جاسکتی ہے چاہے اسے وہاں مہینہ گزر جائے۔

○ سفر میں دو نمازیں اکٹھی بھی پڑھی جاسکتی ہیں یعنی جمع تقدیم (عصر کو ظہر کے وقت اور عشاء کو مغرب کے وقت میں ادا کرنا) اور جمع تاخیر (ظہر کو عصر کے وقت اور مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کرنا) دونوں طرح جائز ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۴) - [كِتَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ] (التحفة...)

نماز سفر کے احکام و مسائل


باب: ۱- مسافر کی نماز کا بیان

(المعجم ۱) - باب صَلَاةِ الْمُسَافِرِ

(التحفة ۲۷۱)

۱۱۹۸- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (شروع میں) سفر اور حضر کی نماز دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھی پھر سفر کی نماز بحال رکھی گئی اور مقیم کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

۱۱۹۸- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأَقْرَبَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَتْ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ.

 فائدہ: یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے اس کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں نماز فرض ہونے سے قبل لوگ اپنے طور پر دو رکعت نماز ادا کرتے ہوں۔ واللہ اعلم.

۱۱۹۹- جناب یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: بتائیے کہ لوگوں کا (سفر میں) نماز قصر کرنا کیوں کر ہے؟ حالانکہ اللہ عزوجل نے فرمایا

۱۱۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا حُشَيْبُ بْنُ يَعْنَى ابْنِ

۱۱۹۸- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: كيف فرضت الصلوة في الإسرائاء، ح: ۳۵۰، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۴۶، (والقنعبي، ص: ۱۸۸، ۱۸۹).

۱۱۹۹- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۶ من حديث يحيى القطان به.

۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

ہے: ”اگر تمہیں ڈر محسوس ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے.....“ اور اب کفار سے ڈر خوف والی کیفیت تو ختم ہو چکی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بھی یہی تعجب ہوا تھا جو تمہیں ہوا ہے۔ پس میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا: ”یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے۔ سو اس کا صدقہ قبول کرو۔“

أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابِيهِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَرَأَيْتَ إِفْصَارَ النَّاسِ الصَّلَاةَ وَإِنَّمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ فَقَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ الْيَوْمَ، فَقَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «صَدَقَهُ تَصَدَّقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا عَلَيْكُمْ فَأَقْبَلُوا صَدَقَتَهُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① یعنی سفر میں نماز قصر کرنا صرف دو رکعت پڑھنا یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جو اس نے اپنے بندوں پر کیا ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو لہذا اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ حالت سفر میں قصر مسنون ہے۔ ② صحیح احادیث قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔

۱۲۰۰- جناب ابن جریر کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن ابی عمار کو سنا وہ بیان کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

۱۲۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ أَبِي عَمَّارٍ يُحَدِّثُ فَذَكَرَهُ نَحْوَهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ ابو عاصم اور حماد بن مسعدہ نے بھی ابن بکر کی مانند روایت کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ وَحَمَادُ بْنُ مَسْعَدَةَ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ بَكْرٍ.

باب: ۲- مسافر کب قصر کرے؟

(المعجم ۲) - بَابُ: مَتَى يَقْصُرُ الْمَسَافِرُ (التحفة ۲۷۲)

۱۲۰۱- یحییٰ بن یزید ہنالی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت

۱۲۰۱- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۱۲۰۰- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۲۰۱- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرین، باب صلوة المسافرین وقصرها، ح: ۶۹۱ عن ابن بشار به.

۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ
يَزِيدَ الْهَمَّانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ
قَصْرِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ
فَرَاسِخَ - شُعْبَةُ شَكَ - يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ .

انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے نماز قصر کرنے کے بارے میں
سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ جب تین
میل یا تین فرسخ کی مسافت پر جاتے تو دو رکعتیں پڑھا
کرتے تھے۔“ یہ شک شعبہ کو ہوا ہے۔

☀️ فائدہ: تین میل کی مسافت کو فرسخ (فارسی میں فرسنگ) کہتے ہیں۔ اس طرح قصر کے لیے کم از کم مسافت نو میل
ہوئی۔ تین میل کی بات چونکہ مشکوک ہے اس لیے حجت نہیں اور تین فرسخ کی مسافت احتیاط و یقین پر مبنی ہے۔ اس
لیے سفر کی مسافت (اپنے شہر کی حد چھوڑ کر) کم از کم نو میل یعنی 22' 23 کلومیٹر ہوگی۔

۱۲۰۲- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا
ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمَ
ابْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ:
صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ
أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكَعَتَيْنِ .

۱۲۰۲- حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
ﷺ کے ساتھ مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور
عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت۔

☀️ فائدہ: یعنی سفر شروع ہو جانے کے بعد شہر سے نکل کر نماز قصر پڑھی جائے گی۔ ذوالحلیفہ موجودہ نام (آبار علی)
مدینے سے مکہ کی جانب پہلا پڑاؤ ہے اور فاصلہ چھ میل ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث نبی ﷺ کے سفر حج کی
بابت ہے جبکہ آپ مکہ مکرمہ کے قصد سے نکلے تھے اور کوئی بعید نہیں کہ پچھلی حدیث میں اسی واقعہ کو دوسرے
اسلوب میں بیان کیا گیا ہو۔

(المعجم ۳) - باب الأذان في السفر (التحفة ۲۷۳)

۱۲۰۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ:
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ؛
أَنَّ أَبَا عُشَانَةَ الْمَعَاظِرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ
۱۲۰۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں
نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”تمہارا رب
بکریوں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا (خوش ہوتا) ہے

۱۲۰۲- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، باب: يقصر إذا خرج من موضعه، ح: ۱۰۸۹، ومسلم، صلوة
المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ۶۹۰ من حديث سفیان بن عیینة به .

۱۲۰۳- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب الأذان لمن يصلي وحده، ح: ۶۶۷ من حديث
عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۶۰ .



۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «يَعْجَبُ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَطِئَةِ بَجَلٍ يُؤَدِّنُ لِلصَّلَاةِ وَيُصَلِّي، فيقولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: انظُرُوا إِلَيَّ عَبْدِي هَذَا يُؤَدِّنُ وَيُقِيمُ لِلصَّلَاةِ يَخَافُ مِنِّي فَذَغَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ».

جو پہاڑ کی چوٹی پر (اکیلا ہوتے ہوئے) نماز کے لیے اذان کہتا اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: دیکھو میرے اس بندے کو جو نماز کیلئے اذان اور اقامت کہتا ہے (اور) مجھی سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا ہے اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ عزوجل کا ”عجب کرنا“ اسی طرح ہے جو اس کی شانِ جلالت کے لائق ہے۔ یا پھر بَعْجَبُ، بَرَضِي کے معنی میں ہے یعنی خوش ہوتا ہے۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ اہل السنۃ والجماعۃ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں وارد تمام صفات الہیہ پر ایمان رکھتے اور ان کا اثبات کرتے ہیں۔ کسی قسم کی تشبیہ، تمثیل، تاویل یا تعطیل کے قائل نہیں ہیں۔ ② امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ اکیلا چرواہا اپنی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہہ سکتا ہے تو مسافر کے لیے بھی اذان و اقامت کہنی مستحب ہے۔

(المعجم ۴) - باب الْمُسَافِرِ يُصَلِّي وَهُوَ يَشْكُ فِي الْوَقْتِ (التحفة ۲۷۴)

باب ۴- مسافر کو نماز کے وقت میں شک ہو اور وہ (امام کے ساتھ) نماز پڑھ لے تو؟

۱۲۰۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْمُسْحَاحِ بْنِ مُوسَى قَالَ: قُلْتُ لِأَنْسِ بْنِ مَالِكٍ: حَدَّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَقُلْنَا زَالَتِ الشَّمْسُ أَوْ لَمْ تَزُلْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ ارْتَحَلَ.

۱۳۰۴- مساح بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا ہے بیان کیجیے! تو انہوں نے کہا: ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ہوا کرتے تو آپ ظہر کی نماز پڑھتے، پھر کوچ کرتے حالانکہ ہمیں شبہ سا ہوتا تھا کہ سورج ڈھلا بھی ہے یا نہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کے اوقات کی معرفت اور اس کا وقت ہو جانا صحت نماز کی اہم شرطوں میں سے ہے اور اس سلسلے میں امام اور مؤذن ہی ذمہ دار ہیں۔ کسی ایک فرد کے شبہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جو شبہ ظاہر کیا ہے وہ حقیقت میں شبہ ہی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کبھی بھی زوال سے قبل نہیں پڑھی۔ اس لیے مقتدیوں کو اپنے امام پر اعتماد کرنا چاہیے۔ ② اس میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلتے ہی اول وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے اور سفر میں بھی اسی کا اہتمام فرماتے تھے۔

۱۲۰۴- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۱۳/۳ عن أبي معاوية الضريبي.

۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

۱۲۰۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى،
 عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي حَمْرَةُ الْعَائِذِيَّ - رَجُلٌ
 مِنْ بَنِي صَبَّةَ - قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ
 مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ
 مَنْزِلًا لَمْ يَزَلْ حَتَّى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ، فَقَالَ
 لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ يَنْصِفُ النَّهَارَ؟ قَالَ:
 وَإِنْ كَانَ يَنْصِفُ النَّهَارَ.

۱۲۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے
 رسول اللہ ﷺ جب کسی منزل پر چلا کرتے تو اس وقت
 تک کوچ نہ کرتے جب تک کہ ظہر کی نماز نہ پڑھ لیتے۔
 ایک شخص نے ان سے کہا: اگر چہ نصف النہار ہی ہوتا؟
 انہوں نے کہا کہ (ہاں!) اگر چہ نصف النہار ہی ہوتا۔

☀️ فائدہ: یہ اس صورت میں ہوتا جب زوال سے پہلے کوچ نہ کیا ہوتا۔ اگر زوال سے پہلے ہی سفر میں چل پڑتے تو
 ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ اکٹھا کر کے پڑھتے تھے۔ علاوہ ازیں اس حدیث کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ نصف
 النہار (زوال) سے قبل ہی نبی ﷺ ظہر کی نماز پڑھ لیتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ زوال کے ہوتے ہی فوراً ظہر کی نماز
 ادا کر لیتے اور پھر سفر شروع کرتے کیونکہ زوال سے قبل تو ظہر کا وقت ہی نہیں ہوتا۔

(المعجم ۵) - باب الْجَمْعِ بَيْنَ
 الصَّلَاتَيْنِ (التحفة ۲۷۵)

باب ۵- دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

۱۲۰۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
 عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الطَّفَيْلِ
 عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ
 أَخْبَرَهُمْ: أَنَّهُمْ حَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
 فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ
 وَالْعِشَاءِ، فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا ثُمَّ حَرَجَ
 نَصَلَى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ
 حَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا.

۱۲۰۶- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ
 لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے نکلے
 تو رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو
 جمع کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک دن نماز کو مؤخر کر دیا
 پھر تشریف لائے اور ظہر اور عصر اکٹھی پڑھائیں، پھر اپنے
 خیمے میں چلے گئے پھر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء
 اکٹھی پڑھائیں۔

۱۲۰۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الواقيت، باب تعجيل الظهر في السفر، ح: ۴۹۹ من حديث
 يحيى الفطان به.

۱۲۰۶- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ۷۰۶ من حديث أبي
 زبير به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۴۳، ۱۴۴، (والقنبي، ص: ۱۸۳).

۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

🌞 فائدہ: مسافر کسی منزل پر پڑاؤ کیے ہوئے ہو یا اثنائے سفر میں ہو دونوں صورتوں میں نمازوں کو جمع کر سکتا ہے اور زیادہ افراد ہوں تو وہ جماعت کے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔

۱۲۰۷- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو مکہ میں ان کی اہلیہ حضرت صفیہ کی بابت پکارا گیا۔ (یعنی ان کی وفات کی خبر دی گئی) تو آپ نے سفر کیا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے نکل آئے اور کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جلدی میں ہوتے تو ان دونوں نمازوں (یعنی مغرب اور عشاء) کو جمع کر لیا کرتے تھے چنانچہ آپ چلتے رہے، حتیٰ کہ شفق غائب ہو گئی، تب اترے اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔

۱۲۰۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ اسْتَضْرَخَ عَلَيَّ صَفِيَّةَ وَهُوَ بِمَكَّةَ، فَسَارَ حَتَّى غَوَيْتَ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُومُ، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَجَلَ بِهِ أَمْرٌ فِي سَفَرٍ جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّمَقُ فَتَنَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۱۲۰۸- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں اگر کوچ کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے اور اگر سورج ڈھلنے سے پہلے ہی کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کر لیتے، حتیٰ کہ عصر کے وقت اترتے (اور انہیں جمع کر کے پڑھتے) اور مغرب میں بھی ایسے ہی کرتے یعنی اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج غروب ہو جاتا تو مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے۔ اور اگر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی چل پڑتے تو مغرب کو مؤخر کر لیتے، حتیٰ کہ عشاء کے لیے اترتے اور ان دونوں کو اکٹھے پڑھتے۔

۱۲۰۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيِّ الهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ وَاللَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَجَلَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَإِنْ يَرْتَجِلُ قَبْلَ أَنْ تَرِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ، وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذَلِكَ: إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَجَلَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ

۱۲۰۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۵۹/۳ من حديث حماد بن زيد به، ورواه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الجمع بين الصلوتين، ح: ۵۵۵ من حديث نافع به، وقال: "حسن صحيح".
 ۱۲۰۸- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۶۲/۳، ۱۶۳، والدارقطني: ۱/۳۹۲ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۱۲۰۶، وهذا طرف منه.

۴- کتاب صلاة السفر - نماز سفر کے احکام و مسائل

وَالْعِشَاءِ، وَإِنْ يَزْتَجِلْ قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ
الشَّمْسُ أَخْرَجَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ
ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَهُمَا.

قال أبو داود: رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ
عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ كُرَيْبٍ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ
حَدِيثِ الْمُفْضَلِ وَاللَّيْثِ.
امام ابو داود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشام بن
عروہ نے حسین بن عبد اللہ سے، انہوں نے کریب سے،
انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے نبی ﷺ سے
حدیث مفصل اور لیث کی مانند بیان کیا ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اثنائے سفر میں جمع بین الصلواتین مسنون ہے۔ ② عصر کو ظہر کے وقت میں اور عشاء کو مغرب
کے وقت میں پڑھنا جمع تقدیم کہلاتا ہے اور ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھنا جمع تاخیر اور
حسب احوال دونوں ہی صورتیں جائز ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف جمع صوری جائز ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ
ظہر کو اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور عصر کو اس کے ابتدائی وقت میں۔ اسی طرح مغرب عشاء کو جمع کرنے کا
مسئلہ ہے۔ یعنی مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا جائے لیکن اس طرح جمع
کر کے پڑھنے کو کیا جمع کر کے پڑھنا کہا جاسکتا ہے؟ یہ تو ہر نماز اپنے اپنے وقت ہی پر ادا ہوئی ہے اسے جمع کہنا ہی غلط
ہے اسی لیے اس کا نام ہی انہوں نے جمع صوری رکھا ہے، یعنی دیکھنے میں جمع ہے لیکن حقیقت میں جمع نہیں۔ لیکن نبی
ﷺ نے جمع تقدیم یا جمع تاخیر کی ہے، کیا وہ جمع صرف صورتاً اسی طرح تھیں جس طرح جمع صوری کا طریقہ بیان کیا گیا
ہے؟ ظاہر بات ہے حدیث کے الفاظ اس کو قبول نہیں کرتے۔ حدیث سے تو واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ جمع تقدیم
کی صورت میں نبی ﷺ نے ایک نماز کو اس کے اوّل وقت میں (ظہر یا مغرب کی نماز کو) پڑھا اور اس کے ساتھ ہی
فوراً دوسری نماز (عصر یا عشاء کی نماز) پڑھ لی۔ اور تاخیر کی صورت میں پہلی نماز کا وقت نکل جانے کے بعد دوسری نماز
کے وقت میں آپ نے دونوں نمازیں (عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ نماز ظہر بھی۔ اور عشاء کے وقت میں عشاء
کی نماز کے ساتھ مغرب کی نماز بھی) پڑھیں۔ ان کو کسی طرح بھی جمع صوری نہیں کہا جاسکتا، یہ حقیقی جمع تھیں اس لیے
حالات کے مطابق جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں طریقے جائز ہیں اور یہ واضح طور پر نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ یہ
اسلام کے ان محاسن میں سے ایک ہے جن کی بنا پر اسلام کو دین یسر (آسان دین) اور دین رحمت کہا جاتا ہے۔ اس کو
صرف جمع صوری کی شکل میں محدود کر دینے والے اس یسر (آسانی) اور رحمت سے مسلمانوں کو محروم کر دینا چاہتے
ہیں جو نبی ﷺ نے اپنے امتیوں کو عطا کیا ہے۔ ہداهم اللہ الی الصراط المستقیم۔

۱۲۰۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ - حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ

۱۲۰۹ - تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبو داود.

۴- کتاب صلاة السفر

نماز سفر کے احکام و مسائل

ﷺ نے نماز مغرب اور عشاء کو سفر میں صرف ایک ہی بار جمع فرمایا تھا۔

ابن نافع عن ابي مؤدود، عن سليمان بن ابي يحيى، عن ابن عمر قال: ما جمع رسول الله ﷺ بين المغرب والعشاء قط في السفر إلا مرة.

امام ابو داود کہتے ہیں کہ یہ روایت بواسطہ ایوب نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو صرف اسی رات دیکھا گیا تھا کہ انہوں نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا تھا، یعنی جس رات انہیں ان کی اہلیہ حضرت صفیہ کی تشویشناک خبر پہنچی تھی۔ جبکہ کھول از نافع کی سند سے یہ مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک یا دو بار ایسے کیا تھا۔

قال أبو داود: وهذا يُروى عن أيوب، عن نافع، عن ابن عمر موقوفاً على ابن عمر؛ أنه لم ير ابن عمر جمع بينهما قط إلا تلك الليلة - يعني ليلة استنصرخ على صفية - وروى من حديث مكحول عن نافع: أنه رأى ابن عمر فعل ذلك مرة أو مرتين.

🌞 طوطہ: یہ روایت مرفوعاً صحیح ثابت نہیں ہے البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ثابت ہے۔



۱۲۱۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں بغیر کسی خوف یا سفر کے اکٹھی پڑھیں۔

۱۲۱۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِك، عن أبي الزبير المكي، عن سعيد بن جبير، عن عبد الله بن عباس قال: صلى رسول الله ﷺ الظهر والعصر جميعاً، والمغرب والعشاء جميعاً، في غير خوف ولا سفر.

امام مالک کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ بارش میں ایسے کیا تھا۔

قال مالك: أرى ذلك كان في مطر.

امام ابو داود کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ نے ابو الزبیر سے روایت کیا تو کہا: وہ سفر جو ہم نے تبوک کی جانب کیا تھا (اس میں آپ نے یہ نمازیں جمع کر کے پڑھی تھیں۔)

قال أبو داود: رواه حماد بن سلمة نحوه عن أبي الزبير. ورواه قره بن خالد عن أبي الزبير قال: في سفرة سافرتاها إلى تبوك.

۱۲۱۰- تخریج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ۷۰۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (ج۱): ۱/۱۴۴، (والقعنبي، ص: ۱۸۵).

۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

۱۲۱۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں (مقیم ہوتے ہوئے) بغیر کسی خوف یا بارش کے ظہر و عصر کی اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس سے کیا مقصد تھا؟ انہوں نے کہا: یہی کہ امت کو مشقت نہ ہو۔

۱۲۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ : عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ : أَنَّ مُؤَذِّنَ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : الصَّلَاةُ، قَالَ : سِرٌّ، حَتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ انْتَهَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا عَجَلَ بِهِ أَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ، فَسَارَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةَ مَسِيرَةَ ثَلَاثٍ .

فائدہ: جمہور علمائے حدیث کا اس سے استدلال یہ ہے کہ خوف بارش اور مرض کے علاوہ اگر کبھی کوئی شخص کسی معقول عذر اور وجہ سے نمازیں اکٹھی پڑھے تو جائز ہے مگر عادت نہ بنائے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اور اسوۂ صحابہ سے ثابت ہے۔

۱۲۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ : عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ : أَنَّ مُؤَذِّنَ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : الصَّلَاةُ، قَالَ : سِرٌّ، حَتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ انْتَهَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا عَجَلَ بِهِ أَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ، فَسَارَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةَ مَسِيرَةَ ثَلَاثٍ .

۱۲۱۱- تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ۷۰۵ بعد ۷۰۶ من حديث أبي معاوية الضرير به .

۱۲۱۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۳۹۳، ح: ۱۴۵۲ من حديث محمد بن فضيل به، وانظر الحديث الآتي .

۱۲۱۱- جناب نافع اور عبد اللہ بن واقد سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مؤذن نے نماز کے لیے کہا، تو انہوں نے کہا: چلو چلو حتیٰ کہ شفق غروب ہونے سے ذرا پہلے اترے اور مغرب کی نماز پڑھی، پھر انتظار کیا، حتیٰ کہ شفق غائب ہوگئی تو عشاء پڑھی، پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب کسی کام میں جلدی ہوتی تو ایسے ہی کرتے تھے جیسے کہ میں نے کیا ہے۔ پھر آپ نے اس دن رات میں تین دن کی مسافت طے کی۔

۱۲۱۲- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ جَابِرٍ عَنِ نَافِعٍ نَحْوَ هَذَا بِإِسْنَادِهِ .

۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس واقعے میں بظاہر جمع بین الصلوٰتین کی یہ صورت ہے کہ پہلی نماز اپنے آخری وقت میں اور دوسری اپنے اول وقت میں پڑھی گئی جسے ”جمع صوری“ کہا جاتا ہے۔ لیکن اس روایت میں شیخ البانی کے نزدیک قبل غیوب الشفق..... کے الفاظ شاذ ہیں؛ محفوظ الفاظ بَعْدَ غُيُوبِ الشَّفَقِ..... ہی ہیں۔ جس سے جمع حقیقی یعنی جمع تاخیر ہی کا اثبات ہوتا ہے جیسا کہ خود نبی ﷺ سے بھی اس طرح جمع کرنا ثابت ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے حدیث: ۱۲۰۸ کے فوائد) آگے آنے والی حدیث نمبر ۱۲۱ میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صحیح و مشہور ثابت شدہ عمل بھی یہی ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز غروب شفق کے بعد پڑھی تھی۔ ② ”جب کسی کام میں جلدی ہوتی“ والی بات عام کاموں سے متعلق نہیں بلکہ سفر سے خاص ہے جیسے کہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔

۱۲۱۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِي: أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ جَابِرٍ بِهَذَا الْمَعْنَى. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ ذَهَابِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۱۲۱۳- عیسیٰ نے ابن جابر سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ عبداللہ بن علاء نے نافع سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: جب شفق غروب ہونے لگی تو وہ (ابن عمر) اترے اور نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

۱۲۱۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَلَمْ يَقُلْ سُلَيْمَانُ وَمُسَدَّدٌ: «بِنَا».

۱۲۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ہم کو آٹھ رکعتیں اور سات رکعتیں یعنی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں (جمع کر کے) پڑھائیں۔ سلیمان اور مسدد نے یہ نہیں کہا کہ ”ہمیں پڑھائیں“ (بلکہ یہ کہا کہ آپ نے پڑھیں)۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ صَالِحٌ مَوْلَى التَّوَّامَةِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فِي غَيْرِ مَطَرٍ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ صالح مولى التوامة کی روایت میں جو ابن عباس سے ہے کہا: ”بغیر بارش“

۱۲۱۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الواقيت، باب الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء، ح: ۵۹۶ من حديث ابن جابر به موطأ.

۱۲۱۴- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب تأخير الظهر إلى العصر، ح: ۵۴۳، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ۵۶/۷۰۵ من حديث حماد بن زيد به.



کے۔“ (یہ نمازیں جمع کیں۔)

☀️ فائدہ: غرض اس سے یہی تھی جو حدیث نمبر: ۱۲۱۱ میں بیان ہوئی ہے کہ ”امت کو مشقت نہ ہو۔“ صحابہ کرام اور جمہور امت نے اس کو عادت بنا لینے کی اجازت نہیں دی صرف نہایت ضرورت کے وقت اجازت دی ہے۔

۱۲۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سورج مکہ میں غروب ہو گیا۔ پھر آپ نے (مغرب) عِنْدَ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسَرَفٍ . اور عشاء کی نمازیں (وادی) سرف میں جا کر جمع کر کے پڑھیں۔

۱۲۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ جَارُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : بَيْنَهُمَا عَشْرَةٌ أَمْيَالٍ يَعْنِي بَيْنَ مَكَّةَ وَسَرِفٍ . ہشام بن سعد بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور وادی سرف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے۔

۱۲۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ : قَالَ رِبِيعَةُ يَعْنِي كَتَبَ إِلَيْهِ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ : غَابَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَمَسَرْنَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قَدْ أَمْسَى قُلْنَا : الصَّلَاةُ فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ وَتَصَوَّوَتِ النُّجُومُ، ثُمَّ إِنَّهُ نَزَلَ فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ صَلَّى صَلَاتِي هَذِهِ، يَقُولُ : يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا بَعْدَ اللَّيْلِ . جناب عبد اللہ بن دینار کہتے ہیں کہ سورج غروب ہو گیا جبکہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ ہم چلتے رہے جب ہم نے دیکھا کہ خوب شام ہو گئی ہے تو ہم نے عرض کیا: نماز؟ مگر وہ چلتے رہے، حتیٰ کہ شفق غائب ہو گئی اور ستارے نکل آئے تو وہ اترے اور دونوں نمازیں اکٹھی کر کے پڑھیں۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو نمازیں میری اسی نماز کی طرح پڑھتے تھے۔ یعنی اندھیرا چھا جانے کے بعد دونوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

۱۲۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المواقيت، باب الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء، ح: ۵۹۴ من حديث يحيى بن محمد الجاري به * أبو الزبير مدلس، ولم أجد تصريح سماعه .
۱۲۱۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۶۴ / ۳ من حديث أبي داود به .
۱۲۱۷- تخریج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۶۰ / ۳، ۱۶۱ من حديث الليث بن سعد به .

۴- کتاب صلاة السفر

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ
عَنْ أَخِيهِ، عَنْ سَالِمٍ. وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي
نَجِيحٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
ذُوَيْبٍ؛ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا مِنْ ابْنِ عُمَرَ كَانَ
بَعْدَ غُيُوبِ الشَّفَقِ.

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس کو عاصم بن محمد نے اپنے
بھائی سے انہوں نے سالم سے روایت کیا ہے۔ اور ابن
ابی نجیح نے اسماعیل بن عبد الرحمن بن ذویب سے
روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ان نمازوں کو جمع
کرنا غروب شفق کے بعد تھا۔

☀️ فائدہ: مذکورہ آثار و روایں ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل (جمع بین الصلوٰتین) غیوب شفق کے بعد تھا۔ بخلاف
اس کے جو پیچھے (روایت: ۱۲۱۳ میں) غیوب شفق سے قبل نمازوں کو جمع کرنا ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو صحیح نہیں
ہے جیسا کہ وہاں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

۱۲۱۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ مَوْهَبٍ -
الْمَعْنَى - قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنْ عُقَيْلٍ،
عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ
الشَّمْسُ أُخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ
نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ
أَنْ يَرْتَحَلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكَبَ ﷺ.

۱۲۱۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ
رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے
تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کر لیتے۔ پھر اترتے اور ان
دونوں کو جمع کر کے پڑھتے۔ اور اگر سفر شروع کرنے سے
پہلے ہی سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھتے اور سوار ہو جاتے۔



قال أَبُو دَاوُدَ: كَانَ مُفَضَّلٌ قَاضِي مَضَرَ
وَكَانَ مُجَابِبَ الدَّعْوَةِ وَهُوَ ابْنُ فَضَالَةَ.

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ مفضل (مذکورہ حدیث کے
ایک راوی) مصر کے قاضی تھے۔ مجاب الدعوتہ تھے اور وہ
فضالہ کے صاحبزادے ہیں۔

☀️ فائدہ: اس حدیث سے کچھ لوگوں کا استدلال یہ ہے کہ جمع تقدیم صحیح نہیں (یعنی عصر کو ظہر کے وقت میں نہ پڑھا
جائے) مگر دیگر کئی صحیح احادیث سے جمع تقدیم ثابت ہے جیسے کہ سابقہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ (۱۲۰۸) میں گزرا ہے۔ ان
مختلف احادیث کو مختلف احوال پر محمول کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۲۱۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ - جناب عقیل نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان

۱۲۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، التصدير، باب: إذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب،
ح: ۱۱۱۲، و مسلم، صلوة المسافرین، باب جواز الجمع بين الصلوٰتین في السفر، ح: ۷۰۴، كلاهما عن قتيبة به.
۱۲۱۹- تخریج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، أخرجه مسلم، ح: ۷۰۴ من حديث عبدالله بن وهب به.

۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

کی انہوں نے کہا: اور مغرب کو مؤخر کر لیتے اور عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے، جبکہ شفق غروب ہو چکی ہوتی۔

المَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عُقَيْلٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: وَيُؤَخَّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَيَبْنَ الْعِشَاءَ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ.

۱۲۲۰- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے، حتیٰ کہ عصر کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے۔ اور جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے تو ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے پھر سفر شروع کرتے۔ اور جب مغرب سے پہلے روانہ ہوتے تو مغرب کو مؤخر کرتے، حتیٰ کہ عشاء کے ساتھ ملا کے پڑھتے۔ اور جب مغرب کے بعد کوچ کرتے، تو عشاء کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ پڑھ لیتے۔

۱۲۲۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بَرِيدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الطَّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَائِلَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أُخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ، وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أُخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف قتیبہ نے روایت کیا ہے۔ (یعنی لیث سے روایت کرنے میں مفرد ہیں۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَرَوْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا قُتَيْبَةُ وَحَدَّه.

باب: ۶- سفر میں نماز کی قراءت مختصر کرنا

(المعجم ۶) - باب قَصْرِ قِرَاءَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۲۷۶)

۱۲۲۱- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول

۱۲۲۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ:

۱۲۲۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الجمع بين الصلوتين، ح: ۵۵۳ عن قتیبہ، وقال: "حسن غريب".

۱۲۲۱- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في العشاء، ح: ۷۶۷، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في العشاء، ح: ۴۶۴ من حديث شعبة به.



۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ
الْبُرَاءِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي
سَفَرٍ فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَقَرَأَ فِي
إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ.

☀️ فائدہ: امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کے احوال کا خاص خیال رکھے۔ ایسے ہی سفر میں نماز کی قراءت کو مختصر رکھنا
مستحب ہے۔

باب: ۷- سفر میں نوافل پڑھنا (المعجم ۷) - باب التَطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

(التحفة ۲۷۷)

۱۲۲۲- حضرت براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اشہارہ سفروں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر سے پہلے دو رکعتیں چھوڑی ہوں۔

۱۲۲۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي
بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنْ الْبُرَاءِ بْنِ عَازِبٍ
الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ
إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ.

۱۲۲۳- جناب حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب کا بیان ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا انہوں نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر (اپنی منزل میں) آگے اور کچھ لوگوں کو قیام کرتے دیکھا اور پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: یہ نفل پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اگر مجھے نفل ہی پڑھنے ہوتے تو میں اپنی (فرض) نماز پوری کر لیتا۔ اے نبی ﷺ! میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں آپ نے دو

۱۲۲۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا
عِيسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ
الْحَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ
فِي طَرِيقٍ قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ
فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟
قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا
أَتَمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي
صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ

۱۲۲۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التطوع في السفر، ح: ۵۵۰ عن قتيبة به، وقال: "غريب"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۱۵، ووافقه الذهبي.

۱۲۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ۶۸۹ عن القعنبی، والبخاری، التخصیر، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلوة، ح: ۱۱۰۲ من حديث عيسى بن حفص به.



۴- کتاب صلاة السفر۔۔۔ نماز سفر کے احکام و مسائل

عَلَى رَكَعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكَعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَصَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكَعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَصَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ رَكَعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، وَقَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ۲۱].

رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض کر لیا۔ اور میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قبض کر لیا۔ اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض کر لیا۔ اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے ان کو قبض کر لیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔“

☀️ فائدہ: سفر میں فرائض سے پہلے یا بعد سنن راجبہ بحیثیت سنن مؤکدہ رسول اللہ ﷺ سے اور خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت نہیں ہیں، سوائے فجر کی سنتوں کے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی عام نفل کی حیثیت سے پڑھنا چاہے تو ممنوع نہیں ہے جیسے کہ اگلے باب کی احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ دوران سفر میں اپنی سواری پر بھی نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اس مسئلے کا تعلق انسان کے اپنے شوق سے ہے۔

(المعجم ۸) - باب التَطَوُّعِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَالْوَتْرِ (التحفة ۲۷۸)

۱۲۲۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَيَّ وَجْهِ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ عَلَيْهَا.

۱۲۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفل اور وتر پڑھا کرتے تھے، اس کا رخ خواہ کسی طرف ہی ہوتا مگر آپ فرض نماز اس پر نہ پڑھتے تھے۔

۱۲۲۴- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز صلوة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ۳۹/۷۰۰ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، التخصير، باب: ينزل للمكتوبة، ح: ۱۰۹۸ من حديث يونس ابن يزيد به.



۴- کتاب صلاة السفر

۱۲۲۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا رِبْعِيُّ
ابن عبد الله بن الجارود: حدثني عمرو
ابن أبي الحجاج: حدثني الجارود بن أبي
سبرة: حدثني أنس بن مالك: أن رسول
الله ﷺ كان إذا سافر فأراد أن يتطوع
اشتقبل بناقته القبلة فكبر ثم صلى حيث
وجهه ركاباً.

فوائد و مسائل: ① دوران سفر میں نفل پڑھنا اپنے وقت کا بہترین مصرف اور اللہ ذوالجلال کے ہاں تقرب کا بہترین عمل ہے۔ ② سواری پر نفل ہی پڑھے جاسکتے ہیں فرائض نہیں۔ مگر یہ اس وقت جب کہ سواری مسافر کے اپنے تصرف میں ہو۔ ہمارے دور کی سواریاں اور نظام سفر ریل گاڑی اور ہوائی جہاز وغیرہ چونکہ مسافروں کے اپنے تصرف میں نہیں ہوتے اس لیے ان پر فرض بھی ادا کر سکتے ہیں۔ بہر حال جہاں تک ممکن ہو فرائض قریب ترین پڑاؤ پر ادا کیے جائیں جیسے کشتی یا بحری جہاز میں اگر ساحل قریب نہ ہو تو بالاتفاق ان میں فرض نماز جائز ہے ایسے ہی بس اور ہوائی جہاز وغیرہ کا معاملہ ہے۔ گویا جس طرح بھی ممکن ہو فرض نماز کی ادا کی گئی کر لی جائے یا پھر حج تقدیم یا جمع تاخیر پر عمل کر لیا جائے۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر فرض نہیں ہیں بلکہ تکیدی نفل ہیں۔

۱۲۲۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،
عن عمرو بن يحيى المازني، عن أبي
الحباب سعيد بن يسار، عن عبد الله بن
عمر أنه قال: رأيت رسول الله ﷺ يصلي
على حمار وهو متوجه إلى خيبر.

فائدہ: گدھا اس کا گوشت کھانا حرام ہے مگر اس کا جسم اگر اس پر نجاست لگی ہو تو پاک ہے اور اس پر نماز بھی صحیح ہے۔

۱۲۲۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

۱۲۲۵- تخریج: [مسندہ حسن] أخرجه أحمد: ۲۰۳/۳ من حديث ربيعي بن عبد الله به.
۱۲۲۶- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز صلوة النافلة على الدابة... الخ، ح: ۷۰۰ من
حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۵۰، ۱۵۱، (والقنعني، ص: ۱۹۵).
۱۲۲۷- تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة... الخ، ح: ۵۴۰ من
حديث أبي الزبير به.



۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ. قَالَ: فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَيَّ رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالشُّجُودُ أَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوعِ.

اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا۔ میں واپس آیا تو دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی پر نماز پڑھ رہے تھے آپ کا رخ مشرق کی طرف تھا اور آپ سجدے کے لیے رکوع سے زیادہ جھکتے تھے۔

(المعجم ۹) - باب الفريضة على
الراحلة من عذر (التحفة ۲۷۹)

باب: ۹- عذر کی وجہ سے سواری پر فرض پڑھنا

۱۲۲۸- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنِ التُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذِرِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِزَّاحٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ: هَلْ رُخِّصَ لِلنِّسَاءِ أَنْ يُصَلِّيَنَّ عَلَيَّ الدَّوَابِّ؟ قَالَتْ: لَمْ يُرَخِّصْ لَهُنَّ فِي ذَلِكَ فِي شِدَّةِ وَلَا رَخَاءِ.

۱۲۲۸- جناب عطاء بن ابی رباح نے حضرت عائشہ سے سوال کیا کہ کیا عورتوں کو اجازت ہے کہ اپنی سواری کے جانوروں پر نماز پڑھ لیا کریں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کسی حال میں انہیں اس کی اجازت نہیں دی گئی ہے پریشانی کی کیفیت ہو یا الطمینان کی۔

قال مُحَمَّدٌ: هذا في المكتوبة.

محمد بن شعيب نے کہا: یہ فراخ کی بات ہے۔

🌞 فائدہ: جامع الترمذی، باب ماجاء في الصلوة على الدابة في الطين والمطر، حديث: ۳۱۱ کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کچھ کے باعث اپنی سواری پر نماز ادا کی تھی اور کئی ایک علماء اس کے قائل ہیں۔ امام احمد و اسحاق رحمہما کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ شرعی عذر کی صورت میں سواری پر نماز جائز ہے۔ اس بارے میں مرفوع حدیث ضعیف ہے۔

(المعجم ۱۰) - باب: متى يتم
المسافر (التحفة ۲۸۰)

باب: ۱۰- مسافر کتنے دن تک قصر کرے؟

۱۲۲۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

۱۲۲۹- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے کیے ہیں

۱۲۲۸- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۷/۲ من حديث أبي داود به.

۱۲۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التقصير في السفر، ح: ۵۴۵ من حديث علي بن زيد به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

اور فتح مکہ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ مکہ میں اٹھارہ راتیں ٹھہرے۔ ان دنوں میں آپ دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے اور فرماتے: ”اے اہل شہر! تم چار رکعتیں پڑھو، ہم لوگ مسافر ہیں۔“

۱۲۳۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جو شخص سترہ دن اقامت کرے وہ قصر کرے اور جو اس سے زیادہ ٹھہرے وہ پوری نماز پڑھے۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ عباد بن منصور نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس دن قیام کیا۔

۱۲۳۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے میں پندرہ دن رہے اور قصر کرتے رہے۔

مُوسَى: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَلِيَّةَ - وَهَذَا لَفْظُهُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، يَقُولُ: «يَا أَهْلَ الْبَلَدِ! صَلُّوا أَرْبَعًا فَإِنَّا قَوْمٌ سَفَرٌ».

۱۲۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - قَالَا: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَمَنْ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَصَرَ وَمَنْ أَقَامَ أَكْثَرَ أْتَمَّ.

قال أبو داؤد: قال عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ.

۱۲۳۱- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ.



۱۲۳۰- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، باب ماجاء في التفسير . . . الخ، ح: ۱۰۸۰ من حديث عاصم به.
 ۱۲۳۱- تخریج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: كم يقصر الصلوة المسافر إذا أقام ببلدة، ح: ۱۰۷۶ من حديث محمد بن سلمة به، وسنده ضعيف، وله شاهد عند النسائي، ح: ۱۴۵۴، وسنده حسن.

۴- کتاب صلاة السفر نماز سفر کے احکام و مسائل

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدَةُ بْنُ سَلِيمَانَ وَأَحْمَدُ بْنُ حَالِدٍ الْوُهَيْبِيُّ وَسَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ ابْنَ عَبَّاسٍ.

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان، احمد بن خالد وہبئی اور سلمہ بن فضل نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ یہ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کرتے۔

۱۲۳۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ ابْنِ الْأَضْبَهَانِيِّ، عَنِ عِكْرَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقَامَ بِمَكَّةَ سَبْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے اور دو رکعتیں پڑھتے رہے۔



☀️ **فائدہ:** یہ روایت بھی بعض محققین کے نزدیک ضعیف مکر ہے اور صحیح ۱۹ دن ہی ہے۔ جن کے نزدیک یہ روایات صحیح ہیں اور ان میں فتح مکہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کی مکہ میں اقامت انیس دن، اٹھارہ دن، سترہ دن اور پندرہ دن مروی ہے۔ تو اس عدد میں اختلاف کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے یوں حل فرمایا ہے کہ جس راوی نے آپ کی آمد اور روانگی کے دن شمار کیے اس نے انیس دن بتائے ہیں اور جس نے ان کو خارج کر دیا اس نے سترہ کہے اور جس نے آمد اور روانگی میں سے کوئی ایک دن شمار کیا اس نے اٹھارہ دن کہے اور جس نے پندرہ دن کہے اس کے خیال میں اصل اقامت مع ایام آمد و رفت سترہ دن ہوگی اور پھر اس نے آمد و روانگی کے دو دن چھوڑ دیے تو پندرہ دن ہوئے۔ (انہی ملخصہ) خیال رہے کہ نبی ﷺ کا یہ سفر سفر جہاد تھا۔ اور مجاہدین کی اقامت کہیں بھی بالجزم نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے سفر جہاد میں کسی جگہ اقامت کو حالت امن کے عام سفر میں اقامت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس بنا پر ہمارے مشائخ رحمہم کا فتویٰ یہی ہے کہ عام سفر میں تین یا چار دن کی اقامت تک قصر اور اس سے زیادہ میں اتمام ہے۔ جیسے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے اور یہی راجح ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۲۳۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - الْمَعْنَى - قَالَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي

۱۲۳۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ (اس سفر میں) دو دو رکعتیں

۱۲۳۲- تخریج: [صحیح] أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۱/ ۳۱۵، ح: ۲۸۸۶ عن نصر بن علي به، وشاهده تقدم، ح: ۱۲۳۰.

۱۲۳۳- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، باب ماجاء في التفسير، وكم يقيم حتى يقصر، ح: ۱۰۸۱، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ۶۹۳ من حديث يحيى بن أبي إسحاق به.

۴- کتاب صلاة السفر..... نماز سفر کے احکام و مسائل

إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجْنَا
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ
فَكَانَ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى
الْمَدِينَةِ، فَقُلْنَا: هَلْ أَقَمْتُمْ بِهَا شَيْئًا؟
قَالَ: أَقَمْنَا عَشْرًا.

☀️ فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا قصہ ہے۔ نبی ﷺ اور صحابہ کی اقامت مکہ اور اس کے مضافات میں عمل حج کی تکمیل کے سلسلے میں کل دس دن اور صرف مکہ میں چار دن ہے۔ اسی سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال و فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص کہیں چار دن کی اقامت کا عزم رکھتا ہو تو وہ قصر کرے اور اگر اس سے زیادہ کا ارادہ ہو تو مکمل نماز پڑھے۔ اور تین دن کے قائلین کی بنیاد بھی یہی حدیث ہے وہ اس میں سے خروج اور دخول کا دن نکال دیتے ہیں جس کے بعد اقامت کے دن تین ہی ہوتے ہیں۔ بہر حال تین دن اور چار دن دونوں ہی مسلک صحیح ہیں۔

۱۲۳۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَأَبْنُ الْمُثَنَّى - وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْمُثَنَّى -
قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: ابْنُ الْمُثَنَّى
قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عُمَرَ
ابْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
جَدِّهِ: أَنَّ عَلِيًّا كَانَ إِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا
تَغَرَّبَ الشَّمْسُ حَتَّى تَكَادَ أَنْ تُظْلِمَ، ثُمَّ
يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْعُو بِعِشَائِهِ
فَيَتَعَشَّى، ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ
وَيَقُولُ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ.

قال عُثْمَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ
ابْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ
يَقُولُ: وَرَوَى أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ
حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ أَنَسِ بْنِ

۱۲۳۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند: ۱/ ۱۳۶، ح: ۱۱۴۳ من حديث أبي أسامة به.



۴- کتاب صلاة السفر نماز خوف کے احکام و مسائل

مَالِكٍ: أَنَّ أَنَسًا كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا حِينَ يَغِيبُ الشَّمْسُ وَيَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ ذَلِكَ. وَرَوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُ.

حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَأَلَ عَنْ نَقْلِ مَا كَانَتْ تَفْعَلُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي الْمَغْرِبِ وَتَجْمَعُ بَيْنَهُمَا حِينَ يَغِيبُ الشَّمْسُ وَيَضَعُ ذَلِكَ. وَرَوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُ.

ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ زہری کی روایت از انس رضی اللہ عنہما از نبی ﷺ اسی کے مثل ہے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ: إِذَا أَقَامَ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ يَقْصُرُ (التحفة ۲۸۱)

باب: ۱۱- دشمن کے علاقے میں ٹھہرے تو قصر کرے

۱۲۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبُؤُكٍ عَشْرِينَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ

۱۲۳۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔



قال أبو داود: غير معمر [يرسله] لا يُسندُه.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ صرف معمر ہی نے اسے مسند بیان کیا ہے۔ (دوسرے مرسل بیان کرتے ہیں۔)

فائدہ: مجاہدین جب سرحدوں پر حالت جنگ میں ہوں یا اس کا خطرہ ہو تو قصر نماز پڑھیں..... اس کی مدت خواہ کتنی ہی طویل ہو۔ لیکن جب سرحدوں پر حالت جنگ نہ ہو نہ دشمن کی طرف سے حملہ کا اندیشہ ہی ہو تو پھر سرحد پر متعین فوجیوں اور مجاہدوں کے لیے مستقل طور پر قصر کرتے رہنا صحیح نہیں ہے۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ (التحفة ۲۸۲)

باب: ۱۲- نماز خوف کے احکام و مسائل

مَنْ رَأَى أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ وَهُمْ صَفَّانِ فَيَكْبُرُ بِهِمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَرْكَعُ بِهِمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَسْجُدُ لِلْإِمَامِ وَالصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ،

(درج ذیل حدیث) ان حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ امام انہیں نماز پڑھائے جبکہ مجاہدین کی دو صفیں ہوں۔ امام ان سب کو اکٹھے ہی نماز شروع کرائے

۱۲۳۵- تخریج: [سناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ۳/ ۲۹۵، ومصنف عبدالرزاق، ح: ۴۳۳۵، وللحديث شواهد * يحيى بن أبي كثير مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

۴- کتاب صلاة السفر نماز خوف کے احکام و مسائل

اور تکبیر تحریمہ کہے۔ پھر یہ سب رکوع کریں۔ پھر امام اور اس کے ساتھ متصل صف کے لوگ سجدہ کریں، مگر پچھلی صف والے کھڑے رہیں اور ان کی نگرانی کریں۔ جب وہ (سجدے کر کے) کھڑے ہو جائیں تو دوسری صف والے جو ان کے پیچھے کھڑے تھے سجدہ کریں۔ پھر پہلی صف والے دوسری صف میں ہو جائیں اور دوسری صف والے پہلی صف میں آجائیں۔ پھر امام اور سب لوگ رکوع کریں۔ پھر امام اور اس سے متصل صف والے سجدہ کریں، پچھلی صف والے کھڑے نگرانی کرتے رہیں۔ جب امام اور اس سے متصل صف والے سجدہ کر کے بیٹھ جائیں تو (پھر) دوسری صف والے سجدہ کریں اور سب بیٹھ جائیں اور پھر مل کر سلام پھیریں۔

وَالْآخَرُونَ قِيَامًا يَحْرُسُونَهُمْ، فَإِذَا قَامُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الْآخَرِينَ، وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْأَخِيرُ إِلَى مَقَامِهِمْ، ثُمَّ يَرْكَعُ الْإِمَامُ وَيَرْكَعُونَ جَمِيعًا، ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَسْجُدُ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، وَالْآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ سَجَدَ الْآخَرُونَ ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ جناب سفیان کا یہی قول ہے۔

۱۲۳۶- حضرت ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عسفان میں تھے جبکہ مشرکین کی قیادت خالد بن ولید کے ہاتھ میں تھی۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی۔ مشرکین نے کہا: ہمیں دھوکے کا موقع ملا تھا، ہمیں غفلت کا موقع ملا تھا اگر ہم ان پر حملہ کر دیتے جبکہ یہ نماز پڑھ رہے تھے (تو یہ بہت اچھا موقع تھا) چنانچہ ظہر اور عصر کے درمیان آیت قصر (یعنی نماز خوف) نازل ہو گئی۔ جب عصر کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلے کی جانب کھڑے ہو گئے اور مشرکین ان کے

قال أبو داؤد - هذا قولُ سُفْيَانَ .
 ۱۲۳۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ : حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ أَبِي عِيَّاشِ الزَّرْقِيِّ قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعُسْفَانَ وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَصَلَّيْنَا الظُّهْرَ ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ : لَقَدْ أَصَبْنَا غِرَّةً ، لَقَدْ أَصَبْنَا غَفْلَةً لَوْ كُنَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ ، فَتَرَكْتُ آيَةَ الْقَصْرِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَامَ رَسُولُ



۱۲۳۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الخوف، باب، ۱، ح: ۱۵۵۱ من حديث منصور به، وصححه البيهقي (۲۵۷/۳)، والبغوي، شرح السنة: ۱۰۹۶، والدارقطني (۲/۶۰)، وابن حبان، ح: ۵۸۷، ۵۸۸، والحاكم (۱/۳۳۷، ۳۳۸) على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

سامنے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک صف کھڑی ہوئی اور دوسری اس کے پیچھے۔ سورسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے بھی رکوع کیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے متصل جو صف تھی اس نے سجدہ کیا۔ دوسری صف والے کھڑے ان کی نگرانی کرتے رہے۔ جب ان لوگوں (پہلی صف والوں) نے دو سجدے کر لیے اور کھڑے ہو گئے تو جو لوگ ان کے پیچھے تھے انہوں نے سجدہ کیا۔ پھر پہلی صف دوسری صف والوں کی جگہ پر آ گئی اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ پر ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں نے رکوع کیا۔ پھر آپ نے اور آپ سے متصل صف والوں نے سجدہ کیا اور پچھلی صف والے کھڑے ان کی نگرانی کرتے رہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ اور پہلی صف والے بیٹھ گئے تو دوسروں نے سجدہ کیا۔ پھر سب بیٹھے اور اکٹھے سلام پھیرا۔ آپ ﷺ نے عسفان اور غزوة بنی سلیم کے موقع پر اس طرح نماز (خوف) پڑھائی۔

اللہ ﷻ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَالْمُشْرِكُونَ أَمَامَهُ، فَصَفَّ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَفًّا، وَصَفًّا بَعْدَ ذَلِكَ الصَّفِّ صَفًّا آخَرَ، فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَكَعُوا جَمِيعًا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلُونَهُ وَقَامَ الْآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَلَمَّا صَلَّى هَؤُلَاءِ السَّجْدَتَيْنِ وَقَامُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الْآخَرِينَ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْآخِرُ إِلَى مَقَامِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَلَمَّا جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ سَجَدَ الْآخَرُونَ، ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا، فَصَلَّاهَا بِعُسْفَانَ وَصَلَّاهَا يَوْمَ بَنِي سُلَيْمٍ.

قال أبو داود: رَوَاهُ أَيُّوبُ وَهَشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ هَذَا الْمَعْنَى عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ دَاوُدُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَذَلِكَ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ، وَكَذَلِكَ قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ عَنْ أَبِي مُوسَى فِعْلُهُ، وَكَذَلِكَ عِكْرَمَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلِكَ هَشَامٌ بْنُ غَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ایوب اور ہشام نے ابو الزبیر سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔ ایسے ہی داؤد بن حصین نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی عبد الملک نے عطاء سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح قتادہ نے حسن سے انہوں نے حطان سے انہوں نے ابو موسیٰ سے ان کا اپنا فعل نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح عکرمہ بن خالد نے مجاہد سے انہوں نے نبی ﷺ سے۔



۴- کتاب صلاة السفر نماز خوف کے احکام و مسائل

عن النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ. اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور ثوری کا بھی یہی قول ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز ایک ایسا فریضہ ہے جو دوران جنگ میں بھی معاف نہیں۔ ② ایسے مواقع پر نماز کے دوران میں عمل کثیر بھی جائز اور مطلوب ہے۔ اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ③ نماز خوف کے متعدد طریقوں میں سے ایک طریقہ یہی ہے امام اور مجاہدین کو حسب احوال کوئی سا طریقہ اختیار کر لینا چاہیے۔

(المعجم ۱۳) - باب مَنْ قَالَ: يَقُومُ
صَفَّ مَعَ الْإِمَامِ وَصَفَّ وَجَاهَ الْعَدُوَّ
(التحفة ۲۸۳)

چنانچہ امام اپنے ساتھ والے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے پھر امام کھڑا انتظار کرنے حتیٰ کہ یہ لوگ (اپنے طور پر) دوسری رکعت پڑھ لیں اور دشمن کے سامنے چلے جائیں پھر دوسرا گروہ آجائے اور امام انہیں ایک رکعت پڑھائے پھر وہ بیٹھ کر انتظار کرنے حتیٰ کہ یہ لوگ اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھ لیں۔ پھر امام ان سب کے ساتھ مل کر سلام کہے۔

۱۲۳۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي خَوْفٍ فَجَعَلَهُمْ خَلْفَهُ صَفَيْنِ، فَصَلَّى بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً، ثُمَّ تَقَدَّمُوا وَتَأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ فَصَلَّى

۱۲۳۷- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الخوف، ح: ۸۴۱ عن عبیدالله بن معاذ، والبخاری، المغازی، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ۴۱۳۱ من حدیث شعبه به.



۴- کتاب صلاة السفر نماز خوف کے احکام و مسائل

بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رُكْعَةً، ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رُكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ.

ﷺ نے ان لوگوں کو بھی ایک رکعت پڑھائی پھر بیٹھے رہے، حتیٰ کہ انہوں (دوسرے گروہ والوں) نے اپنی دوسری رکعت پڑھ لی پھر سلام پھیرا۔

(المعجم ۱۴) - باب مَنْ قَالَ: إِذَا صَلَّى رُكْعَةً (التحفة ۲۸۴)

باب: ۱۴- (ایک اور کیفیت) امام (دونوں گروہوں کو ایک) ایک رکعت پڑھائے

وَبَيَّتَ قَائِمًا، أَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رُكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوا، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَكَانُوا وَجَاهَ الْعُدُوِّ، وَاخْتَلَفَ فِي السَّلَامِ.

امام جب ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائے تو پھر کھڑا انتظار کرے، حتیٰ کہ یہ لوگ دوسری رکعت مکمل کر لیں اور سلام پھیر لیں اور پھر دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں۔ اس صورت میں سلام میں اختلاف کیا گیا ہے۔

۱۲۳۸- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرَّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وَجَّاهَ الْعُدُوِّ فَصَلَّى بِأَلْتِي مَعَهُ رُكْعَةً ثُمَّ بَيَّتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَصَفُّوا وَجَّاهَ الْعُدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرُّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ تَبَّتْ جَالِسًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

۱۲۳۸- صالح بن خوات اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوة ذات الرقاع میں نماز خوف پڑھی تھی اس نے بیان کیا کہ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بنائی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے رہا۔ پھر آپ نے اس گروہ کو جو آپ کے ساتھ تھا ایک رکعت پڑھائی پھر کھڑے رہے اور انہوں نے اپنی دوسری رکعت مکمل کی۔ پھر یہ لوگ دشمن کے سامنے چلے گئے اور دوسرا گروہ آ گیا۔ آپ نے ان کو اپنی باقی ماندہ دوسری رکعت پڑھائی پھر آپ بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر اپنی نماز مکمل کی۔ پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

قال مَالِكٌ: وَحَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ أَحَبُّ - مَا سَمِعْتُ - إِلَيَّ.

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (نماز خوف کے سلسلے میں) جو میں نے سنا ہے (ان میں سے یہی) حدیث یزید بن رومان مجھے زیادہ پسند ہے۔

۱۲۳۸- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ۴۱۲۹، ومسلم، ح: ۸۴۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۸۳.



۱۲۳۹- صالح بن خوات النصارى سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن ابی حمہ النصارى رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نماز خوف (کا طریقہ) یہ ہے کہ امام اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروہ (نماز کے لیے) کھڑے ہو جائیں اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے۔ امام اپنے ساتھ والوں کے ساتھ رکوع کرے اور سجدہ کرے پھر جب اٹھے تو کھڑا ہی رہے اور مقتدی اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھیں پھر سلام پھیریں اور امام کھڑا رہے اور یہ دشمن کے مقابل چلے جائیں۔ پھر دوسرا گروہ آجائے جنہوں نے ابھی نماز شروع نہیں کی تھی پس وہ امام کے پیچھے تکبیر کہہ کر (نماز شروع کریں) پھر امام ان کو رکوع اور سجدہ کرائے پھر سلام پھیرے اور یہ لوگ کھڑے ہو کر اپنی بقیہ رکعت پڑھیں اور پھر سلام پھیریں۔

۱۲۳۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتِ الْأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَتْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَهُ: أَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةٌ الْعَدُوَّ، فَيَرْكَعُ الْإِمَامُ رُكْعَةً وَيَسْجُدُ بِالذَّيْنِ مَعَهُ ثُمَّ يَقُومُ، فَإِذَا اسْتَوَى قَائِمًا ثَبَّتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ سَلَّمُوا وَانصَرَفُوا، وَالْإِمَامُ قَائِمٌ، فَكَانُوا وَجَاهَ الْعَدُوِّ، ثُمَّ يُقْبِلُ الْآخَرُونَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيَكْبِرُوا وَرَاءَ الْإِمَامِ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ ثُمَّ يُسَلِّمُ، فَيَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُونَ.

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کی قاسم سے روایت یزید بن رومان کی روایت کی مانند ہے صرف سلام کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اور عبید اللہ کی روایت یحییٰ بن سعید کی روایت کی مانند ہے۔ اس (یحییٰ) کے لفظ ہیں [وَيَثْبُتُ قَائِمًا] (یعنی امام کھڑا رہے)۔

قال أبو داؤد: وَأَمَّا رِوَايَةُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ نَحْوُ رِوَايَةِ يَزِيدِ بْنِ رُومَانَ إِلَّا أَنَّهُ خَالَفَهُ فِي السَّلَامِ، وَرِوَايَةُ عُبَيْدِ اللَّهِ نَحْوُ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ: وَيَثْبُتُ قَائِمًا.

باب: ۱۵- (ایک اور کیفیت) سب اکٹھے تکبیر (تحریمہ) کہیں

(المعجم ۱۵) - باب من قال: يُكْبِرُونَ جَمِيعًا (التحفة ۲۸۵)

تمام مجاہدین مل کر تکبیر (تحریمہ) کہیں۔ اگر ان کی پشت قبل کی طرف ہو تو امام اپنے ساتھ ایک گروہ کو ایک

وَأِنْ كَانُوا مُسْتَدْبِرِينَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ يُصَلِّي بَمَنْ مَعَهُ رُكْعَةً، ثُمَّ يَأْتُونَ مَصَافًا



رکعت پڑھائے پھر یہ لوگ اپنے ساتھیوں کی جگہ چلے آئیں۔ پھر دوسرے (امام کے پیچھے) آکر اپنی پہلی رکعت اپنے طور پر پڑھیں، پھر امام انہیں دوسری رکعت پڑھائے پھر وہ گروہ بھی آجائے جو دشمن کے مقابل ہو اور اپنے طور پر ایک رکعت پڑھیں اور امام بیٹھا رہے پھر ان سب کے ساتھ مل کر سلام پھیرے۔

أَصْحَابِهِمْ، وَيَجِيءُ الْآخَرُونَ فَيَرَكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي بِهَم رَكْعَةً، ثُمَّ تُقْبِلُ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ تُقَابِلُ الْعَدُوَّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، وَالْإِمَامُ قَاعِدٌ، ثُمَّ يُسَلِّمُ بِهَم كُلِّهْم.

۱۲۴۰- مروان بن حکم سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! مروان نے پوچھا کب؟ انہوں نے کہا: غزوة نجد کے سال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک گروہ تھا جبکہ دوسرا دشمن کے مقابل تھا اور قبلے کی طرف ان کی پشت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر (تحریمہ) کہی اور سب نے آپ کے ساتھ تکبیر کہی آپ کے ساتھ والوں نے بھی اور انہوں نے بھی جو دشمن کے بالمقابل تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے گروہ کو ایک رکعت پڑھائی۔ اس گروہ نے آپ کے ساتھ رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ جبکہ دوسرے لوگ دشمن کے سامنے کھڑے رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ والا گروہ بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر یہ چلے گئے اور دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ جو پہلے دشمن کے سامنے تھا (آپ

۱۲۴۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِيءُ: حَدَّثَنَا حَيَوَةُ وَابْنُ لَهِيْعَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ أَنَّهُ سَمِعَ عَزْرَةَ بِنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ: هَلْ صَلَّيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. فَقَالَ مَرْوَانُ: مَتَى؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ، قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ أُخْرَى مُقَابِلَ الْعَدُوِّ وَظَهَرُوا لَهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ، فَكَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرُوا جَمِيعًا: الَّذِينَ مَعَهُ وَالَّذِينَ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَةً وَاحِدَةً وَرَكَعَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ، وَالْآخَرُونَ قِيَامًا مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ

۱۲۴۰- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، صلوة الخوف، ح: ۱۵۴۴ من حديث أبي عبد الرحمن المقرئ، به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، وابن حبان، ح: ۵۸۵ من طريق آخر، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۳۳۸، ۳۳۹، ووافقه الذهبي.

۴- کتاب صلاة السفر نماز خوف کے احکام و مسائل

کے پیچھے) آ گیا۔ انہوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیا اور رسول اللہ ﷺ بدستور کھڑے رہے۔ پھر (جب یہ لوگ پہلی رکعت سے) کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دوسری رکعت پڑھائی۔ انہوں نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجود کیا۔ پھر وہ گروہ بھی آ گیا جو دشمن کے سامنے تھا انہوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والے بیٹھے رہے۔ پھر سلام پھرا تو رسول اللہ ﷺ نے اور سب نے اکٹھے سلام پھیرا۔ پس (اس طرح) رسول اللہ ﷺ کی (جماعت کے ساتھ) دو رکعتیں ہوئیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر شخص کی ایک ایک رکعت۔

فَذَهُبُوا إِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوهُمْ، وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ كَمَا هُوَ، ثُمَّ قَامُوا، فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَةً أُخْرَى وَرَكَعُوا مَعَهُ وَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاعِدٌ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ، ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَلَّمُوا جَمِيعًا، فَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةٌ رَكْعَةٌ.

۱۲۴۱- جناب عروہ بن زبیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب نکلے۔ یہاں تک کہ جب ہم مقام نخل کے ذات الرقاع میں پہنچے تو بنو غطفان کی ایک جماعت سے مدبھیڑ ہو گئی۔ اور مذکورہ روایت کے ہم معنی بیان کیا۔ اس کے الفاظ حیوہ کے الفاظ سے مختلف ہیں۔ اس میں کہا: جب آپ نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اور کھڑے ہوئے تو یہ لوگ الٹے پاؤں چلتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی جگہ جا کھڑے ہوئے۔ اور قبیلے کی طرف پشت کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

۱۲۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّاظِيُّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى نَجْدٍ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرَّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ، لَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَفْظُهُ عَلَى غَيْرِ لَفْظِ حَيَوَةَ. وَقَالَ فِيهِ: حِينَ رَكَعَ بَيْنَ مَعَهُ وَسَجَدَ قَالَ: فَلَمَّا قَامُوا مَشَوْا الْقَهْقَرَى إِلَى مَصَافِّ أَصْحَابِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْتِدْبَارَ الْقِبْلَةِ.

۱۲۴۲- امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن سعد نے

۱۲۴۲- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَمَّا عُبَيْدُ اللَّهِ

۱۲۴۱- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۱۲۴۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۷۵/۶ من حديث عمه يعقوب بن إبراهيم بن سعد به، وصححه



۴- کتاب صلاة السفر ————— نماز خوف کے احکام و مسائل

ابن سعید فحدثنا قال: حدثني عمي: أخبرنا أبي عن ابن إسحاق، حدثني محمد بن جعفر بن الزبير أن عروة بن الزبير حدثه أن عائشة حدثته بهذه القصة قالت: كبر رسول الله ﷺ وكبرت الطائفة الذين صفوا معه، ثم ركع فركعوا، ثم سجد فسجدوا، ثم رفع فرفعوا، ثم مكث رسول الله ﷺ جالسا، ثم سجدوا هم لأنفسهم الثانية، ثم قاموا فنكصوا على أعقابهم يمشون القهقري حتى قاموا من وراءهم، وجاءت الطائفة الأخرى فقاموا فكبروا، ثم ركعوا لأنفسهم، ثم سجد رسول الله ﷺ فسجدوا معه، ثم قام رسول الله ﷺ وسجدوا لأنفسهم الثانية، ثم قامت الطائفتان جميعا فصلوا مع رسول الله ﷺ فركع فركعوا، ثم سجد فسجدوا جميعا، ثم عاد فسجد الثانية وسجدوا معه سريعا، كأشرع الأشراع جاهدا لا يألون سريعا، ثم سلم رسول الله ﷺ وسلموا، فقام رسول الله ﷺ وقد شاركه الناس في الصلاة كلها.

ہم سے بیان کیا تو کہا کہ مجھ سے میرے بچپانے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے خبر دی ابن اسحاق سے انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا ہے کہ عروہ بن زبیر نے ان سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے یہی واقعہ بیان کیا۔ کہا: رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور اس گروہ نے بھی تکبیر کہی جس نے آپ کے ساتھ صف بنائی تھی۔ پھر آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے بھی رکوع کیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا، پھر آپ نے سراٹھایا تو انہوں نے بھی اٹھایا۔ پھر رسول ﷺ بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر دوسرا سجدہ کیا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور اٹھے پاؤں چلتے ہوئے ان (یعنی دوسرے گروہ) کے پیچھے جا کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ آگیا وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے تکبیر کہی اور اپنے طور پر رکوع کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا تو انہوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا، پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر دوسرا سجدہ کیا۔ پھر دونوں گروہ اٹھے کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا تو سب نے سجدہ کیا۔ پھر پلٹ کر دوسرا سجدہ کیا، انہوں نے بھی آپ کے ساتھ جلدی سے سجدہ کیا نہایت جلدی جلد بازی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو ان سب نے بھی سلام پھیرا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور سب لوگ آپ کے ساتھ ساری نماز میں شریک رہے۔



باب: ۱۶- (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے اور ہر صف (گروہ) کے لوگ اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھیں ۱۲۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی جب کہ دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا۔ پھر یہ لوگ چلے گئے اور دوسروں کی جگہ پر (دشمن کے مقابل) کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ لوگ (رسول اللہ ﷺ کے پیچھے) آگئے تو آپ نے ان کو دوسری رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور اپنی رکعت ادا کی اور دوسرے گروہ والے بھی کھڑے ہوئے اور اپنی رکعت ادا کی۔

امام ابوداؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نافع اور خالد بن معدان نے ابن عمر سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ مسروق اور یوسف بن مهران کا بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی قول ہے۔ نیز یونس نے حسن سے انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کا نقل بیان کیا ہے۔

🌞 فائدہ: اس صورت میں گویا امام اپنے مجاہد مقتدیوں کا محافظ بنا کر وہ اپنی نماز مکمل کر لیں۔

باب: ۱۷- (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے، تو جو لوگ اس کے پیچھے ہوں وہ کھڑے ہو کر اپنی (دوسری) رکعت پڑھ لیں، پھر دوسرے لوگ ان کی جگہ پر آ جائیں اور اپنی ایک رکعت پڑھ لیں

(المعجم ۱۶) - باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُ كُلُّ صَفٍّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً (التحفة ۲۸۶)

۱۲۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِأَخْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً، وَالطَّائِفَةَ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةً الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَقَامُوا فِي مَقَامِ أَوْلِيئِكَ وَجَاءَ أَوْلِيئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

قال أبو داود: وكذلك رواه نافع وخالد بن معدان عن ابن عمر عن النبي ﷺ، وكذلك قول مسروق ويوسف بن مهران عن ابن عباس، وكذلك روى يونس عن الحسن عن أبي موسى أنه فعله.

(المعجم ۱۷) - باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ، فَيَقُومُ الَّذِينَ خَلْفَهُ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً ثُمَّ يَجِيءُ الْآخَرُونَ إِلَى مَقَامِ هَؤُلَاءِ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً (التحفة ۲۸۷)

۱۲۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ۴۱۳۳ عن مسدد، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الخوف، ح: ۸۳۹ من حديث معمر به.



۱۲۴۴- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسِرَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ: حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَقَامُوا صَفًّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَفٌّ مُسْتَقْبِلَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَةً، ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُونَ فَقَامُوا مَقَامَهُمْ- وَاسْتَقْبَلَ هَؤُلَاءِ الْعَدُوَّ- فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ هَؤُلَاءِ فَصَلُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوا، ثُمَّ ذَهَبُوا فَقَامُوا مَقَامَ أَوْلِيكَ مُسْتَقْبِلِي الْعَدُوِّ وَرَجَعَ أَوْلِيكَ إِلَى مَقَامِهِمْ فَصَلُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوا.

۱۲۴۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی۔ (مجاہدین نے دو صفیں بنائیں) ایک صف رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہوئی اور دوسری دشمن کے سامنے رہی۔ آپ نے ان کو (جو آپ کے پیچھے تھے) ایک رکعت پڑھائی پھر دوسرے آگے اور ان لوگوں کی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور یہ دشمن کے مقابلے میں چلے گئے۔ نبی ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور خود سلام پھیر دیا، تو ان لوگوں نے اٹھ کر اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا پھر چلے گئے اور ان لوگوں کی جگہ پر جا کھڑے ہوئے۔ جو دشمن کے سامنے تھے۔ پھر دوسرے ان لوگوں کی جگہ پر آگئے اور اپنی اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا۔

۱۲۴۵- حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُتَنَصِّرِ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ خُصَيْفٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: فَكَبَّرَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرَ الصَّفَّانِ جَمِيعًا.

۱۲۴۵- جناب خصیف نے اپنی سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت میں ہے: اللہ کے نبی ﷺ نے تکبیر کہی تو دونوں صفوں نے ان کے ساتھ مل کر تکبیر کہی۔

قال أبو داود: رواه الثوري بهذا المعنى عن خصيف: وصلى عبد الرحمن بن سمره رضي الله عنه في صلاة الخوف، إلا أن الطائفة التي صلى بهم ركعة ثم سلموا إلى مقام أصحابهم، وجاء هؤلاء فصلوا لأنفسهم ركعة ثم رجعوا إلى مقام

امام ابو داود کہتے ہیں کہ ثوری نے بھی خصیف سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی پڑھائی تھی سوائے اس کے کہ جس گروہ نے اخیر میں ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی وہ امام کے سلام کے بعد دشمن کے سامنے چلے گئے۔ پھر پہلا گروہ آیا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکعت پڑھی

۱۲۴۴- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۷۵ عن محمد بن فضيل بن غزوان به * خصيف ضعيف، تقدم، ح: ۱۰۲۸، وأبو عبيدة عن أبيه منقطع، تقدم، ح: ۹۹۵. ۱۲۴۵- تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۴- کتاب صلاة السفر
 أولئك، فصلوا لأنفسهم ركعة.
 نماز خوف کے احکام و مسائل
 (جو باقی تھی) پھر یہ دوسرے گروہ کی جگہ پر لوٹ گئے
 بعد ازاں دوسرا گروہ آیا اور اس نے ایک رکعت پڑھی۔

قال أبو داود: حدثنا بذلك مسلم
 ابن إبراهيم: حدثنا عبد الصمد بن
 حبيب: أخبرني أبي أنهم غزوا مع
 عبد الرحمن بن سمره كابل فصلى بنا
 صلاة الخوف.
 امام ابو داود نے کہا: ہمیں یہ مسلم بن ابراہیم نے
 بیان کیا کہ ہمیں عبد الصمد بن حبیب نے بیان کیا، وہ
 اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت
 عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کابل میں جہاد کیا اور
 انہوں نے ہم کو نماز خوف پڑھائی۔

☀️ فائدہ: اس باب کی دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ اس لیے ان میں بیان کردہ صورتیں غیر مستند ہیں۔

(المعجم ۱۸) - باب من قال: يصلي
 بكل طائفة ركعة ولا يقضون
 (التحفة ۲۸۸)
 باب: ۱۸- (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو
 ایک رکعت پڑھائے اور وہ (بعد میں خود)
 کوئی ادائیگی نہ کریں

۱۲۴۶- حدثنا مسدد: حدثنا يحيى
 عن سفيان، حدثني الأشعث بن سليم
 عن الأسود بن هلال، عن ثعلبة بن
 زهدم قال: كنا مع سعيد بن العاص
 بطبرستان فقام فقال: أيكم صلى مع
 رسول الله ﷺ صلاة الخوف؟ فقال
 حذيفة: أنا، فصلى بهؤلاء ركعة
 وبهؤلاء ركعة، ولم يقضوا.
 جناب ثعلبہ بن زہدم بیان کرتے ہیں کہ ہم
 لوگ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ طبرستان میں
 تھے وہ کھڑے ہوئے اور پوچھا: تم میں سے کون ہے جس
 نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت
 حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک
 گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرے کو ایک اور پھر ان
 لوگوں نے کوئی ادائیگی نہیں کی (دوسری رکعت ادا نہ کی)۔

قال أبو داود: وكذا رواه عبيد الله بن
 عبد الله ومجاهد عن ابن عباس عن
 النبي ﷺ، وعبد الله بن شقيق عن أبي
 امام ابو داود کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن عبد اللہ اور مجاہد
 نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے
 ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور عبد اللہ بن شقیق نے

۱۲۴۶- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوة الخوف، باب: ۱، ح: ۱۵۳۱ من حديث يحيى القطان
 به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۴۳، وابن حبان، ح: ۵۸۶، والحاكم، ۱/ ۳۳۵، ووافقه الذهبي.



۴- کتاب صلاة السفر نماز خوف کے احکام و مسائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یزید الفقیر اور ابو موسیٰ یہ ایک تابعی ہیں (صحابی رسول ابو موسیٰ) اشعری نہیں ہیں۔ یہ سب حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ بعض نے شعبہ سے یزید الفقیر کی روایت میں کہا ہے: انہوں نے ایک رکعت ادا کی تھی۔ اور ایسے ہی اس کو ساک حنفی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی اس کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اس صورت میں قوم کے لیے ایک رکعت ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو رکعتیں۔

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَزِيدَ الْفَقِيرَ وَأَبُو مُوسَى. - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَجُلٌ مِنَ التَّابِعِينَ لَيْسَ بِأَشْعَرِيٍّ - جَمِيعًا عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ شُعْبَةَ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ الْفَقِيرِ: أَنَّهُمْ قَضَوْا رَكْعَةً أُخْرَى. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ سِمَاكُ الْحَنْفِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ زَيْدُ بْنُ نَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَكَانَتْ لِلْقَوْمِ رَكْعَةً وَلِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَكْعَتَيْنِ.



۱۲۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر نماز فرض کی ہے۔ اقامت میں چار رکعتیں، سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت۔

۱۲۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

☀️ **فائدہ:** علامہ سندھی کہتے ہیں کہ اس بات میں کوئی تعارض نہیں کہ خوف میں ایک رکعت واجب ہو اور دو پڑھ لی جائیں۔ مذکورہ روایات میں جو آیا ہے وہ احب اور اولیٰ کا مسئلہ ہے۔ یا حدیث کا یہ مقصود ہو کہ سخت خوف کی حالت میں کم از کم ایک رکعت فرض ہے۔

باب: ۱۹- (ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو دو دو رکعتیں پڑھائے

(المعجم ۱۹) - **بَابُ مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ (التحفة ۲۸۹)**

۱۲۴۸- حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی

۱۲۴۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ:

۱۲۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرین، باب صلوة المسافرین وقصرها، ح: ۶۸۷ عن سعید بن منصور به.
۱۲۴۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الإمامة، باب اختلاف نية الإمام والمأموم، ح: ۸۳۷ من حديث الأشعث به * الحسن البصري عنمن، وحديث يحيى بن أبي كثير رواه مسلم، ح: ۸۴۳، وهو يغني عنه.

۴- کتاب صلاة السفر۔ کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ،
عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي
خَوْفِ الظُّهْرِ، فَصَفَّ بَعْضُهُمْ خَلْفَهُ
وَبَعْضُهُمْ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتًا
ثُمَّ سَلَّمَ، فَأَنْطَلَقَ الَّذِينَ صَلَّى مَعَهُ فَوْقُوا
مَوْقِفَ أَصْحَابِهِمْ، ثُمَّ جَاءَ أَوْلِيكَ فَصَلُّوا
خَلْفَهُ، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ،
فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعًا وَلَا أَصْحَابِهِ
رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، وَبِذَلِكَ كَانَ يُفْتِي
الْحَسَنُ.

قال أبو داود: وَكَذَلِكَ فِي الْمَغْرِبِ
يَكُونُ لِلْإِمَامِ سِتُّ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ ثَلَاثًا.

قال أبو داود: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ يَحْيَى

ابنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ جَابِرِ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلِكَ قَالَ سُلَيْمَانُ
الْيَشْكُرِيُّ عَنِ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی حدیث (۸۲۳) سے یہ صورت ثابت ہے۔ بہر حال صلوة خوف کی یہ مختلف صورتیں ہیں۔ امام حسب احوال کوئی بھی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ قابل غور یہ ہے کہ اس پریشان کن حالت میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام والتزام ہونا چاہیے۔

(المعجم ۲۰) - باب صَلَاةِ الطَّالِبِ
(التحفة ۲۹۰)
باب: ۲۰- دشمن کو ڈھونڈنے نکلے تو نماز کس طرح پڑھے؟ (یعنی اگر اندیشہ ہو کہ نماز پڑھنے کے لیے رک گئے تو دشمن جل دے جائے گا یا کوئی اور مشکل پیش آجائے گی تو اس صورت میں کیسے کرے؟)

امام ابو داؤد فرماتے ہیں اور ایسے ہی نماز مغرب میں (ہوگا کہ) امام کی چھ رکعتیں ہوں گی اور قوم کی تین تین۔
امام ابو داؤد نے کہا: یحییٰ بن ابی کثیر نے ابو سلمہ سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی سلیمان یشکری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے کہا ہے۔



۴- کتاب صلاة السفر نماز خوف کے احکام و مسائل

۱۲۴۹- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ، عَنْ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى خَالِدِ بْنِ سَفْيَانَ الْهَدَلِيِّ - وَكَانَ نَحْوَ عُرْنَةَ وَعَرَفَاتٍ - فَقَالَ : « اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ ». قَالَ : فَرَأَيْتُهُ ، وَحَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَقُلْتُ : إِنِّي لَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا إِنْ أُوحِرَ الصَّلَاةُ ، فَانْطَلَقْتُ أَمْشِي وَأَنَا أَصْلِي أَوْمِيءَ إِيْمَاءَ نَحْوِهِ ، فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ قَالَ لِي : مَنْ أَنْتَ ؟ قُلْتُ : رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ بَلَّغَنِي أَنَّكَ تَجْمَعُ لِهَذَا الرَّجُلِ فَجِئْتُكَ فِي ذَاكَ . قَالَ : إِنِّي لَفِي ذَاكَ . فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً ، حَتَّى إِذَا أَمَكَّنَنِي عِلْوَتُهُ بِسَيْفِي حَتَّى بَرَدَ .

۱۲۳۹- حضرت عبداللہ بن انیس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خالد بن سفیان ہذلی کے تعاقب میں عرنہ اور عرفات کی طرف روانہ کیا اور فرمایا: ”جاؤ اور اسے قتل کر دو۔“ میں نے اسے دیکھا اور ادھر نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ تو میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے نماز مؤخر کی تو میرے اور اس کے درمیان کچھ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں اس کی طرف جاتے ہوئے اشارے سے نماز پڑھتا گیا۔ جب میں اس کے قریب ہوا تو اس نے مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں اہل عرب سے ہوں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس شخص کے مقابلے کے لیے لشکر جمع کر رہے ہو تو میں اس سلسلے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا: میں بھی اسی مہم پر ہوں۔ چنانچہ میں کچھ دیر اس کے ساتھ چلتا رہا۔ جب میں نے موقع پایا تو اس پر اپنی تلوار بلند کی..... حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔



🌞 فوائد و مسائل: ① حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ دیکھیے: (کتاب العوف، باب صلاة الطالب والمطلوب راکباً وایماء) اور اس سے معلوم ہوا کہ دوران جنگ میں اگر صورت حال سنگین ہو جائے اور نماز کے لیے جمع ہونے کی مذکورہ بالا کوئی بھی صورت ممکن نہ ہو تو مجاہدین اشارے سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ② جنگ میں دشمن کے سامنے جیلا اور تور یہ سے کام لینا جائز ہے۔ یہ جھوٹ کی ذیل میں نہیں آتا۔

الحمد لله سنن ابوداود (عربی اردو) کی پہلی جلد مکمل ہوئی۔
 دوسری جلد کا آغاز کتاب التطوع، باب تفریع ابواب التطوع سے ہوگا۔
 و بيد الله التوفيق والسداد و به نستعين۔

۱۲۴۹- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴/۴۹۶ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۹۸۲، وابن حبان، ح: ۵۹۱ * ابن عبد الله بن أنس اسمه عبدالله، انظر دلائل النبوة للبيهقي: ۴/۴۲ .

